التفسير الكوثري

الجلد الاوّل

المؤلف

من الاستاذ فی التفسیر والحدیث

محمد شریف اللہ

ابن المحدث الکبیر محمد عبد الرحیم غفر اللہ لہما

الناشر

الجامعة الاسلامية التفسيرية شمس العلوم

رحیم یارخان - پنجاب (پاکستان)

التفسير الكوثري

(العالمي)

المجلد الاول

المؤلف

من الاستاذ فى التفسير والحديث

محمد شريف الله

ابن المحدث الكبير محمد عبد الرحيم غفر الله لهما

الناشر

الجامعة الاسلامية التفسيرية شمس العلوم

رحيم يارخان ـ پنجاب (پاكستان)

Marfat.com

135289

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من ارسلہ رحمۃ للعالمین

امّا بعدُ

فسورۃ الفاتحۃ

نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوٰۃ و بالمدینۃ لماحوّلت لیعلم انہا فی الصلوٰۃ کما کانت ★

اور یہ سات آیات ہیں اور پچیس ۲۵ کلمات ہیں اور ایک سو تیئیس ۱۲۳ حروف ہیں کنز العمال میں ہے کہ حضرت اُبیؓ فرماتے ہیں کہ اگر فاتحۃ الکتاب ترازو کے ایک پلہ میں رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں قرآن رکھا جائے تو فاتحۃ الکتاب کا وزن قرآن پر سات گنا زیادہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ (ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم) نوادر الاصول میں حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر سالم دنیا میرے امتی کے ایک رجل کے ہاتھ میں رکھی جائے پھر وہ کہے الحمد للہ تو الحمد للہ اس کیلئے افضل ہے ★ مریسی نے کہا ہے کہ اس کو فاتحۃ الکتاب اس لیئے کہتے ہیں کہ یہ پہلی سورۃ ہے جو کہ لوح محفوظ میں اوّلاً لکھی گئی ہے حدیث مرفوع میں ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور کہا کہ خوش ہو جاؤ ساتھ دو نوروں کے آپکو وہ ملے ہیں آپ کے سوا کسی اور نبی اللہ کو نہیں ملے ★ فاتحۃ الکتاب اور آخری آیات سورۃ بقرہ کے نہیں پڑھو گے کوئی حرف اس سے (یعنی دعائیہ) مگر دیئے جاؤ گے اس سے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قسم ہے رب ہماری کی طرف سے نازل کیا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے ہر سورۃ کے ابتداء میں کہ قسم کھائی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جو میں نے اس سورۃ میں فرمایا ہے وہ حق ہے اور میں نے جو اس سورۃ میں اپنے عباد کے ساتھ وعدے کئے ہیں اسکی ضرور ایفاء کروں گا (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ با قسمیہ ہے اور متعلق اسکا اُقسم محذوف ہے۔ فرق درمیان رحمٰن۔ رحیم کے کہ **رحمٰن** وہ ہے کہ بغیر عمل کے اجر کثیر دیوے جیسے بیمار کہ بوجہ بیماری کے تلاوۃ نہیں کرسکتا تو اسکو تلاوۃ کا اجر کثیر ملیگا اور **رحیم** وہ ہے کہ عمل قلیل پر اجر کثیر دیوے (کہ ایک روپیہ صدقہ پر سات سو روپے صدقہ کا اجر دیوے) ۔

فتحۃ القرآن بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ امّ الکتاب

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بیحد مہربان ہے نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں (نہ غیر اللہ کیلئے یعنی کل کلمات تحمدیہ جو کہ صفات حمیدہ عزّ اسمہ پر دلالت کرتے ہیں وہ مختص عزّ اسمہ کیساتھ ہیں یہ معنی قدر مشترک ہے درمیان الف لام جنس کے و استغراق کے جیسا کہ نہیں مخفی علیٰ من لہ ادنیٰ تلبس بالنحو) **رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** (قرطبی میں ہے کہ عرش کے نیچے ایک لاکھ عالم ہے سات آسمان اور سات زمینیں حتیٰ کہ جنت اور نار ایک عالم ہے اور

Marfat.com

ننانوے ہزار نو سو ننانوے عالم اس کے سوا اور ہیں قال اللہ تعالیٰ (وما یعلم جنود ربک الا ھو) تو معنی ہوگا استعداد ازلی کے مطابق تمام عالم کی اول سے لاکر آخر تک اللہ تعالیٰ تربیت کرنے والا ہے (جیسا کہ عالم ارواح میں سب انسانونکو فرمایا (الست بربکم) اور عالم حشر کے بارے میں فرمایا (وقضی بینھم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین) اور عالم معاد کے بارے میں جنتیونکی کلام کو نقل فرمایا (و آخر دعوٰیھم ان الحمد للہ رب العالمین) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۲ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (فرق درمیان الرحمٰن الرحیم کے (رحمٰن) وہ ہے جو ماتحت الاسباب تمامی عالم کی تربیت کرتا ہے اور (رحیم) وہ ہے جو تمامی عالم کی مافوق الاسباب تربیت کرتا ہے کلمہ کن ۔کن۔ کن میں جیسا کہ بنی اسرائیل تیھی والونکے بارے فرمایا (وانزلنا علیکم المن والسلوی) اب دو آیتین کا ترجمہ یوں ہوگا (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں نہ غیر اللہ کیلئے جو تمام عالم کی تربیت کرنے والا ہے ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب) حدیث میں آیا اللہ کے ہاں سو حصے رحمت کے ہیں صرف ایک حصہ کا اس عالم میں ظہور فرمایا ہے جسکی وجہ سے کوئی کسی پر اظہار شفقت کرتا ہے باقی ننانوے حصے اس نے اپنے پاس رکھے ہیں جو کہ قیامت کے دن مومنین پر اظہار فرمائیں گے تو فرمایا) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۳ قادر علی احداث یوم الدین ای قادر ہے اوپر اظہار دن حساب کے یا معنی ہے ملک الاملاک ای شاہان شاہ (چونکہ قیامت میں فلاح اور رحمت کی مدار عبادۃ پر ہوگی تو فرمایا) اِيَّاكَ نَعْبُدُ (والعبادۃ الاطاعۃ مع غایۃ الذل وغایۃ التعظیم للمعبود پس معنی ہوگا نہایت عاجزی وتعظیم کیساتھ خالص تیری اطاعت کرتے رہینگے اور اطاعت پر خالص تجھ سے مدد مانگتے رہینگے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۴ (پھر آگے مدد مانگنے کی دعا کا طریقہ بتلایا کہ ای عباد میرے یوں میری دربار میں عرض کیا کرو تو تمہارے مسئول تمکو ملے کریں گے) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۵ ہمیشہ رکھ ہمکو سیدھی راہ پر جس میں ہدایۃ سے ٹیڑھا پن نہ ہو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ یعنی سیدھی راہ اُن حضرات کی جنپر آپ نے خصوصی انعامات کئے ہیں (صراط) بدل (الصراط) سے بدل الکل من الکل ہے منعم علیھم کی تشریح وتفسیر میں فرمایا (ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا) منبع فیض چشمہ ہدایۃ میرے مرشد دھادی شیخنا الطالحوی اسمہ المنیف محمد حماد اللہ نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جسپر وحی نازل ہوئی ہو اور صدیق وہ ہے جو وحی کا دعاء ہو یعنی وحی کے خلاف موئے سر بھی نہ کرے اور شہید وہ ہے جو وحی کے مطابق اپنی جان دیدی ہو اور صالح وہ ہے کہ ہر وقت اسکی جان حاضر ہے شہادت کیلئے کما قال اللہ تعالیٰ (فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر) پھر جیسے عباد نے ہدایۃ کا سوال کیا ویسے سوال کیا کہ ان لا یضلھم کہ ہمیں گمراہی سے بچائے فرمایا) غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۷ (غیر) صفت ہے (الذین) کی (المغضوب علیھم) سے مراد یہود ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (وباءو بغضب من اللہ) اور (الضالین) سے مراد نصاریٰ ہیں قال اللہ تعالیٰ (قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا) پھر یہود کو غلو فی انکار نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا جو مسئلہ بدیہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ (یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم) اور نصاریٰ کو غلو فی انکار التوحید تھا جو کہ مسئلہ نظری ہے فرمایا (لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ) (آمین) عن ابی ھریرۃ قال (آمین) خاتم رب العالمین علی لسان عباد ہ المومنین یعنی آمین کے کہنے سے اللہ

Marfat.com

★ گفتند بسم اللہ الرحمن الرحیم نوزدہ [19] حروف اند **سورۃ الحمد** تعالیٰ کی طرف سے مومنین نے مہر قبولیت کی لگا دی ★
وموکلان دوزخ نیز نوزدہ [19] کس اند۔ گفتہ اند کہ لفظ الحمد للہ ہشت حروف است بعدد دروازہائے بہشت وہشت آیات است با تسمیہ۔ ★
سورۃ الشکر ۔ در سورۃ فاتحہ دہ [10] چیز است پنج [5] چیز از صفات ربوبیت ۔ اللہ۔ رب۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک۔ وپنج [5] چیز از صفات
عبودیت ۔عبادۃ۔ استعانت ۔طلب ہدایت ۔طلب استقامت وطلب نعمت وپناہ از غضب **تشریح** اینست کہ عبادۃ را باللہ تعلق دادہ است واستعانت
را برب وطلب ہدایت را برحمن وطلب استقامت را برحیم وطلب نعمت وپناہ از غضب را بمالک ، **سورۃ الصلوٰۃ** ۔ نیز آدمی مرکب
از پنج [5] چیز است۔ بدن ونفس بہیمی ونفس سبعی ونفس شیطانی وجوہر ملکی کہ روحانیت است پس اطمینان جوہر ملکی کہ روحانیت است بہ تجلی اسم (اللہ)
است قال اللہ تعالیٰ (الابذکر اللہ تطمئن القلوب) وانقیاد وزمی نفس شیطانی بہ تجلی اسم (رب) است (رب اعوذبک من ھمزات الشیاطین و
اعوذبک رب ان یحضرون) واصلاح نفس سبعی بہ تجلی اسم (رحمن) است (الملک یومئذ الحق للرحمن) واصلاح نفس بہیمی بہ تجلی اسم (رحیم)
است (ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ) وازالۃ وکثافۃ بدن بہ تجلی صفت مالکیۃ است (لمن الملک الیوم) وچوں بسبب
این تجلیات آدمی بجمیع اجزائہ صالح ومہذب شد پس رجوع بہ قصری بمطلب خود نمود برائے اطاعت بدن (ایاک نعبد) گفت وبرائے اطاعت
نفس بہیمی (ایاک نستعین) گفت وبرائے خلاصی از نفس سبعی (اھدنا) گفت وبرائے براۃ از مکائد نفس شیطانی طلب استقامت (الصراط
المستقیم) گفت وبرائے اصلاح جوہر ملکی کہ روحانیت است مرافقت ارواح مقدسہ درخواست نمود (صراط الذین انعمت علیہم) و
از ارواح مترنسہ بہ (غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) دوری خواست ۔ باید دانست کہ مداخل شیطان در قلب انسان بسہ [3] راہ است
شہوت وغضب وہوا شہوۃ را بہیمیت گویند وغضب را سبعیت وہوا را شیطانیت گویند ونتیجہ شہوۃ در آدمی دو [2] چیز است حرص بخل ونتیجہ غضب
دو چیز است عجب وتکبر ونتیجہ ہوا کفر وبدعت است ۔ **سورۃ المناجات** مضامین قرآن مجید کے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے نزدیک
پانچ [5] ہیں علم المخاصمۃ ۔علم الاحکام ۔تذکیر بآلاء اللہ ۔تذکیر بأیام اللہ ۔تذکیر بما بعد الموت ۔ ان کا انطباق فاتحہ پر یوں ہے علم المخاصمۃ آیت (الحمد للہ)
تذکیر بآلاء اللہ آیت (رب العالمین الرحمن الرحیم) تذکیر بما بعد الموت آیت (مالک یوم الدین) علم الاحکام آیت (ایاک نعبد وایاک نستعین) تذکیر بایام اللہ
(اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین) آمین **سورۃ الشفاء** اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ
کے نزدیک مضامین قرآن مجید کے چار [4] ہیں علم الاصول [1] (الحمد للہ سے تا مالک یوم الدین) علم الاحکام [2] (ایاک نعبد) علم السلوک [3] (وایاک نستعین)
علم القصص [4] (اہدنا سے تا ولا الضالین) پھر انکے نزدیک علم الاصول تین [3] قسم ہے علم التوحید علم النبوۃ علم المعاد اور علم التوحید تین [3] قسم ہے علم ذات اللہ
وعلم صفات اللہ وعلم افعال اللہ تعالیٰ **سورۃ الدعاء** اور حضرت امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک مضامین قرآن کے چھ [6] ہیں ۔
۱۔ حصر الخالقیت فی ذات اللہ جسکا بیان ابتداء سے تا آخر مائدہ تک ہے ۲۔ حصر الالوہیت فی ذات اللہ تعالیٰ جسکا بیان ابتداء انعام سے تا آخر بنی اسرائیل
تک ہے ۳۔ حصر التصرف فی ذات اللہ تعالیٰ جسکا بیان ابتداء کہف سے تا آخر سبا تک ہے ۴۔ حصر المالکیت فی ذات اللہ تعالیٰ جسکا بیان سباء

Marfat.com

سے آخر قرآن تک ہے ۵ حصر العبادة فی ذات اللہ تعالیٰ ۶ حصر النداء فی ذات اللہ جن کا بیان بھی ابتداء انعام سے تا آخر بنی اسرائیل تک ہے، ان چھ مضامین کا انطباق فاتحہ پر اسطرح ہے کہ ۱ آیات الحمد للہ ۲ رب العالمین ۳ الرحمن الرحیم ۴ مالک یوم الدین ۵ ایاک نعبد ۶ وایاک نستعین سے مفہوم ہوتے ہیں پھر اھدنا سے آخر تک ان مضامین کا عملی نمونہ ہے فللہ الحمد علی ما انعم علینا من اتمام التفاسیر السبعة لسورة الکنز والوافیة والکافیة ★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

مدنیة نزلت فی مدد شتی وھی مأتان وسبع وثمانون آیة (۲۸۷) وستة آلاف ومأتان واحدی وعشرون کلمة (۶۲۲۱) وحروفھا خمسة وعشرون الفا وخمس مأة حرف (۲۵۵۰۰) وفی کنز العمال بسند سھل بن سعد مرفوعا لکل شیئ سنام وان سنام القرآن سورة البقرة وفیھا آیة ھی سیدة ای القرآن آیة الکرسی وقال ابن العربی سمعت بعض اشیاخی یقول فیھا الف امر والف نھی والف حکم والف خبر ★

الٓمّٓ ۱ انتیس [29] سورتوں کے ابتداء میں جو حروف مقطعات ہیں سر مکنون ہیں انکی مراد صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یا بقول سجاوندی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی مراد کو جانتے ہیں۔ **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ** یہ عالیشان (جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہتے ہیں) کتاب ہے اور یہی کتاب ہے باعتبار تحدی کے ای اعلان مقابلہ کے کما قال اللہ تعالیٰ (وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثلہ) **لَا رَیْبَ فِیْهِ** کچھ شک نہیں بیچ اس کے ای منزل من السماء ہونے میں **هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۲** عین ہدایة ہے ای دلالة ہے یا ارشاد ہے ان لوگوں کیلئے جو کفر سے بچتے ہیں یا کبائر سے اور اصرار علی الصغائر سے بچتے رہتے ہیں (ذٰلک) مبتداء (الکتاب) خبر اول (لاریب فیہ) خبر ثانی (ھدی للمتقین) خبر ثالث ہے (والفرق بین الریب والمریة والشک کما قال الراغب (ریب) اس کو کہتے ہیں کہ ایک شیئ کی حقیقت میں توہم ہو کہ شاید اسکی حقیقت نہ ہو پھر ادنی سا ازالہ سے وہم زائل ہوجائے تو فرمایا (لاریب فیہ) یعنی قرآن مجید کا منزل من السماء ہونے میں ادنی سا وہم کی گنجائش نہیں ہے اور اگر کسی کو تھوڑا سا وہم ہے تو اسکا ازالہ ہے کہ (فأتوا بسورة من مثلہ) اور (مریة) اسکو کہتے ہیں کہ دل دو متقابلوں میں سے کسی کی طرف نہ ٹھیرے کما قال اللہ تعالیٰ (الا انھم فی مریة من لقاء ربھم) یعنی کفار مکہ کا دل نہ لقاء رب کی طرف ٹھیرتا ہے نہ انکار لقاء کی طرف یعنی نہ اقرار قیامت کی طرف قرار اور نہ انکار کی طرف قرار اور (شک) اس کو کہتے ہیں کہ دو متقابلوں میں سے دل کبھی اس کے مثبت پہلو کی طرف قرار کرے کبھی اسکے منفی پہلو کی طرف کما قال اللہ تعالیٰ (بل ھم فی شک منھا) یعنی کفار مکہ کا دل کبھی قیامت کے اثبات کی طرف قرار کرتا ہے اور کبھی انکار قیامت کی طرف) (خلاصہ جمل ثلاثہ کا فضائل القرآن وفوائد ✻) آگے متقین کے صفات موضحہ کا بیان ہے **اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ** جو تصدیق کرتے ہیں اسکی جو انکے نگاہوں سے غائب ہے اور عقول کے ادراک سے وراء ہے (جیسے ذات اللہ تعالیٰ کی اور صفات اس کے اور ملائکہ اور جنت ونار صراط ومیزان وعذاب قبر وغیرھا ہذا ھو الایمان الشرعی کما جاء فی حدیث جبرئیل فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت) **وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** اور سیدھا کرتے ہیں نماز کو (جیسا سیدھا کیا جاتا ہے تیر کو سیدھا ہونے میں تیر ضرب المثل ہے جیسے فی زماننا بندوق کی نالی یعنی نماز کے فرائض و واجبات وسنن ومستحبات کو خشوع وخضوع وتوجہ تام سے ادا کرتے ہیں) **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۳** اور ہم نے جو انکو دیا ہے بطور رزق کے اسکا بعض حصہ اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرتے ہیں (ہذا ھو الاسلام الشرعی کما قال جبرئیل واخبرنی

Marfat.com

عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتی الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت آیۃ کریمہ اصول اسلام کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ عبادات یا قلبی ہیں متعلق بصداقت القرآن وتوحید اللہ تعالیٰ وباعتقاد النبوۃ والقیامۃ وغیرہا - یا بدنی ہیں واصلہا الصلوۃ یا متعلق بالمال ہیں کما قال والزکاۃ قنطرۃ الاسلام اتنے تک ان لوگوں کا بیان تھا جو بنی اسماعیل سے ایمان لایا تھا آگے بنی اسرائیل سے جنہوں نے ایمان لایا تھا انکا بیان ہے کہ فرمایا) **وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ** اور جو تصدیق کرتے ہیں ساتھ اسکے جو نازل کیا گیا ہے آپکی طرف یعنی قرآن وحدیث اور جو نازل کیا گیا تھا آپ سے پہلے یعنی توراۃ اور انجیل اور زبور اور سو صحیفے منزل من السماء **وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ** اور ساتھ آخرۃ کے ایسے مؤمن اہل کتاب یقین کرتے ہیں (نہ دوسرے اہل کتاب کی طرح جنکے بارے فرمایا ہے (ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين) کہ انکا ایمان کلا ایمان ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی حقہم (وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله) وقال اللہ تعالیٰ (وقالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودات) سميت الآخرة لتاخرها والدنيا لدنوها وفی حدیث جبرئیل فاخبرنی عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل) **اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ** یہی عالی صفات والے لوگ متمکن ہیں اوپر ہدایت کے رب اپنی کیطرف سے ؏۱ یہ نتیجہ دنیاوی ہے اور نتیجہ اخروی کے بارے فرمایا **وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞** اور یہی ہیں فلاح پانے والے لوگ (کہ نار سے بچ گئے اور جنت کو حاصل کرلیا) **اِخلاصۃ** ان چار آیات کا اوصاف المستفیدین من القرآن ونتائجہم کا بیان) (الاتساق) مؤمنین کے احوال کے بعد کفار کے احوال کا بیان **اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ** تحقیق وہ لوگ جو کفر پر متمرد ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ استہزاء کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذاء کے درپے ہیں برابر ہے انپر آپ ڈراؤ انکو یا نہ ڈراؤ انکو (یہ اجمال ہے آگے اس استواء کی تفسیر ہے کہ) **لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞** ایمان نہیں لائیں گے یا معنی ہے برابر ہے انپر آپکا ڈرانا انکو اور نہ ڈرانا انکو کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ★ (ترکیب نحوی) سواء بمعنی مستو ... سیرافی کی کتاب شرح الکتاب میں ہے کہ (سواء) کے بعد جب همزہ استفہام کا آجائے تو اسکے بعد لازم ہے (أم) اور عاملی نے کہا ہے کہ دونوں کا معنی استواء اور استفہام کا ہوگا پھر دونوں سے معنی استفہام کا سلب ہوکر محض دونوں استواء کیلئے ہوجائینگے ؛ نیز ہمزہ اور أم فعل کو ساتھ معنی مصدر کے کردیں گے ★ بحر المحیط میں ہے (الانذار) جنوانا ڈراؤ کیساتھ پھر جس شیئ سے ڈرایا گیا ہو اس سے بچنے کیلئے وقت دیا گیا ہے تو انذار ہے ورنہ اخبار اور اشعار ہے **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** اللہ تعالیٰ نے انکے قلوب پر مہر لگا دی ؏۱ پس وہ نہیں سمجھتے حق کی حقانیت کو **وَعَلٰى سَمْعِهِمْ** اور کانوں پر مہر لگا دی ہے (پس وہ نہیں سنتے حق کو سننا قبولیت کا) **وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ** اور اوپر انکے آنکھوں کے پردہ ہے کہ دلائل آفاقی کو دیکھکر حق کو قبول نہیں کرتے یہ سزاء دنیاوی ہے ؏۲ اور اخروی سزا) **وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞** فی الآخرة مثل الضرب بالسوط الناری والحرق بالنار والقمع بالحديد الى غير ذلك ؏۳ (قلب اور کان جہات ستہ سے ادراک کرتے ہیں بخلاف آنکھوں کے کہ سامنے والی جہت کا ادراک کرتی ہیں تو قلب اور سمع کیلئے مناسب ختم ہے کہ ختم کے بعد ہر جہت سے سد ہوجاتا ہے اور آنکھوں کیلئے پردہ مناسب ہے کہ یکجہت سے سد

Marfat.com

کرتا ہے ۔ قرطبی میں ہے القلب موضع الفکر اور روح المعانی میں ہے کہ اکثر کا مذہب ہے کہ قلب ای دل محل العلم ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دماغ محل العلم ہے اور بعض کا قول ہے کہ دل اور دماغ دونوں محل العلم ہیں اور دونوں کے درمیان رابطہ قوی ہے میرے نزدیک محل العلم قلب ہے جیسا کہ اکثر کا قول ہے اور دماغ ممدّ ہے ۔ چونکہ محل علم کا دل ہے بنابریں اس کو مقدم لایا گیا ۔ کان دل کا آلہ ہے کہ مسموعات کان کے ذریعہ دل تک پہنچتے ہیں اسی طرح آنکھیں بھی دل کا آلہ ہیں کہ مبصرات آنکھیں کے ذریعہ دل تک پہنچتے ہیں باقی کان کا تقدم آنکھیں پر ظاہر ہے کہ کانوں کا ادراک جہات شش سے ہوتا ہے نہ آنکھونکا اسی آیۃ کریمہ میں کافروں کے عدم ایمان کا بیان ہے بنابریں قلوب کو مقدم لایا گیا ہے دوسری آیۃ میں عدم المبالات بالمواعظ کا بیان ہے بنابریں فرمایا (وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ) **تحقیق** ۔ کفر تمرّدی واستہزائی وایذائی سبب اور ختم علی القلوب والسمع والغشاوۃ علی الابصار مسبب اور حکم پھر ختم والتغشیہ سبب اور عدم ایمان مسبب اور حکم اور نتیجہ تو یوں فرمایا کہ کفر تمرّدی سبب و علت اور عدم ایمان مسبب ومعلول وحکم کما قال اللہ تعالی (بل طبع اللہ علیہا بکفرھم) کفر کے سبب اللہ تعالی نے قلوب پر مہر لگادی ہے وقال اللہ تعالی (بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون) بلکہ زنگ چڑھ گیا ان کے قلوب پر اس کا جو انھوں نے کفر کا کسب کیا ہے وجاء فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن اذا أذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبہ منہا وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذلکم الرین الذی ذکر اللہ تعالی فی کتابہ (کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون) ★

خلاصہ یہ ہے کہ کفار متمردین ومنہمکین فی المعاصی ومستہزئین بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے اللہ نے ارادہ نہیں کیا کہ انکے قلوب کو کفر کی نجاست سے پاک کریں تو انھوں کے قلوب کے اندر تأثر بالایمان کو پیدا نہ کیا تو اسی عدم تأثر بالایمان کو تعبیر فرمایا ہے ساتھ ختم اور طبع اور ضیق اور مرض اور رین اور موت اور قساوۃ اور انصراف اور حمیۃ اور انکار اور اقفال اور غفلۃ اور غشاوۃ کے مجازاً کما قال اللہ تعالی (ختم اللہ علی قلوبہم) (وطبع علی قلوبہم فہم لا یفقہون) (ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا) (فی قلوبہم مرض) (کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون) أومن کان میتا فاحییناہ) (ثم قست قلوبکم من بعد ذلک) ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون) (اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ)(قلوبہم منکرۃ وہم مستکبرون) (بل علی قلوبہم اقفالہا) (لہم قلوب لا یفقہون الی اولئک ہم الغافلون) (وعلی ابصارہم غشاوۃ) اور قلب کو فؤاد اور صدر سے تعبیر فرمایا ہے قال اللہ تعالی (کذلک لنثبت بہ فؤادک) (المنشرح لک صدرک) دونوں جگہ میں مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قلب اطہر ہے ★{ **خلاصہ نتیجہ** کفر تمرّدی کا عدم الایمان والختم علی القلوب فی الدنیا وعذاب عظیم فی الاخرۃ } **فائدہ** کفر چار قسم ہے کفر انکار کا کفر عناد کا کفر جحود کا کفر نفاق کا ۔ کفر انکار کا اس کو کہتے ہیں کہ نہ دل مانے نہ زبان اقرار کرے جیسے کفر اکثر کفار مکہ کا ۔ کفر عناد کا اس کو کہتے ہیں کہ دل بھی مانے زبان سے بھی دین اسلام کے حق ہونیکا اقرار ہو لیکن تدین بالاسلام نہ ہو یعنی اسلام کے حلقہ میں داخل نہ ہو جیسے کفر ابی طالب کا اور کفر ہرقل کا کہ دونوں کہتے تھے کہ یہ مذہب برحق ہے لیکن دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوئے ۔ کفر جحود کا اس کو کہتے ہیں کہ دل مانے لیکن زبان سے اقرار نہ ہو جیسے کفر یہود مدینہ منورہ کا کما قال اللہ تعالی (یعرفونہ کما یعرفون

ابناءھم) اور جیسے کفر فرعونیوں کا قال اللہ تعالیٰ (وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم) اور کفر نفاق کا اس کو کہتے ہیں کہ زبان سے اسلام کا اقرار ہو اور حلقہ اسلام میں داخل ہوں لیکن دل میں تصدیق نہ ہو بلکہ تکذیب ہو جیسا کفر منافقین مدینہ منورہ کا تو ان دو آیات میں پہلے تین قسم کے کفر کا بیان ہے آگے تیرہ آیات تک منافقین کا بیان ہے قال اللہ تعالیٰ) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور یوم آخر کے (یعنی ایمان کے مبدأ اور معاد کا ذکر کیا حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں کما قال اللہ تعالیٰ) وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۘ یعنی ان کا ایمان اللہ تعالیٰ کے بارے اور آخرۃ کے بارے کلا ایمان ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی حقہم (وقالت الیھود عزیر ابن اللہ) وقال اللہ تعالیٰ (ولن تمسنا النار الا ایاما معدودات) ایسا کیوں کہتے ہیں آگے (یقول) کے وجہ کا بیان ہے کہ ایسا کرنے سے ان کا مقصد حفظ جان ومال ہے کہ قتل سے بچ جائیں اور مال محفوظ رہے تو گویا کہ ایسا کرنے سے دھوکے میں رکھنا ہے اللہ تعالیٰ کو کہ کیسے دنیا میں قتل سے بچ گئے اور مؤمنین کو کہ کیسے چالاکی سے مؤمنین کی تلوار سے بچ گئے فرمایا يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ظاہراً اسلام لانیسے اللہ تعالیٰ اور مؤمنین کے ساتھ معاملہ مخادعت کا کر رہے ہیں (خدع) اسکو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ خدع کرنا ہے اس کے حق میں جو ناپسند بات ہو اس کی توجہ کو اسکی طرف سے ہٹائے رکھنا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (الحرب خدعۃ) تو ظاہراً اسلام کو قبول کرنیکا ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم قتال کو روکنا تھا اور اسی طرح مؤمنین کو بھی انکے خلاف جہاد سے روکنا ہے حالانکہ ایسا کرنے سے وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور نہیں دھوکہ کر رہے مگر اپنے انفس کیساتھ (کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شیئ مخفی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ انکے نفاق کو یعنی کفر مخفی کو جانتے ہیں تو انکو مطلق کفار سے بھی زیادہ سزا دیں گے جیسا کہ ان کے بارے فرمایا ہے۔ (ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار) اور مؤمنین کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے علامات سے ان کے کفر مخفی سے خبر دی ہے کہ فرمایا ہے (واغلظ علیہم) ان سے باتیں خشونۃ اور سختی سے کرتے رہو ★ یہ آیت کریمہ ان کے حق میں ایسے ہے جیسے ان کے بارے فرمایا (ومنہم من یلمزك فی الصدقات) (ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن) وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۘ اور نہیں جانتے کہ اس نفاق سے اپنے نفسوں کے ساتھ خدع کر رہے ہیں (کہ وہ تو سمجھتے ہیں کہ قتل سے بچ گئے حالانکہ درک اسفل کے مستحق ہو گئے اور مؤمنین کو انکے کفر کی خبر نہ لگیگی اور بڑے بڑے غنائم حاصل کرتے رہیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے (قل لن تخرجوا معی ابدا) والشعور ★ انسان کے حواس خمسہ ظاہرہ پانچ ہیں۔ قوۃ لامسہ۔ قوۃ ذائقہ۔ قوۃ شامہ۔ قوۃ سامعہ۔ قوۃ باصرۃ ان قوی خمسہ ظاہرہ کے ذریعہ کسی شیئ کو معلوم کرنیکو شعور کہتے ہیں پھر وہ شیئ بدیہی ہوتی ہے تو (ومایشعرون) سے معلوم ہوا کہ خدع کا وبال ان کے نفسوں پر اتنا ظاہر ہے جیسا کہ ایک شیئ بدیہی ہے پھر انکو اسکا شعور نہیں تو گویا کہ ماؤف الحواس ہوئے تو جانوروں سے بھی بدترین ہوئے کہ انکو بھی اپنے نفع نقصان کا شعور ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (لہم قلوب لایفقہون بہا ولہم آذان لایسمعون بہا ولہم اعین لایبصرون بہا اولئك کالانعام بل ھم اضل اولئك ھم الغافلون) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ ھذا مقابل (ختم اللہ علی قلوبہم) ثم بمقابلۃ (وعلی سمعہم وعلی ابصارھم غشاوۃ) (صُمٌّ وعُمْیٌ) اور زیادہ فرمایا ان پر (بکمٌ) بوجہ (ومن الناس من یقول اٰمنا) کے (ابن الفارس

لغویٰ نے کہا ہے (مرض) اسکو کہتے ہیں کہ انسان حد صحت سے نکل جائے بوجہ بیماری کے یا بوجہ کوتاہی امر کے یا نفاق کے تو معنی ہوگا بیچ دلوں انکے مرض نفاق کی ہے تو ان کیلئے بطور بددعا کے فرمایا جو کہ حقیقت میں خبر ہے) **فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا** ۔ پس زیادہ کرے انکو اللہ تعالی اسی مرض شدید میں (تنوین شدۃ کے لیئے ہے ثم هذا کما قال اللہ تعالی (تبت یدا ابی لهب وتب) تو دنیا کے اندر ان کیلئے عذاب حسرۃ دل کا ہے کہ مؤمنین کو اللہ تعالی فتوحات دے رہے ہیں تو انکی دلیں نار حسد میں جل رہی ہیں **وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ**۔ اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے بوجہ (امنا) کے جھوٹ بولنے کے (اس سورۃ میں دوسری علامت انکی ہیجان فی الحروب ہے یعنی نار جنگ کا بڑھکانا کہ کفار کو جاکر کہتے ہیں کہ مسلمان تمہارے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں تم بھی انکے خلاف جنگ میں پہل کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ اور پھر مسلمانوں کو اس بات کا علم ہوجاتا تھا تو مسلمان انکو کہتے تھے کما قال اللہ تعالی) **وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ** ۔ اور جب انکو روکا جاتا ہے کہ فساد فی الارض نہ کرو بوجہ ہیجان فی الحروب کے تو جواب میں کہتے ہیں **قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ**۔ ہم ہی ہیں اصلاح کرنے والے (کہ ہیجان فی الحروب اے مسلمانو تم کرتے ہو کہ کفار کے خلاف جنگ کی تیاریاں کرتے ہو پھر کفار کو جب اس بات کی خبر لگجاتی ہے تو ہم انکو ٹھنڈا کرتے ہیں کہ مسلمان ایسا نہیں کر رہے کسی نے غلط خبر دیدی ہے اللہ تعالی نے انکے رد میں فرمایا) **اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ** المعنی اے منافقین پوری توجہ سے سن لو کہ منافق ہی مفسد ہیں نہ مسلمان **وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ**۔ اشارہ فرمایا کہ انکا مفسد ہونا بدیہی ہے لیکن انکو اس کا شعور نہیں ہے (لکن) استدراکیہ جو کہ دفع توہم کے لئے آتا ہے لایا کیونکہ وہ اپنے آپ کو مصلح کہتے تھے تو دفع کے لئے فرمایا کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے بلکہ تم ہی مفسد ہو نہ مسلمان ۔ جب اللہ تعالی نے انکے بارے فرمایا ہے (وما هم بمؤمنين) تو گویا کہ کہا گیا کہ جب (امنا) سے مؤمنین نہیں ہیں تو کیسا ایمان لائیں تو فرمایا ایمان کی کسوٹی مخلصین مؤمنین کا ایمان ہے کما قال اللہ تعالی **وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ** اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لایا ہے مخلص مہاجرین اور انصار نے (جیسا کہ اور جگہ پر فرمایا ہے (فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا) تو جواب میں کہتے ہیں) **قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ** کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لایا ہے ان سفہاء نے (گویا کہ فرمایا گیا ہے کہ صحابہ کو سفیہ کہنا یہ بھی منافقین کی علامت نفاق کی ہے (والسفه) خفة العقل اے تھوڑے عقل والا کہ بات کی کنہ کو نہ سمجھ سکے جیسا کہ اللہ تعالی اور جگہ میں صبیان اور نسوان کے متعلق فرمایا ہے (ولا تؤتوا السفهاء اموالكم) تو اللہ تعالی نے صحابہ کے شان میں گستاخی کرنے والوں کا رد فرمایا) **اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ** توجہ سے سنو کہ منافق ہی ہیں خفیف العقل (کہ فساد اعتقاد کو نہیں سمجھتے مسلمان تو عقلاء ہیں کہ صحت اعتقاد کو سمجھتے ہیں) **وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ**۔ ولکن اس بات کو نہیں جانتے (کہ منافق سفیہ ہیں اور صحابہ کرام عقیل ہیں یہاں پر (لا یعلمون) فرمایا کیونکہ وقوف علی امر الدین نظری ہے تو نظری کے نہ جاننے پر نفی علم کی فرمائی (لکن) جو دفع توہم کے لئے ہے لایا کہ انکو یہ وہم ہے کہ مسلمان سفیہ ہیں اور منافق عقیل یہ وہم انکا غلط ہے بلکہ مسلمان عقیل ہیں منافق سفیہ ہیں اور علامت نفاقیہ کا ذکر فرمایا) **وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا** اور جب ملاقات کرتے ہیں ان لوگوں کیساتھ جو ایمان پر راسخ ہیں (اور انکا ایمان دوسروں کی ایمان کے لئے بمنزل کسوٹی کے ہے) تو کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا تھا تو یہ (آمنا) کہنا مسلمانوں کیساتھ استہزاءً تھا اور پہلا (آمنا) کہنا اعتقاد نفاق کے طور پر تھا تو تکرار نہ ہوا کما قال اللہ تعالی (انما نحن مستهزءون) **وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ**

اور جس وقت منفرد ہوتے ہیں اپنے شیاطین کی طرف یعنی اپنے رؤسا کی طرف **قَالُوٓا اِنَّا مَعَكُمْ** فی الدین والاعتقاد **اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ** ۱۴
بالمؤمنین بقولنا (آمنا) (والاستھزاء) السخریۃ ای مذاق کرنا اللہ تعالی نے فرمایا صحابہ کرام کا مقام عند اللہ بلند ہے جوانکے ساتھ مذاق کریگا اللہ تعالی اس کو
ان کے ساتھ مذاق کی سزا دیگا کما قال اللہ تعالی **اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ** ای اللہ تعالی انکو استہزاء کی سزا ضرور دیگا (والسین للتاکید) وھذا
کما قال اللہ تعالی (ومکروا ومکر اللہ) (وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا) (انھم یکیدون کیدا واکید کیدا) حالانکہ اللہ تعالی کی طرف سے نہ ھزئ
ہے نہ مکر ہے نہ سیئہ ہے نہ کید ہے بلکہ سزاء استہزاء کی ہے اور مکر کی اور سیئہ کی اور کید کی اسی طرح ہے (یخادعون اللہ وھو
خادعھم) (فیسخرون منھم سخر اللہ منھم) **وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ** ۱۵ اور ڈھیل دے رہے ہیں انکو انکی سرکشیوں میں
کہ وہ حیران سرگردان پھر رہیں ہیں (وھذا کما قال اللہ تعالی (یتیھون فی الارض) یعنی عمریں لمبی اور حیاتی کے لمحات پریشانی میں گزر رہیں ہیں اور سکون
کی حیاتی ختم یہ ایک قسم کی دنیاوی سزا ہے استہزاء کی) **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى** ایسے صفات ذمیمہ اور بعید الرتبہ والے
لوگ تبدیل کرلیا ہے کفر کو مقابلہ ہدایت اور اسلام کے (بنابریں دعوی اصلاح کا ہے حالانکہ خود مفسد ہیں اور نسبۃ سفہ کی طرف مؤمنین کے کرتے ہیں
حالانکہ خود سفیہ ہیں اور نسبۃ استہزاء کی مؤمنین کی طرف کرتے ہیں حالانکہ من جانب اللہ خود مستہزء بھم ہیں پس اسی تبدیلی کے اندر بہت نقصان والے
ہوئے ہیں کما قال اللہ تعالی) **فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ** پس نہیں نفع مند انکی یہی تبدیلی اور تجارۃ **وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ** ۱۶ اور نہیں تھے علم الہی
میں ازل سے ہدایۃ یافتہ (اور مخلص مسلمان جیساکہ ابلیس کے بارے آیا ہے (وکان من الکافرین) 〈**خلاصہ آیات کا**〉 من (ومن الناس
الی (وما کانوا مھتدین) التحذیر ای ڈرانا ہے نفاق اعتقادی خداعی فسادی استہزائی سے اور اس کے مآل سے کہ فرمایا (فی قلوبھم مرض)
(الا انھم ھم المفسدون) (الا انھم ھم السفہاء) اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون) (فما ربحت تجارتھم وما
کانوا مھتدین) **فائدہ** . والعمی فی العین والعمہ فی القلب قال اللہ تعالی (فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور) پھر شاید قولہ تعالی (وما کانوا مھتدین) منافقین کے بارے ایسا ہو جیسا مؤمنین کے بارے (اولئک علی ھدی من ربھم) ہے
چونکہ منافقین نے کفر کو چھپایا تھا تانکہ دنیا کے اندر جان ومال کی حفاظت کرلیں تو گویا کہ یہ ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے اللہ تعالی کو اور مؤمنین کو تو فرمایا
(وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون) اب جو خدع کے وبال کا انکی طرف رجوع ہے اسی کا بیان کہ فرمایا **مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ**
نَارًا حال انکا عجیب ایسا ہے جیسا کہ ایک آدمی جلاتا ہے نار کو (والسین للتاکید) **فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ** پس جب روشن
کرلے نار ارد گرد آگ جلانے والے کا **ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ** لیجائیں اللہ تعالی روشنی آگ جلانے والونکی **وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ** ۱۷
اور باقی چھوڑا اللہ تعالی نے ان لوگوں کو کئی اندھیروں میں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں گے **فائدہ** نار کی روشنی ختم البتہ اس کا احراق یعنی جلانا باقی یعنی
اولا تو اسلام ظاہری سے فائدہ اٹھایا کہ مال جان حفاظت کرلی بعد میں ان کے سوا باقی حیاتی کے معاملات سب کے سب اندھیرے میں پڑ گئے
کہ جب مسلمانوں کو انکے نفاق کا علم ہوگیا تو بیع وشرا نکاح اور تمامی معاملات معیشت کے انکے ساتھ ختم اب انکی زندگی اندھیروں میں پڑگئی

Marfat.com

(لا یبصرون) کہ کچھ نہیں دیکھ سکتے یعنی کچھ انکی سوچ وفکر کام نہیں کر سکتی اب آگے خلاصہ ہے ماسبق کا کہ **صُمٌّ** بہرے ہیں کہ حق کو نہیں سنتے
سنا قبول کا) **بُكْمٌ** اخرس ہیں یعنی گونگے ہیں (کہ اخلاص کے ساتھ کلمہ توحید کو نہیں پڑھتے) **عُمْيٌ** نابینے ہیں کہ دل کے آنکھوں سے معجزات
وغیرھا کو نہیں دیکھتے اب انکا نفاق پختہ ہے بنا بریں) **فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ** ۱۸ پس یہ نہیں لوٹیں گے ہدایۃ کیطرف (جبکہ اس کو بیچ دیا ہے اتنے
تک انکی دنیاوی زندگی سے عمہ اور تحیر کا بیان تھا اب آگے مذہبی نفاقی زندگی کے تحیر کا بیان ہے کہ (فلما اضاء لھم مشوا فیہ) یعنی جب فتوحات
اسلامیہ کو دیکھتے ہیں تو اسلام کی طرف بڑھتے ہیں (واذا اظلم علیھم قاموا) اور جب فتوحات رک جاتے ہیں تو اسلام میں بڑھنا رک جاتے
ہیں جیسا کہ عبداللہ بن ابی والوں نے جب فتح بدر کو دیکھا تو کہا کہ مذہب اسلام برحق ہے جب عارضی شکست احد کو دیکھا تو کہا کہ یہ مذہب برحق نہیں ہے)
اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ المعنی یا حال انکا عجیب مثل حال عجیب اصحاب بارش شدید کے ہے کہ آسمان سے نازل ہو (اخرج ابن
ابی حاتم عن خالد بن معدان قال المطر یخرج من تحت العرش کما قال اللہ تعالی (وان من شیئ الا عندنا خزائنہ) فینزل
من سماء الی سماء حتی یجتمع فی سماء الدنیا فیجتمع فی موضع یقال لہ الاثرم فیجیئ السحاب السود فیدخلہ فیشربہ فیسوقہ
اللہ تعالی حیث شاء) **فِيْهِ ظُلُمٰتٌ** بیچ اس بارش کے کئی اندھیرے ہوں (اندھیرا جھڑ کا اور رات کا اور تتابع قطرات کا) **وَّرَعْدٌ** اور
بیچ بارش کے آواز ہو جھڑ کا جس کو گاج بھی کہتے ہیں **وَّبَرْقٌ** اور چمک بجلی کی ہو **يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ**
کرتے ہیں اپنے انگلیوں کے روس کو اپنے کانوں میں بوجہ شدید آواز رعد یہ کے کہ دل پھٹ نہ جائے **حَذَرَ الْمَوْتِ** بوجہ ڈر موت کے (مگر یہ حیلے (کہ
کانوں کو بند کریں کہ شدید آواز سے دل نہ پھٹ جائے) موت سے نہیں بچ سکتے کیونکہ) **وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ** ۱۹ ای الکافرین المنافقین والمجاھرین
کما یقال احاط السلطان بفلان اذا اخذہ اخذا حاصرا من کل جھۃ (الصواعق) جمع صاعقۃ وہی نار تسقط من السماء فی رعد شدید۔ بجلی کا گرنا
آواز شدید میں اتنے تک جھڑ کی آواز سخت کا بیان تھا کہ کانوں کے پردے پھٹ جائیں پھر بہرے ہو جائیں یا دل بھی پھٹ جائے پھر مر جائیں آگے بجلی کی
شدید چمک کا بیان فرمایا **يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ** بجلی کی چمک اتنی تیز ہو کہ آنکھوں کی قوۃ نگاہ کو جلدی سے ختم کر دے پھر ذکر فرماتے
ہیں کہ ایسے قسم کا مسافر اندھیروں میں راستہ کو کیسے طے کرتا ہے **كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ** ہر وقت بجلی ان کے لیئے راستہ کو روشن کرتی ہے
تو اسی راستہ پر چلتے ہیں **وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا** اور جب بجلی اندھیرا کر لیتی ہے ان پر یعنی چھپ جاتی ہے تو رُکے رہتے ہیں (اللہ تعالی نے شدید
بارش میں چار احوال بیان فرمائے ۔ ظلمات ۔ رعد ۔ برق ۔ صاعقہ ای سخت آواز میں بجلی کا گرنا پھر ہر ایک کا اثر بیان فرمایا ہے چوتھے حال کا اثر موت ہے
تو اس سے بچنے کی انکی تدبیر بتلائی کہ کانوں کو شدۃ سے دبا لیتے ہیں کہ دل نہ پھٹ جائے اس تدبیر کا رد فرمایا کہ (واللہ محیط بالکافرین) دوسرے
حال کا اثر کانوں کے پردے پھٹ جانا ہے تو انکی تدبیر بتلائی کہ کانوں کو شدۃ سے دبا لیتے ہیں تو اسکا رد فرمایا) **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ**
اگر چاہے اللہ تعالی تو انکی قوۃ سامعہ کو ختم کر دے (تیسرے حال کا اثر نگاہوں کو ختم کرنا ہے تو اسکی تدبیر ظاہر ہے کہ آنکھیں کو بند کیا جائے تو اسکا رد فرمایا کہ)
وَاَبْصَارِهِمْ اگر چاہے اللہ تعالی تو انکی قوۃ باصرہ کو ختم کر دے (کہ تقدیر کے سامنے کوئی تدبیر کارآمد نہیں رہ سکتی باقی رہا پہلا حال یعنی (ظلمات)

Marfat.com

کی تفصیل یوں بیان فرمائی کر (كلما اضاء لهم مشوا فيه واذا اظلم عليهم قاموا) پہلی جو ترتیب ہے وہ طبعی اور زمانی ہے کہ بارش میں پہلے ظلمات
ہوتے ہیں پھر رعد پھر برق پھر صاعقہ یعنی بجلی کا گرنا مگر سب سے زیادہ خطرناک آخری حالت ہے کہ اس سے موت واقع ہوسکتی ہے اسی طرح قوۃ سامعہ
کے سلب کے خطرہ سے یعنی حیاۃ اور قوۃ سامعہ کے بچاؤ کے لیئے (يجعلون اصابعهم فی آذانهم) اور پھر درجہ ہے قوۃ باصرہ کا تو فرمایا (يكاد
البرق يخطف ابصارهم) جب حیاۃ اور قوۃ سامعہ اور قوۃ باصرہ بچ گئیں تو آخر ہیں ظلمات کے اثرات جو تھے اس سے بچاؤ کے لیئے فرمایا
(كلما اضاء لهم مشوا فيه) نتیجہ نکلا کہ کوئی تدبیر اللہ تعالی کی تقدیر کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ **اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** وهذا كالتعليل ع ۱۳ ۲
للمضمون السابق بان القادر على الكل قادر على البعض (**خلاصۃ ان آیات کا** التهديد على النفاق) لقوله تعالى (والله محيط
بالكافرين) (ان الله على كل شيئ قدير) اجمعت الامة على تسمية الله تعالى بالقدير فهو سبحانه وتعالى قدير - قادر - مقتدر -
والقدير ابلغ فى الوصف من القادر قاله الزجاجى والاقتدار على الشيئ القدرة عليه (وهى منع غيره عن بلوغ المرام من غير ارادته)
والقهر الغلبة والتذليل اى التعجيز مغا اى (التسخير البليغ) قال الله تعالى وهو القاهر فوق عباده اى وهو الذى خضعت له
الرقاب وعجزت امامه الجبابرة وذلت ودانت له الخلائق ★ (**اس مثال سے ان کے حال** مذہب نفاقی کی وضاحت ہے) کہ منافقین کی جماعت
دنیا کے اندر بہت زیادہ پریشان حال زندگی گزار رہے ہیں جیسا کہ وہ مسافر جو ایسی بارش میں سفر کررہا ہو وہ کتنا پریشان حال ہوگا ویسے یہ منافقین بھی
پریشان حال ہیں کما قال اللہ تعالی (مذبذبين بين ذالك لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء) (اوكصيب من السماء) لفظ (او) تنویع کیلیئے
ہے یعنی یہ مثال منافقین کی اور نوع سے ہے کہ اللہ تعالی نے منافقین کو تشبیہ دی ہے ساتھ اصحاب الصیب کے اور دین قیم کو یعنی قرآن - حدیث کو ساتھ
بارش کے تو فرمایا دین قیم میں (ظلمات) ہیں یعنی محن ومكاره وموانع من العبادات والجهاد وترك الشهوات النفسانية ہیں یعنی احکامات
شدیدہ ہیں (**ورعد**) ای آیات مخوفات من عذاب اللہ تعالی ہیں ای آیات وعید کے (**وبرق**) ای آیات مبشرات للانعامات الالهيه ہیں
ای آیات وعد کے (يجعلون) اى المنافقون (اصابعهم) رؤس انامل کے (فی اذانهم) تاکہ نہ سنیں آیات وعید کے (حذر الموت) بوجہ ڈر محن کے
اور مشقت فی الاعمال کے اگر ایمان لائیں اور قتل کے اگر ایمان نہ لائیں (والله محيط بالكافرين) کہ جو کچھ اللہ تعالی ان کے لیئے لکھدیا ہے دنیا
میں فضیحت کو اور آخرۃ میں عذاب کو اگر ایمان نہ لایا وہ پورا ہو کر رہیگا (يكاد البرق يخطف ابصارهم) قریب ہے کہ فتوحات اسلامیہ انکو
اندھا بنا دیں کہ زندگی دنیاوی میں بمنزلہ اندھے کے رہیں کہ راستہ صحیح کوئی نظر نہ آوے (كلما اضاء لهم مشوا فيه) یعنی جب شوکت اسلامیہ
کو اور فتوحات کو دیکھتے ہیں تو اتبعوا سبيل المؤمنين (واذا اظلم عليهم قاموا) اور جب فتح نہ ہو تو سبیل مؤمنین سے رک جاتے ہیں جیسے
احد میں (ولو شاء الله لذهب بسمعهم وابصارهم ان الله على كل شيئ قدير) اور اگر چاہیں اللہ تعالی تو اسکی سزا میں اسی دنیا
کے اندر انکو بہرا اور اندھا بنا دیں کیونکہ اللہ تعالی ہر شیئ پر قادر ہیں وقد ذكر المفسرون من القدماء تفاسير اخر كلها صحيحة تركناها
لخوف الاطناب ★ **الانسان** ★ خلق انسانی تین فرق میں منقسم ہے مؤمنین - کافرین - منافقین - پہلے کے بارے فرمایا (واولئك

Marfat.com

هم المفلحون) دوسرے کے بارے میں فرمایا (ولهم عذاب عظیم) تیسرے کے بارے میں فرمایا (ولهم عذاب الیم) اب تینوں فرق کو مخاطب بناتے ہیں تاکہ حکم کو پوری توجہ سے سنیں اور فرمایا یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ (یا) حرف نداء (ای) وصلۃ الی نداء مافیہ الالف واللام و (ها) للتنبیہ (الناس) منادی مفرد مبنی علی الضم وصفۃ (لای) والخطاب عام لجمیع الناس پھر مؤمنین مخاطب ہیں کہ عبادۃ پر مداومۃ کرو اور کافر مخاطب ہیں کہ اولاً مؤمن ہوجاؤ پھر اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادۃ میں مشغول ہوجاؤ کیونکہ عبادۃ بغیر ایمان کے قبول نہیں جیسے کہ صلوۃ بغیر طہارۃ کے قبول نہیں تو جہاں پر صلوۃ کا حکم ہے کہ (واقیموا الصلوۃ) تو اولاً (فاغسلوا وجوهكم الآیۃ) کا حکم بھی ضمناً مراد ہوتا ہے کیونکہ (لاتقبل صلوۃ بغیر طهور) حدیث میں آیا ہے الَّذِیْ خَلَقَكُمْ جس نے عدم سے وجود میں لایا ہے تم کو ایک خاص انداز وحکمۃ سے (تو یہ صفت ممیزہ ہے (ربکم) کے لیئے کیونکہ وہ بہت سے معبودان کے قائل تھے جیسے لات۔ عزی۔ مناۃ مثلاً وکما قال اللہ تعالی (اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون اللہ) وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے (تاکہ من قبلهم میں فکر کرو کہ اشرکوا فاهلکوا او اسلموا فاسلموا) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ تاکہ تم اللہ وحدہ لاشریک لہ کے عبادۃ کے ذریعہ سے عذاب الہی سے بچ جاؤ آگے اور صفات ممیزہ کا ذکر ہے الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا یعنی آرام کی جگہ بنایا ہے وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت ای بمنزلے چھت کے بنایا ہے وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارتے ہیں آسمان سے پانی کو یعنی بارش کو فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پھر نکالتے ہیں ذریعہ پانی (ای ماتحت الاسباب) کے بعض میوہ جات کو بعض رزق کا تمہارے لیئے (من) تبعیضیہ ہے اور تنوین (رزقا) میں تعلیل کی ہے (کیونکہ ہر بارش سے کل میوہ جات جو زمین میں انکا مادہ مودع ہے نہیں نکالا جاتا اس مادہ مودع کی طرف اشارہ ہے قول اللہ تعالی (وبارك فيها وقدّر فيها اقواتها) پھر یہ میوہ جات ہمارا کل رزق کا نہیں ہیں بلکہ ہمارے لیئے ان کے سوا بہت سے اشیاء غذائیں ہیں۔ تو اللہ تعالی نے اپنی عبادۃ کا حکم دیا ہے بیچ ضمن انعامات الٰہیہ کے کہ وہ ذات خالق ہے رازق ہے اور رزق کا انتظام مرکب ہے آسمان اور زمین سے کہ آسمان سے بارش نازل فرمائی جس میں مادہ نباتات کا ہے اس بارش کو زمین پر نازل کیا کہ اس کے ذریعہ زمین کے اندر جو مادہ نباتی تھا اسکا انبات ہو (سبحان الذی خلق الازواج كلها مما تنبت الارض) فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس نہ بناؤ اللہ تعالی کے مقابلہ میں عبادۃ میں (انداد) امثال متقابل وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی کے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ رازق نہ آسمان کا بانی ہے نہ زمین کا فراش ہے کما قال اللہ تعالی (هل من شركائكم من يفعل من ذالكم من شيئ) قرآن مجید میں بڑے اصول چار ہیں جنکا انکار کفار میں شدۃ سے تھا کفار مکہ توحید اور قیامت کا انکار شدۃ سے کرتے تھے اور یہود مدینہ منورہ کے صداقت قرآن اور اثبات رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار شدۃ سے کرتے تھے تو سب سے پہلے صداقت قرآن کا ذکر فرمایا (ذالك الكتاب لاريب فيه) جس کے زیادہ منکر یہود مدینہ منورہ کے تھے پھر اثبات بعث بعد الموت کا ذکر فرمایا (وبالآخرة هم يوقنون) پھر اثبات توحید کا فرمایا دلیل عقلی سے کہ فرمایا (یاایها الناس اعبدوا ربكم تا فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون) جس کے زیادہ منکرین مشرکین مکۃ المکرمہ کے تھے پھر اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالۃ کا فرمایا کہ) وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا۔ اور اگر ہو تم بیچ ادنی وہم حقیقت اس قرآن کے جو تدریجا فقد ریجا اتارا ہم نے اپنے عبد پر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (تو اسکا ازالہ یہ ہے کہ)

Marfat.com

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ای من مثل عبدنا فی الامیة (یہ اعلان تحدی ہے کہ لاؤ چھوٹی سی سورۃ جو مثل قرآن کے ہو اعجاز میں بلاغت وفصاحت میں اخبار بالغیب
میں لاؤ مثل عبد ہمارے سے یعنی جیسے یہ امی ہیں ویسے وہ بھی امی ہو) وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم ای مدد حاصل کرو اپنے آلهہ سے اور اپنے علماء سے مِّن دُونِ
اللَّهِ جو اگر سوا اللہ تعالی کے ہوں جو سب کے سب اللہ تعالی کے سامنے دون ہیں ای حقیر ہیں إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۲۳ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ یہ قرآن کلام اللہ
نہیں ہے بلکہ کلام بشر ہے اور سورۃ یونس میں آیا ہے (ام یقولون افتراہ قل فأتوا بسورة مثله) ای مثل ہو قرآن کے بلاغت وفصاحت میں اعجاز واخبار بالغیب
میں تو سورۃ بقرہ میں ہے (من مثله) اور سورۃ یونس میں (بسورة مثله) فلا تکرار وکذا ماجاء فی سورة هود (ام یقولون افتراه قل فأتوا بعشر سور
مثله) فلا تکرار ایضا لان فی سورة هود جاء التحدی (بعشر سور مثله) ای مثل القرآن فی البلاغة الخ (بسورة) وهی قطعة مستقلة من الكتاب
معلومة الاول والآخر والمراد بقدر سورة وهی ثلث آیات قصار ثم الامر فی ثلث مواضع للتعجیز لانه تعالی یعلم عجزهم عنه قوله (مما نزلنا)
یوهمهم التنزیل نجما فنجما کما قالوا (لولا نزّل) ای انزل (علیه القرآن جملة واحدة) یہاں تک چار نجوم ای اصول اربعہ مکمل ہو گئے یعنی توحید و
رسالت وصداقت وقیامت پھر اللہ تعالی انکار رسالت مآب اور انکار صداقت قرآن پر زجر فرماتے ہیں کہ فرماتے ہیں) فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا پس جبکہ تم نہیں لائے
زمانہ ماضی میں جیسا کہ سورۃ یونس میں آیا (بسورة مثله) وَلَن تَفْعَلُوا اور ہرگز نہیں لاسکو گے زمانہ آئندہ میں (وفیه اخبار بالغیب وایضا اعجاز آخر کما
قال الله تعالی (قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا) فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ پس بچو عذاب اس نار سے جسکا ایندھن کافر بت پرست اور وہی پتھر ہیں جنکو تراش کر تصویریں بنا کر انکی عبادۃ کرتے
ہو أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۲۴ جو کہ تیار کی گئی ہے کافرین کے لیئے کما قال الله تعالی (انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم) وفی البخاری
بسنده ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نارکم جزء من سبعین جزءا من نار جهنم (الی هنا تم الانذار علی الانكار وجاء التبشیر
علی الاقرار) فقال وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور خوشخبری سنادو
ان لوگوں کو جنھوں نے ایمان لایا اور عمل کیئے اچھے کہ ان کیلئے باغات ہیں جنکے درختوں کے نیچے بہہ رہا ہوگا پانی نہروں کا (یہ ان کے مسکن کا بیان ہے آگے ان
کے مطعم کا بیان) كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ہر وقت اسی جنت سے رزق دیئے جائیں گے میوہ جات سے قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا
مِن قَبْلُ خوشی میں کہیں گے یہ تو وہی ہے جو رزق دیئے گئے تھے ہم اس وقت سے پہلے کے وقت میں (یعنی مثلا شام کے وقت والے کے بارے میں کہیں گے کہ یہ تو مثلا
صبح والا میوہ ہے کیونکہ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا دیئے جائیں گے میوہ جات مثلا صبح وشام والے شکل میں متماثل اور لذت میں مختلف کہ مثلا صبح والے انگوروں
کی لذت سے شام والوں کی لذت اور زیادہ مزہ دار ہوگی هکذا فسّر ابن عباس ای جیئوا به متماثلا فی اللون ومختلفا فی المطعم حیث کانوا آگے
ان کے ازواج کا بیان ہے کہ) وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور واسطے ان کے ان باغات میں بیویاں ہونگی جو کہ پاک ہوں گی ہر غلاظت سے ظاہرہ
سے باطنہ سے وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۲۵ اور وہی ان جنات میں ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہوں گے (یہ تبشیر والی آیت تفصیل ہے (الذین یؤمنون بالغیب
سے مفلحون تک کی۔ جیسے انذار والی آیت (فاتقوا النار) تفصیل ہے (ولهم عذاب عظیم) کی (الاتساق) جبکہ اللہ تعالی نے منافقین کے

Marfat.com

بارے دو امثلہ کا ذکر فرمایا تو منافقین نے وجہ شبہ کا بنالیا صداقت قرآن پر کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اجل ہیں کہ امثلہ کا ذکر کریں کیا ان کے بغیر بات نہ سمجھا سکتے تھے اور
جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (وان یسلبھم الذباب شیئًا لا یستنقذ وہ منہ) تو مشرکین نے بھی یہی شبہ کا وجہ بنالیا کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اجل ہیں کہ
ذباب ای مکھی کا ذکر کریں تو ازالہ میں فرمایا ای (وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا) ای من مثل ھذہ الامثلۃ فی حق المنافقین و فی حق آلھتہم فانزل ان اِنَّ اللّٰہَ
لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا المعنی اللہ تعالیٰ نہیں منقبض ہوتے ای نہیں رکتے اس بات سے کہ بیان فرمائیں کوئی مثال بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا
خواہ مچھر ہو خواہ اس سے زائد ہو جثہ میں جیسے مکڑی یا مکھی یا زائد ہو حقارۃ میں (کیونکہ مثال سے مقصد ممثل لہ کی وضاحت ہوتی ہے) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ سو جو لوگ ایمان دار ہیں وہ تو یقین کرتے ہیں کہ یہ مثال برحق ہے ان کے رب کی طرف سے یعنی یہ مثال موقع کی ہے
وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا اور وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں وہ کہتے ہیں (ای اعتراضا) کیا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اس
حقیر سی مثال سے (یعنی ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آتا آگے اللہ تعالیٰ نے انکا جواب دیا ہے) یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی جو لوگ ایسے قسم کا اعتراض کرتے ہیں انھی
کی دل میں ایمان کو پیدا نہیں کرتے سخت تعبیر اسکی گمراہ کرتا ہے اس مثال سے بہتوں کو وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا اور ہدایت دیتا ہے بہتوں کو یعنی ہدایت
کے راہ کھول دیتا ہے بہتوں پر یعنی ان پر جو اس مثال کو برحق سمجھتے ہیں (آگے اللہ تعالیٰ ایسے قسم کے معترضین کے اوصاف کو ذکر فرماتے ہیں) وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا
الْفٰسِقِیْنَ ؀ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ اور نہیں گمراہ کرتے اس قسم کے مثالوں سے (جن سے صداقت قرآن پر شبہ ہو) مگر
انکو جو خارج ہیں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے (مزید صفت ایضاحیہ کا بیان کہ) جو توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ کو بعد مضبوط
کرنے اس کے (چونکہ زیادہ تر یہ منافق یہودی تھے اور توراۃ میں یہودیوں سے معاہدہ لیا گیا تھا کہ لیبینوا نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یکتمونہ و
یؤمنوا بہ صلی اللہ علیہ وسلم) وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اور جو توڑتے ہیں ان تعلقات کو جن کے ملانیکا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (جیسے صلہ ارحام
کا اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایمان لانیکا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان تفریق نہ کریں کہ بعض کیساتھ تصدیق کریں اور بعض کے ساتھ تکذیب یہ دوسری
صفت ہے تیسری صفت کا بیان) وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور فساد کرتے ہیں ملک میں کہ ہیجان حروب کا کرتے ہیں اور ڈاکہ زنیاں کرتے ہیں (جن میں
یہ صفات ہوں وہی صداقت قرآن پر غلط شبہات رکھتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا) اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؀ ایسے صفات ذمیمہ سے متصف لوگ
وہی ہیں خسران میں پڑنے والے (کہ اشتروا الفساد بالاصلاح واشتروا القطع بالایصال واشتروا النقض بالوفاء وحصر الخسران علیہم باعتبار کمالہم فی الخسران حیث
اھملوا العقل عن النظر (قد تمت ازالۃ الشبھہ علی صداقۃ القرآن) فثبت ان (لا ریب فیہ) کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ ای بعبادۃ
اللہ وحدہ لاشریک لہ وبالبعث بعد الموت بان قلتم (من یحیی العظام وھی رمیم) وانتم عالمون بھذہ القصۃ والاستفھام
للانکار وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا حالانکہ تم دہر طویل تک معدوم ہے فَاَحْیَاکُمْ پس مکمل انسانی صورۃ دیکر بعد نفخ روح کے حیاۃ بخشی تمکو ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ
پھر انقضاء آجال کے وقت مارتا ہے تم کو ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر زندہ کریگا تم کو دوبارہ دن قیامت کے (اس احیاء بعد الموت کے وہ منکر تھے
لیکن بعث کے دلائل اتنی قوی تھے کہ گویا کہ ماننے پر مجبور تھے کہ من احیاھم اولا بعد ان کانوا معدومین قادر علی ان یحییھم ثانیا

Marfat.com

بعد ان كانوا موجودين وقابلين للحياة ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٢٨ بعد الحشر فيجازيكم على اعمالكم (الحهنا ثبت البعث بعد الموت)
پھر عبادة اللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ پر ترغیب کو ذکر فرماتے ہیں بیچ ضمن تذکیر بآلاء اللّٰہ کے کما قال اللّٰہ تعالیٰ (وهو الذى اسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة)
کہ الانسان عبید الاحسان فرمایا هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وہ وہ ذات ہے کہ پیدا کیا ہے نفع تمہارے کے لئے جو زمین
کے اندر ہیں تمام کے تمام (مراد وہ تمام ہیں جن کا بیان اسطرح آیا ہے (وجعل فيها رواسى من فوقها وبارك فيها) اى فى الارض بما خلق فيها من
البحار والانهار والثمار والاشجار والنباتات والحيوانات (وقدر فيها اقواتها) اى اقوات اهلها یعنی زمین کے اندر قوی جوہری نباتات کے اور پھلوں
کے وغیرہا کے سودع رکھے ہیں اور ہر خطہ زمین کو خاص ۔ خاص قوی جوہری نباتات ثمرات کے لئے متعین کیا ہے مثلاً بعض خطہ کو انگوروں کے لئے اور
بعض کو کھجوروں کے لئے وهذا كله فى مقدار يومين سُمِّيَا بيوم الثلثاء والاربعاء فهما مع اليومين السابقين اربعة كما قال الله تعالى (فى اربعة ايام)
واليومان السابقان كما قال الله تعالى فى اوّل هذه الآية (قل ائنكم لتكفرون بالذى خلق الارض فى يومين) حٰمٓ السجدة اى فى مقدار
يومين سُمِّيَا بيوم الاحد والاثنين) ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ قال ابن عباس ارتفع الى السّماء فهو من المتشابهات نحو (الرّحمٰن على العرش
استوى) وقال الفراء اقبل وقصد الى السمآء اى قصد فرمایا طرف آسمان کے (وہی دخان) حالانکہ اجزاء آسمان کے دخان تھے فَسَوّٰىهُنَّ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ پس برابر بنایا ان اجزاء دخانیہ کو سات آسمان (وهذه الآية كما قال الله تعالى فى حق الانسان (الذى خلقك فسوّاك)
اى اعتدال پر اور تسویہ پر بنایا ہر سماء کو سماء پر جیسے کہ انسان کے ہر عضو کو اعتدال و تسویہ پر بنایا ہے اى السمٰوات فى الخميس والجمعة وفرغ فى آخر
ساعة من يوم الجمعة (ومن هنا ابتدأت الكتابة من البحر المدادى الجديد) قال الله تعالىٰ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝٢٩ (اس لئے پیدا کیا سب خلق ع ٩ ۳ ۳
کو سویًّا محکمًا و معتدلًا کہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے ۔ خلاصہ آیات کریمہ کا کافی آگے تک تعداد نعم ظاہرہ و باطنہ کا بیان (الشئ) هنا باق على
عمومه لا تخصيص فيه بوجه كأنه قال لكونه عالما بكنه الاشياء كلها خلق ما خلق على النمط البديع الاتم الاكمل الانفع وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ منصوب باذكروا یہ تیسرے انعام کا بیان ہے پہلا انعام کا بیان تمکو پیدا کیا کما قال (فاحياكم) دوسرا انعام تمہارے لئے ما فى
الارض کو پیدا کیا اور آسمان کو معتدل بنایا تاکہ تم دونوں اہم مخلوق کے منافع حاصل کرو پھر فرمایا واذکروا انعامی بابیکم بالانعام الباطنی
اذ قلت (للملٰئكة) کیونکہ احسان اصل کی طرف احسان ہے فرع کی طرف (والملائكة) اجسام نورانیہ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ
خَلِيْفَةً تحقیق میں بنانے والا ہوں زمین میں (خلیفہ) (وهو من يخلف غيره مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں وہی اول خلیفہ تھے اللّٰہ تعالیٰ کی زمین میں
اقامۃ احکام میں تنفیذ قضایا میں وہدایۃ عباد میں اسیطرح ہر نبی خلیفہ اللّٰہ تعالیٰ کا ہوتا ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ (يا داؤد انا جعلناك خليفة فى الارض فاحكم
بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى) آدم علیہ السلام مبعوث تھے اپنی اولاد کی طرف جو کہ چالیس افراد تھے بیس بطن میں ہر بطن میں ایک مذکر ہوتا تھا ایک
مؤنث پھر توالد و احتی کثروا كما قال الله تعالى (وبث منهما رجالا كثيرا ونساء) ثم انه عاش الف سنة الا اربعين سنة ٩٦٠ غرض اس خبر
دینے سے یہ تھی کہ ملائکہ استفسار کریں پھر جواب ملنے کے بعد حکمت خلافت سے باخبر ہو جائیں کہ خلیفہ وہی بن سکتا ہے جو مورد تجلیات ذاتیہ کا ہو

Marfat.com

اور موردِ تجلیات کا وہ بن سکتا ہے جس میں صلاحیت ہو کل اسماء الٰہیہ کی تعلّم و تعلیم کی اور کل اسماء الٰہیہ کے تعلّم و تعلیم کی اس کو صلاحیت ہوتی ہے جو مرکب ہو لطائف عشرہ سے چار اربع عناصر سے ۔ مٹی ۔ ہوا ۔ پانی ۔ نار سے لیکن غلبہ ارض ای مٹی کا ہو اور چھ لطائف سے نفسی ۔ روحی ۔ سرّی ۔ قلب خفی ۔ اخفی سے پھر وہ آدم علیہ السلام ہیں نہ تم کیونکہ تمہاری خلقت جوہر نوری سے ہے پھر فرشتوں نے حکمۃ خفیہ کا استکشاف کیا (والالف) للاستفہام

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا فرشتوں نے سوال کیا کہ بناتے ہو خلیفہ زمین میں اسکو جو فساد پھیلائیگا زمین میں ساتھ شرک اور کفر اور زنا اور سرقہ وغیرھا سے وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور بہائیگے خونوں کو ساتھ قتل وقتال کے (فرشتوں نے یہ بات کہی کیونکہ جنات انسانوں سے پہلے زمین میں آباد تھے اور فسادی اور سفاک تھے تو فرشتوں نے انسانوں کو جنات پر قیاس کیا حالانکہ جنات نار سے پیدا شدہ ہیں اور نار میں مادہ فساد کا اور تکبر کا غلبہ ہے بخلاف انسانوں کے کہ انکے اندر مادہ ارضی کا غلبہ ہے جس میں تواضع اور بہت جواہرات اس میں مودّع ہیں پھر انہوں نے علی سبیل التواضع اشارۃ وادبا عرض کیا کہ اگر خلافت والے فرائض ہمیں دیئے جائیں تو ہم حاضر ہیں کیونکہ) وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ ای والحال انا نقول سبحان اللّٰہ وبحمدہ وَنُقَدِّسُ لَكَ ونعظمك ونمجدك پھر اللہ تعالیٰ اولا اجمالا جواب دیا کہ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؁۳۰ فرمایا کہ تحقیق جانتا ہوں میں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے ہو (پھر اللہ تعالیٰ نے تفصیلی جواب عملی سے نوازا تاکہ ان پر حکمت خلافت کا انکشاف ہو جائے) وَعَلَّمَ ای تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے اٰدَمَ علیہ السلام کو (آدم جمعہ اوادم والنسبۃ آدمیّ) الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا قال الحکیم الترمذی ای اسماءہ تعالیٰ کما قال اللّٰہ تعالیٰ (وللّٰہ الاسماء الحسنیٰ) وفی تفسیر المظہری ان اللّٰہ تعالیٰ علم آدم الاسماء الالٰہیۃ کلھا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ای آدم علیہ السلام کو ونسمات الانبیاء علیہم السلام من ذریتہ کو (حین اخرجھم من ظھرہ واخذ منھم المیثاق واشھدھم علی انفسھم واخذ من النبیین ومن محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم علیہم السلام واخذ منھم میثاقا غلیظا) فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ ای بالاسماء الالٰہیۃ التی علمتھا ھؤلاء (والمعنی اور تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء الٰہیہ کل کے کل کی آدم علیہ السلام کو پھر سامنے کیا فرشتوں کے آدم علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام کو پھر فرشتوں کو فرمایا) خبر دو مجھے ان اسماء الٰہیہ کی جن کی میں نے ان جماعت انبیاء علیہم السلام کو خبر دی ہے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؁۳۱ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ہم بھی خلافت کی اہلیت رکھتے ہیں اور ہم ان سے زیادہ فرمان بردار ہیں) قَالُوْا کہا فرشتوں نے اعتراف فضل بشر کے بارے میں سُبْحٰنَكَ پاک ہے ذات تیری کہ تیرا کوئی فعل خالی حکمت سے ہو لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ہم کو کچھ بھی معلوم نہیں مگر اتنے قدر جتنے قدر تو نے ہمکو بتلایا ہے (یعنی ان کے لئے خلافت کی حکمت کی پہلی خبر نہ تھی اب خبر لگ گئی ہے) اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ؁۳۲ بیشک آپ ہی ہیں ہر شیئی کی حقیقت کو جاننے والے ہر فعل کو حکمت کیساتھ کرنے والے قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم خبر دو ان فرشتوں کو ان اسماء الٰہیہ کی جنکے تعلم کی انکو قدرۃ ہے (کیونکہ کل اسماء الٰہیہ کا تعلم تو خاصہ ہے انکا جو مرکب ہوں لطائف عشرہ سے پھر اربع عناصر کے قوٰی باطنیہ حد اعتدال پر ہوں اور لطیفہ نفسی مہذّب ہو کما قال اللّٰہ تعالیٰ (قد افلح من زکّٰھا) اور لطائف خمسہ منور ہوں ساتھ نور الٰہیہ کے) فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پس جب کہ آدم علیہ السلام نے خبر دی فرشتوں کو ان اسماء الٰہیہ کی جنکے تعلم کی انمیں وسعت تھی = (یہ سب تکلفات معانیہ بنا بر تفسیر تفسیر مظہری کے کی ہیں *

Marfat.com

اور مشہور تفاسیر بھی اسی بارے سب صحیح ہیں) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ
تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا یعنی کہا تھا کہ تحقیق میں ہی جانتا ہوں غیب آسمانوں کے جنہیں مثلاً تم رہتے ہو اور زمین کے جن میں جنات اور
انس بھی رہتے ہیں اور جانتا ہوں میں جو تم چھپاتے ہو ای میری محبت کو اور ظاہر کرتے ہو ای تسبیحات و تحمیدات و تقدیسات کو یہ انعام جو تھا انبار والا بھی بڑا
انعام ہے اور پانچواں انعام کا بیان کہ تمہارے باپ کو مسجود ملائکہ بنایا اظہاراً للفضل علی الملائکۃ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یاد کرو
اسوقت کو کہ جس وقت ہم نے کہا تھا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو سجدہ دو قسم ہے ایک سجدہ عبادۃ کا یہ کسی وقت بھی غیر اللہ کیلئے جائز نہیں ہے
دوسرا سجدہ تکریم کا جیسے ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور اخوۃ یوسف علیہ السلام وابواہ نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا کما قال اللہ تعالیٰ (وخروا له سجدا)
اور یہی سجدہ تکریم کا اس امۃ مکرمہ ومشرفہ جو شاہدہ اور امم پر ہے کیلئے جائز نہیں قطعاً کسی وقت میں فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ پس جلدی میں سجدہ کر لیا سب فرشتوں
نے مگر ابلیس نے نہ کیا (قال عبیدۃ انه عربی مشتق من الابلاس وهو الابعاد من الخیر او الیأس من رحمة الله من ابلس ای انکسر وحزن ویئس
جمعه ابالس وابالسة علم جنس للشیطان وقیل اس کا نام سریانی میں عزازیل ہے اور عبرانی میں حارث ہے پھر جب تکبر کیا تعمیل حکم سے کیونکہ وہ بھی مأمور
بالسجود تھا جیسا کہ فرمایا ہے (مامنعك ان تسجد اذ امرتك) تو ابلسہ اللہ تعالیٰ ای ایئسہ من کل خیر ومسخہ شیطاناً کما مسخ الیهود فصاروا قردة وخنازیر اَبٰى
رک گیا سجدہ سے وَاسْتَكْبَرَ اپنے آپ کو بڑا سمجھا آدم علیہ السلام سے کہ کہا (خلقتنی من نار وخلقته من طین) وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۳۴ اور تھا
علم الٰہی میں جو ازلی ہے کافرین سے (کہ قبیح سمجھا امر اللہ تعالیٰ کا بالسجود لآدم علیہ السلام) چھٹے انعام کا بیان وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ عطف علی قوله تعالیٰ (واذ قلنا
للملائكة) اسْكُنْ اَنْتَ ٹھیرے رہو آپ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور بیوی آپکی جنت میں (اس میں اشارہ ہے خروج من الجنۃ کی طرف بھی کیونکہ سکونت
عارضی رہائش کو کہتے ہیں) وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا اور کھاتے رہو رزق فراخ جہاں سے تم چاہو (کھانے میں دونوں برابر تھے بخلاف سکنی کہ
زوجہ انکی انکے تابع تھی) وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نہ قریب جانا اس درخت کے (قرب سے منع فرما کر مبالغہ فی النهی عن الاكل فرما دیا پھر نہی مخصوص
شجرہ سے تھی یا نوع شجرہ سے تھی یہ نہ قرآن میں شجرہ کا نام آیا ہے نہ حدیث میں بنا بریں عدم تعیین افضل ہے) فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۳۵ ورنہ ہو جاؤ گے
اپنے آپکو مشقت میں ڈالنے والے (کہ یہاں رزق بغیر مشقت کے ملتا ہے پھر زمین پر جانے سے رزق مشقت سے ملیگا = قرطبی میں ہے الضارین انفسکما -
وفی سورة طٰهٰ (فلا یخرجنكما من الجنة فتشقى) فتتعب فی طلب رزقك فانك ههنا فی عیش رغید بلا مشقة وفی القرطبی قال الحسن
(فتشقى) شقاء الدنیا ای فتتعب بمتاعب الدنیا فعلم ان یکون المراد من قوله تعالیٰ (فتكونا من الظالمین) ای فیکون عیشکما کذا فی الدنیا
هذا كقوله تعالیٰ (وحملها الانسان انه كان ظلوما) ای علی نفسه بتحمل مالم یتحمل غیره (مظهری) اما قوله تعالیٰ (وعصى آدم ربه فغوى)
قال ابن حجر العسقلانی المعصية والغواية يطلقان علی مطلق المخالفة ولو مع النسيان كما ههنا قال الله (فنسی ولم نجد له عزما) وفی
الروح (فغوى) ای ضل عن مطلوبه الذی هو الخلود وفی القرطبی (فغوى) ای ففسد علیه عیشه حکاه النقاش وفی القرطبی قال جمهور
من الفقهاء من اصحاب مالك وابی حنیفة والشافعی انهم (ای الانبیاء علیهم السلام) معصومون من الصغائر کلها کعصمتهم من الکبائر

Marfat.com

اجمعها الا انا امرنا باتباعهم فی افعالهم وآثارهم وسیرهم مطلقا وفی تاریخ ابن ابی خیثمة انه علیه الصلوة والسلام سئل عن آدم علیه
السلام فقال نبیٌّ مکلَّم **فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا** ای اصدر زلتهما عن الشجرة ای بسبب الشجرة او (ازلهما) ای ابعدهما عن الجنة ویعضدہ
قراءة حمزة (فأزالهما) ای نحاهما **فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ** پس نکلوایا ان دونوں کو ان نعمتوں سے جن میں وہ تھے (تو معلوم ہوا کہ غرض شیطان کی
بالزلة صرف جنت سے اخراج کی تھی کما جاء فی الاعراف (فوسوس لهما الشیطان لیبدی لهما ما وُوری عنهما من سوآتهما) ای من عوراتهما
واللام للعاقبة (والوسواس) القاء الشیئ فی قلب الغیر بالصوت الخفی ڈالنا کسی خیال کا دوسرے کی قلب میں ساتھ صوت سرّی کے یہ ایسا ہے جیسا
کہ کسی کے کان میں بات ڈالی جائے ساتھ صوت جہری کے یا سرّی کے تو صرف بات ممنوع کے کان میں پڑ جانے سے کونسا امر خلاف عصمت ہے وقیل معناہ
ای ادناهما ای اقربهما شیئا فشیئا بخداعه حتی ذاقا الشجرة یعنی اولاً وسوس الیهما ما وسوس من (ما نهیکما ربکما الآیة) قیل ثم دخل فی الجنة
ابتلاء لهما فکلّمهما بالمشافهة فقال (هل ادلکما علی شجرة الخلد وملك لا یبلی) وهما لا یعلمان انه ابلیس فابی آدم ان یقبل منه تو
(وقاسمهما انی لکما لمن النّٰصحین فدلّٰهما بغرور) ای فانزلهما عن درجتهما ای عن اقامتهما فی الجنة (بغرور) ای بخداع ای
بالقسم الکاذب) **وَقُلْنَا اهْبِطُوا** ای انزلوا الی الارض یعنی آدم علیه السلام وحواء وابلیس وقال الفراء کان الخطاب لهما ولذریتهما
التی کانت فی صلب آدم علیه السلام **بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ** بعض تمہارا بعض پر ظلم کرتا رہیگا (بسبب لڑانے شیطان کے تاکہ دنیا میں زندگی کڑوی
گزرتی رہے) **وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ** تمہارے اصل قرار کی جگہ زمین ہے یعنی جنت میں صرف عارضی سکونت تھی **وَمَتَاعٌ** اور نفع اٹھانا ہے کھانیکا
اور پہننیکا اور حیاتی کا **إِلَىٰ حِينٍ** ٣٦ تا وقت مقرر تک یعنی موت تک **فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ** پس سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ سے
چند کلمات معذرت کے یعنی (ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین) **فَتَابَ عَلَيْهِ** ای وہ ان کلمات سے معذرة کی
اللہ تعالی نے معذرة قبول فرمالی **إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ** وہ بہت رجوع کرنے والے ہیں اپنے عباد پر ساتھ مغفرت کے **الرَّحِيمُ** ٣٧ بہت مبالغہ کرنے والے ہیں
ساتھ رحمت کے (اس صفت کے ذکر میں اشارہ اس طرف ہے کہ قبول التوبة اللہ تعالی پر واجب نہیں ہے بل علی سبیل الترحم ہے) **نجوم الآیات** التحذیرات
عن التلبیسات الابلیسیة والترغیبات الی التوبة التوابیة **قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا** ہم نے حکم دیا اترو جنت سے تمام کے تمام یعنی آدم علیہ السلام وحواء اور
انکی اولاد جو آدم علیہ السلام کی صلب میں تھی (یہ حکم پہلے حکم کا غیر ہے پہلے میں عداوت اولاد کا بیان تھا اس میں ہدایة اولاد کا بیان) **فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى**
شاید اس سے مراد وحی ہو جیسا کہ فرمایا (وانزل التوراة والانجیل من قبل هدی للناس) اور فرمایا (شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدًی
للناس) اور سورۂ صٓ میں فرمایا (یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم) فلا تکرار **فَمَن تَبِعَ هُدَايَ** پھر جو شخص پیچھے چلا میری ہدایت کے **فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ** پھر ان پر کوئی خوفناک واقعہ نہیں پڑیگا (نہ سکرات میں نہ قبر میں نہ حشر میں) **وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** ٣٨ اور نہ وہ غمگین ہونگے مستقبل میں (بوجہ فوات
محبوب امر کے کہ کوئی انکا عمل صالح حبط نہ ہوگا تو نفی عذاب کی اور اثبات ثواب کا علی وجه الابلغ فرمایا) **وَالَّذِينَ كَفَرُوا** اور جو لوگ کفر کرینگے کہ میری ہدایت ع ٢ ٤
کے تابع نہ ہوئے **وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** اور جھوٹا کہا ہمارے آیات کو کہ یہ آیات اللہ تعالی کی طرف سے نہیں ہیں **أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ**

Marfat.com

وہ لوگ نار میں ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہونگے کہ کسی بھی وقت اس سے نہیں نکلینگے **نجم الآیۃ** الانذار بعد التبشیر اب آگے خصوصی خطاب فرماتے ہیں بعد عمومی کے کہ پہلے فرمایا (یاایھا الناس اعبد واربکم) اب فرمایا **یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ** نیز پہلے عمومی انعامات کا ذکر تھا اب خصوصی انعامات جو بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص تھے اس کا ذکر فرماتے ہیں (اسرائیل) کا معنی ہے عبداللہ تو معنی ہوگا اے اولاد اللہ کے خصوصی بندے کی یعنی یعقوب علیہ السلام کی (تمہیں چند خطابات سے نوازا جاتا ہے توجہ سے سنیں)۱ **اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ** یاد کرو میرے احسانات وانعامات کو جو میں نے تمہارے آباء پر کئے تھے فالاحسان الی الآباء احسان الی الابناء (یعنی احسانات کے تقاضے پورا کرو کر انکا شکریہ ادا کرو۔ وہ شکران اوامر کے امتثال میں ہے اور نواہی سے اجتناب میں ہے) ع۲ **وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ** کہ پورا کرو عہد میرے کو ساتھ ایمان واطاعت کے **اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ** پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو کہ جنات میں داخل کرونگا **وَاِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ** اور صرف مجھ سے ڈرو (بنا بریں نقض عہد کا نہ کرو منجملہ عہد میں یہ بھی تھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اگر پایا تو ان سے ایمان لائیں گے اب اس عہد کے نقض سے صرف میرے عذاب سے ڈرو دنیاوی قطع تعلقات کا فکر مت کرو)۳ **وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ** ای بالقرآن عطف تفسیری علی (اوفوا) ای ایمان لاؤ ساتھ قرآن کے جسکو میں نے نازل کیا ہے **مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ** جو کہ سچا کہنے والا ہے ان کتابوں کو جو تمہارے ساتھ ہیں (یعنی توراۃ ۔ انجیل کو الخ کیونکہ توراۃ ۔انجیل مُحرَّف ہوچکی تھیں ۔خود یہود ۔نصاریٰ کو بھی علم نہ تھا کہ یہ آیات توراۃ کے مُحرَّف ہیں اور یہ غیر محرَّف اب جو مضامین قرآنیہ ہیں اس کے مطابق والی آیات توراتیہ غیر محرّف ہیں تو اس طریقہ سے آیات قرآنیہ نے آیات توراتیہ کی تصدیق کردی (معکم) میں اشارہ ہے کہ توراۃ کی ہر وقت تلاوت کرتے تھے تو توراۃ کیساتھ معیت ہوگئی (اللھم اجعلنا مع القرآن والقرآن معنا فی الدنیا وفی الآخرۃ ۔ آمین) ع۴ **وَلَا تَکُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِهٖ** اور نہ ہونا اول کفر کرنے والے ساتھ قرآن کے (کیونکہ تم تو حقیقت قرآن کو جانتے ہو لہذا تم اول مؤمن بن جاؤ لیکن وہ اول کافر بالقرآن بن گئے) ع۵ **وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا** اور نہ خرید کرو ساتھ آیات توراتیہ کے (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات پر دال ہیں) ثمن تھوڑا کیونکہ یہود کے علماء تغیر صفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رشوۃ لیتے تھے) **وَاِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ** اور بخالص مجھ سے ڈرو واتباع الحق اور اعراض عن الاشتراء بالآیات میں (اس آیت میں خطاب علماء یہود کو ہے (وایای فارھبون) میں خطاب عوام بنی اسرائیل کو ہے کیونکہ الرھبۃ دون التقوی ہے) ع۶ **وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ** اور نہ غلط کرو حق کو یعنی صفات اصلیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ باطل کے (جسکو اپنے ہاتھوں سے بدلتے ہو جیسا کہ وہ کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیؐ ولکن مبعوث الی بنی اسماعیل لا الی بنی اسرائیل (والباطل) خلاف الحق معناہ زائل کما قال لبیدؓ الاکل ما خلا اللہ باطل ای زائل) ع۷ **وَتَکۡتُمُوا الۡحَقَّ** عطف علی (تلبسوا) داخل تحت النہی والمعنی نہ چھپاؤ حق کو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کو **وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ**۴۲ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ذات نبوۃ کی نبی برحق ہیں کما قال اللہ تعالی (یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم) فکفرہم کان کفر جحود ع۸ **وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ** اور سیدھا رکھو نماز کو اور خوشی سے دیتے رہو زکوۃ کو ع۹ **وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ**۴۳ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے (کیونکہ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا یعنی صلوا مع الجماعت) ع۱۰ **اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ** کیا امر کرتے ہو لوگوں کو (جن کیساتھ تمہاری خیر خواہی ہے جیسے اولاد اور مخلص دوست) ساتھ اطاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متروک کرتے ہو اپنے نفس کیساتھ خیر خواہی کو (کہ خود اطاعت نہیں کرتے ہو) **وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ**

حالانکہ تم پڑھتے ہو توراۃ کو (جس میں اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں) (والھمزۃ للانکار) اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا پھر تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو (یعنی جو کچھ کر رہے ہو علم اور عقل کے خلاف ہے) وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ استعانت حاصل کرو یعنی مدد چاہو ساتھ صبر کے وَالصَّلٰوةِ اور ساتھ صلوۃ کے وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر فزع الی الصلوۃ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اور یہ تمامی امور جو مأمور بہ ہیں اور منھی عنہ ہیں البتہ گران ہیں اور نفس بھیمی کے یا نماز یا صبر گران ہیں اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ مگر وہ لوگ جو اللہ تعالی سے خائف ہیں اور جوارح سے متواضع ہیں ان پر یہ امور یا نماز یا صبر گران نہیں ہے الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ جو یقین کرتے ہیں کہ نماز میں ملاقی رب العزۃ کو ہوتے ہیں جیساکہ فرمایا الصلوۃ معراج المؤمنین یا قیامت کے دن رب العزۃ کے سامنے پیش ہوں گے وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ اور یہ خاشعین اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں (پھر انکے اعمال کی انکو جزاء ملیگی اس سے معلوم ہوا کہ خشوع سبب ہے سھولۃ صلوۃ کیلئے اور استحضار اللقاء سبب لحصول الخشوع)

نجوم الآیات

وجوب الشکر علی الانعامات یعنی وجوب الایمان بالقرآن وحرمۃ التحریف فی الآیات والاستعانت بالصبر والصلوۃ فی النوائب واستحضار لقاء الرحمن فی اجتناب المعاصی

یہاں تک (اذکروا نعمتی) کا مقصد اسکا شکریہ ادا کرنا ہے جو ضمن امتثال اوامر کے اور اجتناب نواہی کے ہے آگے فرماتے ہیں يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ (اسکا مقصد ہے تعداد نعم کہ الانسان عبید الاحسان سب سے بڑی نعمت کا بیان) وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ کہ میں نے فضیلت دی ہے تم کو اوپر اکثر لوگوں کے یا اوپر کل جہان والوں کے (کہ یعقوب علیہ السلام سے لاکر ماسوائے سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی انبیاء علیہم السلام کو بنی اسرائیل سے مبعوث فرمایا ہے کما قال اللہ تعالی (اذ جعل فیکم انبیاء) اور اس امۃ مرحومہ کے بارے فرمایا ہے (کنتم خیر امۃ) ای خیراً من کل الامم فلا یلزم منہ التفضل الکلی علی الکل (وانی) معطوف علی (نعمتی) چونکہ بنی اسرائیل کو یہ فخر تھا کہ ہم (ابناء اللہ واحباءہ) ہیں اور ہم ابناء انبیاء اللہ تعالی ہیں لہذا ہمارے آباء جو انبیاء اللہ تعالی علیہم السلام تھے انکی وجہ سے ہمیں عذاب نہ ہوگا اللہ تعالی انکا رد فرمایا کہ) وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا ای عذاب یوم القیامۃ عطف علی (اذکروا) لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـــًٔا ای لا تغنی نفس مسلمۃ عن نفس کافرۃ بشیٔ ما یعنی کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے کچھ بھی (اگر ایمان نہ ہو) کما اشار الیہ قولہ تعالی (یوم یفر المرأ من اخیہ الآیۃ) آگے اس اجمال کی تفصیل ہے وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ اور نہ قبول کی جائیگی نفس (کافرہ) کی طرف سے کچھ شفاعۃ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ اور نہ لیا جائیگا اس نفس کافرہ سے کچھ فدیہ (والعدل) ما یساوی الشیٔ قیمۃ او قدراً وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ اور نہ ان کفار کی زبردستی مدد کیجائیگی *(دنیا کے اندر کوئی آدمی جب کسی کی گرفت میں آجائے تو اس سے رہائی کے تین طریقے ہیں یا تو اعوان کے ذریعہ زبردستی رہا کروایا جائے جس کو نصرۃ کہتے ہیں یا بغیر زبردستی کے پھر مفت ہو تو اسکو شفاعت کہتے ہیں یا فدیہ دیکر یعنی ادائیگی حق کی کیجائے اسکو عدل کہتے ہیں کما قال اللہ تعالی (فلن یقبل من احدھم ملأ الارض ذھبا ولو افتدی بہ) **خلاصہ** یہ کہ قیامت کے دن اگر ایمان نہ ہو تو رہائی کے تین طریقوں سے کوئی طریقہ کارآمد نہ ہوگا بنا بریں (واتقوا یوما) پھر آگے کچھ انعامات کا ذکر فرماتے ہیں اور کچھ قبائح بنی اسرائیل کا ذکر فرماتے ہیں کہ انعامات کا تقاضا ہے کہ منعم کی شکرگزاری کیجائے بجائے شکرگزاری کے شرارتیں کرنے لگے کہ انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے لگے اور منہمک

Marfat.com

فی المعاصی ہوگئے بنابریں (وباؤ بغضب من اللہ) ای صاروا احقائہ۔ ان پر انعامات کا بیان) وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ اور یاد کرو جبکہ
ہم نے نجاۃ دی تمہارے آباء کو تو گویا کہ تمکو نجاۃ دی (کہ الاحسان علی الآباء احسان علی الابناء) ارکان دولت فرعون سے یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ
تجویزیں کرتے تھے تمہارے بارے قسم قسم کے شدید عذاب کی (کہ بعض سے زراعت کا کام کرواتے تھے بعض سے مکان بنوانے کا کام کرواتے تھے خلاصہ جتنے
خدمتی کام تھے سب بنی اسرائیل سے کرواتے تھے (نعوذ باللہ من العذاب ومن الفتن کلھا) یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ کما تذبح البھیمۃ تمہارے لڑکوں کو ذبح
کرتے تھے وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ای یترکون بناتکم حیًّا للخدمۃ وقیل تمہارے عورتوں کی حیاءگاہ میں تفتیش کرتے تھے کہ انکو حمل ہے یا نہ (ان
تین قسم کے شدید عذابوں میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو نجاۃ دی تو یہ بڑا انعام ہے) وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ
مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ؁۴۹ اور بیچ اس تذبیح وغیرہ کے (بلآء) ای نقمۃ ای عذاب عظیم تھا تمہارے رب کی طرف سے اور بیچ اس تنجیہ کے (بلآء) ای
نعمۃ عظیم تھی تمہاری رب کی طرف سے کما قال اللہ تعالیٰ (ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ) (وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی طلب میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰)
بچے ذبح کروائے تھے۔ نیز فرعون کی انتظامیہ۔ عدلیہ۔ جندیہ یعنی فوج اسکی قوم سے تھی اور فرعون نے ان پر حکومت چار سو سال تک کی تھی حسن سے
روایت ہے کہ فرعون اہل اصبہان سے تھا لقب اسکا ذوظفر تھا قد اسکا یعنی طول قامت کی چار گز اٹھ تھی سہیلی نے کہا ہے کہ کل من ولی القبط ومصر فھو فرعون
اور کہا گیا ہے کہ ہر سرکش کو فرعون کہتے ہیں نام اسکا ولید بن مصعب بن ریان تھا اور نام فرعون زمانہ یوسف علیہ السلام کا ریان بن الولید تھا اور فرعون زمانہ
یوسف علیہ السلام کا اجداد فرعون موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا تھا ان دونوں فرعونوں کے درمیان زمانہ چار سو (۴۰۰) سال سے زیادہ تھا غالب یہ ہے کہ اسکی
حکومت جندی یعنی فوجی تھی بغوی نے کہا ہے کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی مصر میں تمام قبطیوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے
اور بنی اسرائیل کے گھروں کو کوئی گزند نہیں پہنچایا تو سحرہ نے تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل کا بچہ پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کے زوال کا سبب بنے گا تو اس نے تذبیح
ابناء کی تدبیر سوچی ولیکن التدبیر لا یرد التقدیر آگے اللہ تعالیٰ تنجیہ کی تفصیل بیان فرماتے ہیں اور یہ تیسرا انعام ہے) وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ ای
واذکروا یا بنی اسرائیل اسوقت کو جو تمہاری وجہ سے ہم نے دریا کو شق کر دیا ای پھاڑ دیا (یعنی دریا کے اندر بارہ راستے بنا دئے کیونکہ بنی اسرائیل بارہ سبط تھے
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بغیر اجازۃ فرعون کے بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاؤ جب دریا کے کنارے پر پہنچے تو حکم ہوا (ان اضرب بعصاک البحر) اپنی لاٹھی
بحر پر مارو لاٹھی ماری تو دریا کا عرض بارہ راستوں میں منفلق ہوگیا فرعون بھی دریا کو خشک سمجھتے ہوئے انہیں راستوں میں داخل ہوگیا بمع ستارہ لاکھ فوجیوں
کے پھر موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ماری تو تمام لشکر فرعون کا مع فرعون کے غرق ہوگیا کما قال اللہ تعالیٰ) فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ پس ہم نے تمکو نجاۃ دی (نکتہ)
یہاں پر صرف بحر سے نجاۃ کا بیان ہے تو صیغہ مبالغہ کا نہیں ذکر فرمایا اور اس سے پہلے تین عذابوں سے نجاۃ کا بیان تھا بنابریں صیغہ مبالغہ کا ذکر فرمایا (واذ نجّیناکم)
وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ؁۵۰ اور غرق کر دیا ہم نے فرعونیوں کو حالانکہ تم دیکھ رہے تھے (البحر) کان قلزما او نیلا وکان بین
طرفیہ اربعۃ فراسخ ★ نیز یعقوب علیہ السلام مصر میں داخل ہوئے تو بہتر (۷۲) نفر تھے اور جب انکی اولاد بحر کی طرف نکلی تو چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) تھے ماسوائے بوڑھوں اور لڑکوں
اور عورتوں کے اور بعض آثار میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جو عصا بحر پر مارا تو قوسی شکل ہوگیا تو جس کنارے سے بحر میں داخل ہوئے تھے اسی کنارے سے

Marfat.com

باہر نکلے اور پھر مصر میں آباد ہونے لگے کما قال اللہ تعالی (کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیها فاکهین کذلك و اورثناها قوما آخرین) سورۃ حم دخان وقال اللہ تعالی (ونجعلهم ائمة) قال قتادة ولاة ملوکا کما قال اللہ تعالی (وجعلکم ملوکا) (ونجعلهم الوارثین) ای یرثون ملکه ویسکنون مساکن القبط کما قال اللہ تعالی (وتمت کلمة ربك الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا) وقال اللہ تعالی (ونمکن لهم فی الارض) ای فی ارض مصر وفی الاعراف (عسی ربکم ان یهلك عدوکم) ای فرعون (ویستخلفکم فی الارض) ای یسکنکم بعد هلاکه فی ارض مصر۔ وفی المظهری لما عاد والی مصر بعد هلاك فرعون وعد الله موسی علیه السلام ان ینزل علیه التوراة وفی الکشاف لما دخل بنو اسرائیل مصرا بعد هلاك فرعون ولم یکن لهم کتاب وعد الله تعالی موسی علیه السلام ان ینزل علیه التوراة) وَاِذْ ای واذکروا یا بنی اسرائیل زمان وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً کہ وعدہ کیا ہم نے موسی علیہ السلام سے چالیس رات کا (ابو العالیہ نے کہا یعنی: ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے وفی الاعراف قال اللہ تعالی (وواعدنا موسی ثلثین لیلة واتممناها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة) تو سورۃ بقرہ میں جو چالیس رات کا ذکر آیا ہے وہ خلاصہ حساب کا ہے اور جو اعراف میں آیا ہے اسکی تفصیل یوں کہتے ہیں کہ تیس راتیں برائے تیاری ہمکلامی کے تھیں اور اوپر دس راتیں برائے انزال توراۃ کے تھیں یہ چوتھے انعام کا بیان ہے پھر آگے انکی قباحت کا ذکر فرماتے ہیں کہ بجائے اس نعمت کے شکرگزاری کے تمنے بچھڑا کی عبادۃ شروع کردی) ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ پھر تم نے ایک مستبعد امر کا ارتکاب کرلیا کہ پکڑ لیا بچھڑا کو معبود بعد جانے موسی علیہ السلام کے حالانکہ تم اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے کہ حکم ہوا (فاقتلوا انفسکم) (ثم) استبعادیہ ہے چھ لاکھ میں سے سب نے بچھڑے کو معبود بنالیا مگر ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھ بارہ ہزار اور ستر جو موسی علیہ السلام کیساتھ میقات طور پر گئے تھے۔ چالیس دنوں میں سے پچھلے عشرہ میں (اضلهم السامری) سامری نے انکو گمراہ کیا کہ بنی اسرائیل جب مصر سے جانے لگے تھے تو ان سے زیورات شادی کے بہانے عاریۃ لئے تھے الحرب خدعۃ تاکہ قبطی یہ نہ سمجھیں کہ یہ بھاگے جا رہے ہیں باقی ان سے زیورات لینا اس بہانے سے جائز تھا کہ قبطی اہل محاربۃ سے تھے پھر سامری نے ان سے زیورات لیکر بچھڑا کی شکل بنا کر جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی کھر کی مٹی اس کے منہ میں ڈالکر پھونکا مارا تو بچھڑا ایک حقیقی بچھڑا بن گیا کما قال اللہ تعالی فی سورۃ الاعراف (واتخذ قوم موسی من بعده من حلیهم عجلا جسدا له خوار) وفی القرطبی قلبه الله تعالی لحما ودما فقال (هذا الهکم واله موسی فنسی) پھر آگے ان پر پانچویں انعام کا ذکر فرماتے ہیں ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ پھر ہم نے تم سے معاف کرلیا بعد عبادۃ العجل کے (جب کہ تم نے توبہ کرلی کہ سبب عبدۃ العجل کا قلع قمع نہ کرلیا) تاکہ اللہ تعالی کے عفو کے شکرگزار بن جاؤ (ثم) لتفاوت بین فعلهم القبیح ولطفه الحمید فلا یکون تکرارا (والشکر) عند الجنید البغدادی ہو العجز عن الشکر۔ بنی اسرائیل کے افعال قبیحہ کی تذکیر کا سلسلہ اور ان پر نعم الحسیہ کی تذکیر کا سلسلہ کافی لمبا چلا جائیگا تا (لئلا یکون للناس علیکم حجة الا الذین ظلموا منهم) تک چھٹے انعام کا ذکر وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ای بنی اسرائیل یاد کرو اس وقت کو جس وقت ہم نے دی تھی موسی علیہ السلام کو توراۃ وَالْفُرْقَانَ ای نصرة علی الاعداء ومنه قیل لیوم البدر (یوم الفرقان) لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ تاکہ تم ہدایت یافتہ ہوجاؤ (امور دین والدنیا میں ولیکن تم نے کہا تھا (سمعنا وعصینا) ساتویں انعام کا ذکر)

135289

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ اور ای بنی اسرائیل یاد کرو
اسوقت کو جسوقت موسی علیہ السلام (واپسی طور کے بعد) اپنی قوم کو کہا ای میری قوم تحقیق تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے کہ بچھڑے کو معبود بنالیا ہے
پس توبہ کرو اپنے خالق کے سامنے (جسنے تمکو پیدا کیا ہے بریا عن التفاوت فی الاعضاء پھر انہوں نے توبہ کے کلمات پڑھے تھے (قالوا لئن لم یرحمنا
ربنا ویغفرلنا لنکونن من الخسرین) پھر موسی علیہ السلام بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ کو دریا میں ڈالدیا تو بچھڑے کی ان پر محبت کا غلبہ تھا کما قال اللہ
(واشربوا فی قلوبھم العجل) حب العجل بسبب شربھم الماء المخلوط برماد العجل المحرق یعنی انہوں نے جو پانی مخلوط راکھ کیساتھ تھا پی لیا تھا بنا بریں انکی توبہ
لسانی قبول نہ ہوئی بلکہ فرمایا) فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کہ قتل کرو اپنے آپ کو ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ (وفی الاول حکم التوبۃ وفی الثانی حکم القتل
فلا تکرار ففعلتم ای تم نے اپنے آپکو قتل کیا تھا) فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس اللہ تعالی نے تمہاری توبہ کو قبول فرمالیا کیونکہ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (یہ آیت
کریمہ باعتبار قصہ کے متصل ہے ساتھ آیت (ثم اتخذتم العجل من بعدہ کے) ولیکن اس کو اس سے جدا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ مقصود نعمتوں کی گنتی ہے اگر اسکے ساتھ
اسکو ذکر کیا جاتا تو ایک نعمت سمجھی جاتی آگے انکے اور قبیح کا ذکر فرماتے ہیں کہ اسکی سزا موت تھی لیکن ہم نے احسان کر دیا کہ پھر زندہ اٹھالیا۔ آٹھویں انعام
کا بیان) وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً اور یاد کرو کہ جس وقت تم نے کہا تھا کہ اے موسی علیہ السلام ہم صرف تیرے کہنے پر
ہرگز نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ تعالی کو علانیۃ وعیانا نہ دیکھ لیں اسکا قصہ یوں ہے کہ جب اللہ تعالی نے طور پر موسی علیہ السلام کو بلایا کہ توراۃ دوں گا تو ستر
آدمیوں کو ساتھ لے گئے تاکہ عینی گواہ ہوں کہ توراۃ اللہ کی طرف سے انکو ملی ہے تو جب توراۃ انکو مل گئی تو انہوں نے یہ گستاخانہ کلمات استعمال کئے کما قال اللہ
تعالی (وما اعجلک عن قومک یاموسی الآیۃ) فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پس پکڑا تم کو موت نے صاعقہ کا ایک معنی موت بھی ہے
حالانکہ تم جان رہے تھے کہ صاعقہ نے تم کو پکڑ لیا ہے یہ انکی قباحت کا ذکر ہے آگے انعام کا بیان ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر ہم نے بہ برکت دعاء موسی
علیہ السلام کے تم کو زندہ کیا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم احیا بعد الموت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرو اس قصہ میں احیاء بعد الموت پر دلیل واضح ہے اور
تبکیت ہے اہل کتاب کو کہ اگر تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان نہ لائے تو صاعقہ کا انتظار کرو۔ آگے اور قباحت کا بیان ضمنا اور نویں انعام کا ذکر
صراحۃ کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے آبائی ملک شام کی طرف لوٹیں کما قال اللہ تعالی (یاقوم ادخلوا الارض المقدسۃ
التی کتب اللہ لکم الآیۃ) لیکن اس میں قوم عمالقہ رہتی ہے وہ ادنی سا جہاد سے بھاگ جائیں گے یہ جب شام کے قریب پہنچے تو بزدل ہو کر گستاخانہ
کلمات استعمال کئے کہ (اذھب انت وربک فقاتلا الآیۃ) اللہ تعالی انکو سزاء چالیس سال تک وہاں متحیر رکھا بنا بریں اس جگہ کا نام تیہ ہے جسکا
معنی تحیر کا ہے صبح کو واپس مصر کی طرف سیر کرتے تھے جب رات آتی تھی تو ٹھہر جاتے تھے صبح کو جب دیکھتے تھے تو واپس اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں سے
چلنے شروع کیا تھا کما قال اللہ تعالی (فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ) لیکن ساتھ ساتھ موسی علیہ السلام کی دعا کا برکت سے ضروریات زندگی مہیا کر دئے گئے
اسی جگہ میں نہ کوئی مکان تھا نہ درخت نہ اندھیرے میں روشنی کا انتظام نہ کپڑے نہ روٹی کا انتظام تھا۔ دھوپ سے بچنے کے لئے غمام کا انتظام کر دیا پانی کیلئے
چار چشموں کا پتھر سے انتظام کر دیا کھانے کیلئے منّ وسلوی کا انتظام کیا روشنی کیلئے رات کو ایک روشنی عمودی شکل میں ظاہر ہوتی تھی جس سے

Marfat.com

روشنی کا انتظام کیا گیا کپڑے کہنہ نہ ہوتے تھے بچوں کے کپڑے انکے قد کے مطابق بڑھتے جاتے تھے تو اسی قصہ میں انکے فعل قبیح کا بیان ہے اور اللہ
تعالیٰ کے لطف حمید کا بیان ہے) **وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ** اور سایہ کیا ہم نے تمہارے اوپر سفید پتلے سے جھڑ کا (پھر اسی کو مسخر کر دیا کہ جدہر کو یہ جاتے
تھے ادہر کو جھڑ بھی انکے ساتھ چلتا تھا اور اسی میدان تیہ کی لمبائی بارہ[12] میل کی تھی بقدر وسعت لشکر کے) **وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى** اور اتارا
ہم نے تمہارے اوپر ترنجبین (جو کہ مشابہ صمغ کے تھا جو کہ میٹھا قدرے حموضۃ والا تھا) اور بٹیرے (بھنے ہوئے تھے کن فیکون کے حکم سے) اور ہم نے انکو کہا)
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ لذیذ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو بطور رزق کی دی ہیں (اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ بقدر ضرورۃ لے لیا کریں آئندہ کیلئے
جمع کر کے نہ رکھا کریں مگر حرص کی بنا پر زخیرہ اندوزی شروع کر دی جسکی بنا پر سزاءً گوشت سڑنا شروع ہو گیا اسی کے بارے فرمایا ہے) **وَمَا ظَلَمُوْنَا**
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہ کیا ولیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے (آگے دسویں[10] انعام کا بیان کہ جب
مدۃ تیہ کی ختم ہو گئی اور وہ شہر بیت المقدس کا یوشع بن نون کی برکت سے فتح ہو گیا تو ہم نے کہا اور بلسان یوشع بن نون کے) **وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ**
الْقَرْيَةَ اور یاد کرو اسوقت کو کہ جس وقت ہم نے کہا تھا داخل ہو جاؤ اس شہر میں (مراد اس سے اوپر قول ابن عباس کے بیت المقدس ہے اور یہ حکم بعد فتح
اس شہر کے ملا) **فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا** پس کھاؤ اس سے جہاں سے تم چاہو کھانا فراخ (اس سے یہ معلوم ہوا کہ عام کھانے کے اشیاء
جو عمالقہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اس کے استعمال کی عام اجازۃ ملگئی) **وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا** اور داخل ہونا دروازہ قبلہ والے سے (جسکی طرف
تیہ میں منہ کر کے نماز پڑھتے تھے) داخل ہونا سجداً (شکراً للہ تعالیٰ یا شاید دوگانہ شکریہ کا مراد ہو) **وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ** اور کہتے جاؤ بخش دے
نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ بخش دیں گے ہم تمہاری کوتاہیاں (ببرکت دخول الباب سجّداً کے اور قول حطۃ کے) **وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ** اور
زیادہ ثواب دیں گے نیکی کرنے والوں کو (بوجہ تعمیل حکم کے) **فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ** پس بدل ڈالا
ظالموں نے بات کو خلاف اس کے جو کہی گئی انکو (و فی الحدیث فبدلوا فدخلوا یزحفون علی استاھھم وقالوا حبۃ فی شعیرۃ) **فَاَنْزَلْنَا**
عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ پس نازل کیا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے (یعنی طاعون کی مرض کما قال البعض) ع
بسبب ان کے فسق کے (کہتے ہیں کہ اسی وقت ستر ہزار ہلاک ہو گئے یہ ازالہ تیہ کا ان کیلئے بڑی نعمۃ تھی لیکن ناشاکری پر نقمۃ نازل ہوئی) گیارھویں[11]
انعام کا بیان **وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ** اور یاد کرو اسوقت کو جسوقت پانی مانگا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے ★
(الاستقاء) پانی مانگنا قلت ماء پر یا فقدان ماء پر یہ واقعہ تیہ کا ہے لیکن ذکر بعد ازالہ تیہ کے ہوا ہے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ واقعہ
بھی مستقل تذکیر ہے۔ تذکیر میں تابع مطعم کے نہیں بلکہ مشرب بھی مستقل نعمت ہے جیسے ازالہ تیہ کا مستقل نعمت ہے) **فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ**
الْحَجَرَ (ہم انکی دعاء کو منظور کرتے ہوئے) جلدی میں فرمایا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو (پھر یہ پتھر بعض نے کہا کہ طوری تھا اور وہ مکعب تھا یعنی چار جوانب
والا تھا ہر جانب سے تین تین چشمے بہہ پڑے) **فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا** یعنی انہوں نے عصا پتھر کا لیس جلدی میں بہہ پڑے
اسی سے بارہ چشمے (اور یہ عصا (قال ھی عصای) والامراد ہے (والعصا) مؤنث والالف منقلبۃ عن واو بدلیل عصوان۔ پھر ہر چشمہ

Marfat.com

ایک جدول میں ہر اس سبط کی طرف بہہ پڑا جسکی طرف کا اسکو حکم ملا تھا یہی مطلب ہے) قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ کا پہچان لیا ہر سبط نے اپنے پینے کی جگہ کو اور کہا ہم نے انکو كُلُوا کہاتے رہو منّ وسلوی کو وَاشْرَبُوا اور پیتے رہو (پانی متفجر کو) مِن رِّزْقِ اللَّهِ جوکہ اللہ تعالی کے عطا شدہ رزق میں سے ہے (کہ تمکو انکے حاصل کرنے میں تعب ومشقت نہیں کرنی پڑی) وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور نہ ڈاکہ زنیاں کرنا زمین میں دراں حالانکہ زمین میں لوگوں کے امن امان کو درہم برہم کرنے والے ہوں (والعثی فی الارض السرقة وقطع الطريق والغارة) تو معلوم ہوا کہ کہانے پینے میں بہت زیادہ فراخی سے نفس سبعی کی زیادہ پرورش ہوتی ہے تو پھر انسان قتل وغارت پر آمادہ ہوجاتا ہے پھر بجائے اسکے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے اور استبقاء کی استدعاء کرتے انھوں نے کہا کما قال اللہ تعالی وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ یاد کرو (اپنی اس ناشاکری کو) کہ تم نے کہا تھا ای موسی علیہ السلام ہم سے ہرگز صبر نہیں ہوسکتا ایک قسم کے کہانے پر (کہ صرف منّ وسلوی ہو) فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا والفاء للسببية چونکہ ہم سے ایک قسم کے کھانے پر اکتفاء نہیں ہوسکتا بنا بریں دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ نکالے ہمارے لیئے تیرہ میں اسی سے جو اُگاتی ہے زمین یعنی ترکاریاں (یہاں سے وہ ترکاریاں انکی مراد نہیں جو جامع ہوں حرارۃ۔ برودۃ۔ رطوبۃ۔ یبوسۃ میں یعنی انکی گرمایش اور سردی حد اعتدال میں ہو اور تری اور خشکی حد اعتدال میں ہو) وَقِثَّائِهَا ای الخیار ای ککڑی ای بابلی (اس میں ٹھنڈک اور تری حد اعتدال میں ہے) وَفُومِهَا ای تومہا ای تھوم (اس میں گرمایش اور خشکی حد اعتدال میں ہے) وَعَدَسِهَا اور مسوڑ کی دال یعنی کھری کی دال (اس میں ٹھنڈک اور خشکی حد اعتدال میں ہے عن علیؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال علیکم بالعدس فانہ مبارک مقدس وانہ یرق القلب ویکثر الدمعۃ فانہ بارک فیہ سبعون نبیا آخرھم عیسی بن مریم وقال الحلیمی والعدس والزیت طعام الصالحین ثم العدس لا تخلف منہ ضیافۃ ابراھیم علیہ السلام فی مدینتہ وکان من طعام قریۃ ابراھیم علیہ السلام) وَبَصَلِهَا ای پیاز (کہ اس میں گرمایش اور تری حد اعتدال میں ہے اگر یہ غیر مطبوخ ہو اگر مطبوخ ہو تو پھر اس میں ٹھنڈک اور تری حد اعتدال میں ہے تاکہ جیسا جس انسان کے مزاج کا تقاضئ مزاجی ہوگا ویسا وہ ان ترکاریوں کو استعمال کرتا رہے گا کیونکہ انسان کے مزاج کے اندر بھی حرارۃ۔ برودۃ۔ رطوبۃ۔ یبوسۃ موجود ہے تو ہر ایک اپنے مزاج کے مطابق ترکاری کو استعمال کرنے پر تندرست اور صحیح رہیگا) قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ فرمایا اللہ تعالی نے یا موسی علیہ السلام کیا تبدیل چاہتے ہو اس سے جو ادنی ہے بہ نسبت اسکے جو خیر ہے (یعنی بہت بہتر ہے یعنی منّ اور سلوی میں ایسا بہتر اعتدال ہے کہ ہر مزاج والے کو موافق ہے۔ اس تیرہ میں انکا اخراج نہیں کریں گے البتہ کسی مصر میں منتقل ہوجاؤ تو وہاں اس قسم کی ترکاریاں مل سکتی ہیں کما قال اللہ تعالی) اهْبِطُوا مِصْرًا اترو کسی شہر میں (یہ قبیلے اجابۃ دعاء سے نہیں ہے کیونکہ موسی علیہ السلام نے دعا نہیں مانگی تھی بلکہ امر تعجز کا ہے قبیلے تحدی سے کیونکہ فرمایا تھا (فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ) فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ پس تحقیق تمہارے لیئے وہ ترکاریاں وہاں مل سکتی ہیں جو تم مانگتے ہو وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اور (بوجہ ایسے قسم

Marfat.com

یہ قباحتوں کے اور گستاخیوں کے) جم گئی ان پر ذلت نقش کی طرح (کہ با عزۃ لوگوں کی نظروں میں انکی عزۃ نہ رہی) وَالْمَسْكَنَةُ اور پستی اور محتاجی (کہ طبائع میں غیرۃ عزۃ نہ رہی اور شح و بخل نقش کی طرح جم گیا) وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور پھرے اللہ تعالیٰ کا غصہ لیکر (یعنی نتیجہ یہ نکلا کہ غضب من اللہ کے حقدار ہو گئے) ذٰلِكَ یہ ذلت ای پستی و غضب بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بسبب اسکے کہ وہ عادی بن گئے کفر بآیات التوراۃ والانجیل کے (جنکے اندر اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا رجم وغیرہ تھی) وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور قتل کرتے تھے انبیاء اللہ تعالیٰ کو جو انکے ہاں بھی یہ قتل ناحق تھا کما قال اللہ تعالیٰ (ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون) عن عبد اللہ بن مسعود قال کانت بنو اسرائیل فی الیوم تقتل ثلاث مائۃ نبیؐ ثم یقیمون سوق بقلهم من آخر النهار) ذٰلِكَ یہ کفر اور قتل بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ بسبب اسکے کہ منہمک ہو گئے تھے عصیان میں (ای گناہ کبیرہ میں) اور تجاوز کرتے تھے حدود اللہ سے (جیسے تعدی فی السبت یعنی انہماک فی المعاصی اور تعدی حدود اللہ کی سبب اور قتل انبیاء علیہم السلام کا اور کفر بالآیات مُسبّب پھر کفر اور قتل سبب غضب اللہ تعالیٰ مسبّب پھر غضب اللہ سبب الذلۃ اور مسکنۃ ای حرص مع البخل مُسبّب یعنی گناہ سبب بنا اور گناہ کا پھر وہ گناہ سبب بنا غضب الٰہی کا پھر یہ سبب بنا دنیا میں ذلت کا یعنی ممالک اسلامیہ میں یہود و نصاریٰ بغیر جزیہ کے زندگی نہیں گزار سکتے کما قال اللہ تعالیٰ (حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وهم صاغرون)

نجوم الآیات ارتکاب قبائح کا نتیجہ دنیا میں ذلت ہے اور آخرۃ میں غضب من اللہ ہے آگے ترہیب کے بعد ترغیب کا بیان اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ای اسلموا بالنفاق (کذا قال سفیان الثوری بدلیل انتظامهم فی سلك الكفرة) وَالَّذِيْنَ هَادُوْا ای دخلوا فی الیهودیة وَالنَّصٰرٰى ای قالوا انا نصاری وَالصّٰبِـِٕيْنَ ای عدلوا عن دین الیهودیة والنصرانیة وعبدوا الملئكة او النجوم مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ایمانا خالصا ای دخل فی ملة الاسلام دخولا خالصا وَعَمِلَ صَالِحًا علی حسب امر اللہ تعالی فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس ان کیلئے انکا اجر ہے نزدیک رب انکے (ایمان اور عمل صالح پر) وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ حین یخاف الکفار من العقاب وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ حین یحزن المقصرون علی تضییع العمر وتفویت الدرجات

نجم الآیات القانون الالٰهی من اللہ تعالی للنجاۃ من العذاب آگے یہود کی قباحت یعنی نقض عہد کا بیان وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ یاد کرو اسوقت کو جسوقت ہم نے تم سے لیا تھا میثاق اور عہد (تورات پر عمل کرنیکا) وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ ای عمل کرو ان احکامات پر جو ہم نے تمکو دیے ہیں ساتھ پوری کوشش کے وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور یاد رکھو ان احکامات کو جو اس میں ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ معاصی سے اور عذاب الٰہی سے ۔

(موسیٰ علیہ السلام جب توراۃ لے آئے چونکہ اس میں احکامات شاقہ تھے بوجہ انکے مزاج اکھڑ کے تو انہوں نے عمل کرنے سے انکار کر دیا اور جو ستر آدمی طور پر لے گئے انہوں نے بھی جھوٹ بولا کہ آخر میں اللہ تعالیٰ فرمایا تھا کہ عمل کرو تو کرو ورنہ کوئی حرج نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ طور کو انکے سر کے اوپر بلند کر لو مانتے ہو ورنہ اوپر سے تم پر گر پڑیگا بلکہ توراۃ کے مضامین اور معانی و مسائل کو پوری طرح یاد کرو اس میں تمہاری دارین کی بھلائی ہے پھر کچھ وقت تک عمل کرتے رہے جیساکہ مدلول ہے (ثُمَّ) کا

Marfat.com

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر تم وفاء بالمیثاق سے اعراض کر گیا فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ پس اگر توبہ کی توفیق نہ دیتا اللہ تعالیٰ تمکو وَرَحْمَتُهٗ
اور توبہ کو قبول نہ کرتا (یا فضل اور رحمت سے مراد زمانہ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے) لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ تو البتہ ہو جاتے
تم تباہ ہونے والوں میں سے نجم الآیۃ یہود کے نقض عہد کا بیان اور اس پر تہدید (پھر آگے کے قصہ میں یہود کو زجر فرماتے ہیں کہ اگر تم نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان نہ لایا تو تمہارا حشر بھی اصحاب السبت والا ہو گا جیساکہ سورۃ النساء میں فرمایا ہے (او نلعنهم كما
لعنا اصحاب السبت) اور یہود اسی قصہ کو بوجہ فضیحت کے چھپانے کی کوشش کرتے تھے فرمایا) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ
فِي السَّبْتِ اور تم جانتے ہو ان لوگوں کو جو تم میں سے زیادتی کرتے تھے ہفتہ کے دن میں (اور وہ ستر ہزار تھے وہ کنارے بحر کے رہنے والے تھے
ایلہ کے شہر میں ہفتہ کے دن برائے تعظیم ہفتہ کے دن کے شکار مچھلی کا ممنوع تھا انہوں نے کھلا شکار کرنا شروع کر دیا) فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا
قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ تو ہم نے کہا انکو ہو جاؤ بندر ذلیل کما جاء فی مقام آخر (واخذنا الذين ظلموا بعذاب بئيس بما كانوا يفسقون) وجاء (لعن
الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داود) فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا پس کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرۃ (کہ روکے معتبر
کو ایسے جرائم کے ارتکاب سے) ان لوگوں کیلئے جو اس زمانہ میں موجود تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے (کہ تعدی فی الحدود کے نتائج ہلاکت فی الدنیا ہے)
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور دل کو نرم کرنے والا واسطے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (آگے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی صرف قباحت کا ذکر فرماتے ہیں کہ مال
کی وراثت کی لالچ میں ابن العم یعنی سوتر کو قتل کر ڈالا کہ اسکا قاتل کے سوا اور وارث نہ تھا چونکہ توراۃ اس وقت تک نازل نہ ہوئی تھی ورنہ ایسے قتیل
کے بارے حکم قسامۃ کا ہے بنا بریں قاتل مدعی مقتول کا بن کر دربار موسیٰ علیہ السلام میں حاضر ہو کر قتل کا دعویٰ دائر کر دیا اور آپس میں ہر فریق
دوسرے کی طرف نسبت قتل کی کرتا تھا کما قال اللہ تعالیٰ (واذ قتلتم نفسا فادّٰرئتم فيها) یہ اول قصہ کا حصہ ہے لیکن زیادہ قباحت میں اللہ تعالیٰ
کے نبی کی طرف نسبت استہزاء کی کرنا اور سوالات میں استقصاء کرنا اور امتثال حکم الٰہی میں جلدی نہ کرنا یہ زیادہ قبیح ہے بنا بریں اسی حصہ قصہ کو ذکر میں
مقدم فرمایا گویا کہ یوں فرمایا (واذ قتلتم نفسا فادارئتم فيها) فقال موسیٰ علیہ السلام (ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرة) کما قال اللہ تعالیٰ) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً یاد کرو اسوقت کو جسوقت فرمایا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ امر
فرماتے ہیں تمکو کہ ذبح کرو بقرۃ کو (لفظ (بقرۃ) کا مذکر و مؤنث کو شامل ہے لیکن یہاں پر مذکر مراد ہے بقرینۃ (تثیر الارض) قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا
(چونکہ جواب کی سوال کے ساتھ مناسبت انہوں نے نہ سمجھی بنا بریں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت استہزاء کی کر لی کہ) انہوں نے کہا
کہ آپ ہم کو بناتے ہو ہنسی (یعنی ہم سے ہنسی کرتے ہو) قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ
سے کہ ایسی جہالت والا کام کروں کہ احکام الٰہیہ میں تمسخر کروں کیونکہ خروج عن جواب السائل جہل والجہل نقیض العلم ونفی العلم منفی عن الانبیاء
علیہم السلام یہ انکی بڑی قباحت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرف نسبت استہزاء کی کی آگے انکے استقصاء فی السوالات
کی قباحت کا بیان) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ کہنے لگے سوال کرو ہمارے لیے اپنے رب سے کہ بیان کریں ہمارے لیے کیا

Marfat.com

صفت ہو اس کی کیونکہ حقیقت تو بقرہ کی معلوم تھی (ما) استفہامیہ خبر مقدم برائے (ھی) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ
وَّلَا بِكْرٌ (چونکہ انکے سوال کا مقصد سن دریافت کرنا تھا تو جواب میں فرمایا کہ) تحقیق شان یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہ بقرہ ایسی بقرہ ہو کہ سن میں
نہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی ہو یعنی بچہ بھی نہ ہو عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ درمیان ہو بڑھاپے اور جوانی کے فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ پس
کرلو جو تمکو امر کیا گیا ہے (پھر انہوں نے رنگ کا پوچھا) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا کہنے لگے سوال کرو ہمارے لیئے اپنے رب سے
کہ بیان کریں ہمارے لیئے کیا رنگ ہو اس بیل کا (لفظ (بقرۃ) کا چونکہ لفظاً مؤنث ہے بنا بریں ضمیر مؤنث کا لایا گیا ہے ابن عباس سے موقوفاً
مروی ہے لو ذبحوا ای بقرۃ ارادوا لاجزءتهم ولكن شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ
موسی علیہ السلام نے کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہ بقرہ بقرہ زرد رنگ والی ہے فَاقِعٌ لَّوْنُهَا خوب زرد رنگ والی
ہو کہ تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ کہ خوش لگے دیکھنے والوں کو ★ (یہاں سے معلوم ہوا کہ زرد رنگ خوش کرنے والا ہوتا ہے بنا بریں علی المرتضی رض
زرد رنگ کی نعل میں ترغیب دیتے تھے اور کہتے تھے من لبس نعلا اصفر قل همه ★ صوفیہ کے ہاں نفس بہیمی کو بقرہ صفراء کے ساتھ تشابہ
ہے پھر لطیفہ نفسی کا نور بھی صفراء ہے) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ کہا انہوں نے سوال کرو ہمارے لیئے اپنے رب سے کہ بیان فرمائیں
ہمارے لیئے کیا صفت ہو اسکی (یعنی صفت کے بارے مزید انکشاف ہو کیونکہ) اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا تحقیق بیل کے بارے اب تک اشتباہ باقی ہے
(یہ انکا تیسرا سوال تھا) وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ اور تحقیق اگر اللہ تعالی نے چاہا تو ضرور راہ پالیں گے اسکے ذبح کی طرف یا اسکے قاتل
کی طرف (قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولم يستثنوا لما بينت آخر الدهر) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ فرمایا اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہ بقرہ ایسی بقرہ ہو کہ نہ مذلل للعمل ہو یعنی مسخر فی العمل نہ ہو کہ ہل چلایا ہو زمین میں اور
نہ آب پاشی کی ہو زراعت میں (پہلا انکا سوال عمر بقرہ کے بارے تھا دوسرا سوال رنگ کے بارے تھا تیسرا محنت کے بارے تھا سب کا
جواب دیا گیا پھر خلاصہ سب جوابات کا کہ) مُسَلَّمَةٌ تمامی عیوب سے بے عیب ہو (رنگ کے بارے مزید وضاحت فرمائی تا کہ اور سوال
رنگ کے بارے نہ کریں) لَّا شِيَةَ فِيْهَا نہ ہو داغ اس میں (یعنی صرف رنگ زرد والی ہو اسکے سوائے دوسرے رنگ کا داغ تک نہ ہو
نہ سفید کا نہ سرخ کا نہ سیاہ کا) قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ کہا انہوں نے اب آپ نے صاف بات اسکے اوصاف کے بارے کہیں فرمائی ہے فَذَبَحُوْهَا
وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (پھر ایسے اوصاف والا بیل تلاش کرلیا کہ ایسے رجل کا تھا جو والدہ کا بارّ تھا اس بیل کی اصلی قیمت تین دینار تھی لیکن ع ۸
اسنے کہا کہ بھلا جلدھا ذھبا بیچوں گا) پس ذبح کیا اسکو اور بظاہر نہ تھے کہ ایسا کرتے (کہ خرید کر کے ذبح کرتے)

نجوم الآیات تقبیات

یہود کا بیان پھر اصل قصہ کو ذکر فرماتے ہیں وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور یاد کرو اسوقت کو کہ جسوقت تم نے ایک آدمی کو ناحق
قتل کر ڈالا (معلوم ہوا کہ اس قتل میں مشورہ اوروں کا بھی تھا) پھر ایک فریق دوسرے فریق پر قتل کو ڈالتا تھا کہ وہ کہتا تھا کہ تم نے قتل کیا ہے اور وہ کہتا تھا
کہ تم نے قتل کیا ہے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ اور اللہ تعالی ظاہر کرنے والے تھے جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے (یعنی قاتل کو تو یہ خطاب

Marfat.com

قاتل کے فریق کو ہے یہ واقعہ قبل عبور البحر پیش آیا تھا یا بعد میں بہرحال توراۃ کے نزول سے قبل کا تھا) فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا (پس جب بیل ذبح ہوگیا) تو ہم نے کہا کہ مقتول کی لاش کو بیل کے کسی ٹکڑے سے مارو یعنی چھودو اور ملادو (جب انہوں نے ایسا کیا تو مقتول زندہ ہوکر اپنے قاتل کا نام بتلاکر پھر مرگیا چونکہ یہ حکم الٰہی سے خرق عادۃ کے تھا تو ایک کا بیان حجت بن گیا اسی قصہ سے جو استدلال بعث بعد الموت کا ہے اسکو ذکر فرماتے ہیں) كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى اسیطرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرینگے (قیامت کے دن یعنی اس قدرۃ کاملہ سے استدلال ہے اُس قدرۃ کاملہ پر) وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ اور دکھلاتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نظائر قدرت کے تاکہ سمجھو بعث بعد الموت کو (پھر ہونا تو یہ تھا کہ ان واقعات سے متأثر ہوتے لیکن ہوا یہ کہ کچھ بھی تأثر نہ ہوا کہ کہنے لگے قاتل کے فریق کہ مقتول نے جھوٹ بولا ہے فرمایا) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر بھی تمہارے دل اس واقعہ کے بعد سخت رہے (وفی الترمذی لاتکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی) فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ پس یہ قلوب مثل پتھر کے ہیں قساوۃ میں اور عدم تأثر من الآیات میں اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یا ان سے بھی سخت جیسے حدید یعنی لوہ (نتیجہ یہ نکلا کہ یہود کے قلوب عدم تأثر بالآیات میں پتھر ہیں یا پتھر سے بھی سخت اتنے تک دو قسموں کا بیان ہوا باعتبار عدم استفادیت کے آگے پتھروں کے ان دو قسموں کا بیان ہے جس میں افادیت ہے تو بعض قلوب کو باعتبار عدم استفادیت کے پہلے ۲ دو قسموں کے ساتھ تشبیہ ہے اور بعض قلوب کو باعتبار افادیت کے پچھلے ۲ دو قسم کے پتھروں کے ساتھ تشبیہ ہے جنکی تفصیل یوں ہے) وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ اور تحقیق بعض پتھر البتہ وہ ہیں کہ بہتی ہیں ان سے نہریں (تو ان سے افادیت بہت زیادہ ہے ایسے قلوب ایمان والوں کے ہیں کہ ان سے افادیت دوسرے مسلمانوں کو بہت زیادہ ہوتی ہے) وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ اور تحقیق بعض پتھر وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے اس سے پانی (یعنی قدرے اس سے افادیت ہوتی ہے تو بعض قلوب ایسے ہیں کہ ان سے قدرے دوسرے مسلمانوں کو افادیت ہوتی ہے) وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور تحقیق بعض پتھر البتہ وہ ہیں کہ گر پڑتے ہیں خوف اللہ تعالیٰ سے (یعنی بعض قلوب ایسے ہیں کہ دوسروں کو تو نفع نہیں دیتے البتہ اپنی ذات کے حد تک کامل ہیں تو قلوب کے پانچ قسم ہوگئے باعتبار مشبہ بہ قسموں کے چار قسم کے پتھر اور ایک لوہ پھر قاسی القلب کے بارے میں فرمایا) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۝ اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے

فائدہ - جمادات میں شعور ہے اور شعور کیلئے حیاۃ کی ضرورۃ نہیں ہوتی کالذی روی عن الجذع الحنین آگے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں جو یہود رہتے تھے انکے بارے میں فرماتے ہیں کہ تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین کہ یہ اخلاف اسلاف کے نقش قدم پر ہیں جب انہوں نے ایمان نہ لایا تو یہ کیسے ایمان لائینگے تو انکے ایمان لانے کے بارے میں تم زیادہ متفکر نہ ہو قال اللہ تعالیٰ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ کیا (گمان کرتے ہو کہ ان اخلاف کے قلوب صالحہ للایمان تھیں) پس امیدیں رکھتے ہو کہ مان لینگے تمہاری باتیں انکے اخلاف وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝ حالانکہ تھا ایک فریق انکے اسلاف سے کہ سنتے تھے کلام اللہ کو یعنی توراۃ کو پھر تادلیس کرتے تھے غلط بعد اسکے کہ اصل مطلب کو سمجھ لیتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ تأدیل غلط میں کیا عذاب ہے (جیساکہ روی من صفاتہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم فی التوراۃ انہ ابیض ربعۃ فغیّروہ باسمر طویل وغیّروا آیۃ الرجم بالتسخیم وتسویۃ الوجہ کما فی البخاری آگے جو یہود
مدینہ میں منافق تھے انکے بارے میں قباحت کا ذکر فرماتے ہیں) وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور یہ یہود منافق جب ملتے ہیں
ایمان والوں کو تو کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (کیونکہ انکے اندر وہ صفات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں) وَاِذَا خَلَا
بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ تو دوسرے یہودی (جو علانیہ
یہودی تھے) کہتے ہیں منافق یہودیوں کو کیوں بتلاتے ہو مسلمانوں کو وہ بات جو اللہ تعالی نے تم پر ظاہر کی (یعنی نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ)
لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ مسلمان لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دیں تمہارے رب کے ہاں قیامت میں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کیا تم اتنی بات
کو بھی نہیں سمجھتے اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ کیا نہیں جانتے یہ یہودی کہ تحقیق اللہ تعالی جانتا ہے جو چھپاتے ہیں نفاق
کو اور جو ظاہر کرتے ہیں اسلام کو **نجم الآیۃ** تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین من الیہود وبیان قباحتہم فی زمن النبوۃ صلی اللہ علیہ
وسلم آگے بھی قبائح یہود مدینہ منورہ کا بیان ہے وَمِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِیَّ اور بعض ان یہود میں سے ناخواندہ ہیں کہ نہیں
جانتے توراۃ کو مگر تلاوۃً (یعنی الفاظ کو جانتے ہیں اس کے معانی اور مطالب کو نہیں جانتے) وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝۷۸ نصف اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے
ہیں (یقین نہیں کرتے مضامین توراتیہ پر کیونکہ انکے پاس صرف علماء کی تقلید ہے پھر یہ کہ جانتے تھے کہ یہ علماء سوء ہیں انکے مطالب بیان کرنے پر کوئی یقین
انکو نہ آتا تھا یہ بیان ہے قباحت عوام یہود کا آگے بیان ہے قباحت انکے علماء سوء کا) فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ
پس ویل ہے (جو کہ وادی ہے جہنم میں جسکی قعر تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائینگے) ان لوگوں کیلئے جو لکھتے ہیں توراۃ محرف کو اپنے ہاتھوں سے (مثلا
توراۃ میں جو اوصاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اسکے خلاف لکھکر اپنے سفہاء میں نشر کرتے تھے) ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ پھر کہتے تھے
کہ یہ (ای محرّف توراۃ) اللہ کی طرف سے ہے لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا تاکہ حاصل کریں رؤساء سے ثمن تھوڑا (کیونکہ رؤساء ان علماء کو رشوۃ دیتے
تھے کہ اگر لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لایا تو انکی ریاست ختم) فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ ۝
پس ویل ہے ان کیلئے اس سے جو لکھا ہے انکے ہاتھوں نے اور ویل ہے اس سے جو کمایا ہے یعنی رشوت (یہاں پر تین بار لفظ ویل کا آیا پہلے میں ویل ہے انکے
ذوات پر دوسرے میں ویل ہے مضمون محرف پر تیسرے میں ویل ہے رشوت پر تو فلا تکرار) **نجم الآیۃ** - علماء سوء تین بار ویل کے حقدار بن
گئے بنا برین تین قبائح شدیدۃ کا بیان ہے آگے ان کی اور قباحت کا بیان ہے وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً اور کہتے ہیں
یہودی کہ ہرگز ہم کو آگ نہ لگیگی مگر دن گنتی کے (یعنی چالیس دن جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہود کہتے ہیں کہ توراۃ میں ہے کہ جہنم کا عرض چالیس سال
کا ہے تو یہودی جہنم سے پار ہو کر جنت میں جائیں گے تو ایک سال کی مسافت کو ایک دن میں طے کریں گے) قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا
فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ (استفہام انکاری ہے) فرما دیجئے کیا تم نے اللہ تعالی سے اسکا معاہدہ لیا ہے تو ہرگز خلاف نہیں کریگا اللہ تعالی
اپنے معاہدہ کے (یعنی معاہدہ نہیں لیا) اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (ام) بمعنی (بل) اضرابیہ کے ہے بلکہ جھوٹ بولتے ہو اللہ

Marfat.com

تعالی پر جو نہیں جانتے ہو **نجم الآیۃ** انکے مفتری علی اللہ ہونیکا بیان بَلٰی ای لیس الامر کما قلتمر کر (لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ
وقال الکوفیون (بلی) اصلھا بل التی للاضراب عن الاوّل زیدت علیھا الیاء لیحسن الوقف آگے قانون کلی کو ذکر فرماتے ہیں مَنْ
كَسَبَ سَيِّئَةً جو شخص قصداً اللہ تعالیٰ کے اوپر الزام تراشی کرتا رہے وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ اور احاطہ کر لے اسکو اسکے گناہ
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ پس وہی لوگ جہنم میں رہنے والے ہیں وہی اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے (نہ جیسے یہودی کہتے
تھے کہ یہودی چند دن جہنم میں رہیں گے پھر ہمیشہ کیلئے امۃ مسلمہ جہنم میں رہیگی) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عمل کیئے صالح وہی ہیں جنت میں رہنے والے
وہ اس میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے (نہ جیسا کہ یہود کہتے ہیں (لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا) **نجم الآیۃ** الترھیب
عن الخطیئات والترغیب الی الصالحات پھر آگے اللہ تعالیٰ انکے قبائح جو کہ نقض عہد کے قبیلہ سے ہیں ذکر فرماتے ہیں کہ توراۃ کے ذریعہ
اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ان بڑے بڑے احکامات پر پابندی کا اقرار لیا تھا پھر بغیر چند معدود کے باقی اقرار پر عمل کرنے سے پھر گئے اور یہ
بھی معلوم ہوا کہ یہ احکامات اجماعی ہیں تمام شرائع میں کما قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور یاد کرو اسوقت کو جس وقت
ہم نے لیا تھا عہد مؤکد بنی اسرائیل سے کہ کہا تھا ہم نے کہ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وھو اخبار بمعنی النھی ای نہ عبادۃ کرنا مگر اللہ تعالیٰ کی وَتحسنون
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور والدین کی اچھی طرح سے خدمات کرنا ۔ ثم الاحسان بالوالدین معاشرتھما بالمعروف والتواضع لھما وامتثال امرھما
(فی الامور المباحۃ) والدعاء بالمغفرۃ بعد موتھما وصلۃ اھل ودّھما (قرطبی) وفی تنویر المشکوۃ العقوق ھو ایذاء لا یتحمل مثلہ
من الولد عادۃ وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ اور اچھا سلوک کرنا رشتہ داروں سے اور یتامی اور مساکین سے کہ ہر ایک کے حقوق ادا کرتے
رہنا وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور کہتے رہنا سب لوگوں سے اچھی بات وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور قائم رکھنا نماز کو اور ادا کرتے رہنا
زکوۃ کو (سب سے پہلے عقیدۂ توحید کا ذکر فرمایا جو کہ حقوق اللہ سے ہے اعتقاداً پھر حقوق العباد کو بالترتیب ذکر فرمایا پھر حقوق اللہ کا ذکر فرمایا جو کہ عبادۃ
بدنی ہے پھر مالی کا ذکر فرمایا) ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر تم کچھ زمانہ پابندی کے بعد پھر گئے اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ مگر تھوڑے تم میں سے (وھم من الاسلاف من
اقام الیھودیۃ علی وجھھا قبل النسخ ومن الاخلاف من اسلم کعبد اللہ بن سلام وامثالہ) وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ حالانکہ تھے تم پھرنے والے دل سے
(جیسا کہ (تولّی) پھر گئے عمل بالارکان سے کیونکہ بعض احکام کا تعلق ارکان سے ہے اور بعض کا قلب سے جیسے توحید) **نجم الآیۃ** نقض العھود یھود
کی خصلت قبیحہ قدیمہ ہے (آگے انکی اور عہد شکنی کا بیان ہے وہ یہ کہ مدینہ منورہ میں دو قومیں اوس اور خزرج کی باہمی عداوت اور لڑائیاں تھیں اور مدینہ
منورہ کے اردگرد یہود کے تین قبائل رہتے تھے بنو قریظہ و بنو نضیر و بنو قینقاع پھر بنو قریظہ حلیف اوس کے تھے اور بنو نضیر و بنو قینقاع حلیف خزرج کے
تھے پھر جب اوس اور خزرج کی لڑائیاں ہوتی تھیں تو ہر ایک قبیلہ یہود کا اپنے اپنے حلیف کا مددگار ہوتا تھا یعنی بنو قریظہ اوس کا مددگار ہوتا تھا اور بنو نضیر اور بنو
قینقاع خزرج کا پھر جس قبیلہ کو لڑائی میں غلبہ ہوتا تھا تو دوسرے قبیلہ والے قتل بھی ہو جاتے تھے اور جلا وطن بھی اور قیدی بھی تو گویا کہ بنو قریظہ اوس کے غلبہ کی

Marfat.com

صورۃ میں جیسے خزرج کو قتل وغیرہ کرتے تھے ویسے بنو نضیر و بنو قینقاع کو بھی قتل وجلاوطن وقید کرتے تھے اسی طرح خزرج کے غلبہ کی صورۃ میں جیسے بنو نضیر
وبنو قینقاع اوس کو قتل وغیرہ کرتے تھے ویسے بنو قریظہ کو بھی قتل وجلاوطن وقیدی کرتے تھے پھر جب بنو نضیر وبنو قینقاع کے قیدی اوس کے قبضہ
میں ہوتے تھے تو بنو قریظہ اوس کو دراہم دنانیر دیکر بنو نضیر وبنو قینقاع کے قیدی چھڑاکر آزاد کر دیتے تھے اسی طرح بنو قریظہ کے قیدی جب خزرج
کے قبضہ میں آجاتے تھے تو بنو نضیر اور بنو قینقاع خزرج کو دراہم دنانیر دیکر بنو قریظہ کے قیدی چھڑا لیتے تھے۔ پھر ہر قبیلہ یھود کا کہنا تھا کہ توراۃ کے
کچھ احکام پر عمل نہیں ہوا کہ ایک دوسرے کو قتل وجلاوطن وقیدی نہ کرو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دوسرے حکم پر عمل پیرا ہیں کہ قیدی تو چھڑاکر آزاد
کر دیتے ہیں تو تلک بتلک یعنی برابرہ سرابرہ ہوگیا تو فرمایا بعض احکام کی لاپرواہی کرنا یہ کفر ہے کما قال اللہ تعالی (وتکفرون ببعض) اور
یہ میثاق چونکہ خونریزی وجلاوطنی وقیدی ہونے کے بارے میں ہیں بنابریں اسکو جدا ذکر کیا ہے کہ فرمایا) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور یاد کرو اسوقت
کو جسوقت ہم نے (توراۃ کے ذریعہ) تم سے میثاق لیا تھا کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ۝۸۴ اور ہر ایک قبیلہ والا دوسرے قبیلہ والا کا سفک دماء کا نہ کرے اور جلاوطنی پر مجبور نہ کرے جو کہ تم سب قبیلے والے بمنزلہ ایک جان کے
ہو پھر تم اقرار کرتے رہے اس عہد کا خلفا بعد سلف اور تم ای خلفاء مانتے ہو اس عہد کو کہ توراۃ میں ایسا عہد ہمارے اسلاف سے لیا گیا تھا اور ہم اس پر
عمل پیرا ہونے کے پابند ہیں ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ (ثم) استبعادیہ (انتم) مبتدأ (ھؤلاء) خبر پھر تم تو وہی ہو تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ کہ اپنوں کو
قتل بھی کرتے ہو وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فریقہ کو ان کے وطن سے تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ - اپنوں کے
مقابلہ میں اپنے مخالف فریق کی امداد کرتے ہو بِالْاِثْمِ ساتھ ناجائز وجہ کے وَالْعُدْوَانِ اور ظلم کے وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ اور
اگر آئیں تمہارے پاس قیدی دوسرے فریق کے تو انکا بدلہ دے کر چھڑاتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ حالانکہ حرام ہے تم پر ان کا
نکالدینا آ کیا کرتے ہو مذکور کام فَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ پس مانتے ہو بعض احکام توراۃ کے (یعنی فدیہ دیکر چھڑانا) وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ
اور نہیں مانتے ہو بعض احکام توراۃ کے یعنی قتل اور اخراج کو فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ پس نہیں سزا اس آدمی کی جو کرتا ہے تم میں سے
اس کام کو یعنی قتل واخراج کو اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں جیسے قتل بنی قریظہ کا اور جلاوطنی بنی قینقاع اور بنی نضیر
کی وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ اور دن قیامت کے پہنچائے جائیں گے سخت سے سخت عذاب میں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ۝۸۵ اور اللہ تعالی بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ★ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۸۶ ع ایسے ذمیمہ خصال والے لوگ وہی ہیں جنہوں نے خرید لیا ہے حیاتی دنیاوی کو مقابلہ حیاتی اخروی کے (یعنی
ترجیح دیدی ہے) سو انہیں سے (آخرۃ میں) نہ تو عذاب کی تخفیف ہوگی اور نہ انکو کسی طرف سے مدد حاصل ہوگی (کہ جبراً انکو اللہ تعالی کے عذاب سے
چھڑایا جائے ایسا نہ ہوگا) **نجم الآیۃ** یھود کے قباحت سفک دماء کا بیان اور اسپر رسوائی دنیاوی اور عذاب اخروی کا بیان۔
آگے یھود کے اور قبائح کا بیان وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ دی تھی ہم نے موسی علیہ السلام کو کتاب یعنی توراۃ وَقَفَّيْنَا

مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پے در پے بھیجتے رہے ہم ان کے بعد رسل وقفے ۔ وقفے کے بعد (اور یہاں پر بارھویں انعام کا بیان ہے کما قال اللہ تعالی (ثم ارسلنا رسلنا تترى من المتواترة وہو التتابع مع الفصل (من بعدہ) تاکید لمعنی (قفینا) نقل کیا گیا ہے کہ موسی علیہ السلام کے بعد تا زمن عیسی علیہ السلام تک ستر ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے جو کہ سب کے سب شریعت موسی علیہ السلام پر تھے) وَ اٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ اور دیئے ہم نے عیسی بن مریم علیہ السلام کو معجزات واضح اور انجیل وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ای تقویت دی ہم نے عیسی علیہ السلام کو ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے (کہ وقت بچپن سے لا کر الی حال کبرہ تک انکے ساتھ رہتے تھے کما قال اللہ تعالی (واذ ایدتک بروح القدس) وقیل (القدس) من اسماء اللہ تعالی وقیل (الروح ھنا اسم اللہ الاعظم الذی کان یحی بہ الموتی لفظ (عیسی) معناہ السید وقیل المبارک و (مریم) معناھا خادم) اَفَعَلتم مافعلتم ای کیا کرتے رہے تم جو کرتے رہے کہ

فَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۝ (ف) (ہمزہ استفہام انکاری کی تفسیر ہے) پس جب آتے تھے رسول ساتھ ان احکامات کے جنکو تمہارے نفس پسند نہ کرتے تھے تو ایک فریق انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہتے تھے (کہ کہتے تھے یہ احکامات اللہ تعالی کی طرف سے نہیں ہیں آپ العیاذ باللہ جھوٹ بولتے ہو) اور ایک فریق انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے (تقتلون) کی تعبیر صیغہ مضارع سے ہے حالانکہ معنی ماضی کا ہے اشارہ اس طرف ہے کہ وہ ماضی والا کام باعتبار جرم کے ہر وقت ہر ایک کے سامنے مستحضر ہے **نجم الآیۃ** یہود کی قباحت شدیدہ کا بیان کہ توراۃ کے ملنے پر شکریہ ادا کرتے کہ احکام شاقہ پر عمل کرتے بجائے شکریہ کے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور قتل انکی پرانی عادۃ ہے چونکہ اخلاف اسلاف کے فعل شنیع پر راضی اور خوش تھے بنابریں قباحت میں انکے شریک ہوئے یہود کے اور قباحت کا بیان

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں (کہ مذہب اسلام ہمارے دلوں میں نہیں جا سکتا ہم اپنے مذہب پر پختہ ہیں اللہ تعالی نے انکا رد فرمایا کہ یہ پختگی مذہب نہیں ہے) بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ بلکہ اللہ تعالی نے لعنت کی ہے بسبب انکے کفر کے (یعنی اللہ تعالی نے جو مذہب حق اسلام ہے اس سے انکو دور رکھا ہے بسبب انکے کفر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) **نجم الآیۃ** الکفر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سبب ہے انکے ملعون ہونیکا فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ۝ پس بہت تھوڑے ہیں یہودی ایمان لانے والے (بخلاف مشرکین کے کہ ان سے مومن بہت ہوئے آگے انکی اور قباحت کا بیان)

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اور جب آگئی انکے پاس کتاب عظیم الشان یعنی قرآن اللہ کی طرف سے جو کہ مصدق ہے واسطے اس کتاب کے جو ان کے پاس ہے یعنی توراۃ (کہ قرآنی مضامین توراتیہ مضامین کے موافق ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی توراتیہ مضامین محرف نہیں ہے) وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حالانکہ یہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لڑائیوں میں طلب فتح کی کرتے تھے کافروں پر بوسیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (کہ کہتے تھے اللهم انصرنا علیهم بالنبی صلی اللہ علیه وسلم المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة و قال ابن عباس نزلت فی بنی قریظة والنضیر کانوا یستفتحون علی الخزرج والاوس برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قبل مبعثه صلی اللہ علیه وسلم (روح) پس آیۃ کریمہ سے توسل بذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ہو گیا) فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ پس جب آگئی وہ ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم جنکو جانتے تھے (باعتبار اوصاف کے جو توراۃ میں مذکور تھے) تو انکے ساتھ کفر کر لیا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ۝

Marfat.com

پس دوری ہے اللہ کی رحمت سے ایسی کافریں پر بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بُری شیئ ہے وہ جس کے بدلے اپنے آپکو بیچا ہے کہ کفر کرلیا ساتھ اسکے جو نازل کیا ہے اللہ تعالی نے یعنی قرآن کے بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ بوجہ حسد اور ضد اس بات کے کہ نازل کیا ہے اللہ تعالی نے اپنے فضل سے جس پر چاہا ہے اپنے بندوں میں سے (کہ بنی اسماعیل سے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر نازل کیا ہے اور نہیں رسول بنایا بنی اسرائیل سے کسی کو اسی آخر زمن میں) فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ پس رجوع کرلیا ای مستحق ہوگئے غضب بر غضب کے (بغضب) سے مراد غضب بوجہ کفر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (علی غضب) سے مراد غضب بوجہ کفر بعیسی علیہ السلام کے) وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۹۰ واسطے ایسے کافریں کے علاوہ عذاب کے ذلت بھی ہوگی (یعنی عذاب مع ذلت کے ہوگا چونکہ کفر مرکب تو عذاب بھی مرکب) **نجم الآیہ** الکفر بالقرآن وبالرسول صلی اللہ علیہ وسلم سبب للغضب علی الغضب آگے انکی اور قباحت کا بیان وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اور جب ان یہود کو کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ ساتھ اسکے جو نازل کیا ہے اللہ تعالی نے (ای ساتھ قرآن کے والجملۃ معطوفۃ علی (قالوا قلوبنا غلف) ای متعلقۃ بھذہ الجملۃ) قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَيَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ تو کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا ہے ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے اوپر ہمارے (بذریعہ موسی علیہ السلام کے) اور (یعنی) نہیں مانتے اسکو جو سوا اسکے ہے وَهُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ حالانکہ وہ یعنی قرآن سچی کتاب ہے (ایک دلیل اسکی یہ ہے کہ) قرآن سچا کہنے والا ہے واسطے اس کتاب کے جو انکے ساتھ ہے یعنی توراۃ کے (گویا کہ یہ جملہ معطوفہ تشریح ہے واسطے معطوف علیہ کے یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب مغلوف ومحفوظ ہیں کہ ماسوائے توراۃ کے قلوب کے اندر کوئی چیز نہیں جاتی گرچہ حق کیوں نہ ہو آگے اللہ تعالی انکے دعوائے ایمان بالتوراۃ کو رد فرماتے ہیں کہ دراصل یہ یہود توراۃ کو بھی نہیں مانتے ہیں اگر مانتے تو پھر کیوں قتل کیا تھا انبیاء علیہم السلام کو کما قال اللہ تعالی) قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۹۱ فرمادیجئے انکو پھر کس لئے قتل کرتے رہے انبیاء اللہ علیہم السلام کو اگر تم توراۃ پر ایمان رکھتے تھے (چونکہ اسوقت کے موجود یہود اپنے اسلاف کے قتل انبیاء علیہم السلام پر فخر کرتے تھے اور راضی تھے بنابریں انکو بھی جرم قتل میں شریک کیا گیا ہے) (آگے اور وجوہ سے انکا دعوی ایمان بالتوراۃ کو رد فرماتے ہیں) وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ اور البتہ آئے تھے تمہارے پاس موسی علیہ السلام صریح معجزات لیکر (جو کہ توحید باری تعالی پر اور موسی علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرتے تھے) ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ۝۹۲ پھر بھی تم نے بنالیا بچھڑے کو آلہ ان کے جانیکے بعد اور تم مشرک تھے کما قال اللہ تعالی (ان الشرک لظلم عظیم) یا ظلم کرنے والے تھے اپنی نفسوں پر کہ حکم ہوا (فاقتلوا انفسکم) اور رد دعوی ایمان بالتوراۃ کا بیان وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ اور یاد کرو اسوقت کو کہ جسوقت ہم نے لیا تھا عہد عمل بالتوراۃ پر کہ کھڑا کیا تھا تمہارے اوپر طور کو اور کہا کہ خُذُوۡا مَآ اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ پکڑو ان مضامین توراتیہ کو جو ہم نے تم کو دئے ہیں ساتھ ہمت اور پختگی کے وَّاسۡمَعُوۡا اور سنو سننا قبول کرنیکا قَالُوۡا سَمِعۡنَا جواب میں انہوں نے کہا سن لیا ہے ہم نے یہ بزبان قال کہا اور بزبان حال یعنی دل میں کہہ رہے تھے وَعَصَيۡنَا کہ ہم سے عمل نہ ہوسکیگا (آگے عمل بالتوراۃ کی توفیق کے مسلوب ہونیکی وجہ بیان فرماتے ہیں) وَاُشۡرِبُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ اور پلائی گئی تھی

ان کے دلوں میں محبت اسی بچھڑے کی بسبب ان کے کفر کے کہ انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا یا تھا اور بعض نے خلوص دل سے توبہ نہ کی تھی
تو حب العجل جو کہ ایک کفر ہے اس کے سبب سے ان سے عمل بالتوراۃ کی توفیق نہ رہی) قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۹۳
(آخر میں ردّ ایمان بالتوراۃ کا خلاصہ ذکر فرماتے ہیں کہ اگر تم ہو مؤمن ساتھ توراۃ کے) تو فرما دیجئے کہ برے کام ہیں وہ جسکا تمکو تمہارا ایمان
بالتوراۃ امر کرتا ہے یعنی قتل انبیاء علیہم السلام کا اور قرآن جو کہ برحق ہے اس کے ساتھ ایمان نہ لانا) آگے اور قباحت کا بیان کہ وہ کہتے تھے
(لن یدخل الجنۃ الا من کان هودا) یا کہتے تھے (نحن ابناء الله واحباءه) تو اللہ تعالی انکے دعاوی کا ردّ فرمایا قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ
الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۹۴ فرما دیجئے کہ اگر عالم آخرۃ کی بھلائی اللہ
تعالی کے ہاں صرف تمہارے لیئے مخصوص ہے سوا باقی لوگوں کے (تو اس کی تصدیق کیلئے) موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو (کیونکہ آخرۃ
کے تنعمات میں صرف موت آڑ ہے) وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ اور ہرگز یہ لوگ موت کی تمنا نہیں کریں گے بسبب ان
جرائم کے کہ انہوں نے آگے بھیجے ہیں (یعنی کفر بالانبیاء علیہم السلام اور قتل انکا وغیرہ وغیرہ) وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۹۵ اور اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں
ظالمین کو (یہ بھی بڑے ظالم ہیں کما قال اللہ تعالی (وانتم ظالمون) فی هذہ الآیۃ اخبار بالغیب کما قال الله تعالی (ولن یتمنوه ابدا) آگے
ذکر فرماتے ہیں کہ یہ تمنا موت کی کیسے کریں گے کیونکہ تمام لوگوں سے حیاتی دنیاوی پر زیادہ حریص ہیں بلکہ مشرکین سے بھی جو کہ آخرۃ کے قائل
نہیں اس لیئے مشرکین سب سے زیادہ حریص علی الحیاۃ ہیں کما قال اللہ تعالی) وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ
أَشْرَكُوا اور البتہ جانیں گے ان یہود کو سب لوگوں سے زیادہ حریص حیاتی دنیاوی پر اور زیادہ حریص مشرکین سے بھی (جو کہ آخرۃ کے معتقد نہیں ہیں
اس لیئے وہ چاہتے ہیں کہ حیاتی دنیا کی بہت لمبی ہو تا نکہ نعمات دنیاوی سے زیادہ متنعم ہوں) يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ تمنا
کرتا ہے ہر فرد یہود کا کہ کاش حیاتی دیا جاوے ہزار سال (حتی کہ اپنے تحیہ اور سلام میں ہر ایک دوسرے کو یہ کہتا ہے کہ عش الف سنۃ شالا زندہ رہ ہزار
سال عش الف نوروز شالا تو زندہ رہ ہزار نوروز وہ نوچیت کے دنکو کہتے ہیں) وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ اور نہیں ہے اس کو
دھکیلنے والا عذاب سے اس قدر کا جینا وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۹۶ ع اور اللہ تعالی جاننے والے ہیں انکے مخفی اعمال کو (فهو یجازیهم علی
اعمالهم) **نجم الآیۃ** الزجر الشدید علی الیهود علی الافعال القبیحۃ (آگے انکی اور قباحت کا بیان ہے کہ یہود جبرئیل
کے ساتھ عداوۃ رکھنے والے ہیں اور انکو انکے ساتھ طبعی بغض ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر میکائیل وحی لے آتا اور قرآن نازل کرتا تو ہم مان لیتے کیونکہ بارش
وغیرہ انکے سپرد ہے چونکہ جبرئیل وحی لاتا ہے تو ہم نہیں مانتے کیونکہ جتنے یہود پر عذاب نازل ہوئے تھے یا احکام شاقہ نازل ہوئے تھے تو اس کے ذریعہ نازل
ہوئے تھے اس لیئے یہود کہتے تھے کہ ہمیں اسکے ساتھ عداوۃ ہے اسپر اللہ تعالی انکا ردّ فرماتے ہیں) قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فرما دیجئے
کہ جو شخص دشمن ہے جبرئیل کا (بنابریں قرآن کو نہیں مانتا کہ جبرئیل لے آتا ہے تو انکو فرمائے کہ اسمیں جبرئیل کا کونسا قصور ہے وہ تو محض سفیر ہے
اللہ تعالی کی طرف سے کما قال اللہ تعالی) فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ وہ تو اللہ تعالی کے حکم سے قرآن کو نازل کرتا ہے آپکی قلب مبارک

Marfat.com

پر (جس قرآن کو وہ نازل کرتا ہے اسکی خصوصیت یہ ہے ۱؎ سچا کہنے والا ہے اُن کتب سماویہ کو جو قرآن سے پہلے تھیں کما قال اللہ تعالیٰ) مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۲؎ وَهُدًى معطوف علی (مصدقا) ای راستہ بتلانے والا ہے ۳؎ وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٩٧ اور خوشخبری سنانے والا ہے ایمان
والوں کو (یہ تین اسباب قوی ہیں قرآن کے ماننے پر باقی رہا جبرئیل کی عداوۃ کے متعلق تو اس کا جواب یہ ہے کہ قانون الٰہی ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝٩٨ جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور انبیاء علیہم السلام کا اور جبرئیل کا
اور میکائیل کا تو سب کا وبال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عدو للکافرین (ای اللہ تعالیٰ سزا دیں گے عداوت کی ایسے کافرین کو) **نجم الآیۃ** التھدید الشدید
علی العداوۃ باللہ تعالیٰ وباولیاءہ تعالیٰ ★ (ابن صوریا یہودی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے اپنی نبوت کی کوئی دلائل نہیں لائے تاکہ
ہم آپکی نبوۃ کو مانیں تو نزلت) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ اور البتہ ہم نے نازل کئے ہیں بہت سے دلائل واضح آپکی نبوۃ پر وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا
الْفٰسِقُوْنَ ۝٩٩ اور نہیں انکار کریں گے انہیں دلائل کا مگر وہی جو عدولی حکم میں عادی بن چکے ہیں (وھذا کما قال اللہ تعالیٰ فی حق موسیٰ علیہ السلام
(ولقد جاءکم موسیٰ بالبینات) تو صداقت قرآن کے بعد اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان آگے یہود کی اور قباحت کا بیان
جو کہ عہد شکنی کے قبیلہ سے ہے من جملہ اسمیں سے توراۃ کے ذریعہ جو یہود سے عہد لیا گیا تھا کہ نبی آخر الزمان کے ساتھ ایمان لانا) اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا
عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ المعنی کیا کفر کرتے رہیں گے ساتھ آیات بینات کے اور ہر وقت جبکہ عہد کرتے تھے کوئی عہد تو نظر انداز کر دیتا تھا ایک
فریق ان میں سے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠٠ بلکہ بہت تو ایسے تھے کہ عہد پر یقین بھی نہ رکھتے تھے (تو عہد پر عمل نہ کرنا فسق ہے اور اسپر
یقین نہ کرنا اس سے بڑھکر کفر ہے آگے قرآن مجید پر ایمان نہ لانیکی عہد شکنی کا بیان ہے کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اور جبکہ آگیا ہے انکے پاس رسول عظیم الشان من جانب اللہ تعالیٰ جو کہ سچا کہنے والے ہیں ان کتب سماویہ
کو جو انکے ساتھ ہیں یعنی توراۃ وغیرھا کو نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ تو پھینک دیا ایک جماعت
ان میں سے جو دے گئے تھے کتاب کو یعنی توراۃ کو کتاب اللہ کو یعنی قرآن کو پس پشت اپنے كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠١ گویا کہ نہیں جانتے
کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے **نجم الآیۃ** یہود کی عہد شکنیان بارے ایمان بالرسالۃ کے اور ایمان بالقرآن کے آگے اللہ تعالیٰ یہود
کی قباحت کا ذکر فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا اور سحر کے تابع اور گرویدہ بن گئے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ
عطف علی قولہ (نبذ) اور تابع اور پیچھے لگ پڑے اس چیز کے (یعنی سحر وجادو کے) جس کو پڑھتے تھے سرکش جن و شیاطین الانس بیچ ملک وحکومت سلیمان
علیہ السلام کے (پھر یہودیوں نے جواز سحر کی دلیل بنائی کہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت سحر پر چلتی تھی اور تسخیر جنات وہوا بوجہ سحری اثرات کے تھیں تو اللہ تعالیٰ
نے انکار د فرمایا کہ سحر میں کلمات کفریہ ہوتے ہیں) وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ ای نہیں سحر کیا سلیمان علیہ السلام وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا ای سحروا
يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ تعلیم دیتے شیاطین لوگوں کو سحر کی **تفصیل** یوں ہے کہ جب جنات کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کا مسخر
بنا دیا اور انسانوں کے ساتھ خلط ملط ہونے لگے تو انسانوں کو سحر سکھلانے لگ گئے تو سلیمان علیہ السلام نے مردۃ الجن سے کلمات سحریہ

Marfat.com

چھین کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیئے تاکہ انکو قدرۃ نکالنے کی نہ رہے جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوگئے تو جنات کو نکالنے کی قدرت نہ تھی تو انسانوں کے ذریعہ وہی کلمات سحریہ مدفونہ نکلوا کر انسانوں کو سحر کی تعلیم کا سلسلہ پھر سے شروع کر دیا اور وہی سلسلہ جاری رہا تاآنکہ یہود مدینہ منورہ تک پہنچ گیا) خلاصہ یہ ہوا کہ جو قوم کتاب اللہ کو پس پشت ڈالدیتی ہے تو گندے گڑھے میں جا گرتی ہے) وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ عطف علی (ماتتلو) اور یہ یہود پیچھے لگ پڑے اس سحر کے جو نازل کیا گیا تھا اوپر دو فرشتوں کے جو کہ بابل یعنی عراق کے علاقہ میں رہتے تھے جنکا نام ہاروت وماروت تھا (اسکی تفصیل یوں ہے کہ ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا بہت چرچا تھا (اگر ادریس علیہ السلام نبی بنی اسرائیل سے ہوں ورنہ کسی ایک نبی کے زمانہ کی بات ہے اور سحرہ کے ہاتھوں پر خلاف عادۃ کے اثرات ظاہر ہونے لگے تو لوگوں کے اندر معجزہ اور سحر کے درمیان فرق نہ رہا تو لازمی طور نبی اللہ کے درمیان اور ساحر کے درمیان فرق ما بہ الامتیاز ختم ہونے لگا تو اللہ تعالی نے فرق بتلانے کیلئے دو فرشتے ہاروت وماروت کو (غالبا انسانی شکل میں) بابل میں مقرر کیا تاکہ لوگوں کو سحر کی حقیقت سے باخبر کریں کہ یہ کلمات سحریہ ہیں جو کہ کلمات کفریہ ہیں انکا اثر یہ ہے اور جو ساحر ہیں خبیث النفس اور ہمیشہ ناپاک رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ بخلاف معجزہ کے کہ بغیر کسی کلمات تاثیری کے اللہ تعالی کی قدرۃ باہرہ کا ظہور ہوتا ہے اور وہ نبی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ طیب النفس ہوتے ہیں اور پاکن پاک رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ) وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ اور وہ دو فرشتے نہیں تعلیم دیتے تھے کسی کو مگر پہلے سے کہدیتے تھے کہ ہم محض ایک امتحان ہیں تمہارے لئے پس سحر نہ کرنا کسی پر فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ بس سیکھتے تھے لوگ اُن دو سے وہی سحر جس کے ذریعہ تفریق ڈالتے تھے درمیان خاوند وبیوی اسکے (اس سے معلوم ہوتا ہے ان کے پاس اتنے حد تک کلمات سحریہ تھے۔ اور یہ تاثیری اثرات ماتحت الاسباب کی حد تک تھے جیسے سمّ یعنی زہر کا اثر یہ ہے کہ جو زہر کو استعمال کریگا تو مر جائیگا) فرمایا وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور وہی سحر سیکھنے والے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اللہ تعالی کے تقدیری حکم سے (انکے اپنے اختیار کلی [illegible]) وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور لوگ سیکھتے تھے ان سے سحری کلمات جو محض نقصان دہ تھے ان کیلئے اور نفع مند نہ تھے وَلَقَدْ عَلِمُوْا مرتبط بقولہ تعالی (ولما جاءهم رسول من عند الله) لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور البتہ یہ یہود (جو کتاب اللہ کو چھوڑ کر سحر کے پیچھے لگے ہوئے ہیں) باخوبی جانتے ہیں کہ جو شخص سحر کو کتاب اللہ کے عوض اختیار کریگا اس کیلئے آخرۃ میں کوئی حصہ خیر کا نہیں ہے تو نتیجہ یہ نکلا وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اور البتہ بُری ہے وہ شیئ یعنی سحر جس کے عوض اپنے آپکو بیچ ڈالا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۰۲ (لو) تمنی کیلئے ہے کاش کے کہ وہ لوگ اس برائی کو جانتے (یعنی جانتے تو ہیں لیکن علم کے مطابق عمل نہیں کرتے تو گویا کہ جانتے بھی نہیں ہیں) وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۰۳ ع اور اگر تحقیق یہ لوگ ایمان لاتے ساتھ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بچتے سحر سے تو تھوڑا سا ثواب اللہ تعالی کی طرف سے بہت بہتر ہے ہر وجہ سے کاش کہ جانتے اس بات کو **نجم الآیۃ** الترهيب عن اتباع السحر والترغيب الى الايمان والتقوى * (آگے اللہ تعالی یہود مدینہ منورہ کے مزید قبائح کا ذکر فرماتے ہیں انمیں اولاً قابل ذکر کے یہ ہے کہ یہ لوگ حضرۃ الرسالۃ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے شان عالیہ میں سخت گستاخ تھے کہ ذات نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ (راعنا) سے مخاطب کرتے تھے اور یہ کلمہ سب وشتم کا تھا کہ ان کے ہاں مشتق رعونۃ بمعنی حماقت کے تھا تو جس انسان کو حماقۃ سے خطاب کرتے تھے تو اسکو (راعنا) سے مخاطب کرکے کہتے تھے جس کا معنی یہ لیتے تھے ای احمق تو اسی معنی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے تھے اور یہی کلمہ (راعنا) کا لغۃ قدیمہ انصار میں ساتھ معنی رعایت کے مستعمل تھا (راعنا) یعنی بات سمجھانے میں ہماری رعایت کرو تو اللہ تعالی نے مؤمنین کو لفظ (راعنا) کے خطاب سے منع فرمادیا کہ اس میں تشبہ بالیہود ہے جو کہ یہود توہین کی نیت سے استعمال کرتے ہیں تو (من تشبہ بقوم فھو منھم) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا ای ایمان والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے وقت کلمہ (راعنا) کا استعمال نہ کرو (اور ضرورۃ پر) وَقُولُواْ ٱنظُرۡنَا اور کہو (انظرنا) ای انتظرنا وَٱسۡمَعُواْۗ اور اس حکم کو خوب طرح سے سن لو وَلِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٞ ۝١٠٤ اور واسطے ایسے کافرین کے (جو کہ توھین آمیز کلمات چالاکی سے استعمال کرتے ہیں) دردناک عذاب تیار ہے (جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا (ولھم عذاب الیم)

نجم الآیۃ توھین آمیز کلمات کے استعمال کرنے والوں کے نتائج کا بیان آگے اور قباحت یہود کا بیان کہ مؤمنین کے ساتھ انکو عداوۃ شدیدہ ہے کہ مؤمنین کے حق میں کسی خیر کو پسند نہیں کرتے

مَّا يَوَدُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ وَلَا ٱلۡمُشۡرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيۡكُم مِّنۡ خَيۡرٖ مِّن رَّبِّكُمۡۚ نہیں پسند کرتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے ہیں اور نہ مشرکین سے اس بات کو کہ اتاری جائے تمہارے رب العزۃ کی طرف سے کوئی خیر (اور رحمت تم پر یعنی جیسے مشرک تمہارے عدو مبین ہیں ویسے یہود بھی یہ خیر خواہی کا لبادہ اپنے اوپر نہ اوڑھیں آگے مطمئن فرمایا مسلمانوں کو کہ انکے حسد اور بغض کا تمکو کوئی نقصان نہ ہوگا کیونکہ) وَٱللَّهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهِۦ مَن يَشَآءُۚ اور اللہ تعالی خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہتا ہے (جیسا کہ تم کو خیر امۃ بنالیا) وَٱللَّهُ ذُو ٱلۡفَضۡلِ ٱلۡعَظِيمِ ۝١٠٥ اور اللہ تعالی بڑے فضل والے ہیں (جیسا کہ بنی اسماعیل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوۃ کی خلعت عطا فرمادی ہے کما قال اللہ (ان فضلہ کان علیك کبیرا)

نجم الآیۃ اخیری جملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا بیان اس سے قبل والا جملہ میں اسی امۃ مرحومہ کی فضیلت کا بیان اور اس سے پہلے والا جملہ میں یہود کے حسد بے ضرر کا بیان (آگے ازالہ شبہ برصداقت قرآن کا ذکر فرماتے ہیں یہود اور مشرک کہتے تھے کہ اگر یہ اللہ تعالی کی کلام ہے اور یہ اللہ تعالی کے رسول ہیں تو ناسخ ومنسوخ کیسے پھر تحویل قبلہ کا حکم کیسے کما قال اللہ تعالی (سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا)

آگے اللہ تعالی ان کے اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ) ۞مَا نَنسَخۡ مِنۡ ءَايَةٍ أَوۡ نُنسِهَا نَأۡتِ بِخَيۡرٖ مِّنۡهَآ أَوۡ مِثۡلِهَآۗ ہم کسی آیت کو یا اس کے حکم کو منسوخ کرتے ہیں یا ذہنوں سے بھلادیتے ہیں جس میں کوئی حکمت باہرہ ہوتی ہے (کہ پہلا حکم موقت تھا یا آیت کی تلاوۃ کا تعبد موقت تھا) تو لاتے ہیں بہتر اس سے (باعتبار حکم کے یا باعتبار ثواب تعبد کے) یا مثل اس کے (کہ پہلے والا حکم یا تعبد موقتی تھا کسی حکمت کے تحت اب والا مؤبد ہے) أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ۝١٠٦ ای معترض کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی کو ہر شیئ پر قدرت ہے (تو فوائد اور مصلحتوں کے بدلنے پر بھی قدرت ہے تو ایسے علیم وقدیر پر اعتراض کیسے تو جیسے وہ علیم وقدیر ہے ویسے حاکم مطلق ہیں تو ایسے حاکم کے حکموں پر اعتراض کیسے قال اللہ تعالی) أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۗ ای معترض کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ تحقیق اللہ تعالی خالص اس کے ملک میں ہیں آسمان اور زمین (تو مالک مطلق کو اپنے مملوک میں احکامات کے تغیر وتبدل

کے اختیارات کلی ہوتے ہیں آگے ایسے قسم کے اعتراضات پر تہدید و زجر فرماتے ہیں) وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ اور نہیں ہے ای معترضین من الیہود والمشرکین اللہ تعالی کے سوا تمہارے لئے کوئی وَلی ای نفع دینے والا اور نہ کوئی نصیر ای نقصان دور کرنے والا لاتو اعتراضات سے ترک جاؤ ورنہ عذاب کیلئے تیار رہو) **نجم الآیۃ** ازالۃ شبہ کے بعد زجر علی الشبھات وھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالی (واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر) والنسخ رفع الحکم الشرعی بخطاب شرعی ولا یقع النسخ الا فی الاوامر والنواھی آگے یہود کی اور قباحت کا بیان امام رازی نے فرمایا ہے کہ یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ (ان تنزل علیھم کتابا من السماء) کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہمارے پاس نوشتہ خط آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں توانکے ردمیں فرمایا أَمْ تُرِيدُونَ أَن تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ بلکہ تم ارادہ کرتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ سوال کئے گئے تھے موسی علیہ السلام ان سے پہلے کما قال اللہ تعالی (واذ قلتم یا موسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ) ای عیانا وظاہرا وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ اور جو شخص ایمان لانے کی بجائے کفر کی باتیں کریگا پس تحقیق وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا **نجم الآیۃ** ناجائز سوالات مت کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے باقی صحابہ کرام نے جو سوالات کئے تھے جو کہ بارہ ۱۲ ہیں جنکا قرآن مجید میں ذکر ہے وہ ممدوح ہیں ھکذا قال ابن عباس والممدوح کما قال القرآن (یسئلونک عن الیتامی) (یسئلونک عن الخمر والمیسر) کیونکہ یہ سوالات استفساری ہیں والمذموم کما قال القرآن (یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء) آگے یہود کی اور قباحت کا بیان کہ یہ تمہارے ارتداد کے درپے ہیں وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ تمنا کرتے ہیں بہت سے اہل کتاب کے کہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پیچھے پھیر دیں کافر بنا کر (یعنی تم کو مرتد کریں) محض حسد کی بنا کر جو کہ ان کے دلوں میں جوش مارتا ہے بعد اس کے کہ واضح ہو گیا ہے ان کیلئے حق (ای دین اسلام کو مسلمانوں کو کہتے ہیں اگر دین اسلام حق ہوتا تو تمہیں کبھی بھی جہاد میں شکست نہ ہوتی مقصد مر تد کرنیکا یہ ہوتا ہے کہ مسلمان مرتد ہو جائیں اور جنت میں نہ جائیں بلکہ یہود جیسے جہنم میں جائیں) **نجم الآیۃ** یہود کے گمراہ کرنیکی کوششوں کا بیان فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس فی الحال درگزر کرو (کہ یہود سے اس بات کا بدلہ نہیں لینا) اور ملامت تک نہ کرنا (العفو) ترک العقوبۃ (والصفح) ترک التثریب حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ تا نکہ اللہ تعالی ان کے ایسے رویہ پر کوئی جدید حکم بھیجیں گے (جیسا کہ بنی قینقاع و بنی نضیر کے جلاوطنی کے احکامات آئے اور بنی قریظہ کے قتل کے ۔ اور اس قانون کے اجراء پر تعجب نہ ہو کیونکہ) إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ۱۰۹ تحقیق اللہ تعالی اوپر ہر شئی کے قدرت رکھنے والے ہیں **نجم الآیۃ** مسلمانوں کے خلاف ارتداد کی کوشش پر جلاوطنی اور قتل کی سزا ہو سکتی ہے وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ اور قائم کرتے رہو نماز کو اور (جن پر زکوۃ فرض ہے) زکوۃ دیتے رہو عطف علی (فاعفوا) گویا کہ اللہ تعالی نے دفع غلط تجاویز دشمن کیلئے عبادۃ بدنی و مالی میں مشغول رہنے کا حکم دیا ہے) وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ اور جو خیر کے کام اپنے نفع کیلئے آگے بھیجو گے تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ اس کا ثواب اللہ تعالی کے ہاں پاؤ گے إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ ۱۱۰ تحقیق اللہ تعالی تمہارے تمامی کاموں کی دیکھ

الثلثۃ

Marfat.com

بحال کر رہے ہیں (و فی القرطبی) (والبصیر) فی کلام العرب العالم بالشیٔ ۔ الخبیر بہ ★ آگے بھی یہود کا سلسلہ قبائح کا جاری ہے
وَقَالُوا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى عطف علی (ودّ کثیر) اور کہتے ہیں اہل کتاب کے (من الیہود و
النصاری) ہرگز نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر جو ہوگا یہودی یا نصاری (اللہ تعالی انکار ردّ فرماتے ہیں کہ) تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ آرزوئیں
ہیں انکی (یعنی یہ خالی دل بہلانے کی باتیں ہیں انکی اور حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں ہے) قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۱۱
فرما دیجئے انکو اس دعوے پر دلیل قوی لے آؤ اگر تم سچے ہو یعنی سند کتابی اصل (ھاتوا) ھاتیوا اوّلاً ضمہ کو حذف کیا گیا ثقل کی
وجہ سے پھر یاء کو حذف کیا گیا التقاء ساکنین کی وجہ سے واحد مذکر ھاتِ واحدہ مؤنث ھاتی ہے بَلٰى ایسا امر نہیں ہے جیسے تمہارے دعوے ہیں
قانون کلی یہ ہے کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ جو شخص خالص کر دے توجہات اپنے کو اللہ تعالی کی طرف وَهُوَ مُحْسِنٌ حالانکہ وہ مخلص
ہے اپنے تمامی اعمال میں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (اعبد ربك كانك تراه) فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ تو اس کیلئے اسکا اجر ہے نزدیک رب اس کے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور قیامت کے دن انکے اوپر کوئی دہشت ناک واقعہ نہ پڑیگا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۱۱۲ ع اور نہ وہ قیامت کے دن مغموم ہونگے (کہ ع ۱۳ ۱۳
فرشتے انکو بشارتیں سنا کر بے فکر کردیں گے) **نجم الآیة** یہود کے دعاوی باطلہ کی تردید اور قول قبیح کا بیان وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ
النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ (ایک بار ہر دو فریق ایک دوسرے کے مقابلہ میں یہ دعاوی غلط کرنے لگے کہ یہود
نے کہا کہ نصاری کسی مذہب برحق پر نہیں ہیں اور نصاری نے کہا کہ یہود کسی مذہب برحق پر نہیں ہیں (جیسے آج کل کے دو فریقوں کے درمیان مذہبی
مباحثہ ہوتا ہے تو ہر ایک دوسرے کو باطل کہتا ہے) وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ حالانکہ ہر فریق آسمانی کتاب کو پڑھتے پڑھاتے ہیں (یعنی توراۃ
اور انجیل کو جو ہر کتاب اپنے اپنے وقت میں ہر ایک کا مذہب برحق بتلاتی ہے تو انکی پرانی عادت ہے کہ برحق مذہب کو باطل کہنا) كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح کہا وہ لوگ جو جاہل ہیں (یعنی جنکے پاس کوئی کتاب آسمانی نہیں ہے) انہیں جیسا قول کہ یہود و نصاری کا مذہب
باطل اور ان لایعلمون کا مذہب برحق ہے فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۱۱۳ پس اللہ تعالی فیصلہ کریگے
ان کے درمیان دن قیامت کے بیچ اس کے جس میں اختلاف کر رہے ہیں کہ مؤمنین کو جنت میں داخل کریں گے اور جو باطل مذہب پر ہیں انکو جہنم میں
پھینک دیں گے) **نجم الآیة** دعاوی باطلہ کا فیصلہ عملی طور پر قیامت کے دن ہوگا آگے اللہ تعالی تینوں فرقوں کے بارے میں قباحت
کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ مخرب مساجد اللہ ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا اور کون
زیادہ ظالم ہے اس سے کہ روکے مساجد اللہ سے کہ ذکر کیا جائے ان مساجد میں اللہ کا نام اور کوشش کرے مساجد کی ویرانگی میں (یعنی اس سے
زیادہ کوئی ظالم نہیں ہے۔ شان نزول کے لحاظ سے مورد آیۃ کا خاص ہے ساتھ مسجد حرام کے جبکہ مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے
سے روکا تھا لیکن حکم کے لحاظ سے آیۃ کریمہ عام ہے جو بھی جس مسجد سے روکے بنا بریں لفظ (مساجد) کا جمع آیا ہے اسی طرح نصاری مخرب
مسجد بیت المقدس کے تھے اور یہود مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخریب کے کوشاں تھے کہ لوگوں کی دلوں میں اسلام کے خلاف شبہات ڈالتے تھے

Marfat.com

اور اسلام سے روکتے تھے تو ظاہر ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز سے روکتے تھے تو اسی آیت کا اوّلی مصداق یہود نصاری مشرکین ٹھہرے)

اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمۡ اَنۡ یَّدۡخُلُوۡھَآ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ ایسے مخرب لوگ مستقبل میں نہیں ہوں گے کہ داخل ہوں مساجد میں مگر ڈرنے والے مؤمنین سے (تو اس میں وعدہ ہے مؤمنین کے ساتھ کہ مکہ فتح ہوگا تو مشرکین کا مسجد حرام میں قانونًا داخلہ بند ہوگا کما قال اللہ تعالی (ولا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا) اور حضرت عمر کے زمانہ میں بیت المقدس فتح ہوا تھا اور یہود بنی قینقاع و بنی نضیر جلاوطن ہوئے اور بنو قریظہ قتل ہوئے پھر خیبر والے بھی جلاوطن کئے گئے) **لَھُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ** ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے (ساتھ قتل و قید و ضرب الجزیۃ کے) **وَّ لَھُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ** اور ان کے لئے آخرۃ میں عذاب عظیم تیار ہے **نجم الآیۃ** مخرب مساجد اللہ کیلئے دنیا میں ذلت اور آخرۃ میں عذاب عظیم لازمی ہے

آگے یہود کی اور قباحت کا بیان کہ تحویل قبلہ جو کہ حکم شاہان شاہ کا ہے اس پر معترض ہیں کما قال اللہ تعالی (سیقول السفهاء من الناس ما ولّٰهم عن قبلتهم التی کانوا علیها) اسکا ایک جواب یہاں پر ذکر فرمایا چونکہ یہود کی قباحتوں کا سلسلہ چلا آرہا تھا بنابریں اسی قباحت کو بھی باقی قباحتوں کے ساتھ منسلک کر دیا فرمایا **وَ لِلّٰہِ الۡمَشۡرِقُ وَ الۡمَغۡرِبُ ٭ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ** (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ھجرۃ کے اوائل میں ۱۶ سولہ ۱۷ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ مبارک کرکے نماز ادا فرماتے تھے اس کے بعد تحویل قبلہ کا حکم آیا تو رخ مبارک بیت اللہ کی طرف پھیر دیا پھر معترضین نے اعتراضات شروع کر دئیے تو آیۃ کریمہ نے بتلا دیا کہ مقصود توجہ الی القبلۃ سے خواہ بیت المقدس ہو یا بیت اللہ ہو ان مکانوں کی عبادۃ مقصود نہیں بلکہ مقصود اللہ تعالی کی ذات کی عبادۃ ہے اور اسکی ذات مبارک سارے عالم پر محیط ہے اور ہر سمت میں اسکی توجہ یکساں ہے پھر کسی مکان کو سمت کیلئے متعین کر دیں اس میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں جس کا علم علام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں ہے تو پہلے سمت بیت المقدس موقت تھی پھر بیت اللہ کی سمت مؤبدی متعین ہوگئی تو جیسے مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نماز کے ثواب کے برابر ہے تو ویسے اسی جہت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے بہ نسبت بیت المقدس کے طرف رخ کرنے [illegible] بیت المقدس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے تو اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی فرمایا (فول وجهك شطر المسجد الحرام) نیز اور بھی حکمتیں بہت ہیں تو (فأت بخیر منها) کا بیت اللہ مصداق ٹھیرا المعنی) اور خالص اللہ تعالی کیلئے ہے جہت شرقی اور غربی پس جس طرف کا حکم ہوا ادھر رخ کرکے نماز پڑھو پھر ادھر ہے توجہ اللہ تعالی کی **اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ** تحقیق اللہ تعالی محیط الجھات ہیں (پھر ایک جہت کا حکم دیویں خواہ موقت ہو جیسے بیت المقدس یا مؤبد ہو جیسے بیت اللہ سر تسلیم خم ہے کیونکہ) **عَلِیۡمٌ** ۱۱۵ ہیں یعنی مصالح اور حکمتوں کو جاننے والے ہیں **نجم الآیۃ** (یعنی آیۃ کریمہ کا مضمون ستارے کی طرح چمکنے والا) ازالہ شبہ علی تحویل القبلۃ یہود کی اور قباحت کا بیان **وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا** مرتبط بقوله تعالی (وقالت الیهود) اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اولاد رکھ لی ہے (کما قال اللہ تعالی (وقالت الیهود عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله) وقال بعض قبائل العرب الملئکة بنات الله فرد الله تعالی علیهم بخمسة دلائل) دلیل اوّل ۱ فرمایا **سُبۡحٰنَہٗ** پاک ہے ذات اللہ تعالی کی اولاد سے (کیونکہ ولد مشابہ والد کے ہوتا ہے نوع میں حالانکہ (لیس کمثله شیئ) اللہ تعالی کی مثل کوئی نہیں ہے) دلیل ثانی ۲ فرمایا **بَلۡ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ** بلکہ جو

Marfat.com

آسمان اور زمین میں ہیں خالص اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہیں (اور ملکیت منافی ولدیت کے ہے) دلیل ثالث ۳ فرمایا كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝١١٦ سب کائنات اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہیں (اور عبادۃ بھی منافی ولدیت کے ہے) دلیل رابع ۴ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو بغیر مادہ سابق کے (کہ آسمان اور زمین کے نوع سے پہلے ایک مادہ ہو اسی سے انکو پیدا کیا ہو نہ بلکہ آسمان دخان سے یعنی بخارات پانی سے پیدا ہوا اسی طرح زمین کہ پانی کو جب خشک کیا گیا تو گویا کہ جیسے کوئی شیئ گاڑھی ہو جاتی ہے (واللہ تعالیٰ اعلم) اسی سے زمین کو اولاً فہر یعنی دَوَر کی شکل میں پیدا کیا بیت المقدس والی جگہ پر پھر وہاں سے بیت اللہ والی جگہ پر لاکر شرقاً وغرباً وشمالاً وجنوباً بسط کیا گیا یعنی لمبا کھینچا گیا وفی البدیع فی سورة حٰمٓ السجدة ذکر صاحب الاثر انه کان عرشه علی الماء قبل خلق السموات والارض فاحدث الله تعالٰی فی ذٰلك الماء سخونة فارتفع زبدٌ ودخان اما الزبد فبقی علی وجه الماء فخلق منه الیبوسة (او فیه الیبوسة) واحدث منه الارض واما الدخان فارتفع وعلا فخلق منه السموٰت قوله تعالی (دخان) ای بخار الماء المتصاعدة الخ بخلاف اولاد کے کہ والد کے مادہ سے منفصل ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی اولاد ہو جیسے یہ کہتے ہیں تو لازماً العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ سے منفصل ہوئے ہوں گے حالانکہ وہ ذات منزہ ہے تمامی صفات ناقصہ اور انفصالیہ سے پھر جیسے والد کے صفات ویسے اولاد کے بھی صفات تو اولاد بھی بدیع السموٰت والارض ہو حالانکہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اولاد کی صفت بدیع نہیں ہے) دلیل خامس ۵ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا ای اذا اراد شیئاً بقرینة قوله تعالیٰ (انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون) فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝١١٧ پس محقق امر ہے کہ فرماتے ہیں اسکو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (بخلاف ولد کے کہ پیدا ہوتا ہے بعد اطوار مختلفہ کے اور حالات مختلفہ کے یا مطلب ہو گا کہ جب والد کی صفت عالیہ (کن فیکون) والی ہے تو اولاد کیلئے بھی وہی صفت عالیہ ہو حالانکہ انکے عقیدہ میں وہ اس صفت کے ساتھ متصف نہیں ہیں) **نجم الآیۃ** (فللّٰه الحجة البالغة) علی نفی الاولاد منه تعالیٰ منکرین توحید کے بعد منکرین رسالت کا بیان وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو جاہل ہیں (مراد اس سے مشرکین ہیں بقرینہ قولہ تعالیٰ (لولا تاتینا بآیة کما ارسل الاولون) وقولہ تعالیٰ (لولا انزل علینا الملٰئکة او نری ربنا) لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ کیوں نہیں کلام کرتے ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں) اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی دلیل (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں۔ پہلی بات انکی کبر کی بنا پر ہے کہ ہم اتنے بڑے آدمی ہیں کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہم سے براہ راست بات کریں دوسری بات انکی عناد ہے ورنہ کتنے آیات بینات آچکے تھے کما قال اللہ تعالیٰ (ولقد انزلنا الیك اٰیٰت بینٰت) اللہ تعالیٰ ان کے رد میں فرمایا) كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ مثل اس کے کہا تھا وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ان جیسا قول یہ تاکید ہے (کذلک) کی (فقالوا ارنا الله جهرة) تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ملتی جلتی ہیں ان کے قلوب (پہلوں کے قلوب سے تکبر اور عناد میں پہلے سوال کا جواب ظاہر ہے کہ یہ لوگ اس کے اہل بھی نہیں ہیں تو صرف دوسرے سوال کا جواب دیا گیا کہ) قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝١١٨ تحقیق ہم نے معجزات و دلائل باہرہ (جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ پر دال ہیں) واضح طور پر بتلا دئے ہیں جو کہ نفع مند ہیں اس قوم کیلئے جو یقین اور اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں **نجم الآیۃ** ازالہ شبہ بر رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝١١٩ تحقیق ہم نے

Marfat.com

آپکو رسول بناکر بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والے ہیں (ماننے والوں کو) اور ڈرانے والے ہیں (نہ ماننے والوں کو) اور آپ سے باز
پرس نہ ہوگی دوزخ میں جانے والوں کی (کہ انہوں نے اسلام کو کیوں نہ قبول کیا) **نجم الآیۃ** تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم (ان کا آپکی نبوۃ پر آیات اقتراحی کا مانگنا اس بنا پر نہیں ہے کہ کبھی آیات کے بعد آپ سے راضی ہوں گے کیونکہ) وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ
وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اور ہرگز ہرگز یہود اور نصاری آپ سے راضی نہ ہوں گے جب تک آپ انکے ملۃ اور مذہب کے تابع نہ
ہوں (اور یہ محال ہے تو انکا راضی ہونا بھی محال ہے) (والملۃ) اسم لما شرعہ اللہ تعالی لعبادہ فی کتبہ وعلی السنۃ رسلہ صلی اللہ
علیہم وسلم یعنی اسم لاصول الشرائع وقد تطلق علی الباطل جیسے الکفر ملۃ واحدۃ (والدین) یطلق علی الفروع مجازا (والشریعۃ)
مادعاہ اللہ تعالی الی طاعتہ سواء کان من قبیل الاصول او الفروع قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ فرما دیجئے کہ تحقیق ہدایت اللہ تعالی کی یعنی اسلام
هُوَ الْهُدٰى وہی ہے حق وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اور اگر بالفرض والمحال آپ اتباع کرلیں ان کے
خواہشات زائغہ کی جنکو (ملۃ) سے تعبیر کیا گیا ہے بعد اس کے کہ آگیا ہے آپ کے پاس علم یعنی وحی مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ١٢٠
تو نہیں ہوگا آپ کیلئے اللہ تعالی سے بچانے کیلئے کوئی ولی اور نہ کوئی نصیر (یعنی نہ کوئی نفع دینے والا اور نہ کوئی نقصان کو دور کرنے والا پھر غضب الٰہی
نبوۃ کیلئے ممتنع تو اتباع ان کے اھواء کی بھی ممتنع پھر صدق قضیہ شرطیہ کا تقاضا نہیں کہ تا صدق مقدم اور تالی کے کو اور تالی یعنی (مالک من اللہ
من ولی ولا نصیر) اس کا صدق ذات معصوم پر ممتنع کیونکہ قال اللہ تعالی (واللہ یعصمک من الناس) (وللاٰخرۃ خیر لک من الاولی
ولسوف یعطیک ربک فترضی) (ویتم نعمتہ علیک) تو مقدم بھی یعنی اتباع ان کے اھواء زائغہ کی بھی ممتنع **نجم الآیۃ**
عصمۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان آگے اللہ تعالی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح فرماتے ہیں بعد عصمۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب یعنی قرآن دیا ہے يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ پڑھتے ہیں قرآن کو حق پڑھنے کا (کہ الفاظ کو صحیح
پڑھتے ہیں اور معانی میں تدبر کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں قتادہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ خبر بعد خبر ایسے لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ١٢١ ع اور جو شخص نہیں مانے گا پس ایسے لوگ ع ١٤
ہی ہیں اپنا نقصان کرنے والے **نجم الآیۃ** قرآن پر عمل کرنے والوں کی مدح کا بیان اور نہ عمل کرنے والوں کی مذمت کا بیان پھر آگے اللہ تعالی
بطور خلاصہ کے یہود کو التذکیر بالاء اللہ کے طریقہ سے ترغیب الی الطاعۃ دیتے ہیں اور التذکیر بما بعد الموت کے طریقہ سے الترہیب عن المعصیۃ کرتے
ہیں فرماتے ہیں يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ اے اولاد یعقوب علیہ السلام کی میرے ان نعمتوں کو یاد کرو جنکا میں
نے تم پر وقتا فوقتا انعام کیا تھا وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ١٢٢ اور یاد کرو اس بات کو بھی کہ میں نے تم کو بہت لوگوں پر بہت سی باتوں پر
فوقیت دی تھی وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ١٢٣
اور ڈرو ایسے دن سے یعنی قیامت کے دن سے جس میں کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ کوئی کام آوے اور نہ کسی کی طرف سے کوئی

Marfat.com

معاوضہ بجائے حق واجب کے قبول کیا جائیگا اور نہ کسی کی کوئی سفارش جبکہ ایمان نہ ہو نفع مند ہو گی اور نہ زبردستی بزور بازو کسی کی مدد کی جائیگی (اور نکتہ بلاغیہ (کہ پہلے والی مثل ان آیات میں شفاعۃ کو مقدم کیا گیا تھا اور یہاں پر مؤخر) یہ ہے کہ بنی اسرائیل اولاد انبیاء علیہم السلام کی تھیں توانکی شفاعت پر انکو زیادہ وثوق تھا تو وہاں پر نفی شفاعت کو اولا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں پر مؤخر تاکہ نفی شفاعت کی جبکہ ایمان نہ ہو ابتداء وانتہائً سے مؤکد ہو جائے پھر تفنن تعبیر میں کہ نفی شفاعت کی اولا ساتھ لفظ (ولا یقبل منہا شفاعۃ) سے تھی اور یہاں پر ساتھ لفظ (ولا تنفعہا شفاعۃ) کے ہے کہ نفی شفاعۃ کی کلیۃً ہو جائے نہ کاملہ (ولا یقبل) اور نہ ناقصہ (ولا تنفعہا) اسی طرح تفنن تعبیر کا (ولا یؤخذ منہا عدل) اول میں اور یہاں پر (ولا یقبل منہا عدل) کہ پہلے والی آیات میں محض نفی اخذ کی ہے جو ادنیٰ درجہ ہے اور یہاں پر نفی قبولیت کی ہے جو اعلیٰ درجہ ہے) **تمم الآیۃ**

قیامت میں قانون کلی کا بیان آگے اللہ تعالیٰ جلالت شان ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ بنی اسرائیل و بنی اسماعیل علیہما السلام انکے پیروکار رہیں کیونکہ اصول تو سب انبیاء علیہم السلام کے متحد ہیں مثلاً توحید۔ قیامت اور بعض فروع میں بھی اتحا ہوتا ہے کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کیلئے قبلہ بیت اللہ تھا بلکہ وہ اس کے بانی بھی تھے تو ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بھی مؤبدی بھی بیت اللہ ہے تو بنی ابراہیم علیہ السلام ہو کر پھر اعتراض بنی اسرائیل کا کیسے **وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ** اور یاد کرو ای بنی اسماعیل و بنی اسرائیل علیہما السلام جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو ای مکلف کیا انکے رب نے انکو ساتھ چند باتوں کے (ای شرائع اسلام کے جنکو شرائع ابراہیمی بھی کہا جائیگا جو شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں شرائع الاسلام کی حیثیت رکھتے ہیں) پس اداء کیا انکو (جیسا ان کے شان شایان کے مناسب تھا) **فائدہ** رب کا معنی ہے ہر شئی کو اسکی استعداد ازلی کے مطابق درجہ بدرجہ کمال تک پہنچانا تو معلوم ہوا کہ انکو ان احکامات سے مکلف کرنا اس میں انکی تربیت تھی

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ای نبیاً (تو معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیاۃ مبارکہ میں تعطل عن الاعمال نہیں ہوتا تو کیسا یہود کو نسل عالی پر فخر ہے کہ بغیر عمل کے بوجہ اولاد انبیاء علیہم السلام کے نجاۃ پانے والے ہیں) **قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي** عرض کیا کہ میرے بعض اولاد کو امامت کے شرف سے نوازو (فرمایا دعاء قبول ہے مگر ان بعض کا تعین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں کرونگا) **قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ** ۝ 124 نہیں پہنچے گا میرا وعدہ ظالمین کو (یعنی عہد مخصوص ہے ساتھ متقین کے تو (ولا تنفعہا شفاعۃ) کا نمونہ دنیا میں متعین فرمادیا) **تمم الآیۃ** فضیلت ابراہیم علیہ السلام کا بیان اور انبیاء علیہم السلام کی نیک دعاؤں کا مصداق ظالم لوگ نہیں ہوتے آگے فضیلت بیت اللہ کا بیان **وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ** یاد کرو اس بات کو کیا تھا ہم نے بیت اللہ کو جگہ واپس آنے لوگوں کی ساتھ اشتیاق اور محبت کے ★ **فائدہ** البیت من الاعلام الغالبۃ للکعبۃ **وَأَمْنًا** اور جگہ امن کی کما قال اللہ تعالیٰ (ومن دخلہ کان آمنا) (ولا تقاتلوہم عند المسجد الحرام) **وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى** عطف علی (جعلنا) ای امۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام برکت حاصل کرنے کیلئے مقام ابراہیم کے قریب دوگانہ طواف پڑھا کرو (وقال الاحمد بن حنبل والامر للاستحباب) **وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ** ۝ 125 اور ہم نے تاکیدی حکم بھیجا تھا ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی طرف کہ میرے اس

بیت کو خوب پاک وصاف رکھو (ظاہری نجاسات سے وباطنی نجاسات سے یعنی بتوں سے کہ خصوصی طور پر اس میں تو بت پرستی نہ ہو) طواف کرنے والوں
کیلئے اور اعتکاف بیٹھنے والوں کیلئے اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے (یعنی امۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والوں کیلئے جنکی نماز میں رکوع وسجود
دونوں ہوں گے یعنی موحدین کیلئے **نجم الآیات** بیت اللہ مرکز توحید ہے یعنی مرکز عبادت اللہ رب العزۃ وحدہ لاشریک لہ ہیں یا (طائفین) کا
معنی باہر سے آنے والوں کیلئے اور (عاکفین) کا معنی مکہ میں مقیم رہنے والے چونکہ بیت اللہ کے طواف واعتکاف کیلئے ضروری ہے کہ شہریت ہو کہ رہنے والوں کی کثرۃ
ہو اور شہر اٰمنا کا ہو اور رزق کی وفرت ہو تا نکہ عبادۃ میں طلب رزق کی حرج نہ ہو تو درخواست کی) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا
اٰمِنًا اور یاد کرو اسوقت کو جس وقت درخواست دی تھی ابراہیم علیہ السلام نے اس عنوان سے کہ اے میرے رب بناؤ اس کو شہر امن والا (یعنی اولا نفس
شہریت کی دعا مانگی پھر امن کی اور سورۃ ابراہیم میں ہے (ربّ اجعل ھذا البلد اٰمنا) رب بنا دے اس شہر کو امن والا یعنی امن کی دعا مقصودی ہے
کیونکہ شہریت تو اس سے پہلے بن گئی تھی) وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور رزق دے اس میں رہنے والوں
کو میوہ جات سے ان اہل کو جنہوں نے ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور یوم آخر کے (یہ ایمان کی تخصیص اس لئے کی تا نکہ رزق کی وفرۃ سے اعانۃ کفار کی نہ ہو)
قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ۱۲۶ فرمایا اللہ تعالی نے اور جو شخص کفر کریگا اس کو بھی نفع
پہنچاؤں گا تھوڑے دن پھر اس کو جبرا بلاؤں گا عذاب نار کی طرف اور وہ بری جگہ ہے رجوع کی **نجم الآیۃ** دعاء ابراہیمی دربارہ انتظامات
مکانیہ وأمنیہ ورزقیہ کے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ۱۲۷
اور یاد کرو اسوقت کو جس وقت ابراہیم علیہ السلام دیواریں بیت اللہ کی بطور بناء کے اٹھا رہے تھے یعنی اونچی کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام اور
دعاء مانگ رہے تھے کہ اے ربّ ہمارا اس بنائی خدمات کو ہم سے قبول فرما تو ہی ہے سننے والا دعاؤں کا جاننے والا نیات کا (عینی شرح بخاری
میں ہے کہ اولاً بیت اللہ کو ملائکہ نے بنایا (اور ابن عباس سے ہے کہ اولا بیت اللہ کو آدم علیہ السلام نے بنایا [illegible] آدم علیہ السلام بحیثیت
بنّاء کے تھے اور ملائکہ بحیثیت حمّال کے جیسے ابراہیم علیہ السلام بنّا تھے اور اسماعیل علیہ السلام حمّال تھے) پھر ابراہیم علیہ السلام نے بنایا پھر قوم
عمالقہ نے پھر قبیلہ جرہم نے پھر قریش نے اسوقت جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینتیس سال کی تھی پھر عبداللہ بن زبیر نے پھر
حجاج بن یوسف نے **خلاصہ** بیت اللہ کی یہ تعمیر ساتویں ہے پھر بطور بقاء سلسلہ دینیہ کے دعاء کی) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اے ربّ ہمارے ہم دونوں کو مزید اپنا مطیع بنا اور بنا ہماری بعض اولاد سے امۃ جو کہ مطیع ہو تیری ذات کی
وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور بتلا ہمکو ہمارے شرائع دین کے اور احکامات حج کے وَتُبْ عَلَيْنَا اور ہم پر خاص توجہ رحمت کی فرما اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ ۝ ۱۲۸ تحقیق آپ ہی ہیں خاص توجہ بالرحمۃ فرمانے والے کیونکہ آپ ہی ہیں خاص رحمت کرنے والے (ہر ایک پر اس کے حال کے مناسب)
نجم الآیۃ الدعوات العالیۃ الابراھیمیۃ المستجابیۃ آگے پھر اخص الخاص دعاء عرض کرتے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْھِمْ اے
رب ہمارا مبعوث فرما امۃ مسلمہ میں رَسُوْلًا ایک رسول عظیم الشان مِّنْھُمْ ای من انفسھم (جو کہ انہیں سے ہو ای امۃ مسلمہ

Marfat.com

سے ہوں ایسے ہی اسماعیل سے ہوں اور وہ نبی آخر الزمان ہیں جو کہ دونوں کی اولاد سے ہیں بخلاف انبیاء بنی اسرائیل کے کہ وہ صرف اولاد ابراہیم علیہ السلام
سے ہیں نہ اسماعیل علیہ السلام سے) يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ کہ وہ نبی آخر الزمان امت مسلمہ پر تیرے آیات پڑھکر انکو سناتا رہے وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ اور تعلیم دے انکو کتاب کی یعنی قرآن مجید کی وَالْحِكْمَةَ اور سنت کی (قال قتادة يعلمهم علم الكتاب وعلم الحديث) وَيُزَكِّيْهِمْ اور تزکیہ
کرے انکے نفوس کا ادناس باطنہ سے (کما قال اللہ تعالی (قد افلح من زکیها) وهو اشارة الی التخلية کما ان التعليم اشارة الی التحلية) اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ تحقیق آپ ہی ہیں ایسے غالب جسکو کوئی عاجز نہیں کرسکتا الْحَكِيْمُ ۝١٢٩ ع ذو الحكمة البالغة (وفی الاثر لما دعا ابراهيم قيل له قد ع ١٥ ١٥
استجيب لك ويكون فی آخر الزمان جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو جواب ملا کہ آپکی دعا مقبول ہے اور انکا ظہور آخر زمان میں ہوگا **نجم الآية**
الدعاء العالية الابراهيمية المستجابة فی حق نبی آخر الزمان سید الرسل علی نبينا وعليهم الصلوات والتسليمات آگے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ملت ابراہیم
سے اعراض حماقت ہے اور مشرکین مکہ اور اہل کتاب یہود ونصاری اسی ملت سے معرض ہیں کہ ملت ابراہیمی کا بنیادی عقیدہ توحید ہے اور بنیادی شعار
قبلہ بیت اللہ ہے وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ اور کون ہے کہ روگردانی کرے ملت ابراہیم علیہ السلام سے (یعنی کوئی
روگردانی نہیں کریگا) مگر وہ جسنے اپنے آپکو سفیہ یعنی خفیف العقل یعنی احمق بنادیا ہو وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ۝١٣٠ اور البتہ تحقیق منتخب کیا تھا ہم نے انکو دنیا میں (برائے امامت) اور تحقیق وہی آخرۃ میں انبیاء مقربین میں سے ہیں (تو انہیں کا ملت بھی
منتخب من اللہ اور مختار اللہ تعالی کا ہے) اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٣١ (اور یہی عہدہ انتخاب والے کا ظہور کس وقت ہوا)
جس وقت کہ انکو انکے رب العزۃ نے فرمایا تھا کہ مطیع بن جاؤ تو جواب میں کہا کہ مطیع بن گیا رب العالمین کے سامنے (کہ جو حکم ہوگا اسکی عدولی نہ ہوگی پھر اپنے
کمال کے بعد دوسروں کی تکمیل کا کام شروع کردیا کہ پہلے اپنے گھرانے سے شروع کیا کما قال اللہ تعالی (وانذر عشيرتك الاقربين) وَوَصّٰى
بِهَآ اور تاکیدی حکم دیا ساتھ اس ملۃ اسلامیہ کے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آٹھ لڑکوں کو اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ ای الثمانية وَيَعْقُوْبُ اور یعقوب
علیہ السلام نے بھی اپنے (بارہ) لڑکوں کو يٰبَنِيَّ دونوں نے کہا کہ اے میرے بیٹو اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ۝١٣٢ تحقیق اللہ تعالی نے تمہارے لیئے دین اسلام کو منتخب فرمایا ہے سو تم نہ مرنا حالانکہ ہو نا تم مسلمان (یعنی تادم مرگ دین اسلام کو نہ چھوڑنا کیونکہ
موت کے وقت کی کسی کو خبر نہیں ہے بنابریں ہر وقت میں مسلمان رہنا) **نجم الآية** ملۃ ابراہیمی یعنی توحیدی منتخب من اللہ تعالی ہے اسپر قائم
دائم رہنا ہے پھر یہودیوں نے دربار نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر کہا کہ یعقوب علیہ السلام جب فوت ہونے لگے تو اپنی اولاد کو ملت یہودیت
پر رہنے کی وصیت کی تھی اس کے رد میں اللہ نے فرمایا اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ کیا بلکہ تم حاضر تھے جس وقت یعقوب
علیہ السلام کے سامنے اسباب موت کے ظاہر ہوئے تھے (ام) (کیا بل) یہ معنی (ام) کا بھی آتا ہے کما فی البدیع اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْۢ بَعْدِيْ جب کہا اپنے بیٹوں کو کس ذات کی عبادۃ کروگے میرے بعد قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا سب نے متفقہ جواب دیا کہ عبادۃ کرینگے آپ کے رب کی اور آپ کے باپ دادا کے رب کی جو کہ ابراہیم اور اسماعیل

Marfat.com

اور اسحاق علیہم السلام تھے یعنی وہی ایک معبود کی جو وحدہ لاشریک لہ ہے (الٰھا واحدا) کی تصریح بنا بر دفع توہم تعدد لفظ الٰہ ۔ الٰہ کے کہ لفظ الٰہ ۔ الٰہ کا متعدد ہے ذات واحد ہے) وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ اور ہم سب اسی ذات وحدہ لاشریک لہ کے مطیع رہیں گے **نجم الآیۃ** یہود کے بھتان کا رد جو انہوں نے یعقوب علیہ السلام پر لگایا تھا تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ ان بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو گزر چکی ہے ان کے کام ان کا کیا ہوا آئیگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آئیگا اور تم سے پوچھ نہ ہوگی انکے کاموں کی (کہ دنیا میں انہوں نے کیا کیا کام کئے تھے یعنی تم کو اپنے اعمال صالحہ نفع دینگے اور اگر تم اعمال صالحہ نہ کر و محض رشتہ داری پر اعتماد کر کے بیٹھ جاؤ تو یہ کچھ نفع مند نہ ہوگا اس آیۃ کا ارتباط (لا تجزی نفس عن نفس شیئا) سے بھی ہے اور یہاں پر انکے اعمال کا تذکرہ ہے بقرینۃ (ما تعبدون و (نعبد) کے **نجم الآیۃ** تزییل المضمون التوصیۃ آگے یہود اور نصاری کے اقوال قبیحہ کا بیان وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا مسلمانوں کو یہود کہتے ہیں ہو جاؤ یہودی اور نصاری کہتے ہیں کہ ہو جاؤ نصرانی راہ حق کو پالوگے (انکے جواب میں فرما دیجئے) بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ (ہم کبھی ان دو مذہبوں کو اختیار نہیں کریں گے کیونکہ یہ منسوخ ہو چکے ہیں) بلکہ ہم اتباع کریں گے شرائع ابراہیم علیہ السلام کے (جو منسوخ نہیں ہوئے انکی طرف اشارہ ہے کما قال اللہ تعالی (واتبع ملة ابراهيم حنيفا) معرضا عما یعبد ابوہ وقومہ اور نہیں تھے ابراہیم علیہ السلام مشرک بھی (تو اس سے یہود اور نصاری اور مشرکین مکہ کا رد ہو گیا کیونکہ سب کے سب مدعی تھے ملۃ ابراہیمی کے حالانکہ ان سب میں شرک تھا (وقالت الیہود عزیر ابن اللہ) (وقالت النصاری المسیح ابن اللہ) والعرب قالوا الملئکۃ بنات اللہ آگے ملۃ ابراہیمی کی وضاحت ہے) قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ ای مسلمانو یوں کہو کہ ہم نے ایمان لایا ساتھ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے اور ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے ہماری طرف بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی قرآن اور ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا تھا ابراہیم علیہ السلام پر بلا واسطہ یعنی دس[۱۰] صحیفے اور اسماعیل علیہ السلام کی طرف اور اسحاق علیہ السلام کی طرف اور یعقوب علیہ السلام کی طرف بواسطہ ابراہیم علیہ السلام کے یعنی ان والے دس[۱۰] صحیفے اور جو نازل کیا گیا تھا اسباط پر (**والاسباط**) جمع سبط بمعنی قبیلے کے یعنی یعقوب علیہ السلام کے بارہ[۱۲] لڑکے صلبی تھے ہر ایک لڑکے کی نسل میں بہت برکت ہوئی ایک ایک نسل قبیلہ بن گیا جسکو سبط کہا جاتا ہے یہ تو ظاہری برکت تھی اور روحانی برکت کہ دس[۱۰] انبیاء علیہم السلام کے سوا باقی سب انبیاء علیہم السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے انکے اسماء گرامی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد نوح[۱] علیہ السلام ہود[۲] علیہ السلام صالح[۳] علیہ السلام شعیب[۴] علیہ السلام لوط[۵] علیہ السلام ابراہیم[۶] علیہ السلام اسحاق[۷] علیہ السلام اسماعیل[۸] علیہ السلام یعقوب[۹] علیہ السلام ۔ محمد[۱۰] صلی اللہ علیہ السلام) وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو کچھ دئے گئے موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام اور جو کچھ دئے گئے انبیاء علیہم السلام اپنے رب کی طرف سے (یعنی توراۃ اور انجیل اور زبور اور دس صحیفے ابراہیمی کے علاوہ باقی نوے[۹۰] صحیفے اور جو معجزات انبیاء علیہم السلام کو اپنے رب کی طرف سے ملے تھے ہمارا ان سب کے ساتھ ایمان ہے) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ اور ہم فرق نہیں کرتے ان سب میں سے کسی ایک میں (کہ مانیں بعض کو اور بعض کو نہ مانیں جیسا کہ یہود کہ عیسی علیہ السلام کو نبی نہ مانتے تھے اور نصاری کہ موسی علیہ السلام کو نبی نہ مانتے تھے اور دونوں فرقے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا اقرار نہ کرتے تھے) اور

Marfat.com

ہم خالص اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں **نجم الآیۃ** بیان لخلاصۃ الملۃ الابراھمیۃ آگے بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ جیسا ایمان مقبول ہے
فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا پس اگر بنی اسرائیل ایمان لائیں (ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اسکے رسل علیہم السلام کے اور اسکی
کے کتب سماوی کے) جیسا کہ تم نے اے جماعت صحابہ کرام کی ایمان لایا ہے تو تحقیق حق کو پالیا وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ اور اگر ایسے ایمان لانے سے روگردانی
کریں پس تحقیق وہ لوگ برسرِ پیکار مخالفت میں ہیں (پھر انکی مخالفت سے کچھ اندیشہ نہ ہو کیونکہ) فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ پس کافی ہے آپکی طرف سے انکو اللہ تعالیٰ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾ اور وہی ہے سننے والا جاننے والا **نجم الآیۃ** اعداء اللہ کے ساتھ نمٹنے میں اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔ وقد انجز اللہ تعالیٰ وعدہ
باجلاء قینقاع ونضیر وقتل قریظۃ وضرب الجزیۃ علی الیہود والنصاری صِبْغَةَ اللَّهِ (منصوب علی البدل من (ملۃ ابراہیم) ای) بل نتبع ای بلکہ ہم اتباع کریں گے
دین اللہ تعالیٰ کی (جو رنگ کی طرح پورے بدن میں اثر کرتا ہے جیسا کہ رنگ کپڑے میں اثر کرتا ہے) وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کس کا رنگ بہتر
ہے رنگ اللہ تعالیٰ سے ای دین اسلام سے وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿۱۳۸﴾ اور ہم ہیں خالص اسکی عبادۃ کرنے والے **نجم الآیۃ** دین اسلام سے جسکو اللہ تعالیٰ رنگ
لائے بس وہی شخص رنگا رنگی ہے۔ آگے یہود کی اور قباحت کا بیان کہ وہ کہتے تھے یہود صرف جنت میں جائیں گے نہ مسلمان اسی طرح نصاری بھی کہتے تھے تو
ردمیں فرمایا قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿۱۳۹﴾ فرما دیجئے بنی اسرائیل کو کیا تم لوگ ہم
سے جھگڑا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں (کہ ہم مسلمانوں کو جنت میں نہ لیجائیں گے) حالانکہ وہ رب ہے ہمارا اور رب ہے تمہارا ہمکو ہمارے اعمال کا بدلہ ملیگا اور
تمکو تمہارے اعمال کا بدلہ ملیگا اور ہم تو خالص اسی کے ہیں (یعنی اپنے دین کو جو رنگ الٰہی ہے شرک سے خالص کر رکھا ہے) **نجم الآیۃ** تعلیم المحاجۃ باھل الباطل پھر
بھی اہل کتاب کے محاجہ سے باز نہیں آتے بلکہ یہود و نصاری کے اپنے اپنے دعاوی باطلہ ہیں کہ ہر ایک اپنے مذہب کو حق پر ثابت کرنیکی کوششیں کر رہا ہے کما قال اللہ تعالیٰ
أَمْ تَقُولُونَ (ام) اضرابیۃ انتقال من التوبیخ علی المحاجۃ الی التوبیخ علی الافتراء علی الانبیاء علیہم السلام) بلکہ کہتے ہو تم إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تحقیق ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اسباط جو انبیاء علیہم السلام تھے تھے یہودی (یہ یہود کا
دعوی تھا) اور نصاری (یہ نصاری کا دعوی تھا اللہ تعالیٰ انکا رد فرماتے ہیں) قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ فرما دیجئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ (تو ظاہر ہے کہ جواب ہے اللہ
تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ) اور یہود و نصاری اس بات کو جانکر چھپا رکھا ہے تو فرمایا) وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن
كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ اور اس سے کون زیادہ ظالم ہے جس نے چھپا رکھا اس شہادۃ کو جو اسکے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۰﴾ اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہیں تمہارے کاموں سے (اس میں اہل کتاب کیلئے تہدید ہے) تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا
تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۱﴾ یہ ایک جماعت ہے انبیاء علیہم السلام کی جو گزر گئی انہوں کیلئے تھا جو انہوں نے عقائد رکھے تھے اور تمہارے لئے ہے جو تم نے عقائد رکھے ہیں ع ۱۶ ۱۶
(یہاں پر کسب سے مراد عقائد ہیں بقرینہ (کانوا ہودا او نصاری) ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ اور نہیں پوچھے جاؤ گے تم انکے عملوں کے بارے میں (یعنی انکے عقائد کے بارے میں کہ
ان حضرات کے کیا عقائد تھے) تاکہ تمکو خالی انکے عقائد کا نفع ہو جبتک تم انہوں والوں عقائد سے معتقد نہ ہوں **نجم الآیات** التحدیدات علی الافترائیات فی الامور الدینیۃ آگے اللہ تعالیٰ
یہود کی اور قباحت کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہود کو تحویل قبلہ کے حکم پر معترض ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعتراض کرنا سفیہ العقل یعنی خفیف العقل کا کام ہے بنا بریں خفیف العقل ہیں کما قال اللہ تعالیٰ

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ پختہ بات ہے کہ کہا ہے سفہاء من الناس نے یعنی یہود اور منافقین اور مشرکین نے (قال القفال ان الآیۃ نزلت بعد تحویل القبلۃ وان لفظ (سیقول) مراد منہ الماضی والسین لمجرد التاکید (سیقول) بمعنی قال جعل المستقبل موضع الماضی دلالۃ علی استدامۃ ذلک ای وانہم یستمرون علی ذلک القول (ماخوذ از روح وقرطبی) مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کس شیئ نے بدل دیا ہے مسلمانوں کو اس قبلہ سے جس پر وہ تھے (یعنی بیت المقدس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرۃ کے سولہ سترہ مہینے بعد سن ہجری ۲ھ میں مہینہ رجب میں تحویل قبلہ کا حکم ملا تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ میں ام بشر بن براء بن معرور کے ہاں برائے تعزیت براء بن معرور تشریف لے گئے پھر اس نے طعام تیار کیا ظہر کا وقت آگیا ظہر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد وسط نماز میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو باقی دو رکعت نماز کے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کی اب اسی مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں ابتداء قصہ کا ایسا ہے اور امر قبلہ کا اول ما نسخ من امور الشرع بعد الہجرۃ ہے (مظہری) اللہ تعالی نے انکے رد میں فرمایا) قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فرما دیجئے اللہ تعالی کے ملک میں ہے مشرق اور مغرب (اور ایسے شمال اور جنوب تو مالک جہات کا جدھر کا حکم دیوے وہی جہت قبلہ ہے کما قال اللہ تعالی (لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ الآیۃ) يَهْدِي مَنْ يَشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝١٤٢ چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر (یعنی کعبۃ اللہ کا قبلہ ہونا اسی امۃ مقتداۃ وسطًا کی نماز کے حق میں الی یوم القیامۃ صراط مستقیم ہے بنا بریں اس امۃ عدلا کو قبلہ بیت اللہ ملا ہے مؤبدا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا اور جیسا کہ کعبۃ اللہ کو خیر الارض بنایا ہے ویسا تم کو بنایا ہے امۃ وسطًا ای معتدلاً (یعنی ہر لحاظ سے تم میں خیریت رکھی ہے کما قال اللہ تعالی (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس) تم ہی بہتر امۃ ہو جو عالم ناسوت میں بھیجی گئی ہو اسی کی بدولت یعنی کعبۃ اللہ کے قبلہ ہونیکی بدولت سے تو تمہیں آخرۃ میں یہ شرف ملا ہے کہ امم سابقہ کے خلاف آخرۃ میں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں انکے خلاف مقدمات ہونگے یہ امۃ امم سابقہ کے خلاف شہادت دیگی اور شرف بر شرف یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیئے امۃ وسطا اور خیر امۃ کی شہادۃ دینگے تاکہ تمہاری شہادۃ امم کے خلاف بھی ہو جائے) قال اللہ تعالی لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا تاکہ ہوں تم ای کعبۃ اللہ کو نماز میں قبلہ بنانے والی امۃ گواہ لوگوں پر ای امم سابقہ پر اور ہو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہی دینے والے عدالت کی کہ یہ امۃ وسطا ای عدلا ہے (اس آیت میں ترتیب زمانی کا ذکر ہے کہ پہلے اس امۃ کی شہادۃ ہوگی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادۃ انکے حق میں عدالت کی ہوگی اور سورۃ حج میں جو آیت ہے اس میں ترتیب رتبی کا ذکر ہے کما قال اللہ تعالی (لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس) پھر آگے اللہ تعالی مدنی زندگی کے سولہ سترہ مہینے جو قبلہ بیت المقدس رہا اس کے حکمتوں سے ایک حکمت کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس سے تحویل کے بعد ممتاز کرنا ہے غیر متبعین کو متبعین سے قال اللہ تعالی) وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اور نہیں کیا تھا ہم نے قبلہ آپکا بیت المقدس جس پر آپ تھے (مدنی زندگی میں سولہ سترہ مہینے) إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ای الا لنعلم بعد التحویل الی الکعبۃ من یتبع الرسول ممن لا یتبعہ (کبعض اھل الکتاب ارتد والما تحولت القبلۃ والحاصل ان ما فعلناہ کان لامر عارض وھو امتحان الناس فی وقت التحویل وما کان لعارض یزول بزوالہ وبعبارۃ اخری لما کان علم اللہ تعالی الازلی مطابقا للواقع فان کان معلومہ من الاشیاء الخارجیۃ اوجب علمہ تعالی ان یتحقق ذلک الشیئ فی الخارج کما قد علمہ قدیما والا یلزم تخلفہ عن الواقع وھو محال

Marfat.com

فحینئذ معنی قولہ تعالیٰ (لنعلم) ای لیتحقق معلومہ فی الخارج **خلاصہ** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق اس کے معلوم کا وجود خارجی متحقق ہو ورنہ لازم آئیگا تخلف علم ازلی کا خارج سے یعنی علم ازلی تو اللہ تعالیٰ کا فلاں کے حق میں عدم اتباع کا تھا اور خارج میں یعنی دنیا میں تو متبع رہا تو تخلف محال ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ (لنعلم) تاکہ ہمارا علم تعلق پکڑے اس کے وجود خارجی سے جیسا کہ علم ہمارا تعلق پکڑتا تھا اس کے وجود ذھنی سے یعنی تاکہ جانیں ہم اسکے وجود بالفعل کو جیسا کہ جانتے تھے اسکے وجود بالقوۃ کو پھر تعلق علم کا ساتھ معلوم کے حادث ہوا باعتبار حدوث معلوم کے نہ کہ علم حادث ہوا بلکہ علم اللہ تعالیٰ کا قدیم ازلی غیر محدث ہے وفی الکشاف (لنعلم) لنمیز التابع من الناکص کما قال اللہ تعالیٰ (لیمیز اللہ الخبیث من الطیب) لان العلم یقع التمییز بہ والمعنی (لنعلم) تاکہ جدا کریں تابع کو غیر تابع سے وھکذا کل ماورد فی القرآن من ھذا المعنی من قولہ تعالیٰ (ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا ویتخذ منکم شہداء) (ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین) وما اشبہ ذٰلک) **وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ** اور قبلہ کی تحویل البتہ ثقیل ہے منحرف لوگوں پر مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ پر گامزن رکھا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (یھدی من یشاء الی صراط مستقیم) **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ** اور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کہ ضائع کریں تمہارے نمازوں کو (جو تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف تھیں علماء نے اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو تحویل سے پہلے مرگئے تھے) **اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٤٣** کیونکہ تحقیق اللہ تعالیٰ ساتھ مسلمانوں کے البتہ اشد مہربان ہیں۔ مہربان ہیں (پہلا خواص کے ساتھ دوسرا عوام کے ساتھ (والرأفۃ) اشد الرحمۃ وھی دفع الضرر وافاضۃ الاحسان)

نجم الآیات

ازالۃ الشبھۃ علی تحویل القبلۃ والزام السفاھۃ علی من یوسوس فی صدور الناس فی الاحکام الشریعۃ وبنیاد فضیلۃ ھذہ الامۃ المرحومۃ وذمیمۃ من ارتد من الامۃ المطلقۃ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے قبلہ ہونے کے بارے میں تمنا رکھتے تھے اور بار بار آسمان کی طرف نظر مبارک اٹھا کر دیکھتے تھے کہ شاید وحی آرہی ہو تحویل کے بارے میں تو فرمایا **قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ** تحقیق ہم دیکھتے رہتے ہیں آپکے چہرہ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھانا **فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا** پس ضرور پھیر دیں گے آپکے چہرہ انور کو ایسے قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہو (اب وعدہ کے بعد جلدی ایفاء کہ انتظار نہ رہے) **فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ** پس پھیر دو چہرہ انور اپنا نماز میں مسجد حرام کی طرف (لفظ شطر) کا اشارہ ہے کہ بعید کیلئے محاذاۃ جھۃ القبلۃ کی کرنی ہوگی نہ عین بیت اللہ کی طرف کما فی القرطبی عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البیت قبلۃ لاھل المسجد والمسجد قبلۃ لاھل الحرم والحرم قبلۃ لاھل الارض فی مشارقھا ومغاربھا من امتی وفی الترمذی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین المشرق والمغرب قبلۃ وفی القرطبی قال العلماء ھذہ الآیۃ مقدمۃ فی النزول علی قولہ تعالیٰ (سیقول السفہاء من الناس) آگے خطاب امت کو ہے صراحۃ) **وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ** اور جہاں بھی تم ہوں (اگرچہ بیت المقدس میں کیوں نہ ہوں) پس پھیرو منہ اپنے کو ای جسد اپنے کو طرف مسجد حرام کے (بحر المحیط) میں ہے کہ شطر کے دو معنی ہیں ایک نصف شیئ کا دوسرا سمت یعنی جھۃ شیئ کی باتفاق مفسرین اس جگہ (شطر) سے مراد سمت اور جہت لیتے ہیں تو بلاد بعیدہ کا حکم معلوم ہو گیا کہ عین کعبہ قبلہ نہیں ہے بلکہ جہت کعبہ قبلہ ہے) **وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝١٤٤** اور تحقیق وہ لوگ جو دیئے گئے ہیں کتاب کو (یعنی تورات اور انجیل کو باعتبار پیشین گوئی کے کہ نبی آخر الزمان کا قبلہ بیت اللہ ہوگا) البتہ

Marfat.com

جانتے ہیں کہ تحقیق تحویل قبلہ برحق ہے ان کے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہے ان کے کاموں سے جو وہ کرتے ہیں (آگے انکی ضدی ہونے کا ذکر
فرماتے ہیں) وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اور اگر آپ لائیں ان لوگوں کے پاس جنکو کتاب (یعنی توراۃ اور انجیل دی
گئی ہے) ہر قسم کے دلائل (اور کعبہ کے قبلہ ہونے کے) نہیں تابع ہونگے آپ کے قبلہ کو وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہیں ہیں آپ کہ تابع ہوں انکے قبلہ کو
(کیونکہ آپکا قبلہ الی یوم القیامۃ منسوخ نہ ہوگا اور انکا آپس میں بھی بارے قبلہ کے اختلاف ہے کیونکہ یہود کا قبلہ بیت المقدس ہے اور وہ مدینہ منورہ کے جھۃ
غربی کو ہے اور نصاریٰ کا جہۃ شرقی کو استنباطا فاسدا من قولہ تعالیٰ (اذانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا) حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کا قبلہ بھی بیت المقدس
تھا قال اللہ تعالیٰ) وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ اور نہیں ہے بعض انکا تابع قبلہ بعض کے (یہ ان کے آپس میں اختلاف کا بیان ہے آگے اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے
ہیں چونکہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہے تو محال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے قبلہ کے تابع ہوں کیونکہ بعد نسخ کے انکا قبلہ انکے خواہش نفسانی بن چکا ہے)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۱۴۵ اگر آپ انکے نفسانی خیالات کے تابع ہوجائیں بعد اس کے کہ
آپ کے پاس وحی قطعی آگئی ہے تو آپ ظالموں میں شمار ہونگے (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظالم ہونا بوجہ معصوم ہونیکے محال ہے تو انکے خواہش کے تابع ہونا بھی
محال ہے (قانون) صدق قضیہ شرطیہ کا نہیں تقاضا کرتا کہ صدق مقدم کا ہو تاکہ تالی صادق آجائے وھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالیٰ (ولن ترضی عنك الیهود
ولا النصاری حتی تتبع ملتهم قل ان هدی الله هو الهدی ولئن اتبعت اهوآءهم بعد الذی جآءك من العلم مالك من الله من ولیّ ولا نصیر)
پھر ایسے قسم کے خطابات امت کیلئے تھدیدی ہوتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخسرین) وقال اللہ تعالیٰ (ولوا شرکوا
لحبط عنهم ما کانوا یعملون) اس آیت سے پہلے فرمایا تھا کہ اہل کتاب کے بیت اللہ کو قبلہ جانتے ہیں (وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انه الحق من ربهم)

تو اگلی آیت میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بھی جانتے ہیں لیکن زبان سے اقرار نہیں کرتے تو انکا کفر جحود کا ہے فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وہی لوگ جنکو ہم نے کتاب دی ہے پہچانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (کہ یہ رسول اللہ برحق ہیں) جیسا کہ اپنے بیٹوں کو (انکی صورت
سے) پہچانتے ہیں (کہ یہ ہمارے بیٹے ہیں یعنی ولدوا علی فراشنا) وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۱۴۶ اور تحقیق ایک فریق
اہل کتاب سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو (یعنی نبوۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا امر قبلہ کو) حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ یہ برحق ہے) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق (جسکو وہ
چھپاتے ہیں) وہ آپ کے ربّ سے ہے فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۱۴۷ پس نہ ہونا آپ شک کرنے والوں سے (یہ خطاب نبوّۃ کو ہے مراد امت ہے
کیونکہ نبی اللہ کو وحی کے بعد شک نہیں ہوا کرتا آگے اللہ تعالیٰ اور تحویل قبلہ کی حکمت کو ذکر فرماتے ہیں) وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا اور واسطے
ہر مذہب والے کے ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ نماز میں رخ کرتا رہا ہے (تو تم بھی ایک مستقل امت ہو تو تمہارے لیئے بھی مستقل قبلہ کعبۃ اللہ ہے اب
جب سب پرحکمتیں تحویل قبلہ کی ظاہر ہوگئیں ہیں تو اے مسلمانو اہل کتاب سے مباحثہ کو چھوڑ کر) فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ پس نیک کاموں میں سبقت
کرو (کیونکہ) اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا جہاں کہیں ہونگے تم لائیگا تمکو اللہ تعالیٰ (اپنی دربار میں) تمام کے تمام کو اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۱۴۸ تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر شیئ کے پوری قدرت رکھتے ہیں (آگے سفر کا حکم ذکر فرماتے ہیں کہ وہی حضر والا حکم ہے) وَمِنْ

Marfat.com

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جس جگہ سے (کہیں سفر کیلئے) آپ نکلیں تو پھیرو رخ اپنا (نماز میں) طرف مسجد حرام کے (یعنی سفر اور حضر دونوں میں تولی الی جہۃ القبلہ کا حکم برابر ہے) وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ اور یہ (عام حکم حضر و سفر کا) البتہ حق ہے آپکے رب کی طرف سے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۹﴾ اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہیں تمہارے کاموں سے (آگے تحویل کی اور حکمت کا بیان کر (لئلا یکون للناس علیکم حجۃ) فرمایا) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور آپ جس جگہ سے (بھی سفر کیلئے) نکلیں پس پھیرو رخ مبارک اپنا طرف مسجد حرام کے (اس کی آگے حکمت آرہی ہے پھر مسلمانوں کو اس عام حکم سے آگاہ فرماتے ہیں) وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور اے مسلمانو جہاں تم ہوں (خواہ حضر میں ہوں یا سفر میں تو نماز میں) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیرو (اس کی حکمت ایک یہ ہے کہ ہم نے توراۃ اور انجیل میں پیشین گوئی کر دی تھی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ اور انکی امت کا قبلہ کعبۃ اللہ ہوگا فرمایا) لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۷ تاکہ نہ ہو واسطے مخالف لوگوں کے تمہارے مقابلہ میں گفتگو کی کوئی مجال اور حجۃ (کہ یہ تو پیشین گوئی کے مطابق نہیں اتر رہے تو پھر یہ نبی برحق کیسے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحویل قبلہ کے بارے تین[۳] بار خطاب فرمایا ہے ۱ فول وجھک شطر المسجد الحرام ۲ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام ۳ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام پہلے حکم کا وجہ بیان فرمایا (قد نری تقلب وجھک فی السماء) دوسرے[۲] کا وجہ بیان فرمایا (ولکل وجھۃ ھو مولیھا) تیسرے[۳] کا وجہ بیان فرمایا (لئلا یکون للناس علیکم حجۃ) اور مسلمانوں کو دو بار حکم فرمایا ۱ (وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ) یہاں پر نفس حکم کا بیان فرمایا اور فرمایا جہاں پر بھی تم ہوں گرچہ بیت المقدس میں کیوں نہ ہوں تو بھی یہی حکم ہے ۲ (وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ) یہاں پر سفر و حضر کا حکم ایک کو بیان فرمایا اور مزید برآں (لئلا یکون للناس علیکم حجۃ) فرمایا پھر فرمایا جو ان مخالفین میں سے حد سے متجاوز ظالم ہیں وہ اعتراضات سے باز نہیں آئیں گے) إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ مگر وہ لوگ جو ان میں سے بے انصاف ہیں (وہ تو اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھیں گے مثلاً کہیں گے ما تحول الی الکعبۃ الا میلا الی دین قومہ وحبا لبلدہ وغیرہ وغیرہ) فَلَا تَخْشَوْهُمْ تو ایسے لوگوں سے ذرا بھی اندیشہ نہ کرو (کیونکہ یہ لوگ نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں) وَاخْشَوْنِي اور مجھ سے ڈرتے رہو (کہ میرے احکام کی مخالفت نہ ہونے پائے) وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ ۹ (عطف علی (لئلا یکون) گویا کہ یوں فرمایا ہے کہ نماز میں اپنا رخ قبلہ کی طرف کرو تاکہ مخالفین کا الزام نہ ہو) اور تاکہ اسی تولیۃ سے دنیا اور آخرۃ کی نعمتیں تمام کر دوں تمہارے اوپر (جسکا یوم عرفہ حجۃ الوداع میں اعلان کر دیا گیا (واتممت علیکم نعمتی) وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۰﴾ ۱۰ اور تاکہ پاؤ سیدھی راہ (جیسے کہ فرمایا (یھدی من یشاء الی صراط مستقیم) یعنی التوجہ فی الصلوۃ الی الکعبۃ ایصال الی المطلوب لھذہ الامۃ (تلک عشرۃ کاملۃ) آگے فرمایا کہ کعبۃ اللہ کا قبلہ ہونا ایسی ایک عظیم نعمت ہے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تم میں مبعوث فرمانا ایک عظیم الشان نعمت ہے) كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا والمعنی (ولاتم نعمتی علیکم (اتماما) کما (ای) مثلما ارسلنا فیکم رسولا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کہ پڑھتے ہیں اوپر تمہارے آیات ہمارے اور تزکیہ نفوس کا کرتے ہیں تمہارا اور تعلیم دیتے ہیں تم کو قرآن اور حدیث کی (تو جیسے ایسے نبی اللہ کا مبعوث فرمانا ایک عظیم الشان نعمت ہے جسکی کنہ کا ادراک تمہارے بس سے باہر ہے تو ایسے کعبۃ اللہ کو تمہارے لئے قبلہ مقرر کرنا یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے ثم قدم التزکیۃ ھھنا باعتبار القصد واخرہ ھناک باعتبار الفعل وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۱﴾ اور تعلیم دیتے ہیں تم کو ان علوم کی جنکو تم نہیں جانتے تھے (شاید ان علوم سے مراد وہ علوم ہوں جو من بطون القرآن

ومن مشکوۃ صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہون الذی لاسبیل الی ادراکہ الا الانعکاس آگے فرماتے ہیں کہ ان دو نعمتوں کا شکریہ میرے ذکر میں ہے) فَاذْكُرُوْنِیْٓ
اَذْكُرْكُمْ پس یاد کرتے رہو مجھ کو یاد رکھوں گا میں تم کو (یہ ثمرہ اولیہ ہے واسطے ذکر الٰہی کے) وَاشْكُرُوْا لِیْ اور احسان مانو میرا (ان دو نعمتوں پر) وَلَا ع ۱۸ ۵ ۲
تَكْفُرُوْنِ ۱۵۲ اور ناشاکری مت کرو (ان نعمتوں کی میرے ذکر کے ترک میں تو معلوم ہوا کہ بڑے نعمتوں کا شکریہ ذکر اللہ میں ہے) **نجوم الآیات**
من (قد نری) سے تا یہاں تک الاحکامات التحویلیۃ والعلل الاصلیۃ علی التحویل والفضائل العدلیۃ لھذہ الامۃ المرحومۃ والانعامات الارسالیۃ لرسول رب
العالمین والتذکیر الذکری لالٰہ العالمین والکفر المنھی عنہ فی ترک الذکر لارحم الراحمین آگے اللہ تعالیٰ (الا الذین ظلموا) کے اعتراضات بے جا سے مسلمانوں
کے طبائع پر ایک قسم کا جو حزن طبعی پیدا ہوتا تھا اسکے ازالہ کیلئے دو علاج فرمائے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اے ایمان
والو مدد حاصل کرو ساتھ صبر کے اور نماز کے (کما جاء فی الحدیث اذا حزبہ امر فزع الی الصلوۃ تو ان دو کو غم کے ہلکے کرنے میں بڑا دخل ہے آگے صبر پر بشارۃ
دیتے ہیں) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۱۵۳ بیشک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ رہتے ہیں (یعنی صابرین کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل رہتی ہے آگے اللہ تعالیٰ صابرین فی الجہاد
کے ساتھ معیت کو ذکر فرماتے ہیں) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور نہ کہو ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں یعنی دین اسلام کی خاطر
قتل کئے گئے ہیں کہ وہ عام مردوں کی طرح مردے ہیں بَلْ اَحْیَآءٌ بلکہ وہ لوگ ایک ممتاز حیاۃ کے ساتھ زندہ ہیں وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۱۵۴ اور لیکن
تم (اپنے ان حواس خمسہ کے ساتھ) انکی حیاۃ کا ادراک نہیں کرسکتے ہو (روح المعانی میں ہے فذھب کثیر من السلف الی انہا حقیقۃ بالروح والجسد
ولکنا لا ندرکہا فی ھذہ النشأۃ واستدلوا بسیاق قولہ تعالیٰ (عند ربھم یرزقون) وفی المظھری والحق عندی عدم اختصاصھا بھم بل حیاۃ
الانبیاء علیھم السلام اقوی منھم واشد ظھورا آثارھا فی الخارج حتی لا یجوز النکاح بازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجاء فی الحدیث انا معاشر
الانبیاء لا نورث وفی ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیٌّ یرزق ثم
علم منہ ان رزق الانبیاء علیھم السلام ثابت من الحدیث المرفوع نصا ومن القرآن اشارۃ وفی البیھقی بروایۃ انس رض الانبیاء احیاء فی قبورھم
یصلون اخرجہ من طریق یحیی بن ابی کثیر وھو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقہ احمد وابن معین عن ثابت عن انس وقال
میرک نقلا عن الشیخ الاکبر وروی ابو الشیخ ای ابن حبان بسند جید قال صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلّی علیّ
نائیا اُبلغتہٗ وقال الشیخ السند السندی مرشدنا ومطاعنا الحاج المفخم والمکرم حماد اللہ الھالیجوی الپاکستانی علیہ شآبیب الرحمۃ انا نعتقد
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف ومن صلّی علیہ عند قبرہ یسمعہ وفی المھند المفند عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ
صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف پہلے آیات میں اللہ تعالیٰ نے صبر کی تلقین اور اس کی فضیلت کا بیان فرمایا آگے جگہیں صبر کی ذکر کرتے ہیں اور
اُسپر اس کی فضیلت کو ذکر فرماتے ہیں) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ اور
البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے خوف دشمن سے یا خوف شدائد سے اور تھوڑے سے فاقہ یعنی بھوک سے اور تھوڑے سے نقصان مال سے اور جان سے اور
تھوڑے سی کمی پھلوں سے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۱۵۵ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۱۵۶ اور (جو لوگ

Marfat.com

ان امتحانوں میں صبر کریں تو) ایسے صابرین کو خوش خبری سنا دیں کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو مع مال و اولاد و جان کے حقیقۃ اللہ
تعالی کے ملک میں ہیں اور ہم اللہ تعالی کی طرف جانے والے ہیں (تو یہاں کے نقصان کا ثواب وہاں جاکر ملیگا آگے بشارت کا بیان) أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ ۱۵۷ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر خاص خاص رحمتیں انکے رب کی طرف سے نازل ہونگی اور
سب پر ایک عمومی رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں راہ پانے والے (یعنی حقیقت تک رسائی کرنے والے کہ رضاء بالقضاء کا مقام حاصل کرلیا) **نجم الآیۃ**
بیان فضیلت الصبر پہلے جہاد کا بیان تھا اب معالم حج کا بیان فرماتے ہیں کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنساء لکن جہاد کن حج مبرور وقال
عمرؓ شُدُّوا الرحال فی الحج فانہ احد الجہادین (بخاری) إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ تحقیق امر ہے کہ صفا اور مروہ یادگار الٰہی سے ہیں اور
نشانیاں ہیں اللہ تعالی کی اور سعی انکے درمیان علامت دین الٰہی سے ہے (نیز صفا کو اس لئے صفا کہا جاتا ہے کہ اس پر آدم صفی اللہ بیٹھے تھے اور مروہ کو اس
لئے مروۃ کہا جاتا ہے کہ اس پر انکی امرأۃ حواؑ بیٹھی تھی ابن عباس فرماتے ہیں کہ صفا پر ایک صنم اوپر صورۃ رجل کے تھا اور مروۃ پر ایک صنم علی صورۃ عورۃ کے تھا
پہلے کا نام اساف تھا دوسرے کا نام نائلہ تھا اہل جاہلیت کے جب سعی صفا و مروہ کی کرتے تھے تو ان دو بتوں کو ہاتھ لگاتے تھے جیسے کہ حجر اسود کو اگر بوسہ کی
طاقت نہ ہو تو ہاتھ لگایا جاتا ہے جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے انکی سعی کو ناپسند کیا کہ یہ تو رسوم جاہلیت سے ہے اللہ تعالی نے اس آیۃ کریمہ کو نازل فرمایا
کہ انکی اصل اور حقیقت شعائریت پر نظر کرتے ہوئے سعی کو ترک نہیں کرنا کیونکہ یہ سنت ابراہیمیؑ ہے کسی کے جاہلانہ عمل سے اسکی سنیت رفع نہیں ہوجاتی) فَمَنْ
حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا پس جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے پس گناہ نہیں اسپر (جیسا کہ تم کو شبہ ہو رہا ہے)
کہ ان دو کے درمیان سعی کرے (باقی یہ سعی واجب ہے جیسا کہ طبرانی میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ان اللہ کتب علیکم السعی فاسعوا)
وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا اور جو شخص خوشی سے کرے امر خیر کو (خواہ فرض ہو یا نفل) فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ ۱۵۸ تو اللہ تعالی قدردان ہیں خوب جاننے والے
ہیں **نجم الآیۃ** بیان فضیلت الحج والعمرۃ آگے اللہ تعالی ان مسائل مذکورہ من تحویل القبلۃ وارسال الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم والذکر
والشکر والصلوۃ والجہاد والحج والعمرۃ کے کتمان پر وعید شدید کا ذکر فرماتے ہیں إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ
مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ تحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں ان مضامین کو جنکو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ واضح ہیں اور دوسروں کیلئے ہادی ہیں بعد اسکے کہ واضح طور پر ہم نے
کتاب میں لوگوں کیلئے بیان کر دیا ہے أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ ۱۵۹ ایسی لوگوں پر اللہ تعالی لعنت فرماتے ہیں (یعنی اپنی رحمت
سے دور رکھتے ہیں) اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے (یعنی جنکو انکے اس کاموں سے نفرت ہیں وہ بد دعا کرتے ہیں حتی کہ تمام زمین پر چلنے والے جانور بھی
مراد ہیں) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا مگر وہ لوگ جنہوں نے کتمان وغیرہ من المعاصی سے توبہ کرلیا اور تدارک کرلیا ما افسدوا کا وَبَيَّنُوا اور
چھپے ہوئے مضامین کو ظاہر کر دیا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ ۱۶۰ پس ان لوگوں کو معاف کرتا ہوں اور میں ہی ہوں معاف
کرنے والا نہایت مہربان إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ ۱۶۱ تحقیق
وہ لوگ جو کفر پر رہے جس میں کتمان بھی داخل ہے اور مرے حالانکہ وہ کافر تھے ایسے لوگوں پر لعنت ہے اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی (اس میں

کافروں کی لعنت بعض کی بعض کو داخل ہے کما قال اللہ تعالی (ثم یوم القیامة یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا) خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہونگے
لعنت میں لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ جہنم میں دخول کے بعد کسی وقت بھی ان سے عذاب ہلکا نہ ہوگا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۱۶۲ اور نہ داخل ہونے سے
قبل کسی میعاد تک انکو مہلت دیجائیگی **نجم الآیۃ** کا تمین حق پر لعنت اور عذاب شدید کا بیان (ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیۃ) سے مسئلہ نبوۃ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمایا آگے مسئلہ توحید الہ العالمین کا ذکر فرماتے ہیں وَاِلٰهُكُمْ مبتدأ اِلٰهٌ خبر وَّاحِدٌ صفۃ (والواحد) ھنا بمعنی
لا نظیر لہ فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی افعالہ والمعنی و معبودکم الذی یستحق عبادتکم (الٰہ واحد) ای معبود واحد فی ذاتہ وفی صفاتہ وفی افعالہ
لا مطلق المعبود یعنی معبود تمہارا جو فی الحقیقت عبادۃ کا حق دار ہے وہ معبود ہے جو اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں ایک ہے ایسا ایک جسکی نظیر و مثال نہیں وحدۃ
میں باعتبار ذات کے اور صفات کے اور افعال کے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خبر ثان للمبتدأ اس کے سوا کوئی عبادۃ کے لائق نہیں (کیونکہ اس کے سوا کسی میں وہ وحدت نہیں ہے جو کہ
ع ۱۹ معبود برحق کیلئے وحدت لازم ہے یعنی وحدت ذاتی وصفاتی وافعالی) الرَّحْمٰنُ خبر ثالث الرَّحِیْمُ ۱۶۳ ع خبر رابع بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ہے (یعنی معبود
تمہارا الرحمن ہے اور معبود تمہارا الرحیم ہے یہ صفات امتیازی ہیں اس ذات وحدہ لاشریک لہ کے سوا کسی کے یہ صفات نہیں ہیں تو اس ذات کے سوا عبادت کا حقدار بھی کوئی
نہیں ہے **قال ابن عباس** قالت کفار قریش یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسب لنا ربك ای صف لنا ربك فانزل اللہ تعالی سورۃ الاخلاص وھذہ
الآیۃ توحید ذاتی وصفاتی کے بعد توحید افعالی کو ذکر فرماتے ہیں) اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے (اور انکے جو آسمان میں
ہیں من الشمس والقمر والکواکب) اور بیچ پیدا کرنے زمین کے (اور جو اس میں ہیں من الاشجار والانہار والجبال والبحار والجواہر وانواع النباتات والحیوانات)

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (باعتبار اوصاف کے من النور والظلمۃ والطول والقصر) وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ
بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ اور کشتیوں میں جو لیکر چلتی ہیں دریا میں لوگوں کے نفع کے اشیاء کو (اللہ تعالی نے اولاً ذکر فرمایا ہے پیدائش ایک امر علوی کی یعنی سموات کی
اور ایک امر سفلی کی یعنی زمین کی۔ ثانیاً ذکر فرمایا لیل ونہار کے اختلاف کو جو کہ ایک امر ترکیبی ہے آسمان اور زمین سے ثالثاً کشتی کا ذکر فرمایا جو کہ بحری منافع
تجارتی کا ایک اصل الاصول ہے رابعاً ذکر فرماتے ہیں بارش کو جس میں عالم علوی وسفلی کو قدر مشترک دخل ہے کہ آسمان سے بارش کا نزول ہوتا ہے پھر اس کے
ذریعہ زمین سے انبات نباتات کا ہوتا ہے) وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور پانی میں جسکو اللہ تعالی اتارتے
ہیں آسمان سے پھر اس سے زمین کو تر و تازہ کرتے ہیں اس کے خشک ہونے کے بعد وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ عطف علی (احیا) اور ان نباتات سے ہر قسم
کے حیوانات اس زمین میں پھیلاتے ہیں وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ عطف علی (خلق السموات) اور بیچ بدلنے ہواؤں کے (جنوبا وشمالا وقبولا ودبورا
حارۃ وباردۃ وعاصفۃ ولینۃ وعقیما ولواقح وتارۃ بالرحمۃ ومرۃ بالعذاب ولو امسك اللہ تعالی الریح ساعۃ لانتن ما بین السماء والارض کما
نطق بہ بعض الآثار) وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور بادل کے جو کہ تابع رہتے ہیں اس کے حکم سے درمیان آسمان اور زمین کے
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۱۶۴ ای دلالات تدل علی وحدانیتہ فی الذات والصفات والافعال لقوم یستعملون عقولھم ای دلائل ہیں عظیمۃ الشان جو دلالت کرتے
ہیں اوپر وحدانیۃ ذات عز اسمہ کے اور اس کے صفات کے اور اس کے افعال کے مگر فائدہ انکو ہوگا جو عقل رکھتے ہیں واللام للنفع (**والمطلب** لو تعدد

الآلهة فی خلق السموات والارض الآیة لم تتکون السماء والارض الی آخر الآیة لان تکونهما اما بمجموع القدرتین او بکل منهما او باحدهما والکل باطل امّا الاوّل فان من شأن الالٰه کمال القدرة واما الثانی فلانه لزم منه التوارد واما الثالث فلانه لزم منه التطارد والکل ممتنع فی حق الألٰه الحق فثبت الوحدانیة لذاته تعالیٰ فی افعاله کلها وبطل تعدد الألٰهة فی خلق السموات والارض الخ ای فی تکونهما الخ فللّٰه الحجة البالغة فهذا البرهان یُسمّٰی ببرهان التمانع والتطارد **اس کی تفصیل یوں ہے** کہ ان آٹھ اشیاء میں سے صرف بارشی قطرات کے ایک قطرہ میں بحث کرتے ہیں کہ اس کا خالق ایک ہے یا متعدد خالق ہیں اگر بالفرض والمحال اس کے خالق متعدد ہیں تو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں ۱؎ ایک یہ کہ متعدد آلٰہ نے مل کر اکٹھے بنایا ہے کہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک الٰہ بنانے سے عاجز تھا تو یہ الٰہ کے بارے میں ممتنع ہے عقلاً ۲؎ دوسری یہ کہ اسی بارشی قطرہ کو ہر الٰہ نے مستقلاً مستقلاً بنایا ہے تو لازم آئیگا توارد کہ ایک الٰہ اگر اسکو بنایا پھر دوسرا الٰہ آکر اسی بنے ہوئے قطرہ کو بنایا اسکو کہتے ہیں توارد یہ بھی ممتنع ہے عقلاً ۳؎ تیسری یہ کہ قطرہ کو بنایا تو ایک الٰہ نے ہے دوسرے کو باوجود اس کی قدرۃ کے بھگا دیا ہے اسکو کہتے ہیں تطارد یہ بھی الٰہ کے بارے میں عقلاً ممتنع ہے تو برہان تمانعی نے تعدد آلٰہ کو عقلاً محال قرار دیدیا جو کہ مرکب ہے دلیل تطاردی وتواردی وتمانعی سے تو ثابت ہوگیا (والٰهکم الٰه واحد) اور معبود برحق تمہارا معبود ایک ہے فللّٰہ الحجۃ البالغۃ وعلی هذا القیاس لسائر الخلق لاإلٰه الحق لانه هو الخلّاق العلیم **نجم الآیة** اثبات التوحید الذاتی والصفاتی والافعالی للّٰه الواحد القهار آگے اللہ تعالیٰ بتلاتے ہیں کہ باوجود دلائل عقلیہ غالبہ کے اوپر نفی شرک کے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا اور بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے بنالیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو اللہ تعالیٰ کے برابر (اندادا) ای امثالا فی العبادة والمحبت کما قال اللّٰه تعالیٰ يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھنا ضروری ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ اور جو ایمان والے ہیں انکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت زیادہ قوی محبت ہے (کیونکہ کفار اپنے آلٰہ سے روگردانی کرلیتے ہیں شدائد میں طرف اللہ تعالیٰ کے بخلاف مؤمنین کے کہ شدائد اور سخت سے مصائب میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے) **نجم الآیة** الذّم للمشرکین والمدح للمؤمنین وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝١٦٥ اور کاش کہ جان لیتے ظالم لوگ (جنہوں نے غیر اللہ کو اپنا انداد بنا لیا ہے اور ان کے ساتھ محبت رکھ لی ہے) جس وقت دنیا کے اندر کسی مصیبت کو دیکھتے (تو جان لیتے کہ) کہ تحقیق سب قوۃ اللہ تعالیٰ کی ہاتھ میں ہے (دفع مصائب میں نہ انکے انداد کے ہاتھ میں) اور تحقیق اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والے ہیں (آخرۃ میں جنہوں نے اپنے لئے انداد بنالئے ہیں) **نجم الآیت** المصائب فی الدنیا زواجر للکفار آگے اللہ تعالیٰ آخرۃ کے عذاب کی سختی کا بیان فرماتے ہیں إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝١٦٦ (یاد کرو شدۃ عذاب اخروی کو) جس وقت بیزاری کا اظہار کریں گے وہ لوگ جنکی دنیا میں پیروی کرتے تھے ان سے جو انکے پیروکار ہوتے تھے اور دیکھیں گے عذاب کو اور منقطع ہو جائیں گے جو ان بڑے اور چھوٹوں میں دنیا میں تعلقات تھے وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا اور کہیں گے پیروکار کاش کہ ہمارے لیئے پھر دنیا میں لوٹنا ہوتا پھر اسی دوبارہ والی دنیا میں جاکر ہم بھی ان سے بیزاری کا اظہار کرتے جیسے انہوں نے آج آخرۃ میں بیزاری کا اظہار کیا ہے كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ جیساکہ اللہ تعالیٰ انکو آخرۃ میں عذاب دکھلائیگا ویسے انکے تمامی اعمال کو انکو حسرت دلانے کو دکھلائیں گے یا معنی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ ان تابعین

Marfat.com

کے جو دنیا میں اپنے متبوعین کے ساتھ تعلقات تھے بوقت براءۃ متبوعین کے تابعین سے موجب حسرت دکھلائیں گے ویسے ان کفار کے باقی تمامی اعمال بھی موجب حسرت دکھلائیں گے پھر فرمایا کہ یہ حسرت کچھ مفید نہ ہوگی وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۱۶۷ع اور وہ کفار ہرگز نار سے نکلنے والے نہ ہوں گے **نجم الآیۃ** جب دنیا میں زواجرنے فائدہ نہ دیا تو آخرۃ میں انکے پاس حسرت ہی حسرت ہوگی علاوہ اور عذابوں کے اگلی آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر بحیرۃ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو حرام کیا ہوا تھا اور کہا کہ اللہ تعالی نے انکو حرام کیا ہے انکی تفصیلات بعد میں آئیگی کذا ذکرہ ابن جریر و ابن عباس۔

۱۶۸ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ای لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں سے حلال پاکیزہ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ اور مت چلو شیطان کے قدم بقدم (یعنی شیطان کی پیروی مت کرو حلال کے حرام کرنے پر اور حرام کو حلال سمجھنے پر) تحقیق وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر ظہور إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ محقق امر ہے کہ وہ تمکو امر کرتا ہے (ای وسواس ڈالتا ہے) برے کاموں کا اور بے حیائی کے کاموں کا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۱۶۹ اور امر کرتا ہے تمکو کہ جھوٹ بولو اللہ تعالی پر ان باتوں کا جنکو تم نہیں جانتے ہو کما قال اللہ تعالی (وحرموا ما رزقهم الله افتراء على الله) **نجم الآیۃ** تلبیسات شیطانی کا بیان بارے تحلیل و تحریم کے وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ اور جس وقت کہا جاتا ہے انکو کہ تابعداری کرو (تحریم تحلیل وغیرہ میں) اس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ تعالی نے قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا جواب میں کہتے ہیں نہیں نہیں بلکہ تابعداری کریں گے ہم اس مذہب کی جس پر پایا ہے ہم نے اپنے آباء اجداد کو ۔(اللہ تعالی انکار و رد فرماتے ہیں) أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۱۷۰ والهمزة لانكار مضمون تلك الجملة والمعنى کیا تابعداری کریں گے انکی گرچہ ہوں انکے آباء و اجداد نہ سمجھتے ہوں کچھ کو اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ کو (یعنی انکے پاس نہ دلائل عقلیہ ہوں نہ نقلیہ) **نجم الآیۃ** بيان مذمة تقليد ائمة الجهلة واما من اتبع العلماء الحق فليس من التقليد المذموم في شيئ كما قال الله تعالى (فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون) آگے اللہ تعالی ایسے اندھے مقلدین کفرۃ کی مثال ذکر فرماتے ہیں وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً اور مثال ان کافروں کی (جو اپنے آباء ۔ اجداد کے پیچھے اندھے مقلد ہیں نافہمی میں) اس آدمی کی ہے جو آواز دیوے ایسے جانور کو جو نہ سنے بغیر بلانے اور پکارنے کے (یعنی دین حق کی باتیں سمجھنے میں ایسے جانوروں جیسے ہیں) یعنی (ان هم الا كالانعام) (تو ایسے قسم کے کافر) صُمٌّ (حق کی بات کو غور سے نہیں سنتے بنا بریں) بہرے ہیں بُكْمٌ (کبھی حق کی بات نہیں کرتے) تو گونگے ہیں عُمْيٌ اندھے ہیں (کہ دلائل آفاقی کو دیکھکر توحید کے قائل ہو جائیں) فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۱۷۱ پس یہ لوگ بے عقل ہیں (کیونکہ (لایعقلون) ای بے عقلوں کی تقلید میں مست ہیں یعنی تقلید آباء جہلہ کی وجہ سے گویا کہ حواس ظاہری اور باطنی یعنی عقل سے محروم ہوگئے ہیں) **نجم الآیۃ** ائمہ جہلۃ کی تقلید کے نتائج کا بیان ۔ آگے اللہ تعالی مؤمنین کو متنبہ فرماتے ہیں کہ مشرکین جیسی غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ وہ بھی حلال اشیاء کو حرام سمجھنے لگجائیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ اے ایمان والے کھاتے رہو پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تمکو بطور رزق کے دی ہیں وَاشْكُرُوا لِلَّهِ اور شکر کرتے رہو اللہ تعالی کے نعمتوں پر إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۱۷۲ (یہ بمنزلہ علۃ کے ہے کہ) اگر ہو تم اللہ تعالی کے خاص عبادۃ گذار (تو اسکا تقاضا یہ ہے کہ نعمتوں کے استعمال کے بعد خالص اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنا ہے کیونکہ نعمتیں خالص اسکی ذات کی طرف سے ہیں نہ غیر اللہ کی طرف سے قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله امر المؤمنين بما امر به المرسلين

Marfat.com

(فقال یاایہا الرسل کلوامن الطیبات واعملوا صالحا) آگے اللہ تعالی ان محرمات کا ذکر فرماتے ہیں جنکو مشرکین حلال سمجھ کر کھاتے تھے) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ محقق امر ہے کہ اللہ تعالی نے حرام کیا ہے تمہارے اوپر مردار جانور (یعنی جو بغیر ذبح شرعی کے مرجائے کفار میتۃ کو بھون کر مزے سے کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ طاقت والا خون اس سے بہ نہیں گیا) اور (حرام کیا ہے تمہارے اوپر) خون (بہنے والا جیساکہ سورۃ انعام میں فرمایا ہے (او دما مسفوحا) اور کفار دم مسفوح کو آنتیوں میں بھون کر کھاتے تھے اور کہتے تھے اس میں بہت طاقت ہے) اور (حرام کیا ہے تمہارے اوپر) لحم خنزیر کو (اور اجماع ہے امۃ کا کہ چربی خنزیر کی بھی حرام ہے لحم کی قید سے اشارہ کیا ہے کہ اس کی حرمت لعینہ ہے) وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور (حرام کیا ہے تمہارے اوپر) وہ جانور جس پر پکارا جائے نام غیر اللہ کا (یعنی غیر اللہ کی نذر مانی گئی ہو اور بوقت ذبح کے بجائے بسم اللہ کے اسی غیر اللہ کا نام لیا جائے مثلا کہا جائے بوقت ذبح کے بسم اللات یا صرف غیر اللہ کی نذر مانی گئی ہو لیکن بوقت ذبح کے بسم اللہ کہا گیا ہو یا غیر اللہ کی نذر نہ مانی گئی ہو صرف بوقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو مثلا کہا گیا ہو باسم اللات ہر تین صورتوں میں وہ جانور حلال اللہ تعالی نے اسکو حرام کر دیا ہے (الاہلال رفع الصوت تو ایسے تین قسموں کے جانور پر غیر اللہ کا نام بلند کیا جاتا تھا مثلا کہا جاتا تھا بلند آواز سے (وھذ الشرکائنا) ای وھذا للات او للعزی او للمناۃ الخ جیسے تلبیہ اللہ کے نام حاجی یا معتمر رفع صوت سے کہتا ہے لبیک اللھم لبیک الخ وفی البخاری ج۱ ص۵۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یھل بعمرۃ فلیھل وفی الحاشیۃ ای یرفع صوتہ بالتلبیۃ) فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پس جو شخص بھوک کی بے تابی کی حالت میں ان محرمات کے کھانے پر مجبور ہو جائے (ورنہ موت کا خطرہ ہے تو ایسے شخص پر ان محرمات کا کھانا بقدر ادنی کفایت کے جائز ہے بشرطیکہ کھانے میں) طالب لذت نہ ہو اور ادنی سے ادنی کھانے سے تجاوز نہ کرے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق اللہ تعالی بڑا بخشنے والا ہے (یعنی حرمت تو اسکی باقی ہے مگر اضطراری حالت کی وجہ سے بخش دیگا) رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ نہایت مہربان ہے (بنابریں بخش دیگا) **نجم الآیۃ** ذکر المحرمات القطعیۃ واجازۃ اکلھا فی الحالۃ الاضطراریۃ **فائدہ** جسطرح خون کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح اسکا خارجی استعمال بھی حرام ہے یعنی اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے تو جسطرح جانور کے خون سے نفع اٹھانا حرام ہے اسی طرح انسان کے خون سے بھی نفع اٹھانا حرام ہے یعنی خرید وفروخت حرام باقی خون کی بوتل لگوانا محض کمزوری دور کرنیکی نیت سے بھی حرام ہے البتہ ڈاکٹروں کا اتفاقی فیصلہ ہو کہ مریض بغیر اس کے نہیں بچیگا تو یہ تداوی بالحرام کے قبیلہ سے ہوگا تو مفتیان دین سے اسکے بارے میں ان سے فتوی لیا جائے اتنے تک محرمات شرعیہ ماکولیہ کا بیان تھا آگے محرمات جو کتمان حق پر رشوۃ کے قبیلہ سے ہیں انکی حرمت کا بیان ہے انمیں دگنا گناہ ہے ایک کتمان حق کا دوسرا اسی پر رشوۃ لیکر استعمال کرنا جو کہ زیادہ تر مطعم کے قبیلہ سے ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ محقق امر ہے کہ جو لوگ چھپا لیتے ہیں انہیں مضامین کو جو اللہ نے نازل فرمائے ہیں کتاب میں (خواہ وہ محرمات کے قبیلہ سے ہوں یا محللات کے قبیلہ سے یا وہ اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ سے ہوں جو توراۃ۔ انجیل میں مکتوب تھے) وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور اس کتمان کے عوض دنیا کا متاع قلیل لیتے ہیں اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ ایسے لوگ نہیں کھا رہے یا نہیں کھائیں گے اپنے پیٹوں میں قیامت کے دن مگر نار کو وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اور اللہ تعالی ان سے یوم القیامت تلطف کی بات نہ کریں گے اور عذاب دیگر ان کو گناہوں سے صاف نہ کریں گے اور ان کیلئے سزا دردناک ہوگی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں) اختیار کیا تھا گمراہی کو (یعنی کتمان حق کو) مقابلہ ہدایت کے (یعنی بیان حق کے) وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ اور عذاب بدلے بخشش کے

Marfat.com

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ سو (تعجب ہے کہ) کس قدر صبر کرنے والے ہیں اوپر نار کے (یعنی نار کو برداشت کرنے والے ہیں) ذٰلِكَ یہ سب سزائیں
جو مذکور ہوئی ہیں من اکل النار وعدم التکلیم وعدم التزکیۃ والعذاب المرتب علی الکتمان بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے
نازل کیا ہے کتاب کو ساتھ حق کے (اور ان لوگوں نے اسکا کتمان کیا اور اسپر عمل کو چھوڑ دیا ہے یہ بیان ہے ترک عمل بالکتاب پر اخروی سزاء کا آگے بیان
ہے دنیا میں ان کا ترک عمل بالکتاب پر ضدی ہونے کا فرمایا) وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ اور وہ لوگ جو اختلاف ع ۲۱ ۵
کرتے ہیں کتاب میں (یعنی توراۃ انجیل قرآن مجید کے مضامین کے خلاف جاتے ہیں جیسے ہر ایک میں بہتر فرقے گمراہ ہوگئے) البتہ فی خلاف بعید کے ہیں (یعنی ان کا
واپس آنا بعید از قیاس ہے) **نجم الآیات** الوعید الشدید علی کتمان الحق (ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب) کا ایک محمل تحویل قبلہ
کا مسئلہ بھی تھا جو کہ توراۃ وانجیل میں نبی آخر الزمان کیلئے مستقل قبلہ کعبۃ اللہ کا ہونا مذکور تھا اور اہل کتابین والے اسکا کتمان کرتے تھے اور ہر ایک کا دعوی اپنے
قبلہ کے برحق ہونیکا تھا اور اسی میں کل کمالات کو منحصر کرتے تھے بلکہ ہر ایک کتاب والا دوسرے کتاب والے کے قبلہ کی تغلیط کرتا تھا اللہ تعالی نے اس میں کمال
کے انحصار کی تردید فرماتے ہوئے اصول بر یعنی اصول کمالات کو ذکر فرماتے ہیں (وَالْبِرّ) جامع کمالات اعتقادی واعمال بدنی ومالی وغیرھا کا نام ہے
فرمایا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ والخطاب لاهل الکتاب والمعنی تمامی کمالات کا انحصار اسپر نہیں ہے کہ
نماز میں منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف (مشرق اور مغرب سے مراد دو سمتیں متعین ہیں کہ یہود نماز پڑھتے تھے طرف مغرب کے یعنی طرف بیت المقدس
کے افق مکہ سے اور نصاری طرف مشرق کے اور ہر ایک اپنے قبلہ کے برحق اور دوسرے کے باطل ہونے کے مدعی تھے تو اللہ تعالی انکا رد فرماتے ہوئے اصول
بر یعنی اصول کمالات کا ذکر فرماتے ہیں) وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ کمالات کا انحصار تمہارے مدعی میں
نہیں ہے بلکہ کمالات کا انحصار اور بار وہ شخص ہے جو ایمان لاتا ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ پر اور یوم آخر پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور سب نبیوں پر۔ (یہ اصول
بر کے باعتبار اعتقادیات کے ہیں) وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ اور دیتا ہے
مال اسکی محبت پر اپنے حاجت مند رشتہ داروں کو اور نادار یتیموں کو اور دوسرے محتاجوں کو اور بے خرچ مسافروں کو اور ناداری میں سوال کرنے والوں کو اور قیدی
اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں (یہ بر مالی صدقات نافلہ کے قبیلہ سے ہیں) وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور وہ شخص کہ نماز کی پابندی کرتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے
(یہ بر باعتبار عبادۃ بدنی فریضہ نماز کے اور باعتبار عبادۃ مالی فریضہ زکوۃ کے ہے) وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے
ہوں جب کہ کسی امر جائز کا عہد کریں (یہ بر باعتبار اخلاق حسنہ کے ہے) وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور صبر کرنے والے فقر یعنی تنگدستی
میں اور بیماری میں اور وقت محاربۃ مع الکفار کے (یہ بر باعتبار مستقل مزاجی کے ہے) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا یہی لوگ صادق (فی الایمان والاعمال
والاخلاق والھمم) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اور یہی لوگ ہیں بچنے والے کفر وفسق ورذائل اخلاق وکم ہمتی سے (وفی الحدیث علیکم بالصدق
فان الصدق تھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ) المعنی لازم کرو اپنے اوپر صدق کو یعنی ان خصال حمیدہ کو کیونکہ ان خصال سے انسان بار بن جانے
سے رہبری حاصل کرلیتا ہے جنت کی طرف) **نجم الآیۃ** ذکر اصول الکمالات الانسانیۃ والاوصاف الحمیدۃ آگے اللہ تعالی ذکر فرماتے

Marfat.com

ہیں بعض احکام مہمہ فی الاسلام کو فرمایا (کتب علیکم القصاص فی القتلی) (کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة) (کتب علیکم الصیام)
(واتموا الحج والعمرة للہ) (کتب علیکم القتال) وذکر فی تضاعیف تلک الاحکامات مسائل التی تتعلق بھن. قال اللہ تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ای ایمان والو تم پر قانون قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین کے (قتل عمد کے) بارے میں اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ابن کثیر باسناد ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ زمانہ جاھلیت میں دو قبیلوں میں جنگ ہوئی اور طرفین سے کثیر قتل ہوئے تھے پھر یہ دونوں قبیلے والے مسلمان ہوگئے تو مقتولوں کے قصاص کے بارے میں گفتگو ہوئی تو قوت والا قبیلہ نے کہا کہ ہم غلام کے بدلے تمہارا حر اور عورت کے بدلے تمہارا مرد قتل کریں گے تو اسلام نے اپنا عادلانہ قانون کا اعلان کر دیا کہ قاتل ہی سے قصاص لیا جائیگا نہ غیر قاتل سے مقصد آیت کریمہ کا یہ ہے نہ یہ کہ حر اگر قتل کرے عبد کو تو حر سے قصاص نہیں لیا جائیگا اسی طرح اگر عبد قتل کرے حر کو تو عبد سے قصاص نہیں لیا جائیگا اور عورت قتل کرے مرد کو تو عورت سے قصاص نہیں لیا جائیگا بلکہ ان احکامات کیلئے اور آیت کریمہ آئی ہے (وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الآیة) انسان بدلے انسان کے خواہ قاتل حر ہو اور مقتول عبد ہو یا قاتل مرد ہو اور مقتول عورت ہو یعنی مختلف ہوں یا متحد ہوں) فَمَنْ

عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ پس جسکو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی (یعنی مقتول کے ورثہ قاتل کو قصاص معاف کر دیں اور دیت پر راضی ہو جائیں) تو مقتول کے ورثہ دیت کو قاتل سے اچھے طریقہ سے مطالبہ کریں (تمام سختی نہ کریں) اور قاتل بھی خود بخود اچھے طریقہ سے دیت کو ادا کرے (ٹال مٹول نہ کرے) ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ یہ قانون دیت اور عفو والا تمہارے رب کی طرف سے سزا میں تخفیف ہے اور (شاہان شاہ کی طرف سے) ترحم ہے فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ پھر جو شخص زیادتی کریگا بعد اس فیصلہ کے (یعنی ولی مقتول کے دیت پر راضی ہونے کے بعد قاتل کو قتل کر دیں یا قاتل دیت پر فیصلہ کے بعد دیت ادا بھی نہ کرے) تو ایسے شخص کیلئے عذاب دردناک ہے وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ اور واسطے تمہارے اس قانون قصاص میں کتنی جانوں کا بچاؤ ہے (کہ قصاص کے ڈر سے کوئی کسی کو قتل عمد نہیں کرے گا) اے صاحب خالص عقل کے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ تاکہ تم بچتے رہو (یعنی قتل عمد سے) **نجم الآیات** قانون قصاص قانون عدل ہے اور اس میں ضمانت ہے حفاظت جانوں کی، مقتول کے ورثہ جب قاتل سے قصاص لینے کا عزم رکھتے ہوں تو قاتل کے سامنے اسباب موت کے

ظاہر ہونے لگتے ہیں تو فرمایا كُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ۨالْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (آیۃ کریمہ کا مدلول مبارک عام ہے ہر مسلمان کیلئے جب اس کے سامنے اسباب موت کے ظاہر ہوں والمعنی) فرض کیا گیا ہے تم پر جب حاضر ہوں ایک تمہارے کے اوپر آثار موت اگر چھوڑے مال حلال کو الوصیة للوالدین کے اور اقارب کے ساتھ عدل کے (ابتداء اسلام میں جب آیات میراث کے نازل نہیں ہوئے تھے تو ترکہ میں ایک ثلث کی وصیت کرنا والدین کیلئے و دیگر اقاربین کیلئے فرض تھی باقی دو ثلث اولاد کا حق تھا) حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۸۰﴾ ثابت ہے وصیۃ کرنا اوپر ڈرنے والوں کے اللہ تعالی سے فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یُبَدِّلُوْنَهٗ پس جو شخص بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے کہ سن چکا ہے تو محقق امر ہے کہ گناہ بدل لینے کا اس شخص پر ہے جو بدلایگا وصیت کو اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۸۱﴾ تحقیق اللہ تعالی سننے

Marfat.com

والے ہیں (وصیت کو) جاننے والے ہیں (تبدیلی کو) فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا پھر جو شخص خوف کرے وصیت کرنے والے سے طرفداری
کا یا عمداً ظلم کا کہ حق والے کا حق تلف کردے فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ پھر صلح کرادے انکے درمیان تو اسپر کوئی گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ
ع ۲۲ ۶ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ع ﴿۱۸۲﴾ تحقیق اللہ تعالیٰ غفور ہیں (واسطے موصی متدارک کے کیونکہ) نہایت رحم والے ہیں (پھر آیت میراث کی جب نازل ہوئی تو حکم وصیت والا منسوخ
ہوگیا) نجم الآیۃ ابتداء اسلام میں اسی قسم کی وصیت فرض تھی بعد میں منسوخ ہوگئی۔ (اللہ تعالیٰ نے جان کی حفاظت کا قانون ذکر فرمایا یعنی القصاص
پھر مال کی حفاظت کا قانون ذکر فرمایا یعنی الوصیۃ آگے خواہشات نفسانی کی حفاظت یعنی قابو میں رکھنے کا وظیفہ بتلاتے ہیں یعنی الصیام اور یہ اسلام
میں مسائل مہمہ سے ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ
وصوم رمضان والحج فرمایا) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اے ایمان والو فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ
جیسا کہ فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے (یعنی امم سابقہ پر۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی شریعت سے اسکی فرضیت کا ابتداء ہوا تھا تا شریعت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک یعنی جیسے نماز سے کوئی امت مستثنیٰ نہ تھی ایسے روزہ سے بھی کوئی امت مستثنیٰ نہ تھی البتہ تعداد روزوں میں اور ان کے اوقات میں
اختلاف ہوتا رہا) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ (وقال علیہ السلام الصیام جُنّۃ ووجاء وسبب تقوی لانہ یمیت الشہوات)
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ مفعول ثان (لکتب) چند دن ہیں گنتی کے (اس سے مراد شہر رمضان ہے) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پس جو شخص کہ ہو تم میں سے
سخت مریض (کہ روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جائے یا روزہ رکھنا اس مرض میں سخت دشوار ہوجائے) اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا (شرعی) سفر میں ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ
اَيَّامٍ اُخَرَ (تو اس کو اس رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے) پھر اتنے مقدار کے دنوں میں دوسرے کسی مہینے میں روزہ رکھنا فرض ہے (ابتداء اسلام
میں چونکہ روزہ رکھنا بہت شاق تھا تو اللہ تعالیٰ نے رخصت دیدی درمیان روزہ کے اور فدیہ کے) قال اللہ تعالیٰ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور اوپر ان لوگوں کے جو طاقت رکھتے ہیں روزہ رکھنے کی (پھر نہیں رکھتے) تو انکے ذمہ فدیہ طعام مسکین کا ہے (جو کہ نصف صاع من بُرٍّ ہے
یا صاع من شعیر او تمر ہے عند ابی حنیفۃ وفی البخاری نزل رمضان فشقّ علیہم فکان من اطعم کل یوم مسکینا ترک الصوم ممن یطیقونہ ورخّص
فی ذلک فنسختھا آیۃ (فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ) فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس جو شخص خوشی سے کرے نیکی (یعنی مقررہ حد سے زیادہ
دیوے فدیہ) تو وہ اس شخص کیلئے بہتر ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ اور یہ کہ روزہ رکھو حالت رخصت میں تو بہتر ہے تمہارے
لیئے اگر تمکو روزہ کی فضیلت معلوم ہو (آگے اللہ تعالیٰ (ایاما معدودات) کی تعیین فرماتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان ہے اور یہ بڑے فضائل والا ماہ ہے کہ اسکی
شب لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن کو نازل کیا گیا تھا) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ
مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ مہینہ رمضان کا وہ ہے جس میں نازل کیا گیا تھا قرآن کہ راہ بتلانے والا ہے لوگوں کیلئے اور جو کہ روشن دلیلوں والا ہے راہ پانے
والوں کیلئے یعنی حق تک پہنچنے والوں کیلئے اور جو کہ روشن دلیلوں والا ہے حق اور باطل کے امتیاز میں فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پس
جو شخص کہ اس ماہ میں تم میں سے موجود ہو (یعنی اعلان رؤیت کے وقت حاضر ہو) تو ضرور یہ روزے رکھے (پہلے جو رخصت تھی وہ منسوخ ہوگئی باقی

Marfat.com

مرض شدید اور سفر شرعی والی سہولتیں منسوخ نہیں ہوئیں) وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور جو شخص کہ ہو بیمار یا مسافر ہو
تو اس کو گنتی پوری کرنی ہے اور دنوں سے (بمطابق اس تفصیل کے جو اوپر گزری ہے) يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ارادہ کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ احکام میں آسانی کو اور نہیں ارادہ کرتے تمہارے ساتھ دشواری کو (یعنی مرض شدید اور سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دیدی
اور پھر اتنے ایام کی قضاء کا حکم دیا) وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور تاکہ پورا کرو گنتی دنوں کی وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ اور تاکہ بڑائی بیان کرو اللہ
تعالیٰ کی (کہ تم کو ایسے حکموں کی تفصیلات سے نوازا ہے قال ابن عباس ھو تکبیرات لیلۃ الفطر وقیل ھو تکبیرات صلوٰۃ العیدین) وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ۱۸۵ اور تاکہ تم (رخصتی احکامات سے یا فرضیۃ صیام سے جو کہ نیل الدرجات کا وسیلہ ہیں) شکریہ ادا کرو **نجم الآیات**
روزے رمضان کی فرضیت کا بیان اور اس کے احکام رخصتی کا بیان، آگے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ روزہ دار کی دعاء قبول ہوتی ہے کہ روزہ کو خصوصی دخل ہے اجابۃ دعاء
میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا للصائم عند فطرہ دعوۃ مستجابۃ (ابوداؤد طیالسی) ویسے آیۃ کریمہ کے الفاظ عمومی ہیں للترغیب الی الطاعات
کلہا فرمایا وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اور جس وقت پوچھیں آپ سے میرے بندے میرے متعلق (کہ میں قریب ہوں یا بعید تو ان سے فرمادیجئے)
کہ میں قریب ہوں أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ قبول کرتا ہوں دعاء دعاء مانگنے والوں کی فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۱۸۶
تو میرے بندوں کو بھی چاہیئے کہ میرے احکامات کو مانتے رہیں اور میرے اوپر یقین رکھیں تاکہ فلاح و رشد حاصل کریں **نجم الآیات** عبادات کو اجابۃ
ادعیہ میں دخل ہے خصوصًا روزہ کو آگے بقیہ احکام روزہ کا بیان۔ براء بن عازب کی روایت ہے کہ ابتداءً جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو افطار کے
بعد کھانے پینے اور بیویوں کے ساتھ (رفث) یعنی اختلاط خاص کی صرف اسوقت تک کی اجازت تھی جب تک سو نہ جائیں نیند کے بعد یہ سب چیزیں حرام
ہوجاتی تھیں بعض صحابہ کرام کو اس میں مشکلات پیش آئیں کما جاء قال الراوی فجاء عمرؓ فاراد امرأتہ فقالت انی قد نمت فظن انہا تعتل فأتاها ای
فجامعها بعد نومها پھر اللہ تعالیٰ نے اس سخت حکم کو منسوخ فرما کر اس میں یسر نازل فرمایا أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنے بیویوں کے ساتھ (رفث) یعنی اختلاط خاص یعنی جماع
وہ پوشاک ہیں تمہارے لیئے اور تم پوشاک ہو ان کیلئے (جیسے پوشاک سے ستر عورۃ کا ہوتا ہے ویسے تم میاں۔ بیوی ہر ایک کیلئے ستر زنا سے ہوتا ہے)
عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی نفسوں کی کہ روزہ کی راتوں میں تم سے (رفث) ہوگیا
فَتَابَ عَلَيْكُمْ جب کہ تم نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر رجوع فرمایا (کہ سابق حکم کو منسوخ کردیا) وَعَفَا عَنكُمْ اور تم سے گناہ کو دھو دیا
فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ پس اب روزہ کی راتوں میں مباشرت کرسکتے ہو یعنی جماع وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ اور (مقصد مباشرت سے یہ ہو)
طلب کرو اسکو جو لکھدیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے (یعنی اولاد یعنی مباشرت سے مقصد صرف شہوۃ رانی نہ ہو) وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ
يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (تو جیسے روزہ کی راتوں میں مباشرت کرسکتے ہو ویسے) روزہ کی راتوں
میں کھا۔ پی سکتے ہو (آگے ان تین کاموں کی غایت کا بیان ہے) کہ جب تک صاف نظر آوے تم کو دھاری صبح کی جدا دھاری سیاہ سے یعنی صبح صادق

تک (آگے روزہ کا وقت شروع ہوگیا تا غروب شمس تک) ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ پھر تمام کرو روزہ کو تا رات تک **نجم الآیات** سہولتی احکامات روزہ کا بیان وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ اور روزہ کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت مت کرو حالت اعتکاف میں (وفی القرطبی اجمع العلماء علی ان الاعتکاف لایکون الا فی المسجد وروی الدارقطنی عن الضحاک عن حذیفة رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول کل مسجد له مؤذن وامام فالاعتکاف فیه یصلح ۔ تو معلوم ہوا کہ جو عورتیں گھروں کے کسی کونے میں اعتکاف بیٹھتی ہیں انکا یہ اعتکاف صحیح نہیں ہے اگر ایسا اعتکاف جائز ہوتا تو ازواجات مطہرات بجائے مسجد میں خیمے لگا کر اعتکاف بیٹھنے کے اپنے حجرات شریفہ میں کسی کونے میں اعتکاف بیٹھتیں) **نجم الآیۃ** اعتکاف کا بیان، آگے احکامات مذکورہ کی اہمیت بیان فرماتے ہیں تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا یہ احکامات (مذکورہ من القصاص والوصیة والصوم والاعتکاف یہ) حدیں باندھیں ہوئی ہیں اللہ تعالی کی اور ضابطے کلی ہیں اللہ تعالی کے پس انکے مناہی کے قریب بھی نہ جاؤ (یعنی ان سے نکلنے کے قریب بھی نہ جاؤ) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۸۷ اسی طرح بیان فرماتا ہے یا بیان فرماتے رہیں گے اللہ تعالی اپنے احکام لوگوں کے نفع کیلئے تا کہ بچتے رہیں مخالفۃ اوامر سے اور مخالفۃ نواہی سے **نجم الآیۃ** احکام الٰھیہ کی اہمیت کا بیان پہلے صوم کا بیان فرمایا آگے بیان فرماتے ہیں اکل مال حرام سے اجتناب کو یعنی مال حرام سے اجتناب ہو ورنہ عبادات حیز قبولیت میں واقع نہ ہوں گے اگرچہ فریضہ ادا ہو جائیگا تو روزہ جیسے عبادت میں سحری وافطاری حرام کی نہ ہو وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۸ع اور نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق (یعنی نہ لیو ایک دوسرے کا مال بغیر حق شرع کے) اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ یعنی حاصل کر لو ایک حصہ اموال لوگوں کا ناجائز طریقہ سے حالانکہ تم جانتے بھی ہوں کہ یہ ظلم ہے **نجم الآیۃ** النھی عن اخذ اموال الناس ظلما کے علاوہ ظالم کے عبادات قبول نہیں ہوتے آگے اللہ تعالی بیان فرماتے ہیں کہ روزہ اور اعتکاف اور حج میں قمری مہینوں کا اعتبار ہے يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ سوال کرتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں (کہ ہر مہینہ میں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور کچھ وقت چھپے رہتے ہیں اور کچھ وقت ظاہر رہتے ہیں سورج کی طرح ایک حال پر نہیں رہتے) قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ فرما دیجئے کہ چاند کی یہی حالات مختلفہ آلہ شناخت ہیں لوگوں کیلئے (انکے معاملات میں جیسے اجارات وغیرہا اور انکے احکام میں جیسے عدۃ وروزہائے وغیرہما) اور آلہ شناخت ہیں ایام حج کے معلوم کرنے میں (اور سورۃ یونس میں فرمایا (وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب) اور مقدر کیئے چاند کیلئے منازل تا کہ مختلف منزلوں سے گزرنے سے تم معلوم کر سکو تعداد سالوں کی اور تاریخوں کا حساب ابن عباس نے فرمایا کہ صحابہ کرام کے سوالات جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے کل چودہ[۱۴] ہیں ایک تو ابھی گزرا ہے (واذا سالک عبادی عنی فانی قریب) دوسرا سوال یہ ای (یسئلونک عن الاھلة) اس کے بعد سورۃ بقرہ میں چھ[۶] سوال اور مذکور ہیں اور باقی چھ[۶] سوالات مختلف سورتوں میں آئے ہیں) **نجم الآیۃ** حج وغیرہ من الاحکامات الشرعیۃ میں قمری مہینہ کا اعتبار ہے آگے اللہ تعالی بیان فرماتے ہیں تردید رسوم جاہلیت میں سے ایک رسم کی کہ احرام باندھنے کے بعد محرم کسی ضرورۃ کے تحت گھر جانا چاہتا تھا تو دروازہ سے جانا ممنوع سمجھتا تھا تو گھر کے پشت کی جانب کسی دریچہ یا روشن دان یا نقب کر کے پیچھے سے جاتا تھا اور اسی کو بر سمجھتا تھا تو اسلام کے بعد اس کا رد کیا گیا پھر ان دونوں مسئلوں کو اکٹھے بیان کیا گیا وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ ضرورۃ کے تحت گھروں کی پشت

Marfat.com

اور ضرورۃ کے تحت گھروں وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا سے گھروں میں داخل ہوں وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ اور لیکن فضیلت یہ ہے جو بچے ناجائز کاموں سے

کو انکے دروازوں سے داخل ہوں وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۱۸۹ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اسکی تغیر احکامات سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ ۔

نجم الآیۃ حج کے احکامات میں مخالفت سے بچنا ہے (قال اللہ تعالیٰ (واتموا الحج والعمرۃ للہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ میں عمرہ کی نیت سے

جب حدیبیہ پہنچے تو احصار عدو کا ہوا تو طے یہ ہوا کہ اگلے سال عمرہ کیلئے تشریف لائیں تو ۷ھ میں عمرہ قضا کے وقت صحابہ کرام کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر کفار مکہ

نقض عہد کا کرکے قتل و قتال شروع کریں تو ہم جوابی کاروائی کیسے کریں کیونکہ وہ ماہ بھی ذوالقعدہ کا تھا جو کہ مہینے حرام سے ہے اور پھر حرم مکہ ہے تو دو

وجوہ قتل و قتال سے مانع تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ اور قتال کرو اللہ تعالیٰ کے راہ میں (مدافعۃ)

ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ (مہینہ حرام ذوالقعدہ میں) ابتداء کرے قتال کی وَلَا تَعْتَدُوا اور نہ تعدی کرو (قتال میں کہ ابتداء قتال کی مہینہ حرام

میں تم سے ہو) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۱۹۰ تحقیق اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے ان لوگوں کو جو قانون الٰہی سے تجاوز کرنے والے ہوں (پھر

جس وقت وہ عہد شکنی کریں اور مہینہ حرام کی حرمت کی پرواہ بھی نہ کریں تو) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ

تو جوابی قتل کرو انکو جہاں پاؤ انکو اور نکالو انکو جہاں سے (تنگ کرکے) تم کو نکالا تھا یعنی مکہ مکرمہ سے (والمراد افعلوا بھم جوابا فی الشھر الحرام ما

تیسر لکم من ھذین الامرین فی حق المشرکین کیونکہ) وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور شرک اور نقض عہد اور ابتداءً قتال مہینہ حرام میں اشد ہے

بہ نسبت جواباً قتل کے (یعنی ارتکاب القبیح لدفع الاقبح مرخص لکم کیونکہ (والحرمات قصاص) ای حرمات ذات قصاص) پھر اتنے تک مہینہ حرام میں قتال کے

احکام کا بیان ہوا آگے حرم مکہ میں جو قتال ممنوع ہے اس کے احکام کا بیان ہے وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ

اور نہ قتال کرو ابتداءً انکے ساتھ مسجد حرام کے قریب (یعنی حدود حرم مکہ میں) تاکہ ابتداءً وہ کفار قتال کریں تمہارے ساتھ حرم مکہ میں فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ

پس ابتداءً وہ حدود حرم مکہ میں تمہارے ساتھ قتال کریں تو پھر جواباً انکو قتل کرو كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۱۹۱ مثل اس کے ہے سزا کافریں کی (یعنی

قتل جواباً سزاء ہے اولاً قاتلین کی) فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۹۲ پھر اگر بعد شروع قتال کے باز آجائیں اپنے کفر سے اور اسلام کو قبول کریں

تو اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں (کیونکہ) نہایت مہربان ہیں وَقَاتِلُوهُمْ عطف علی (قاتلوا فی سبیل اللہ) حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (چونکہ کفار عرب کیلئے

اسلام ہے یا قتل تو اسلام کی بات (فان انتھوا) میں آگئی اب دوسری بات یعنی قتل تو فرمایا) اور قتال کرتے رہو کفار کے ساتھ تاکہ نہ ہو شرک وَيَكُونَ

الدِّينُ لِلَّهِ اور ہو جائے دین ای العبادۃ والطاعۃ للہ وحدہ لاشریک لہ کیلئے کما قال اللہ تعالیٰ (تقاتلونھم او یسلمون) فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ

إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۱۹۳ پس اگر رک جائیں کفر سے تو قانونی سختی نہیں ہوگی مگر اوپر بے انصافوں کے (آگے قانون حرمات کا ذکر فرماتے ہیں)

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ احترام اشہر حرام کا مقابلہ احترام اشہر حرام کے ہے (یعنی کفار مکہ اگر اشہر حرام کا احترام کریں کہ تمہارے ساتھ اس میں قتال نہ کریں

تو تم بھی اشہر حرام کا احترام کرو کہ ان میں انکے ساتھ قتال مت کرو کیونکہ) وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ اور احترام والے اشیاء میں مماثلۃ ہے (جیسے رجل مسلم

اس کا قتل حرام ہے کیونکہ یہ محترم ہے لیکن یہ مسلم کسی اور رجل مسلم کو جس کا قتل حرام تھا قتل کرے تو قاتل کو قصاص مقتول میں قتل کیا جاوے گا کیونکہ (والحرمات

قصاص) ای احترام بمقابلہ احترام کے ہے تو ایسے (الشھر الحرام بالشھر الحرام) احترام مہینے حرام کا بمقابلہ احترام مہینے حرام کے ہے پھر ایسے ہے قانون حرم مکہ کا تو الحرم بالحرم جو حرم مکہ کا احترام کریگا کہ ہمارے ساتھ قتال نہ کرے گا حرم مکہ میں بوجہ احترام حرم کے تو ہم بھی اس کے ساتھ حرم مکہ میں بوجہ احترام حرم مکہ کے قتال نہیں کریں گے کیونکہ (والحرمات قصاص) فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پس جو شخص (ایسے حرمتوں کی رعایت نہ کرتے ہوئے) تمہارے اوپر زیادتی کرے (یعنی مہینہ حرم میں حدود حرم مکہ میں تمہارے ساتھ قتل قتال کرے تو) فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پس تم بھی اسپر زیادتی کرو جیسے اس نے تم پر زیادتی کی ہے (یعنی تم بھی مدافعۃً مہینہ حرام میں حدود حرم مکہ میں قتل قتال کرو سُمّی الجزاء باسم الاعتداء للمشاکلۃ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو (اے مسلمانو کہ قانون کے حدود میں رہنا ہے تجاوز نہیں کرنا) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹۴ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو جو قانونی تجاوزات سے بچتے رہتے ہیں

نجم الآیات بیان قوانین القتل والقتال فی الشھر الحرام وفی الحرم وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (عطف علی (قاتلوا فی سبیل اللہ) یعنی جیسے جہاد بالانفس کا حکم ہے ایسے جہاد میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال بھی خرچ کیا کرو وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں (کیونکہ جہاد میں جیسے انفس کی ضرورۃ ہوتی ہے ویسے اموال کی بھی تو گویا کہ جہاد مرکب ہے اموال اور انفس سے تو جیسے انفس کے تخلف سے دشمن قوی ہوتا ہے ویسے بخل مالی سے بھی دشمن قوی ہوتا ہے) وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۹۵ اور اچھی طرح سے نیکی کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اچھی طرح سے نیکی کرنے والوں کو (تو معلوم ہوا کہ زکوۃ کے علاوہ بھی انفاق فی سبیل اللہ بعض مواقعات میں فرض ہوتا ہے ولیکن وہ نہ موقت ہوتا ہے اور نہ اس کیلئے کوئی نصاب ہوتا ہے)

نجم الآیۃ التحذیر عن التخلف فی الجھاد والبخل فی الانفاق الواجب بعد ذکر الجھاد اللہ تعالیٰ آٹھ آیات تک حج اور عمرہ سے متعلق احکامات کو ذکر فرماتے ہیں کما قال جھاد کن حج مبرور او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ اور جبکہ احرام باندھ لو حج یا عمرہ کا تو پورا کرو احکام حج اور عمرہ کے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے (خواہ حج قران کا ہو یا تمتع کا یا افراد کا یا صرف عمرہ ہو) فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ پس اگر روک دئے جاؤ (بوجہ مرض شدید کے یا بوجہ دشمن کے تو حلالی عن الاحرام کا طریقہ یہ ہے) کہ پہلے ہدی کو ذبح کرو (یعنی اونٹ کو یا گائے بھینس کو یا بکری۔ دنبی کو) جو آسانی سے ملجائے یا جو آسان ہو (پھر سر منڈالو یا کترو الو اور ہدی کو حرم مکہ میں ذبح کرنا ہے یا وکیل کے ذریعہ حرم میں ذبح کروانا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ثم محلھا الی البیت العتیق) وقال اللہ تعالیٰ (ھدیا بالغ الکعبۃ) وقال اللہ تعالیٰ) وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور (تم احرام کھولنے کی نیت سے) اپنے سروں کو مت منڈاؤ جب تک قربانی اپنی ٹھکانے کو نہ پہنچ جائے (اور وہ حدود حرم مکہ ہیں پھر اگر احرام کی حالت میں سر منڈانے کی شدید ضرورۃ پڑ جائے تو اس کے حکم کا بیان) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ پس وہ شخص کہ تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (کہ زخم ہو یا جوئیں وغیرہ ہوں پھر وسط احرام میں سر منڈانے کی شدید ضرورۃ محسوس کرے تو سر منڈا کر فدیہ دیوے) قال اللہ تعالیٰ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ پس بدلہ (تین) روزے ہے یا خیرات ہے (چھ مسکینوں پر فی مسکین نصف صاع من بُرٍّ او صاع من شعیر او تمر) یا ایک بکری ذبح کر دینا ہے (کما جاء فی البخاری اما تجد شاۃ فقال لا قال صُم ثلاثۃ ایام او اطعم ستۃ مساکین لکل مسکین

نصف صاع من طعام واحلق رأسك وفی روایة أیؤذیك هوامك قال نعم قال فاحلق رأسك واطعم فرقا بین ستة مساکین او صم ثلثة ایام اوانسك نسیکة اخرجه المصابیح) **نجم الآیات** اتمام الحج والعمرة کا بیان۔ اور احصار کی حالت میں احرام کھولنے کا بیان اور مرض کی حالت میں حلق اور اس کے فدیہ کا بیان **فَاِذَآ اَمِنْتُمْ** پھر اگر تم امن کی حالت میں ہوں (پھر جس صورۃ میں حج قران کا ہو یا تمتع کا تو دونوں صورتوں میں قربانی شکریہ کی واجب ہے جو کہ اعلیٰ اونٹ ہے اور کم سے کم بکری یا دنبی ہے جیسا کہ فرمایا) **فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ** پس جو شخص فائدہ اٹھاوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ یعنی قارن ہو یا متمتع پس واجب ہے اسپر قربانی جو میسر ہو **فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ** پھر جو شخص بوجہ فقیری و مسکینی کے ہدی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمہ بجائے قربانی کے تین دن روزے ہیں حالت احرام میں (جو کہ کم سے کم آخری دن روزہ کا نویں تاریخ ذوالحجہ کی ہو) **وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ** اور سات روزے ہیں جبکہ واپس لوٹو (منیٰ سے گرچہ مکہ میں کیوں نہ رہو یا اپنے وطن کو لوٹ کر روزے رکھو) **تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ** یہ (تین اور سات) مکمل دس دن ہوئے (یہ میزان علی سبیل التاکید ہے یعنی (واو) (وسبعۃ) والی معنی (او) للتخییر کے نہیں ہے بلکہ بمعنی جمع کے ہے) **ذٰلِكَ** ای یہ نفع اٹھانا کہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر نفع اٹھایا (خواہ اسکی صورت قران کی ہو یا تمتع اصطلاحی کی اس کیلئے جائز ہے) **لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** جسکا گھر حدود حرم مکہ میں نہ ہو (بلکہ گرد نواح حرم کے رہنے والا ہو یعنی تمتع اور قران مکی کیلئے جائز نہیں ہے) **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں خلاف اوامر و نواہی کے نہ ہو جائے) **وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ** ۱۹۶ ع اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ خلاف قانون کے کرنے والوں کو سخت عذاب دیتے ہیں **نجم الآیة** متمتع اور قارن پر قربانی واجب ہے اور فقیری کی حالت میں دس روزے علی وجہ التفصیل واجب ہیں اور تمتع و قران آفاقی کیلئے جائز ہے مکی پر صرف حج افراد کا جائز ہے آگے فرماتے ہیں کہ حج کیلئے وقت متعین ہے بخلاف عمرہ کے کہ تمام سال اس کا وقت ہے **اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ** زمانہ احرام حج کا چند مہینے ہیں (ایک مہینہ شوال کا دوسرا مہینہ ذوالقعدہ کا تیسرا دس دن ذوالحجہ کے یعنی کوئی حاجی یکم شوال کو احرام حج کا باندھے تو باندھ سکتا ہے پھر تا دس ذوالحجہ تک محرم رہے گا) **فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ** پس جو شخص انہیں مہینوں کے کسی دن میں احرام حج کا باندھ لے تو (حالت احرام میں) **فَلَا رَفَثَ** پس اپنے بیوی سے بے حجاب نہ ہوے یعنی نہ جماع کرے اور نہ جماع کی باتیں کرے **وَلَا فُسُوْقَ** اور نہ حکم الٰہی کا عدولی کرے **وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ** اور نہ کسی قسم کا نزاع کرے احرام حج میں **وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ** اور جو نیکی کا کام کرتے ہو تم (خصوصاً احرام حج میں) جانتے ہیں اسکو اللہ تعالیٰ (یعنی جزائے خیر دیں گے تم کو) **وَتَزَوَّدُوْا** اور حج میں خرچہ کھانے وغیرہ کا ساتھ لیجایا کرو **فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى** پس تحقیق بہتر خرچہ وہی ہے جس میں گداگری سے بچتے رہو یا معنی ہے کہ حج میں آخرۃ کا زاد تیار کرو کیونکہ بہتر زاد وہ ہے جس سے آخرت میں عذاب سے بچنا ہو **وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ** ۱۹۷ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے خالص عقل رکھنے والو **نجم الآیة** حج کے آداب کا بیان اور اس کے اصلی زاد کا بیان کہ وہ تقویٰ ہے آگے فرماتے ہیں کہ احرام حج و عمرہ میں تجارۃ ممنوع نہیں کیونکہ بسا اوقات حج میں خرچہ ختم ہو جاتا ہے تو مطلقاً اجازۃ دیدیگئی ہے خواہ خرچہ ختم ہو یا نہ ہو **لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ** اور نہیں اوپر تمہارے گناہ کہ طلب کرو معاش کو بذریعہ تجارۃ کے ایام حج میں **نجم الآیة** التجارة لیست من ممنوعات الاحرام آگے اللہ تعالیٰ وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ کو ذکر فرماتے ہیں ★

Marfat.com

فائد نویں کے دن زوال سے لاکر دسویں کی صبح صادق تک وقوف عرفات کا وقت ہے اس وقت میں عرفات میں ہونا اسکا نام وقوف عرفات ہے گرچہ ایک منٹ کیلئے کیوں نہ گرچہ نیند کی حالت میں کیوں نہ تو وقوف جو فرض ہے ادا ہو جائیگا البتہ غروب نویں تک عرفات میں ہونا واجب ہے پھر دسویں کی رات مزدلفہ میں رہنا سنت ہے دسویں کی رات مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی جائیگی مع الجماعة او منفردا وقوف مشعر حرام ای مزدلفہ اسکا وقت دسویں کے صبح صادق سے لیکر طلوع شمس تک ہے اس وقت میں جتنے قدر کیوں نہ رہے بس وقوف مزدلفہ کا ہو جائیگا یہ تفصیل ہے خلاصہ اسکا اللہ تعالی فرماتے ہیں فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ ۱۹۸ پھر جب تم وقوف عرفات کا کرکے واپس لوٹو (طواف افاضۃ کیلئے جوکہ فرض ہے جسکا وقت دسویں کے دن سے شروع ہوتا ہے) تو یاد کرو اللہ تعالی کو مشعر حرام کے قریب یعنی وقوف مزدلفہ کا کرو اور ذکر اللہ کرو جیسا کہ بتلایا ہے تم کو (مثلاً نماز مغرب کی عشاء کے وقت میں مزدلفہ میں پڑھ لو یہ ذکر اللہ ایسا بتلایا ہے) اگرچہ بتلانے سے پہلے تم ناواقف تھے **نجم الآیۃ** بیان وجوب وقوف المزدلفة آگے وقوف عرفات کی فرضیت کا بیان قریش بجائے وقوف عرفات کے نویں کے دن وقوف مزدلفہ کرتے تھے اور یہاں ہی رہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے خصوصیات میں سے ہے قال اللہ تعالی ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ تم سب لوگ قریشی وغیر قریشی وہاں سے وقوف کرکے واپس آؤ جہاں سے سب لوگ واپس آتے ہیں یعنی عرفات سے (تو یہ حکم تعمیمی ہے کسی کی خصوصیت نہیں لفظ (ثم) دال علی التفاوت بین الافاضة) وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ۱۹۹ اور اللہ تعالی سے پرانی رسموں پر عمل کرنے سے توبہ کرو بے شک اللہ تعالی غفور رحیم ہے **نجم الآیۃ** بیان فرضیة وقوف العرفات ÷ آگے رسوم جاہلیت کا رد فرماتے ہیں کیونکہ کفار حج سے فارغ ہو کر منی میں جمع ہو کر اپنے آباؤ۔ اجداد کے مفاخر بیان کرتے تھے تو فرمایا فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ پھر جب تم فرائض و واجبات احکام حج سے فارغ ہو جاؤ (جوکہ نادیں کے دن وقوف عرفات کا فرض ہے اور دسویں کے طلوع صبح سے تا طلوع شمس تک وقوف مزدلفہ کا وقت ہے جوکہ واجب ہے پھر دسویں کے طلوع شمس کے بعد اولاً رمی جمرۃ العقبہ کی ہے فقط پھر قربانی کی ذبح اگر قارن یا متمتع ہو پھر حلق پھر طواف افاضۃ کا جوکہ فرض ہے پھر سعی بین الصفا والمروۃ کی اگر متمتع ہے اور اگر قارن ہے تو طواف قدوم کے بعد سعی افضل ہے پھر مکہ سے واپس آکر گیارھویں بارھویں منی میں رھکر رمی جمار ثلثہ کی واجب ہے تو ان دنوں میں) فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا پس یاد کرو اللہ تعالی کو جیسا کہ تم اپنے آباؤ۔ اجداد کا ذکر کرتے تھے بلکہ اشد ہو انکے ذکر سے (یعنی کثرۃ سے اللہ تعالی کا ذکر کرو) **نجم الآیۃ** ایام حج میں اللہ تعالی کا کثرۃ کے ساتھ ذکر کرنا ہے اور رسوم جاہلیت سے اجتناب کرنا ہے آگے طالب دنیا وطالب آخرۃ کے ادعیہ کے درمیان فرق کا بیان فرماتے ہیں فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ ۲۰۰ پس بعض لوگوں میں سے وہ ہیں (یعنی جنکا مطمح نظر صرف دنیا ہے) کہ کہتے ہیں اے رب ہمارا دے ہمکو دنیا (ای دنیا کی بہتریاں جو ہر ایک کی جدا جدا مطمح نظر ہوتی ہیں تو انکے بارے میں رب العالمین نے فرمایا) اور نہیں ہے ان کیلئے آخرۃ میں کوئی خیر کا حصہ (یہ دعا وطالبین دنیا کی ہے اور طالبین آخرۃ کی دعا کا طریقہ بتلاتے ہیں کہ دارین کی خیریت مانگتے ہیں) وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں (یعنی جنکا مطمح نظر صرف آخرۃ ہے یہ دنیا مسافر خانہ ہے) کہ اے رب ہمارا دے ہم کو دنیا میں جو ہمارے لیئے خیر ہو

Marfat.com

(یعنی جس میں ہماری بہتری ہو قتادہ نے کہا العافیۃ والرزق الکفاف اور علی المرتضی نے فرمایا المرأۃ الصالحۃ اور حسن بصری نے کہا کہ العلم والعبادۃ ابن عمر نے فرمایا الاولاد الابرار الخ) وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اور دے ہم کو آخرۃ میں وہ شیٔ جس میں ہمارے لیئے بہت بہتری ہو وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۲۰۱ اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے (انہوں نے اولاً مثبت کو ذکر کیا پھر منفی کو دعا کی یہ ترتیب زمانی ہے کہ پہلے دنیا ہے پھر آخرۃ ورنہ ترتیب رتبی کے لحاظ سے آخرۃ مقدم ہے) أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا یہ عظیم الشان ادعیہ والے خالص ان کیلئے ہے وافر حصہ اسکا جو انہوں نے کسب کیا ہے یعنی ادعیہ وعقائد صحیحہ و اعمال صالحہ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۲۰۲ النصف اور اللہ تعالی جلدی حساب کرنے والے ہیں (قیل قدر نصف نہار من ایام الدنیا وروی بمقدار فواق ناقۃ وروی بمقدار لمحۃ البصر)

نجم الآیۃ التعلیم للجمل الدعائیۃ الحسنۃ والتحذیر عن الجمل الدعائیۃ السیئۃ

آگے اللہ تعالی رمی جمار کا ذکر فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور یاد کرو اللہ تعالی کو گنتی کے چند دنوں میں (یعنی کنکریاں مارو پھر دسویں کے دن صرف جمرۃ العُقبیٰ کی رمی ہے اور اسکا وقت یوم النحر طلوع الشمس سے تا زوال تک وقت مسنون و مستحب ہے اور زوال کے بعد اسی دن تا غروب تک وقت اباحۃ کا ہے اور گیارھویں کی رات دسویں کے دن والی رمی کا وقت بغیر عذر کے مکروہ اور بالعذر غیر مکروہ ہے اور گیارھویں کے دن تین جمروں کی رمی ہے اسکا وقت اسی دن زوال کے بعد تا غروب تک وقت مسنون و مستحب ہے اور بارھویں کی رات گیارھویں کے دن والی رمی وقت اباحۃ ہے بالعذر اور وقت مکروہ ہے بغیر العذر اور اسیطرح ہے رمی بارھویں کی یعنی تیرھویں کی رات وقت رمی بارھویں کا ایسا ہے جیسا کہ بارھویں کی رات وقت رمی گیارھویں کا تھا کہ بغیر عذر بالکراہیۃ اور بالعذر بلا کراہیۃ ایسے تفصیلات فقہیہ میں ضعفاء ونساء کیلئے یسر ہے اور گیارھویں اور بارھویں کے رمی جمار کا وقت ان دنوں کی صبح صادق کے بعد تا زوال تک فوقت جواز عند البعض من الائمۃ ولکن ان دنوں کی رمی انکی راتوں میں کسی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے پھر آگے رُعَاۃ یعنی جانوروں کے چرواہوں کیلئے رمی کی جمع کی رخصت سہولتی بیان فرماتے ہیں اور یہ رخصت مریض کیلئے بھی ہے) فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى پھر جو شخص جلدی کرے دو دنوں کی رمی کو ایک ہی دفعہ میں تو اسپر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص مؤخر کرے دو دنوں کی رمی کو ایک ہی وقت میں تو اسپر کوئی گناہ نہیں یہ رخصت اس کیلئے ہے جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے یعنی جسکو عذر ہے جیسے مریض یا چرواہے لوگ (صورت تعجیل وتاخیر کی یہ ہے کہ رمی گیارھویں کو مؤخر کیا جائے بارھویں کی صبح صادق کے قدرے اول تک پھر بارھویں کی صبح صادق کے بعد بدو متصل بارھویں کی رمی کرلی جائے تو یہ صورۃ جمع ہے کہ یک بار آکر رمی کرلی حقیقۃ تو ہر دن کی رمی اپنے اپنے وقت میں ہے اور دوسری ایک اور صورۃ بھی جمع کی ہے کہ وہ جمع حقیقی ہے وہ یہ کہ دو دنوں میں سے یعنی گیارھویں یا بارھویں کے دن آکر ایک دن میں رمی کو جمع کرکے چلا جائے یہ بھی تقدم وتاخر ہے) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے (کہ اس کے حکموں میں خلاف ورزی نہیں کرنی) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۲۰۳ اور یقین کرو کہ تم اس کے طرف دوبارہ زندہ میدان قیامت میں جمع کیے جاؤ گے

نجم الآیات ذکر الاحکام العنائیۃ والتیسر فیہا والتحذیر عن المخالفۃ فی تعجیل الاحکام آگے اللہ تعالی طالب دنیا کے فسادی ونفاق کا ذکر فرماتے ہیں پھر اس کے بعد طالب آخرۃ کے بارے میں رضاجوئی کا ذکر فرماتے ہیں تو منافق کا تعلق آیت کریمہ (فمن الناس) سے ہوا اور مؤمن مخلص رضاجو الٰہی کا تعلق (ومنہم) سے ہوا فقال وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور بعض آدمیوں سے

النصف

(یعنی منافقوں میں سے) ایسا شخص ہے کہ آپکو اسکی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے بوجہ اسکی ذلاقت لسان کے یعنی طراری زبان کے مزہ دار معلوم ہوتی ہے
وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ اور وہ (اپنا اعتباری بنانے کی غرض سے) اللہ تعالی کو گواہ بناتا ہے اپنی دل کی سچائی پر وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ حالانکہ وہ
آپکی مخالفت میں شدید المخاصمۃ ہے (توجسطرح آپ کا مخالف ہے توصحابہ کا بھی ایسا مخالف ہے چنانچہ) وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا
وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵ اور جب آپکی مجلس سے بیٹھ پھیرتا ہے تو اس کوشش میں رہتا ہے کہ شہر میں کوئی فساد پھیلائے
(تاکہ امن امان شہریوں کا درہم برہم ہو جائے) اور (اس کوشش میں رہتا ہے کہ) کھیتیوں کو اور مواشی کو تلف کر کے رکھدے حالانکہ اللہ تعالی تو فساد کو مبغوض
رکھتے ہیں (تو ایسے آدمی کو بھی مبغوض رکھتے ہیں اور وہ اتنا مغرور ہے کہ) وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور جب اسکو سمجھایا جاتا
ہے کہ (فساد پھیلانے میں) اللہ تعالی سے ڈر تو اسکو غرور و کبر مزید آمادہ کرتا ہے گناہ پر یعنی نفاق و فساد پر فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶
تو ایسے شخص کیلئے کافی ہے جہنم اور وہ برا ٹھکانا ہے **نجم الآیۃ** طالب دنیا اور منافق کے علامات کا بیان کہ حضرت الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم
میں طرار زبان سے باتیں کرتا ہے یعنی گفتگو میں سوء ادب ہے اور جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے اور حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدو مبین ہے اور شہر میں فساد
پھیلانے کی کوشش میں رہتا ہے اسی طرح کھیتیوں کی اور مواشی کی تباہی میں کوشاں رہتا ہے اور اللہ تعالی کے عذاب سے نڈر رہتا ہے تو فرمایا ایسے
کی سزا جہنم کافی ہے اور اس کیلئے جہنم کے بغیر کوئی بچھونا نہیں ہے آگے اللہ تعالی مخلص مؤمنین مقربین بارگاہ الہی کا ذکر فرماتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور بعض لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اللہ تعالی کی رضا جوئی کے بدلہ اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں (یہ مقربان
بارگاہ الہی ہیں کہ بائع یہ خود ہیں اور مشتری اللہ تعالی ہیں۔ مبیع ان کی جانیں ہیں۔ ثمن رضاء الہی ہے وھذا کما قال اللہ تعالی (ان اللہ اشتری من المؤمنین
انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ) مگر اس آیت میں ثمن جنت ہے اور اوپر والی آیت میں ثمن رضاء الہی ہے وکم من فرق بینھما) وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰۷
اور اللہ تعالی ایسے اپنے خاص عباد پر خاص نظر رحمت کے ساتھ متوجہ رہتے ہیں **نجم الآیۃ** مقربان بارگاہ الہی کے اوصاف اور انکے نتائج کا بیان
آگے ذکر فرماتے ہیں کہ اسلام جو کہ مکمل نظام حیات ہے اس کے تمام شعبوں کو اپنالو خواہ از قبیلہ عقائد ہوں یا عبادات ہوں یا معاملات ہوں یا معاشیات سے
ہوں یا حکومت وسیاست سے ہوں یا صنعت اور تجارات کے قبیلہ سے ہوں الخ کسی ایک شعبہ کو ترک کرنے سے قرب الہی نصیب نہ ہوگا اور نہ تمہاری جانیں
مبیع بنینگی فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَاۗفَّةً اے ایمان والو داخل ہو جاؤ مکمل اور پورے اسلام میں کہ کوئی شعبہ بھی اسلام
کا متروک نہ ہو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ اور (اسلام کے بعض شعبوں کو چھوڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت
چلو (کہ مثلا نماز و روزہ کی پابندی تو ہو اور معاملات از قبیل تجارت وغیرہ میں اپنے آپکو شریعت سے آزاد سمجھو) بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ
ایسے کام آزادی از شریعت کے اسکی پٹی پڑھائی ہوئی ہے) فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹
پھر اگر تم نے لغزش کرلی (کہ بعض احکام شرعیہ کو تو معمول بہا بنایا اور بعض کو متروک بنا دیا) بعد اسکے کہ آچکی ہیں تمہارے پاس دلیلیں واضح (تمامی احکامات
شرعیہ پر) تو یقین کرلو کہ اللہ تعالی سزا دینے پر زبردست ہیں (اگر سزا میں تاخیر ہو تو حکمت والے ہیں **نجم الآیۃ** اسلام کے تمام شعبوں کو

Marfat.com

معمول بھا بنانے سے عذاب الٰہی سے نجات ہو گی آگے فرماتے ہیں کہ اسلام کے تمام شعبوں کو معمول بھا نہ بنانے میں عذاب الٰہی شدید دنیا میں
بھی آسکتا ہے هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ ٱللَّهُ فِى ظُلَلٍ مِّنَ ٱلْغَمَامِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ نہیں انتظار کرتے (اسلام کے شعبوں کے تارک) مگر اس
امر کی کہ آئیں انکے پاس اللہ تعالیٰ بادلوں کے پردوں میں اور فرشتے سزا دینے کیلئے وَقُضِىَ ٱلْأَمْرُ اور فیصلہ کیا جائے انکے امور کا وَإِلَى ٱللَّهِ تُرْجَعُ ع ۲۵ ۹
ٱلْأُمُورُ ﴿۲۱۰﴾ اور طرف اللہ تعالیٰ کے تمامی مقدمات رجوع کئے جائیں گے (منجملہ ان مقدمات میں سے ان کا مقدمہ بھی ہے کہ تارک شعب اسلام کی سزا دنیا
میں دی جائے) **نجم الآیۃ** التحذیر بالعذاب لتارك شعب الاسلام آگے تارکین لاہل الکتاب کا ذکر فرماتے ہیں سَلْ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ كَمْ
ءَاتَيْنَٰهُم مِّنْ ءَايَةٍۭ بَيِّنَةٍ آپ علماء بنی اسرائیل سے پوچھیں ہم نے انکے بڑوں کو کتنے واضح دلائل دئے (پھر انکے کج راہی پر انکو کیسے سزا ملی جیسے دریا
سے پار کیا اور فرعون کو غرق کر کے انکو نجاۃ دی تو حق یہ تھا کہ احسان مانتے مگر گوسالہ کی پرستش کی تو اسپر سزاء قتل کی دی کما قال اللہ تعالیٰ (فاقتلوا انفسکم
الآیۃ) وغیرہ وغیرہ من خرافاتهم) وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ اور (قانون الٰہی
یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بعد اسکے آجانیکے بدلتا ہے (یعنی اسلام کے آنے کے بعد اسکے شعبوں پر عمل نہیں کرتا حالانکہ ہر شعبہ اسلام
کا نعمۃ اللہ ہے) پس تحقیق اللہ تعالیٰ اسکو سخت عذاب کرنے والے ہیں **نجم الآیۃ** یہود کا معذب ہونا ترک نعمۃ اللہ پر یعنی مذہب برحق کے ترک پر
آگے ترک شعب مذہب حق کے دو وجہ بیان فرماتے ہیں ایک حب دنیا دوسرا حق والوں کو حقیر سمجھنا فرمایا زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا
آراستہ پیراستہ نظر آتی ہے کفار کو دنیوی معاش وَيَسْخَرُونَ مِنَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ اور (اسی وجہ سے) ایمان والوں سے مسخریاں کرتے ہیں وَٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟
فَوْقَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ حالانکہ وہ لوگ جو متقی ہیں بالاتر ہوں گے ان کفار سے دن قیامۃ کے (تو مدار فوقیت کی دنیا نہیں ہے بلکہ آخرۃ و تقویٰ ہے) وَٱللَّهُ
يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بے شمار (تو مدار فوقیت کی مالی وسعت نہیں ہے) **نجم الآیۃ**
ایمان والوں سے تمسخر اور دنیا کی طرف توجہ تام سبب للحرمان من الدین آگے فرماتے ہیں کہ حب دنیا سے آپس میں ضد اضدی پیدا ہوتی ہے اور ضد اضدی سے
اختلاف مذہبی پیدا ہوتا ہے ورنہ اس دنیا کی ہوا لگنے سے قبل كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً تھے تمامی لوگ دین برحق پر (پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کیا
حتی کہ اختلاف فی الاعتقاد والاعمال الصالحہ تک نوبت پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے رفع اختلاف کیلئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا) فَبَعَثَ ٱللَّهُ
ٱلنَّبِيِّۦنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ پھر بھیجے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام خوشخبری سنانے والے (ماننے والوں کو) اور ڈرانے والے (نہ ماننے والوں کو) قال ابوذر رض
قلت یا رسول اللہ کم وفاء عدۃ الانبیاء علیہم السلام قال مأۃ الف واربعۃ وعشرون الفا (مظهری. روح. قرطبی) والرسل منهم ثلثمأۃ وثلثۃ
عشر والمذکور فی القرآن خمسۃ وعشرون) وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ اور اتارا ان جماعت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مجموعی طور
پر کتابیں سچیں (والکتب المنزلۃ مأۃ واربعۃ فی المشهور انزل علی ادم علیہ السلام عشر صحائف وعلی شیث علیہ السلام ثلثون وعلی ادریس علیہ السلام
خمسون وعلی موسی علیہ السلام قبل التوراۃ عشرۃ وقیل علی ابرهیم علیہ السلام عشرۃ مکان آدم علیہ السلام والتوراۃ والانجیل والزبور
والفرقان (روح) ای القرآن پھر اور انبیاء علیہم السلام مأمور تھے کہ خود بھی پہلے والی کتاب پر عمل کریں اور اپنی امۃ کو بھی عمل کروائیں تو گویا کہ سب انبیاء

Marfat.com

علیہم السلام پر مجموعی طور پر کتب اتریں) لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ تاکہ فیصلہ کریں اللہ تعالی یا کتاب یا نبی لوگوں کے درمیان ان امور
اختلافیہ مذہبیہ کے بارے میں وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اور نہیں اختلاف
کیا اس کتاب میں مگر وہی لوگ جو دیئے گئے تھے کتاب کو (یعنی علماء اس کتاب کے) بعد اسکے کہ انکے پاس دلائل واضحہ پہنچ چکے تھے (کہ یہ مسائل برحق ہیں
اور یہ باطل ہیں اور اختلاف جو کیا بعد وضوح دلائل کے صرف) آپس کی ضدا ضدی کی بنا پر فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ
الْحَقِّ بِإِذْنِهِ پھر ہدایت دی اللہ تعالی نے ایمان والوں کو اس مسئلہ حق میں اپنے فضل سے جس میں کفار انکے ساتھ اختلاف کرتے تھے وَاللَّهُ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۲۱۳ اور اللہ تعالی ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ کی (وفی القرطبی معنى الآية ان الامم كذب بعضهم
كتاب بعض فهدى الله تعالى امة محمد صلى الله عليه وسلم للتصديق بجميعها) **نجم الآیۃ** حب الدنیا رأس کل خطیئۃ پھر فرماتے ہیں
کہ ضد کی بنا پر جو اختلاف کھڑا ہو جاتا تھا وہ شدید ایذا کی شکل اختیار کر لیتا تھا تو اے مسلمانو تم کو بھی ایسے قسم کے اختلاف مذہبی سے شدائد پیش آرہے ہیں تم
نے بھی ایسے صبر کا جام نوش کرنا ہے جیسے امم سابقہ کے مؤمنین نے صبر کا جام نوش کیا تھا أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ کیا گمان کرتے ہو تم کہ جنت (کے منازل عالیہ) تک پہنچ جاؤ گے (جنت کے منازل عالیہ تک پہنچنا مصائب شدیدہ میں صبر کرنے پر موقوف ہے) حالانکہ ابتک
نہیں آیا مثل حال شدید ان لوگوں کے جو گزر گئے ہیں تم سے پہلے (اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیۃ کریمہ کا نزول غزوہ خندق کے بارے میں ہوا ہے جیسا کہ
اللہ تعالی نے فرمایا ہے (وبلغت القلوب الحناجر) مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ کہ پہنچا تھا انکو شدۃ فقر اور شدۃ مرض کی وَزُلْزِلُوا اور
ڈرائے گئے دشمنوں کی طرف سے اور انکو جنبشیں ہوئیں حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ
قَرِيبٌ ۲۱۴ (بعض مفسرین کے نزدیک کلام میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی تین مصائب کا انکو سامنا ہوا حتی کہ مدد الہی کی تاخیر) پر وہ لوگ جنہوں نے انکے
ساتھ ایمان لایا تھا بول اٹھے کہ کب ہے مدد الہی تو انکے رسول نے جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں خوب سن لو کہ بیشک مدد اللہ تعالی کی قریب ہے
نجم الآیۃ مقربان بارگاہ الٰہیہ کیلئے امتحان شدید ہوتا ہے ★ پہلے ان مسائل کا ذکر تھا کہ ماسوائے دو کے انکا ذکر بغیر استفسار کے تھا
اب یہاں پر ان چھ مسائل کا قریب قریب ذکر ہے جنکا جواب اور ذکر بعد الاستفسار نازل ہوا نیز اس سے قبل فرمایا (وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا
بایدیکم الی التھلکۃ) یہاں پر علاوہ جہاد کے انفاق کے مصرف کا بیان پھر صحابہ کرام نے ایک مقدار انفاق کا سوال کیا تھا اور دوسرا مصرف کا تو پہلے
مصرف کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ اہم ہے پھر مقدار کا کہ (قل العفو) قال ابن عباس كان عمرو بن الجموح شيخا كبيرا ذا مال كثير فقال يا رسول الله بماذا
نتصدق وعلى من ننفق فنزلت يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ فرما دیجئے کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال حلال سے سو ماں باپ کیلئے اور قرابت والوں کیلئے
اور یتیموں کیلئے اور محتاجوں کیلئے اور مسافروں کیلئے وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۲۱۵ اور تم جو بھلائی کا کام کرو گے (خواہ
عبادۃ مالی ہو یا بدنی یا قلبی) پس تحقیق اللہ تعالی ساتھ اس کے خوب جاننے والے ہیں (پھر تم کو اس پر جزا خیر دیں گے) **نجم الآیۃ** عبادۃ مالی کے

Marfat.com

مصرف کا بیان اس سے قبل فرمایا (وقاتلوهم حتی لاتکون فتنة) پھر فرمایا (وانفقوا فی سبیل الله) پہلے قتال کا حکم تھا بعد میں انفاق کا حکم ہوا یہاں پر پہلے انفاق کا بیان ہے بعد میں قتال کا بیان ہے لیکن یہ تکرار نہیں کیونکہ قتال کی فرضیت کے بعد فرماتے ہیں (یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه) اور فرماتے ہیں (ولایزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم) یعنی فرضیت کے بہت سے وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مبتدی بالقتال کفار ہیں اور انکا وجہ قتال کا تمہارا مرتد کرنا ہے تو اب ایسے لوگوں کے ساتھ قتال فرض ہے علاوہ ازاں جہاد طبعاً شاق ہے تو (هو خیر لکم) فرما کر طبیعت پر نرم کر دیا گیا ہے تو عدم تکرار کا وجہ مزید معلوم ہو گیا فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ فرض کیا گیا ہے تم پر قتال بالکفار حالانکہ وہ شاق ہے تم پر (ای طبعاً گران ہے وهو فرض عين اذا دخلوا بلادنا وفرض كفاية ان كانوا ببلادهم (ر دح) وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ شاید ایک شیئ کو تم شاق سمجھو اور گران حالانکہ وہ بہتر ہو تمہارے لیئے وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور شاید ایک شیئ کو تم پسند کرو (جیسے تخلف عن الجهاد) حالانکہ وہ تمہارے لیئے باعتبار نتیجہ کے بُری ہو وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ ۲۱۶ ع اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں (خیرکم و شرکم) اور تم نہیں جانتے ہو

نظم الآیة بیان حقائق القتال پہلے تھا (الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص) اب ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ (تو فلا تکرار — نزول کے لحاظ سے یوں واقعہ ہوا کہ ایک سفر میں صحابہ کرام کا کفار سے مقابلہ ہو گیا ایک کافر صحابہ کے ہاتھ مارا گیا اور صحابہ نے اسی دن کو تیس جمادی الاخری سمجھا تھا حالانکہ یکم رجب تھا جو کہ اشہر حرام سے ہے اسپر کافروں نے بڑے اعتراضات کیئے اور خود صحابہ کرام نے بھی عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پوچھتے ہیں آپ سے مہینے حرام میں قتال کے بارے میں قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ فرما دیجئے کہ اس میں عمداً قتال کرنا جرم عظیم ہے (تو اس سے مسلمانوں کا یہ قتل خارج ہو گیا کیونکہ انہوں نے مہینہ حرام کا سمجھکر قتال نہیں کیا تھا یہ حقیقی جواب ہے آگے الزامی جواب ذکر فرماتے ہیں کہ کفار کتنے جرائم کے مرتکب ہیں ادھر انکی نظر تک نہیں ہے اب بڑے جرائم کا ذکر ہے) وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور روکنا اللہ تعالیٰ کے راستہ سے یعنی اسلام سے وَكُفْرٌ بِهِ اور کفر کرنا ساتھ اللہ تعالیٰ کے وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور روکنا مسجد حرام سے کما قال اللہ تعالیٰ (ومن اظلم ممن منع مسٰجد الله ان يذكر فيها اسمه) وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ اور نکالنا مسجد حرام سے اس کے اہل کو (جیسے کہ کفار مکہ نے صحابہ کرام کو بہت ایذؤں کے ذریعہ صحابہ کرام کو ہجرة پر مجبور کر دیا) أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ یہ بڑے جرائم ہیں عند اللہ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ اور مسلمانوں کو ایسا مفتون و معذب کرنا (کہ پھر کفر کو اختیار کریں) یہ بہت بڑا ہے (ایسے ایک کافر کے قتل سے (جو خطاً مقتول ہو گیا ہے آگے فرماتے ہیں کہ کافروں کا ایسا فتنہ مسلمانوں کے حق میں کہ انکو ایذاء دیتے رہیں گے تا نکہ مسلمان مرتد ہو جائیں ہمیشہ کیلئے رہیگا کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا اور یہی کفار ہمیشہ رہیں گے کہ لڑتے رہیں گے تمہارے ساتھ یہاں تک پھیر دیں تم کو تمہارے دین اسلام سے اگر طاقت رکھیں بالفرض آگے تخویف عن الارتداد کو ذکر فرماتے ہیں وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ۲۱۷ اور جو شخص تم میں سے اپنے دین اسلام سے پھر جائے گا پھر مر جائے گا حالانکہ وہ کافر اور مرتد رہا پس ایسے لوگوں کے اعمال حسنہ (جو اسلام کی حالت میں کیئے تھے)

Marfat.com

دنیا اور آخرۃ میں حبط ہوگئے اور وہی لوگ اصحاب النار ہیں وہی نار میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے (یہ آیت حبط اعمال حسنہ میں ایسے ہے جیسے اعمال سیئہ میں کفارہ والی آیت ہے (ان الحسنات یذھبن السیأت) **نجم الآیۃ** التحذیر عن الارتداد والقتل خطأً فی الشھر الحرام غیر مفض الی حرمان ثواب الجھاد کما قال اللہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۲۱۸ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرۃ کی اور جہاد کیا اللہ تعالی کی راہ میں (گرچہ خطأً شہر حرام میں بھی کسی کافر کو قتل کیا) یہی لوگ رحمت الٰہیہ کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالی ایسی غلطی کو جو خطأً ہوگئی تھی معاف کردیں گے کیونکہ تم پر رحمت والے ہیں **نجم الآیۃ** ایمان اور ہجرۃ اور جہاد کے فضائل کا بیان ہے آگے بیان فرماتے ہیں کہ چونکہ جہاد میں تیزی عقل کی ضرورۃ ہوتی ہے اور انفاق مال کی بھی تو صحابہ کرام نے شراب کے بارے میں پوچھا کہ یہ عقل کو زائل کرنے والا ہے اور قمار یعنی جوئے کے بارے میں بھی پوچھا کہ یہ مال کو ضائع کرنے والا ہے کما قال اللہ تعالی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ پوچھتے ہیں آپ سے شراب کے بارے میں اور جوئے کے بارے میں (قال الواحدی نزلت فی عمر بن الخطاب ومعاذ بن جبل ونفر من الانصار أتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا افتنا فی الخمر والمیسر فانھما مذھبۃ للعقل و مھلکۃ للمال فانزل اللہ تعالی ھذہ الأیۃ ثم ھذہ الأیۃ اول ما نزل فی امر الخمر ثم بعدہ (ولا تقربوا الصلوۃ وانتم سکارٰی) ثم قولہ تعالی (انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر الی فھل انتم منتھون) ثم قولہ تعالی (انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ) قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ فرما دیجئے کہ ان دونوں کے استعمال میں بڑا گناہ ہے وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فوائد بھی ہیں لوگوں کیلئے وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا اور ان دونوں کے استعمال میں گناہ بہت بڑا ہے انکے فوائد سے (تو مضرۃ سے بچنے کیلئے نفع چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ دفع الضرر اولی من جلب النفع) **نجم الآیۃ** الاجتناب عن العمل السیئ الذی ھو مانع عن الجھاد والانفاق فی سبیل اللہ وھو الخمر والمیسر وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ عطف علی (یسئلونک) اور سوال کرتے ہیں آپ سے کتنے قدر خرچ کریں قُلِ الْعَفْوَ فرما دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ۝ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اسی طرح بیان فرماتے ہیں اللہ تعالی تمہارے فائدہ کیلئے احکامات کو تاکہ تم فکر کیا کرو دنیا اور آخرۃ کے امور میں (تاکہ دارین کی بھلائی کو پاؤ اور مضرات دارین سے بچو) **نجم الآیۃ** احکامات الٰہیہ میں دارین کی مصلحت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور انفاق میں اعتدال سے تجاوز نہ ہو قال قتادۃ بعد کتاب القتال الذی ھو سنام الاسلام حذّر اللہ تعالی عن الخمر الذی ھو رأس کل خطیئۃ ثم بعد ذٰلک حذّر اللہ تعالی عن اکل مال الیتیم الذی قال اللہ تعالی فی حقہ (ان الذین یأکلون اموال الیتٰمی ظلما انما یأکلون فی بطونھم نارا) یعنی انفاق کے مقابلہ میں اکل مال یتیم کو ذکر فرمایا کہ پہلا محمود ہے اور دوسرا مذموم ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی عطف علی ما قبلہ من نظیرہ اور پوچھتے ہیں آپ سے یتیم بچوں کے (خرچ روز مرہ کے) بارے میں (کہ علیحدہ رکھیں یا اپنے خرچ کے ساتھ مخلوط رکھیں) قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ فرما دیجئے انکے کام کو بہتر بنانا بہتر ہے (اگر خرچ علیحدہ رکھنے میں انکی بہتری ہو تو یہ اچھا ہے وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ اور اگر انکے خرچ نان نفقہ کو اپنے خرچ نان نفقہ کے ساتھ ملانے میں بہتری ہے

Marfat.com

فَاِخْوَانُكُمْ پھر وہ تمہاری بھائی فی الدین ہیں (تو بھائی بھائی خرچہ روزمرہ میں مختلط رہتے ہیں اور اختلاط سے مقصد ان کے مال کا ناحق کھانا نہ ہو) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں مفسد کو مصلح سے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو تم کو مشقت میں ڈالتا (اے اولیاء کہ ہر صورۃ میں گرچہ خلط سے مقصد اصلاح کیوں نہ ہو خلط نہیں کر سکتے ہو اور نہایت احتیاط سے خرچ کرو) اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۲۰ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (قانون میں سختی کرتے تو کر سکتے تھے مگر نرمی کر لی کیونکہ) حکمت والے ہیں **نجم الآیۃ**

یتیم کا مال جو روزمرہ کے استعمال میں ہو جیسے نان نفقہ اس کے قانون اختلاط اصلاحی کا بیان چونکہ پیچھے جہاد کا ذکر تھا اور جہاد میں باندھیاں ملک میں آتے ہیں حالانکہ وہ اسلام کو قبول نہیں کرتے تو ان سے نکاح کرنے کے احکامات کو ذکر فرماتے ہیں پھر مطلق کافر اور کافرہ سے نکاح کرنیکا حکم فرمایا۔ فرمایا

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اے مسلمانو مت نکاح کرو کافرہ عورتوں کے ساتھ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں (وقيل هذه الآية منسوخة في حق الكتابيات بقوله تعالى (والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم) وهن مشركات حيث تعبدون عزيرا ومسيحا عليهما السلام وذكر ابن المنذر جواز نكاح الكتابيات عن عمر بن الخطاب (قرطبی) وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ اور البتہ مسلمان عورت گرچہ باندھی کیوں نہ ہو بہتر ہے کافر عورت سے گرچہ وہ آزاد کیوں نہ ہو گرچہ اچھی کیوں نہ لگے وہ کافرہ عورۃ (باعتبار مال کے اور جمال کے) وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور اے اولیاء نہ نکاح کر دو مومنات کا یعنی منع کر دو مومنات کو کہ نکاح کریں مشرکین کے ساتھ خواہ کتابی کیوں نہ ہو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوں وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اور مسلمان مرد گرچہ غلام کیوں نہ ہو بہتر ہے کافر مرد سے گرچہ کافر مرد تم کو اچھا کیوں نہ معلوم ہو (باعتبار مال کے اور حسن کے) اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ یہ کافر و کافرات دعوت دیتے ہیں طرف نار کے (کہ باعتبار ازدواجی تعلقات کے ہر ایک ان میں سے محرک رہیگا دوسرے کیلئے ارتداد کا) وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتے ہیں ساتھ توفیق اپنی سے وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۲۱ ع اور بیان فرماتے ہیں اپنے احکام لوگوں کے نفع کیلئے تاکہ یاد رکھیں **نجم الآیۃ** بیان النهی عن النكاح بالمشركين والمشركات

ع ۲۷

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ اور پوچھتے ہیں آپ سے حالت حیض میں بیوی سے قربت کرنے کو قُلْ هُوَ اَذًى فرما دیجئے کہ وہ حیض گندگی ہے (پہلے بیان تھا کہ کفر کی گندگی کی حالت میں نکاح جائز نہیں ہے اب بیان ہے کہ حیض کی گندگی کی حالت میں قربت جائز نہیں وقال مجاهد كانوا يتجنبون في الحيض ويأتونهن في ادبارهن مدة زمن الحيض فنزلت هذه الآية) فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ تو حالت حیض میں عورتوں کے ساتھ صحبت و قربت سے علیحدہ رہو یعنی مجامعت مت کرو (آگے مبادی قریب مجامعت سے منع فرماتے ہیں وہ زانو سے اوپر اور ناف سے نیچے بغیر کپڑے کے مباشرۃ کا نام ہے مگر قربت والی جگہ سے بچے) وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور اس حالت میں عورتوں کے ساتھ مباشرۃ (قریبی بھی) نہ کرو تاکہ وہ پاک ہو جائیں (یعنی دس دن پر پاک ہوں) فَاِذَا تَطَهَّرْنَ پھر جب خوب پاک ہو جائیں (یعنی دس دن کے اندر حیض رک جائے اور عورتیں غسل بھی کر لیں) فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تو قربت کر سکتے ہو جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے یعنی قبل میں نہ دبر میں یعنی آگے میں نہ پیچھے میں اِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ بیشک اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں اسکی طرف رجوع کرنے والوں کو یعنی احکام کے ماننے والوں کو وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ ۲۲۲ اور پسند فرماتے ہیں پاک رہنے والوں کو (کہ حالت حیض میں قربت سے دور رہنا یہ بھی پاک رہنا ہے) نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (یہ قربت سے منع وقتی طور پر ہے ورنہ) عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ سو آسکتے ہو اپنی کھیتی میں جس کیفیت سے چاہو (علماء نے کہا ہے کہ (انّٰى) مشترک ہے درمیان (اين) کے یعنی مکان اور (متی) کے یعنی زمان کے اور (کیف) کے پھر یہاں پر بمعنی (این) کے جائز نہیں یعنی تعمیم مکانی جائز نہیں ہے کیونکہ قُبُل موضع حرث ہے نہ دُبُر کہ وہ تو موضع فرث ہے تو معنی ہوگا کہ آسکتے ہو قبل میں جس زمانے میں چاہو خواہ دن ہو یا رات ہو اور جس کیفیت سے چاہو خاہ مقبلات ہوں یا مدبرات ہوں یا مستلقیات ہوں) وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ اور اپنے سامنے اپنی نفسوں کا فائدہ اخروی ملحوظ رکھو (کہ مقصد جماع سے محض شہوت رانی نہ ہو بلکہ کسر شہوت اور طلب ولد صالح ہو) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو (کہ اس کے احکام کی تعمیل کرتے رہو) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور جان رکھو کہ تحقیق تم اس سے ملنے والے ہو (تو تعمیل احکام میں اخروی فائدہ ہے) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۲۲۳ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنادو احکام کے ماننے والوں کو **نجم الآیۃ** بیان النھی عن المجامعت فی حالۃ الحیض والارتباط بین النجمین ظاهر (بسا اوقات مرد اپنی بیوی کو حالت حیض میں دیکھ کر بہت متنفر ہو کر قسم اٹھا لیتا ہے کہ میں اس سے معاشرہ بالمعروف نہ کروں گا تو فرمایا قسم میں حانث ہو کر (وعاشروھن بالمعروف) پر عمل کرو اور قسم کا کفارہ ادا کرلو یہی حکم ہے تمام اعمال حسنہ کا اور اخلاق حسنہ کا کہ انکے نہ کرنے پر قسم اٹھائی جائے تو حانث ہو کر کفارہ ادا کر دیا جائے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعبد الرحمن بن سمرۃ اذا حلفت علی یمین فرایت غیرھا خیرا منها فأت الذی ھو خیر وکفّر عن یمینك ، فرمایا) وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ اور نہ بناؤ حلف باللہ کو سبب رکاوٹ کا اچھے سلوک کرنے سے اور تقوی سے اور اصلاح بین الناس سے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۲۲۴ اور اللہ تعالی سننے والے ہیں تمہارے قسموں کو اور تمہارے نیات کو جاننے والے ہیں لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ نہیں مؤاخذہ کریں گے تم سے اللہ تعالی آخرۃ میں اوپر قسم لغو کے (یعنی قصداً جھوٹ نہ بولا گیا ہو جس پر قسم بھی اٹھالی) واللغو ان تحلف علی الشیئ تری انه کذلك ولیس کذلك وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ اور لیکن مؤاخذہ کریں گے تم سے آخرۃ میں اس جھوٹی قسم پر جس میں تمہارے دلوں نے جھوٹ بولنے پر عمداً ارادہ کیا ہو (اس قسم کا نام فقہ میں قسم غموس ہے اور سورۃ مائدہ میں فرمایا (ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان) اس میں قسم منعقدہ کا بیان ہے جس میں مؤاخذہ سے مراد مؤاخذہ فی الدنیا ہے یعنی کفارہ قسم کا) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ۲۲۵ اور اللہ تعالی بخشنے والے ہیں (قسم لغو کو) اور تحمل کرنے والے ہیں (کہ قسم غموس کا مؤاخذہ آخرۃ تک مؤخر کرلیا ہے) **نجم الآیۃ**

المذمۃ للحلاف المھین آگے اللہ تعالی ایک صورۃ جزوی بیوی کے ساتھ ترک مجامعت پر جو ترک معاشرہ بالمعروف کی ایک صورۃ یہ بھی ہے جو قسم اٹھائے اس کا حکم بیان فرماتے ہیں لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وہ لوگ جو قسم اٹھاتے ہیں اپنے بیویوں کے پاس نہ جانے کو ان کیلئے مہلت ہے چار مہینے کی (یعنی جو لوگ بلا قید مدت یا چار ماہ یا زائد مدت کیلئے قسم اٹھاتے ہیں تو وہ لوگ چار ماہ کے اندر اپنی قسم کو توڑ کر قربت کرلیں

Marfat.com

تو نکاح باقی رہے گا یہ مطلب ہے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۲۶ کا پس اگر باہم میاں بیوی ملجائیں تو اللہ اس گناہ کو (قسم منعقدہ
سے) معاف فرمادیں گے (اور پھر بیوی کے حقوق ادا کرنے پر) رحم فرمانے والے ہیں وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۲۷
اور اگر اس قسم سے پختہ ارادہ کرلیا ہے چھوڑ دینے کا (تو چار ماہ تک قربت نہ کرنے سے طلاق واقع ہوجائیگی) (فان اللہ سمیع علیم) پس اللہ
تعالیٰ انکی قسم کو سننے والے ہیں نیات کو جاننے والے ہیں (تو جو حکم صادر فرمایا ہے نہایت ہی انسب ہے) **نجم الآیۃ** ایلاء کا بیان آگے بیان فرماتے ہیں
مدت عدۃ کو کیونکہ بسا اوقات ایلاء سے طلاق واقع ہوجاتی ہے وَالْمُطَلَّقٰتُ اور وہ عورتیں جنکو طلاق رجعی مل چکی ہو صاحب حیض ہوں مدخول بھا
ہوں۔ حرائر ہوں اور حاملہ بھی نہ ہوں يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ انتظار میں رکھیں اپنے آپکو تین حیض تک (یعنی کسی سے نکاح نہ کریں
تاانقضاء عدۃ تک) وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اور نہیں حلال انہیں کہ پوشیدہ رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے انکے رحموں
میں پیدا فرمایا ہو (حمل ہو یا حیض تاکہ عدۃ متعین ہوسکے کہ حمل ہے تو عدۃ وضع حمل سے ختم ہوگی اگر صاحب حیض ہے تو تین حیضوں سے عدۃ ختم ہوگی)
اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر وہ عورتیں یقین رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرۃ پر (کہ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ رحم میں جو کچھ ہے ظاہر
کردیں ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سخت سزادیں گے) وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا اور وہ عورتیں جنکو
طلاق رجعی ملی ہو انکے خاوند بلا تجدید نکاح کے حق میں ساتھ رجعت کے (مگر عدۃ کے اندر) اگر رجعت سے ارادہ اصلاح بین الزوجین کا ہو وَلَهُنَّ
مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کا بھی خاوندوں پر حق ازدواجی ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر حق ازدواجی ہے قاعدہ شریعت کے
مطابق بنابریں قید لگائی ہے (ان ارادوا اصلاحا) کما قال اللہ تعالیٰ (وعاشروھن بالمعروف) وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور
مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے (تو مردوں کے حقوق کی نوعیت کو مقام عالی حاصل ہے) وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۲۸ ع اور اللہ تعالیٰ زبردست حاکم ع ۲۸ ۱۲
ہیں (وہ ہر نوعیت کے حکم دے سکتا ہے) تدبیر والا ہے **نجم الآیۃ** بیان عدۃ المطلقات الرجعیۃ وجواز الرجوع فی العدۃ آگے
بیان ہے کہ کتنے عدد تک طلاق دو تو رجعت کا خاوند کو اختیار رہے وہ دو تک ہے فرمایا اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ طلاق رجعی ہے دو بار تک پھر آگے
خاوند کو دو اختیار ہیں فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ پھر رجوع کرکے عورۃ کو تحت قوانین شرعیہ کے رکھ لے کہ اس کے
پورے حقوق ادا کرے یا عدۃ پوری ہونے دے پھر اچھی طریقہ سے اس کو چھوڑ دے (ثم الامساك بعد التطليقتين ثابت اجماعا یہ حکم
تب ہے جبکہ زوجین حرین ہوں اور اگر دونوں باندھے ہیں تو دو طلاقوں کے بعد رجعۃ نہیں ہے بالاتفاق) **نجم الآیۃ** الاجازۃ
للرجعۃ فی التطلیقتین آگے خاوند کو تطلیق پر ادب آموزی فرماتے ہیں کہ طلاق پر جو تم نے عورتوں کو مہور دے ہیں واپس نہیں
لینے وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اور تمہیں حلال نہیں ہے کہ بیویوں کو طلاق دیتے وقت لے لو ان سے کچھ
بھی اس سے جو تم نے انکو مہور دئے تھے (ہاں ایک صورۃ میں حلال ہے تم کو لینا اور بیویوں کو دینا جسکو خلع کہتے ہیں کہ جسوقت تمہارے
ان میاں بیوی کے تعلقات ازدواجی بگڑ چکے ہوں وہ دونوں بھی سمجھتے ہوں کہ تعلقات کا صحیح ہونا مشکل ہے اور ان دونوں کے متولی

Marfat.com

بھی ایسے سمجھتے ہوں) فرمایا اِلَّآ اَنۡ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ہاں مگر اسوقت خلع علی المهور جائز ہے جبوقت زوج اور زوجہ دونوں

سمجھتے ہیں کہ اب ہم دونوں ایک دوسرے کے حقوق ازدواجی شرعی ادا نہ کرسکیں گے فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ

عَلَیۡهِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ پھر تم بھی اے اولیاء یہ سمجھتے ہو کہ زوج اور زوجہ اللہ تعالیٰ کے حقوق مقرر کردہ ادا نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی

گناہ نہیں کہ عورۃ بدلہ دیکر چھوٹ جاوے اور مرد بھی فدیہ لے لےوے **نجم الآیۃ** خلع کے جواز کی صورۃ کا بیان تِلۡكَ حُدُوۡدُ

اللّٰهِ یہ اے (الطلاق مرتان) سے تایہاں تک قوانین الٰہیہ ہیں فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا تو ان قوانین سے باہر نہ نکلنا وَمَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝۲۲۹ اور جو شخص قوانین الٰہیہ پر عمل نہیں کرتا تو ایسے لوگ اپنا ہی نقصان کرنے والے ہیں (کہ آخرۃ کا گناہ اپنے سر پر

رکھا تو اپنے اوپر ظلم کیا) **نجم الآیۃ** قوانین ازدواجی وتفریقی پر عمل فرض ہے فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡكِحَ زَوۡجًا

غَیۡرَهٗ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡهِمَآ اَنۡ یَّتَرَاجَعَآ اِنۡ ظَنَّآ اَنۡ یُّقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ پھر اگر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دیدے تو

یہی عورۃ تین طلاقوں کے بعد خاوند اول کیلئے جدید نکاح کے ساتھ بھی حلال نہیں ہے جب تک یہ عورۃ عدۃ گزرنے کے بعد دوسرے کسی شخص سے نکاح

کرے اور وہ دوسرا زوج اس کے ساتھ مجامعت بھی کرے پھر یہ دوسرا خاوند اس عورۃ کو طلاق دیوے اور عدۃ گزرے تو پھر پہلے خاوند اور اس عورۃ

پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ جدید نکاح کے ساتھ آپس میں ازدواجی حقوق بحال کرلیں اگر یقین کریں کہ آپس کے ایک دوسرے پر جو حقوق شرعیہ ہیں ادا کرتے

رہیں گے وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۝۲۳۰ اور یہی تین طلاقوں والے اللہ تعالیٰ کے سخت قوانین ہیں بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ اس

قوم کے فائدہ کیلئے جنکو علمی مقام حاصل ہے **نجم الآیۃ** نفوذ الطلقات الثلث ثم ان العلماء اجمعوا علی ان من قال لامرأته انت طالق

ثلثا یقع ثلاثا بالاجماع کما جاء فی الصحیحین من حدیث سهل بن سعد ان عویمر العجلی لاعن امرأته فلما فرغا قال عویمر کذبت علیها یا رسول

اللّٰه ان امسکتها فطلقها ثلاثا ای دفعة کما جاء فی لفظ فهی طالق ثلاثا ولم ینکر علیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وفی تهذیب سنن ابی داؤد

طبع مصر ص ۱۲۹ ج ۳ فی حدیث عویمر العجلانی فی اللعان امضی طلاقه الثلاث ولم یردہ صلی اللّٰه علیه وسلم وفی ابن ماجة ص ۳۰۶ ج ۱ عن عامر

الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثینی عن طلاقك قالت طلقنی زوجی ثلاثا وهو خارج الی الیمن فاجاز ذالك رسول اللّٰه صلی اللّٰه

علیه وسلم وعن محمد بن مخلد الی ان قال سمعت معاذ بن جبل قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول یا معاذ من طلق للبدعة

واحدة او اثنتین او ثلاثا الزمناه (دار قطنی ص ۴۲۳-۴۲۲ ج ۱ اغاثة اللهفان ص ۳۵۵ وعن عبادة بن الصامت ان اباه طلق امرأته الف

تطلیقة فانطلق عبادة فسئله صلی اللّٰه علیه وسلم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بانت بثلاث فی معصیة اللّٰه تعالی وبقی تسعمأة

وسبع وتسعون عدوانا وظلما ان شاء عذبه وان شاء غفرله * مصنف عبد الرزاق ص ۳۹۳ ج ۶ وفتح القدیر ص ۳۳۰ ج ۳ وکان عمر بن الخطاب

اذا اتی برجل طلق امرأته الفا فقال له عمر اطلقت فقال انما کنت العب فعلاه عمر بالدرة وقال انما یکفیك من ذلك ثلاث (محلی ابن حزم

ص ۱۷۳ ج ۱۰ سنن بیهقی ص ۳۳۷ ج ۷ زاد المعاد ص ۲۵۹ ج ۲ بحواله عبد الرزاق مصنف ابن ابی شیبة ص ۱۲ ج ۵ وروی وکیع عن معاویة بن

Marfat.com

ابی یحییٰ انہ قال جاء رجل الی عثمان بن عفان فقال طلقتُ امرأتی الفا فقال بانت منک بثلاث (محلّی ابن حزم ص ۱۴۲ ج ۱۰ زاد المعاد بحوالہ عبد الرزاق ص ۲۵۹ ج ۲ فتح القدیر ص ۳۳۰ ج ۳ وروی وکیع عن خبیب بن ابی ثابت قال جآء رجل الی علیؓ بن ابی طالب قال انی طلقت امرأتی الفا فقال لہ علیؓ بانت منک بثلاث (سنن بیہقی ص ۳۳۵ ج ۷ زاد المعاد ص ۲۵۹ ج ۲ محلّی ابن حزم ص ۱۴۲ ج ۱۰ مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۳ ج ۵ فتح القدیر ص ۳۳۰ ج ۳ طحاوی شریف ص ۳۰ ج ۲) وحکی ابن عبد البرؒ الاجماع قائلا ان خلافہ لا یلتفت الیہ (زرقانی شرح مؤطا) وقال طاؤس وبعض اہل الظاہر لا یقع بذلک الا واحدۃ لما روی فی صحیح المسلم ان ابا الصہباء قال لابن عباس الم تعلم ان الثلاث کانت تجعل واحدۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ فقال ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لہم اناءۃ ای تاخیر فلو مضیناہ علیہم فامضاہ علیہم والجواب علیہم بان فتویٰ ابن عباس علی خلاف ذلک کما جاء فی مؤطاء مالک بلغہ ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مأۃ تطلیقۃ فماذا تری فقال ابن عباس طلقت منک ثلاثا وسبع وتسعون اتخذت بآیات اللہ ہزوًا علا ان مطلب کلام ابن عباس بان قال الرجل لزوجتہ انت طالق - انت طالق - انت طالق ففیہ احتمالان التاکید للاوّل او التجدید فالزمن الاول کانت متبرکۃ یصدّق نیۃ التاکید والزمن الاخیر لیست مثل الاول فلذا قال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لہم فیہ اناءۃ ای مہلۃ فلو مضیناہ علیہم فامضاہ علیہم یعنی عمر بن الخطاب الزمہم ثلاثا لما علم من قصدہم التجدید والعدد اولا الاحتیاط والصحابۃ رضؓ کانت موجودۃ فی ہذا الخطاب لعمرؓ بن الخطاب فلم ینکر علیہ منکر ولم یدفعہ دافع (شرح معانی الآثار ص ۲۹ ج ۲ ثم واقعۃ الرکانۃ کما فی البیہقی بان رکانۃ بن عبد یزید طلق امرأتہ البتۃ فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک فقال واللہ ما اردتُ الا واحدۃً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اردتَ الا واحدۃ فقال رکانۃ واللہ ما اردتُ بہا الا واحدۃً فردّہا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالذی صحّ من حدیث رکانۃ انہ طلّق امرأتہ البتۃ لا ثلاثا دفعۃ فالمعتبر فیہ النیۃ اذا کانت فیہ نیۃ الرکانۃ واحدۃ فوقعت واحدۃ وان کانت النیۃ ثلاثا فتقع ثلاثا فصدّق الرکانۃ علی نیۃ الواحدۃ بالیمین فعلی ہذا صرّح النووی علی مسلم ص ۲۷۴ ج ۲ فقال ہذا دلیل علی انہ لو اراد الثلث لوقعن والا فلم یکن لتحلیفہ معنیً وقال ابن العربی فی کتاب الناسخ والمنسوخ ونقلہ ابن القیم فی تہذیب السنن قال اللہ تعالیٰ (الطلاق مرّتان) زلّ قوم فی آخر الزمان فقالوا ان الطلاق الثلاث فی کلمۃ واحدۃ لا یلزم وجعلوہ واحدۃ ونسبوہ الی السلف الاول فحکوہ عن علیؓ والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وابن مسعود وابن عباس وعزوہ الی الحجاج بن ارطاۃ الضعیف المعتزلۃ والمغموز المرتبۃ ورووا فی ذلک حدیثا لیس لہ اصل الی ان قال وما نسبوہ الی الصحابۃ کذب بحت لا اصل لہ فی کتاب ولا روایۃ لہ عن احد الی ان قال واما حدیث الحجاج بن ارطاۃ فغیر مقبول فی الملّۃ ولا عند احد من الائمۃ اھ (تہذیب) وعن سعید المقبری قال جاء رجل الی عبد اللہ بن عمرو وانا عندہ فقال یا ابا عبد الرحمٰن انہ طلّق امرأتہ مأۃ مرّۃ قال بانت منک بثلاث وسبعۃ وتسعون یحاسبک اللہ بہا یوم القیامۃ (مصنف عبد الرزاق ص ۱۳ ج ۵) عن مالک

Marfat.com

انه بلغه ان رجلا جاء الى عبد الله بن مسعود فقال انی طلقتُ امرأتی بمائتی تطلیقات فقال ابن مسعود فماذا قیل لك قال قیل لی انها قد بانت منی فقال ابن مسعود صدقوا الخ (مؤطا امام مالك ص۱۹۹) والكتاب والسنة واجماع السلف الصالحین توجب ایقاع الثلاث معا وان كان معصیة (احكام القرآن للجصاص ج۱ ص۴۵۹ وفی المظهری ج۱ ص۳۰۰ لكنهم اجمعوا علی انه من قال لامرأته انت طالق ثلاثا یقع ثلاثا بالاجماع (تفسیر مظهری ج۱ ص۳۰۰) ومذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم الاوزاعی والنخعی والثوری وابوحنیفة واصحابه ومالك واصحابه والشافعی واصحابه واسحاق وابو ثور وابو عبید وآخرون كثیرون علی ان من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه یأثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة والجماعة انما تعلق به اهل البدعة ولا یلتفت الیه لشذوذه عن الجماعة (عینی ج۹ ص۵۳۷) وقال اهل العلم اذا طلق ثلثا فقد حرمت علیه (بخاری ج۲ ص۷۹۲) قال ابن قدامة وان طلق ثلثا بكلمة واحدة وقع الثلاث وحرمت علیه حتی تنكح زوجا غیره ولا فرق بین قبل الدخول وبعده روی ذلك عن ابن عباس وابی هریرة وابن عمرو وعبد الله بن عمرو ابن مسعود وانس وهو قول اكثر اهل العلم من التابعین والائمة بعدهم (المغنی لابن قدامة ج۷ ص۱۰۴) وفی البحر ولا حاجة الی الاشتغال بالادلة علی رد قول من انكر وقوع الثلاث جملة لانه مخالف للاجماع كما حكاه فی المعراج ولذا قالوا لو حكم حاكم بان الثلاث بفم واحد واحدة لم ینفذ حكمه لانه خلاف لا اختلاف فیه (بحر الرائق ج۳ ص۲۳۹) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع الثلاث (شامی ج۲ ص۵۷۲) وفی شرح الوقایة وعندنا الثلاث دفعة سُنّی الوقوع ای وقوعها مذهب اهل السنة والجماعة (شرح وقایة ج۲ ص۷۰ قال القرطبی قال علماءنا واتفق ائمة الفتوی علی لزوم ایقاع الطلاق الثلاث بكلمة واحدة وهو قول جمهور السلف (تفسیر قرطبی ج۳ ص۱۲۹) پھر آگے اللہ تعالیٰ نھی عن الرجعۃ فرماتے ہیں جس سے خاوند کا مقصد عورت کو ضرر دینا ہو فرمایا وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور جب عورتوں کو تم طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدۃ گذرنے کے قریب پہنچ جائیں تو تم ان کے ساتھ رجوع کر کے گھر میں موافق انکے حقوق شرعیہ کے رکھو یا اچھے طریقہ سے انکو رہائی دیدو وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا اور ان کو تکلیف دینے کی غرض سے مت روکو ای ان سے رجوع کرو تاکہ تم ان پر ظلم کرتے رہو وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ اور جو شخص ان سے رجوع کر کے ان پر ظلم کریگا تو اپنا ہی نقصان کرے گا (کہ ایک تو عورۃ کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا دوسرا یہ کہ شریعت نے جو رجوع والی سہولت دی تھی کہ جانبین کا اس میں فائدہ ہے لیکن خاوند نے بجائے سہولت عورۃ کے اسکو ظلم کا نشانہ بنایا تو اس نے حکم الٰہی کے ساتھ مذاق اڑایا کہ بجائے فائدہ کے نقصان دیا حالانکہ رجوع سے مقصد صرف فائدہ تھا نہ نقصان) وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو کھیل اور ہنسی مت بناؤ (کہ جو اصلی مقصد ہے وہی مراد لو) دوسری تفسیر اسکی یہ بھی ہے کہ نکاح اور طلاق اور رجعۃ کو ہنسی اور مشغلہ کے طور پر بھی استعمال کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ ہماری نیت تو بالکل نہ تھی مثلاً عورۃ کو طلاق دیدی پھر کہا کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی میں نے عورۃ کو انت طالق کہکر مذاق کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے نھی فرمادی وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث جدهن جدٌ وهزلهن جدٌ النكاح والطلاق والرجعة فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جنکو قصد سے کہنا اور مذاق کے طور پر کہنا برابر ہے یعنی حکم شرعی نافذ ہوجائے گا خواہ ارادہ ہو یا نہ

ایک نکاح دوسری طلاق تیسری رجعت (مظہری) **نجم الآیة** عدۃ میں رجوع کرنے کی ترغیب جس میں مقصد ایذارسانی نہ ہو ورنہ اس سے تسریح بہتر ہے **وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ** اور یاد کرو احسان اللہ تعالیٰ کا جو تم پر ہے (من جملہ انمیں سے اجازۃ الرجعۃ فی الطلاق الرجعی للتسہیل لکم ہے تو واشکروا ولا تکفروا باتخاذ الآیات ھزوا) **وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ** اور (یاد کرو خصوصا) ان احکامات کو جو نازل کئے ہیں تمہارے اوپر (بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت میں کہ ان کے ذریعہ امر ونہی فرماتے ہیں تم کو زجرا کہ اگر نہیں مانو گے تو سزا یافتہ ہوں گے **وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ** ۲۳۱ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر شیئ کو خوب جاننے والے ہیں **نجم الآیة** النھی عن التھاون فی محافظۃ الاعمال آگے اللہ تعالیٰ عورۃ مطلقہ کے اولیاء کو فرماتے ہیں کہ عدۃ کے بعد اگر زوجین تجدید نکاح پر راضی ہوں تو تم نے رکاوٹ نہیں کرنی **وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ** اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دیدو پھر عورتیں اپنی عدۃ پوری کر چکی ہوں تو تم انکو نہ روکو کہ اپنے سابق خاوند سے نکاح کریں جبکہ وہ دونوں آپس میں دونوں کے حقوق ادا کرنے پر پابندی اور رضا کا اظہار کر لیا ہو روی البخاری عن الحسن ان اخت معقل بن یسار طلقھا زوجھا حتی انقضت عدتھا فخطبھا فابی معقل فنزلت **ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ** اس مضمون کو عمل کرنے پر زجر سے کہا جاتا ہے **مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ** اس شخص کو جو ایمان رکھتا ہے تم میں سے اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر **ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ** اس مضمون پر عمل کرنا اعظم وانفع ہے از روئے برکت کے **وَاَطْهَرُ** اور اکثر تطہیر کے ہے از روئے دنس آثام کے **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ** اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تمہارے مصلحتوں کو **وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** ۲۳۲ اور تم نہیں جانتے ہو کہ کس کام میں تمہاری مصلحت ہے **نجم الآیة** پہلے علاقہ زوجیۃ کو باقی رکھنا نکاح جدید سے افضل ہے بہ نسبت علاقہ جدید کے کہ بقاء شیئ کا آسان ہے بہ نسبت ابتداء کے اتنے تک مطلقات کی عدۃ وغیرھا کا بیان تھا آگے ان کے بچوں کے دودھ پلانے کے احکامات کا ذکر فرماتے ہیں جس عورۃ کا بچہ دودھ پیاک ہو وہ یا منکوحہ ہوگی یا مطلقہ پھر مطلقہ غیر منقضۃ العدۃ ہوگی یا منقضۃ العدۃ ہوگی ہر صورت کے اندر بچے کو دودھ کی اس کی اپنی اماں ذمہ دار ہے پہلے دو صورتوں میں تو خاوند پر نان ونفقہ واجب نہیں ہے بوجہ دودھ پلانے کے ویسے اس پر واجب ہے تیسری صورۃ میں بوجہ دودھ پلانے کے خاوند پر مرضعہ کا نان ونفقہ واجب ہے **وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ** اور مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں دو سال کامل (یہ مدت دو سال والی اس کیلئے ہے) جو شیر خوار کی مدۃ ارضاع کی تکمیل کرنا چاہے (کہ بچہ کا فائدہ اس میں ہے) **وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** اور جس کا بچہ ہے (یعنی نسب بچہ کی جسکی طرف منسوب ہے وہ باپ ہے نہ ماں) اس کے ذمہ ہے ان ماؤں کا کھانا اور کپڑا مناسب انداز پر (یہ تیسری صورۃ کا حکم ہے یعنی مطلقہ جسکی عدۃ گذر چکی ہو کیونکہ پہلی دو صورتوں میں نان ونفقہ خاند کے ذمہ ہے عورتوں کا گرچہ دودھ نہ پلاتی ہوں یعنی منکوحہ یا مطلقہ غیر منقضیۃ العدۃ) **لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا** نہیں مکلف کیا گیا کوئی نفس مگر اسکی طاقت کے مطابق (تو ماں کو دودھ پلانے کا حکم اسکی طاقت کے مطابق ہے اسیطرح باپ کو خرچہ دینے کا حکم بھی اسکی طاقت کے مطابق ہے) **لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ** نہ تکلیف مالا یطاق

ع ۲۹ ۱۳

Marfat.com

دیجائے والدہ کو بوجہ ولد اس کے اور نہ باپ کو بوجہ ولد اس کے (یعنی نہ والدہ اجرۃ مثلی سے زیادہ طلب کرے اور نہ والد اجرۃ مثلی سے کم دیوے یہ تفصیل ہے پہلے جملہ کی) وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ (اور اگر بچہ کا باپ زندہ نہ ہو تو مثل مذکور طریق کے پرورش کا انتظام بچہ کے وارث اقرب پر لازم ہے (مثلاً بچہ کا اخ عینی بھی ہے اور اخ علی بھی تو اخ عینی پر خرچہ ماں کا لازم ہے) فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پھر اگر دونوں یعنی بچہ کے ماں ۔ باپ دو سال سے کم میں دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں باہمی رضامندی اور مشورہ سے (کہ بچہ کا فائدہ اب اس میں ہے کہ عورت کو مثلاً یہ دوسرے خاوند سے حمل ہوگیا ہے اور دودھ خراب ہوگیا ہے) تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ کم مدۃ میں دودھ چھڑا دیویں وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ اور اگر (اے آباؤ یا اے وراث) ارادہ رکھتے ہو (کہ ماں کے ہوتے ہوئے جبکہ اب ماں سے دودھ پلوانا نامناسب ہے مثلاً کسی دوسرے شہر میں اناڑی خاوند سے اسکی اماں نے شادی کرلی ہے) کہ کسی دایہ سے اپنی اولاد کو دودھ پلواؤ تو تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے جبکہ حوالہ کرتے رہو انکو جو دینا مقرر کیا ہے موافق طریق پر وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے رہو اس کے احکام کی مخالفت میں وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالی تمہارے تمام کاموں کو خوب جاننے والے ہیں کہ دیکھ بھال پوری طرح کر رہے ہیں **نجم الآیۃ** احکامات الارضاع للمطلقات لاولادھا علی الاجرۃ المناسبۃ او لغیرھا من المرضعات یہاں تک مطلقات کی عدۃ کا بیان تھا کہ حرہ بالغہ مدخول بھا ذوات الحیض غیر حاملہ کی عدۃ تین حیض ہے اب متوفی عنھا زوجھا جو کہ غیر حاملہ ہو اسکی عدۃ کا بیان وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جاتے ہیں تو وہ بیویاں انتظار میں رکھیں اپنے آپکو چار مہینے اور دس دن (یعنی اس مدت میں کسی سے نکاح نہ کریں اور یہ حکم غیر حاملہ کا ہے اور اگر متوفی عنھا زوجھا حاملہ ہو تو فرمایا (داولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن) فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ پھر جب پورا کرلیں اپنی عدۃ کو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنی ذات کے نفع کے بارے میں کچھ کاروائی نکاح کے بارے میں کریں شریعت کے دائرہ کے اندر رہ کر وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ اور اللہ تعالی تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہیں (نیز آگے فرماتے ہیں کہ عدۃ کے اندر نہ عزم نکاح کا ان سے کر سکتے ہو اور نہ عقد نکاح کر سکتے ہو البتہ خطبہ نکاح کی تعریض کی اجازۃ ہے کما روی عن ابن عباس بان یقول احدکم للمرأۃ فی عدتھا انی لا ارید ان اتزوج غیرک ان شاء اللہ تعالی یا قول معروف کر سکتے ہو جیسے مواعدۃ بحسن المعاشرۃ والمحبۃ ان کان النکاح تو یہ تعریض غیر ہے پہلی تعریض کے پہلی میں تعریض فی نفس الخطبۃ تھی اس دوسری میں مواعدہ بحسن المعاشرۃ ہے اگر بعد عدۃ کے نکاح ہوگیا یہ دونوں قسم کی تعریضیں نکاح میں جائز ہیں) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اشارہ میں کہو یا کہلا بھیجو پیغام نکاح کا (کہ مثلاً کہے یا کہلا بھیجے کہ مجھے تجھ جیسی نیک عورۃ سے نکاح کی خواہش ہے) أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ یا اپنی دل میں ان سے نکاح کی بات کو پوشیدہ رکھو (کہ عدۃ کے بعد اس سے نکاح کرنا ہے تو اس امر میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے) عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم ان عورتوں کا ضرور ذکر مذکور کرو گے (بنابریں اتنی قدر کی اجازۃ دیدی ہے اور آگے قدم نہیں رکھنا کہ) وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ
سِرًّا اور نہ چھپ کر ان عورتوں سے وعدہ نکاح کا کرلو (کہ تیرا اور میرا ایک پختہ وعدہ ہوگیا کہ تیری عدۃ گزرنے کے بعد ہم آپس میں ضرور نکاح
کریں گے) اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مگر یہ کہ کہدو کوئی بات شریعت کے دائرہ کے اندر رہ کر (مثلاً کہدے کہ اگر نکاح ہوگیا تو (عاشرو
هن بالمعروف) پر عمل کروں گا) وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ اور آپس میں عزم بالجزم عقد نکاح کی باتیں
مت کرو جب تک عدۃ ختم نہ ہو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ اور یقین رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو
خیالات تمہارے قلوب میں ہیں (تو کیسے نہیں جانتے عقد نکاح کے عزم بالجزم کی باتیں کو) (فَاحْذَرُوْهُ) تو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے (کہ عزم بالجزم
کی باتیں نہ کرو) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۲۳۵ ع اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں (اسکو جو عزم بالجزم کی باتیں سے باز آگیا) ع ۳۰ ۱۳
اور تحمل کرنے والے ہیں (کہ جلدی سے عذاب نہیں کرتے خلاف ورزیاں کرنے والوں کو) **نجم الآیات** الاجازۃ بالتعریضات من
الخطبات فی عدۃ المتوفی عنها زوجها لا التصریحات لانها مناف للحداد ★ پھر آگے طلاق قبل الدخول کے جواز کو ذکر فرماتے ہیں اور
اسکی عدۃ کے بارے میں کہ عدۃ نہیں ہے اور جگہ پر بیان فرمایا ہے (یاایها الذین اٰمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان
تمسوهن فما لکم علیهن من عدۃ تعتدونها) طلاق قبل المسیس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مہر مقرر نہیں کی تھی دوسری یہ کہ مہر مقرر کی
تھی پہلی صورۃ میں متعہ یعنی جوڑا کپڑا مناسب حال خاوند کے خاوند پر دینا عورت کو واجب ہے دوسری صورت میں مہر مقرر کا نصف دینا واجب
ہے اور جوڑا کپڑوں کا دینا مستحب ہے فرمایا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ نہیں گناہ اوپر تمہارے (کہ ضرورۃ کے تحت)
اگر طلاق دیدو عورتوں کو قبل المسیس ای قبل المجامعت اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً عطف علی (تمسوهن) اور نہ مقرر کیا ہو ان کیلئے کچھ مہر
وَّمَتِّعُوْهُنَّ اور متعہ دیدو انکو (یعنی جوڑا کپڑوں کا یہ متعہ دینا واجب ہے) عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اوپر صاحب وسعت
کے اسکی وسعت کے مطابق ہے اور اوپر تنگدست کے اس کے مطابق ہے مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ متعہ دو متعہ دینا شریعت کے مطابق حَقًّا عَلَى
الْمُحْسِنِيْنَ ۲۳۶ یہ ثابت ہے حقیقۃً اوپر ان لوگوں کے جو اچھے معاملات برتنے والے ہیں وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ
وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اور اگر تم طلاق دو عورتوں کو قبل المجامعت اور تحقیق مقرر کیا تھا تم نے ان کیلئے
مہر کا مقرر کرنا پھر آدھا مہر ہے اس کا جو کہ تم نے مقرر کیا تھا اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ مگر یہ معاف کردیں عورتیں (کہ آدھا مہر بھی نہ لیں) اَوْ يَعْفُوَا
الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یا معاف کردے وہ شخص جسکے قبضے میں ہے گرہ نکاح کی (یعنی مرد سالم مہر دیدے) وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰى اور یہ کہ تم مرد یا عورتیں معاف کردو یہ اقرب ہے پرہیزگاری کے طرف (بہ نسبت وصولی حق کے خطاب للرجال والنساء فغلبت الذکور
هکذا افسّر ابن عباس) وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور نہ بھلاؤ آپس میں احسان کرنے کو اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۲۳۷ بے شک اللہ
تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں **نجم الآیۃ** وجوب المتعۃ فی الطلاق قبل المسیس اذا لم یکن تسمیۃ

Marfat.com

المھر ونصف المھر اذا کانت التسمیۃ * اتنے تک حقوق العباد ازدواجی کی حفاظت کا بیان تھا آگے حقوق اللہ تعالیٰ صلوٰتی کی حفاظت کا بیان ہے پھر یہ بھی ہے کہ معاملات ازدواجی میں پھنس کر اصلی عبادت نماز کو بھول نہیں جانا چاہیئے حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی حفاظت کرو نمازوں کی (بالعموم) اور صلوۃ الوسطی کی (بالخصوص) یعنی عصر کی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝۲۳۸ اور کھڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں خاموش ہونے والے (قال زید بن ارقم کنا نتکلم فی الصلوۃ حتی نزلت (وقوموا للہ قانتین) فامرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام رواہ الائمۃ الخمسۃ ثم قال الاکثر وھو راجح الاقوال انھا (ای صلوۃ الوسطی) صلوۃ العصر بحدیث علیؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الخندق حبسونا عن صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارًا (متفق علیہ) **نجم الآیۃ** التاکید الشدید علی محافظۃ الصلوات الخمس فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا پھر اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو (کہ حالات جنگی ہوں اور نماز کو اصلی حالت میں نہ پڑھ سکو کہ رکوع وسجود اشارہ سے ہوسکے اور رخ بقبلہ نہ ہوسکے) تو پاؤں پر کھڑے ہو کر یا سواری پر پڑھ لو عن ابن عباس بحوالۃ مسلم قال فان کان الخوف اشد فصل راکبا او قائما تومی ایماء فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۳۹ پھر جب امن والے ہو جاؤ تو ایسی نماز پڑھو جیسا کہ تم کو (امن کی حالت میں علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی) تعلیم دی تھی جس کو تم نہیں جانتے تھے

نجم الآیۃ حالت خوف میں نماز کو ترک نہیں کرنا ہر حال میں نماز پڑھنی ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے متوفی عنھا زوجھا کی عدۃ وجوبی کا ذکر فرمایا تھا کہ چار مہینے دس دن ہے اب اسی کی عدۃ استحبابی کا ذکر فرماتے ہیں کہ ایک سال ہے یعنی چار مہینے دس دن وجوبی اور سات مہینے بیس دن اوپر والے استحبابی ہیں بقرینہ (فان خرجن) وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ اور جو لوگ قریب المرگ ہوں تم میں سے وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور اپنے پیچھے چھوڑ رہے ہوں عورتوں کو وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ تو وصیت کریں اپنی عورتوں کے بارے میں خرچ دینا ایک سال تک بغیر نکالنے گھر سے (ہاں اگر چار مہینے دس دن کے بعد یا وضع حمل کے بعد خود نکلیں کما قال اللہ تعالیٰ) فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر خود نکلیں بعد گزرنے عدۃ وجوبی کے تو اے اولیاء تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے نکاح کے بارے میں شریعت کے مطابق جو بات تجویز کریں وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝۲۴۰ اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (بنا بریں اس حکم کے خلاف ورزی نہیں کرنی) اور جو حکم دیتے ہیں اس میں تمہاری مصلحتیں ہیں وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ اور کل مطلقات کیلئے متعہ ہے شریعت کے مطابق (پھر جن کیلئے مہر مقرر نہ تھی تو واجب ہے والا فمستحب اور بعض نے کہا کہ یہاں متعہ سے مراد ایام عدۃ میں نان ونفقہ ہے کہ اگر طلاق رجعی ہے فعند الجمیع اور اگر بائنہ ہے تو ابو حنیفہ کے نزدیک نفقہ فی العدۃ واجب ہے پچھلی تفسیر انسب ہے تا کہ تکرار نہ ہو) حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝۲۴۱ یہ متعہ دینا حق ہے

ع ۳۱ ۱۵ اوپر متقین کے (یعنی یہ وجوبی یا استحبابی یا نان نفقہ فی العدۃ حق ہے اوپر متقین کے) کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲۴۲ مثل اس بیان واضح کے بیان کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کو تاکہ سمجھتے رہو **نجم الآیۃ** متوفی عنھا زوجھا کی عدۃ استحبابی کا بیان اور مطلقات کیلئے نفقات کا بیان (اگلی آیت کا ارتباط (کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم) سے ہے کہ قتال کا شاق ہونا

Marfat.com

طبعًا بنابر (حذر الموت) کے ہے اور تقدیر میں جو وقت موت کا لکھا ہوا ہے اس سے کوئی نہیں بچ سکتا ، حزقیل علیہ السلام کی لسانی (ذاوردان) کے رہنے والوں پر جہاد فرض کیا گیا اور ادہر سے اسی شہر میں طاعون کی وبا پھیل رہی تھی اب ان کے خیال کے مطابق اس شہر میں رہتے ہیں تو طاعون کی بیماری سبب موت بنتی ہے اور جہاد پر جاتے ہیں تو قتال بالکفار سبب موت بنتا ہے تو اسی شہر سے اور حزقیل علیہ السلام کے حکم بالجہاد سے فرار کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان تھا وہاں جاکر مقیم ہونے لگے چونکہ انکی موت کی جگہ وہی متعین تھی اور وقت بھی متعین تھا تو وقت متعین پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ (موتوا) سب کے سب وہاں مرگئے تو اسی قصے سے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ جہاد سے فرار موت سے نہیں بچا سکتا تو تشجیع علی الجہاد ہونی چاہیئے فرمایا) اَلَمْ تَرَ یہاں پر رؤیت بمعنی رؤیت قلبی کے ہے کہ بمعنی الم تعلم کے ہے کیونکہ یہ واقعہ تاریخی لحاظ سے مشہور ومعروف تھا بنابریں فرمایا (الم تر) اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ایا نہیں جانتے ہو ان لوگوں کا قصہ جو نکلے تھے اپنے گھروں سے موت سے بچنے کیلئے حالانکہ تھے وہ ہزاروں کی تعداد میں (عطاء کے قول پر وہ ستر ہزار تھے) فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا پھر فرمایا انکو اللہ تعالیٰ مرجاؤ تو سب کے سب وہاں پر جوں کے توں مرگئے) ثُمَّ اَحْيَاهُمْ پھر کچھ دن بعد اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کر دیا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ بیشک اللہ تعالیٰ صاحب بڑے فضل کے ہیں اوپر لوگوں کے (کہ انکو زندہ کیا تاکہ جہاد کی فضیلت سے سعادت مند ہوں اور دوسرے لوگ بھی عبرۃ حاصل کریں) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۲۴۳ اور مگر اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کا اس کے نعمتوں پر شکر نہیں کرتے

نجم الآیۃ التشجیع علی الجہاد والدلیل علی الاحیاء بعد الموت

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۴ (تمہید کے بعد حکم دیا کہ) اور قتال کرو اللہ تعالیٰ کے راہ میں اور یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں تمام باتوں کو (خواہ قتال سے ترہیب کی ہوں یا ترغیب کی ہوں) جاننے والے ہیں نیات کو (کہ مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے یا کوئی اور مقصد ہے)

نجم الآیۃ الجہاد ماض الی یوم القیامۃ

چونکہ جہاد میں مال کی شدید ضرورۃ ہوتی ہے بنابریں ترغیبا فرمایا مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا (امیر المؤمنین عمرؓ نے فرمایا (قرض حسن) سے مراد دین میں کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرنا ہے) فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً پھر دوگنا کر دیگا اللہ تعالیٰ اسکو کئی حصے دوگنا وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ اور اللہ تعالیٰ تنگی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں (یہ اشارہ ہے کہ نہ دینے والے پر تنگی کر دیں گے اور دینے والے پر فراخی کر دیں گے) وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵ اور مرنے کے بعد اسکی طرف لوٹائے جاؤگے (تو دینے والا کو اجر کثیر سے نوازدیں گے اور ضروری جگہ پر نہ خرچ کرنے والے کو سزا دیں گے)

نجم الآیۃ الترغیب علی الانفاق فی سبیل اللہ

اس سورۃ میں پہلے فرمایا (ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات) یہ آیۃ کریمہ عبارۃ النص ہے بیچ فضیلت شہداء کے پھر فرمایا (وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم) یعنی اشہر حرام میں قتال مدافعۃ جائز ہے پھر فرمایا (وقاتلوهم حتی لا تکون فتنۃ) یعنی قتال کی مدۃ انتہائی کہ شرک نہ ہو پھر فرمایا (کتب علیکم القتال وهو کرہ لکم) یعنی قتال طبعًا شاق ہے لیکن اس میں تمہارا فائدہ ہے پھر فرمایا (وقاتلوا فی سبیل اللہ) یعنی قتال میں جبن ای بزدلی نہ آوے بنابر (حذر الموت)

Marfat.com

کے ہر ایک جگہ میں غرض مختلف ہے بنابریں فلا تکرار فی الاوامر بلا وجہ جدید پھر آگے ایک اور قصہ بنی اسرائیل کا ذکر فرماتے ہیں کہ (کم من فئۃ قلیلۃ
غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ) کہ یہاں پر تین سو تیرہ ۳۱۳ کو غلبہ ہوا اور پر تین لاکھ فوج کے جیسے غزوہ بدر میں تین سو تیرہ ؁ کو غلبہ ہوا اور پر ہزار فوج کے
وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ بنو اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ پر مستقیم رہے تا زمن یسع علیہ السلام تک جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد
چوتھے نبی تھے پھر جب انہوں نے توراۃ پر عمل چھوڑ دیا اور ان میں سے بعض نے عبادت اصنام کی شروع کر دی تو سزاءً اللہ تعالیٰ نے ان پر قوم
عمالقہ کو مسلط کر دیا پھر جب وہ تائب و نادم ہوئے تو اللہ تعالیٰ انہیں شمعون علیہ السلام نبی مبعوث فرمائے تو بنی اسرائیل نے اپنے نبی شمعون
علیہ السلام کو کہا ان کنت نبیا (فابعث لنا ملکا الآیۃ) کیونکہ کان قوام امر بنی اسرائیل بالاجتماع علی الملوک وطاعۃ انبیاءھم
علیہم السلام کما قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا
مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ کیا نہیں جانتے ہو اس قصہ مشہورہ کو جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے اشراف اور بڑوں کو
پیش آیا (جبکہ جالوت ان کے صوبوں پر غاصبانہ قبضہ جما لیا تھا تو اس سے چھڑانے کیلئے وقت کے) نبی اللہ شمعون علیہ السلام کو اشراف
اور سرداران بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمارے لیئے ایک بادشاہ مقرر کیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راہ میں (جالوت سے) قتال کریں قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ
اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ (ھل) برائے امر متوقع (ان کتب علیکم القتال) شرط مؤخر (ھل عسیتم) جزاء مقدم
وفی الکشاف (الا تقاتلوا) خبر (عسیتم) والمعنی ھل الامر کما ھو متوقع منکم بانکم اذا کتب علیکم القتال الا تقاتلوا یعنی نبی اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ جس وقت تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم قتال نہ کرو گے (یعنی مجھے تو تم سے یہی توقع ہے کہ قتال کی فرضیت کے بعد قتال نہ
کرو گے پھر ہوا بھی ایسا جیسا کہ نبی اللہ تعالیٰ کی انہیں توقع تھی کیونکہ وہ بزدل تھے کما قال اللہ تعالیٰ (قالوا لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ) ولیکن
وہ سر دست جواب میں اظہار آمادگی کا شد و مد سے کیا اور کہا) قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ
کہا انہوں نے کہ کونسا مانع موجود ہے ہمارے قتال فی سبیل اللہ سے (البتہ محرک موجود ہے وہ یہ) کہ بیشک ہم ان کافروں کے ہاتھوں سے نکالے گئے ہیں اپنے
گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے (کیونکہ ان کافروں نے ان کے بعض صوبے بھی قبض کر لیئے تھے اور انکی اولادوں کو بھی قیدی بنا لیا تھا) فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ
الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ پھر جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تو جہاد کرنے سے پھر گئے مگر تھوڑے ان میں سے (وہ ایک لاکھ سے باقی تین سو تیرہ رہ گئے)
وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۲۴۶ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں ظالمین کو (یعنی جہاد سے متخلفین کو) **نجم الآیۃ** بیان
المذمۃ علی التولی یوم الزحف یہ خلاصہ قصہ کا ہے تفصیل یوں ہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ
مَلِكًا ؕ اور فرمایا اُن سے ان کے نبی نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے تمہارے اوپر طالوت کو بادشاہ (وکان طالوت سقّاء وقیل دبّاغا
ولکن کان عالما فرفعہ اللہ تعالیٰ اور بنیامین کے سبط سے تھے اور نہ تھے سبط لاوی سے جن میں نبوۃ تھی اور نہ تھے سبط یھودا سے جن
میں ملک اور حکومت تھی بنا بریں انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا) قَالُوْٓا اَنّٰی یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

Marfat.com

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ کہنے لگے کیسے ہو سکتی ہے انکی ہم پر حکمرانی حالانکہ ہم ان سے احق ہیں باعتبار حکمرانی کے (کیونکہ وہ سبط یہودا سے نہیں)
اور انکو نہیں دیگئی وسعت مالی (جو کہ حاکم اور مُلک کے لوازمات میں سے ہے) قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ فرمایا نبی اللہ نے کہ تحقیق اللہ
تعالی نے طالوت کو ملکاً منتخب فرمایا ہے تمہارے اوپر (تو اللہ تعالی کے انتخاب پر اعتراض کیسے) وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اور
زیادہ فراخی دی ہے اسکو اللہ تعالی نے علم میں (ای علوم سیاسیہ وحربیہ میں) اور جسم میں (یعنی قوۃ اور شجاعت میں وقال ابن عباس کان طالوت
یومئذ اعلم رجل فی بنی اسرائیل وکان جسیما بکثرۃ معانی الخیر والشجاعۃ تو نبی اللہ نے انکے مُلک ہونے کی پہلی وجہ الاصطفاء من اللہ تعالی
بیان فرمائی دوسری وجہ انکی صلاحیتیں ہیں باعتبار علوم الملوک کے وشجاعتہم کے تیسری وجہ) وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالی
دیدیتا ہے مُلک اپنا جسکو چاہتا ہے (کیونکہ وہ مالک الملک ہے) وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور اللہ تعالی واسع الفضل ہیں (یوسع علی الفقیر فیغنیہ)
عَلِيْمٌ ۝۲۴۷ جاننے والے ہیں (کہ مُلک کس کے مناسب ہے تو اسی کو مُلک بنا دیتے ہیں پھر بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھی تین ہاتھ لمبی تھی اور
دو ہاتھ چوڑی تھی جس میں بقول ابن عباس کے موسی علیہ السلام کا عصا و رضاض الالواح اور ان کے نعلاہ اور عمامہ ہارون علیہ السلام کا تھا جنکی برکت سے اسی
صندوق میں سکون اور وقار اور طمانینۃ تھی اور میدان محاربت میں اسکو رکھتے تھے تو اسکی برکت سے دشمنوں پر کامیابی ہوتی تھی پھر جب بنی اسرائیل توراۃ کو
پس پشت ڈالدیا تو اسکی نحوست سے ان سے وہی صندوق متبرک جالوت اور عمالقہ والے چھین کر لے گئے جب بنی اسرائیل تائب و نادم ہوئے تو نبی اللہ کی برکت
سے اللہ تعالی انکو وہی صندوق واپس کردی) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۴۸ ع
اور فرمایا انکو نبی انکے کہ بیشک علامت انکے بادشاہ ہونے کی یہ ہے کہ آجائے گی تمہارے پاس وہ صندوق جس میں تسکین کی چیزیں ہیں تمہارے رب کی طرف
سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جنکو حضرت موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام چھوڑ گئے تھے اور اٹھا کر لائیں گے اسی کو فرشتے (وقال السدی اصبح
التابوت فی دار طالوت فآمنوا بنبوۃ شمعون علیہ السلام واطاعوا الطالوت) تحقیق اسی طرح صندوق کے آجانے میں پوری نشانی ہے تمہارے
لیئے اگر تم یقین لانے والے ہو (اس واقعہ کے بعد بنی اسرائیل نے طالوت کو اپنا مُلک و بادشاہ تسلیم کرلیا اور جالوت کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کی فوج
اسی ہزار یا ایک لاکھ جمع ہو کر بیت المقدس سے نکل کر عمالقہ کی طرف روانہ ہوئی) فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ
بِنَهَرٍ پھر جب طالوت لشکر کو شہر بیت المقدس سے لیکر عمالقہ کی طرف نکلا تو طالوت نے نبی اللہ تعالی کے حوالہ سے کہا کہ بیشک اللہ تعالی تمہارا
امتحان لینے والے ہیں ایک نہر کے ذریعہ (جو راستہ میں آویگی بقول ابن عباس کے وہ نہر فلسطین کی تھی یعنی تمہارے صبر و استقلال کا بمقابلہ جالوت کے
امتحان بذریعہ نہر کے پانی پینے کے لینے والے ہیں) فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ پس جو شخص اس نہر کا پانی منہ لگا کر پیئے گا یعنی شدۃ پیاس کی
وجہ سے بہت پانی پیئیگا تو میرے ساتھیوں سے نہ ہوگا (کہ میرے ساتھ ہو کر قوم عمالقہ سے جہاد کرے) وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْۤ اور جو بالکل نہیں
پیئے گا اگرچہ کتنا پیاسا کیوں نہ ہو تو وہ مجھ سے ہے یعنی میرے ساتھ ہو کر قوم عمالقہ سے جہاد کرے گا اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ مگر جو شخص

Marfat.com

اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر کر پی لیگا تو اسکی اجازت ہے فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ پھر سب نے بے تحاشا پیا مگر تھوڑے اس فوج سے (کہ وہ
تین سو تیرہ تھے کہ محض تھوڑے پی نے سے انکی دل مضبوط ہوگئی کہ اور پیاس بھی ختم ہوگئی) فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ پھر جب
طالوت اور جو مؤمنین کی جماعت انکے ہمراہ تھی نہر سے پار پہنچ گئی قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ تو کہا (بزدلوں نے جنہوں
نے پانی بہت پیا تھا مؤمنین کو جنہوں نے بہت تھوڑا پانی پیا تھا اور دل مضبوط ہوگئے تھے) کہ نہیں طاقت ہم کو آج کے دن جالوت اور اس کے لشکر کے ساتھ
(جہاد کرنیکی کیونکہ جالوت کی فوج کی تعداد تین لاکھ کی تھی اللہ تعالی نے اسی نہر کے پانی میں یہ اثر پیدا فرما دیا تھا کہ جو زیادہ پانی پی لے گا وہ بزدل ہو جائیگا اور جو
بہت تھوڑا پانی پی لے گا اسکا دل قوی ہو جائے گا) قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ کہا ان لوگوں نے جنکو یقین تھا کہ وہ اللہ تعالی کو قیامت کے دن
پیش ہونے والے ہیں (جنکی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ تھی) كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ایسے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں
کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر اللہ تعالی کے حکم سے غالب آگئی ہیں وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۲۴۹ اور اللہ تعالی کی نصرۃ ان لوگوں کے ساتھ
ہوتی ہے جو میدان جہاد میں نہایت صبر واستقلال وجوش ان کے ساتھ ہوتے ہیں وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ اور جب طالوت اور اسکی فوج تین
سو تیرہ جالوت اور اسکی فوج تین لاکھ کے مقابلہ میں میدان میں آگئی قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ۲۵۰ (تو تین سو تیرہ ۳۱۳ فوجیوں نے اپنے رب کی دربار میں متضرعانہ دعاء کی کہ) اے رب ہمارا بہا دے ہمارے اوپر صبر واستقلال کے پر
نالے اور نہریں (یعنی کفار کے ساتھ قتال میں ہمارے قلوب کو مضبوط فرما اور ہمارے قدموں کو میدان قتال میں جمائے رکھنا کہ تزلزل نہ آنے پائے)
اور مدد فرما ہماری اس قوم کافرین پر (پھر اللہ تعالی نے دعاء کو کلیۃ منظور فرمالیا) کہ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ
پھر اللہ تعالی نے تین لاکھ فوجی جالوت پر تین سو تیرہ فوجی طالوت کو ایسا غلبہ دیا کہ فئۃ قلیلۃ نے شکست دیدی فئۃ کثیرۃ کو بحکم اللہ اور قتل کر ڈالا داؤد
ابن ایشا نے جالوت کو (اور داؤد علیہ السلام مع اپنے اور بارہ بھائیوں کے و والد کے طالوت کے لشکر میں تھے اور نہر امتحان الٰہی سے پار ہوئے اور یہ تمام
بھائیوں سے چھوٹے تھے بکریاں چراتے تھے اللہ تعالی اپنے نبی علیہ السلام یعنی شمعون علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کرے گا
کما اخرج عبد الرزاق عن وهب بن منبه قال لما برز طالوت لجالوت قال جالوت ابرزوا الیّ من یقاتلنی فان قتلنی فلکم ملکی وان قتلته فلی
ملککم فاتی بداؤد علیه السلام فالبسه طالوت سلاحًا فکره داؤد علیه السلام ان یقاتله بسلاح فخرج الیه بالمقلاع ومخلاة فیها احجار یعنی
نکلے داؤد علیہ السلام طرف جالوت کے ساتھ غلولی کے اور تھیلے غلولوں کو فقال له جالوت انت تقاتلنی قال داؤد علیه السلام نعم وفی المظهری
فوضع داؤد علیه السلام الاحجار الثلاثة فی مقلاعه وقال باسم الله ابراهیم واسحق ویعقوب علیهم السلام ورمٰی به فاصاب دماغه و
خرج من قفاه وفی روایة وهب منبه فاصابت بین عینیه حتی قعرت فی دماغه فصرخ جالوت وانهزم من معه واحتز رأسه) وَاٰتٰهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ اور (جالوت قتل ہوگیا اور طالوت مرگیا تو) اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو سلطنت ملکی اور نبوت عطا کردی وَعَلَّمَهٗ مِمَّا
يَشَآءُ اور تعلیم دی اللہ تعالی داؤد علیہ السلام کو جو چاہتے رہے (جیسے بغیر آلات کے زرہوں کا بنانا اور پرندوں کی بولی سمجھنا اور جانوروں کی بولی سمجھنا

Marfat.com

گویا کہ یہ انعام ہے فتح کا کہ فاتح کو تغمہ تو ضرور دیا جاتا ہے) **نجم الآیات** التشجیع للمجاھدین بھذہ القصۃ ای (کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین) آگے جہاد کی حکمت کا بیان کہ مفسدین کے شرور کو دفع کرنا ہے فرمایا **وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ** بدل بعض من (الناس) **بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ** اور اگر نہ ہوتا دفع کرادینا اللہ تعالی کا کفار مفسدین کو مؤمنین مصلحین کے ذریعے (یعنی جہاد بالکفار کے ذریعے) تو پورا ملک فساد کی پیٹ میں آجاتا **وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۲۵۱** ولیکن اللہ تعالی بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر (کہ جہاد کو فرض فرماکر مؤمنین کے ذریعہ کفار کے فساد کو بند کرایا ہے) **تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ** یہ آیتیں جن میں یہ دو قصے مذکور ہیں آیات قرآنیہ ہیں **نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ** آپکو پڑھکر سنایا ہے (جب یہ دونوں قصے تاریخی لحاظ سے ایسے مشہور ہیں اور آپ نے بھی ایسے بتلائے ہیں تو ان سے بھی آپ کے نبی اللہ ہونے کی تصدیق ہوگئی تو آپکا) **وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۲۵۲** (ہونا اس لحاظ سے بھی ثابت ہوگیا ای) آپ کی ذات اقدس ہمارے رسولوں میں سے ہے ★

تِلْكَ الرُّسُلُ

یہ بزرگ ترین رسل علیہم السلام ہیں جنکا ذکر (وانك لمن المرسلین) میں آیا ہے **فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ** یہ ایسے رسل علیہم السلام ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت ای برتری بخشی تھی (جیسے تین سو تیرہ رسولوں میں سے چھ اولوا العزم من الرسل ہیں پھر ان چھ میں سے بعض کو بعض پر فوقیت ہے) **مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ** جیسے موسی علیہ السلام **وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ** اور نوازا بعض انمیں سے کو بلند درجات پر (جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما اخرج احمد والترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وکما جاء فی الترمذی و الدارمی عن ابن عباس فی حدیث طویل وفیہ وانا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر وکما فی الدارمی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وکما فی الترمذی عن ابی بن کعب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر وقال اللہ تعالی ورفعنا لك ذکرك وقال اللہ ولسوف یعطیك ربك فترضی ۔ وقال اللہ تعالی فلنولینك قبلۃ ترضٰھا وقال اللہ تعالی ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما) **وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ** اور دیئے تھے ہم نے عیسی بن مریم کو معجزات کھلے کھلے (کابراء الاکمہ والابرص واحیاء الموتی والاخبار بما یأکلون ویدخرون) **وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ** اور ہم نے ان کو قوۃ دی روح القدس کے ساتھ وقد مر تفسیرہ **فائدہ** اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کا خصوصی نام لیکر ذکر فرمایا بنا بر اس کے کہ انکے حق میں یہودی تفریط کرتے ہیں اور نصاری افراط کرتے تھے کہ پہلے کہتے تھے کہ انکا جب باپ نہیں تو یہ نبی کیسے اور دوسرے کہتے تھے کہ یہ ابن اللہ ہیں العیاذ باللہ باقی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا نام خصوصی طور پر ذکر نہیں فرمایا کیونکہ (ورفع بعضھم درجات) میں ذات نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے متعین مراد ہے جیسا کہ علم میں تعیین شخصی ہوتی ہے تو اس ابہام میں تفخیم فضلی وہ ہے جو تصریح میں نہیں ہے کذا قال (کشاف) اتنے تک تفضیل رسل علی نبینا وعلیہم الصلوات کا بیان تھا آگے ان کے امم کے حالات کا ذکر ہے کہ اختلاف مذہبی کی بنا پر ان میں قتل وقتال رہا پھر یہی قتل وقتال سبب بنا رہا مستقبل میں مستقل قتل وقتال کا یعنی پہلے قتل وقتال کا سبب اختلاف مذہبی تھا اور بعد میں یہی قتل وقتال سبب بن گیا مستقبل میں مستقل قتل وقتال کا تو (ما اقتتلوا) کے ذکر میں تکرار نہ رہا خلاصہ یہ ہوا کہ امم سابقہ میں بجائے مذہب حق کی پیروی کے مستقل مشغلہ آپس میں قتل وقتال کا رہا۔ ھذا کما قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفارا یقتل بعضکم بعضا) فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتے اللہ تعالی (ہدایت تمام امم کی) مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تو نہ قتل وقتال کرتے وہی لوگ جو بعد گزر جانے انبیاء علیہم السلام کے تھے مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ (قتل و قتال جو کیا) یہ بعد اس کے کہ آچکے تھے ان امم کے پاس (من جہۃ الرسل علیہم السلام) دلائل واضح (مذہب حق پر) وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا (ولکن) اللہ تعالی نے نہ چاہا (انکے درمیان عدم اقتتال کو کیونکہ وہ لوگ) (اختلفوا) اختلاف کیا مذہب میں اختلاف فاحش کے ساتھ کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بعض ان میں سے ایمان بالرسل علیہم السلام پر پختہ وراسخ رہے وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ اور بعض ان میں سے کفر کو اختیار کیا **خلاصہ** یہ ہے کہ انکے مذہبی اختلاف نے تقاضا کیا عدم مشیت الٰہی کو اور پر عدم مقاتلت کے تو ان کے آپس میں اقتتال پر مشیت الٰہی بوجہ انکے مذہبی اختلاف کے تھی وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا اور اگر چاہتے اللہ تعالی (عدم اقتتال کو جو پہلے اقتتال کے بعد ایک مستقل اقتتال کی شکل اختیار کر لیا تھا تھا) تو آپس میں (پہلے اقتتال کے بعد) پھر اقتتال نہ کرتے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۲۵۳ ع ولیکن اللہ تعالی اپنی حکمت کی مطابق جو چاہتے ہیں اپنی قدرت سے وہی کرتے ہیں۔ **نتیجہ** یہ نکلا کہ آپس میں قتل وقتال کی بنا اول مذہبی اختلاف تھا اس بیان واضح وعالی کے بعد تقدیر کی وجہ سے جو جبر کا سوال ہے وہ ختم ہو گیا۔ پہلے دو قصوں سے ترغیب علی الجہاد تھی اب آگے ترغیب علی الانفاق فرماتے ہیں کہ جہاد میں مال کی شدید ضرورۃ ہوتی ہے یا یوں کہا جائے کہ پہلے قصہ کے بعد ترغیب انفاق کی تھی اب دوسرے قصہ کے بعد بھی ترغیب ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۵۴ اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پہلے اس کے کہ وہ دن آجائے (یعنی قیامت کا دن) جس میں (اعمال صالحہ کے نہ ہونے کی صورۃ میں کوئی خرید اعمال صالحہ کی نہ ہوگی اور نہ کوئی دوستی ہوگی (کہ اعمال صالحہ کوئی دوست کسی دوست کو دیوے) اور نہ کوئی سفارش ہوگی (جس میں تمہیں اعمال صالحہ کی ضرورۃ نہ رہے تو اپنی جان کی رہائی کیلئے جیسے اعمال بدنی ضروری ہیں ویسے اعمال مالی بھی ضروری ہیں) اور کافر وہی ظالم ہیں (کہ وہ طاعات بدنیہ ومالیہ کو ترک کر کے فسق بدنی ومالی میں مصروف رہتے ہیں) **نجم الآیۃ** الترغیب الشدید علی الانفاق فی سبیل اللہ تعالی (آگے آیۃ الکرسی میں اللہ رب العزت اپنے صفات عالیہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ جہاد وانفاق فی سبیل اللہ روحانی طبائع پر سہل ہو جائے وروی عن محمد ابن الحنفیۃ انہ قال لما نزلت آیۃ الکرسی خر کل صنم فی الدنیا وکذلک خر کل ملک فی الدنیا وسقطت التیجان عن رؤسھم

وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلوٰۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت ولا یواظب علیہا الا صدیق او صالح ۔ آیۃ الکرسی میں توحید اور صفات علیہ کا ذکر ہے اس کے پچاس۵۰ کلمات ہیں ہر کلمہ میں پچاس۵۰ برکتیں ہیں اور اس کے دس۱۰ جملے ہیں ۱ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ کی ذات (جو تمامی صفات کمال کے ساتھ متصف ہے اور جمیع النقائص سے پاک ہے) وہ ایسا ہے کہ اس کے سوا قابل عبادت کے کوئی نہیں ہے (صرف وہی ذات مستحق للعبادت ہے لفظ (اللہ) کا مبتدا ہے (لا الٰہ الا ھو) خبر ہے)

۲ اَلْحَیُّ خبر بعد خبر ۲ وہ زندہ ہے (ایسا زندہ کہ کبھی بھی اس کی حیاۃ منقطع نہ ہوگی یعنی حیاۃ اسکی صفت ذاتی ہے) ۳ اَلْقَیُّوْمُ وہ ذات قائم بالذات ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والی ہے (یہ دو صفات ایجابیہ ہیں ایسے ایجابیہ جس میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو ثابت ہوگیا کہ استحقاق عبادت میں بھی وحدہ لاشریک لہ ہے کیونکہ معبود برحق کے لوازمات میں سے ہے کہ حیاۃ اسکی صفت ذاتی ہو دوسرے سے نہ ہو اور خود بخود تھمے ہوئے ہو اور اپنے سوا باقی سب کو تھامنے والا ہو تو جب ان صفتوں کے ساتھ وہ ذات جسکا نام (اللہ) ہے مختص ہے کہ اس کے سوا کسی کی یہ صفات نہیں ہیں تو استحقاق عبادت میں وہ ایسا مختص ہے کہ اس کا عبادت میں کوئی شریک نہیں ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ھو) نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی ذات جو (حَیٌّ قَیُّوْمٌ) ہے) ۴

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ نہیں پکڑتی اسکو اونگھ اور نہ نیند (قیل السنۃ من الرأس والنعاس فی العین والنوم فی القلب یہ دو صفات سالبہ ہیں جس میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے جو کہ استحقاق عبادت کے لوازمات میں سے ہیں تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ھو) ۵ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ خالص اس کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (اس ملک میں وہ وحدہ لاشریک لہٗ ہے جو استحقاق عبادت کے لوازمات میں سے ہے اتنی وسیع خلق کا مالک ہونا تو جو مالک مطلق ہو وہی معبود برحق ہے نہ جو مملوک ہے تو شمس اور قمر اور نجوم اور ملائکہ اور اصنام اور طواغیت جو کہ مملوکیت کی قید میں مقید ہیں عبادت کے حقدار نہیں تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ھو) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ایسا کون ہے (ملائکہ میں سے اور اصنام و طواغیت میں سے جنکی مشرکین عبادت کرتے ہیں بایں عقیدہ) کہ (ھٰؤلاء شفعائنا عند اللہ) جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرے کسی کی سوا اسکی اجازت کے (بخلاف مشرکین کے کہ انکو شفیع سمجھکر انکی عبادت کرتے ہیں بایں عقیدہ کہ یہ مستبد شفعاء ہیں کہ انکی شفاعت لازمی قبول کی جاتی ہے خواہ اللہ تعالیٰ کی رضا نہ بھی ہو ٭ وھذا کقولہ تعالیٰ (ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ) (ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ) (ولا یقبل منہا شفاعۃ) (ولا تنفعہا شفاعۃ) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتی تحت العرش فأخر ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی ثم یقال ارفع رأسک وقل تسمع واشفع تشفّع توجب شفاعت استبدادی ختم تو انکی عبادت بھی ختم تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ھو) ۶ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ آسمان اور زمین سے جو پہلے تھا اور جو انکے فناء کے بعد ہوگا سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے (اس صفت میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے جو کہ لوازمات استحقاق عبادت سے ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ھو) وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (وفی الروح) ولا یعلم احدٌ من ھٰؤلاء کنہ شیئ من معلوماتہ تعالیٰ الا بما شاء ان یعلم ۔ یعنی موجودات جو کہ (ما فی السمٰوٰت وما فی الارض) سے ہیں یا مطلق کائنات سے ہیں کوئی نہیں جانتا اس کے معلومات میں سے کسی شیئ کی حقیقت کو مکمل طور پر مگر اتنے قدر جتنے قدر کو وہ چاہے جس کیلئے چاہے (مثلاً مچھر کی پوری حقیقت

Marfat.com

کوئی نہیں جانتا مگر اتنے قدر جتنے کو وہ چاہے جس کسیلئے یہ وصف مختصہ اسکی ہے جو لوازمات استحقاق عبادت سے ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ہو) سے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وسیع ہے کرسی اسکی ساتوں آسمان اور زمین سے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمان اور زمینوں کی مثال کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں کوئی حلقہ انگشتری جیسا ڈال دیا جائے۔ اور روایت میں فرمایا کہ عرش کے سامنے کرسی کی مثال بھی ایسی ہی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں انگشتری کا حلقہ ہو۔ کرسی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی ہے جیسے عرش کی نسبت اللہ کی طرف اور بیت اللہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یہ نسبتیں متشابہات سے ہیں کہ ہر ایک مخصوص نوع تجلیات کے ورود سے مخصوص ہیں۔

وفی القرطبی والکرسی تحت العرش واللہ واضع کرسیہ فوق العرش وقال البیہقی فی ھذہ اشارۃ الی کرسیین احدھما تحت العرش والآخر موضوع علی العرش کرسی اتنی وسیع الخلقت کا ملک مختص ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہے جو لوازمات استحقاق عبادت سے ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ہو) وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا اور نہیں ثقیل وگران حفاظت آسمانوں اور زمین کی اسپر (اور انکے مابین کی اتنی بڑی خلقت کا تھامنا لوازمات استحقاق عبادت سے ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ہو) وَهُوَ الْعَلِيُّ اور وہ بلند شان اور صفات والا ہے (کہ اس کے صفات وشان میں کسی مماثلت کا شائبہ بھی نہیں ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ہو) ع الْعَظِيْمُ ۲۵۵ اور وہ عظیم الذات ہے (کہ ذات کی کنہ کا ادراک کسی کے طاقت میں نہیں ہے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا ہو) وقیل (العلی) ذو العلو والارتفاع علی خلقہ بقدرتہ (العظیم) ذو العظمۃ الذی کل شیئ دونہ فلا شیئ اعظم منہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الکلام القرآن وسید القرآن البقرۃ وسید البقرۃ آیۃ الکرسی) **نجم الآیۃ** بیان جلالۃ الشان لعز اسمہ وجل شانہٗ من حیث لا یدرک کنہھا (جب اسلام کا ملاک توحید ہے اور توحید کا مسئلہ آیۃ الکرسی میں اتنا بیّن ہوگیا ہے گویا کہ مسئلہ توحید بدیہی بن چکا ہے تو اس میں کسی کو جبرا داخل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اکراہ اسکو کہتے ہیں کہ کسی کو غیر پسندیدہ چیز میں جبرا داخل کیا جائے اور اسلام تو عین پسندیدہ وعین حق ہے تو (من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر) لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ زبردستی نہیں ہے دین کے معاملہ میں (کہ جبرا دین اسلام میں لوگوں کو داخل کیا جائے البتہ جو شخص بخوشی دین اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر مرتد ہونے کی کسی کو اجازت نہیں تو اسکو لا اکراہ علی الدین کہا جاتا ہے تو (لا اکراہ فی الدین) فرمایا ہے لا اکراہ علی الدین نہیں فرمایا وکم من فرق بین الجملتین) قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ بیشک واضح ہوگئی یہ بات کہ الایمان رشد وہدایۃ والکفر غی وضلالۃ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ پھر جو شخص معبودان باطلہ کی عبادت سے انکار کرلیا وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ اور اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت پر راسخ رہا۔ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا تو بے شک اس نے پکڑ لیا اور تھام لیا حلقہ اور کڑا مضبوط کو جو ٹوٹنے والا نہیں ہے یعنی دین اسلام کو وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲۵۶ اور اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں (اقوال ظاہرہ کو) اور جاننے والے ہیں (احوال باطنہ کو کہ یہ مخلص مؤمن ہے یا منافق ہے) **نجم الآیۃ** الترغیب علی الرسوخ الایمانی الاخلاصی آگے اسلام کی فضیلت اور کفر کی مذمت کو ذکر فرماتے ہیں اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ مددگار ہے ایمان والوں کا کہ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ نکالتا ہے ایمان والوں کو کئی اندھیروں سے طرف روشنی کے (یہ استمساک بالعروۃ الوثقی کی وضاحت ہے کہ مؤمن نور علی نور ہے کہ اس کے

Marfat.com

اندر معمولی گمراہی کا شائبہ بھی رہنے نہیں دیتا) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ اور وہ لوگ جنہوں نے غیّ اور کفر کو اختیار کیا انکے امور کفریہ کے متولی شیاطین من الانس والجن ہیں يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ وہی شیاطین من الانس والجن اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ نور کا شائبہ بھی ان میں نہ رہے (جیسا کہ حدیث حکیم بن حزام میں ہے قال قلت یا رسول اللہ ارئیت اشیاء کنت اتحنث فی الجاهلية من صدقة او عتاقة وصلة رحم فهل فيها من اجر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمت علی ما سلف من خیر تو معلوم ہوا کہ نور سے مراد کفر میں اسی قسم کی نیکیاں ہیں تو شیاطین ایسے قسم کی نیکیاں نہیں کرنے دیتے تاکہ ان کے سبب مسلمان نہ ہو جائیں بلکہ ظلمات ہی ظلمات میں رہیں ظلمہ کفر کی و شرک کی و بدعت کی و زنا کی و سرقہ کی الخ) اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ایسے قسم کے خسیس صفات والے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

ع ۳۴

نجم الآیۃ نتیجہ رشد اور غیّ کا بیان آگے بطور نمونہ کے فریقین کے احوال کا بیان ہے اسی مناسبت سے ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا بیان کہ (اللہ ولی الذین آمنوا) اور نمرود دہری کا بیان کہ (والذین کفروا اولیٰھم الطاغوت) (والذی حاج) سے مراد نمرود بن کنعان بن کوش ابن سام بن نوح علیہ السلام ہے جو کہ صاحب النار والبعوضۃ ہے وکان جبارا ببابل ـ قال البغوی ملک الارض کلها مؤمنان ذوالقرنین وسلیمان علیه السلام وکافران نمروذ و بختنصر اور ابراہیم علیہ السلام جب اصنام کی گردنیں اڑا دیں تو یہ محاجۃ والا واقعہ پیش آیا اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف سترہ سال کی تھی نمرود لعین دہری تھا یزعم الحوادث بالاتفاق وتجبّر فی الارض وادعی الربوبیة اَلَمْ تَرَ بمعنی هل رأیت قاله الفراء اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ ایا جانتے ہو اس آدمی کو جسنے جھگڑا کیا تھا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسکے رب کے بارے میں (یعنی جانتے ہو کیونکہ تاریخی لحاظ سے یہ قصہ مشہور تھا) اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اسوجہ سے کہ دی تھی اللہ تعالیٰ نے اسکو سلطنت (تو ہوتا تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانتا اور ایمان لاتا ولیکن سلطنت کے غرور میں آکر اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر بن گیا ابراہیم علیہ السلام نے اس کے اس جواب میں کہ کہا نمرود نے من ربك الذی تدعو الیه فرمایا کما قال اللہ تعالیٰ) اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا رب میرا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (یعنی مافوق الاسباب یعنی افعال الٰہیہ احیاء و اماتہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر استدلال پکڑا چونکہ وہ بہت غبی تھا تو کہا کہ ماتحت الاسباب میں بھی محیی و ممیت ہوں ایک بے گناہ کو قتل کروا دیا اور مجرم قتل کو چھوڑ دیا) قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ کہا نمرود نے میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں (اس نے احیاء و اماتہ کا معنی ماتحت الاسباب سمجھا حالانکہ انکی مراد مافوق الاسباب تھی تو ابراہیم علیہ السلام نے دوسری دلیل دی جس میں ماتحت الاسباب اس کا ہاتھ نہ چل سکتا تھا) قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ بیشک اللہ تعالیٰ نکالتا ہے شمس کو مشرق سے (یہ فعل الٰہی بھی دلیل بیّن ہے اوپر وجود اللہ تعالیٰ کے) فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ پھر نکال تو اس شمس کو مغرب سے فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ پھر متحیر ہو گیا کافر (کہ اب کیا جواب دیوے کیونکہ دل تو اس کی مان گئی تھی پھر بھی ایمان نہ لایا تو اپنے نفس پر ظلم کیا فرمایا) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ ایسے قسم کے ظالموں کو (کہ جاننے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں ضدیت کی بنا پر) ہدایت نہیں فرماتے (اسی قصہ میں بیّن دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی ولایت کی مؤمنین کیلئے اور عدم ہدایت کافرین کیلئے آگے

Marfat.com

پھر (ربی الذی یحیی ویمیت) کی مناسبت سے ایک اور قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ بخت نصر نے یہودیوں کی شدید مخالفت میں آکر شہر بیت المقدس کو تہس نہس کردیا جب عزیر علیہ السلام کا اسی شہر منہدم سے گزر ہوا تو اسکے آباد ہونے کی تمنا کی تو اللہ تعالیٰ انکی دعاء قبول فرماتے ہوئے اس شہر کو پھر آباد اور معمور کردیا کہ جب بخت نصر مرگیا اس کے ستّر سال بعد شہر آباد ہوا اور تیس سال آبادی کے بعد جو کہ ایک سو سال ہوتا ہے عزیر علیہ السلام کو جنکی اماتتہ کی مدۃ بھی سو سال ہوگئی انکو دوبارہ زندہ کرلیا تاکہ انکے آنکھوں کے سامنے کرشمہ قدرت کے احیاء واماتتہ کے آجائیں جیسا کہ فرمایا) اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ عطف علی (الذی حاجّ) بمعنی ھل رأیت مثل (الذی مرّ علی قریۃ) والمعنی ایا جانتے ہو اس شخص کو یعنی عزیر علیہ السلام کو کہ گزر کیا شہر بیت المقدس سے (یعنی جانتے ہو کیونکہ واقعہ مشہور تھا قال ابن عباس والمارّ ھو عزیر علیہ السلام وعن علی مثلہ اخرجہ الحاکم وقال عکرمۃ القریۃ بیت المقدس مرّ بہا عزیر علیہ السلام بعد اذ خرّبہا بختنصر وحرقت الکتب حین احدثت بنواسرائیل الاحداث) وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا حالانکہ وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر (کہ اولا مکانات کی چھتیں گرائی گئیں پھر انکی دیواریں جو چھتیں گری ہوئی تھیں ان پر گرائی گئیں) قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا کہا عزیر علیہ السلام نے (علی وجہ التمنی کہ) کیسے زندہ کریگا اللہ تعالیٰ اس شہر کو بعد اسکی موت کے (یعنی کس کیفیت کے ساتھ آباد کریگا اللہ تعالیٰ اس قریہ بیت المقدس کو بعد ویرانگی اس کے یعنی کاشکے اللہ تعالیٰ اسکو پھر آباد شہر بنادے کیونکہ یہ محترم شہر ہے تو سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ اسکو پھر آباد شہر بنادیا ادھر سے انکے تمنائی الفاظوں کے بعد عزیر علیہ السلام پر موت طاری فرمادی کما قال اللہ تعالیٰ) فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ پھر اللہ تعالیٰ انکی روح مبارک کو قبض کرکے سو سال مردہ رکھا (اور وہ وقت ضحی کا تھا کما قال الحسن فلبث میتا اور انکو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نظروں سے مستور فرمادیا جو بھی اسی راستہ سے گزرتا تھا انکو نہ دیکھتا تھا ادھر سے ستّر سال کے بعد بختنصر ہلاک ہوگیا اسکے بعد بنو اسرائیل نے اس شہر کو دوبارہ آباد بنادیا تیس ۳۰ سال کے بعد جو کل سو سال ہوتا ہے عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کردیا تاکہ وہ اپنی دعاء کی اجابتی شکل کو دیکھیں اور لوگوں کیلئے بعث بعد الموت کی دلیل بنیں کما قال اللہ تعالیٰ) ثُمَّ بَعَثَهٗ پھر زندہ کیا انکو اللہ تعالیٰ (یہ زندہ ہونا ایسا ہے جیسا کہ فرمایا (ثم بعثنٰکم من بعد موتکم) اور جیسا کہ فرمایا (موتوا ثم احیاھم) اور جیسا کہ فرمایا (فقلنا اضربوہ ببعضہا کذٰلک یحی اللہ الموتی) اور جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا (واحی الموتی باذن اللہ) فہذہ الواقعات الخمسۃ مذکورۃ فی القرآن اما بعد پھر انکا زندہ ہونا تھوڑا سا پہلے غروب شمس سے تھا) قَالَ كَمْ لَبِثْتَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کتنا وقت اس حالت میں رہے ہو (اس لیئے ان سے پوچھا تاکہ ان پر شئون قدرۃ باہرہ کے ظاہر ہوں) قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ کہا ایک دن اس حالت میں رہا ہوں یا ایک دن سے بھی کم یعنی بہت تھوڑی مدۃ رہا ہوں قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فرمایا اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ اس حالت میں رہے ہو سو سال (پھر جیسے آپ کے بدن مبارک میں تغیر نہیں آیا کیونکہ حدیث میں آیا ہے (ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء) ویسے آپ کے کھانے پینے کے اشیاء میں بھی تغیر نہیں آیا کما قال اللہ تعالیٰ) فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ پھر اپنے کھانے پینے کے اشیاء کو دیکھو کہ ان میں بھی ذرا بھر تغیر نہیں آیا (کہتے ہیں طعام انکا انگور تھے یا انجیر اور پینے کیلئے دوشاب انگوروں کا تھا یا دودھ تھا) وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ اور دیکھو اپنے سواری کے گدھے کو (کہ کیسا اس کا حال ہے کہ سڑ گل گیا ہے پھر عنقریب اسکو آپ کے سامنے زندہ کرتے ہیں تاکہ آپ عجائبات

Marfat.com

قدرۃ کا نظارہ دیکھیں ہم نے ایسا کیوں کیا ہے کہ آپ کو سو سال کی موت کے بعد زندہ کیا ہے الخ تاکہ آپ کے اس واقعہ کو بعث بعد الموت کی دلیل بنائیں
کما قال اللہ تعالیٰ وفعلنا ذلک لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (اور ایسا ہم نے اس لیئے کیا ہے تاکہ آپکو (ای آپ کی حیاۃ بعد الموت کو) لوگوں کے
نفع کیلئے بعث الموت کی دلیل بنائیں (پہلے تھا کہ گدھا کی سڑی گلی حالت کو دیکھو اب اس کے از سر نو ایجادی ترکیب کو دیکھو کما قال اللہ تعالیٰ)
وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا اور نظر کرو گدھا کی ہڈیوں کی طرف کہ کسطرح ہم اسکو ابھار کر جوڑ دیتے ہیں ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا پھر ان ہڈیوں
پر گوشت چڑھا دیتے ہیں (پھر اس میں جان ڈال دیتے ہیں) فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ پھر جب اُن پر یہ کیفیت واضح ہوگئی قَالَ اَعْلَمُ تو کہا میں زیادہ جانتا
ہوں (بنا بر مشاہدہ کے) اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۲۵۹ کہ بیشک اللہ تعالیٰ اوپر ہر شیئ کے قادر مطلق ہیں (اسی قصہ کو ارتباط قوی ہے ساتھ
(ربی الذی یحیی ویمیت) کے پھر آیت کا معنی ہوگا (ربی الذی یحیی) ای بعد الاماتۃ وانت لا تقدر علی ھذا اطلقا اس کے بعد اللہ تعالیٰ احیاء
بعد الاماتۃ کا اور قصہ ذکر فرماتے ہیں جس کا تعلق ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہے فرمایا) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى
اور یاد کرو جبکہ کہا تھا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے ربّ دکھلاؤ مجھ کو کیسے آپ زندہ کروگے موتی کو ای قیامت کے دن (وقال الحسن سال لیزداد
یقینا الی یقینہ ای احب ان یترقی فی علم الیقین لانہ کان مألوفا من قبل ھذا الی مشاھدۃ امثالھا کما قال اللہ تعالیٰ (وکذلک
نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین) ای بعین الیقین) قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا آپ
اس بات کا یقین نہیں رکھتے ہو (یہ اس لیئے فرمایا تاکہ لوگوں کو شبہ نہ ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوال بوجہ انکار احیاء موتی کے تھا) قَالَ بَلٰى
وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ جواب میں کہا ایمان تو میرا پختہ ہے (لیکن قلب میرا کیفیت احیاء موتی کے مشاہدہ پر مضطرب ہے تو آپ کے فعل
احیاء کے مشاہدہ پر میرے عشق قلبی کو اطمینان ہو جائے گا قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (اجابۃ دعا پر فرمایا) لیلو چار
پرندے اپنے پاس (پھر ہر ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو) ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر رکھدو اوپر ہر پہاڑ کے
ہر ایک سے ایک ایک ٹکڑا (پھر تعمیل حکم کی کرتے ہوئے چار پرندے لیلئے یعنی طاؤس ای مور اور دیک ای مرغا اور غراب ای کاں اور حمام ای کبوتر پھر ہر ایک
کو چار چار ٹکڑے کرکے چار پہاڑوں پر ٹکڑے رکھے یعنی ایک ایک پہاڑ پر ہر پرندہ سے ایک ایک ٹکڑا رکھا فرمایا) ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا (اس فعل
کے بعد بلاؤ انکو آئیں گے آپ کے پاس دوڑتے ہوئے (تو انہوں نے انکو بلایا فرمایا تعالین باذن اللہ کما کنتن فوثب کل اربع منھا صاحبہ حتی اجتمعن
فکان کل طائر کما کان قبل ان یقطعہ وقیل یا ابراھیم ھکذا یجمع اللہ العباد ویحیی الموتی للبعث من مشارق الارض ومغاربھا وشامھا ویمنھا
فاراہ اللہ تعالیٰ احیاء الموتی بقدرتہ حتی عرف ذلک بغیر ما قال نمرود من الکذب والباطل وقال ابن عباس امر اللہ تعالیٰ ابراھیم بھذا
قبل ان یولد لہ ولد وقبل ان ینزل علیہ الصحف) وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۶۰ اور پختہ یقین کرلو (جو کہ شان شایان مقام خلّت کے ع
ہے) کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر کام کرنے پر ما فوق الاسباب بڑے غلبہ والا ہے (پھر جن کاموں کو ما تحت الاسباب کرتے ہیں) حکمت والے ہیں اسمیں کئی حکمتیں
ہوتی ہیں) **نجم القصص الثلاثۃ** الردّ علی نمرود بان قال (انا احی وامیت) بابلغ الوجوہ بحیث لا یخفی علی من لہ

Marfat.com

ادنی بصیرۃ ثم لھذہ القصص ارتباط قوی بقولہ تعالیٰ (الحی القیوم) الی قولہ (وھو العلی العظیم) فثبت قولہ تعالیٰ (اللہ لا الٰہ الا ھو)
(جب اللہ تعالیٰ نے دلائل حسیہ وظاہرہ جو بعث بعد الموت پر دال تھے ذکر فرمایا تو آگے اللہ تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کو ذکر فرماتے ہیں جو کہ بمنزلہ
قرض حسن کے ہے جسکی ادائے گی شدۃ حالت میں کیجائیگی جو کہ دن قیامت ہے فرمایا) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۶۱ (تمہیدًا عرض ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے یہاں سے لاکر چار رکوع تک اسلام کے معاشی نظام کے اہم پہلو کو ذکر فرمایا ہے جس کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ ضرورت اصلی سے جو زائد مال ہو اللہ تعالیٰ
کی رضاء کیلئے فقراء پر خرچ کیا جائے دوسرا یہ کہ سودی کاروبار کو حرام قرار دیکر اس سے بچنے کیلئے ہدایات جاری کئے گئے ہیں یہاں سے دو رکوع تک پہلے حصہ
کا ذکر ہے اس کے بعد دو رکوع تک سودی کاروبار کی حرمت کا بیان ہے اور قرض اور ادھار کے جائز طریقوں کا بیان ہے فرمایا (الذین ینفقون اموالھم
الی آخر الآیٰت) ھذہ الآیۃ مرتبطۃ ایضا بآیۃ (یا ایھا الذین آمنوا انفقوا) وبآیۃ (من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا) وبآیۃ (وانفقوا فی
سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ) وبآیۃ (وآتی المال علی حبہ) وبآیۃ (ومما رزقناھم ینفقون) وعن ابن عمر لما نزلت ھذہ الآیۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب زد امتی فنزلت (من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ اضعافا کثیرۃ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رب زد امتی فنزلت (انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب) والمعنی مثال اور حال عجیب وغریب ان لوگوں کا جو خرچ کرتے ہیں اپنے
مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مثل حال عجیب وغریب ایک دانہ کے ہے جو اگائے سات بالیں یعنی سات سٹوں کو ہر بال یعنی ہر سٹے میں ایک سو دانہ ہو یعنی ایک
دانہ سے سات سو دانے اگیں (یعنی مثلاً ایک درہم حلال کا ہو محض رضاء جوئی اللہ تعالیٰ کی ہو فقراء پر صرف ہو دینے کے بعد مَن اور ایذاء بھی نہ ہو تو اس کا ثواب
سات سو درہم کا ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے اوپر سات سو کے جس کیلئے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (ان کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے
جاننے والے ہیں نیات کو (کہ اخلاص ہوگا تو اتنی وسعت ہوگی والا فلا) **نجم الآیۃ** بیان فضائل الانفاق فی سبیل اللہ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ
لَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۲۶۲ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی نیک کاموں میں) پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں
اور نہ ایذاء دیتے ہیں (کہ ان پر فخر کریں اور انکو ذلت کی نگاہ سے دیکھیں) ان کیلئے حسب وعدہ اجر ہے ان کے رب کے ہاں اور قیامت کے دن نہ ان پر کوئی خوف
خطرہ ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے (کہ مال خرچ بھی کیا اور اجر بھی نہ ملا نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے) **نجم الآیۃ** بیان الشرائط لبقاء الصدقات
فی یوم القیامۃ آگے فرماتے ہیں قول معروف سے سائل کو واپس کرنا بہتر ہے صدقہ سے جس میں سائل کو ایذا دیا جائے یعنی ایذاء سے نہ دینا بہتر ہے یعنی ایذاء
بعد الصدقۃ اتنا قبیح ہے قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (ناداری کی حالت میں) مناسب بات کہنا (مثلاً کہا جائے یرحمک اللہ تعالیٰ یا کہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں دوں گا) وَّ
مَغْفِرَةٌ اور (اگر سائل تنگ کرے) تو اس سے تجاوز کرنا خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى بہتر ہے بہ نسبت صدقہ کے کہ جس کے بعد ایذاء پہنچایا
جائے **نجم الآیۃ** فی حالۃ الفقر الآداب الاسلامیۃ آگے صدقات کو باقی رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کے بطلان کے ترہیب فرماتے ہیں

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى اے ایمان والو باطل وبرباد مت کرو ثواب کثیر اپنے صدقات کا احسان
جتلا کر اور ایذاء دیکر (یعنی ایسے قسم کا صدقہ بطلان میں ایسا ہے) كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
جیسا کہ ایک شخص خرچ کرتا ہے مال اپنے کو لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر (اس سے مراد منافق ہے
کہ جیسا کہ منافق کا صدقہ باطل ہے کہ آخرۃ میں اس صدقہ کا وجود تک نہ ہوگا ویسا ہی وہ صدقہ جسکے پیچھے احسان جتلانا ہو اور ایذاء ہو اس قسم کے صدقہ
کی عدم وجود کی مثال ایسی ہے جیسا کہ) فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا سو اسکی مثال ایسی ہے
جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہو کچھ مٹی پھر برسا اسپر زوردار مینہ پھر چھوڑا اسکو بالکل صاف لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا دونوں
قسموں کے متصدق (قیامت کے دن) نہ قادر ہوں گے اوپر حاصل کرنے ایسے قسم کے صدقات کے ثواب کو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶۴
اور اللہ تعالیٰ نہیں راستہ بتلائیں گے قیامت کے دن ثواب کے گھر کا یعنی جنت کا قوم کافرین کو **نجم الآیۃ** الترھیب علی بطلان ثواب الصدقات
یوم القیامۃ بوجہ المن والاذی والریاء فی الآیۃ ابطالان الاول افسادہ بعد صحتہ بوجہ المن والاذی والثانی اتیانہ باطلا من الرأس
بوجہ الریاء ★ آگے دو مثالیں ذکر فرماتے ہیں ایک صدقات مقبولہ کی دوسری صدقات غیر مقبولہ کی وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور حال عجیب وغریب ان لوگوں کا جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی نیت سے وَتَثْبِيْتًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور اپنے دلوں کو ایمان پر راسخ کرنے کی نیت سے (تو معلوم ہوا کہ انفاق فی سبیل اللہ سے جیسے آخرۃ کا اجر ملتا ہے ویسے
دنیا میں ثبات علی الایمان بھی ہوتا ہے) كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ مثل حال عجیب وغریب ایک
باغ کے ہے جو کسی ٹیلے یعنی زمین کی اونچی سطح پر ہو (جو آسمان کو بہ نسبت اور سطح زمین کے زیادہ قریب ہو کہ ایسے باغ کا پھل دوہرا چوڑا ہوتا ہے)
پھر اس پر زوردار بارش پڑی ہو پھر دیا باغ پھل اپنا دوہرا فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ پھر اگر زوردار مینہ نہ پڑے تو ہلکی سی پھوار
(یعنی ہلکی سی بارش) بھی اسکو کافی ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۲۶۵ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو اچھی طرح سے دیکھ بھال کرتے
رہتے ہیں (اگر نیت خالصہ ہوگی تو ثمرات اخروی بغیر حساب کے ملیں گے) **نجم الآیۃ** المثال العالی للصدقات المقبولۃ اَيَوَدُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ
لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی ایک کہ اس کیلئے ایک باغ ہو کھجوروں کا اور
انگوروں کا اس باغ کے درختوں کے نیچے نہریں چل رہی ہوں (جس سے وہ درخت سرسبز وشاداب ہوں) اور اس شخص کیلئے اس باغ
میں اور طرح کے میوے بھی ہر قسم کے ہوں پھر آپہنچا ہو اسپر بڑھاپا اور اس شخص کی اولاد کمزور ہو (کہ کمانے کی انمیں صلاحیت نہ ہو) پھر
پہنچے اس باغ پر ایک بگولہ جس میں آگ ہو پھر وہ جل جائے (تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت کسی کو پسند نہیں ہے تو بعینہ ایسی مثال ہے اس آدمی کی جس
نے صدقہ تو کیا ولیکن من وایذاء کی وجہ سے وہ صدقہ باطل ہوگیا کہ قیامت میں شدید ضرورت کے وقت کام نہ آیا) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

Marfat.com

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ اسی طرح بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے نفع کیلئے مثالوں کو تاکہ تم انمیں سوچا کرو **نجم الآیۃ** ع ۳۶ ۲
المثال السفلی للصدقات الغیر المقبولۃ (انہیں آیات سے صدقات کے مقبول ہونے کے چند شرائط معلوم ہوتے ہیں ۱ مال حلال کا ہو (کمثل حبۃ
توجیسے دانہ وہ اگتا ہے جو صحیح ہو ویسے مال انفاق میں وہ قبول ہوتا ہے جو حلال کا ہو ۲ انفاق سنت کے مطابق ہو جیسے دانہ صحیح وہ اگتا ہے جو قوانین
زراعت کے مطابق زمین میں ڈالا گیا ہو ۳ صحیح مصرف پر انفاق ہو جیسے زمین قابل زراعت کی ہوگی تو دانہ اُگے گا ۴ انفاق میں نیت خالصہ
ہو (ابتغاء مرضات اللہ) ۵ احسان جتلانا نہ ہو ۶ فقیر سے ایسا کوئی معاملہ نہیں کرنا جس میں اسکی تحقیر اور اسکو ایذاء ہو (لا تبطلوا
صدقاتکم بالمن والاذی) آگے ذکر فرماتے ہیں کہ انفاق فی سبیل اللہ میں اطیب مال ہو نہ ردی قال اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اے ایمان والو خرچ کرو اپنی کمائی سے حلال مال کو جو عمدہ ہو ردی نہ ہو (من النقد وعروض التجارۃ والمواشی
ومن الذہب والفضۃ) وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور خرچ کرو اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے نفع کیلئے زمین سے نکالا ہے (من الحب والتمر
والنبات والمعادن والرکاز وفی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت السماء والعیون اوکان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر
وفی الروح واستدل بہا علی من زرع فی ارض الخراج فالزکوۃ علیہ (ای العشر) لاعلی رب الارض لان (اخرجنا لکم) یقتضی کونہ علی الزارع وفی
سورۃ الانعام (واتوا حقہ یوم حصادہ) یہاں سے استدلال ہے کہ عشری زمین کی ہر قلیل وکثیر پیداوار پر عشر واجب ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ
تُنْفِقُوْنَ اور نہ قصد کرو ردی چیز کی طرف کہ اس سے خرچ کرو وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ حالانکہ تم خود اس ردی کو کسی سے
نہیں لینے والے ہو مگر چشم پوشی کر جاؤ (**مطلب** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ معاملہ مالی نہ کرو جو اپنی ذات کیلئے پسند نہیں کرتے ہو) وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں (کہ ایسی ردی چیزوں سے خوش ہو جائیں) تعریف کے لائق ہیں (تو اس
کے راہ میں مال بھی وہی خرچ کرو جو تعریف کے لائق ہو کہ عمدہ ہو اور حلال ہو) **نجم الآیۃ** الترغیب علی انفاق الطیبات والتحذیر علی انفاق مال الخبیث
اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرنے پر شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری بات کا یعنی بخل کا مشورہ دیتا ہے
والعرب تسمی البخیل فاحشا **نجم الآیۃ** التلبیسات الشیطانیۃ علی الانفاق فی سبیل اللہ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا اور
(علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے تمہارے ساتھ انفاق پر اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور
اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں یعنی اس کے خزانے وسیع ہیں عَلِيْمٌ ۝ جاننے والے ہیں (کہ نیت کے موافق ثمرہ دیتے ہیں) اس آیت کا تعلق ابتداء سے ہے یعنی
(مثل الذین ینفقون) سے تا (ان اللہ غنی حمید) تک ہے **نجم الآیۃ** انفاق پر عہود الٰہیہ کا بیان پھر آگے فرماتے ہیں ان مضامین
دینیہ کو وہی سمجھے گا جسکو فہم فی القرآن ہو يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے فہم فی القرآن جس کو چاہتا ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور جو شخص دیا گیا القرآن بعلم التفسیر (نہ صرف الفاظ قرآنیہ کیونکہ الفاظ قرآنیہ نیک اور فاسق دونوں جاننے والے
ہوتے ہیں ھکذا فسرہ ابن عباس) پس تحقیق دیا گیا بہت خیر کو کہ خیر الدارین کو جمع کر لیا کما قال اللہ تعالیٰ (ھل یستوی الذین یعلمون والذین

لایعلمون) وکما قال اللہ تعالی (قل متاع الدنیا قلیل) وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ اور نہیں نصیحت قبول کرتے یا نہیں یاد رکھتے ان احکامات کو مگر صاحب عقل کامل کے ای جنکا عقل سالم ہے شائبہ فساد سے **نجم الآیۃ** بیان فضیلت العلم بعد بیان فضیلت الانفاق چونکہ صدقات جیسے علانیہ ہوتے ہیں ویسے سرا بھی ہوتے ہیں تو فرمایا سب کو باخوبی جانتے ہیں جسپر جزا مرتب ہوگی وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ اور تم جس قسم کا خرچ کرتے ہو (خواہ وہ طعام ہو یا لباس ہو یا سونا چاندی ہو الخ) أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو (بالمال یا بالافعال کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو فی سبیل اللہ مثلا سو روپیہ کسی فقیر کو دوں گا یا اتنے رکعات نفل پڑھوں گا) فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ بیشک اللہ تعالی جانتے ہیں اسکو (جسپر جزاء مرتب ہوگی) وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ اور نہیں ہے بے جا خرچ کرنے والوں کیلئے اور خلاف شرع کے کام کرنے والوں کیلئے اور خلاف شرع کے نذر ماننے والوں کیلئے قیامت کے دن کوئی حمایتی اور مددگار (کیونکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر خود ظلم کیا ہے جبکہ فرمایا تھا (وما انفقتم من نفقۃ) تو یہ دو قسم پر ہے جہارا و سرًا) فرمایا إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر ظاہر کرکے دو صدقات کو تو اچھی بات ہے (کہ اس میں دوسرے اسکو دیکھکر اسکی اقتداء کریں گے اور اس میں فقیر کا اکرام بھی ہے والتقدیر فنعم شیئا ابداءھا) وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور اگر اخفاء کرو صدقات کا اور دیدو صدقہ فقیروں کو پھر بھی اخفاء بہت بہتر ہے تمہارے لیئے (کہ مصرف پر خرچ ہوا اور ریاء کے شائبہ سے بھی محفوظ رہا وعن ابن عباس صدقۃ السر فی التطوع تفضل علی علانیتھا سبعین ضعفا وصدقۃ الفریضۃ علانیتھا افضل من سرھا بخمس وعشرین ضعفا) وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ اور ہر قسم کے صدقہ پر تمہارے بعض گناہوں کا کفارہ فرمائیں گے (تو صدقہ پر اجر بھی اور کفارہ بھی یہ جزاء صدقہ کی) وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ اور اللہ تعالی تمہارے تمام عملوں سے باخبر ہیں (جسپر عمل کے مطابق جزاء وسزا دیں گے ان خیرا فخیر وان شرا فشر) **نجم الآیۃ** بیان الفضیلۃ للصدقات السریۃ والعلانیۃ بشرط الاخلاص والاجتناب عن المن والاذی الخ لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ آپ کے ذمہ واجب نہیں ہے لوگوں کو ہدایت پر لانا (یعنی (ان انت الا نذیر و بشیر) (وما علیك الا البلاغ المبین) آیۃ کریمہ مرتبط ہے ساتھ آیۃ کریمہ (یؤتی الحکمۃ من یشآء) کے یعنی فہم فی القرآن اور عمل بالقرآن کی توفیق دیتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے یہ کام آپ کے ذمہ نہیں ہے) بلکہ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ولیکن اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اصلی مقصد پر پہنچاتا ہے اور فہم فی القرآن وعمل بالقرآن کی توفیق دیتا ہے (اس آیۃ سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ کے اصول اثباتی ومنفی مذکور تھے پھر فرمایا انہیں اصولوں پر عمل کرانا آپ کے ذمہ واجب نہیں پھر آگے ترغیبی الفاظ ذکر فرماتے ہیں کہ) وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ اور تم جو شیء خرچ کرو حلال طیب سے تو اسکا فائدہ تم کو پہنچے گا * آگے شہادتی الفاظ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس میں ترغیب زیادہ ہے وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ اور نہیں خرچ کرتے ہو اے جماعت مؤمنین مخلصین کی مگر برائے طلب رضاء اللہ تعالی کے وقیل انہ نفی بمعنی النہی ای لا تنفقوا (الا ابتغاء وجہ اللہ) ای فائدہ اسی خرچ کا تب ہوگا ایک تو یہ ہے کہ مال حلال کا عمدہ ہو دوسرا مقصد رضاء اللہ تعالی کی ہو آگے مزید ترغیب ہے وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ اور جو تم حلال مال عمدہ کو خرچ کروگے اس کا اجر تم کو وافر، وافی، کافی ملیگا وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ اور تم کو حسب وعدہ کے اجر میں کمی نہ دیجائے گی۔

نجم الآیۃ ماننے والوں کے حق میں شہادتی الفاظ کہ یہ صرف رضاء حق الٰہیہ کی نیت سے خرچ کرتے ہیں اور نہ ماننے والوں کے حق میں فرمایا

Marfat.com

(لیس علیك هداهم) آگے انحص الخاص مصرف کو ذکر فرماتے ہیں لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صدقات کے اصل حقدار وہ حاجت مند ہیں جو کہ رُکے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں (تحصیل علوم ظاہرہ اور باطنہ کیلئے اور جہاد کیلئے) اسی کا اولیٰ مصداق فقراء مہاجرین ہیں جو کہ اصحاب صفہ کے تھے جو کہ تقریباً چار سو تک تھے) لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ طلب معاش کیلئے کہیں سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (کیونکہ زندگی کے اوقات کو طلب علم اور جہاد کیلئے وقف کر دیا ہے) یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ بوجہ احتراز عن السوال کے ناواقف لوگ انکو مالدار خیال کرتے ہیں تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ آپ پہچانتے ہیں انکو انکے علامات ظاہرہ سے (کہ چہرہ پر فاقہ کے اثرات نمایاں ہیں کما جاء فی الحدیث کان رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی بالناس تخر رجال من قیامهم فی صلوتهم لما بهم من الخصاصة وهم اهل الصفة) لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ چمٹ کر (کیونکہ جو شخص شدید فاقہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ چمٹ کر مانگتا ہے بنابریں لوگوں کو انکے فاقہ شدید کی خبر نہیں ع ۳۷ ۵
ہے پھر آگے ایسے جو اصل حقدار ہیں ان پر انفاق کی ترغیب دیتے ہیں) وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ اور جو مال خرچ کروگے (ایسے لوگوں پر) بیشک اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح جاننے والے ہیں (یعنی اجر کثیر اضعافاً مضاعفاً دیگا) **نجم الآیۃ** انفاق فی سبیل اللہ میں اعلیٰ مصرف کا

بیان، پھر آگے ان آیات کا خلاصہ کا بیان فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) رات کو اور دن کو چھپا کر اور ظاہر میں تو ان کیلئے ثواب ہے ان کا اپنے رب کے ہاں اور نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے **نجم الآیۃ** ایسے فقراء پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان (یہاں تک فضیلت انفاق فی سبیل اللہ کا بیان تھا آگے چھ آیات تک سود کی حرمت کا بیان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء ستہ ربویہ کو بیان فرما کر اصول ربوا کا ذکر فرمایا ہے کما فی مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد واستزاد فقد اربی الآخذ والمعطی فیه سواء * پہلے نقدیات کا ذکر یعنی سونا و چاندی جن کی اصلی خلقت ثمنیت اور نقدیت کیلئے ہے پھر گندم و جو کا جو کہ اصلی مطعم انسانی ہے پھر کھجور کا جس میں طعمیت اور ادامیت ہے پھر نمک کا جس میں صرف ادامیت ہے امام ابوحنیفہ نے ان میں زیادتی کی حرمت کو جنس اور قدر ٹھہرایا ہے تو چاول کو بھی اشیاء ربویہ سے شمار کیا ہے کیونکہ چاول میں قدر اور جنس دونوں علتیں موجود ہیں والبحث فی علله طویل فلیطالع فی الفقه یعنی بیعوا ای بیچو سونے کو ساتھ سونے کے اور چاندی کو ساتھ چاندی کے اور گندم کو ساتھ گندم کے اور جو کو ساتھ جو کے اور کھجور کو ساتھ کھجور کے اور نمک کو ساتھ نمک کے برابر سرابر سودا دست بدستی ہو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا بیشک اس نے سود کا ارتکاب کیا لینے والا دینے والا گناہ میں برابر ہیں و فی حدیث عبادة بن الصامت فاذا اختلفت هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید اور حدیث عبادہ بن صامت میں ہے پھر جس وقت مختلف ہوں یہ اقسام یعنی جنس مختلف ہو مثلاً سونے کی بیع چاندی سے ہو اور گندم کی ساتھ جو کے ہو اور کھجور کی ساتھ نمک کے ہو تو زیادتی جائز ہے مثلاً سونا کے ایک تولہ کی بیع چاندی کے دس تولے کے ساتھ جائز ہے اور مہلت حرام ہے یعنی سودا بدستی ہو اور ادھار نہ ہو وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم للربوا سبعون حوبا ایسرها ان ینکح الرجل امه رواه ابن ماجة **خلاصہ** یہ ہے کہ شریعت نے سود کو حرام کر کے

معیشت کو اعتدال پر رکھا ہے کہ سود دینے والا فقیر تر نہ ہو جائے اور لینے والا امیر ترین نہ ہو جائے کہ فقیر تو بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھا پھرے اور امیر ترین لوگوں کے کتے مکھن کھاتے رہیں اور بنگلوں میں رہیں **والرّبوا** فی الشرع عبارۃ عن فضل مال لایقابلہ عوض فی مقابلۃ مال بمال ★ الرّبوا شریعت میں نام ہے اس زائد مال کا جس کے مقابلہ میں عوض مال نہ ہو جیسے چاندی کے ایک درہم کی بیع دو درہم کے ساتھ اس کا نام ہے ربوا و سود تو دوسرا درہم لینے والے کے گھر میں مفت آگیا اور دینے والے کے گھر سے بھی مفت نکلا تو لینے والا اسی طرح امیر بنتا جائیگا اور دینے والا فقیر بنتا جائیگا علی ھذا القیاس تو ایسا قسم کا لین دین معیشت کیلئے تباہ کن ہے البتہ بیع و شرا میں ادہار کا لین دین جائز ہے قال اللہ تعالٰی (احل اللہ البیع وحرّم الربوا) تو صدقہ اور سود کا مقابلہ تضادی ہے کہ فرمایا (واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا) اور فرمایا (یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات) ۱ **اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ** جو لوگ کھاتے ہیں سود کو یعنی (لیتے ہیں سود کو) نہیں کھڑے ہوں گے قبروں سے مگر جیسا کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو جن نے بدحواس بنا دیا ہو لپٹ کر یعنی پاگل بنا دیا ہو (سود خوروں کی یہ علامت ہوگی قیامت کے دن جب قبروں سے نکلیں گے قد انتفخت بطونھم کالحبالی فھم اذا خرجوا من قبورھم یقومون ویسقطون فذٰلك اشعار لھم یُعرفون بہ یوم القیامۃ ثم العذاب من وراء ذٰلك جیسا کہ اس امت کے مطیعین کے بارے میں آیا ہے کہ یُبعثون یوم القیامۃ غرّا محجلین من آثار الوضوء پھر اس کے بعد ذکر فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے) **ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا** (یہ سزا اس لیئے ہوگی کہ سود خوروں نے سود کے حلال ہونے پر استدلال پکڑا ہے کہ بیشک بیع بھی مثل ربوا کے ہے (یعنی لو کان الربوا حراما لزم ان یکون البیع حراما لان البیع مثل الربوا واللازم باطل فالملزوم ایضا باطل پھر اللہ تعالٰی نے انکے قول کو شاہانہ انداز میں ردّ فرمایا) **وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا** حالانکہ اللہ تعالٰی نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے (تو تمہارا قیاس منطقی غلط ہے) **فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ** پھر جو شخص کہ آگیا اس کے پاس سود کے بارے میں رکاوٹ زجری اس کے رب کی طرف سے پھر آگے کیلئے سودی کاروبار سے رک گیا تو پہلے رکاوٹ زجری سے جو لیا تھا وہ اس کا ہے **وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ** اور باطنی معاملہ اس کا اللہ تعالٰی کی طرف ہے (کہ توبہ صدق دل سے کی ہے یا منافقۃ اگر توبہ صدق دل سے کی ہے تو گناہ معاف ورنہ پہلا لیا ہوا مال سودی تو اس کا ہے البتہ گناہ ذمہ میں باقی ہے) **وَمَنْ عَادَ** اور جو شخص نہی سنکر پھر سود کی طرف عود کریگا **فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ** پس یہ لوگ ناری ہیں بوجہ گناہ کبیرہ کے **هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ** ۲۷۵ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے بوجہ عدم اہمیت نہی کے ۲ **یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ** مٹاتا ہے اللہ تعالٰی سودی کاروبار میں برکات کو (کہ اس میں نحوست ہی نحوست ہوگی) و بڑھاتے رہتے ہیں برکات صدقات کے کو (کہ مال میں برکت ہی برکت ہوتی رہے گی) **وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ** ۲۷۶ اور اللہ تعالٰی ناراض شدید رہتے ہیں ہر اس آدمی پر جو ناشاکر ہے (کہ سودی کاروبار کرنے والا نعمت مالی کی ناشاکری عملی میں مبتلا ہے) جو بڑا گناہ گار ہے (کہ باوجود حرام سمجھنے کے اس گناہ میں مبتلا ہے اور اگر وہ حلال اور جائز سمجھتا ہے تو حقیقتاً وہ بڑے کفر میں مبتلا ہے جیسے وہ بڑا گناہ گار ہے) ۳ **اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ** ۲۷۷ (چونکہ سود

Marfat.com

خوروں کے بارے میں فرمایا (واللہ لایحب کل کفار اثیم) توان کے مقابلہ میں (واٰتوا الزکوۃ) زکوۃ کے دینے والوں کی فضیلت کوذکر فرمایا ہے
تواشارۃً معلوم ہوا کہ سودخور زکوۃ کے دینے سے محروم رہتے ہیں نیز زکوۃ دینے والے اسکی فضیلت کوتب حاصل کریں گے جبکہ بقیہ ارکان دین کے پابند ہونگے
توفرمایا بیشک وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا اوراعمال صالحہ کرتے رہے اور بالخصوص نماز کے پابند رہے اور زکوۃ دیتے رہے اس کا ثواب آخرۃ میں ان کے
رب کے ہاں محفوظ ہے اوران پر نہ کوئی خوف وخطرہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ اے ایمان والو ڈرتے
رہو اللہ تعالیٰ سے یعنی عذاب الٰہی سے وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝٢٧٨ اور چھوڑ دو (بعد نہی سود کے) بقایا سود کو اگر تم
ایماندار ہو (کیونکہ ایمان کا تقاضا ہے کہ بعد نہی کے منہی عنہ سے باز آجانا) ۞ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ پھر اگر
اصل قرض پر جو سود ہے اسی سود کو نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ ساتھ جنگ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (یعنی تمہارے خلاف
جہاد کیا جائے گا تو معلوم ہوا کہ سود کے خلاف جہاد فرض ہے) وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ اور اگر تم نے عزم بالجزم کر لیا ہے بعد
توبہ کے (سود سے ترک جانے کا اور بقایا رقم سود کے نہ لینے کا) تو تمہارے لیئے ہے اصل مال تمہارا یعنی اصل قرضہ ہے لَا تَظْلِمُونَ نہ ظلم کرو
کسی پر (کہ اصل قرضہ سے بطور سود کے زیادہ لو اخبار بمعنی النہی) وَلَا تُظْلَمُونَ ۝٢٧٩ اور نہ ظلم کئے جاؤ گے (کہ اصل مال وقرضہ تمہارا ختم ہو
ایسا نہیں ہے) وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ (پہلے (فلکم رؤس اموالکم) غنی کے بارے میں تھا اور اگر مقروض تنگ دست ہے کہ فی الحال
اسکو اصل قرض کے ادائیگی کی بالکل وسعت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے) کہ قرض خواہ ایسے قرض دار کو مہلت دیوے تا اس کے آسودگی تک وَأَنْ تَصَدَّقُوا
خَيْرٌ لَكُمْ اور یہ کہ اے قرض خواہ ایسے تنگ دست قرضدار کو اصل قرضہ معاف کر دو تو بہتر ہے تمہارے لئے (باعتبار اجر کے) کیونکہ تنگدستی نے تو اسکو
تجھ سے قرضہ سود پر لینے پر مجبور کیا ہے) إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٢٨٠ اگر تم کو معلوم ہو کہ مہلت میں بہ نسبت عجلہ کے اور اصل کی معافی میں بہ نسبت اصل
قرض لینے میں کتنا ثواب ہے (پھر سود کی حرمت کے بعد تھدید احساب فی یوم القیامۃ کا بیان ہے) وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ
كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝٢٨١ ع اور ڈرتے رہو مخالفت احکام الٰہیہ میں عذاب اس دن سے کہ لائے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب ع ۳۸ ۶
کیلئے پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر شخص بدلہ اس کا جو اس نے کیا تھا دنیا میں اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا (حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت نزول
کے اعتبار سے سب سے آخری آیت ہے اس کے اکتیس ۳۱ دن بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اس آیت کو آیۃ الربوا وآیۃ الدین کے درمیان رکھو (وحدے) مکی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جاء نی جبرئیل فقال اجعلوھا علی رأس
مأتین وثمانین آیۃ من البقرۃ ★ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا (واحلّ اللہ البیع وحرّم الربٰوا) ربوا کی حرمت کے بعد بیع میں جو ادھار کے لین
دین ہوں اس کے اصول کو ذکر فرماتے ہیں) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ اے ایمان والو
جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا ایک میعاد معین تک (تو اس کے دستاویز کو برائے یادداشت) لکھ لیا کرو (پھر اسکی قیمت اور ثمن ادھار پر ہو جیسے مطلق
بیع کہ ثمن بذمہ مشتری ہو یا مبیع یعنی مسلم فیہ جو بذمہ بائع یعنی رب السلم ہو جیسے بیع سلم کی یعنی دین بذمہ مشتری ہو یا بذمہ بائع پہلے میں دین کو ثمن

Marfat.com

کہتے ہیں دوسرے میں دین کو مسلم فیہ کہتے ہیں جو بھی ہو اسکی میعاد ادائیگی متعین ہو کہ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو دینا ہوگا تو ایسے قسم کی ادھار ثمن میں یا بیع میں جائز ہے لیکن یادداشت کیلئے یا رفع تنازع کیلئے دستاویز کو اصولی طور پر لکھنا ہوگا یہ پہلا اصل ہے یعنی لکھنا دوسرا اصل) وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ اور ضرور لکھے تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ (جیسا کہ کسی کا حق بنتا ہے ویسا لکھے کسی کی رعایت کرکے کمی یا بیشی نہ کرے) تیسرا اصل وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو لکھنا سکھلایا ہے (تو اس نعمت کا شکریہ اس میں ہے) کہ ضرور لکھے چوتھا اصل وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ اور چاہیئے کہ بتلاتا جاوے مضمون قرض کا وہ آدمی جس کے ذمہ قرض ہے (خواہ وہ مشتری ہو یا رب السلم ہو) پانچواں اصل وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور چاہیئے کہ صحیح حق لکھوائے اور اصل حق میں کمی نہ کرے لکھوانے میں کہ ڈرے عذاب اللہ تعالیٰ سے جو اس کا رب ہے

خلاصہ ان دو اصولوں کا یہ ہے کہ ایسے قسم کا لکھوانا اس کی طرف سے اقرار دین کا ہوگیا) چھٹا اصل فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ پھر جسکے ذمہ قرضہ واجب ہے اگر وہ خفیف العقل ہو یعنی معتوہ یا مجنون ہو یا ضعیف البدن ہو یعنی نابالغ ہو یا بوڑھا خرپوش ہو یا لکھوانے کی قدرت نہ رکھتا ہو (کہ مثلاً گونگا ہو یا اسکی بولی لکھنے والا نہیں جانتا ہو یا وہ جیل میں پڑا ہوا ہے (اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا) تو ایسے حالات میں) فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ لکھوائے اس کے کاروبار کا متولی ساتھ انصاف کے (کہ مقروض اور قرض خواہ دونوں میں سے کسی کو نقصان نہ ہو مثلاً مقروض کا قرضہ زیادہ لکھوایا تو جس کا متولی ہے اسکو نقصان پہنچایا یا قرض خواہ کا قرض کم لکھوایا تو قرض خواہ کو نقصان پہنچایا ایک بڑا اصل کتابت کا جسکے نیچے چھ اصول بطور اس کے فروع کے جو تھے اس کا ذکر ہوگیا ایک دوسرا بڑا اصل شہادۃ کو ذکر فرماتے ہیں) وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ عطف علی (فاکتبوہ) اور گواہ کرلیا کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے (یعنی گواہ مسلمان ہوں اور وہ عادل بھی ہوں یعنی فاسق وغیر مسلم نہ ہوں) فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى پھر اگر دو گواہ مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوسکتی ہیں وہ سب ایسے گواہ ہوں جنکو تم بطور عدالت کے پسند کرتے ہوں (تو (من رجالکم) سے انکا مسلم ہونا مفہوم ہوا اور (ممن ترضون) سے انکا عادل یعنی صالح ہونا مفہوم ہوا پھر دوسرے مرد کی جگہ دو عورتیں کی شرط کیوں لگائی ہے کہ عورتیں ناقصات العقل ہونے کی وجہ سے ان کی قوت حافظہ کمزور ہوتی ہے اور قوت گویائی بھی فصیحہ نہیں تو ان دو میں سے کوئی ایک عورت شہادت کے مضمون کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلوائیگی (یا بیان میں کمزور ہو تو دوسری اس کو تقویت دیگی تو شہادۃ کا مضمون اسطرح مکمل ہوجائے گا بہرحال باب دین کے ثبوت میں اصل شہادت کا درجہ ہے اور کتابت کی تاکید اس لیئے فرمائی ہے کہ مضمون یاد رہے تو صرف کتابت سے قرضہ ثابت نہ ہوگا جب تک کہ شہادۃ کا نصاب مکمل نہ ہو یعنی (عدد) کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور (عدالت) کہ فاسق نہ ہو چہ جائیکہ غیر مسلم ہوں یہاں تک شہادۃ کا نصاب مکمل ہوگیا آگے گواہوں کے بارے میں حکم ہے کہ بلا عذر شرعی کے گواہ بننے سے انکار نہ کریں ورنہ ایسے قسم کے لین دین صحیح طور پر نہ چل سکیں گے تو معاشرہ انسانی درہم برہم ہوجائے گا) فرمایا وَلَا يَأْبَ

Marfat.com

الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور نہ انکار کریں شہدا جبکہ تحمیل شہادۃ کیلئے بلائے جائیں یا اداءِ شہادۃ کیلئے بلائے جائیں (پھر ایک قسم کے قرضے بڑے ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں اور دوسرے قسم کے قرضے چھوٹے ہوتے ہیں مثلاً پانچ روپیہ تک ہوں تو جیسے بڑے قسم میں لکھنے کی تاکید ہے ویسے چھوٹے قسم میں بھی لکھنے کی تاکید ہے تاکہ نزاع تک معاملہ نہ پہنچے تو فرمایا) وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ اور تم دین کے بار بار لکھنے میں اکتاؤ مت خواہ دین تھوڑا ہو یا بڑا ہو اور اس کا میعاد بھی مقرر ضرور ہو (پھر جو میعاد ادائیگی کا ہو تو اسکو بھی ضرور لکھنا ہے) ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا یہ لکھ لینا انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور زیادہ درست رکھنے والا ہے شہادت کو اور اقرب ہے اس بات کے کہ شبہ میں نہ پڑو (یعنی معاملات کو قلمبند کرلینا انصاف کو قائم رکھنے اور صحیح شہادت دینے اور شک وشبہ سے بچنے کیلئے بہترین ذریعہ ہے) اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا مگر یہ کہ سودا دست بدستی ہو جس کو تم باہم لیتے دیتے ہو (کہ کوئی شیئ بیچی اور اس کی قیمت وصول کرلی) تو اس کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے (کیونکہ نسیان ایسے معاملات میں نہیں ہوتے) وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اور گواہ کرلیا کرو خرید و فروخت کے وقت (شاید کل کو بائع کہے مجھے اس کی رقم نہیں ملی یا میں نے یہ چیز بیچی ہی نہیں الخ تو اس میں تنازع کے امکانات ہیں تو پہلے اس کا انسداد گواہوں کے ذریعہ کیا جائے) **خلاصہ** یہ ہے کہ لین دین خرید وفروخت میں اگر معاملہ ادھار سا ہو تو کتابت اور شہادۃ دونوں لازم ہیں اور اگر معاملہ دست بدستی ہو تو کتابت لازم نہیں البتہ شہادۃ لازم ہے پھر بسا اوقات مقروض کاتب اور شاہدین کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیتا ہے تو اسلام نے قطعی طور پر ایسے باتوں سے روک دیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ اور کسی کاتب کو نہ تکلیف دی جائے اور نہ کسی گواہ کو وَاِنْ تَفْعَلُوْا اور اگر تم نے منہیات کا ارتکاب کیا (خواہ ضرر کے قبیلہ سے ہو یا اس کے سوا کوئی اور جرم ہو) فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ تو بیشک ایسا کرنا بہت بڑا جرم ہے تمہارا (حتی کہ تم مردود الشہادت ہو جاؤ گے) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو (منہیات کے ارتکاب سے) وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا کہ تم کو بہت بڑے احکامات کی تعلیم دیتا ہے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اور اللہ تعالیٰ ہر شیئ کو جاننے والے ہیں (بنا بریں تمہارا کوئی فعل اس سے مخفی نہیں ہے واعید لفظ (اللہ) فی هذه الجمل الثلث لان الاولى منها حث على التقوى والثانية تذكير بالنعم والثالثة تتضمن الوعد والوعيد ۔ اصل معاملات دینی میں کتابت اور شہادت ہے اگر کسی وجہ سے جیسے سفر میں یہ دونوں میسر نہ ہو سکیں تو ان کا قائم مقام رہن مقبوضہ ہے) وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ اور اگر تم کہیں سفر میں ہوں اور وہاں کوئی کاتب نہ پاؤ سو کوئی شیئ گروی قرض خواہ قبضہ میں رکھے (تو اس سے بھی قرض کی وصولی کا وثیقہ ہوگا * نیز نفی کاتب سے نفی شاہدین کی مفہوم ہوگئی) فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا پھر اگر امین سمجھے بعض تمہارا بعض کو (یعنی قرض خواہ امین سمجھے مقروض کو خواہ حضر کی حالت ہو یا سفر کی پھر نہ کتابت کروائے اور نہ شہادت کا انتظام کرے اور برائے وثیقہ نہ رہن قبضہ میں لیوے) فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ بس ضرور ادا کرے قرض دار اپنے قرضہ کو (جو کہ بمنزلہ اس کے پاس امانت کے ہے) وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور ضرور ڈرے قرض دار قرض خواہ کی حق تلفی سے اللہ تعالیٰ سے جو اس کا رب ہے (وفی الجمع بين عنوان الالوهية وصفة الربوبية من التاكيد لتحفيظ حقوق العباد)

Marfat.com

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ اور نہ چھپاؤ شہادۃ کو (اپنے نفسوں پر اے قرضدار یا اے شہداء) وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ اور جو شخص شہادت
کو مخفی رکھیگا تو بیشک اس کا قلب گنہگار ہے (یعنی کتمان شہادۃ اولاً فعل قلب کا ہے اور ثانیاً زبان اس کی ترجمان ہے کہ غلط شہادۃ دی تو یہ بہت بڑا جرم
ع ہے جس کی نسبت جرم کی قلب کی طرف ہے) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝٢٨٣ اور اللہ تعالیٰ پوری طور پر جاننے والے ہیں تمہارے کاموں کو (خواہ
وہ قلب سے متعلق ہوں یا زبان سے یا جوارح سے) (بلاغت قرآن مجید پر دل و دماغ متحیر ہے کہ کتنے لمبے مضامین انفاقیہ کو اور ربویہ کو اور مداینۃ کو علیٰ سبیل
الاختصار وضاحت بیان فرمایا ہے گویا کہ ایک۔ ایک سمندر کو ایک۔ ایک کوزہ میں بند کر رکھدیا ہے فسبحان الله الذی تتحیر دون مضامین کلامیہ
افکار الفحول) **نجم الآیۃ** احکام المداینۃ ای احکام لین دین کے علیٰ سبیل المداینۃ وقال ابن مسعود اعظم الآیات آیۃ الکرسی وجامع
الآیات آیۃ (فمن یعمل مثقال ذرۃ) الخ واطول آیۃ آیۃ الدین واقصرها آیۃ (مدهامتان) واطول السورۃ سورۃ البقرۃ واقصرها
سورۃ الکوثر وقال ابن عباس آخر سورۃ نزلت (اذا جاء نصر الله) وقیل سورۃ البراءۃ الخ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ خالص
اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہیں جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے (پھر خالصۃً اسی کا حق بنتا ہے کہ اپنی مملوکہ اشیاء میں جسطرح چاہے حکمت
کے تحت قانون بنائے تو سورۃ کے اندر جتنے احکامات الٰہیہ ہیں انکو قوانین ملکیہ کی حیثیت حاصل ہے کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ میں اپنے مال و جان میں
جو چاہوں تصرف کر سکتا ہوں اور کو میرے اوپر کیا حق ہے کہ میرے اوپر اپنے قوانین نافذ کرے تو اس کو دندان شکن جواب دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ جو تمامی کائنات کا
خالق و مالک حقیقی ہے اس کو پورا حق حاصل ہے مخلوق میں سے کسی کو چون چرا کرنیکی کیا جرأۃ ہو سکتی ہے پھر آگے ایک قانون شاہانہ کا اظہار فرماتے ہوئے
فرماتے ہیں) وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۖ اور جو تمہارے دلوں کے اندر عقائد کفریہ ہوں یا کبائر پر عزم بالجزم
ہو اگر ان کو لسان سے یا جوارح سے ظاہر کر دو یا انہیں کو اپنے دلوں کے اندر چھپاتے رہو (جیسے پہلے قسم سے کفار مجاہر تھے اور دوسرے قسم سے منافقین
تھے) محاسبہ فرمائیں گے ان پر تم سے اللہ تعالیٰ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ پھر ما دون الکفر کو اگر چاہیں جسکے لئے چاہیں بخش دیں گے وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَشَاءُ ۗ اور جس کیلئے چاہیں گے اس کو عذاب کریں گے (پہلا حسابا یسیرا کے قبیلے سے ہے دوسرا مناقشہ فی الحساب کے قبیلے سے ہے ثم من
تصور المعاصی علیٰ درجۃ الھجس و تحدیث النفس ولیس له عزم بالجزم بالمعاصی فهو کما قال النبی صلی الله علیه وسلم (ان الله
تجاوز عن امتی ما حدثت به انفسها مالم تعمل او تتکلم یعنی الله تعالیٰ لا یعاقب امتی علیٰ تصور المعصیۃ وانما یعاقب علیٰ
عملها فلا منافاۃ بین الآیۃ والحدیث) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝٢٨٤ اور اللہ تعالیٰ ہر شیٔ پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (جس میں قوانین
الٰہیہ اور ان پر عمل کرنے اور نہ کرنے کی صورۃ میں جو جزا سزا ہے وہ سب داخل ہیں) **فهذه الآیۃ فذلکۃ السورۃ** زجاج نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ
نے اس سورۃ کے اندر فریضہ صلوۃ و زکوۃ و صیام رمضان کا ذکر فرمایا ہے اور بیان فرمایا ہے احکام حج کے اور حیض و طلاق و ایلاء کے اور احکام عدۃ المطلقات
کے وعدۃ المتوفی عنها زوجها کے اور ترغیب دی ہے اوپر انفاق فی سبیل اللہ کے اور بیان فرمایا ہے حرمۃ الربوا کو اور احکام مداینۃ کو اور ذکر فرمایا ہے
اپنی عظمت کو آیۃ الکرسی میں اور آیۃ سمائیہ و ارضیہ میں تو آگے ذکر فرماتے ہیں کہ ان سب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مخلصین مؤمنین نے ایمان لایا ہے

(فقال) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ایمان لایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تمامی اس کے جو نازل
کیا گیا ہے ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اور مؤمنین مخلصین نے بھی ایمان لایا ہے ساتھ قرآن کے اور حدیث کے یہ اجمال ہے آگے تفصیل ہے کُلٌّ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ سب کے سب نے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ اس کی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے اپنی ذات میں
اور اپنے صفات وافعال میں اور سب کے سب نے ایمان لایا ہے ساتھ اس کے فرشتوں کے کہ وہ نوری ایسی ایک مخلوق ہے کہ (لا یعصون اللہ ما
امرھم ویفعلون ما یؤمرون) اور ساتھ تمامی اس کے کتب کے (کہ سب کے سب منزل من السماء ہیں کہ ان میں سو صحیفے ہیں اور چار بڑی کتابیں ہیں
توراۃ - انجیل - زبور - قرآن مجید) اور ساتھ اس کے تمامی رسولوں کے (کہ سب کے سب برحق ہیں) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم تفریق نہیں کرتے
ان کے درمیان کہ بعض انبیاء علیہم السلام برحق ہیں اور بعض انبیاء علیہم السلام برحق نہیں ہیں العیاذ باللہ جیسے یہود موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتے تھے اور عیسیٰ
علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے اور اسی طرح نصاریٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبی برحق مانتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق نہیں مانتے تھے اور جیسے دونوں
فرق باطلہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے تھے وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (عطف علی (اٰمن) پہلے انکے ایمان کا بیان تھا اب امتثال احکام
کا بیان ہے اور کہا ہے کہ ہم نے آپ کے تمامی احکام کو قبول کر لیا ہے (کذا فی الروح) اور عمل کیلئے خوشی سے تیار ہو گئے ہیں (نہ کہ یہود کی طرح کہ انہوں نے کہا
تھا (سمعنا وعصینا) سن تو لیا ہے اور مانیں گے نہیں) غُفْرَانَكَ رَبَّنَا بخش دے ہم کو بخش دینا جو ہم سے لغزشیں ہو جائیں) اے رب ہمارا وَ
اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ اور طرف تیرے ہے رجوع ہمارا آخرۃ میں **نجم الآیۃ** شہادت الٰہیہ ایمان صحابہ کے بارے میں پھر آگے بطور تسلیہ کے فرماتے ہیں
کہ احکامات شرعیہ سے تکلیف یہ تکلیف مالایطاق نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کے قدرت
سے زائد تکلیف نہیں دیتا (**والتكليف**) الزام فيه كلفة ومشقة (**والوسع**) ما تسعه قدرة الانسان او ما يسهل عليه
من المقدور وقال النبي صلى الله عليه وسلم (الدين يسر) فان الله تعالى كلفنا خمس صلوات والطاقة تسع ستا لَهَا مَا
كَسَبَتْ نفس انسانی کیلئے ثواب ان عقائد صحیحہ کا ہے اور ان اعمال صالحہ کا ہے جو اس نے دنیا میں کمایا ہے وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور نفس
انسانی پر گناہ بھی ان عقائد باطلہ کا ہے اور ان اعمال فاسدہ کا ہے جو اس نے دنیا میں کمایا ہے (یعنی (ولا تزر وازرة وزر اخرى) اور ایک آدمی
کے ذمہ فریضہ باقی ہے پھر دوسرا اپنا ایسا قسم کا فریضہ اس کو دیدیوے تو پہلا آدمی اپنے اسی فریضہ متروکہ سے سبکدوش نہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ آخر
سورۃ میں ایک دعا خاص عطاء فرمائی ہے جو عرش کے خزانوں میں سے ملی ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا فالمعنى ربنا لا تعاقبنا
ان تركنا الواجبات او فعلنا المنهيات اے رب ہمارا نہ عذاب کر ہم کو اگر ہم سے واجبات اور فرائض ترک ہو گئے ہیں یا ہم سے تیرے منہیات اور محرمات
کا ارتکاب ہو گیا ہے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا اے رب ہمارا نہ بوجھ ڈال ہمارے اوپر ایسے
ذنب کا جس کے بعد اس سے توبہ کی توفیق مسلوب ہو جائے جیسے ہم سے پہلے امم سابقہ سے ایسے گناہ بوجھل ہو گئے کہ ان کے بعد انکی دلیں ایسے سخت
ہو گئیں کہ توبہ کی توفیق مسلوب ہو گئی جیسا کہ فرمایا ہے (کلا بل ران علی قلوبهم ما كانوا يكسبون) (والاصر) الذنب الذی لا توبة له (روح)

Marfat.com

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (قال ابن جریج) لاتمسخنا قردة وخنازیر اے رب ہمارا اور نہ اٹھوا ہم کو وہ عذاب جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت بھی نہ ہو (جیسے کہ شکلیں بھی مسخ ہو کر بھولوں بندر اور خنازیر کی طرح ہو جائیں یعنی ہم کو ایسے گناہوں سے بچا جنسے پھر یہ خمیازہ بھگتنا پڑے کہ توبہ کی توفیق بھی مسلوب اور شکلیں بھی مسخ الامان - فالامان - قولہ تعالیٰ (ولا تحمل علینا اصرا) عطف علی قولہ تعالیٰ (لا تؤاخذنا) وقولہ تعالیٰ (ولا تحملنا) عطف علی قولہ تعالیٰ (ولا تحمل علینا اصرا) وَاعْفُ عَنَّا اور درگزر کر ہم سے وَاغْفِرْ لَنَا اور بخش ہم کو وَارْحَمْنَا اور رحم کر ہم پر وقیل فی الفرق بین الجمل الثلث (واعف عنا) فی سکرات الموت - (واغفرلنا) فی ظلمات القبور (وارحمنا) فی اهوال یوم النشور وقیل (واعف عنا) ای آثار ذنوبنا (واغفرلنا) ای واسترعیوبنا (وارحمنا) ای وتفضل علینا اَنْتَ مَوْلٰىنَا آپ ہی ہیں ہمارے تمامی کاموں کے متولّی (عالم ارواح میں عالم مبدأ میں عالم ناسوت میں - عالم برزخ میں - عالم حشر میں - عالم معاد میں - تو جیسے آپ ہمارے متولی ہیں ویسے ہمارے طرفدار بھی ہیں) تو فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۲۸۶ ع پھر غالب کر ہم کو قوم کافرین پر (ہر معاملہ میں خواہ وہ معاملہ محاربت کا ہو یا معاہدت کا ہو) ع ۳۰ ۸

(آمین) ای استجب دعوتنا یا مولانا **نجم الآیة** تعلیم المسئلة من الله تعالیٰ لعباده والاجابة من الله تعالیٰ کما قرأ ابن عباس (ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا) قال فقال (الله تعالیٰ) قد فعلت (ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا) فقال قد فعلت (ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به) قال قد فعلت (واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین) قال قد فعلت (ابن جریر) وعن ابن عمرؓ قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول انزل الله تعالیٰ علیّ آیتین من کنوز الجنة ختم بهما سورة البقرة کتبهما الرحمٰن بیده قبل ان یخلق الخلق بالف عام **من** قرأهما بعد العشاء مرتین اجزأتاه من قیام اللیل (آمن الرسول) الی آخر البقرة

اللهم اجعل لنا من اجابة هذه الدعوات اوفر نصیب واجعل القران ربیع قلوبنا ویسر لنا بتوفیقك یا الله یا رحمٰن یا رحیم اتمام
ما قصدنا من کتابة هذا التفسیر المسمی بالتفسیر الکوثری اللهم اجعله کاسمه وتقبله منا انك انت السمیع العلیم
واجعله مرضیا عندك فهذا زاد لمن لیس له زاد کفّ من السویق وهو ابو الکلیم **محمد شریف الله**
یغفر له ولوالدیه آمین یارب العلمین وکان غوصی فی التفسیر الکوثری فی الجامعة الکوثریة من اواخر شهر الصیام بعد
فراغ تعلیم التفسیر للقرآن المجید من سنة ستة عشر بعد الف واربعماءة وقد حصل لی الفراغ من تفسیر سورة البقرة یوم
الخمیس فی تاریخ تسع وعشرین من ذی القعدة ابو الحبیب **محمد شریف الله** اللهم زحزحنا من النار وادخلنا الجنة
بغیر حساب آمین یارب البیت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ آل عمران مدنیۃ

وایاتہا مائتان اٰیۃ وکلماتہا ثلاث الاف واربعمائۃ وستون ۳۴۶۰

وحروفہا اربعۃ عشر الفاو خمسمائۃ وخمس وعشرون ۱۴۵۲۵ وعشرون رکوعا ۲۰ نزلت بعد الانفال اس سورۃ کا ربط پہلی سورۃ کے ساتھ پہلی سورۃ میں زیادہ خطاب یہود کے ساتھ تھا اور اس سورۃ میں زیادہ تر خطاب نصاریٰ کے ساتھ ہے نیز پہلی سورۃ کے ابتداء میں فرمایا (واولٰئک ھم المفلحون) اور اس سورۃ کے آخر میں فرمایا (واتقوا اللہ لعلکم تفلحون) وغیرھا من الارتباط کثیر وعن ابی امامۃ الباھلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقرؤا الزھراوین البقرۃ وسورۃ ال عمران فانھما یأتیان یوم القیامۃ کانھما غمامتان او کانھما غیایتان اوکانھما فرقان من طیر صوّاف تحاجان عن اصحابھما الحدیث واسمہا فی التوراۃ طَیِّبَۃٌ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ اللّٰہُ مبتداء وخبرہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وخبر بعد خبر الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے * زندہ ہے ایسا زندہ کہ اس پر موت کبھی بھی واقع نہ ہوگی اور حیات اس کی صفت ذاتی ہے لاتنفک عنہ تعالیٰ اصلا تمامی کائنات کا تھامنے والا ہے (وقد اخرج ابن جریر بسندہ قال قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد نجران وکانوا ستین راکبا فیھم اربعۃ عشر رجلا من اشرافھم تکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم ابو حارثۃ بن علقمۃ والعاقب وعبد المسیح والایھم السیّد وھو من النصرانیۃ علی دین الملک مع اختلاف امرھم یقولون ھو (ای عیسی علیہ السلام) اللہ تعالیٰ ویحتجون فی قولھم الباطل بانہ کان یحی الموتی ویبریٔ الأسقام (والحال انہ علیہ السلام قال فی ابطال قولھم الباطل (واحی الموتی باذن اللہ) ویقولون ھو ولد اللہ تعالیٰ ویحتجون فی قولھم الباطل بانہ لم یکن لہ أبٌ یُعلم وقد تکلم فی المھد الخ (وقد قال اللہ تعالیٰ فی بطلان زعمھم) (مثل عیسی کمثل آدم خلقہ من تراب الخ) فعرفوا ثم أبَوا جحودا فانزل اللہ تعالیٰ (الٓمّٓ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم) ای صدر سورۃ اٰل عمران الی بضع وثمانین آیۃ منھا) نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ اتارا ہے آپ پر کتاب کو جو سچی ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ حال اس کا یہ ہے کہ سچا کہنے والی ہے ان کتابیں نزل من السماء کو جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں (یعنی توراۃ وانجیل کو کہ توراۃ انجیل کے آیات غیر محرّفہ کے مضامین اس کتاب کے مضامین کے موافق ہیں مثلا (اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم) یہ کلمات توحید یہ قدر مشترک ہیں درمیان قرآن مجید و توراۃ وانجیل کے سورۃ بقرہ کا ابتداء اور آل عمران کا ابتداء قدر مشترک ہے اس میں فرمایا (ذٰلک الکتاب لاریب فیہ) اور اس میں فرمایا (نزل علیک الکتاب بالحق)، وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝۳ مِنْ قَبْلُ ھُدًى لِّلنَّاسِ اور اتارا توراۃ اور انجیل کو اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کیلئے (ای عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کی رہبری کیلئے پھر خود یہ آیۃ جبکہ بھی مصدقہ ہے توراۃ اور انجیل کیلئے تو کیسے زیبا ہے یہود اور نصاریٰ کیلئے کہ اس کتاب کی تکذیب کریں کیونکہ اسکی تکذیب سے انکی تکذیب لازم آتی ہے) وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور اتارا جنس کتب سماویہ کو (کیونکہ تمام کے تمام اس صفت فرقان بین الحق والباطل میں قدر مشترک تھیں

نجم الآیات اثبات التوحید والرسالة وصداقت جمیع الکتب السماویة والقرآن المجید خصوصا پھر آگے کتب سماویہ کے آیات اور خصوصا قرآنی آیات کے جو مکذب ہیں کہ ان کے مضامین توحیدیہ ورسالتیہ وصداقت قرآنیہ واثبات بعثیہ کو نہیں مانتے انکی سزاء کا بیان ہے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بے شک جو لوگ نہیں مانتے آیات الٰہیہ کو ان کیلئے سخت عذاب ہے وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اور اللہ تعالی سب پر غالب ہے قادر ہے بدلہ لینے پر کیونکہ (ذوانتقام) ہے یہ اس کی صفت ہے **نجم الآیۃ** وعید شدید برانکار قرآن مجید آگے اس کے علم محیط کا بیان ہے فرمایا إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ بیشک اللہ تعالی نہیں مخفی اس کے اوپر کوئی شیئ نہ ارضی اور نہ سماوی هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ وہ ذات وہ ہے کہ شکلیں بناتا ہے تمہاری ماؤں کے رحموں میں جس صورۃ وکیفیت میں چاہتا ہے (کہ اربوں انسانوں میں ہر ایک کی شکل دوسرے سے ممتاز ہے ابتداء سورۃ میں فرمایا (اللہ لاالہ الاہو) اللہ تعالی وہ ذات واجب الوجود المستجمع لجمیع صفات الکمال ہے کہ نہیں معبود برحق مگر وہی ذات پاک کہ (لیس کمثلہ شیئ) لافی الذات ولافی الصفات ولافی الافعال آگے اس کی دلیل ہے (الحی) (القیوم) (عزیز ذوانتقام) (ولا یخفی علیہ شیئ) (وھو الذی یصورکم فی الارحام) تو جب ان صفات میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو ثابت ہوگیا) لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ کہ نہیں قابل عبادت کے مگر وہی ذات آگے مزید دلیل کہ وہ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ہے کہ ایسا غالب ہے کہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا ہر کام اس کا ذی حکمت ومصلحت ہوتا ہے (یہ تمامی صفات کے ساتھ وہ ذات مختص ہے کہ عیسی علیہ السلام میں تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی نہیں پائے جاتے تو عیسے علیہ السلام (اللہ) کیسے ہوئے تو اس پر وہ خاموش رہے اب آگے اللہ تعالی نصاری کے ایک اشتباہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ پارہ ۶ میں فرمایا ہے کہ عیسی علیہ السلام (وروح منہ) تو نصاری نے استدلال پکڑا کہ عیسی علیہ السلام (اللہ) ہیں کہ وجود دو ہیں اور روح ایک ہے تو عیسی علیہ السلام بھی (اللہ) ہوئے حالانکہ یہ استدلال غلط ہے کہ فرمایا ہے (وروح منہ) اس کا معنی ہے اور عیسی علیہ السلام ایسے ایک روح ہیں جو صادر ہیں اللہ تعالی سے یعنی صادر بامر اللہ تعالی تو اس سے کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ (روحہ) ہیں یعنی عین ذات اللہ تعالی ہیں تاکہ ثابت ہو کہ دو ذاتیں ہیں اور ایک روح یعنی الوہیت ہے پھر ایک کلیہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایسے قسم کے الفاظ قرآنیہ کو متشابہات کہتے ہیں کہ قواعد عربیہ کے جاننے والے پر مراد مخفی رہے اور بیّن وظاہر نہ ہوا اور دوسرے قسم کے الفاظ قرآنیہ محکمات ہیں جنکی مراد قواعد عربیہ کے جاننے والے پر بیّن اور ظاہر ہو تو پہلے قسم کے آیات کا مطلب ایسا نہ لیا جائیگا جو دوسرے قسم کے آیات کے متعارض ہو تو آیات محکمات میں عیسی علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے (ان ھو الا عبد انعمنا علیہ) اور آیا ہے (مثل عیسی کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون) اور محکم اور متشابہ کے اور معانی بھی ہیں کما قال اللہ تعالی (الر کتاب احکمت آیاتہ) وقال اللہ تعالی (اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها)

خلاصہ یہ ہے کہ (نزل علیک الکتاب بالحق) کی تفصیل فرماتے ہیں کہ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ وہ ایسی ذات پاک ہے جس نے اتاری ہے آپ پر کتاب کو (پھر اس کے دو قسم کے آیات ہیں) ایک قسم آیات کے اس کتاب وقرآن کے محکم آیات کہلائے جاتے ہیں (جو کہ اپنی مراد پر واضح الدلالت ہیں ایسی قسم کی آیات اصل اور مدار مطالب قرآنیہ

ہیں) اور دوسرے قسم کی آیات کو متشابہات کہا جاتا ہے (کہ اپنی مراد پر واضح الدلالت نہیں ہیں کہ مراد مشتبہ رہجاتی ہے تو ایسے قسم کے آیات کا حکم یہ ہے کہ کہا جائے کہ آمنا بمراد اللہ تعالی کما قال اللہ تعالی (ید اللہ فوق ایدیھم) وقال اللہ تعالی (ویبقی وجہ ربک) وقال اللہ تعالی (ویوم یکشف عن ساق) تو یہ سب متشابہات میں سے ہیں لیکن فرق باطلہ والے جنکی دل میں فھم کی کجی و ٹیڑھیپن ہے وہ کہتے ہیں العیاذ باللہ کہ اللہ تعالی کا انسان جیسا جسم ہے پھر ہاتھ بھی انسان جیسا ہے اور منہ بھی اور پنڈلی بھی جنکو مجسمہ کہا جاتا ہے) قال اللہ تعالی فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ پس وہ لوگ جنکے دلوں میں فھم کی کجی ہے وہ تو پیچھے پڑجاتے ہیں آیات متشابہات کے (مطالب بیان کرنے میں گمراہی پھیلانے کی نیت سے اور مطلب یقینی معلوم کرنیکی نیت سے (کہ مثلا کہتے ہیں کہ (ید اللہ) کا معنی ہاتھ اللہ تعالی کا ہے حالانکہ نہیں جانتا ان متشابہات کے حقیقیہ مطالب کو مگر اللہ تعالی کما قال اللہ تعالی) وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ اور نہیں جانتا مطالب یقینیہ کو مگر صرف اللہ تعالی کی ذات پاک (باقی رہے راسخ فی العلم علماء ای جنکا علم شرعی متقن ہے وہ کہتے ہیں علم متشابہات کے بارے میں کما قال اللہ تعالی) وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور علم میں اتقان رکھنے والے علماء (یعنی جو علماء متبحر فی العلم ہیں) وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ جو اللہ تعالی کی مراد ہے وہ برحق ہے کیونکہ سب آیتیں محکمات اور متشابہات ہمارے رب کی طرف سے نازل شدہ ہیں وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور نہیں یاد رکھتے ایسے قسم کے مضامین کو یا اور نہیں سمجھتے ایسے مضامین کو مگر وہ لوگ جو صاحب عقل خالص کے ہیں ۔ (اولوا) جمع (ذو) من غیر اللفظ

نجم الآیات عیسی علیہ السلام سے نفی الوہیت کے بعد نصاری کا ازالہ شبہ اور قرآنی آیات کی تقسیم دو قسموں کی طرف اور ہر ایک کی تفصیل کا بیان

پھر آگے اللہ تعالی علماء جو راسخ فی العلم ہیں انکے جملہ دعائیہ کی تلقین فرماتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَيْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اے رب ہمارا ہمارے دلوں کو (اعتقاد کے لحاظ سے) ٹیڑھا نہ فرمانا بعد اس کے کہ آپ نے ہمیں (اعتقاد و اعمال صالحہ کے لحاظ سے) سیدھی راہ پر چلایا ہے اور عطاء فرما ہم کو ایک رحمت خاصہ (باعتبار اعتقاد حقہ و اعمال صالحہ و توجہ الی اللہ کے و قرب خاصہ کے و استقامت فی الدین کے) بے شک آپ ہی ہیں بڑے ۔ بڑے عطایا فرمانے والے (وھذا الدعاء کما جاء فی الحدیث (یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك) پھر ان کے خوف آخرۃ کا بیان ہے کما قال اللہ تعالی (انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء)

ع ۹ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اے رب ہمارا محقق بات ہے کہ آپ تمام لوگوں کو ایک ایسے دن میں جمع کرنے والے ہیں جس کے وجود میں کوئی ریب (یعنی ایسا شک جسکا ازالہ مرتابین کی قلوب سے نہ ہوسکے) نہیں ہے یعنی قیامت کا دن (پھر آپ نے اس دن کے آنیکا وعدہ فرمایا ہے) بے شک اللہ تعالی جس شیئ کے بارے میں وعدہ فرما دیں اس کے خلاف نہیں کرتے (کیونکہ تخلف عن الوعد قبیح واللہ تعالی منزہ عن فعل القبیح بنا بریں القیامت لا ریب فی وقوعہ) **نجم الآیۃ** بیان الجمل الدعائیۃ والیقین علی القیامۃ اصل اصیل للقبولیۃ وفیہ اشارۃ الی غلبۃ الخوف للراسخین فی العلم **وایضا النجم** التحریض علی ابتغاء العلوم الرسوخیۃ والتحذیر عن ابتغاء الشبھات الزیغیۃ پھر آگے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ کافروں کو جو اعتماد ہے کہ دفع مصائب میں اموال اور اولاد

پوری کفایت کرتے ہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک جو لوگ کفر پر پکے ہیں (خواہ یہود سے ہوں یا نصاری سے یا مشرکین مکہ سے ہوں یا مطلق کافر ہوں) لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ہرگز نفع نہ دیں گے اور نہ ان کے کام آویں گے ان کے مال اور نہ ان کے اولاد اللہ تعالی کے عذاب سے نجات کیلئے کچھ بھی وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ اور وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہونگے كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ حال ان لوگوں کا مثل حال فرعونیوں کے ہے اور مثل حال ان لوگوں کے جو ان لوگوں سے پہلے گزرے ہیں (یعنی قوم عاد و ثمود اور اصحاب مدین والایکۃ و قوم لوط علیہ السلام و قوم نوح علیہ السلام) کہ انہوں نے جھوٹا کہا تھا ہمارے آیات کو پھر انہوں کے بڑے بڑے گناہوں کے سبب پکڑ لیا تھا اللہ تعالی نے انکو (اور اللہ تعالی کی گرفت سخت ہے کہ جب وہ گرفت کرے تو چھوڑا کوئی نہ سکے کیونکہ) اللہ تعالی سخت عذاب کرنے والے ہیں **نجم الآية** الوعيد الشديد على تكذيب الأيات واخرج البيهقي وابن جرير عن ابن عباس رضي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصاب ما اصاب من بدر ورجع الى المدينة المنورة جمع اليهود في سوق بني قينقاع وقال يا معشر اليهود اسلموا قبل ان يصيبكم الله تعالى بما اصاب قريشا فقالوا يا محمد صلى الله عليه وسلم لا يغرنك من نفسك ان قتلت نفرا من قريش كانوا اغمارا لا يعرفون القتال انك والله لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانك لم تلق مثلنا وهذا كما قال الله تعالى (بأسهم بينهم شديد) فانزل الله تعالى الأيات اللاحقة ★ مزید براں یہ بھی ہے کہ عذاب اللہ تعالی کا جیسے آخرۃ میں ہوگا ویسے دنیا میں بھی ہوتا ہے کہ اب کے کفار موجودہ سب مغلوب ہوکر رہیں گے مرنے کے بعد جہنم ان کا اصل مرکز ہے مگر یہ تب کہ کفر پر مریں قال اللہ تعالی قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ فرمادے ان کافروں کو کہ ضرور مغلوب کئے جاؤ گے (کہ فتح مسلمانوں کی ہوگی) اور جمع کئے جاؤ گے جہنم کی طرف اور برا ہے بچھونا وہی جہنم یعنی ٹھکانا **نجم الآية** التفصيل للوعيد پھر آگے یہودیوں کے ان کے قول کے رد کی دلیل ہے کہ بدر میں کیسا نظارہ تھا (كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله) کا کما قال الله تعالى قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا بے شک اے کفار تمہارے لیئے ایک بڑی دلیل ہے (ستغلبون) کے برحق ہونے پر دو جماعتوں میں کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے میدان بدر میں آگئیں فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک جماعت مومنین کی کہ لڑ رہی تھی اللہ تعالی کے راہ میں (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے وہ بالکل قلیل تھے کہ تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے جنکے ساتھ سواریاں ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور ہتھیار صرف آٹھ تلواریں تھیں اور بچاؤ کیلئے چھ زرہیں تھیں پھر ان میں سے ستتر مہاجری تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے اور اسی دن مہاجرین سے چھ اور انصار سے آٹھ شہید ہوئے) وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسرا گروہ کافر لوگوں کا تھا يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ قال السدی سدی نے تفسیر کی ہے اور کافروں والا گروہ مسلمانوں کو اپنا دوہرا دیکھ رہا تھا دیکھنا آنکھوں کا (پھر کافر لوگ جنگی فوجی ساڑھے نو سو ۹۵۰ تھے اور کل ہزار ۱۰۰۰ تھے تو کافر لوگ مسلمانوں کو انیس سو ۱۹۰۰ یا دو ہزار ۲۰۰۰ دیکھتے تھے آنکھوں سے وفي الكشاف رأية ظاهرة مكشوفة لا لبس فيها معاينة اور کافروں کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑا لڑا کا تھا واقول ولعل الله تعالى امر بعض الملائكة البدرية ان يتمثلوا بالصور الانسانية الايمانية فاراهم المؤمنين مثلي عدد الكفار ليلقي في

قلوب الکفار الرعب الاسلامیة کما قال اللہ تعالیٰ (سألقی فی قلوب الذین کفروا الرعب) وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ اور اللہ تعالیٰ قوۃ دیتا ہے اپنی امداد سے جس کو چاہتا ہے (یعنی مسلمانوں سے بعض کو جو کہ متقی اور رضا برادو متوکل علی اللہ ہوتے ہیں) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۱۳ بے شک اس واقعہ بدریہ میں ایک بڑی عبرت ہے جس کا نفع بصیرۃ قلبیہ والوں کو ہوگا والعبرۃ الایصال الی المطلوب **نجم الآیۃ** التأیدات الالھیۃ للمؤمنین والتذلیلات للمشرکین آگے فرماتے ہیں کہ دنیاوی لوگوں کی نظر (جس کا اوّلی مصداق کفار ہیں) متاع الحیوۃ الدنیا پر ہے اور اخروی لوگوں کی نظر (واللہ عندہ حسن المآب) پر ہے جس کی بنا پر مجاہدین جام شھادۃ کی نوشی کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں اور دنیاوی لوگ مال دنیاوی کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں کہ قتل وقتال سے بھی گریز نہیں کرتے کما جاء (حب الدنیا رأس کل خطیئۃ) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ فریفتہ کر رکھا ہے لوگوں کو (یعنی اکثر لوگوں کو خوشنما معلوم ہوتی ہے) محبت مرغوبات دنیاوی اشیاء کی مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ یعنی محبت عورتوں اور لڑکوں کی وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اور محبت خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کی وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ اور محبت حسین اور رنگین گھوڑوں کی اور مویشی اور کھیتی کی (یہ اصل الاصول مرغوبات دنیاوی ہیں لیکن یہ سب کچھ بحیثیت دنیا کے) ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ یہ محض حیاتی دنیاوی کے نفع اٹھانے کی چیزیں ہیں وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝۱۴ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھے انجام کی چیزیں ہیں آخرۃ میں (تو ان سے اعراض کرتے ہوئے اللہ کے ہاں جو جنت متقین کیلئے ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے) قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا فرما دیجئے کیا میں تم کو خبر دوں جو بدرجہا بہتر ہو ان سب سے پرہیزگاروں کیلئے عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ان کے رب کے ہاں باغات ہیں جنکے نیچے نہریں چل رہی ہیں (وہی متقی لوگ) ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان باغات میں وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور ان متقی لوگوں کیلئے ان کے رب کے ہاں بیویاں ہوں گی پاکن پاک وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ اور رضامندی ہوگی اللہ تعالیٰ کی وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۱۵ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں **نجم الآیۃ** الفرق بین متاع الحیوۃ الدنیا وبین (واللہ عندہ حسن المآب) پھر آگے اللہ تعالیٰ اپنے ان خاص بندوں کے چند اوصاف حمیدہ کو ذکر فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶ جو خاص بندے کہ کہتے رہتے ہیں اے رب ہمارا ہم نے ایمان لایا ہے (باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ) سو (بنا بر عقائد حقہ کے) معاف فرمادے ہمارے تمامی گناہ (صغیرا کان اوکبیرا) (وقنا عذاب النار) اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے (تو معلوم ہوا کہ عقائد حقہ کو بھی پورا دخل ہے غفران اور نجاۃ من النار میں) آگے عباد مخلصین کے مزید اوصاف حمیدہ کا بیان اَلصّٰبِرِيْنَ مجرور صفۃ (للعباد) صبر کرنے والے طاعات پر اور صبر کرنے والے محارم اور معاصی سے اور صبر کرنے والے تنگ دستی اور امراض کے حالات میں اور صبر کرنے والے مصائب اور جہاد میں وَالصّٰدِقِيْنَ اور سچے ہیں نیات اور اقوال میں وَالْقٰنِتِيْنَ اور فرائض وواجبات کو ادا کرنے والے ہیں عاجزی کے ساتھ وَالْمُنْفِقِيْنَ اور خرچ کرنے والے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷ اور رات کے اخیری حصہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والے ہیں **نجم الآیۃ** اوصاف العباد المخلصین آگے اللہ تعالیٰ کی

توحید خالصہ کا بیان ہے جس کا تعلق (ربنا اننا آمنا) سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان توحیدی لازم ہے فرمایا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ تعالیٰ نے بطور شہادۃ کے فرمایا ہے) محقق بات ہے کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر وہ ذات جو وحدہ لاشریک لہ ہے فی الذات والصفات والافعال۔ (تفسیر مظہری میں ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے رزق کو پیدا فرمایا ان کے ارواح سے پہلے چار ہزار سال پھر ارواح کے چار ہزار سال بعد ان کے اجساد کو پیدا فرمایا تو گویا کہ اجساد سے آٹھ ہزار پہلے ان کے ارزاق کو پیدا فرمایا تو اس سے بھی قبل شھد بنفسہ لنفسہ ای بذاتہ لذاتہ ای قال (شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو) وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے تمام کے تمام گواہی دیتے ہیں کہ (انہ لا الہ الا ھو) یا بوقت پیدائش اپنی کے گواہی دی کہ (انہ لا الہ الا ھو) وَاُولُوا الْعِلْمِ اور اہل علم نے بھی بوقت پیدائش اپنی کے شہادت دی کہ (انہ لا الہ الا ھو) تو اس میں اولاً جماعت انبیاء علیہم السلام کی مراد ہے پھر ان میں سے اولاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کہ بوقت پیدائش ارواح ان کے ان سب نے شہادۃ دی کہ (انہ لا الہ الا ھو) پھر بوقت پیدائش ان کے اجساد مطہرہ کے انہوں نے شہادۃ دی کہ (انہ لا الہ الا ھو) اور ثانیاً علماء دین متین کے مراد ہیں اسی تفصیل سے پھر اور ایک عمومی شہادۃ جس میں سب انسان علی العموم داخل ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی) قَآئِمًا بِالْقِسْطِ وہ ذات پاک ایسے شان والی ہے کہ مدبر ہے تمام کائنات کی ساتھ عدل کے ھذا بیان لکمال ذاتہ تعالیٰ فی افعالہ بعد بیان کمالہ تعالیٰ فی ذاتہ تعالیٰ ثم لما ثبت التوحید بالشھادات العالیۃ فاعتقدوا وقولوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ نہیں قابل عبادۃ کے مگر وہ ذات (جس کی وحدت کے بارے شہادتیں قائم ہو چکی ہیں اور وہ اپنی تمام کائنات کے تمامی امور کا مدبر ہے ساتھ عدل وانصاف کے) غالب ہے اجراء امور کائنات کے کہ سب اس کے سامنے عاجز ہیں تمامی اس کے امور تدبیریہ پُرحکمت ومصلحت ہیں **نجم الآیۃ الشھادتیۃ** الشھادات العالیۃ علی وحدۃ اللہ عز وجل فی الالوھیۃ اور ایسی قسم کی توحید مغز دین اسلام کا ہے تو فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ محقق بات ہے کہ مذہب برحق مذہب اسلام کا ہے (جو کہ دین اسلامی مذہب مسلمانوں والا ہے) وھو کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا (متفق علیہ) وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ اور نہیں اختلاف کیا اہل کتاب نے دین اسلام کے حق ہونے میں مگر بعد اس کے کہ پہنچ چکا تھا ان کے پاس علم اور دلائل اسلام کے برحق ہونے پر۔ اختلاف جو کیا اس کی وجہ محض طلب ریاست اور حکومت کی تھی آپس میں کہ ان کی حکومت ختم ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت جم جائے گی چنانچہ فتح کے بعد ایسا ہی ہو گیا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۞ ۱۹ اور جو شخص انکار کرے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا (مثلاً اب مذہب برحق دین اسلام ہے اس کو باطل کہے) پس بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں یعنی جلد اس کو عذاب کرنے والے ہیں

نجم الآیۃ دین الاسلام باقی الی یوم القیامۃ والبواقی من الادیان منسوخۃ والوعید الشدید لمنکری الاسلام فَاِنْ حَآجُّوْكَ (اسلام کے برحق ہونے پر جبکہ دلائل بین قائم ہو چکے ہیں) پھر بھی اگر آپ سے جھگڑے کریں اور حجتیں نکالیں (اور کہیں کہ اصل مذہب تو ہمارا اسلام اور اطاعت ہے ولیکن یہودیت اور نصرانیت محض ایک نسبت مذہبی ہے یعنی اہل کتاب کے کہیں کہ حقیقت میں ہم بھی مذہب اسلام پر ہیں)

النصف

Marfat.com

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ تو جواب میں فرما دیجئے میں اور میرے جو تابع ہیں ہم سب نے خالص کر رکھا ہے توجہات قلبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف (یعنی
ہم نے اللہ تعالیٰ کو ایک الٰہ ومعبود برحق مان لیا ہے) وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ (اس جواب کے بعد بطور دریافت
کے اہل کتاب سے اور مشرکین عرب سے فرمائیے کہ کیا تم نے بھی ایسے قسم کی اطاعت قبول کرلی ہے کہ ایک (اللہ تعالیٰ) معبود برحق ہیں اس کے سوا کوئی معبود برحق
نہیں ہے فَاِنْ اَسْلَمُوْا پھر اگر ایسے قسم کے اللہ تعالیٰ کے مطیع ہو جائیں (جیسے آپ اور صحابہ مطیع ہوئے ہیں) فَقَدِ اهْتَدَوْا تو پھر وہ لوگ بھی دین اسلام
پر ہیں وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر ایسے قسم کی توحید سے روگرداں رہیں فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ (تو آپ غمگین نہ ہونا کیونکہ آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کہ (ان
الدین عند اللہ الاسلام) جس میں شرک کا شائبہ تک نہیں ہے) وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۲۰ اور اللہ تعالیٰ ایسے قسم کے بندوں کی پوری دیکھ بھال میں ع ۲ ۱۱ ۱۰
ہیں فیجازی کلا بعملہ **نجم الآیۃ** التحذیر عن اختلاف اھل العلم فیما بینھم للبغی بینھم وترک المحاجۃ عنھم علی وجہ (قالوا اسلامًا)
اللہ تعالیٰ نے ابتداء سورۃ میں نصاریٰ کے قول تثلیث کا رد فرمایا اور (وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الخ) نصاریٰ اور یہود دونوں فرق کے تشنیعات کو ذکر
فرمایا آگے صرف یہود کے بعض قبائح کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہود قاتل انبیاء علیہم السلام اور علماء کرام ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ
النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۲۱ محقق امر ہے کہ جو لوگ کفر
کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے اور آیات توراتیہ جو اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں انکو بھی نہیں مانتے)
اور قتل کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کو جو ان کے اعتقاد میں بھی قتل ناحق ہے اور قتل کرتے ہیں جو امر کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے (یعنی وہ انبیاء نہیں
ہیں) تو خوشخبری سنا دو ایسے لوگوں کو (یہ تھکما ہے یعنی خبر سنا دو انکو) عذاب دردناک کی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۲۲ سو ایسے بداعمال والے لوگ جو نیچے درجے میں پڑے ہوئے ہیں وہی ہیں جنکے اعمال دنیاوی اعتبار کے لحاظ سے
حبط ہو چکے ہیں (کہ یہ لوگ محقون الدماء والاموال نہیں رہے) اور اخروی لحاظ سے بھی کہ اعمال کا کوئی وزن [illegible] اور (عذاب کے وقت دارین
میں) ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا **نجم الآیۃ** التحذیر عن افعال الیھودیۃ والنصرانیۃ اخرج ابن جریر حدیثا وفیہ (ثم قال صلی
اللہ علیہ وسلم یا ابا عبیدۃ قتلت بنو اسرائیل ثلثۃ واربعین نبیًّا اوّل النھار فی ساعۃ واحدۃ فقام مأۃ رجل وسبعون رجلا من
عُبّاد بنی اسرائیل فامروا من قتلوا بالمعروف ونھوھم عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النھار من ذٰلک الیوم فھم الذین ذکر اللہ
تعالیٰ ۔ فالتعبیر للواقعۃ الماضیۃ بالمضارع لتکون الواقعات مستحضرۃ فی اذھان اتباعھم فیکفوا عن اتباع اسلافھم *

فائدہ جیسے آیا ہے (ان الحسنات یذھبن السیآت) بے شک نیکیاں برائیوں کا وجود ختم کر دیتی ہیں ویسے ہے یہ آیۃ کریمہ کہ برائیوں سے نیکیوں
کا وجود ختم ہو جاتا ہے آگے اللہ تعالیٰ ایک واقعہ تحاکمیہ کو بطور شاہد کے برائے (وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الامن بعد ما جاءھم العلم) ذکر فرماتے
ہیں (وفی البحر المحیط) زنی رجل من الیھود بامرءۃ ولم یکن بعد فی دیننا الرجم فتحاکموا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخفیفا علی الزانیین
لشرفھما (نسبا) (ولعل کانت ھذہ الواقعہ قبل الفتح ولذا جاؤا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ التحاکم) فقال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انما احکم بکتابکم فانکروا الرجم فجیئ بالتوراۃ فوضع حبرھم ابن صوریا یدہ علی آیۃ الرجم فقال عبداللہ بن سلام
جاوزھا یا رسول اللہ فاظہرھا فرجما فغضبت الیہود فنزلت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ۲۳ کیا نہیں دیکھا ہے ان لوگوں کو جو دیئے گئے ہیں ایک تھوڑا حصہ توراۃ کا (کیونکہ توراۃ
کی کنہ کو تو جانتے نہ تھے) کہ بلائے جاتے ہیں طرف توراۃ کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور حکم کے ان کے درمیان فیصلہ توراتی فرمائیں (کیونکہ اسوقت تک رجم کا حکم زانی محصن کیلئے
نازل نہ ہوا تھا پھر جب کہ بعد ثبوت زنا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ رجم کا سنا دیا اور وہ دونوں ای زانی و مزنیہ کو مرجوم کیا گیا) تو بعض یہود پھرے اس مجلس رجم
سے حالانکہ وہ دل سے بھی معرض تھے۔ قیل التولی بالبدن والاعراض بالقلب ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ
یہ بے باکی اور بے پرواہی حکم کے ماننے سے بعد علم اس حکم کے اس سبب سے ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہود کو نار نہ لگے گی مگر چند دن گنتی کے (جتنے بھی بڑے سے
بڑے گناہ یہود کیوں نہ کریں کیونکہ وہ اپنے زعم کے لحاظ سے کہتے ہیں کہ (نحن ابناء اللہ واحباؤہ) اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو فرمایا تھا
کہ آپ کی اولاد جہنم میں داخل نہ ہوگی مگر تحلۃ القسم) آگے فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ ان کا محض ایک مذہبی فریب ہے وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ ۲۴
اور دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان کو ان کے اعتقاد باطل میں اس بات نے جس کو ان کے بڑوں نے اپنی طرف سے بنالی ہے اور نسبت کردی اللہ تعالیٰ کی طرف کہ اللہ تعالیٰ
نے یوں فرمایا ہے حالانکہ یہ ان کی بات صریح غلط ہے پھر آگے اس پر تہدید فرماتے ہیں فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۟ وَوُفِّيَتْ كُلُّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ۲۵ سو کیسے برا حال ہوگا ان کا کہ جس وقت جمع کریں گے ہم ان کو اس دن میں جس دن کے وقوع میں کوئی ایسا ریب
وشک نہیں جس کا آسانی سے ازالہ نہ ہوسکے اور پورا پورا دیا جائے گا ہر شخص جزاء وسزا اس کام کی جس کو اس نے دنیا میں کیا تھا اور کوئی بھی مظلوم نہ ہوگا (کہ گناہ
سے سزا زیادہ ہو یا عمل خیر سے جزاء کم ہو) **نجم الآیۃ** التحذیر عن تولی حکم کتاب اللہ تعالیٰ بالحیل الفاسدۃ۔ یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی حکمیت کو تسلیم نہ کیا تو فرمایا ان کا غرور ختم ہو جائے گا کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کلیہ ہو جائے گی اور نزلت آیۃ المالکیۃ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ
الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ۲۶ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور مناجاۃ کے دربار رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں فرمائیے اے اللہ مالک
تمام ممالک کے دیوے آپ ملک کا بعض حصہ جسکو چاہے (یہ اشارہ فتح مکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کی طرف ہے) اور چھین لیوے ملک کا
جو حصہ جس سے چاہے (یہ اشارہ کفار مکہ کی طرف ہے کہ مکہ تم سے چھینا جائے گا) اور عزت وغلبہ جس کو چاہے دیوے (یہ بھی اشارہ نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم
اور مسلمانوں کی طرف ہے) اور ذلت ومغلوبیت جس کو چاہے دیدیوے (یہ بھی اشارہ کفار مکہ کی طرف ہے) آپ ہی کے قبضہ میں ہیں تمام بھلائیاں
محقق بات ہے کہ آپ ہر شیئ پر قدرت رکھنے والے ہیں **فائدہ** کہ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہ ہو ورنہ خیر وشر دونوں قبضہ اللہ تعالیٰ میں
ہیں کما یدل علیہ ذکر الاعزاز والاذلال اتنے تک تصرفات ملکیہ کا بیان ہے آگے تصرفات زمانیہ کا بیان ہے تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
آپ ہی (بعض موسموں میں) داخل کرتے رہتے ہیں بعض اجزاء لیلیہ کو نہار میں (کہ نہار بڑھتے بڑھتے پندرہ گھنٹے کا ہو جاتا ہے) وَتُوْلِجُ النَّهَارَ

Marfat.com

فِي الَّيْلِ اور آپ ہی (بعض موسموں میں) داخل کرتے رہتے ہیں بعض اجزاء نہاریہ کو رات میں (کہ رات بڑھتے بڑھتے پندرہ گھنٹے کی ہوجاتی ہے یہاں تک ظرف مکان اور زمان کا ذکر تھا آگے مظروف زمانیہ ومکانیہ کا ذکر ہے) وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور آپ ہی جان دار کو بے جان سے نکالتے رہتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور آپ ہی نکالتے رہتے ہیں بے جان کو جاندار سے (جیسے پرندہ سے بیضہ وقال الحسن يخرج المؤمن من الكافر والكافر من المؤمن اتنے تک وسعت خلق حیوانی کا ذکر تھا آگے وسعت رزاقیت کا بیان ہے) وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۷ اور آپ ہی جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق دیتے رہتے ہیں **نجم الآیات** التبشير بالغلبة على اعداء الله تعالى من اليهود والنصارى والمشركين فلذا لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ نہ بنائیں مسلمان کافروں کو اپنا دوست ومددگار مؤمنین کو چھوڑ کر وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اور جو شخص ایسا کرے گا کہ دوستی وغیرہ کے رابطے رکھیگا تو اللہ تعالی کے ساتھ اس کے کوئی تعلقات نہ ہوں گے کہ وہ کسی قطار میں شمار ہو اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً مگر کسی اندیشہ کے تحت ظاہری رویہ دوستانہ کا ہو بنا براس کے کہ جوان کے ایذاؤں سے کہ بچنا ضروری ہو تو صرف ظاہری رویہ دوستانہ کی اجازت ہے وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور ڈراتے ہیں اللہ تعالی تم کو اپنی ذات سے کہ اس کے احکام کی مخالفت میں عذاب عظیم ہے) وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۲۸ اور طرف اللہ تعالی کے رجوع ہے سب کا (بنا بریں اس کے عذاب سے خوف ہوا ایسے قسم کے کلمات وعید شدید میں مذکور ہوتے ہیں) **نجم الآیۃ** التحذير الشديد على موالاة الكفار قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ان کو فرما دیجئے اگر تم چھپائے رکھو اپنے ما فی الضمیر کو (یعنی کفار کے ساتھ دوستانہ کو) یا ظاہر کردو (ہر دو صورتوں میں) باخوبی جانتے ہیں تمہارے ما فی الضمیروں کو اللہ تعالی (تو ان کے ساتھ دوستانہ رویہ پر اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرو پھر آگے تاکید فرمایا) وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جانتے ہیں اللہ تعالی جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے (یہ اس کی وسعت علمی کا بیان ہے آگے اس کی وسعت قدرت کا بیان) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۹ اور اللہ تعالی ہر شئی پر قدرت رکھنے والے ہیں **نجم الآیۃ** التاكيد على التحذير المذكور يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا اس کا تعلق (والى الله المصير) سے ہے (یعنی اللہ تعالی کے ہاں کس دن سب کا رجوع ہوگا) جس دن پائے گا ہر انسان جو نیکی کی تھی دنیا میں اپنے سامنے وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ اور جو برائی کی تھی دنیا میں اپنے سامنے حاضر پائے گا پھر تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا تمنا کرے گا النفس العاملة بالسوء کاش کہ درمیان سوء کے اور درمیان اس دن کے دوری بعید کی ہوتی (مثلاً جیسے کہ دوری بین المشرق والمغرب کی ہے یعنی یہ دن قیامت کا نہ آتا) وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور ڈراتے ہیں اللہ تعالی تم کو اپنی

ع ۳ ذات سے یعنی اپنے عذاب سے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۳۰ اور اللہ تعالی نہایت ہی مہربان ہیں اپنے بندوں پر (کہ ان کی رضا عمل خیر میں ہے اور اجتناب عن السوء سے ہے تو جب تک خوف الہی نہ ہوگا تو نہ امتثال ہوگا اوامر کا اور نہ اجتناب ہوگا نواہی سے) **نجم الآیۃ** الترغيب على الاعمال الصالحة والترهيب عن الاعمال السيئة فلا تكرار في لفظ (ويحذركم الله نفسه) (آگے فرماتے ہیں کہ نہائی رأفت ربّ رحیم کی محبت الہی میں ہے اور علامت حبّ اللہ تعالی حبّ القرآن ہے وعلامۃ حب القرآن حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وعلامۃ حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حبّ السنۃ ہے)

Marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ فرمادیجئے کہ اگر تم قرب الٰہی کا نہائی مقام حاصل کرنا چاہتے ہو (کہ محض اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالصا مخلصا محبت ہو جائے) تو میرے نقش قدم پر چلو (کہ بال کے سر کے برابر خلاف سنت کے عمل نہ ہو پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ) يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالیگا (یہ مقابلہ مشاکلۃ ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا مرضی عنہ بنالیگا جیسا کہ فرمایا ہے (رضی اللہ عنہم) وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣١ اور تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں کیونکہ بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو اس کی صفت ذاتی رحمت کا تقاضہ ہے کہ معاف کردے تفضلا ورنہ معاف کرنا اُس پر واجب نہیں ہے) **فائدہ** (فاتبعونی) فنا فی الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی طرف اشارہ ہے تو فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فنا فی اللہ حاصل ہوگا پھر مقام محبوبیت کا یعنی رضاء الٰہی کا حاصل ہوگا یہ مقام اخص الخاص کا ہے ای فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ (فاتبعونی) سے حاصل ہوتا ہے جس کا معنی نقش قدم پر چلنے کا ہے ای موئے سر بھی خلاف سنت کے نہیں کرنا آگے عمومی اطاعت کا حکم ہے جو ہر مسلمان کو حاصل ہے فرمایا قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فرمادیجئے فرمان مان لو اور منقاد ہو جاؤ آگے حکم اللہ تعالیٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کما جاء (من اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ)

فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر فرمان ماننے سے پھر جائیں فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٢ تو بے شک اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتے ہیں بے فرمان اور منکر لوگوں کو **نجم الآیۃ** اطاعت الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم فرض والاعراض عنہ کفر ٭ پہلے اللہ تعالیٰ نے توحید کا اثبات فرمایا آیۃ شہادتیہ سے ای (شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو) پھر اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا آیۃ (قل اطیعوا اللہ والرسول) سے پھر آگے اسی مناسبت سے اولو العزم من الرسل کا ذکر فرماتے ہیں جن میں اوّل مقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۲ آدم علیہ السلام ۳ نوح علیہ السلام ۴ ابراہیم علیہ السلام ۵ عیسی علیہ السلام جو کہ لفظ (آل عمران) کا مصداق ہیں ۶ موسی علیہ السلام جو کہ لفظ آل ابراہیم میں ضمنا مذکور ہیں اور سورۃ احزاب میں آیا ہے (واذا اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی ابن مریم) اور اس آیۃ میں موسی علیہ السلام کا صراحۃ ذکر فرمایا اور آدم علیہ السلام کا اسی میں ضمنا لفظ (من النبیین) میں ذکر فرمایا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٣ والمعنی ان اللہ اصطفی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم للرسالۃ کما (اصطفی آدم) علیہ السلام للرسالۃ (ونوحا) للرسالۃ (و آل ابرٰھیم) ای ابراھیم علیہ السلام والہ من النبیین من بعدہ للرسالۃ (وآل عمران) ای عیسی ابن مریم علیہما السلام للرسالۃ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ای اصطفی الآلین حال کونھما خلقۃ مستخرجۃ من اصلاب آبائھم کالذّر ۔ (یعنی جو اولاد تھے ایک دوسرے کی یعنی بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اسی طرح نوح علیہ السلام کی اولاد بھی سب ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں عیسی علیہ السلام ہیں جو اولاد عمران کی ہیں) وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٣٤ اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں تو اقوال اور احوال شان انبیاء علیہم السلام کیلئے (سمیع علیم) ہیں بنابریں ان کو خلعت نبوۃ کی عطا فرمائی جو کہ اصل میں ہر شیئی انکی امر وہبی ہے **نجم الآیۃ** اثبات رسالۃ اُولی العزم من الرسل علیہم الصلوات والتسلیمات پھر خصوصیت سے عیسی علیہ السلام کی شان ولادت کو اور ان کے مقام خصوصی کو ذکر فرماتے ہیں کیونکہ ان کے شان میں یہود تنقیص کرتے تھے اور

Marfat.com

نصاریٰ افراط کرتے تھے کہ (ان اللہ ہو ثالث ثلثۃ) کہتے تھے (لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح بن مریم) فرمایا اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ
نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۳۵ قابل یاد کے ہے وہ وقت جس وقت کہا تھا عورۃ عمران نے
(جو کہ والدہ مریم علیہا السلام کی تھی) اے میرے رب میں نے منت مانی ہے آپ کیلئے اس ولد کی جو میرے پیٹ میں ہے محض خدمت آپ کے بیت المقدس
کیلئے اور وقفا لطاعۃ اللہ کیلئے پھر قبول فرما مجھ سے بے شک آپ خوب سننے والے ہیں میرے قول نذری کو خوب جاننے والے ہیں میری نیت نذری کو
فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی پھر جب امرأۃ عمران نے جنا لڑکی کو (یعنی مریم علیہا السلام کو) تو حسرت سے کہنے لگی
اے رب میرا بے شک میں نے جنا ہے اسی کو جو لڑکی ہے آگے پھر اللہ تعالیٰ کی کلام ہے تا (کالانثیٰ) تک بطور جملہ الٰہی معترضہ کے کہ اس سے پہلی کلام
اور بعد کی کلام کے اس جملہ کو دونوں کے درمیان لانا ضروری تھا ایک اہم مطلب کی خاطر تو جہاں جہاں میں کہوں کہ یہ جملہ معترضہ ہے اس کا یہ مطلب
ہوگا فرمایا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا تھا (نہ یہ کہ اس کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا تو
اسی دفعہ شبہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ امرأۃ عمران کی کلام کے وسط میں اپنی کلام کو ذکر کیا کہ (واللہ اعلم بما وضعت) آگے بھی اللہ تعالیٰ کی کلام ہے بطور جملہ معترضہ
کے) وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی اور نہ ہوتا وہ مذکر جس کی آپ کو تمنا تھی مثل اس انثیٰ کے جو جنی ہے (کیونکہ یہ مؤنث نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی اماں بنے
گی اور اگر یہ کلام امرأۃ عمران کی ہوتی تو یوں ہوتا (ولیست الانثیٰ کالذکر) یعنی نہیں ہے یہی انثیٰ مثل مذکر کے جس کی تمنا تھی آگے پھر کلام امرأۃ عمران
کی ہے) وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم (ای العابدۃ فی لغتھم) باقی اس نے نام کی نسبت اپنی طرف کی ہے کیونکہ عمران ام
مریم کی حالت حمل میں فوت ہوگئے تھے۔ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۳۶ اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں
اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے (پھر جب مریم علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو انکی اماں نے ان کو لیکر مسجد بیت المقدس میں لے آئی اور کہا کہ میں اس لڑکی کو نذر
للہ تعالیٰ مانا تھا اب اس کا تم میں سے جو کفیل بنے تو ان کا باپ عمران جو بیت المقدس کا امام بھی تھا وہ تو پہلے سے فوت ہوچکا تھا ورنہ وہ کفالت کا زیادہ اہل
تھا تو وہاں کے مجاورین و عابدین میں سے سب نے کہا کہ ہم اس کی کفالت کریں گے وہاں زکریا علیہ السلام بھی تھے انہوں نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا اور
مزید وجہ ترجیح کا یہ بھی بیان کیا کہ اس کی خالہ میرے پاس بحیثیت زوجہ کے میرے گھر میں رہتی ہیں بنا بریں کفالت کا زیادہ حق میرا بنتا ہے تو اس وجہ ترجیح کو کسی
نے تسلیم نہ کیا آخر قرعہ اندازی تک نوبت پہنچی تو قرعہ اندازی میں ان کی قلم جس سے وہ توراۃ کو لکھتے تھے وہ جریان پانی کی اوپر والی جانب چلنے لگی تو زکریا علیہ السلام
کی کفالت میں بی بی مریم علیہا السلام آگئیں پھر وہ جب اٹھنے بیٹھنے خود ہونے لگی تو زکریا علیہ السلام مسجد بیت المقدس کے متعلق ایک عمدہ مکان میں ان کو لاکر
رکھا قال اللہ تعالیٰ) فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ پھر قبول کرلیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول کرلینا (کہ ماعذبھا ربھا ساعۃ قط من لیل
ولانھار قالہ الحسن) وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور بڑھایا اس کو اس کے رب نے بڑھانا عمدہ طریقہ سے (کہ حیاتی کا ذرہ ذرہ پورا عبادت الٰہیہ میں گزروایا
اور زکریا علیہ السلام کو ان کا کفیل و سرپرست بنالیا جیسا کہ فرمایا) وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا اور زکریا علیہ السلام ان کے کفیل بن گئے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا
الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ہر وقت کہ داخل ہوتے تھے ان پر زکریا علیہ السلام ان کے معبد خانہ میں (جو کہ ایک عمدہ غرفہ کی شکل میں تھا) پاتے تھے ان کے

Marfat.com

پاس میوہ جات بے موسمے (کہ میوہ گرمیوں والا سردی کی موسم میں اور سردیوں والا گرمی کی موسم میں) قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا تو زکریا علیہ السلام فرماتے
تھے کہاں سے آتے ہیں تیرے پاس یہ میوہ جات بے موسمے اے مریم قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تو وہ کہتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر استحقاق کے تفضلا (یہ جملہ محتمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
کلام ہو یا مریم علیہا السلام کی کلام ہو پھر جب زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی یہ کرامت دیکھی) تو هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ تو اسی موقع میں پکارا
زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو (ابن صالح کے بارے میں کیونکہ اس وقت تک ان کا ابن نہ تھا اور ابناء العم جو ان کے جانشین بننے والے تھے وہ سب کے
سب نااہل تھے) قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٨﴾ تو کہا اے رب میرا عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے
اولاد پاکیزہ بے شک آپ قبول کرنے والے ہیں دعا کو (وکان ھو شیخا کبیرا وکانت امرأتہ عاقرا) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ
فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے حالانکہ وہ کھڑے ہونے والے تھے نماز میں معبد خانہ
میں محقق بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دے رہے ہیں (بیٹے کی جن کا نام نامی اسم گرامی) یحیی علیہ السلام ہوگا اور ان کے پانچ صفات ہوں گے ۱ـ
مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کہ تصدیق کرنے والے ہوں گے (کلمۃ اللہ) کی یعنی عیسی علیہ السلام کی کہ یہ نبی برحق ہیں یہ عیسی علیہ السلام سے چھ مہینے بڑے تھے
۲ـ وَسَيِّدًا اور مقتداء دین ہوں گے ۳ـ وَّحَصُوْرًا اور اپنے نفس کو لذات سے بہت روکنے والے ہوں گے کہ باوجود قوت مردمی کے عورتوں کے
پاس نہ جائیں گے ۴ـ وَّنَبِيًّا اور نبی ہوں گے ۵ـ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾ اعلی درجہ کے صالح ہوں گے یعنی اونچے درجہ والے نبی ہوں گے (باقی
(حصورا) کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نہیں ہے ان کی شریعت میں جائز تھا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے عرض کیا) قَالَ
رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ عرض کیا اے رب میرا کیسے مجھے بچہ ہوگا (یہ لفظ انتہائی خوشی میں کہا ایسا
محاورہ ہے) حالانکہ پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا اور بیوی میری بانجھ ہے یعنی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے (زکریا علیہ السلام کی عمر اس وقت ایک
سو بیس [۱۲۰] سال کی تھی اور ان کی بیوی اٹھانوے [۹۸] سال کی تھی (قالہ الکلبی) قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح
کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً عرض کیا زکریا علیہ السلام نے اے رب میرا مقرر کر میرے لیئے کوئی نشان (جس سے معلوم
ہوجائے کہ اب حمل ہوگیا ہے تاکہ میں شکرگزاری اس نعمت میں مشغول بھی رہوں) قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا فرمایا
اللہ تعالیٰ نشانی تیرے لیئے یہ ہے کہ نہ بات کرسکے گا تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے کہ اشارہ ہاتھ سے ہو یا سر سے (وجاء فی سورۃ مریم (قال اٰیتك
الا تکلم الناس ثلث لیال سویا) تو معلوم ہوا کہ عدم تکلم رات دن متواتر رہا۔ وقال عطاء اراد بہ صوم ثلثۃ ایام لانھم کانوا لم یتکلموا الا رمزا قلت
فلعل صام ثلثۃ ایام مع لیالھن صیام الوصال واللہ تعالی اعلم) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا اور اپنے رب کا ذکر کثیر کرتے رہنا (جس
وقت حمل کی نشانی عدم تکلم والی ظاہر ہوجائے یعنی شکراً ذکر کثیر ہو اور روزہ ثلثۃ ایام ہو) وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ اور تسبیح یعنی نماز میں مشغول رہو ع ۱۱/۱۲
زوال سے لاکر تا کچھ حصہ رات تک یعنی ظہر عصر مغرب عشاء وَالْاِبْكَارِ ﴿٤١﴾ اور صبح کے وقت تا ضحی تک یعنی فجر کی نماز پھر صلوۃ الضحی بھی پڑھو (پھر

Marfat.com

ان نمازوں سے ان پر کچھ بطور فرض کے ہوں اور کچھ بطور نفل کے لیکن بطور شکریہ نعمت عظمیٰ کے یہ سب نمازیں پڑھتی ہیں کیونکہ پانچ نمازیں بطور فرض کے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوئیں یہ قصہ عجیبہ زکریا علیہ السلام ویحیی علیہ السلام کا وسط قصہ عجیبہ مریم علیہا السلام وعیسی علیہ السلام کے ذکر فرمایا ہے بطور جملہ معترضہ کے کہ جیسے اب کے بغیر عیسی علیہ السلام کو پیدا فرمایا ویسے بڑھاپے کی حالت عاقر یہ میں یحیی علیہ السلام کو بھی پیدا فرمایا پھر اللہ تعالی اسی قصہ عجیبہ مریم علیہا السلام کا انسحاب فرماتے ہیں جس کا ابتداء (اذ قالت امرأۃ عمران) سے فرما کرتا (ان هذا لهو القصص الحق) تک ذکر فرمایا ہے آگے کی کلام کا تعلق سورۃ مریم میں جو قصہ مبارکہ مذکور ہے اس کے ساتھ ہے وہاں پر فرمایا (واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا الی وکان امرا مقضیا) غالبا اس کلام کے بعد اسی موقعہ میں فرمایا (یامریم) کما قال اللہ تعالی) وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۲ عطف علی (اذ قالت امرأت عمران) اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ فرشتوں نے ای جبرئیل علیہ السلام نے کہا ای مریم بے شک اللہ تعالی نے تم کو منتخب ومقبول فرمایا ہے ای اپنی دربار میں کہ مقام قرب کا دیکر صدیقہ بنالیا ہے کما جاء (وامہ صدیقۃ) اور تمام ناپسندیدہ اخلاق سے پاک بنایا ہے اور اسی زمانہ کے عورتوں سے بھی تمہیں چن لیا ہے (برائے ولادۃ عیسی علیہ السلام تو شکریہ ادا کر اس شکل میں اے مریم کما قال اللہ) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳ اے مریم تمام احکام ربانی میں اطاعت کرتی رہو یا معنی ہے لمبا کیا کرو قیام کو نمازمیں اور سجدہ کیا کرو یعنی نوافل بہت پڑھا کرو اور رکوع کرو یعنی نماز پڑھا کرو ساتھ نماز پڑھنے والوں کے یعنی نماز باجماعت پڑھا کرو (یعنی نماز میں قیام لمبا ہو اور کثرت نوافل کی ہو اور نماز باجماعت ہو یا (واسجدی وارکعی) کا معنی صَلّی ہے جیسا کہ مشہور ہے تو مطلب ہوگا کہ نماز کا قیام لمبا ہو اور مع الجماعت ہو تو ادائیگی شکریہ میں مریم علیہا السلام کو نماز کا حکم ملا جیسا کہ ادائیگی شکریہ میں زکریا علیہ السلام کو نماز کا حکم ملا) (پھر وسط قصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بھی اخبار ماضیہ میں سے ایک خبر ہے تو کسی خبر کے بارے میں علم رکھنے کے تین اسباب ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک ہو ۱۔ عقل کے ذریعہ کہ وہ خبر مدرک بالعقل ہو تو اس کی نفی ظاہر ہے ۲۔ سماع الخبر عن الغیر وہ بھی نہیں ہے لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان امیاً ۳۔ الاطلاع من اللہ تعالی وھو ھنا وحی فثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیٌ مرسلٌ) کما قال اللہ تعالی ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ یہ قصے جو اوپر مذکور ہیں منجملہ غیب کی خبروں سے ہیں جنکی ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور نہ تھے آپ ان کے ہاں موجود جس وقت وہ ڈال رہے تھے اپنے. اپنے قلموں کو (جس سے توراۃ کے نسخے لکھتے تھے نہر میں) کہ کون ان کا کفالت کرے مریم علیہا السلام کی. (شکل قرعہ کی یہ قرار پائی کہ پانی جس طرف سے آرہا ہے اسی طرف قلم چلی جائے) وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴ اور آپ موجود نہ تھے ان کے ہاں جس وقت وہ لوگ باہمی اختلاف کر رہے تھے (کہ ہر ایک کہتا تھا کہ میں کفالت کروں جس پر قرعہ کی ضرورت پیش آئی۔ پھر اُسی سلسلہ میں مکالمہ فرشتہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں کما قال اللہ تعالی) اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ یاد کرو اس وقت کو جس وقت فرشتہ جبرئیل نے یوں کہا کہ اے مریم محقق امر ہے کہ اللہ تعالی خوش خبری دیتے ہیں تجھ کو ایک بچہ مبارک کی جو کلمہ (کن) جو اللہ تعالی سے صادر ہوگا اسی سے پیدا ہوگا جنکا نام نامی اسم گرامی مسیح عیسی بن مریم ہوگا (وفی القاموس) (المسیح) المکثر السیاحۃ وقا

Marfat.com

سیاحتہ فی الارض لتبلیغ رسالات اللہ تعالی ثم کان المسیح لقبہ واسمہ المنیف عیسے بن مریم علیہما السلام آگے ان کے صفات عالیہ کا ذکر ہے
وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ای شریفا ذا جاہ وقدر ای باوقار ہونگے دنیا میں (یعنی یہود جو ان کے شان میں تنقیص کریں گے انکی عزۃ وشرافت ووقار پر کوئی اثرانداز
نہ ہوگا) وَالْاٰخِرَةِ اور ذاجاہ ہوں گے آخرۃ میں (کہ اپنی امۃ مؤمنۃ کے حق میں انکی شفاعت قبول ہوگی اور جنت میں کہ غرفات عالیہ میں ہوں گے)
وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ اور ہوں گے مقربین بارگاہ الٰہی میں اور باعتبار معجزہ کے (عطف علی (وجیہا) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا
عطف علی (فی المہد) اور کلام کریں گے لوگوں کے ساتھ سن دودھ پیاک میں اور بڑی عمر میں یکساں کلام وقال النحاس انما الکہل فی اللغۃ من ناہز
الاربعین وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ معطوف علی (کہلا) اور ہوں گے اعلی درجہ کے صالحین سے (یعنی نبی ہوں گے فہذہ بشارۃ عظیمۃ لہا ومنۃ
کبیرۃ علیہا پھر اس نے رب عظیم کے ساتھ بات شروع کردی قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ کہنے لگی مریم علیہا السلام کیسے ہوگا مجھ کو
بچہ حالانکہ کسی انسان نے بطور نکاح کے مجھ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ فرمایا اللہ تعالی نے علی لسان جبرئیل اسی طرح اللہ تعالی پیدا
کرتا ہے جو چاہتا ہے (یعنی مریم علیہا السلام نے استعجاب کیا ماتحت الاسباب کے تحت کہ یہاں پر کوئی سبب ولادۃ کا نہیں ہے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالی مافوق الاسباب
بھی کام کرتے ہیں تو یہاں پر عیسی علیہ السلام کی ولادۃ تجھ سے مافوق الاسباب ہوگی کہ) اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ جب ارادہ فرماتے ہیں
کسی کام کے ہونے کا تو اس کو فرماتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے (تو کسی شیئ کے وجود کیلئے صرف اللہ تعالی کا ارادہ ہی کافی ہے تو (مریم) کے معنی کا اظہار ہوگا
اور سورۃ مریم) میں ہے (قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علیّ ہیّن ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا)
چونکہ واقعہ ایک ہے تو تفنن عبارۃ سے مغز معنی کا نہیں بدلتا تو مریم علیہا السلام کا استعجاب ایسا ہے جیسے زکریا علیہ السلام کا استعجاب تھا کما (قال رب انی یکون لی غلام وقد
بلغنی الکبر وامرأتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل ما یشآء) اور سورۃ (مریم) میں اسی واقعہ کے متعلق فرمایا ہے (قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت
من الکبر عتیا قال کذالک قال ربک ہو علیّ ہیّن وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا قال رب اجعل لی آیۃ قال ایتک الا تکلم الناس ثلاث لیال سویا)
اور سورۃ مریم والا واقعہ بھی ایک ہے تو تفنن عبارۃ سے مغز معنی کا نہیں بدلتا مذید بران مزید مطالب کا انکشاف بھی ہے اسی طرح مریم علیہا السلام کے واقعہ میں جو مزید الفاظ ہیں
تو وہ مزید مطالب پر دال ہیں پھر دونوں مقامات پر قصہ زکریا علیہ السلام کا مقدم ہے بنا بر اس کے کہ یحیی علیہ السلام کی ولادت چھ ماہ مقدم تھی اور پر ولادت عیسی علیہ
السلام کے تو ترتیب ذکری ترتیب زمانی پر دال ہے چونکہ اسی سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم والا قصہ ایک ہے تو سورۃ آل عمران والا مکالمہ بھی بیچ وقت (اذ انتبذت
من اہلہا مکانا شرقیا الخ) کے تھا اور سورۃ مریم میں ہے (فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا) اسی جگہ میں تبیان الفرقان کی تفسیر میں ہے۔ ثم لما
اطمئنت بقول الملک ونفخ جبرئیل علیہ السلام نفخۃ من بعید فوصل الریح الیہا فحملت بعیسے علیہ السلام فی الحال وفی سورۃ الانبیاء (والتی احصنت
فرجہا فنفخنا فیہا) ای نفخ جبرئیل علیہ السلام فی مریم علیہا السلام ای نفخ فی جیب درعہا فوصل النفخۃ فی جوفہا (انتہی) یعنی نفخ
من بعید کما مرّ وفی سورۃ التحریم (ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ) ای فی جیب درعہا کما دلّ علیہ الضمیر المذکر فی لفظ
(فیہ) وہو المراد ای جیب درعہا بالفرج من الآیتین لان الفرج فی اللغۃ کل فرجۃ بین الشیئین کما قال اللہ تعالی (واذا السماء فرجت) ای فتحت

Marfat.com

وشقّت وفی البخاری ص۲۲ ج۱ فُرِجَ سقفی۔ فُرِجَ صدری۔ ای شُقِّقَ وموضع جیب الدرع ای القمیص مشقوق فھو فرج وفی مجمع البیان عن
الفراء ان المراد من (احصنت فرجھا) منعت جیب درعھا عن جبرئیل علیہ السلام (من ان ینفخ من قریب بل من بعید) وھذا ابلغ فی
حسن الثناء علیھا لانھا اذا منعت جیب درعھا (عن النفخ من قریب) فھی للنفس امنع (انتھی) وقال الفراء وذکر المفسرون ان الفرج جیب درعھا
وفی الدر المنثور عن قتادۃ (فنفخنا فیہ) ای فی جیب درعھا یعنی الضمیر المجرور فی قولہ تعالی (فنفخنا فیہ) عائد الی الفرج بمعنی الجیب واختار
ھذا التفسیر المفسر الکبریت الشاہ محمد اشرف علی تھانوی فی تفسیر بیان القرآن ما الفاظہ فی الھندی (سو ہم نے ان کے چاک گریبان میں بواسطہ
جبرئیل کے اپنی روح پھونکی) یعنی والمراد منہ (وروح منہ) ہے ثم مقام الرفعۃ لام عیسی علیہ السلام ووجیہ اللہ وروح منہ وکلمۃ منہ اُبی
عن ارادۃ المعنی المشہور علی الالسنۃ علی ان جلالۃ القرآن تأبی عن ذکر مثل ھذہ الالفاظ المستھجنۃ کما جاء التعبیر فی القرآن بالالفاظ الغیر
المستھجنۃ (فالئٰن باشروھن) وقد کتبت فی ھذا المقام ھذہ التأویلات الصحیحۃ انشاء اللہ تعالی لان دنی الاجل حلولا؏

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ عطف علی (یخلق) ای (کذالک اللہ) (یعلمہ الکتاب) اے مریم علیہا السلام جیسے اللہ تعالی اس کو بلا والد کے پیدا کریں گے ویسے خود
بلا اسباب تعلیم دیں گے ان کو خط لکھنے کی (وکان احسن الناس خطا فی زمانہ) یا معنی ہے تعلیم دیں گے ان کو آسمانی کتب کی کہ اصول ان سب
کے ایک ہیں **وَالْحِكْمَةَ** ای پختگی علوم عقلیہ کی (تاکہ دین کی باتوں میں تمامی لوگوں کے عقول ان کے آگے رام رہیں) اور بالخصوص **وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ** ٤٨
کی ای ان دو کتابوں کی تعلیم دیں گے **وَ**یجعلہ **رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ** عطف علی (یعلمہ) اور رسول بنا کر بھیجیں گے ان کو طرف بنی اسرائیل کے
ناطقا **اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ** ایسے رسول ہونگے جو کہ خبر دینے والے ہونگے کہ تحقیق میں لے آیا ہوں تمہارے پاس ای بنی اسرائیل بڑی عظیم الشان نشانیاں تمہارے
رب کی طرف سے والمراد بآیۃ بآیات بینات فعلم منہ ان لفظ آیۃ تطلق علی الآیات ایضا **اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ**
بدل من (انی قد جئتکم بآیۃ) وہ (آیۃ) بڑی نشانیاں اپنی نبوۃ پر یہ ہیں کہ بے شک میں ایک شکل تمہاری یقین دہانی کیلئے ایک پرندہ کی شکل گارے سے بناتا ہوں
پھر اسی شکل میں پھونک مارتا ہوں پھر وہ شکل پرندہ ایک حقیقی پرندہ بن جاتا ہے ساتھ حکم اللہ تعالی کے (یعنی میں محض نافخ ہوں اور اس کا محیی اللہ تعالی ہیں یہ ایسا ہے
جیسا کہ فرمایا (ونفخنا فیھا) ای فنفخ جبرئیل فی جیب مریم علیہا السلام (قیل لم یخلق ای لم یصوّر غیر الخفاش) یہ ایک معجزہ باہرہ جو دال نبوۃ ہے
اور عیسی علیہ السلام کی نبوت کے جاندار کی تصویر بنانا انکی شریعت میں جائز تھا شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام میں جائز نہیں ہے دوسرا معجزہ باہرہ
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ عطف علی (اخلق) اور بری یعنی تندرست کر دیتا ہوں اندھے مادر زاد کو اور برص والے کو یعنی کوڑھ کے مریض کو (اور ان دو
مرضوں کے علاج میں معالج لوگ عاجز آگئے تھے تو ان کا یہ معجزہ علاجی انہیں کی شکل میں تھا) **وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ** اور زندہ کر دیتا ہوں مُردوں کو اللہ
تعالی کے حکم سے (یہ تیسرا معجزہ ہے پہلے اور آخری معجزہ پر (باذن اللہ) قید بڑھائی ہے تاکہ انکی طرف الوہیت کا شائبہ نہ جائے وکان احیاءہ بالدعاء وکان
دعاءہ بسم اللہ الرحمن الرحیم (یاحی یاقیوم) وقال ابن عباس قد احیا اربعۃ انفس ۱ عاذر ۲ وابن العجوز ۳ وابنۃ العاشر ۴ وسام
ابن نوح علیہ السلام قالہ البغوی) اور چوتھا معجزہ **وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ** اور میں تم کو خبر دیتا ہوں

Marfat.com

جو کھا کر آتے ہو اور جو گھروں میں رکھ کر آتے ہو اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۴۹ بیشک ان معجزات میں میرے نبی ہونے پر تمہارے لئے بین دلیل
ہے اگر تم مؤمن بننا چاہو والمراد من لاٰیة لکم لآیات لکم تو عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں اپنی نبوت پر ان چار معجزات کا اظہار فرماتے تھے وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ
یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ عطف علی (رسولا) اور میں سچا کہنے والا ہوں اس کتاب کو جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کو وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ
حُرِّمَ عَلَیْكُمْ عطف علی (قد جئتکم) اور تمہارے پاس رسول بنکر آیا ہوں تاکہ تمہارے فائدہ کیلئے کچھ اشیاء جو تم پر حرام کئے گئے تھے بوجہ تمہارے
جرائم کے (دین موسی علیہ السلام میں) وہ حلال کر دوں (کہ اب انکی حرمت منسوخ ہے اور دعوی نسخ پر دلیل میرا نبی ہونا ہے اور میرے نبی ہونے پر دلائل بین
موجود ہیں کما قال اللہ تعالی) وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ع۱ اور لایا ہوں تمہارے پاس اپنی نبوۃ پر دلائل تمہارے رب کی طرف سے فَاتَّقُوا
اللّٰهَ پس ڈرو اللہ تعالی کے عذاب سے (اس کے احکام کی مخالفت میں) وَاَطِیْعُوْنِ ۝۵۰ اور احکامات الٰہیہ میں میری اطاعت کرو اِنَّ اللّٰهَ
رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ محقق امر ہے کہ اللہ تعالی رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا (تو مجھے رسول بنا کر بھیجا اور تمہیں میرا امتی بنا دیا کہ میری ہر بات کو ماننا
ہے اور دونوں کا قدر مشترک وہ ایک ذات عز اسمہ رب ہے) تو فَاعْبُدُوْهُ سو صرف اس کی عبادت کرو (نہ غیر اللہ کی) هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۵۱
یہی یعنی عبادت اللہ تعالی وحدہ لا شریک لہ کی راہ راست ہے (کما قال اللہ تعالی (اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم) یہ مضامین
خلاصہ تبلیغ عیسی علیہ السلام کے ہیں۔ نیز جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کو جو بشارتی کلمات بتلائے وہ (ھذا صراط مستقیم) (تک ہیں) (آگے
مضامین مقدرہ یوں ہیں کہ فولدت مریم عیسی علیہا السلام وکلّم عیسی علیہ السلام قومه فی المھدٖ وبلغ الکمال حتی صار نبیا عالما بالتوراۃ والانجیل
ودعا الناس الی الھدی وأتی بالمعجزات المذکورات وانکرہ بنوا سرائیل وکذبوہ وأتوا بما یدل علی الکفر وارادوا قتلہ فکما قال اللہ تعالی)
فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ تو جب عیسی علیہ السلام نے (دوران تبلیغ عمومی کے) بنی اسرائیل سے انکار کو دیکھا (اور ارادہ قتل کو معلوم کیا تو حفاظتی
اقدامات کی بنا پر) فرمایا قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ فرمایا کون مددگار ہے میرا اور معین کار میرا اللہ تعالی کے راہ میں (یعنی تبلیغ میں کہ میری تبلیغ میں
رکاوٹ نہ ہو اور میرے بعد بھی یہ تبلیغ کا کام چلتا رہے) قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ جواب میں کہا ان کے جو مخلص ساتھی تھے اور محبت
لوگ تھے (اور صدیق کا مقام رکھنے والے تھے جو شاہی خاندان کے صوفی باصفا تھے) (جن کی تعداد بارہ ہی بتلائی جاتی ہے) کہ ہم ہی ہیں اللہ تعالی کے دین کے
مخلص مددگار (کہ تبلیغ دین کی کرتے رہیں گے اور تمام رکاوٹوں کو دور کرتے رہیں گے اور سورۃ المائدہ میں ہے (اذ قال الحواریون یا عیسی بن مریم
ھل یستطیع ربك ان ینزل علینا مائدۃ من السماء) الخ تو یہ حواری ان مخلصین حواری کے قوم سے عام نئے مسلم تھے تو صرف نام کے حواری تھے نہ اصلی
حواری تھے جن کا ذکر (نحن انصار اللہ) میں ہے) اٰمَنَّا بِاللّٰهِ (علۃ للدعوی) ای ہم نے ایمان لایا ہے اللہ تعالی پر (جیسا کہ حق ہے ایمان لانیکا)
وَاشْهَدْ عطف علی (آمنا) بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲ اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں (فیہ توثیق علی ایمانھم آگے انکی مناجاۃ مع الرب کا بیان)
رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ اے رب ہمارا ہم نے ایمان لایا ہے تمام کتابوں کے ساتھ جو آپ نے نازل فرمائی ہیں وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور عیسی علیہ السلام
کے تابع ہو گئے ہیں (یعنی ان کے نقش قدم پر چل کر فنا فی عیسی علیہ السلام کے مقام کو حاصل کر لیا ہے جس کی بنا پر ہمیں حواریوں کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے)

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۝٥٣ پس لکھ دے نام ہمارا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ (جو کہ (لتکونوا شہداء علی الناس) کے مقام کو پانے والے ہیں) وَمَكَرُوْا اس کا تعلق (فلما احس عیسیٰ منہم الکفر) سے ہے اور بنی اسرائیل جو کافر تھے ان کے خلاف خفیہ تدابیر بنا لیئے (تا کہ ان کو قتل کردیں) وَمَكَرَ اللّٰهُ (یہ مقابلہ مشاکلۃ ہے) اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قتل سے محفوظ رکھنے کی تقدیر جاری فرمادی (جو کہ خفی تھی کہ ان کے مخالفین میں سے ایک کی شکل کو ہم شکل عیسیٰ علیہ السلام کے بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور وہ لوگ ہم شکل کو سولی پر لٹکادیا کما قال اللہ تعالیٰ (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم الخ بل رفعہ اللہ الیہ) وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝٥٤ ع ثلثۃ

اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہتر تقدیر چلانے والے ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے ان کے قتل کی سازشیں تیار کرلی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے تحفظ کا وعدہ کرلیا تھا وہ یوں تھا) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یاد کرو اس وقت کو جس وقت فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے کہ میں قبض کرنے والا ہوں آپ کو اور اٹھانے والا ہوں آپ کو اپنی طرف یعنی آسمان پر (قالہ الحسن والکلبی وابن جریج (مظہری) (وفی الروح) او ان المراد انی مستوفی اجلک ومميتك حتف انفك لااسلّط علیك من یقتلك فالکلام کنایۃ عن عصمتہ علیہ السلام عن الاعداء (انتہی) اور پاک کرنے والا ہوں آپ کو سوء جوار کافروں سے (کہ آپ کو ہرگز نہیں پہنچا سکتے) واخرج اسحق ابن بشر وابن عساکر من طریق جوھر عن الضحاك عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ (انی متوفیك ورافعك الیّ) یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان در منثور ص ۳۶ ج ۲ فعلم ان تفسیر ابن عباس (بممیتك) معناہ بعد النزول من السماء فعلی ھذا تفسیر ابن عباس (متوفیك) ای ممیتك لیس بمتضاد بالاحادیث الصحیحۃ المرفوعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال الحدیث (متفق علیہ) وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (قال قتادۃ والحسن وابن جریج وخلق کثیر ھم اھل الاسلام من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوہ فی اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو معنی ہوگا) اور غالب کروں گا ان لوگوں کو جو آپ کے تابع ہیں یعنی آپ کی صحیح حقیقت کے ساتھ اعتقاد رکھنے والے ہیں (یعنی مسلمان اس امت کے ہیں) اوپر ان لوگوں کے جو آپ کی صحیح حقیقت کے کافر ہیں (یعنی تثلیث وغیرہ کے قائل ہیں) تا روز قیامت تک (**خلاصہ** یہ ہے کہ آپ کے بارے (کہ آپ اللہ نہیں ہیں نبی اللہ برحق ہیں جو ایسا عقیدہ رکھنے والا ہوگا وہ غالب رہے گا باعتبار دلائل کے) الی یوم القیامۃ ان پر جو آپ کی حقیقت کے خلاف تثلیث وغیرہ کا عقیدہ رکھیگا اور جہاد میں بھی عقائد حقہ والوں کو نتیجہ غلبہ کا ہوگا حتی کہ خود عیسیٰ علیہ السلام بھی صلیب کو توڑیں گے) ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ پھر قیامت کے روز تم سب کی واپسی میری طرف ہوگی یعنی عقائد حقہ والوں کی اور باطلہ والوں کی فقیر وعدو وعید فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝٥٥ پھر موقف حساب میں فیصلہ سنا دوں گا انہیں مسائل کا جن میں تم دنیا میں اختلاف کرتے تھے (کہ توحید والے برحق ہیں اور تثلیث والے باطل پر ہیں پھر ہر ایک کی سزاء وجزاء کا اجراء یوں ہوگا) فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۝٥٦ (یہاں سے مجموعہ سزا کا بیان ہے یعنی دنیا وی کا بھی

جو کہ (فوق الذین کفروا) کی تفصیل ہے جو کہ قیامت سے پہلے گزر چکی ہوگی) اور اخروی کا بھی جو کہ ابدالآباد تک باقی رہے گی فرمایا تفصیل فیصلہ کی یوں ہے) کہ پھر جو لوگ کافر تھے ان کو سخت عذاب کروں گا دونوں جہانوں میں (ایک تو دنیا میں جو گزر گئی ہوگی اور دوسری آخرۃ میں جو کہ باقی رہیگی) اور نہ ہوگا ان کیلئے کوئی مددگار کہ اللہ تعالی کے عذاب سے زبردستی چھڑا سکے وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ اور جو لوگ کہ مؤمن تھے اور اچھے عمل کئے تھے سو ان کو اللہ تعالی ان کے اجور پورے پورے دیں گے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (اور کافروں کے بارے میں مزید بیان یہ ہے) کہ اللہ تعالی پسند نہیں کرتے یعنی مبغوض رکھتے ہیں ایسے قسم کے ظالموں کو (کہ تثلیث و کفر و شرک کا عقیدہ رکھنے والے ہوں) ذٰلِكَ یہ جو ذکر ہوا ہے عیسی علیہ السلام کے بارے میں و مریم علیہا السلام کے بارے میں اور حواریین اور ماکرین کے بارے میں نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ ہم آپ پر پڑھ کر سنا رہے ہیں مِنَ الْاٰيٰتِ جو کہ آیات قرآنیہ سے ہے وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اور بیان تحقیقی سے ہے آگے (وہ نصاری جو کہتے تھے کہ (ان اللہ ھو المسیح بن مریم) کیونکہ بغیر اب کے ان کا ہونا یہ دلیل ہے ان کے الٰہ ہونے کی (العیاذ باللہ) ان کا رد فرماتے ہیں) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ بے شک حال عجیب عیسی علیہ السلام کا کہ بغیر اب کے پیدا کئے گئے) اللہ تعالی کے ہاں یعنی تقدیر ازلی میں كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ مثل حال عجیب آدم علیہ السلام کے ہے (کہ بغیر اب و ام کے پیدا ہوئے) کہ پہلے جسد خری شکل انسانی بنایا مٹی سے پھر (بعد دہر طویل کے) فرمایا اس کو ہو جا انسان ذی حیوۃ پھر ہو گیا انسان ذی حیوۃ (تو دونوں کے درمیان وجہ شبہ کا یہ ہے کہ دونوں بغیر اب کے کلمہ کُنْ سے پیدا کئے گئے تو جیسے آدم علیہ السلام الٰہ نہیں ہیں تو ویسے عیسی علیہ السلام بھی الٰہ نہیں ہیں) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بات برحق وہ ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہو فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ پھر نہ ہونا آپ اس امر حق کے خلاف تھوڑا شک کرنے والوں سے (جیسا کہ یہود اور نصاری نے ان کے بارے میں حق کے خلاف عقائد رکھے ہیں کہ یہود نے انکی اماں عفیفہ پر بہتان تراشیاں کیں اور نصاری نے کہا کہ ھو اللہ او ھو ابن اللہ او ھو ثالث ثلاثۃ پھر یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد امت ہے ایسے قسم کے خطابات امت کیلئے تہدیدی ہوتے ہیں کہ امت کو سختی سے غلط عقیدہ سے روکا گیا ہے جیسا کہ فرمایا (فلا تقل لھما اف) حالانکہ اس آیت کے نزول سے پہلے کئی سالوں سے آپ کے والدین وفات پا چکے تھے تو یہ نہی بھی تہدیدی امت کیلئے ہے آگے فرماتے ہیں کہ جب عیسی علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی حقیقت واضح ہو چکی ہے پھر بھی کوئی شخص غلط علتیں نکالے تو اس کیلئے مسکت آخری جواب دعوت مباہلہ ہے) فرمایا فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ پھر جب کہ آپ کے پاس خبر قطعی اسی بارے میں آ چکی ہے تو جو شخص خواہ مخواہ آپ کے ساتھ بحث کرے (تو اس کو دعوت مباہلہ کی دیدو) فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ تو فرما دیجئے آجاؤ ہم اور تم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنے عورتوں کو اور تمہارے عورتوں کو اور اپنے جانوں کو اور تمہارے جانوں کو ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ پھر ہم سب ملکر گڑگڑا کے دعاء کریں بایں طور کہ اللہ تعالی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر (کہ اس بحث میں ہم سے جو ناحق پر ہو اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہو) (اخرج البخاری ان العاقب والسید اتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاراد ان یتلاعنہما فقال احدھما لصاحبہ لا تلا عنہ فواللہ ان کان نبیا فلا عنا لا نفلح ولا عقبنا من بعدہ فقالوا لہ صلی اللہ علیہ وسلم نعطیک ما سألت وروی انہم صالحوہ علی ان

یعطوہ فی کل عام الفی حلّۃ وثلثین درعا وثلثین بعیرا واربعا وثلثین فرسا فصالحھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک بدلا من الاسلام وقال والذی نفسی بیدہ ان العذاب قد تدلّی علی اھل نجران ولو تلاعنوا لمسخوا قردۃ وخنازیر ولاضطرم علیھم الوادی نارا ولاستأصل اللہ تعالی نجران واھلہ حتی الطیر علی الشجر ولما حال الحول علی النصاری کلھم حتی ھلکوا) **نجم الآیات**

من (اذ قالت امرأۃ عمران) الی ھھنا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ بے شک جو اوپر مذکور ہوا ہے (مریم علیہا السلام کے بارے میں اور عیسی علیہ السلام کے بارے میں اور حواریین وماکرین کے بارے میں) البتہ وہی ہے قصص برحق ای بیانات صحیحہ جن کا خلاصہ یہ ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ اور نہیں ہے معبود برحق مگر اللہ تعالی کی ذات وحدہ لاشریک لہ کہ معبود برحق ہیں یہ توحید ذاتی ہے آگے توحید صفاتی کا بیان وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اور تحقیق اللہ تعالی البتہ وہی ہے ایسا غالب کہ کبھی بھی مغلوب ہونیکا امکان بھی نہیں ہے (نہ عقلا اور نہ وجودا) اور وہی ہے حکمت والا (کہ ہر کام اس کے پر مصلحت ہوتے ہیں تو جب انہیں صفات میں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو ثابت ہوگیا (وما من الہ الا اللہ) فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر (اس دعوت مباہلہ کے بعد جو کہ دلیل بیّن ہے اوپر توحید ذاتی وصفاتی وافعالی کے) اگر نہ مانیں توحید کو تو فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ بے شک اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں فسادیوں کو (کہ مقصد ان کا تحقیق حق نہ تھا بلکہ لوگوں کے عقیدہ کو خراب کرنا تھا شبہات ڈال کر جیسا کہ فرمایا تھا (فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ) **نجم الآیۃ** تھدید شدید علی ابتغاء الفتنۃ پھر تردید شرک وتثلیث کے بعد آگے اہل کتاب کو دعوت الی التوحید کا بیان قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ھذہ الآیۃ نزلت فی الفریقین من اھل الکتاب فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کے آجاؤ طرف ایسی بات کے جو ہمارے اور تمہارے درمیان (باعتبار اصل مذہب کے) برابر اور مشترک ہے وہ یہ ہے کہ ہم نہ عبادت کریں کسی کی بھی مگر صرف اللہ تعالی وحدہ لاشریک لہ کی وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا اور نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالی کے کسی کو بھی (نہ وجوب الوجود میں یعنی نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں) وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ بنائے سوا اللہ تعالی کے (یعنی اللہ تعالی کے سوا کسی کو بھی تحلیل وتحریم کا اختیار نہیں ہے جیسا کہ اور جگہ میں فرمایا ہے (اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ) انہوں نے اللہ تعالی کے سوا اپنے احبار اور رھبان کو رب بنا لیا ہے یعنی تحلیل ما حرم اللہ اور تحریم ما احل اللہ کا اختیار دے رکھا ہے) فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر (اس کلمہ عادلہ توحیدیہ سے) اعراض کریں فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ تو تم مسلمان لوگ کہدو کہ تم اے اہل کتاب کے گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو اس کلمۂ عادلہ توحیدیہ کے ماننے والے ہیں **نجم الآیۃ** الدعوۃ الی الکلمۃ السوائیۃ التوحیدیۃ المشترکۃ بین اصل الملل کلھا وھی من تتمۃ المحاجۃ (پھر آگے اہل کتاب کے ایک اور محاجہ کا جواب ہے کہ ہر ایک طائفہ من الیہود والنصاری کا مدعی تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یہ یہود کا دعوی تھا یا نصاری تھے العیاذ باللہ یہ نصاری کا دعوی تھا فرمایا يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں (کہ تم میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے مذہب پر تھا) وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ حالانکہ نہیں نازل کی گئیں توراۃ اور انجیل مگر بعد ابراہیم علیہ السلام کے (یعنی

یہودیت کا ابتداء توراۃ کے نزول کے بعد ہوا ہے اور نصرانیت کا ابتداء بعد نزول انجیل کے ہوا ہے اگر ان دو کتابوں کا نزول ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کا ہوتا تو تمہیں کہنے کا موقع ملتا اب تو وہ بھی موقع نہ رہا تو تمہارا یہ دعوی صریح باطل ہے) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ کیا نہیں سوچتے ہو پھر نہیں سمجھتے ہو (کہ یہ دعاوی عقلا بھی محال ہیں پھر آگے مزید رد فرماتے ہیں کہ نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا ذکر توراۃ اور انجیل میں ہے اور جن کا تم کو علم بھی ہے باوجود علم کے شدۃ سے انکار کرتے ہو) ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ ہاں تم تو وہی ہو کہ جھگڑتے ہو یعنی شدت سے انکار کرتے ہو اس کا جس میں تمہیں واقفیت ہے (یعنی اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنکا ذکر توراۃ اور انجیل میں ہے کہ دانستن کو نادانستن کہتے ہو کہ علم کو متبدل با جہل کرتے ہو یہ بہت بڑی غلطی ہے) فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ پھر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو یعنی شدت سے کہتے ہو (کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے یا نصرانی تھے) جس میں تم کو کچھ قدر بھی واقفیت نہیں ہے (کیونکہ یہ بات عقلا بھی محال ہے تو جہل کو متبدل با علم کے کرتے ہو کہ نادانستن کو دانستن کہتے ہو یہ بھی بڑی غلطی ہے تو تم میں دو بڑی غلطیاں یہ بھی ہیں علم کو متبدل با جہل کرنا یا جہل کو متبدل با علم کرنا تو ایسے غلطیوں کے کیوں مرتکب ہوتے ہو وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اور اللہ تعالی دین ابراہیم علیہ السلام کو جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے ہو **نجم الآیۃ** تشنیع بر تشنیع علی دعاویھم الباطلۃ پھر آگے جو انکا دعوی عقلا محال تھا اس کا صراحۃ رد فرماتے ہیں جو کہ مقتضی علم الہی ہے وہ یہ ہے کہ مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۶۷﴾ ابراہیم علیہ السلام نہ تھے یہودی اور نہ نصرانی ولیکن تھے تمامی مذاہب باطلہ سے بیزار مذہب حق کے فرمان بردار اور نہ تھے مشرک (جو کہ دعوی مشرکین مکہ کا تھا کہ وہ ہمارے مذہب پر تھے یعنی وہ کہتے تھے کہ ہم جس مذہب پر ہیں ان کے پیروکار ہیں تو تم تینوں مذہب باطلہ والے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کچھ بھی مناسبت نہیں رکھنے والے پھر آگے جنکو کلیۃ مناسبت ہے یا قریب کی کہ بعض فروع میں صرف اختلاف ہو ان کا بیان) فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ بے شک تمام لوگوں سے مناسبت رکھنے والے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جو ان کے زمانہ میں ان کے نقش قدم پر چلے تھے یہ کلیۃ مناسبت ہے کہ تمامی اصول و فروع میں متبع وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور یہ عالی شان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مؤمن لوگ (کہ اصول میں تو کلیۃ اتحاد ہے اور اکثر فروع میں بھی اتحاد ہے جیسے حج اور عمرہ اور ختنہ اور صلوۃ الی الکعبۃ وغیرہ وغیرہ) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۸﴾ اور اللہ تعالی مؤمنین کے تمام امور کے ولی و متولی و حامی ہیں **نجم الآیۃ** الرد الصریح علی دعاویھم الباطلۃ آگے یہود کے دعاۃ الی الضلالت کا بیان ہے کہ یہود ضال و مضل ہیں وَدَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَکُمْ دل سے تمنا کرتے ہیں ایک طائفہ اہل کتاب کا کہ کاش کہ تم کو مذہب اسلام سے پھیر دیں وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ اور نہیں گمراہ کر سکتے مگر اپنے آپ کو کہ وبال اضلال کا ان پر ہے (تو اس میں صحابہ کے ایمان کے رسوخ کا بیان ہے) وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اور اس بات کو نہیں سمجھتے (کہ صحابہ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے الٹا خود کو اضلال کے گڑھے میں ڈال رہے ہیں کہ مضل راسخ بن رہے ہیں اور یہ بات بدیہی ہے جیسے کہ گویا کہ مدرک بالحواس الظاہرہ ہے لیکن گویا کہ ان کے حواس خمسہ ظاہرہ موقوف ہو چکے ہیں کہ صم بکم عمی ہو گئے ہیں یہ آیت یہود کے حق میں ایسے ہے جیسے کہ منافقین کے حق میں ہے (ولکن لا یشعرون) **نجم الآیۃ** یہود کے مضل ہونے کا بیان آگے ان کے کفر بالآیات التوراتیہ

Marfat.com

الدلالۃ علی نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور اسپر تھدید **یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ ۝** اے اہل الکتاب کس لیئے کفر کرتے ہو آیات اللہ کے ساتھ یعنی آیات توراتیہ وانجیلیہ کے ساتھ (جو دال ہیں اوپر نبوۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ انکار نبوۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستلزم ہے واسطے انکار ان آیات کے) حالانکہ تم اقرار کرتے ہو (کہ یہ آیات توراتیہ وانجیلیہ برحق ہیں آگے ان کے انکار کی ایک گونہ تفصیل ہے کہ زیادہ انکار تلبیس کی شکل میں اور کتمان میں تھا پھر ان پر مستقلا تھدید ہے کہ فرمایا) **یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ** اے اہل کتاب کے کیوں خلط کرتے ہو حق کو (ان صفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مذکور فی التوراۃ والانجیل ہیں) ساتھ باطل کے (ای غیر حق کے یعنی ساتھ ان صفات کے جو مذکور فی التوراۃ والانجیل نہیں ہیں جیسا کہ وہ کہتے تھے کہ محمد نبی ولکن مبعوث الی بنی اسماعیل لا الی بنی اسرائیل) **وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ** اور کیوں چھپاتے ہو حق کو (ای صفات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مذکور فی التوراۃ والانجیل ہیں) **وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ۝** حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو یہ آیۃ کریمہ

ع ۸
۱۵

ایسی ہے جیسکہ بقرہ میں ہے (ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون) ولیکن وہاں پر نہی اور یہاں پر ملامت وتھدید ہے) **نجم الآیۃ** التھدید علی الکفر بالآیات وتلبیس الحق بالباطل وکتمان الحق * پہلے فرمایا (ودت طائفۃ من اہل الکتاب لو یضلونکم) آگے ان کے اسی بارے میں حیلہ اور مکر وفریب کا بیان ہے **وَقَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ** اور کہا ہے ایک طائفہ اہل کتاب کا (کہ وہ بارہ عالم یہود خیبر کے تھے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ) **اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَاکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ** کہ ایمان لاؤ ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اوپر ان لوگوں کے جنہوں نے ایمان لایا ہے (یعنی ایمان لاؤ ساتھ قرآن کے شروع دن میں اور کفر کرلو آخر دن میں **لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝** شاید مسلمان لوگ ایمان سے رجوع کرلیں (اسی بنا پر کہ صبح کو تو انہوں نے ایمان لایا تھا اور اسی دن کی شام کو مرتد ہوگئے تو اس مذہب میں کوئی خرابی دیکھی ہوگی تب تو یہ مرتد ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ان کو کہا کہ یہ حیلہ ارتدادی یہودی جو نئے مسلم ہیں ان کیلئے کر رہے ہیں کہ کم سے کم وہ تو واپس یہودیت میں آجائیں) **وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ** عطف علیٰ (امنوا) ای نہ اظہار کرنا ایمان کو شروع دن میں مگر ان لوگوں کی وجہ سے جو پہلے تمہارے دین کے تابع تھے (کیونکہ ہمیں ان کا رجوع اہم ہے) **قُلْ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ** فرمادے (تسلیۃ للمؤمنین) کہ بے شک وہ ہدایت (جو مسلمانوں کو ملی ہے) وہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے (اس کو کوئی نہیں ختم کرسکتا کما قال اللہ تعالیٰ (یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ) ومکرتم ذلک المکر حسدا) **اَنْ یُّؤْتٰٓی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ** (فرمایا کہ اے یہود تم یہ حیلے ومکر وفریب اس لیئے کر رہے ہو کہ تمہیں حسد ہے اس بات کا) کہ دیا جائے کوئی ایک جیسے کہ دیئے گئے تھے تم (یعنی دیئے جائیں مسلمان بھی دین حق کہ جیسے دیئے گئے تم دین حق یہودیت کی منسوخیت سے پہلے یعنی مسلمانوں کو دین اسلام کیوں ملا ہے جیسا کہ یہودیوں کو مذہب یہودیت ملا تھا) **اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ** یا (یہودی نئے مسلم) غالب آجائیں نزدیک رب تمہارے کے (قیامت کے دن کہ ہم نے تو اسلام لایا تھا اور عالم یہود کے کیوں نہ ایمان لایا۔ یا مسلمان قیامت کے دن رب العالمین کے روبرو تم پر حجت پیش کریں کہ بعض عوام من الیہود نے ایمان تو لایا تھا اور تم علماء من الیہود نے کیوں ایمان نہ لایا تھا) **قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ** تاکید بمعنی قولہ تعالیٰ (قل

Marfat.com

ان الهدى هدى الله) فرما دیجئے کہ فضل ہدایتی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے (یا اس کا تعلق (ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم) سے ہے کہ اے یہود تمہیں تو حسد ہے کہ مسلمانوں کو دین حق اور نبی آخر الزمان برحق کیوں ملا ہے تو ردّ میں فرمایا کہ دین حق اور نبی آخر الزمان کو نبی بنانا یہ فضل اللہ ہے اور فضل الٰہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اللہ تعالیٰ بہت وسعت والے ہیں (اس کے ہاں فضل الٰہی کی کمی نہیں ہے) عَلِيمٌ ۝ جاننے والے ہیں (جو حقدار ہوتا ہے اس کو دیتے ہیں) يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ خاص کرتے ہیں ساتھ اپنی رحمت کے یعنی نبوۃ کے جس کو چاہتے ہیں (تو حکمت کے مطابق نبی آخر الزمان کو نبوۃ کیلئے چن لیا اور مسلمانوں کو دین اسلام دیدیا تو پھر مسلمانوں پر حسد کیسے) کیونکہ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ اور اللہ تعالیٰ صاحب بڑے فضل کے ہیں **نجم الآيات** یہود کا مکر و فریب کا بیان کہ مسلمان مرتد ہو جائیں ولیکن فرمایا کہ اس میں ان کو کامیابی نہ ہوگی۔ آگے یہود کے خائن ہونیکا بیان وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ اور بعض اہل کتاب کے ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے مال کا انبار یعنی بہت مال تو جس وقت تم اس سے مانگو اسی وقت ادا کرے گا جیسے عبداللہ بن سلام والے وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ اگر رکھیں ان کے پاس ایک دینار تو نہیں دیگا تجھ کو مگر اس وقت کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو (یعنی الحاح اور تدافع الی الحکام کے ذریعہ لیو کیونکہ وہ پکے خائن ہیں جیسے کعب بن اشرف والے) ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وجہ نہ دینے کا یہ ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ جو اہل کتاب کا نہیں ہے بلکہ امّی ہے ان کے مال کے بارے میں ہم پر کچھ گناہ نہیں ہے (جتنا مال ناحق لیلیں بوجہ اختلاف مذہبی کے کوئی جرم نہیں ہے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اجازت دیدی ہے تو ردّ میں فرمایا) وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ اور وہ جھوٹ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ پر حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بول رہے ہیں بَلٰى ایسا نہیں ہے جیسا کہ یہود کہتے ہیں یعنی ان پر الزام کیونکر نہ ہوگا آگے اس کے متعلق دو قانون ذکر فرماتے ہیں ۱۔ مَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ جو شخص کہ پورا کرے اپنا اقرار امانتی کو وَاتَّقٰى اور بچتا رہے شرک سے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے سے فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں بچنے والوں کو شرک اور نقض عہد سے **نجم الآية**

تقبیح الیہود علی الخیانۃ ونقض العہد والکذب علی اللہ تعالیٰ والمدح علی اداء الامانۃ وایفاء العہد والاتقاء عن الکذب علی اللہ تعالیٰ (آگے اہل کتاب کی مزید قباحت کا بیان کہ یہ صرف خائن نہیں بلکہ ایمان باللہ و بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں رشوت اور ریاست کو لیتے ہیں کہ توراۃ وانجیل میں نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتمان اور تلبیس جو کرتے ہیں ان پر انکو حکومتی عہدے و بڑے بڑے انعامات ملتے ہیں فرمایا) إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا بے شک جو لوگ بمقابلہ عہد اللہ کے اور اپنی قسموں کے (متاع الدنیا جو کہ) ثمن قلیل ہے لے لیتے ہیں (یعنی اہل کتاب سے جو عہد لیا گیا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایمان لانا ہے اور اس پر ان سے قسمیں بھی لی گئی تھیں یا ایمان سے مراد وہ قسمیں ہیں جو بوقت مال امانت رکھنے کے لی جاتی تھیں پھر دنیاوی منفعت کو مقدم رکھتے ہوئے نقض عہود وایمان کا کر لیتے تھے تو اس کی سزا کے بارے میں فرمایا) أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ کہ ایسے بدترین خصال والے لوگوں کیلئے آخرۃ میں کوئی حصہ

Marfat.com

خیر کا نہ ہوگا وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور ان سے اللہ تعالیٰ کلام لطف اندوز نہ فرمائیں گے (بلکہ کلام غضب کی فرمائیں گے) وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
اور نہیں نظر فرمائیں گے انکی طرف نظر رحمت کی (بلکہ نظر ناراضگی کی فرمائیں گے انکی طرف) دن قیامت کے وَلَا یُزَكِّیْهِمْ اور نہ انکو گناہوں سے پاک کریں گے۔
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۷۷ اور ان کیلئے عذاب درد دینے والا ہوگا (نہ مطہر للذنوب ہوگا) **نجم الآیة** اولئك لهم خمسة اصناف من
العذاب (آگے یہود کی اور قباحت کا بیان ہے کہ تلاوۃ توراۃ میں لیا بالسنتہم کرتے ہیں، ای کج زبانی کرتے ہیں ای غلط پڑھتے ہیں یا تفسیر غلط لکھتے ہیں اور
توراۃ کی تلاوت میں اس غلط کو ایسا ملا کر پڑھتے ہیں کہ گویا کہ اصل الفاظ توراتیہ ہیں ومثال ذالک قولهم (واسمع غیر مسمع) اس کے دو مطلب ہیں ایک
صحیح کہ سنو شالا نہ سنائے جاؤ کوئی دکھ کی بات دوسرا غیر صحیح کہ سنو شالا نہ سنائے جائے کوئی سکھ کی بات وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ
بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ اور بے شک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو توراۃ پڑھنے میں
(کہ غلط لفظ ملا دیتے ہیں یا غلط تفسیر لکھدیتے ہیں) تاکہ تم لوگ سنکر اس کو توراۃ کے اصلی لفظ سمجھو حالانکہ وہ توراۃ کے نہ اصلی لفظ ہوتے ہیں اور نہ صحیح
تفسیر ہوتی ہے وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور کہتے ہیں کہ یہی (ای محرف) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے نہیں ہے وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝۷۸ اور کہتے ہیں اوپر اللہ تعالیٰ کے جھوٹ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ
بول رہے ہیں **نجم الآیة** یہود کا جری ہونا اوپر کذب علی اللہ کے (آگے اللہ تعالیٰ رد فرماتے ہیں ان نصاریٰ کا جو کہتے تھے ان عیسی علیہ السلام
ھو اللہ او ابن اللہ او ثالث ثلثة اور کہتے تھے کہ ایسے قسم کا عقیدہ انکی شریعت کا جزؤ لاینفک ہے کہ وہ خود ایسا امر کر گئے تھے) مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ
اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نہیں ممکن عقلا یا وجودا کسی انسان سے کہ دیں اللہ تعالیٰ ان کو کتاب اور حکم
اور نبوت (جیسے عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ تین چیزیں دی تھیں) پھر کہے لوگوں کو کہ ہو جاؤ میرے بندے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (یعنی میری بندگی کرو اور مجھے
اللہ کہو العیاذ باللہ) وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ اور البتہ یہ کہتا ہے کہ ہو جاؤ عالم فقیہ اور معلم فقیہ (کذا قال ابن عباس) بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ بسبب
اس کے تم لوگوں کو تعلیم دیتے ہو کتاب اللہ کی اور پڑھاتے ہو وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝۷۹ اور بسبب اس کے کہ تم مداومت کرتے ہو کتاب اللہ کے پڑھنے پر
(تو درس اور تدریس کا مقتضی یہ ہے کہ کونوا (ربانیین) وہم فوق الاحبار ای العلماء) وَلَا یَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اور
ایسے صفتوں والا بشر تم کو یہ بھی امر نہ کریگا کہ فرشتوں کو اور نبیین کو رب بنا دو (کما فعل قریش حیث قالوا الملائكة بنات الله واليهود والنصارى
حيث قالوا عزير بن الله والمسيح بن الله قوله (اربابا) ای الهة يعبدون من دون الله كما ليس له ان يقول كونوا
عبادا لی من دون الله) اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۸۰ کیا تم کو کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو (فی
الواقع یا بزعم خود) **نجم الآیة** بيان عصمة الانبياء عليهم الصلوات والتسليمات عن الصغائر والكبائر خصوصا فانها فی حقهم
ممتنع عقلا و وجودا اوپر عصمۃ انبیاء علیہم السلام کو ذکر فرمایا آگے میثاق انبیاء علیہم السلام کو ذکر فرماتے ہیں نیز اوپر توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہوا آگے
اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (سورۃ اعراف میں میثاق توحیدی کا ذکر تھا

Marfat.com

قال اللہ تعالی (الست بربکم قالوا بلی) یہاں پر میثاق رسالتی کا ذکر ہے * قال ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ تعالی لما اخرج ذریۃ آدم علیہ السلام من صلبہ اخذ المیثاق علی جمیع المرسلین ان یقروا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال علی رضی اللہ عنہ ما بعث اللہ نبیاً الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ باخذ العہد علی قومہ فیہ بان یؤمنوا بہ وینصروہ ان ادرکوا زمانہ) اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ لیا تھا اللہ تعالی نے میثاق تمام نبیوں سے علیہم الصلوات والتسلیمات لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور علم دین یعنی سنت پھر آوے تمہارے پاس رسول عظیم الشان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر تم ان کے زمانہ کو پاؤ جنکی علامت رسالتیہ یہ ہو) کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ فرمایا اللہ تعالی نے کیا تم نے اقرار کر لیا اور قبول کر لیا اس شرط پر میرا عہد قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا تمام انبیاء علیہم السلام نے جواب میں کہا کہ ہاں ہم نے اقرار کر لیا قَالَ فَاشْهَدُوْا فرمایا اللہ تعالی پھر گواہ رہنا (اپنے اوپر اور اپنی امتوں پر) وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس اقرار پر) گواہ ہوں (یعنی پورا پورا علم رکھتا ہوں) فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ پھر جو شخص (آپ کے امتی سے پھر گیا اس اقرار سے (بعد اقرار انبیاء علیہم السلام کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول من اللہ تعالی سے ہیں) پس یہی لوگ بدترین عقائد والے خارج عن الایمان ہیں (جیسا کہ یہود اور نصاری بعد تبلیغ اپنے انبیاء علیہم السلام کے پھر گئے تھے تو پکے کافر ہوئے)۔ **نجم الآیۃ** المیثاق الخصوصی علی رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تو گویا کہ فرمایا یہ دین اسلام برحق ہے یعنی توحید اللہ تعالی کی اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دین برحق ہے کما قال جبرئیل علیہ السلام واخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پھر اس دین اسلام کے خلاف تمام مذاہب کا رد فرمایا) اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ معطوف علی (فاولئک ھم الفاسقون) والتقدیر ایفسقون فغیر دین اللہ الذی ھو الاسلام یطلبون کیا دین اللہ تعالی کو چھوڑ کر اور کوئی مذہب باطل سو طلب کرتے ہیں جس میں انکار توحید اور رسالت کا ہو وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (فیہ اشارۃ الی ان الملۃ الاسلامیۃ قدر مشترک بین الخلقۃ السماویۃ والارضیۃ من ذوی العقول من الملائکۃ والانس والجن) حالانکہ اللہ تعالی کے حکم کے سامنے سر افگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں (بعض) خوشی سے (اور بعض) لاچاری سے جیسے ملائکہ اور مؤمنون من الثقلین سے اور دوسرے جیسے نتق الجبل وادراک الغرق والاشراف علی الموت والے) (والیہ یرجعون) اور طرف اللہ تعالی کے لوٹائے جائیں گے (اس میں اشارہ ہے کہ بعض مطیع ہیں اس کی عظمت کے جس کی طرف اشارہ ہے (ولہ اسلم الخ) اور بعض مطیع ہیں آخرۃ کے عذاب سے ڈر کر۔ **نجم الآیۃ** (ان الدین عند اللہ الاسلام) آگے دین اسلام کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں) قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا فرما دیجئے کہ ہم نے ایمان لایا ساتھ اللہ تعالی کے (جیسا کہ اس کا شان ہے) اور ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے ہم پر (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی قرآن پر) وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور ایمان لایا ساتھ ان دس صحیفوں کے جو نازل کیے گئے تھے ابراہیم علیہ السلام پر وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور ساتھ ان صحیفے ابراہیم علیہ السلام کے جو ان کے واسطہ سے نازل کیے گئے اور پر اسماعیل علیہ السلام کے اور اسحاق علیہ السلام کے اور

یعقوب علیہ السلام کے اور اولاد یعقوب علیہم السلام کے جو انبیاء علیہم السلام تھے وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو معجزات
دیئے گئے تھے موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے رب کی طرف سے اور ایمان بھی اس کیفیت سے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ
نہیں تفریق کرتے درمیان کسی ایک نبی کے ان انبیاء علیہم السلام سے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں خلاصہ یہ ہے کہ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ
اور ہم خالصۃ اسی ذات کے حکموں کے فرمان بردار ہیں (جس کے بارے میں آیا ہے ولہ اسلم الخ) **نجم الآیۃ** خلاصہ دین اسلام کا بیان پہلے تھا
(افغیر دین اللہ یبغون) اب ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا (یعنی پہلے مذمت تھی اس شخص کی جو دین اسلام کو قبول ہی نہیں کرتا اب
مذمت ہے جو قبول کر کے پھر خارج اور مرتد ہوتا ہے) فرمایا اور جو شخص دین اسلام سے خارج ہو کر کسی دوسرے مذہب کو مثلاً یہودیت کو یا نصرانیت کو طلب
کرے گا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ تو ہرگز دوسرا مذہب اس سے قبول نہیں کیا جائے گا وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۞ اور وہ شخص آخرۃ میں نقصان
والوں میں سے ہوگا **نجم الآیۃ** بیان الخسران فی الآخرۃ للمرتدّ آگے بیان ہے کہ ارتداد پختہ کے بعد اب سزاءً ہدایت کے راستے بند فرمایا کَیْفَ
یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ کیسے ہدایت دیں گے اللہ تعالی ایسے لوگوں کو جو پکے کافر ہو گئے بعد ایمان لانے ان کے دل سے وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ
حَقٌّ اور بعد اس کے کہ انہوں نے زبان سے اقرار کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں وَجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ اور بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلائل
آچکے تھے (یعنی قرآن مجید یعنی سزاءً ہدایت کے راستے بند کیونکہ قانون ہے کہ) وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۞ اور اللہ تعالی نہیں راستہ بتلاتا
حق کے ایسے قسم کے ظالم لوگوں کو (وھذہ الآیۃ فی حق المرتد کما جاء فی حق نمرود (واللہ لا یھدی القوم الظالمین) جو نکہ وہ بھی دین ابراہیمی توحیدی
کے خلاف مجادل تھا تو مرتد لوگ جو پکے مرتد ہیں وہ بھی دین اسلام توحیدی کے خلاف مجادل ہیں تو دونوں ایک ہی قسم کے ظالم ہیں) **نجم الآیۃ** بیان
الخسران فی الدنیا اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۞ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۞ ایسے بدترین صفات والے لوگ سزاء انکی یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالی کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ہمیشہ رہیں
گے اسی لعنت میں ان سے کبھی بھی عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور عذاب میں دخول سے قبل دخول عذاب میں مہلت بھی نہیں دیے جائیں گے آگے فرماتے ہیں کہ موت
سے قبل توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا اگر کفر پر پکے نہ رہے اور خلوص دل سے توبہ کرلی تو فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ۞ مگر وہ لوگ کہ ارتداد پر پختہ نہ رہے بلکہ توبہ کرلی بعد ارتداد کے اور عملوں میں مخلص مؤمن بن گئے تو اللہ تعالی غفور ہیں کیونکہ رحیم ہیں آگے فرماتے ہیں کہ توبہ
کا دروازہ ان پر بند ہے کہ صرف لسان سے توبہ کرتے ہیں حقیقت میں مخلص نہیں ہیں یا بوقت مرنے کے توبہ کی کما قال اللہ تعالی (ولیست التوبۃ للذین یعملون
السیآت حتی حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وھم کفار) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ
تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ بے شک وہ لوگ جو کفر اور ارتداد پر راسخ ہیں بعد ایمان لانے ان کے پھر بڑھتے رہے کفر میں تو ہرگز انکی توبہ صرف لسانی قبول نہیں کی جائیگی
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۞ اور ایسے لوگ بعد توبہ لسانی کے پکے گمراہ ہیں **نجم الآیۃ** التوبۃ النصوح مقبول والنفاقی مردود ٭ آگے سب کیلئے
قدر مشترک سزاء کا بیان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بے شک جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا (خواہ کفر جھاری ہو یا نفاقی ہو یا ارتدادی ہو)

Marfat.com

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اور مرے حالانکہ وہ کافر تھے (ان کی نجاۃ عذاب سے کوئی صورۃ نہیں نہ مالی نہ بدنی) کما قال اللہ تعالی فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ تو ہرگز قبول نہ ہوگا کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا اگرچہ (بالفرض) بدلے دیوے اس قدر سونا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ایسے بدترین لوگوں کیلئے صرف عذاب وسزاء دردناک ہوگی وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱ ع

اور نہ ہوں گے ان کیلئے کوئی مددگار بدنی

نجم الآیۃ

وللکافرین عذاب الیم ولا فدیۃ لهم ولا ناصر قد تم تفسیر الجزء الثالث من القرآن المجید

فی الساعۃ الرابعۃ من یوم ثانی عشر من ذی الحجۃ

سنۃ ست عشر بعد الف واربع مأۃ

فللہ الحمد ومنہ السوال الی الاتمام

ع ۱۷

Marfat.com

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (پہلے بیان تھا کہ کفار سے کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے گا یہاں سے بیان ہے کہ
مؤمنین سے صدقات قبول کئے جاتے ہیں بشرطیکہ محبوب مال کو للہ خرچ کریں) ہرگز ہرگز بر مالی کو حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ خرچ کرو پسندیدہ مال کو یا معنی ہے
ہرگز ابرار نہ بن سکو گے حتی کہ خرچ کرو محبوب مال کو وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ اور جو خرچ کرو گے (اللہ تعالی کے راہ میں گرچہ زیادہ
پسندیدہ نہ بھی ہو) تو اللہ تعالی اس کو بھی خوب جاننے والے ہیں (اسپر بھی ثواب دیدیں گے) وروی انہا لما نزلت جاء ابو طلحۃ فقال یا رسول اللہ
ان احب اموالی الی بیرحاء فضعها یا رسول اللہ حیث اراک اللہ تعالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخ بخ ذلک مال رابح او رائح
وانی اری ان تجعلها فی الاقربین فقال ابو طلحۃ افعل یا رسول اللہ فقسمها فی اقاربہ **نجم الآیۃ** الترغیب الی الانفاق علی حب المال
اگلی آیت کا تعلق (ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین آمنوا) سے ہے تو اسپر یہود نے اعتراض کیا کہ ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت
نہیں کہاتے تھے اور آپ تو کھاتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو یہود نے جواب الجواب دیا کہ اس کی حرمت تو زمانہ نوح علیہ
السلام وابراہیم علیہ السلام سے چلی آرہی ہے بلکہ یہود پر جو طیبات حرام ہیں وہ بھی زمانہ نوح علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام سے ہیں تو اللہ تعالی ان کے رد میں فرمایا (وعلی
الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ) اور فرمایا (فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم) اور فرمایا كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ
حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ سب کھانیکی اشیاء (جو طیبات سے تھیں) حلال تھے بنی اسرائیل پر مگر جو حرام کر لئے تھے
اسرائیل علیہ السلام نے اپنے اوپر تورات کے نازل ہونے سے پہلے (وہ بھی صرف اونٹ کا گوشت و دودھ تھا کیونکہ توراۃ کے نزول کے بعد تو بہت سے حلال اشیاء حرام کر دئے
گئے یہود پر بوجہ ان کے خباثات کے چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا تو اطباء نے اونٹ کے گوشت سے پرہیز بتلایا تو اللہ تعالی کی اجازت سے اسی
پرہیز کو اپنے اوپر لازم کر دیا جو بمنزلہ تحریم من اللہ تعالی کے یہی پرہیز ہو گیا اسی کو تحریم سے تعبیر فرمایا گیا) قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾
فرما دیجئے (یہود کو اگر تم کو تحریم طیبات کی قدامت کا دعوی ہے تو توراۃ میں مذکور ہو گا) تو لاؤ توراۃ کو پھر پڑھو اس کو اگر تم سچے ہو (قدامت تحریم میں) فَمَنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ پھر جو شخص اپنی طرف سے ایک غلط بات بنا کر نسبت کرے اللہ تعالی کی طرف
بعد واضح دلائل کے (کہ یہ جھوٹ ہے) تو یہی ہیں بڑے ظالم لوگ (کہ کہیں کہ اللہ تعالی نے ان اشیاء طیبات کو زمانہ نوح علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام سے حرام
کیا ہے نہ یہود کے خباثات کی وجہ سے یہود پر حرام ہوئے ہیں ہاں البتہ سنت یعقوب علیہ السلام کی بنا پر یہود پر حرمت گوشت اونٹ کی جو چلی آرہی ہے وہ اور بات
ہے اور یہود پر بعض طیبات کا حرام ہونا بوجہ انکے خباثات کے یہ اور بات ہے) قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فرما دیجئے اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے (یعنی حرمت کے
بارے میں جن آیت کریمہ کا نزول ہوا ہے وہ من جانب اللہ ہیں اور صدق ہے) فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ پھر تابع ہو جاؤ ملت ابراہیم علیہ السلام کے (تمام
اصول میں اور بعض فروع میں جس میں حج بیت اللہ کا ہے اور قربانی یوم النحر والی ہے اور ختنہ ہے اور اونٹ کا گوشت و دودھ کی حلت ہے) حَنِيْفًا
جس میں ذرا بھی کجی نہیں ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اور نہ تھے مشرک (اور تم تو اے یہود مشرک بھی ہو کہ تمہارا عقیدہ ہے (وقالت الیهود
عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ) **نجم الآیۃ** (ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه وهذا النبی والذین آمنوا)

Marfat.com

چونکہ یہود اور نصاریٰ ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ ہم ملت ابراہیمی پر ہیں پھر ملت ابراہیمی کے بڑے شعائر میں سے حج بیت اللہ کا ہے اور وہ دونوں فرقے حج بیت اللہ کے قائل
نہ تھے لھذا اولاً کعبہ کے فضائل کو ذکر فرما کر پھر سب کو حکم دیا (وللہ علی الناس حج البیت الخ) فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ
بِبَكَّةَ بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر کیا گیا ہے لوگوں کے نفع کیلئے (ای انکی عبادت گاہ بننے کیلئے) البتہ وہ گھر ہے جو بکہ میں ہے یعنی مکہ میں ہے
(وورد فی بعض الآثار ان اول من بنی البیت الملائکۃ وقد بنوہ قبل آدم علیہ السلام بالفی عام) مُبٰرَكًا وہ برکت والا ہے (کہ عبادات میں بھی بہت
اجر ہے حتی کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب بہ نسبت اور مساجد کے لاکھ نماز کا ثواب ہے) وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ۹۶ اور عین ہدایت ہے جہان والوں
کیلئے (فکأن المصلی لما استقبل الی البیت فی الصلوۃ استقبل الیہ بافاضۃ عیون الھدی وتفجیرانہار الارشاد الیہ) فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ بیچ اس کے
نشانیاں ہیں ظاہر (اور پر فضلیت اس کے کچھ تکوینی ہیں جیسے کہ فرمایا) مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ایک نشانی مقام ابراہیم ہے (اور کچھ تشریعی ہیں جیسکہ فرمایا) وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اور جو شخص حدود حرم مکہ میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے (اور اس سے پہلے دو تشریعی نشانیاں کا ذکر (مبارکا) اور (ھدی)
میں فرمایا ہے آگے اور تشریعی نشانی ذکر فرماتے ہیں) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اللہ تعالی کا حق فرض ہے لوگوں
پر حج کرنا اس بیت اللہ کا (یعنی) اس شخص پر جو قدرت رکھتا ہو اسکی طرف راہ چلنے کی وَمَنْ كَفَرَ اور جو شخص حج نہ کرے (باوجود فرض ہونے کے اسپر) فَاِنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۹۷ تو اللہ تعالی بھی بے پرواہ ہیں ایسے جہان کے لوگوں سے (وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملك زادا وراحلۃ ولم یحج بیت
اللہ فلا یضرہ مات یہودیا او نصرانیا) **نجم الآیۃ** ومن البر حج البیت وھو فرض لمن استطاع الیہ سبیلا (چونکہ یہود اور نصاری
کفر بالحج پر اکتفاء نہ کرتے تھے بلکہ کفر بالآیات التوراتیہ والانجیلیۃ الدالۃ علی اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بڑھ گئے تھے کہ لوگوں کو دخول فی الاسلام سے روکتے تھے
کہ یہ ذات موصوف فی التوراۃ والانجیل نہیں ہے اور جو داخل ہو گئے تھے انہیں کے دلوں میں شبہات ڈالتے تھے جس کو (تبغونھا عوجا) سے تعبیر فرمایا ہے
تاکہ یہ لوگ پھر مرتد ہو جائیں **مطلب** یہ کہ ہر طرح سے دین اسلام کی مخالفت کرتے تھے تو اللہ تعالی نے تھدیدا وزجرا خطاب (لِمَ) سے فرمایا قُلْ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۹۸ فرما دیجئے اے اہل کتاب کے کس لئے کفر کرتے ہو ساتھ آیات اللہ کے (ای آیات توراتیہ
وانجیلیہ کے جو دال ہیں اوپر صدق رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) حالانکہ اللہ تعالی نگران ہیں تمہارے تمامی کاموں کے (کہ تمہیں ان کاموں پر سزاء دیں گے تو
کس لیئے کفر کرتے ہو یہ زجر ہے کہ دخول فی الاسلام سے روکتے تھے آگے زجر ہے کہ دخول فی الاسلام کے بعد ارتداد کی جو کوششیں کرتے تھے) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا فرما دیجئے اے اہل کتاب کے کس لئے پھیرتے ہو سبیل اللہ سے ای اسلام سے اس شخص کو کہ
ایمان لا چکا ہے کہ ڈھونڈتے ہو سبیل اللہ میں ای اسلام میں ٹیڑھی باتوں کو (جیسا کہ توراۃ میں تھا انہ ابیض ربعۃ فبدلوہ انہ احمر طویل تاکہ نئے مسلم مرتد ہو جائیں)
وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ حالانکہ تم خود گواہ ہو اس تغیر پر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۹۹ اور اللہ تعالی بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے **نجم الآیۃ**
بیان قبائح الیھود من الضلال والاضلال آگے اللہ تعالی مؤمنین کو متنبہ فرماتے ہیں کہ ان کے جال (عوجی) میں نہیں پھنسنا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ ۱۰۰ اے ایمان والے اگر تم نے کہنا مان لیا کسی ایک فریق

Marfat.com

اہل کتاب کا تو تمہیں لوٹا دیں گے کافر ایمان لائے پیچھے یعنی مرتد بنا دیں گے (حالانکہ تمہارا مرتد ہوجانا بعید از عقل ہے کیونکہ تم میں دو بڑی نعمتیں ہیں تو ان کا تقاضا ہے کہ ایمان پر راسخ رہو کر ارتداد کا شائبہ بھی نہ آئے) وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور کیسے کفر کو اختیار کرو گے حالانکہ پڑھے جاتے ہیں تمہارے اوپر آیات اللہ ای آیات قرآنیہ اور تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول موجود ہے (یعنی تمہیں بہت بڑا مقام حاصل ہے کہ تم صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو پھر بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں قرآن پڑھاتے ہیں کہ وہ بلا واسطہ تمہارے استاد ہیں) تو **نجم الآیۃ** ہے تقطیع طمع الیہود عن ارتداد الصحابۃ رضہ آگے فرماتے ہیں کہ اس کا اصل علاج استمساک باللہ ہے وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۱۰۱ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے (کہ اس کی ذات وصفات وافعال پر ایمان مضبوط رکھتا ہے اور اس کے حکموں کی تعمیل پر مضبوط ہے) تو ضرور وہ شخص راہ راست کو حاصل کر لیتا ہے **نجم الآیۃ** من اعتصم باللہ فقد آمن من الارتداد آگے دو اہم اصول ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے بعد تمہیں کوئی شخص اپنا مسخر نہیں بنا سکتا ایک تقویٰ من اللہ دوسرا عدم تفرق ای عدم اختلاف فی البین يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ اے ایمان والے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جیسا چاہیے اس سے ڈرنا (ای اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائیت ہر وقت دل میں موجود رہے) وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝۱۰۲ اور نہ مرو تم مگر تم کامل مسلم ہوں (یہ اصل تقویٰ ہے بلکہ عظمت الٰہی سبب ہے خاتمہ بالاسلام کی **خلاصہ** یہ ہے کہ کسی وقت بھی تم سے کفریہ الفاظ صادر نہ ہوں ممکن ہے کہ اسی وقت میں تم پر موت آجائے) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی کو سب مل کر (یعنی دین اسلام کے اصول اور فروع کو مضبوطی سے سب باہمی متفق ہو کر پکڑے رہو) وَلَا تَفَرَّقُوا اور باہم نااتفاقی مت کرو (یعنی اسلام میں رہ کر اصول دین میں اختلاف مت کرو کہ ہر ایک دوسرے کے خلاف اصول مذہب میں ہوجائے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ ایک دوسرے کے خلاف اصول دین میں مختلف ہوگئے تھے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرقت الیہود علی احد وسبعین فرقۃ او اثنتین وسبعین فرقۃ والنصاریٰ مثل ذلک وتفرقت امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی ثم ماجاء فی الحدیث اختلاف [illegible] رحمۃ واسعۃ فالتطبیق بین الآیۃ والحدیث بان المراد فی الآیۃ الخلاف المعتبر بہ (ولا تفرقوا) ای منع اللہ تعالیٰ عن التفرق ای الخلاف الذی ہو سبب الفساد وجاء فی الحدیث لفظ الاختلاف الذی ہو سبب للاصلاح وہو رحمۃ واسعۃ للامۃ) **نجم الآیۃ** التحریض علی الاجتماع والاجماع والتحذیر عن الافتراق آگے ایک واقعہ افتراق کو ذکر فرماتے ہیں کہ افتراق مفضی ہے طرف قتل وقتال کے وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا اور یاد کرو احسان اللہ تعالیٰ کا جو تم پر ہوا ہے کہ تھے تم ایک دوسرے کے دشمن (قبل الاسلام کہ قبیلہ اوس اور خزرج میں ایک سو بیس سال سے جنگ چلی آرہی تھی) پھر اللہ تعالیٰ نے ایک قبیلہ والے کی دوسرے قبیلہ والے کے ساتھ محبت (ببرکت اسلام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈال دی) پھر ہو گئے آپس میں بوجہ احسان الٰہی کے بھائی بھائی کی طرح (یہ نعمۃ دنیویہ ہے دوسری نعمت اخرویہ کہ) وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا عطف علی (کنتم اعداء) اور یاد کرو اس احسان الٰہی کو کہ تھے تم اوپر کنارہ گڑھا نار کے (کہ کافر تھے تو جب مرتے تو جہنم کے گڑھے میں جا گرتے) پھر جان بچالی تمہاری اس گڑھے سے كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

Marfat.com

تَهْتَدُوْنَ ۱۰۳ مثل اس بیان واضح کے (جو اوپر مذکور ہوا ہے) بیان کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ تمہارے نفع کیلئے احکامات اپنے کو تاکہ تم صراط مستقیم پر قائم
رہو (تو معلوم ہوا کہ اگر پھر العیاذ باللہ مرتد ہو جاؤ تو آپس میں افتراق اسلامی وکفری پیدا ہو جائے گا تو تمہارے خلاف جہاد اور قتل وقتال شروع ہو جائیگا
پہلے دو اصول بتلائے گئے کہ تقوی من اللہ ہوا ور اسلامی کڑے کو متفق ہو کر مضبوطی سے پکڑو) **نجم الآیۃ** اخوۃ اسلامی بڑی نعمت ہے اور آگے
تلقین فرماتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ایسے قسم کے تلقینات کرتے رہو یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۱۰۴ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی رہے
کہ لوگوں کو دعوت دیتی رہے خیر کی (ای خیر العقائد والاخلاق والاعمال کی طرف وفی الحدیث المرفوع الخیر اتباع القرآن وسنتی تو معنی ہوگا کہ دعوت
دیتی رہے اتباع قرآن کی اور سنتی کی یہ کام عام مبلغین کا ہے آگے جو حکام کا کام ہے) کہ لوگوں کو حکم کریں فرائض وواجبات پر عمل کرنیکا اور زجر اور کریں بُرے
کاموں سے (ای محرمات سے ای زنا وسرقہ وغیرہ سے کہ حدود کا اجراء کریں) اور ایسے صفات والے لوگ وہی ہیں اپنے مقصود میں کامیاب (کہ جہنم سے بچ
گئے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے) **نجم الآیۃ** التلقین الی الدعوۃ الاسلامیۃ پہلے فرمایا تھا (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا) آگے
اس کی تشریح ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۱۰۵ اور نہ ہو جانا مثل
ان لوگوں کے جنہوں نے مذہب میں باہمیں افتراق کر لیا تھا اور پھر اختلاف کیا (یعنی آپس میں مذہب کی بنیاد پر جھگڑنے لگے) بعد اس کے کہ آ گئے تھے ان کے پاس
احکامات واضح (جس میں افتراق واختلاف کی گنجائش بھی نہ تھی) تو ایسے لوگوں کیلئے آخرۃ میں عذاب عظیم ہے (وقال الحسن ھم الیھود والنصاریٰ اختلفوا
فی التوحید وغیرہ وصاروا فرقا پھر یہ عذاب عظیم کس دن ہوگا) يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ جس دن کہ سفید ہوں گے بعض چہرے
(اللّٰھم اجعلنا منھم) اور سیاہ ہوں گے بعض مُنہ (اللّٰھم لا تجعلنا منھم) آگے ان سے توبیخی سوال کا ذکر ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ
وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ پھر جنکے مُنہ سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائیگا کہ کیا یعنی (کیوں) کفر کر لیا تھا تم نے بعد ایمان لانے تمہارے کے (ساتھ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل مبعثہ کما اختار الزجاج والجبائی ثم القرینۃ علی ھذا قولہ تعالیٰ (ولا تکونوا کالذین تفرقوا) فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۱۰۶
تو اب سزا چکھو بسبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے رہے پھر آگے (امتیدعون الی الخیر) کی جزاء کا ذکر فرماتے ہیں وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ
فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۱۰۷ اور جن کے چہرے سفید ومنور ہوں گے وہ اللہ کی رحمت یعنی جنت میں داخل ہوں گے جو کہ وہ لوگ ہمیشہ کیلئے
اس میں رہنے والے ہوں گے تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ یہ (یعنی فریقین کے احوال) اللہ تعالیٰ کی آیات بنکر نازل ہوئی ہیں جو صحیح طور
پر پڑھکر سنا رہے ہیں آپ کو وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۰۸ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے (تو حکم (فذوقوا العذاب) والاعدل
ہے نہ ظلم کیونکہ فرمایا (بما کنتم تکفرون) **نجم الآیۃ** فریقین کے احوال اور نتائج کا بیان وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۱۰۹ ع اور خالصتہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے جو اشیاء آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اور خالص طرف اللہ تعالیٰ کے تمامی مقدمات
رجوع کئے جائیں گے **نجم الآیۃ** آخرۃ میں ایسے قسم کے فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنی مملوک میں کریں گے کہ کسی کو کوئی اعتراض کا حق حاصل نہ ہے پہلے

Marfat.com

دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا تھا اس امت کو آگے فرماتے ہیں کہ یہ امت تمام امتوں سے جو افضل ہے بنا بر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
اور ایمان باللہ کے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم اے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام (تمام مذہبی جماعتوں سے) بہتر امت ہو کر لوگوں
کے نفع کیلئے بھیجی گئی ہو (اس عالم میں بنا بر اس کے کہ) تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ امر کرتے ہو لوگوں کو فرائض
وواجبات کا اور روکتے ہو ناجائز اور حرام سے اور خود بھی ایمان باللہ پر مستقیم ہو (کما قال اللہ تعالی (ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا) پھر اہل کتاب
کی طرف توجہ فرماتے ہیں کہ) وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ اور اگر اہل کتاب کے (جو تمہارے مخالف ہیں) ایمان لائیں اللہ تعالی
کے ساتھ کما حقہٗ تو ان کیلئے بھی بہتر ہوتا یعنی وہ بھی تمہاری طرح (کنتم خیر امۃ) کا مصداق بن جاتے) مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۱۰﴾
اور انہیں سے کچھ تو مؤمنون ہیں اور اکثر انہیں سے نافرمان ہیں **نجم الآیۃ** اس امت مرحومہ کی فضیلت کا بیان اور تمام اہل کتاب کو اس امت
میں داخل ہونیکی ترغیب سا بیان (پہلے فرمایا تھا (یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم بعد ایمانکم کافرین) کہ اہل کتاب کے
تمہارے دین اور آخرۃ کے دشمن ہیں اب فرماتے ہیں کہ تمہارے دنیاوی دشمن بھی ہیں اور تسلی کرو کہ تمہارا کچھ نقصان نہیں کر سکتے) لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا
أَذًى وہ اہل کتاب کے تم کو ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ستانا زبان سے وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ اور اگر تم سے مقابلہ کریں تو پیٹھ دیکر
بھاگ جائیں گے ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿۱۱۱﴾ پھر مزید براں یہ کہ مدد نہ کئے جائیں گے (یعنی کوئی بھی انکا حامی نہ ہوگا جیسا کہ بنی قینقاع اور بنی نضیر اور بنی قریظہ
اور خیبر اور فدک والوں کے ساتھ ہوا) **نجم الآیۃ** فیہ تشجیع للمؤمنین ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا ماری
گئی ہے ان پر ذلت جہاں بھی پائے جائیں گے اور پکڑے جائیں گے (یعنی مملکت اسلامیہ میں جہاں پر حکومت الہیہ ہو) إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ
وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ مگر بیچ حالت ذمۃ اللہ و ذمۃ المسلمین کے یعنی بیچ حالت قبول جزیہ کے (کش) کما قال اللہ تعالی (حتی یعطوا الجزیۃ
عن ید وهم صاغرون) وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ اور کمایا اور مستحق ہوگئے یہ لوگ غضب اللہ تعالی کے [illegible] فرقے سب کے سب جہنمی
میں کوئی ایک فرقہ بھی حق پر نہ رہا) وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور لازم کر دی گئی ہے ان کے اوپر حاجت مندی (کہ مسلمانوں کو حکومت
الہیہ میں خراج دیکر رہنا ہوگا تو ان کے اوپر پستی جما دی گئی ہے) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ
یہ استحقاق غضبی اور پستی طبعی اس وجہ سے لازم کی گئی کہ تھے کفر کرتے رہے ساتھ آیات اللہ کے اور قتل کرتے رہے انبیاء اللہ علیہم الصلوات کو جو ان
کے عقیدہ کے مطابق یہ قتل ناحق ہوتا تھا (پھر یہ انکی اولاد اپنے آباؤ اجداد کے ان کارناموں پر جو بدنام زمانہ تھے فخر کرتے تھے اور راضی تھے تو یہ بھی انہیں
کی طرح عند اللہ ملزم قرار دیئے گئے) ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۱۱۲﴾ یہ کفر بالآیات اور قتل انبیاء علیہم السلام پر جرأت اس لئے کی کہ بڑے
جرائم کے عادی بن گئے اور حدود اللہ سے تجاوز کرتے تھے (تو حدود اللہ اور بڑے جرائم کا عادی بننا سبب ہوا قتل انبیاء علیہم السلام کا اور کفر بالآیات کا اور
قتل انبیاء علیہم السلام کا اور کفر بالآیات سبب بنا مسکنۃ کے ضرب والبوء بغضب من اللہ کا) **نجم الآیۃ** اہل کتاب پر دنیا میں
ذلت اور آخرۃ میں غضب الہی لازم نتیجہ بن گیا پیچھے فرمایا تھا (منهم المؤمنون وأکثرهم الفاسقون) آگے اس کی تفصیل ہے

Marfat.com

لَيْسُوْا سَوَآءً سب اہل کتاب کے ایک جیسے برابر نہیں ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ بعض اہل کتاب کا ایسا فرقہ جو سیدھی راہ
پر قائم ہے (جیسے عبداللہ بن سلام والے) يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ پڑھتے رہتے ہیں آیات قرآنیہ رات
کے اوقات میں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخر پر (یعنی ان اہل کتاب سے نہیں
ہیں جنکے بارے میں فرمایا (ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الآخر وما ہم بمؤمنین) وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
اور امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر کرتے ہیں وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں نیک کاموں میں
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اور ایسے اہل کتاب کے جو ان چھ صفات کے ساتھ متصف ہوں ان لوگوں سے ہیں جو کہ عنداللہ صالحین ہیں وَ
مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اور یہ لوگ علاوہ ان چھ کاموں کے جو بھی نیک کام کریں گے اس کے
ثواب سے ہرگز محروم نہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جاننے والے ہیں **نجم الآیۃ** مؤمن اہل کتاب کی مدح کا بیان۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا بے شک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے
ان کے مال اور نہ ان کے اولاد اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بچاؤ میں کچھ بھی وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اور وہ لوگ دوزخ
والے ہیں وہی اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے **نجم الآیۃ** ذم الکفار من اہل الکتاب وغیرہم آگے (لن تغنی عنہم اموالہم) کی
مثال کو ذکر فرماتے ہیں پھر اس مثال سے (ولا اولادہم من اللہ شیئا) خود بخود مفہوم ہو گیا مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
مثال اسکی جو خرچ کرتے ہیں اس حیاتی دنیاوی میں (ثواب سمجھکر) كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ
مثل مثال ایک ہوا کے ہے جس میں تیز سردی ہو وہ لگ جائے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہو (یعنی گناہوں کی انکو اس
قحط سے سزا مل رہی ہو) پھر وہ ہوا سخت ٹھنڈی اس کھیتی کو نیست و نابود کر دے (تو بعینہ ایسے مثال ہے کفر کی حالت میں خرچ کرنیکی کہ کفر بمنزلہ
اس ٹھنڈی ہوا کے ہے کہ انکی کھیتی آخرۃ والی کو تباہ و برباد کر لیتا ہے) وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ اور نہیں زیادتی
کی اللہ تعالیٰ نے ان پر (بوجہ ضائع کرنے کے) ولیکن وہ خود اپنے نفسوں کا خود نقصان کیا ہے **نجم الآیۃ** مثال التفاوت بین الفریقین من المؤمنین
والکافرین فی الدنیا والآخرۃ پہلے فرمایا (یاایہا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین)
(آگے فرماتے ہیں کہ ان سے دوستانہ بھی نہیں رکھنا کیونکہ تمہارے بھید جنگی کو معلوم کر کے تمہارے دشمنوں تک پہنچائیں گے علاوہ ازاں (من احب
قوما فهو منهم) **خلاصہ** یہ ہے کہ اہل کتاب کے تمہارے دینی و دنیاوی دشمن ہیں) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً
مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا اے ایمان والے اپنے مذہب والوں کے سوا کسی کو بھی بھیدی دوست نہ بناؤ کیونکہ نہیں کمی کرتے
تمہارے درمیان فساد ڈالنے کو وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ تمنا رکھتے ہیں کہ تم مشقت میں رہو قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ واقعی
ان کے منہ سے (بلا اختیار) دشمنی کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ اور جو چھپاتے ہیں ان کے دل وہ بہت

Marfat.com

زیادہ ہے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۱۸ واقعی ہم تم کو ان کے علاوہ کے دلائل بتلا دئے ہیں اگر تم عقل کے مقتضا پر عمل کرو تو
(لا تتخذوا بطانۃ من دونکم) هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ ہاں سن لو تم تو وہی ہو کہ ان سے محبت کا برتاؤ رکھتے ہو
اور وہ تم سے نہ محبت رکھتے ہیں اور نہ محبت کا برتاؤ رکھتے ہیں وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ حالانکہ تم تمام کتابوں کے ساتھ ایمان لاتے ہو (جس میں
توراۃ و انجیل بھی داخل ہے اور وہ قرآن مجید کو نہیں مانتے تو تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ان سے محبت کے برتاؤ کی البتہ وہ تمہارے ساتھ
اچھا برتاؤ رکھیں تو وجہ ہے تم تو ان کے کتابوں پر ایمان لاتے ہو پھر بھی ان کا تمہارے ساتھ منافقانہ رویہ ہے) کہ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا
وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ اور جبکہ وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب تم سے اکیلے ہوتے ہیں تو مارے
غصہ کے تم پر اپنی انگلیاں کاٹ۔کاٹ کر کھاتے ہیں قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ فرما دیجئے کہ تم مر وا اپنے غصہ میں (یعنی اگر اپنے اس غصہ میں مر
بھی جاؤ تب بھی تمہاری مراد پوری نہ ہو گی) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۱۹ بے شک اللہ تعالی پوری طرح جاننے والے ہیں دلوں کی باتوں
کو تو تم کو ان کے کینہ سے واقف کیا ہے وہ صحیح ہے مزید بران) اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا
اگر پہنچتی ہے تم کو کوئی نعمت (یعنی غنیمۃ اور غلبہ علی الاعداء) تو انکو مونجھ میں ڈالتی ہے اور اگر پہنچتی ہے تم کو کوئی تکلیف (مثلاً عارضی شکست
یا شھادۃ) تو اس سے خوش ہوتے ہیں (تو یہ سب کچھ ان کے حسد کی دلیل ہے) **نجم الآیۃ** بیان عداوۃ الیهود بالمؤمنین بنا برین
(لاتتخذوا بطانۃ من دونکم) آگے فرماتے ہیں کہ ان کی اتنی عداوت کے باوجود بھی تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر صرف اذی لسانی مگر شرط
یہ ہے کہ تم دو اصولوں کو مضبوطی سے پکڑا تو کما قال اللہ تعالی وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَيْـًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
مُحِيْطٌ ۝۱۲۰ ع اور اگر تم صبر و استقلال کے ساتھ رہو اور تقوی من اللہ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیریں (تمہارے خلاف) تمہیں کوئی نقصان نہ ع ۱۲
پہنچا سکیں گی کیونکہ بلا شبہ اللہ تعالی ساتھ اس کے کہ وہ عمل کرتے ہیں احاطہ رکھتے ہیں **نجم الآیۃ** بیان الاصلین للغلبۃ علی
الاعداء ای الصبر مقابل الاعداء و التقوی ای الاطاعۃ للہ ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (آگے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں تم نے
ان دو اصولوں پر پورا عمل کیا تھا تو کیسے فتح ملی اور غزوہ احد میں ابتداءً عمل کیا تو فرمایا (ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونهم باذنہ حتی
اذا فشلتم و تنازعتم فی الامر وعصیتم الخ) پھر قدرے ان اصول سے ڈھیل پر فرمایا (ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ)
وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۱ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ صبح کو نکلے تھے
آپ اپنے گھر سے (تاریخ قتال سے پہلے) کہ بٹھلائیں آپ بنفس نفیس خود مؤمنین کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالی سننے والے تھے تمہارے
مقالات کو جاننے والے تھے تمہارے حالات کو۔ (چونکہ مسلمانوں کو **غزوہ بدر** میں جو کہ رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا تھا فتح مبین
حاصل ہوئی تھی کہ ستر صنادید کفار قریش کے مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے تھے تو کفار قریش اسی کے انتقام کی نیت سے ۳ھ
میں جبل احد کے قریب تین ہزار لشکر جرار لیکر جمع ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کے مشورہ کی بنا پر ایک ہزار کی جمعیت لیکر مدینہ

Marfat.com

منورہ سے انکی طرف نکلے راستہ میں بمقام شوط کے عبداللہ بن ابی منافق بمع تین سو (۳۰۰) منافقین کے واپس ہوگئے کہ ہمارا مشورہ نہیں مانا گیا کہ مدینہ میں رہکر کفار کا مقابلہ کیا جائے بنابریں ہم مقام احد پر نہیں جاتے خواہ مخواہ اپنی موت خود مرنا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات سو (۷۰۰) صحابہ مخلصین کی جماعت لیکر مقام احد کو پہنچ گئے پھر بنفس نفیس مسلمانوں کو قتال کیلئے مناسب مقامات پر جمالیا کہ احد کو پشت کی جانب رکھا پھر احتمال تھا کہ احد کی پشت کی جانب دشمن آگے سے پھر کر پیچھے کی جانب حملہ آور ہوں تو عبداللہ بن جبیر کو پچاس (۵۰) فوجی تیر انداز کا افسر مقرر کیا اور پشت والی جانب ایک ٹیلہ جو درہ کی شکل میں تھا وہاں پر محافظ مقرر کیا اور فرمایا کہ اسی جگہ سے بلکل نہیں ہٹنا حتی کہ لڑنے والوں کی فتح وشکست سے تمہارا کوئی تعلق نہ ہے اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کو علم یعنی جھنڈا عنایت فرمایا۔ ابتداء جہاد میں مسلمانوں کو غلبہ رہا اور کفار میں ابتری پھیل گئی اور میدان کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو مسلمان غنیمت کو جمع کرنے میں لگ گئے ادھر سے عبداللہ بن جبیر کے ساتھ جو پچاس (۵۰) تیر انداز تھے ان میں سے چالیس (۴۰) فوجی اپنے مورچے کو چھوڑ دیا اس خیال سے کہ مراد نبوۃ ای فتح پوری ہوگئی ہے پھر غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمادیں کہ من جمع مالا فھولہ کہ جس نے جتنا مال جمع کیا ہے وہ اس کا ہے ادھر سے خالد بن ولید جو اس وقت مسلمان نہ تھے اور لشکر کفار کی کمان کر رہے تھے موقع پاکر پہاڑی کا چکر کاٹ کر پیچھے سے اندر آگیا دس مسلمان جو مورچہ پر باقی تھے انکو جام شہادۃ نوش کرالیا پھر بھاگے ہوئے کفار بھی واپس لوٹے تو اچانک حملہ کی مسلمان تاب نہ لاتے ہوئے پراگندہ ہوگئے یہ پراگندگی شاید (الامتحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ) کی قبیلہ سے ہو پھر یہ خبر بھی غلط پھیلائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جام شہادت نوش فرما گئے ہیں تو مسلمانوں کے مزید ہوش اڑ گئے حتی کہ شہداء کا غم بھی ختم ہوگیا ولیکن یہ خبر غلط تھی البتہ زخمی ہوگئے تھے اور اس وقت دس۔ بارہ صحابہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے پھر جب صحابہؓ کو علم ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بسلامت حیاۃ ہیں تو سب صحابہ کرام لوٹ کر جمع ہو کر یکبارگی جو کفار پر حملہ کیا تو کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ابتدائی تاریخ ساتویں شوال ۳ھ کی تھی اور دن سنیچر کا تھا فرمایا ہے (واذ غدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال) اور جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے تھے جنگ کیلئے مختلف مورچوں پر مسلمانوں کو بٹھا رہے تھے قولہ تعالی (من اھلک) سے بتلایا گیا ہے کہ جنگ کے سفر کا ابتداء گھر سے ہوا تھا جس وقت گھر میں زرہ وخود پہن کر اپنے اہل کو چھوڑ کر جہاد کیلئے نکلے تھے) اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۲ بدل من (اذ غدوت) لما ھو المقصود بالتذکیر یعنی یاد کرو اسوقت کو بھی جبکہ قصد کیا تھا دو فرقوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں (کہ ہم بھی عبداللہ بن ابی منافق کی طرح اپنے گھر جا بیٹھیں حالانکہ یہ دونوں فرقے کانا جناحی عسکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانا من الانصار بنو سلمۃ من الخزرج و بنو حارثۃ من الاوس) اور اللہ تعالی دونوں جماعتوں کا مددگار تھا (کہ ہمت نہ ہارنے دیا) اور خالصۃ اوپر اللہ تعالی کے اعتماد کریں مؤمن لوگ (ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہوئے ہمت نہ ہارا کریں) **نجم الاٰیۃ**

التلقین علی التوکل للمؤمنین خصوصا فی حالات الحروب آگے فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں تم کو جو فتح ہوئی تھی وہ بدولت توکل علی اللہ کے تھی جس کے اندر صبر وتقوی داخل ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور یہ محقق بات ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری بدر میں نمایاں مدد

Marfat.com

فرمائی تھی حالانکہ تم کمزور تھے (باعتبار آلات حربی کے اور نفری کے وہ بدولت تقوی من اللہ کی تھی) بنابریں فَاتَّقُوا اللّٰهَ بس تقوی من اللہ کو ہاتھ میں رکھو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲۳ تاکہ تم (نعمت نصرت پر) شکر گزار رہو اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝۱۲۴ ظرف (لنصركم) (یعنی غزوہ بدر میں اللہ تعالی کی یہ امداد اس وقت ہوئی تھی) جبکہ آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کو یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو کہ (خصوصی طور پر آسمان سے) اُتارے جائیں (وقال قتادة انه كان هذا يوم بدر امرهم الله تعالى بالف من الملائكة كما قال الله تعالى (فاستجاب لكم انی ممدكم بالف من الملائكة مردفين) ثم صاروا ثلاثة آلاف ثم صاروا خمسة الاف كما ذكرهنا) بَلٰٓى ہاں کیوں نہیں (کافی ہوگا (پھر آگے ان دو اصولوں کو یہاں پر بھی ذکر فرمایا) اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا اگر صبر کرو گے میدان جہاد میں اور بچو گے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ (یعنی کرنے والے) آجائیں تم پر یکدم یا معنی ہے (من فورهم هذا) یعنی آجائیں تمہارے اوپر کرنے والے انکی اس قوۃ میں (من فورهم) اور تمہارے حال ضعف (هذا) پر يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝۱۲۵ ع تو امداد فرمائیں گے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو کہ ایک خاص نشانی کے ساتھ ہوں گے (قال ابن عباس كان سيماء الملائكة يوم بدر عمائم سود واخرج ابن ابی شيبة عن الشعبی انه بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم والمسلمين يوم بدر ان كرز بن جابر المحاربی يريد ان يمد المشركين فشق ذلك عليهم فانزل الله تعالى هذه الأية) [عـلہ] نجم الآیۃ ببركة الصبر والتقوى فتح الله تعالى البدر آگے فرماتے ہیں کہ امداد بالملائکہ کی حکمت صرف تمہارے قلوب کو تسکین دینا ہے کہ انسان ماتحت الاسباب کا عادی ہے تو بسا اوقات حکمت کا مقتضی ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب ہوں جس پر صفت (حکیم) کی دلالت ہے باقی اصلی مدد تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو کہ خالق اسباب ہیں جس پر دال ہے صفت (العزیز) کی) وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ اور نہیں کیا اللہ تعالی امداد بالملائکہ کو مگر بشارۃ فتح کی تمہارے لئے وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ عطف (علی بشری) اور تاکہ تسکین ہو تمہارے قلوب کو اس سے جیسا کہ فرمایا (فثبتوا الذين آمنوا) ای سكنوا قلوب الذين امنوا شاید یہ اشارہ لمۃ الملک کی طرف ہو وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور حقیقت میں مدد نہیں ہوتی مگر اللہ تعالی کی طرف سے (کہ انہیں اسباب میں فتح اللہ تعالی نے پیدا کی ہے) الْعَزِيْزِ جو قوت اور غلبہ والے ہیں الْحَكِيْمِ ۝۱۲۶ حکمت والے ہیں (یعنی فتح کی اللہ تعالی کو ما فوق الاسباب بھی قوت ہے و لیکن ما تحت الاسباب فتح کو مستور کر دیتے ہیں کہ اس میں اس کی حکمت ہے) لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا متعلق بقوله تعالى (ولقد نصركم الله ببدر) ای مدد فرمائی تھی تمہاری اللہ تعالی نے بدر میں تاکہ ہلاک کر دے ایک گروہ کافروں کا (جیسے ستر کافر من رؤسائهم مقتول ہوئے) اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝۱۲۷ یا ذلیل و خوار کریں اور ان کو کہ واپس لوٹ جائیں اپنے مطلوب میں ناکام ہو کر (جیسے ستر قیدی ہوئے اور باقی شکست خوردہ واپس ذلیل ہو کر وطن کو واپس لوٹے) نجم الآیۃ فتوحات اسلامیہ کچھ ما فوق الاسباب ہوتے ہیں اور کچھ ما تحت الاسباب لانہ عزیز حکیم پھر آگے اللہ تعالی پھر قصہ احد کی طرف رجوع فرماتے ہیں بیچ میں قصہ بدر کو ذکر فرمایا برائے استشہاد کے کہ فتح کی مدار صبر اور

عـلہ شاید ان پانچ ہزار میں سے ایک ہزار بمنزلہ رأس جیش کے ہو جو نبی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محافظ ہوں اور دو ہزار بمنزلہ جناحین کے ہوں جو کہ صحابہ کیلئے محافظ ہوں اور دو ہزار بمنزلے جنبین

Marfat.com

تقوی من اللہ ہے چونکہ غزوہ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رباعیہ سفلی یمنی کو شدید چوٹ لگ گئی تھی اور چہرہ انور بھی زخمی ہو گیا تھا تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کیف یفلح قوم صنعوا ھذا بنبیّھم) اس میں جملہ دعائیہ ان کے خلاف ہے جس کی زد میں کچھ کفار آ گئے اگر نبوت اس کلمہ کو بار بار فرماتی تو طائفہ طائفہ زد میں آتا جاتا حتی کہ انہیں میں سے کسی کو بھی بعد میں اسلام نصیب نہ ہوتا پھر ابوسفیان و خالد بن ولید کو شرف اسلام کا نہ ملتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب الدعوات ہیں تو اگلی آیات میں اللہ تعالی نے نبوت کو فرمایا کہ آئندہ کیلئے ان کلمات کا صدور نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی کی تقدیر میں ان کا مشرف با سلام ہونا مکتوب ہے) فرمایا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ۝١٢٨

(او) بمعنی حتی کذا قال الفراء والمعنی آپ کے حوالے نہیں ہے کسی کا مسلمان ہو جانا جیسا کہ فرمایا (انک لاتھدی من احببت) اور نہ کسی کافر کا کفر پر رہنا یہانتک کہ اللہ تعالی بعض کفار پر اپنی رحمت سے متوجہ ہوں کہ ان کو مشرف باسلام کریں (جیسے ابوسفیان والے مسلمان ہو گئے تو اسلام کے بعد تفصیلات اسلامیہ کا سمجھانا آپ کے ذمہ ہے اور ان کے بارے میں نیک دعائیں کرنا اور شفاعت کرنا) اور یا ان کو عذاب کریں کہ کفر پر باقی رہیں اور عذاب الٰہی کے حق دار ہو جائیں کیونکہ یہی کافر لوگ ظالم تو ہیں کما قال اللہ تعالی (ان الشرك لظلم عظيم) (یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے کیونکہ سب اس کے ملک میں ہیں کما قال اللہ تعالی) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاصۃ اللہ تعالی کے ملک میں ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (تو اسلام کا لانا یا کفر پر باقی رہنا یہ اختیارات اس کو ہیں جو مالک الملک ہے) يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ بخش دیتا ہے جس کو چاہتا ہے (یعنی اسلام کی دولت عطا کر دے پھر تمامی گناہ معاف ہو گئے) وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (یعنی اسلام کی دولت سے محروم رکھے) وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝١٢٩ ع اور اللہ تعالی بڑے مغفرت کرنے والے ہیں کیونکہ رحمت کرنے والے ہیں جیسا کہ اور جگہ میں فرمایا (ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء) **نجم الآیۃ** لله الامر من قبلُ ومن بعدُ (آگے غزوہ احد کے بیان کے بین ربوا یعنی سود کی نہی فرماتے ہیں سورۃ بقرہ میں سود کی ابتدائی مراحل کی نہی تھی اور آل عمران میں سود کے انتہائی مراحل کی نہی ہے فلا تکرار کیونکہ سود دو قسم ہے مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ ہے کہ مثلا ایک سو روپیہ کے عوض دو سو روپیہ اور مرکب وہ ہے کہ مثلا مہلت اگر سال کی ہے تو ایک سو روپیہ کے عوض دو سو روپیہ ہے پھر اگر سال تک نہ دیا بلکہ تیسرے سال تک دیا تو چار سو روپے ہے الخ جیسا کہ آج کے زمانے میں بینکوں میں سود مرکب چل رہا ہے العیاذ باللہ اسی موقع میں سود کی حرمت کے بیان میں اشارہ ہے کہ سود خوروں کو ہزیمت لازم ہے تو جہاد میں اس سے اجتناب زیادہ ضروری ہو گیا کما قال اللہ تعالی (فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ) يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوٰٓا أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً اے ایمان والے نہ کھاؤ سود (یعنی نہ لو سود) دونے پر دونا (یعنی اصل مال سے کئی حصے زائد) وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝١٣٠ اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے یعنی اس کے احکام کی مخالفت میں اس کے عذاب سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب رہو (تو اس میں اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ وہ مملکت فلاحی ہوگی جس میں سود قانونا ممنوع ہو اور وہ ملک فاتح رہے گا) **نجم الآیۃ** مدار الفلاح فی الامور کلھا علی امتناع الربوا ٭ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ۝١٣١ اور بچو اس

Marfat.com

نار سے جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے (تو معلوم ہوا کہ سود خوروں کو کافروں والی نار میں ڈالا جائے گا جس میں عذاب الیم مقصود ہوگا نہ تطہیر من

الذنوب ہوگی) **نجم الآیۃ** الناس لازم لآکلی الربوا - آگے ہر کام میں اطاعت کا حکم ہے کہ اسی کے اندر جلدی سے جلدی میں بخشش ہے

اور جنت ہے فرمایا وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۳۲ اور رکھنا مانو اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تا کہ تم پر رحم کیا جائے

یعنی مستحق رحمت کے ہو جاؤ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ عطف علی اطیعوا اور سبقت کرو طرف بخشش کے جو تمہارے رب کی طرف سے

ہے - (یعنی سبقت کرو طرف ایسے اعمال کے جن سے گناہوں کی مغفرۃ ہو کر جنت کا دخول اوّلی نصیب ہو جیسے فرمایا) وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳۳ اور سبقت کرو طرف جنت کے (یعنی ان اعمال کی طرف جس سے اس) جنت کا دخول نصیب ہو جس کا عرض

ای چوڑائی گویا کہ سات آسمان اور زمین کے طول جیسی ہے جو کہ تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کیلئے جن کے اوصاف یہ ہیں اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

وَالضَّرَّآءِ جو کہ مال کو اللہ تعالی کے راہ میں خرچ کرتے ہیں حالت یسر میں ای غنی میں اور حالت عسر میں اے فقر میں وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ اور

دبالینے والے ہیں غصہ کو وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں کے تقصیرات سے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۴ اور اللہ

تعالی راضی ہوتے ہیں ایسے قسم کے احسان کرنے والوں سے **نجم الآیۃ** متقین کے اوصاف کا بیان جن کیلئے جنت کو بنایا گیا ہے یعنی جنت کے جو

حقدار ہیں تفضلا پھر کظم الغیظ کنایہ ہے فناء نفس سے اور عفو کنایہ ہے فناء قلب سے اور انفاق کنایہ ہے عدم شغل بالدنیا سے آگے ان کے لواحقین

یعنی تائبین کا بیان ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اور وہ لوگ جو

کرتے ہیں بہت بڑا گناہ مثلا زنا یا ظلم کرتے ہیں اپنے نفسوں پر یعنی فاحشہ سے کم مثلا ما دون الزناء جیسے قُبلہ وغیرہ تو فورا یاد کرتے ہیں اللہ تعالی کو یعنی اس

کے عذاب کو اس گناہ پر جو ہے پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (اعتراض بین المعطوفین) اور کون

ہے جو گناہوں کو معاف کرے سوا اللہ تعالی کے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا اور نہیں اصرار کرتے یعنی ہٹ دھرمی نہیں کرتے اوپر ان گناہوں کے

جو کئے ہیں وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۵ حالانکہ وہ جانتے بھی ہیں (کہ یہ معاصی ہیں تو محض خوف الہی سے گناہوں سے ترک کر تائب ہو جاتے ہیں) اُولٰٓئِكَ

جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ایسے صفتوں والے لوگ کہ گناہ کیا پھر جلدی میں

معافی مانگی تائب ہو گئے جزاء انکی بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور باغات ہیں کہ چلتی ہونگی نیچے باغات اس کے نہریں (پھر آگے پہلے قسم کے

لوگ یعنی محسنین یعنی عاملین اور متدارکین یعنی برے عملوں کا تدارک بالتوبہ کرنے والوں کے درمیان فرق کا بیان) وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۱۳۶

اور کیا اچھا اجر ہے عاملین کا (بہ نسبت متدارکین کے یعنی دونوں فریقین کے جنت کے درمیان بڑا فرق ہوگا) **نجم الآیۃ** الجنۃ

لازم تفضلا للعاملین والمتدارکین آگے تھدید دنیاوی کا ذکر فرماتے ہیں اطاعت نہ کرنے والوں کیلئے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ

حقیقت ہے کہ گزر چکے ہیں تم سے پہلے امم سابقہ کے حالات تکذیبی کے واقعات ہلاکت کے فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۳۷ پھر پھرو چلو زمین پر (یعنی ہلاکت والے جگہوں پر) تم تو دیکھو کہ کیسا تھا انجام انبیاء علیہم السلام کے باتوں کو جھوٹا کہنے والوں کا کعاد وثمود الخ

کما قال اللہ تعالی (فتلک بیوتھم خاویۃ الخ) هٰذَا بَيَانٌ یہ قرآن یا متقین اور تائبین اور مکذبین کے نتائج کا ذکر یا یہ بیان کافی شافی ہے لِّلنَّاسِ
تمام لوگوں کے (افہام و تفہیم کیلئے) وَهُدًى اور صحیح راستہ بتلانے والا ہے وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۱۳۸ اور زجری سمجھانا ہے جس کا فائدہ متقین کو ہوگا
نجم الآیۃ الترھیب عن ارتکاب المنھیات والترغیب علی امتثال المأمورات وھما المقصودان من الغزوات کلھا فلذا جآء
ھذا البیان معترضۃ بین قصۃ الاحد (پھر آگے قصہ احد کی طرف رجوع فرماتے ہیں بایں طور کہ عارضی شکست پر تسلی دیتے ہیں کہ اس میں بہت حکمتیں ہیں کہ
اکثر ان میں سے تمہارے مفاد میں ہیں فرمایا کہ جبکہ تم کو قتل اور زخم پہنچے ہیں تاہم بھی قوم کفار کے تعاقب میں) وَلَا تَهِنُوا اور (بدنًا) کمزور نہ پڑجاؤ (بسبب قتل بعض
کے اور جراحت بعض کے قوم کفار کے پیچھا کرنے پر) کما جاء فی البخاری وقعتھم حمی یثرب وَلَا تَحْزَنُوا اور غم نہ کھاؤ شہادت شہداء پر وَأَنتُمُ
الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۱۳۹ اور تم ہی بلند ہو باعتبار درجہ کے اور باعتبار غلبہ کے اگر تم مؤمن کامل رہے (کہ ایمان کامل کی برکت سے غلبہ تمہارا رہا ہے
اور درجہ بلند تمہارا ہے) عن الکلبی انھا نزلت یوم احد حین امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ بطلب القوم وقد اصابھم من
الجراح ما اصابھم والجملۃ معطوفۃ علی قولہ تعالی (فسیروا فی الارض) إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ اگر پہنچا ہے تم کو زخم یوم احد فَقَدْ مَسَّ
الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ پس تحقیق پہنچا تھا قوم کفار کو زخم مثل اس کے یوم بدر (تو انہوں نے تو تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا کہ پھر احد میں قتال کیلئے آگئے ہیں تو تم
بھی تعاقب میں کمزور نہ پڑجاؤ حالانکہ (وترجون من اللہ ما لا یرجون) وفی الروح ان لفظ (ان) قد یجیئ لمجرد التعلیق من غیر نقل
الماضی الی المستقبل) عـ۱ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور یہی دن ای اوقات ای فتح و شکست کے باری باری ہم بدلتے رہتے ہیں درمیان لوگوں
کے (یعنی کبھی فاتح مفتوح ہو جاتے ہیں اور کبھی مفتوح فاتح ہو جاتے ہیں یہ اس عالم میں قانون الٰہی ہے۔ (تلک) اسم الاشارۃ اشار الی ما بعدہ ای (الی الایام)
کما فی الضمائر المبھمۃ التی یفسرھا ما بعدھا نحو ربہ رجلا و مثلہ یفید التفخیم عـ۲ دوسری حکمت یہ کہ اللہ تعالی کا مؤمنین مخلصین کے بارے
میں جیسے علم ازلی تھا ویسے اس کے معلوم کا وجود خارجی ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی کا علم ازلی ان کے ایمان کے بارے میں مقتضی ہے کہ اس کا وجود خارجی بھی ایسا
ہو تو اگر ان کے ایمان کا وجود خارجی ایسا نہ ہوتا جیسا کہ اس کا علم ازلی تھا تو لازم آئے گا کہ اس کا علم العیاذ باللہ غلط تھا حالانکہ علم الٰہی کا غلط ہونا بدیھی
البطلان ہے فرمایا: وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا اور تاکہ تعلق پکڑے علم اللہ تعالی کا ان مؤمنین مخلصین کے وجود خارجی کے ساتھ جیسا کہ ان کے
وجود ذھنی کے ساتھ علم الٰہی ازلی تعلق پکڑتا تھا تو تعلق علم کا حادث ہے نہ علم الٰہی ازلی کہ وہ تو قدیم ہے یا معنی ہے جیسا کہ روح میں ہے اور تاکہ ممتاز
کرے اللہ تعالی انکو جو ثابت علی الایمان ہیں ان سے جو ثابت علی الایمان نہیں ہیں قولہ تعالی (ولیعلم اللہ الذین امنوا) عطف علی علۃ محذوفۃ واللام متعلقۃ
بـ (نداولھا) والمعنی (نداولھا) لحکم و مصالح (ولیعلم اللہ الخ) عـ۳ تیسری حکمت یہ ہے کہ) وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ اور تاکہ بنائے تم میں سے بعض
کو شہید (باقی جو ظاہرا مسلمان ہیں اور باطنا کافر ہیں یعنی منافقین ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ) وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۱۴۰ اور اللہ تعالی مبغوض
رکھتے ہیں ایسے قسم کے ظالمین کو (یا اس سے مراد کفار ہیں جن کو عارضی غلبہ ہوا تھا فرمایا کہ ان کا یہ غلبہ رضاء الٰہی کی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کیلئے یہ استدراج
ہے۔ اصل میں وہ کافر اور مشرک ہیں اور مشرکین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ (واللہ لا یحب الظالمین) اور اللہ تعالی مبغوض رکھتے ہیں مشرکین کو عـ۴ چوتھی

Marfat.com

حکمت یہ ہے کہ) وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عطف علی (ويتخذ) اور تاکہ پاک وصاف کرے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے میل کچیل کو (کیونکہ
مصیبت سے ظاہر وباطن کا تصفیہ ہوتا ہے پانچویں حکمت یہ ہے کہ) وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۱ اور تاکہ مٹا دیوے کافرین کو (عطف علی (ويتخذ)
ای (وتلك الايام نداولها بين الناس) اور یہ اوقات جنگی اولتے بدلتے رہتے ہیں ہم لوگوں کے درمیان ای مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کہ اگر کافروں کو
عارضی غلبہ ہو تو (ويتخذ منكم شهداء) اور اگر مسلمانوں کو غلبہ ہو تو صفحہ ہستی سے کافروں کو مٹا کے رکھدیتے ہیں) **نجم الآیات** احد میں عارضی شکست
کے حکمتوں کا بیان بنا بریں (ولا تهنوا) اور بدنا ضعیف نہ ہو جاؤ بوجہ جراحات کے الخ پھر آگے نہائی غرض وغایت عارضی شکست کا بیان ہے کہ اس سے جنت
کے منازل عالیہ کو حاصل کروگے) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ام منقطعة بمعنى بل ۔ بلکہ گمان کرلیا تھا تم نے کہ جنت کے منازل عالیہ کو
حاصل کرلوگے (حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ممتاز نہیں کیا تھا مجاہدین کو وصابرین کو غیر مجاہدین وغیر صابرین سے کیونکہ غزوہ احد میں جب عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے
بمقام شوط کے اپنے تین سو منافقین کو واپس لے آیا تو اسی وقت سے ان کا نفاق معلوم ہوگیا ۔ فرمایا) وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ
وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۲ حالانکہ اللہ تعالیٰ ممتاز نہیں کیا ان کو جو تم سے مجاہد وصابر ہیں (ان سے جو مجاہد وصابر نہیں یعنی مؤمنین کو منافقین سے یعنی
ایسے کٹھن حالات میں جو میدان میں جوان مردی سے جہاد کیا اور جمے رہے اور جام شہادت کو بخوشی نوش کیا تو ان کیلئے جنت میں بڑے اونچے درجے کے
منازل عالیہ پہلے سے تیار تھے جس میں داخل ہوگئے یا داخل ہوں گے) **نجم الآية** المنازل العالية لشهداء الاحد (آگے ذکر فرماتے ہیں کہ
جب کفار شکست خوردہ بھاگ گئے پھر احد کے پیچھے سے آکر مسلمان جب غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول تھے ان پر یکبارگی حملہ کردیا جس سے ایک
طبعی طور پر بھگدڑ مچ گئی جس کو (الامتحر فالقتال) کہا جاسکتا ہے مگر شاید صحابہ کے علو شان کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ بدر میں غیر حاضر تھے
پھر ان کو شوقاً للقاء الرحمن کی بنا پر جام شہادت کے نوش کرنیکا بڑا اشتیاق تھا ان کو نوجام شہادت کے نوش کرنے کا اچھا موقع ملا تھا وہ تو عبداللہ بن
جبیر والوں کی طرح جام شہادت نوش کرسکتے تھے ولیکن ایسا نہ کیا تو موقع شہادت احد کی فوت کر بیٹھے) وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ اور تم تو آرزو کرتے تھے شہادة فی سبیل اللہ کو موت کے سامنے آنے سے پہلے فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۱۴۳ع سو ع ۱۴
(غزوہ احد میں تمنا کے مطابق) تحقیق دیکھ لیا تھا تم نے اس کے اسباب کو کھلے آنکھوں سے **نجم الآية** جواز تمنی الموت للقاء الرحمن
والملامت علی فواته (اتنے تک تذلذل اقدام کا بیان تھا آگے تذلذل قلوب کا بیان ہے کہ جب ابلیس نے غلط آواز دیا کہ ان محمداً صلی اللہ
علیہ وسلم قد قُتل تو غم کے ہجوم نے گویا کہ زمین کو پاؤں سے نکال دیا ادھر سے منافقین نے موقع پاکر ارتداد کی ترغیب دینے لگے تو اللہ تعالیٰ تثبیت قلوب
کیلئے مستقل علاج فرمایا کہ گرچہ یہ خبر غلط ہے ۔ لیکن آخر دنیا سے رخصت ہونا ہے تو اس وقت سے پہلے تثبیت قلوب کی ہو جائے فرمایا) وَمَا
مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول کہ گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول
(تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک دن دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو کیا نبی اللہ کا دنیا سے رخصت ہو جانیکا مقتضی یہ ہے کہ انکی شریعت
سے انحراف اور ارتداد ہو ایسا ہرگز نہیں ہے) جیسا کہ فرمایا اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تو کیا جس وقت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا انتقال ہو جائیگا یا شہید کئے جائیں تو پھر جاؤ گے الٹے پاؤں (یعنی العیاذ باللہ مرتد ہو جاؤ گے جیسا کہ منافق لوگ جھوٹی خبر پر موقع پاکر تمہیں ارتداد کی
دعوت دے رہے تھے آگے ارتداد پر وعید اور ثبات پر وعدہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ) وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اور جو شخص
پھر جائیگا الٹے پاؤں سو اللہ تعالی کو کچھ کا نقصان نہ دیگا (یعنی اس کے دین کا کچھ بھی نہ بگڑے گا کیونکہ (واللہ متم نورہ) البتہ اس کا سب کچھ بگڑ جائے گا کہ دنیا
میں ارتداد کی سزاء میں قتل ہوگا اور آخرت میں نار میں داخل ہوگا) وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۴ اور ضرور اللہ تعالی جلدی جزا خیر دیگا اسلام کی
نعمت پر شکر گزاروں کو (کہ ایسے مواقع پر راسخ القلوب علی الایمان رہتے ہیں) **نجم الآیۃ** فضیلت الراسخین علی الایمان علی الاخبار
الداھیۃ (آگے فرماتے ہیں کہ ہر شخص کیلئے وقت موت کا متعین ہے تو کسی بڑے کی موت پر اتنا غمگین ہونا کہ اس کے فرمودات کو چھوڑ دیا جائے ایسا کیسے کیونکہ
اسکی موت کا مقتضی یہ تو نہیں ہے) فرمایا وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا اور نہیں ممکن عقلا اور نہ وجودا کہ کوئی شخص مرے
بدون حکم اللہ تعالی کے موت کا وقت لکھا ہوا ہے موقت کہ اس میں نہ تقدیم ہوگی نہ تاخیر) **نجم الآیۃ** فیہ تشجیع علی الجھاد (پھر آگے ان کا بیان
ہے جو غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہوئے تھے اور جو دس ساتھی عبداللہ بن جبیر والے غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول نہ ہوئے بلکہ ثابت قدم رہے حتی کہ جام شہادۃ
کا نوش کیا فرمایا) وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو شخص کہ ارادہ کرتا ہے بدلہ دنیا میں (کہ غنیمت بھی ملے) تو دیتے ہیں ہم بعض اس کا وَمَنْ
يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو شخص کہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا محض (مثلا جہاد سے) دیتے ہیں ہم اس کو ثواب مکمل آخرت کا وَسَنَجْزِي
الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۴۵ اور ہم ثواب دیں گے ایسے قسم کے احسان ماننے والوں کو (کہ شکر کرتے ہیں ایسے قسم کے شواغل اخرویہ پر) **نجم الآیۃ** بیان تفاوت
الثواب بین الفریقین آگے تشجیع المجاہدین کے قبیلہ سے امم سابقہ کے بعض مجاہدین کے حالات شجاعتی کا ذکر فرماتے ہیں فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ
قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ اور بہت سے ایسے انبیاء اللہ تعالی گزرے ہیں جنکی معیت میں قتال اور جہاد کرتے تھے اللہ والے ای فقہاء وعلماء وعباد
گزار فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پھر بدنا نہ کمزور ہوئے بوجہ اس قتل وزخموں کے جو ان کو اللہ تعالی کی راہ میں پہنچے تھے وَمَا
ضَعُفُوْا اور نہ قلبا بزدل ہوئے تھے جہاد سے وَمَا اسْتَكَانُوْا اور نہ وہ دبے دشمن کے سامنے کہ ہتھیار ڈالا ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶
اور اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں ایسے قسم کے میدان جہاد میں قدم جمانے والوں کو (کہ نہ وھن لاحق ہو اور نہ ضعف اور نہ استکانۃ) **نجم الآیۃ**
میدان جہاد میں ثبات قدمی کے تین اصولوں کا ذکر کہ نہ وھن ہو اور نہ صعف اور نہ استکانۃ اور آگے ان تین اصولوں کے حاصل کرنیکی دعاء کا بیان ہے
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۷
اور کچھ عرض نہ کیا مگر یہ عرض کیا کہ اے رب ہمارا بخش دے ہمارے تمام گناہ سابقہ اور کوتاہیاں ہماری حالیہ جہاد ہمارے میں اور ہمیں ثبات قدمی عطا
فرما اور غالب کر ہم کو قوم کافرین پر **نجم الآیۃ** بیان محاسن اقوال المجاھدین بعد بیان محاسن افعالھم آگے دعاء کے اثرات
کا بیان ہے فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا پھر دیا ان کو اللہ تعالی انجام کار دنیا میں (کہ فتح وظفر وغنیمت) وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ
اور آخرۃ کا عمدہ انجام کار (کہ جنت ورضاء الہی) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴۸ اور اللہ تعالی راضی رہتے ہیں ایسے قسم کے نیک کام کرنے ع ۱۵

Marfat.com

نجم الآیۃ اجابۃ دعاء کا بیان پہلے اللہ تعالیٰ نے انصار انبیاء علیہم السلام کے اقتداء کی ترغیب دی ہے آگے منافقین کی اقتداء سے والوں سے
ترہیب دیتے ہیں کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۱۴۹ اے ایمان والو
(یعنی اے جماعت صحابہؓ کی) اگر تم نے کہنا مانا کافرین کا (ای منافقین کا جس وقت انہوں نے کہا تھا ارجعوا الی دین آبائکم) تو پھیر دیں گے تم کو الٹے پاؤں
پھر ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والے (پھر منافق لوگ تمہیں ارتداد پر اگر کسی قسم کے تعاون کا وعدہ کریں تو انہیں کے تعاون کی طرف توجہ نہ کریں کیونکہ) بَلِ
اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ۱۵۰ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور تمہارے تمام امور کا متولی ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا
ہے (پھر آگے مدد کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جب ابوسفیان والے احد سے واپس جا رہے تھے تو دل میں خیال آیا کہ پھر واپس مدینہ منورہ کی طرف
لوٹ کر سب کا استیصال کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں مقابلہ اور لڑائی جوابی کی ضرورت نہ پڑیگی میری مدد اس طریقہ سے آئیگی کہ کفار کے
قلوب میں مسلمانوں کا رعب ڈالوں گا کہ پھر واپس آنے کی کفار کو سکت بھی نہ رہے گی کما قال اللہ تعالیٰ) سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ
بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ ہم ڈالیں گے کافروں کے قلوب میں مسلمانوں کی ہیبت بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
شریک ٹھیرائے ہیں ان کو جن کے شریک ہونے کی کوئی دلیل سماوی نہیں اتاری (صرف ان کے آراء غلط ہیں جو کہ سند ہونے میں انکی کوئی وقعت نہیں ہے)
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ۱۵۱ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے (بوجہ شریک ٹھیرانے کے) اور وہ برا ٹھکانا ہے ظالموں کا نجم الآیۃ
التحذیر عن اطاعۃ الکفار والقاء الرعب فی قلوب الکفار (پہلے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے دو اصول ذکر فرمائے تھے فرمایا (وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم
کیدھم شیئا) یہاں سے فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب تک تم ای عبداللہ بن جبیر کے ساتھی جو کہ کل پچاس تھے ان اصول کے پابند رہے تو فتح تمہاری تھی
جب ان میں سے چالیس آدمی اجتہادی خطاء میں مبتلا ہو کر دو اصولوں کو ترک کر دیا تو عارضی شکست آگئی ورنہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے) وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ
اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ اور یقینا اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کر رکھا تھا (کہ صبر اور تقوی پر فتح تمہاری ہے) سچا کر دکھایا تھا جس وقت
بحکم ربانی ابتداء قتال میں تم کفار کو جلدی جلدی قتل کر رہے تھے حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ یہاں تک کہ تم خود ہی رائی میں کمزور ہو گئے (کہ پچاس آدمی جو مورچے
پر پابند تھے ان میں چالیس کی رائی کمزور ہو گئی کہ انہوں نے کہا کہ جب فتح ہو گئی ہے تو ہمارا یہاں پر مورچہ بنا کر بیٹھنا بلا سود ہے ہم بھی غنیمت کو جمع کریں) وَ
تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ اور باہم حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف کرنے لگے (کہ دس۱۰ نے کہا کہ صریح حکم میں کوئی اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے اور چالیس۴۰ نے
کہا کہ گنجائش ہے) وَعَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ اور تم صریح حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ چلے بعد اس کے کہ پسندیدہ بات یعنی غلبہ مسلمانوں
کا اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا تھا (تو اب تو بطریق اولی مورچہ کو نہ چھوڑتے اور اسی جگہ پر جمے رہتے آگے پچاس۵۰ میں سے دو فریق بن گئے) مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا
بعض تم میں سے وہ تھے کہ ارادہ کرتے تھے غنیمت جمع کرنے کا (جس کا دنیا میں فائدہ دینی و دنیاوی تھا وہ چالیس۴۰ تھے) وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ
اور بعض تم میں سے وہ تھے کہ صریح حکم کی پابندی کرتے ہوئے جام شہادۃ نوش کر کے عالم برزخ میں پہنچ گئے (جو کہ مبدأ ہے عالم آخرۃ کا وہ دس۱۰ تھے ۔ پھر بوجہ
چالیس۴۰ کے خطاء اجتہادی کے) ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ ہٹا دیا تم کو ان کفار سے (یہ عمل سزا نہ تھا بلکہ منافقین کو مخلصین سے ممتاز کرنا تھا) کما قال

Marfat.com

لِيَبْتَلِيَكُمْ تاکہ معاملہ کرے تمہارے ساتھ معاملہ ممتحن جیسا (تو اس وقت منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آگیا اور مخلصین کا مقام اخلاص والا نمایاں ہوگیا باقی خطاء اجتہاد پر) وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۵۲ اور یقیناً اللہ تعالیٰ تم کو لغزش اجتہادی معاف کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مؤمنین کے حال پر تو عفو اثر فضل کا ہے **نجم الآیۃ** اعلان العفو عن ذلّات الصحابة (پہلے چالیس صحابہ کی خطاء اجتہادی کا ذکر تھا آگے اس خطاء اجتہادی کی وجہ سے کفار جو جبل کے عقب سے آکر یکباری مسلمانوں پر حملہ کر لیا اسکی وجہ سے مسلمانوں میں جو طبعاً بھگدڑ پڑ گئی اس کا نقشہ ذکر فرماتے ہیں کہ) اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ یاد کرو اس وقت کہ تم بھاگتے ہوئے وادی احد کی طرف چلے جا رہے تھے (ویقال اصعد اذا ذھب فی صعید الارض) اور پیچھے پھر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ۔ ادھر آؤ ای فیقول الیّ یا عباد اللہ فانا رسول اللہ من یکرّ فله الجنة ادھر سے ابلیس نے چیخ کر کہا ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل ای نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً قتل ہو چکے ہیں تو صحابہ کرام اس خبر پر شدید مغموم ہوگئے کہ پہلا غم صحابہ کے قتل وجراحت کا بھی بھول گیا یعنی پہلا غم ختم پھر یہ خبر غلط تھی تو یہ غم بھی ختم تو اس صورۃ میں دونوں غم ختم ہوگئے) فرمایا فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ پھر جزا دی تم کو اللہ تعالیٰ نے غم قتل وجراحت صحابہ کی ساتھ غم قتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (تو پہلا غم دوسرے غم کے غلبہ کی وجہ سے ختم ہوگیا اور یہ خبر بھی غلط تھی تو پچھلا غم بھی ختم ہوگیا اسی طرح سے دونوں ختم ہوگئے ھکذا قال قتادۃ والربیع) لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ تاکہ نہ غمگین ہوں تم جو تم سے فوت ہوگیا ہے (یعنی فتح وغنیمت) اور نہ غمگین ہوں تم جو تم کو پہنچا ہے (یعنی قتل اور جراحت) وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵۳ اور اللہ تعالیٰ پورے طور پر جاننے والے ہیں جو تم عمل کرتے رہتے ہو (**فائدہ**) اخبار خفایا کے جاننے کو خبرۃ کہتے ہیں تو معنی ہوگا کہ تمہارے اعمال خفایا کو پوری طور جاننے والے ہیں **نجم الآیۃ** بیان ازالۃ الغمین (پھر بعض صحابہ کو بوجہ ازالہ غمین کے استغراق جیسی حالت پیدا ہوگئی یعنی شکراً لازالۃ الغم کے وجہ سے بحر مشاہدہ میں مستغرق ہوگئے) کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۤئِفَةً مِّنْكُمْ عطف علی (فاثابکم) اور ثم بعد رتبی کیلئے ہے والمعنی پھر نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر بعد غم کے اطمینان اور سکینہ کو یعنی اونگھ کو (نعاسا) بدل اشتمال من (امنۃ) کہ ڈھانک لیا تھا اس اونگھ نے تم میں سے بعض کو (نہ کل کو یعنی اولاً غمین کا ازالہ ہوا پھر غم کی جزاء استغراق فی المشاہدہ دیا یہ تو مؤمنین کے بارے میں ہے اور منافقین کے بارے میں فرمایا کہ ان کو جان کی لگی ہوئی تھی کہ کہیں یہ کفار کے ہاتھوں نہ مارے جائیں کما قال اللہ تعالیٰ) وَطَاۤئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ اور ایک طائفہ یقیناً انکو اپنی جان کی فکر نے مونجھ میں ڈال رکھا تھا (کہ کہیں یہ منافق نہ مارے جائیں) يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ گمان کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط یعنی مثل گمان اہل شرک کے (کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر نبی برحق ہوتے تو انکو شکست نہ ہوتی یعنی عقیدہ منافقانہ وکفریہ ان کا مزید پختہ ہو رہا تھا) يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ بدل من (یظنون) کہتے تھے کیا ہے ہمارے لئے امر فتح سے کچھ (یعنی فتح نہیں ہوئی تو یہ ذات بابرکت نبی اللہ کیسے) قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ فرما دیجئے غلبہ کل اس کا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے (اور اس کے اولیاء کیلئے کما قال اللہ تعالیٰ (فان حزب اللہ ھم الغالبون) پھر بعض اوقات میں کسی حکمۃ کے تحت اس کا ظہور نہ ہو تو یہ اور بات ہے) يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ چھپاتے ہیں اپنے قلوب

Marfat.com

منافقانہ میں جو نہیں ظاہر کرتے آپ کیلئے يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا بدل من (یخفون) کہتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے کچھ فتح ہوتی تو ہم یعنی ہمارے رشتہ دار مخلص مسلمان نہ شہید کئے جاتے یہاں پر (یعنی میدان احد میں پہلے (یقولون) میں ان کا مقصد عدم فتح پر انکار نبوۃ کا تھا اور دوسرے (یقولون) میں ان کا مقصد عدم فتح پر عدم موت شہداء کی تھی تو عدم فتح سے انہوں نے دو دعوی کئے جب دوسرا مشاھد ہے تو پہلا بھی ان کے ظن غلط میں ثابت ہوگیا اللہ تعالی نے ان کے دوسرے دعوی کو رد کیا تو پہلا خود بخود رد ہوگیا فرمایا فتح اور عدم فتح کی مدار قتل اور عدم قتل پر نہیں ہے بلکہ موت کی مدار موت کے وقت متعین پر ہے کہ جس جگہ اور جس وقت میں کسی کی موت لکھی ہوئی ہے تو موت اسی جگہ پر اسی وقت پر آجائیگی جیسا کہ فرمایا) قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ فرمادیجئے اگر تم سب کے سب (یعنی مؤمنین کی اور منافقین کی جماعت) ہوتے اپنے۔ اپنے گھروں میں جو مدینہ منورہ میں ہیں تو ضرور نکلتی وہ جماعت مؤمنین کی (جن کے بارے میں لوح محفوظ میں لکھا گیا تھا کہ فلاں وقت میں فلاں جگہ قتل کئے جائیں گے نکلنے) انہیں مقامات کی طرف جہاں پر وہ قتل ہو کر گرے ہیں (تو موت کی مدار تقدیر پر ہے نہ شکست پر) وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اور تاکہ معاملہ کرے اللہ تعالی معاملہ ممتحن جیسا اس کا جو تمہارے صدور میں ہے (یعنی عارضی شکست سے منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آگیا اور مؤمنین کے ایمان کا مزید انجلاء ہوگیا) وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ اور تاکہ صاف کرے ان وساوس کو جو تمہارے قلوب میں تھے (یعنی جب منافقین نے ارتداد کی دعوۃ دی اور اسپر دنیاوی مفاد کی لالچ بھی دی تو بعض صحابہ کی قلب میں درجہ جس میں وساوس آئے تو اللہ تعالی نے اسی واقعہ سے ان کے دلوں کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیا کیونکہ) وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۵۴ اور اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں قلوب کے بھید کو یا وساوس کو (تو ماتحت الاسباب وساوس کا علاج اس واقعہ میں تھا یا معنی ہے کہ امتحان پر اللہ تعالی کا علم موقوف نہ تھا بلکہ وہ تو (علیم بذات الصدور) ہیں) **نجم الآیۃ** فریقین کے احوال کا بیان (آگے اللہ تعالی وہ مسلمان جنہوں نے یوم الاحد تولّی کی تھی جس کا نقشہ (اذ تصعدون) میں بیان فرمایا انہیں کی معافی کا اعلان فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تیرہ ۱۳ اصحاب رہ گئے تھے اور عبداللہ بن جبیر والے دس اصحاب رہ گئے تھے باقی عارضی طور پر منہزم ہوگئے ان کے انہزام کا وجہ بیان فرماتے ہیں) اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا بے شک جو لوگ تم میں سے پشت پھیری تھی جس دن دونوں جماعتیں ای مسلمان و کفار کی آمنے سامنے آگئی تھیں ای یوم الاحد یقینا ذلّت قدمی کروائی ان سے شیطان بوجہ بعض اس کے جو انہوں نے کیا تھا (یعنی عبداللہ بن جبیر کے بعض ساتھی جنہوں نے صریح حکم کی خلاف ورزی کی خطاء اجتہادی سے اسی خطاء اجتہادی کو شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے مجازا پھر اس کی وجہ سے باقی صحابہ میں بھگدڑ پڑگئی جس کو تولّی سے تعبیر کیا گیا ہے وھذا کما قال اللہ تعالی (وما انسانیه الا الشیطان ان اذکرہ) آگے

ع ۱۷ اسی خطاء اجتہادی کی معافی عام کا اعلان فرماتے ہیں گرچہ اس کے جو نتائج نکلے) فرمایا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۱۵۵ ع اور یقینا اللہ تعالی نے انکو معاف فرمادیا ہے کیونکہ محقق امر ہے کہ اللہ تعالی بڑے بخش نے والے ہیں کیونکہ بڑے تحمل کرنے والے ہیں **نجم الآیۃ** بیان سبب الذلّة ای الخطاء الاجتہادی والعفو عنها۔ (آگے اللہ تعالی مسلمانوں کو ہدایات اعتقادی جاری فرماتے ہیں کہ حیات و موت اللہ تعالی کی طرف سے ہے جو کہ تقدیر میں لکھی جاچکی ہے نہ غزوات اور سفر میں موت ہے نہ حضر میں حیات ہے ایسے قسم کا عقیدہ کفار کا ہے تم نے اس سے

Marfat.com

احتراز کرنا ہے کیونکہ من تشبہ بقوم فھو منھم) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا اے ایمان والو تم نہ ہونا باعتبار عقیدہ کے ان کی طرح جو کافر ہیں اور جو کہتے ہیں اپنے ہم نسب بھائیوں کے بارے میں جب کہ وہ سفر کو نکلتے ہیں سرزمین میں یا ہوتے ہیں کہیں جہاد میں (پھر وہاں مرجاتے ہیں یا شہید کئے جاتے ہیں) اگر رہتے ہمارے ہاں یعنی مقیم رہتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے (کیونکہ وہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں اور سبب کو مؤثر کا درجہ دیتے ہیں تو افسوس در افسوس میں زندگی محزون گزارتے ہیں فرمایا) لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ایسا اعتقاد ان کا اس لیئے ہے کہ کرے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں افسوس ہی افسوس وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ اور اللہ تعالیٰ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے (نہ سفر مؤثر فی الموت ہے نہ حضر مؤثر فی الحیاۃ ہے آگے اسی عقیدہ پر تہدید ہے) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۵۶ اور اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں تمام تمہارے اعمال کو (خواہ وہ عمل جوارح کا ہو یا عمل قلب کا ہو یعنی عقیدہ قلب کا ہو) **نجم الآیۃ** التہدید علی انکار التقدیر آگے موت فی سبیل اللہ کی فضیلت کا ذکر فرماتے ہیں وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۱۵۷ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاؤ یا اپنی طبعی موت مر جاؤ تو بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی اور احسان کرنا بہتر ہے اس متاع دنیا سے جس کو وہ لوگ جمع کرتے ہیں **نجم الآیۃ** بیان فضیلت الموت والشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ ای السفر غالبًا وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۵۸ اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ (حضر میں یا سفر میں) تو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کئے جاؤ گے **نجم الآیۃ** بعد الموت الرجوع الی اللہ حتمًا ولازمًا فحسابکم الی اللہ تعالیٰ لا الی غیرہ تعالیٰ (آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (انک لعلی خلق عظیم) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا بیان ہے کہ باوجود زلات صحابہ کرام کے مقام احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے رویہ نہایت ہی نرم رہا فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ پھر بسبب خاص رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آپ صحابہ کرام سے نہایت ہی نرم رویہ اختیار کیا ہوا ہے (اور اگر اس کے برعکس رویہ اختیار کرتے کہ) وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا اور اگر ہوتے آپ سخت کلام غَلِيْظَ الْقَلْبِ سخت دل یعنی سخت رویہ والے باعتبار اقوال کے اور افعال کے تو لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ضرور (غلبہ رعب کی وجہ سے) آپ سے منتشر رہتے (پھر فیضان صحبت سے محروم رہتے) فَاعْفُ عَنْهُمْ پھر آپ درگذر کریں ان سے اپنے حقوق کے معاملہ میں (ورنہ فیضان سے محروم رہیں گے گرچہ قرب میں کیوں نہ ہیں) وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور بخشش مانگو ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے حقوق اللہ میں (ورنہ آپ کی صحبت سے انکو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا **خلاصہ** یہ کہ حقوق اللہ تعالیٰ و حقوق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذمہ باقی نہ رہیں ورنہ فیضان نبوی سے محروم رہیں گے) **نجم الآیۃ** التلقین الی عفو الحقوق (ثم نجعلھم مشیرین لک فی الامور السیاسیۃ کما قال) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ اور مشورہ لیتے رہیں صحابہ کرام سے ان امور سیاسیہ میں (جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو) **نجم الآیۃ** صحابہ کرام نامزد مشیر ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدت العمر فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پھر (آپ جب ان میں سے کسی کے مشورہ پر عزم بالجزم کریں تو پھر بھروسہ کرو صرف اللہ تعالیٰ کے اور پر نہ ان کے مشورہ کے اوپر (کہ کام کرلو اللہ تعالیٰ کے سہارے پر کیونکہ وہی ذات ہے مسبب الاسباب) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝۱۵۹ بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کو **نجم الآیۃ** فتوکل علی اللہ تعالیٰ (آگے توکل کے نتائج کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ نصرۃ ہوتی ہے اور عدم توکل پر خذلان ہی خذلان ہے کما قال اللہ

Marfat.com

تعالیٰ إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ اگر مدد کرے تمہاری اللہ تعالیٰ تو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکیگا وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد نہ کرے تو کون ہے کہ مدد کریگا تمہاری اس کے بعد (بنابریں) وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ● ١٦٠ اور خالص اللہ تعالیٰ پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں مؤمن لوگ **نجم الآیۃ** وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ اور نہیں ممکن کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں خیانت کریں (کہ فرمادیں کہ جس نے جتنے قدر غنیمت کو جمع کیا ہے وہ اس کے ملک ہے جیسا کہ عبد اللہ بن جبیر کے باقی ساتھیوں کا یہ خیال ہو گیا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کا اعلان فرمادیں تو ہم بھی غنیمت کو جمع کریں جس سے آگے جہاد میں تقویت مالی ہو جائیگی کذا قال النقاش حالانکہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کیونکہ کل مال غنیمت کو جمع کیا جائیگا تو کل کا خمس نکال کر باقی چار اخماس کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے غزوہ بدر میں ایسی تقسیم کی گئی تھی تو ایسے قسم کا اعلان جیسا انہوں نے خیال کیا تھا خیانت ہے اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت ممکن نہیں ہے نہ عقلاً نہ وجوداً کیونکہ خائن بڑا مجرم ہے کما قال اللہ تعالیٰ

وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور جو شخص کسی قسم کی بھی خیانت کریگا قیامت کے دن لائے گا خیانت کی ہوئی چیز کو ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ● ١٦١ پھر (میدان قیامت میں) ہر شخص کو اس کے کئے کام کا پورا عوض ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ کیا جائے گا **نجم الآیۃ** عصمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیانۃ ایضا والجزاء علی خیانت الخائنین پھر آگے اللہ تعالیٰ مؤمنین مخلصین یوم الاحد کی مدح فرماتے ہیں اور منافقین کی مذمت فرماتے ہیں کما قال أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ● ١٦٢ سو کیا ایسا شخص جو رضاء الٰہی کی جستجو میں ہے مثل اس شخص کے ہوگا جو غضب الٰہی کا مستحق ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ جانے کی بری جگہ ہے هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ● ١٦٣ یہ فریقین درجات میں مختلف ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والے ہیں ان کے اعمال کو **نجم الآیۃ** بیان اختلاف الدرجات للمؤمنین والمنافقین (والبصیر) کما قال حجۃ الاسلام ھو الذی یُشاھِد ویری حتی لا یعزب عنہ ما تحت الثری والبَصَر فی حقہ تعالیٰ عبارۃ عن صفۃ التی ینکشف بھا کمال نعوت المُبصَر وایضا البصر صفۃ زائدۃ علی العلم وکذا السمع فالخلاصۃ ان السمع والبصر زائدتان علی صفۃ العلم آگے اللہ تعالیٰ اپنی خاص نعمت عظمیٰ کا ذکر فرما کر مؤمنین کو تسلی دیتے ہیں کہ ایسی نعمت کا وجود مسعود تمامی غموں کو دور کرنے والی ہے کہ جب کسی کی فوتگی ہو جائے خواہ شہادۃ کی ہو یا طبعی ہو تو اس نعمت عظمیٰ یاد کرنے سے تمامی ہموم دور ہو جائیں گے جیسا کہ فرمایا ہے (فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ یقینا اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا ہے مؤمنین پر جب کہ ان میں انہی کے جنس سے ای نوع انسان سے ایک رسول عظیم الشان مبعوث فرمایا ہے کہ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ پڑھکر سناتے ہیں ان کو آیت اللہ تعالیٰ کے وَيُزَكِّيهِمْ اور تزکیہ نفوس کا فرماتے ہیں ان کا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور تعلیم دیتے ہیں انکو قرآن اور سنۃ کی یعنی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (پھر سورۃ بقرہ میں تعلیم کو پہلے ذکر فرمایا اور پر تزکیہ کے اور یہاں پر تزکیہ کو مقدم فرمایا اور پر تعلیم کے اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ دونوں ای تعلیم و تزکیہ مقصود اصلی ہیں پھر کبھی تخلیہ اولاً ہے تو تحلیہ تعلیم کا ثانیاً اور کبھی برعکس کہ تحلیہ اولاً اور تخلیہ ثانیاً) وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ● ١٦٤ اور تحقیق یہ لوگ آپ کی بعثت سے قبل

Marfat.com

کھلی گمراہی میں تھے (توان کا تخلیہ گمراہی سے کرکے تحلیہ قرآن وسنت سے کرنا یہ بھی ایک مستقل نعمت عظمیٰ ہے **نجم الآیۃ** خاص احسان جتلاکر عموم اعدیہ کوخصوصا زائل کیا گیا ہے اور اسپر شکریہ کی تلقین کی گئی ہے (پھر جب غزوہ احد میں ستر شہید ہوئے تو مؤمنین کو تعجب ہوا کہ یہ شکست کیسے ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وتلک الایام نداولہا بین الناس) چونکہ بدر میں تم نے ستر کافروں کو جہنم رسید کیا تھا اور ستر زندہ گرفتار کرلیئے تھے تو یہ ہار اور جیت نوبۃ فنوبۃ ہوتی رہتی ہے علاوہ ازاں ایک درّہ پر پچاس آدمیوں کو بطور مورچہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی کے ساتھ وہاں رہنے کا حکم دیا تھا لیکن وہاں سے خطاء اجتہادی کی بنا پر چالیس آدمی ہٹ گئے تھے تو صبر و تقویٰ کے قانون کا ذہول کیا تو عارضی شکست ہوگئی تو شکست کی نسبت ان کی طرف ہوگئی جو کہ تغلیبا سب کی طرف کی گئی۔ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ کیا جب احد میں تم کو ایسی مصیبت پہنچی تھی کہ اس سے قبل تم کافروں کو دوگنی مصیبت پہنچا چکے تھے تو تم نے کہا تھا کہ یہ مصیبت کدھر سے آگئی فرما دیجیئے یہ شکست تمہاری طرف سے ہوئی ہے (کہ مرکز کو چھوڑ دیا تھا باوجود سخت پابندی کے علاوہ ازاں یہ شکست احد یہ تم کو بعوض شکست دگنی کافروں کے بنا بر (وتلک الایام نداولہا بین الناس) کے ہوئی ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر شیٔ پر قدرت ہے نصرۃ اور شکست سب اس کے قبضہ قدرت میں ہے **نجم الآیۃ** شکست احدی کے نسبت من عند انفسکم ہے اور حقیقت میں بحکم اللہ تعالیٰ ہے کما قال وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ اور جو مصیبت پہنچی تھی تم کو جس دن مقابلہ کیلئے ملی تھیں دونوں طرف فوجیں تو وہ حکم اللہ تعالیٰ سے تھی (اور اسکی بہت سی حکمتیں تھیں من جملہ ان میں سے منافقین کا نفاق کا کھل جانا تھا جیسا کہ عبد اللہ ابن ابی رئیس المنافقین تین سو منافقین کی جمعیت کو لیکر میدان چھوڑ گیا پھر ان کو میدان میں آنیکا کہا گیا تو انہوں نے کئے قسم کے بہانے نکالے ولیکن اولا مؤمنین کے ایمان کے انجلاء کا ذکر ہے کیونکہ الشیئ لایتبین الا بالضد فرمایا) وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ عطف علی (باذن اللہ) اور تا نکہ ظاہر کردیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے ایمان مؤمنین کا (کہ بعض نے کیسے پامردی کا ثبوت دیا کہ جام شہادت خوشی سے نوش کیا اور بعض (الا متحرفا لقتال) پر عمل کرتے ہوئے پھر واپس میدان جہاد میں آکر کفار کو شکست فاش کا مظاہرہ کروایا) وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا اور تا نکہ ظاہر کردیں لوگوں کے سامنے نفاق منافقین کا (کعبد اللہ بن ابی واصحابہ) وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا عطف علی (نافقوا) اور (تا نکہ ظاہر کردیں ان منافقین کو) جنکو کہا گیا تھا کہ میدان میں واپس آجاؤ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا لڑائی کرو اللہ تعالیٰ کے راہ میں اگر اخلاص ہے ورنہ یہاں میدان میں موجود ہو تا نکہ کفار کثرۃ مقابلین کی دیکھ کر بھاگ جائیں (یعنی اسی طریقہ سے کفار کی مدافعت کرو) قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ جواب میں ان منافقین نے کہا کہ ہم اگر لڑائی مناسب جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ رہتے (یہ تو اپنے آپ کو موت کے منہ خوامخواہ ڈالنا ہے) هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ یہ منافق لوگ یوں کھلا جواب دیکر کفر سے ظاہرا زیادہ قریب ہوگئے بہ نسبت اس کہنے کے قبل سے کہ ظاہرا ایمان سے نزدیک تھے (کہ ظاہرا نماز پڑھتے تھے جو کہ فرمایا (الصلوۃ عماد الدین) یعنی یہ جواب دینا صریح کفر کے مترادف ہے) يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ کہتے ہیں منہ سے ایسی باتیں یعنی کلمات اسلامیہ جو ان کی دل میں نہیں ہے (یعنی اس کے مطابق ان کا عقیدہ نہیں ہے یعنی یہ لوگ باطنا کافر ہیں جیسے ظاہرا مسلمان تھے لیکن آج اس کلمہ کے کہنے سے ظاہرا بھی کافر ہوگئے جیسے باطنا تھے) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اس کو جو چھپاتے ہیں یعنی نفاق کو اَلَّذِيْنَ قَالُوْا

Marfat.com

بدل من واو (یکتمون) لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا یعنی وہ لوگ کہتے ہیں اپنے بھائی نسبیوں کے حق میں (یعنی مسلمان رشتہ دار جو شہید ہو گئے تھے ان کے حق میں) اور خود جہاد سے متخلف رہے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (کہ جہاد پر نہ جاتے) تو قتل نہ کئے جاتے (تو یہ انکا قول بھی دلیل ہے ان کے باطنی کفر پر آگے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کا رد فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا تو موت سے فرار کے مترادف ہے تو اولاً تم تو موت سے مفرور ہو جاؤ پھر دوسروں کے بارے میں موت سے فرار کی باتیں کرو حالانکہ موت سے کوئی بھی مفرور نہیں ہو سکتا جیسا کہ فرمایا (اینما کنتم یدرک کم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ) قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ۱۶۸ فرما دیجئے ان کو پھر دفع کرو موت کو اپنے نفسوں سے اگر تم سچے ہو (کہ حیلہ جات سے موت سے بچاؤ ہو سکتا ہے) **نجم الآیۃ** منافق لوگ مؤمنین کو بھی ترغیب فرار کی دیتے رہے ولیکن انہوں نے ثبوت قدمی کا ثبوت دیا (آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (ماقتلوا) کا ایک جواب یہ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ باعتبار عالم دنیا کے تو ماتوا ہیں ولیکن باعتبار عالم برزخ کے ماماتوا ہیں جیسا کہ فرمایا) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ ۱۶۹

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور اے مخاطب تم نہ سمجھو ان کو جو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قتل کئے گئے ہیں کہ مردہ ہیں (عالم برزخ میں ایسے جیسے کہ اس عالم سے مردہ ہیں) بلکہ (عالم برزخ میں بالکل) زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں یعنی اپنے رب کے قرب میں رہتے ہیں پھر ایسے زندہ ہیں کہ رزق بھی دئے جاتے ہیں (جیسے اس عالم کے زندہ لوگ رزق دئے جاتے ہیں یعنی حیاۃ ان کی حقیقی ہے یعنی جسمانی نہ صرف روحانی ای روحی اور ان کی حیاۃ کی یہ کیفیت ہے) کہ خوش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور اشیاء پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں پر محض اپنے فضل سے دئے ہیں (یعنی بغیر عمل کے جو ان کو اجر ملا ہے یہ فرح ہونا ان کا اپنے حال پر ہے آگے بیان ہے ان کے خوش ہونے کا جو مؤمنین کو ملیگا) وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ۱۷۰

اور خوش ہوتے ہیں ان مؤمنین کے بارے میں جو نہیں لاحق ہوئے ان کے پاس انکے پیچھے رہنے والوں سے کہ نہیں خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے (**خلاصہ** یہ کہ ان کو دو خوشیاں ہیں ایک اپنے متعلق دوسری اپنے بھائی مؤمنین کے متعلق یہ خوشیاں شہداء کے متعلق ہیں آگے مطلق ایمان والوں کے متعلق خوشیوں کا بیان)

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۷۱ خوشیاں کرتے ہیں ساتھ نعمت اللہ تعالیٰ کے اور فضل اس کے اور ساتھ اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتے اجر مؤمنین کا **(فائدہ)** انکو جو اپنے بارے میں خوشی ہے اسکو تعبیر فرمایا ساتھ فرح کے جس کا معنی بہت زیادہ خوشی ہے اور دوسروں کے بارے میں خواہ وہ شہداء ہوں یا مطلق مؤمنین میں سے ہوں استبشار کا لفظ فرمایا جس کا معنی محض خوش ہونا ہے (قیل انہا نزلت فی شہداء الاحد والتی فی البقرۃ نزلت فی شہداء بدر) **نجم الآیۃ** بیان فضیلت النعمائی لشہداء الاحد (پھر آگے اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں غزوہ حمراء الاسد کا جس کا تعلق غزوہ احد سے ہے پھر اس غزوہ کے بعد غزوہ بدر صغری کا ہوا جو تتمہ ہے غزوہ حمراء الاسد کا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں غزوات میں مجاہدین کی فضیلت کو ذکر فرماتے ہیں۔ حمراء الاسد مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے جب مشرکین مکہ غزوہ احد سے شکست خوردہ واپس ہوئے تو راستہ میں کہا کہ پھر لوٹ کر مسلمان کا خاتمہ کر دیں ان کی عارضی غلبہ پر نظر تھی بنا بریں یہ بات منہ سے کہدی حالانکہ اس کا وزن بڑا تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ کفار واپس آکر ہمارے استیصال کے مشورے کر رہے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ع ۱۷/۱۲ ۸

Marfat.com

احد کے دوسرے دن اعلان فرمایا کہ واقعہ یوں ہے تو ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے اور ہمارے ساتھ وہ چلیں جو کل ہمارے ساتھ تھے چونکہ یہ غزوہ سریہ کی شکل میں ہونا
تھا کہ تھوڑے فوجی ہوں تو دو سو مجاہدین جلدی میں تیار ہو گئے جن میں کافی لوگ غزوہ احد میں زخم خوردہ تھے اور مقام حمراء الاسد پر پہنچے تو مشرکین مرعوب ہو گئے
اور کہا کہ اگلے سال بدر میں تمہارا ہمارا موعد ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلك بيننا وبينكم ان شاء الله تعالى پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس
مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسی غزوہ کیلئے تیاریاں شروع کر دیں جب ابوسفیان کو اسکی خبر پہنچی تو ابوسفیان نعیم بن مسعود اشجعی جو عمرہ کیلئے مکۃ المکرمہ
میں گیا ہوا تھا اس کو دس اونٹ انعام میں دینے کئے کہ تم مدینہ منورہ میں جا کر مسلمانوں کو ہماری طرف سے خوف زدہ کرو تا کہ مسلمان مرعوب ہو کر بدر
میں نہ آئیں بیچ میں اونٹوں کا ضامن سہیل بن عمر کو کیا جب نعیم بن مسعود مدینہ میں آکر مسلمانوں کو خوف زدہ کیا تو مسلمانوں کا ایمان اور شجاعت
مزید قوت میں آگیا اور کہا (حسبنا الله ونعم الوكيل) پھر اپنے وقت متعین میں یعنی ہلال ذی القعدہ میں مسلمانوں کا لشکر جرار بدر میں پہنچ گیا وہاں پر اس
مہینہ کے اوائل آٹھ دن میں میلا لگتا تھا یعنی سوق قائم ہوتی تھی تو صحابہ کرام نے اسی سوق میں وہ سامان جو کھانے وغیرہ کے قبیلہ سے تھا اسکی تجارۃ کی
تو نفع دوگنا ہوا تو سالمین وغانمین واپس ہوئے کیونکہ ابوسفیان مرعوب ہو کر نہ آیا اور بہانہ یہ بنایا کہ ان ہذہ عام جدب ولا يصلحنا الحرب فی ہذہ العام)

کما قال اللہ تعالی الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ (۱۷۲)
وہ لوگ جنہوں نے کفار کا تعاقب میں کہنا مانا اللہ تعالی کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو جہاد میں تازہ زخم ان میں سے جو نیک اور
متقی ہیں ان کیلئے اجر عظیم ہے (اور وہ سب کے سب متقی اور محسن تھے) اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ بدل من (الذين) اِنَّ النَّاسَ قَدْ
جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (یعنی اجابت کرنے والے وہ لوگ تھے جنکو) لوگوں نے یعنی نعیم بن مسعود اشجعی والوں نے کہا کہ پکی بات ہے کہ لوگ یعنی ابوسفیان
والے یقیناً تمہارے لئے فوج اور آلات حربی کو جمع کر دیا ہے تو ڈر وان سے یعنی بدر میں ذو القعدہ میں ان کے ساتھ لڑائی کو نہیں جانا) تو فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ
وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۚ (۱۷۳) پھر اس خبر نے ان کے جوش ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور ان سے یہ کھدیا کہ تمامی مشکلات میں اللہ تعالی
ہم کو کافی ہیں اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ
اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۚ (۱۷۴) پھر یہ لوگ اللہ تعالی کی نعمۃ اور فضل سے (یعنی ثواب جہاد اور نفع تجارت سے بدر سے) مدینہ منورہ کو ایسے
لوٹے کہ نہ پہنچا ان کو کوئی ناگوار واقعہ (کیونکہ ابوسفیان والے بہانہ قحط کا کر کے بدر میں پہنچے بھی نہ تھے) اور وہ لوگ تابع رہے مرضیات الہیہ کے (جو
کہ مقتضی (الذين استجابوا لله والرسول) کا ہے) اور اللہ تعالی مسلمانوں پر بڑے فضل والے ہیں اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ محقق امر
ہے کہ یہ نعیم بن مسعود والے شیطان ہیں ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے (یعنی ابوسفیان والوں سے) فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۚ (۱۷۵) سو تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرنا (میرے احکام کی مخالفت میں) اگر تم ایمان والے ہو کہ ایمان کا مقتضی ہے صرف اللہ تعالی سے
ڈرنا **نجم الآیات** غزوہ حمراء الاسد اور غزوہ بدر صغری کا بیان (جو کہ تتمہ ہے غزوہ احد کا، چونکہ غزوہ احد میں منافقین کا نفاق کھل کر
سامنے آگیا اس سے پہلے ان کا نفاق چھپا ہوا تھا تو طبعاً یہ بات گران ہے تو فرمایا) وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ

Marfat.com

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا اور آپ کو موجب طبعی میں نہ ڈالیں وہ لوگ جو جلدی سے کفر کی طرف دوڑتے ہیں (کہ کفر کا تھوڑا سا پلہ بھاری دیکھا تو کھلم کھلا کفر کی باتیں کرنے لگے ہیں جو پہلے آیات میں گزر چکی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (یقولون هل لنا من الامر من شیئ الخ) محقق امر ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے کیونکہ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ ارادہ کیا ہے کہ نہ کرے ان کیلئے آخرۃ میں کچھ حصہ خیر کا اور ان کیلئے عذاب ہے بڑا (اسلیئے ان سے موافقت کی امید بھی نہیں رکھنی کیونکہ یہ بدنصیب اور اشقیاء ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (فمنهم شقی) آگے بطور تعمیم بعد التخصیص کے فرماتے ہیں) اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ محقق امر ہے کہ جن لوگوں نے اختیار کیا ہے کفر کو مقابلے ایمان کے ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کے دین کو کچھ بھی اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے **نجم الآیۃ** الوعید الشدید للمنافقین والکافرین پھر آگے منافقین اور کافرین کو استدراج پر تہدید ہے فرمایا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم نے ان کو جو عذاب میں مہلت دے رکھی ہے وہ خیر ہے ان کیلئے (کہ مطلقاً عذاب سے نجاۃ ہوگئی) محقق امر ہے کہ ہم نے ان کو جو عمر میں مہلت دے رکھی ہے اسلیئے کہ جرموں میں مزید ازدیاد کریں (تاکہ عذاب کے مزید حقدار بن جائیں) اور ان کیلئے آخرۃ میں عذاب توہین آمیز ہوگا (مھین) مقابلہ اس کے ہے کہ وہ اپنے آپکو عزیز ای باعزت سمجھتے تھے اور صحابہ کرام کو ذلیل سمجھتے تھے جیسا کہ انہوں نے کہا تھا (لیخرجن الاعز منها الاذل) **نجم الآیۃ** التهدید علی الاستدراج چونکہ غزوہ احد میں شدائد کی وجہ سے مؤمنین اور منافقین میں امتیاز ہوگیا اس سے پہلے تو سب مختلط تھے اور ایک جماعت مسلمانوں کی نظر آتی تھی تو فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ چھوڑ دے مؤمنین مخلصین کو اس حالت پر جس حالت پر تم سب تھے (ای مؤمن و منافق مختلط تھے کہ ان کے درمیان امتیاز بھی نہ تھا اور ہمیشہ کیلئے ایسا عدم امتیاز رہے ایسا نہ) جب تک ناپاک کو پاک سے جدا نہ کردے (جیسا کہ احدی شدائد سے ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے ممتاز کردیا) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ تم کو خبر دیدیویں غیب کی (کہ فلاں و فلاں و فلاں منافق ہیں یعنی امتیاز ما بین المؤمن والمنافق بذریعہ شدائد کے فرمایا نہ بذریعہ اس بات کے کہ تمہاری طرف وحی آئے کیونکہ وحی کے ذریعہ کوئی خبر دینا یہ نبی اللہ کے ساتھ مخصوص ہے تو احدی مصائب کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مستقبل کیلئے پورا امتیاز رہے) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ منتخب کرلیتا ہے (غیبی خبروں کیلئے وحی کے ذریعہ) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے (تو پھر اس کو بعض مغیبات پر بذریعہ وحی کے مطلع فرما دیتے ہیں) کما اجتبی فی آخر الزمان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بختم الرسالة فیطلعه علی البعض من العلوم کما اطلع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم علی بعض احوال المنافقین اس کو اطلاع علی الغیب کہتے ہیں نہ علم الغیب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے کما قال اللہ تعالیٰ (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول)

Marfat.com

الف لام جنس واستغراق کی ہے (رضی) یعنی عالم ہر فرد غیب کا اور جنس کا وہ ربّی ہے صرف (عالم الغیب بدل من ربّی) (فلا یظہر علی غیبہ احدا) پس جبرائیل کند کسی را بر غیب خود (یعنی غالب نہیں کرتا کسی کو اپنے غیب پر کہ جس وقت وہ چاہے جنس غیب اور تمامی افراد غیب کو جان لے (الا) استثناء منقطع ہے بمعنی (لکن) کما قال اللہ تعالی (ولکن اللہ) تو نفی علم غیب کلی کی ہوگئی غیر اللہ سے اور (الا من ارتضی من رسول) سے اطلاع بعض مغیبات کا ثبوت ہوگیا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما قال اللہ تعالی (قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ) وقال اللہ تعالی (وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو) ای خزائن الغیب الخ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ تو (جب کافر کو خبیث فرمایا ہے اور مؤمن کو طیّب) اب ایمان لے آؤ اللہ تعالی پر اور اس کے سب رسولوں پر اخلاص کے ساتھ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۷۹ اور اگر تم نے ایمان لایا اخلاص کے ساتھ اور بچتے رہے نفاق اور معاصی سے تو تمہارے لیئے اجر عظیم ہے **نجم الآیات** اُحُدی مصائب کی ایک حکمت یہ ہے کہ ہمیشہ کیلئے امتیاز ہو جائے بین الخبیث والطیب اور علم غیب کلی خاصہ اللہ تعالی کا ہے البتہ انبیاء علیہم السلام کو بعض مغیبات پر اطلاع ہو جاتی ہے (پہلے استدراج جو باعتبار عمر کے تھا اسی کا ذکر تھا یہاں سے استدراج باعتبار مال کے جو ہے اسی کا ذکر ہے فرمایا) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ

خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۸۰

اور نہ خیال کریں (مال دار لوگ) جو بخیلی کرتے ہیں اس مال میں جو اللہ تعالی ان کو اپنے فضل سے دیا ہے (یعنی حقوق مالی فرضی اور وجوبی ادا نہیں کرتے) کہ یہ بخل بہتر ہے ان کیلئے (وھو ضمیر فصل) یا یہ مال جس میں بخل کیا ہے یہ مال بہتر ہے ان کیلئے جب کہ یہ مال بہت برا ہے ان کیلئے کہ قیامت کے دن اس مال بخیلی والا کا طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈال دیا جائیگا اور اللہ تعالی وارث ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ما بینہما کا (تو جب تم مرجاؤ گے پھر تم اس مال کے مالک نہ ہوں گے جیسے وقف للہ کرنے سے واقف مالک نہیں رہتا لیکن وقف کی صورت میں مالک اور واقف کو ثواب ملتا ہے اور اس صورت میں مالک مجازی کو کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ یہ نہ متصدق ہے نہ واقف للہ ہے بلکہ بخیل ہے) اور اللہ تعالی تمہارے تمام اعمال سے (جس میں یہ بخل بھی داخل ہے) باخبر ہے۔

نجم الآیۃ التھدید علی الاستدراج المالی (اتنے تک فعل بخیلی پر تھدید ہے آگے قول بخیلی پر تھدید ہے جو کہ سوء ادبی فی حضرۃ الرب کے قبیلہ سے ہے فرمایا) لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ بے شک سن لیا ہے اللہ تعالی نے انکی بات کو جو انہوں نے کہی ہے کہ بے شک اللہ تعالی فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں (کیونکہ ہمیں خرچ کرنے کا کہتے ہیں) سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۱۸۱ ضرور لکھ دیا ہے ہم نے ان کے نامہ اعمال میں جو انہوں نے گستاخانہ کلمات استھزاء اپنے رب کے بارے میں استعمال کئے ہیں اور اسیطرح لکھ دیا ہے ہم نے ان کا انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا جو ان کے زعم میں بھی وہ قتل ناحق تھے (اور ہم ان پر سزا کے اجراء کے وقت تم کہیں گے کہ چکھو عذاب آگ جلتی کا (**فائدہ**) ان کے دو جرم سمۃ کو اکٹھے ذکر کرنے سے اشارہ ہے اس طرف کہ یہ دو جرم آپس میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور ایسا قول کرنا یہ ان کا پہلا جرم نہیں ہے بلکہ ان کے آبا بھی اس کے مرتکب تھے جس پر یہ راضی ہیں ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۸۲ اور ان کو یہ بھی اس وقت کہا جائے گا کہ یہ عذاب الحریق بسبب اس تمہارے اعمال وعقائد واقوال کے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں

Marfat.com

آگے بھیجا ہے یعنی تم نے بھیجا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتے **نجم الآیۃ** التھدید علی القول السوء والعمل السوء ای العذاب الحریق آگے ان کے ای یہود کے مزید اقوال شنیعہ کا بیان اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا بدل (الذین قالوا) اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تاکید فرمایا ہے (بذریعہ انبیاء سابقین کے) کہ ہم رسول کو رسول نہ مانیں جب تک اس کے پاس یہ معجزہ نہ ہو کہ لائے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اس کو آسمانی آگ (تو آپ نے یہ معجزہ تو نہیں لایا قال السدی ان اللہ امر بنی اسرائیل من جاءکم یزعم انہ رسول اللہ فلا تصدقوہ حتی یأتیکم بقربان تأکلہ النار حتی یأتیکم المسیح ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اتیاکم فامنوا بھما فانھما یأتیان بغیر قربان) قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۸۳ جواباً ان کو فرما دیجئے یقیناً لائے تھے تمہارے پاس بہت سے رسل مجھ سے پہلے واضح معجزات اپنی نبوۃ پر اور وہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو کہ (یاتینا بقربان تاکلہ النار) پھر انکو تم نے کس بنا پر قتل کیا تھا اگر تم اس امر میں سچے ہو (کہ ایسے قسم کی قربان لاؤ گے تو مانیں گے والا فلا) **نجم الآیۃ** یہود کے شبہات علی الرسالت کا جواب فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۱۸۴ سو اگر یہ کفار آپ کو جھوٹا کہیں (نفس رسالت میں یا (وبالذی قلتم) میں الخ تو غمگین نہ ہونا) کیونکہ یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسل تکذیب کئے گئے تھے جو کہ قوم کے پاس معجزات لیکر آئے تھے اور چھوٹے چھوٹے صحیفے اور کتاب روشن کالتوراۃ والزبور والانجیل (چونکہ ان سب کتابوں کا مضمون باعتبار شریعت کے قریب قریب تھا تو کتاب کو مفرد لایا گیا ہے گویا کہ یہ سب کتابیں ایک کتاب تھی) تو تکذیب قوموں کی عادۃ مستمرہ چلی آرہی ہے تو آپ غمگین نہ ہونا باقی اصل وقت حساب کا موت کے بعد کا ہے جس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۱۸۵ کل جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور یہی بات ہے کہ تم کو پورے بدلے دیئے جائیں گے قیامت کے دن (آگے توفی اجور کی تفصیل یوں ہے کہ) جو شخص دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں سو یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا (اس کے برعکس خود بخود مفہوم ہوگیا کہ جو شخص جہنم میں دھکیلا گیا اور جنت سے کئی سو کوس دور رکھا گیا ناکام ہوگیا باقی جو لوگ دنیاوی عیش وعشرۃ میں پھنس کر آخرۃ کو بھلا دیتے ہیں تو فرمایا) کہ نہیں ہے زندگی دنیاوی من حیث ھی ھی مگر متاع دھوکے کا جیسے ہانڈی اور پیالہ وغیرہما کہ زائل ہونے کے بعد ان میں ملک بھی نہ رہا ایسے دنیا سے جانے کے بعد دنیا کی عیش وعشرۃ ختم) **نجم الآیۃ** التسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی التکذیب والتھدید للمکذبین بالموت بعد زوال الدنیا (چونکہ غزوہ احد میں ابتلاء مالی وانفسی دونوں تھے پھر صحابہ کرام صبر وتقوی کا پورا مظاہرہ کیا تھا اور مقام عالی کو پہنچے تو فرمایا ایسے قسم کے ابتلاءات آتے رہیں گے اگر تم نے ماضی کی طرح صبر وتقوی کا ثبوت دیا تو مقام عالیہ مزید حاصل کرو گے اور ضرور صبر وتقوی کو ہاتھ میں رکھنا کیونکہ یہ تاکیدی احکام میں سے ہیں قال اللہ تعالیٰ) لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ آگے ضرور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں کے نقصان میں اور اپنے جانوں کے نقصان میں وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا اور ضرور آگے کو سنو گے بہت سی باتیں دل آزار کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے دیئے گئے تھے کتاب کو

Marfat.com

یعنی توراۃ و انجیل کو ای یہود اور نصاری سے اور ان لوگوں سے بھی جو کھلے طور پر شرک کو اختیار کیا ہوا ہے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶ اور اگر ان مواقع میں صبر اور تقوی سے کام لوگے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہیں یا معنی ہے کہ یہ ہمت کے کام ہیں **نجم الآیۃ**
التلقین علی الصبر والتقوی فی الابتلا آت المالیۃ والبدنیۃ والقولیۃ من الخصم پہلے یہود کے افعال و اقوال بد کا ذکر تھا آگے ان کے اعمال بد
کا ذکر ہے جو کہ نقض عہد کے قبیلہ سے ہے فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ
ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝۱۸۷ اور یاد کرو جب کہ عہد لیا تھا اللہ تعالی نے اہل کتاب سے کہ بیان کروگے کتاب
کے تمامی مضامین کو لوگوں کے سامنے اور نہیں چھپاؤگے اس کے کسی ایک مضمون کو بھی (جس میں نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں) سو پھینک دیا
انہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ پیچھے (یعنی اس پر عمل نہ کیا کہ نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتمان کرلیا اور تلبیس کرلی) اور لے لیا اس کے بدلے معاوضہ دنیاوی
کہ حقیقت میں آخرۃ کے مقابلہ میں بالکل تھوڑا ہے سو بری چیز ہے وہ جس کو انہوں نے اختیار کرلیا ہے (تو ان کے کتابوں میں عدم کتمان کا حکم تھا جو کہ انہوں نے قبول
کرلیا پھر کتمان کیا جو کہ نقض عہد ہے اس پر اپنے رؤساء سے رشوت لیا جس پر انکی بڑی مذمت ہے ولیکن وہ خواہش مند تھے کہ اس پر انکی مدح ہو یا یہ یہود منافق جہاد
سے متخلف ہوتے تھے غلط بہانے بنا کر چاہتے تھے کہ اس پر انکی مدح ہو کہ یہ بیچارے معذور تھے ورنہ جہاد پر چلتے تو فرمایا کہ انکو دارین میں ضرور سزا ملے گی فرمایا
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸۸ (اے مخاطب نہ سمجھو ایسے لوگوں کے بارے میں کہ نجاۃ من العذاب میں ہیں بلکہ ان کیلئے عذاب دردناک ہے یعنی نہ گمان کرو کہ ناجی
من العذاب ہیں وہ لوگ کہ خوش ہوتے ہیں اپنے کردار بد پر یعنی کتمان پر یا تخلف عن الجہاد پر اور پسند کرتے ہیں کہ اس کتمان پر یا تخلف عن الجہاد پر
انکی مدح ہو تو مت سمجھو انکو کہ عذاب سے بچاؤ میں ہیں بلکہ دارین میں ان کیلئے عذاب دردناک ہے **نجم الآیۃ** یہود کے نقض عہد پر اور تخلف
عن الجہاد پر وعید شدید کا بیان وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۸۹ اور خالص اللہ تعالی کیلئے
ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالی ہر شیئ پر پوری قدرت رکھتے ہیں (یہ دلیل ہے (ولہم عذاب الیم) کی کہ ایسے حاکم کو اور قادر مطلق
کو عذاب الیم پر پوری قدرت کاملہ ہے) **نجم الآیۃ** الدلیل علی (ولہم عذاب الیم) پہلے جملہ تھا (واللہ علی
کل شیئ قدیر) آگے اس کے مضمون کو مؤکد فرماتے ہیں تاکہ توحید افعالی راسخ ہوجائے یا جو موحد ہیں ان کی یہ توحید مزید راسخ ہوجائے
فرمایا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰ بالتحقیق آسمانوں اور زمین
کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں توحید افعالی پر کہ یہ افعال کرنے والی ایک اللہ تعالی کی ذات
واجب الوجود ہے جو مستجمع لجمیع صفات الکمال ہے اور منزہ عن جمیع النقائص ہے کیونکہ اگر ان افعال میں اس ذات واجب الوجود کا کوئی اور
شریک ہے تو پھر دونوں نے مل کر بنایا ہے کہ مجموعہ قوتین نے خلقت کا کام کیا ہے ہر ایک علیحدہ علیحدہ نہ بنا سکتا تھا تو اس سے لازم آئیگا
ہر ایک کے بارے میں عجز خلقت کا علیحدہ علیحدہ تو یہ الہ کے بارے میں ممتنع عقلا ہے یا دونوں نے انکو علیحدہ علیحدہ بنایا ہے کہ ایک نے

Marfat.com

آکر بنایا پھر دوسرا آکر اسی بنے ہوئے کو بنایا اس کو توارد کہتے ہیں یہ بھی عقلاً ممتنع ہے[عله] تو ثابت ہوگیا کہ خالق ہر شیئ کا کائنات میں سے ایک وحدہ
لاشریک لہ ہے تو توحید افعالی ثابت ہوگئی لیکن ان دلائل توحیدیہ سے فائدہ کس کو ہوتا ہے) جو صاحب عقل سلیم کے ہیں اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ
قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ صاحب عقل سلیم کے وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی یعنی ہر حال میں ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں
وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور عقل کو متحرک کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی خلقت میں (کہ ان کا خالق ایک ہے یا بہت پھر نتیجہ توحید
افعالی تک پہنچ کر کہتے ہیں) رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اے رب ہمارا نہیں پیدا کیا آپ نے اتنی بڑی مخلوق سماوی و ارضی کو عبث (کہ ان سے
کوئی نتیجہ توحیدی نہ نکلے) سُبْحٰنَكَ میں تنزیہ بیان کرتا ہوں اے رب ہمارا کہ کائنات میں سے کسی شیئ کی خلقت میں تیرا کوئی شریک ہو (پھر توحیدی
نتیجہ تک پہنچنے کے بعد تیری دربار میں عرض ہے کہ) فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۱۹۱ پھر بچا ہم کو عذاب نار سے (کہ توحید کی برکت سے نجاۃ لازم ہے تفصلاً پھر آگے
دخول نار کے جو مضرات ہیں جو مرتب شرک پر ہیں ان کا ذکر ہے کہ) رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۱۹۲
اے رب ہمارا آپ نے جس کو سزائے نار میں داخل کیا تو اسی کو رسواہی کر دیا (اور دخول ابدی سزا شرک کی ہے) اور مشرکین کیلئے کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے
(پھر آگے اپنی مناجاۃ مع الرب میں اظہار ایمان کا ذکر کرتے ہیں اور معافی عن الذنوب کی درخواست کرتے ہیں اور وفاۃ علی الایمان کا عرض کرتے ہیں کما
قال اللہ تعالی کہ کہتے ہیں) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۱۹۳ اے رب ہمارا (ہم جیسے دلائل عقلیہ سے توحید پر پہنچے ہیں ویسے) ہم نے سنا ایک پکارنے والا کو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ دعوۃ دے رہے ہیں ایمان لانے کی بایں طور کہ ایمان لاؤ ساتھ رب اپنے کے یعنی اس کی توحید کے سو ہم نے ایمان لایا ہے سو بخش دے ہمارے تمامی گناہ
(جو مقتضی ایمان لانے کا ہے) اور دور کر دے ہم سے برائیاں ہماری کہ ان کا پھر کوئی اثر باقی نہ رہے (تا نکہ ہم سے پھر عود برائیوں کا نہ ہو) اور موت دے ہم کو نیک
لوگوں کے ساتھ (یعنی عمل بالخیر پر خاتمہ ہوا تینے تک انکی دعا مضرات سے بچنے کی تھی جیسے نار اور رسوائی وغیر ہما سے نجاۃ کی تھی آگے جلب نفع کیلئے دعا ہے)
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ اے رب ہمارے بعد خاتمہ بالخیر کے اور دیدے ہم کو وہ نعمتیں جس کا تو نے ہم سے بذریعہ اپنے رسل علیہم الصلوات
کے وعدہ فرمایا ہے وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور نہ رسوا کرنا ہم کو قیامت کے دن (جب ہم قبروں سے نکلیں یعنی بلا عذاب جنت میں داخل کرنا) اِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۱۹۴ بے شک آپ وعدہ کے خلاف نہیں کرتے جو مومنین کے ساتھ کیا (لیکن ہمیں خاتمہ کا فکر ہے) **نجم الآیات** دلائل توحیدیہ
کا بیان اور استفادہ کرنے والوں کے اوصاف واقوال وادعیہ کا بیان (آگے اللہ تعالی ان دعاؤں کی قبولیت کا ذکر فرماتے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ پر
اجر عظیم کا ذکر فرماتے ہیں) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ
فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ سو قبول کرلیا ان کی دعاؤں کو ان کے رب نے (آگے فرمایا کہ اس لئے قبول کیا کہ) میں کسی شخص کے نیک عمل
کو جو تم میں نیک عمل کرنے والا ہو ضائع نہیں کرتا ہوں خواہ وہ مرد ہو یا عورۃ ہو کیونکہ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو (کہ کلکم من آدم وحواء

[عله] یا اول میں یوں کہا جائے کہ اگر الٰہ متعدد ہیں تو پھر ایک کا ارادہ شیئ کی خلقت کا ہے اور دوسرے کا نہ تو جب وہ شیئ پیدا ہو گئی ہے تو خالق نے دوسرے کو ہٹا دیا ہے تو اس کو تطارد کہتے ہیں یہ بھی الٰہ کے حق میں ممتنع عقلاً ہے باقی تقریر پہلی والی ہے اس کو برہان تمانعی کہتے ہیں جو کہ مرکب ہے دلیل تطاردی و تواردی سے ۱۲

الذکر من بطن الانثی والانثی من صلب الذکر فتثاب النساء علی الاعمال الصالحۃ کما یثاب الرجال علی الاعمال الصالحۃ (بعضکم من بعض) یعنی کلکم من بنی آدم علیہ السلام **خلاصہ** یہ ہے کہ (الذین یذکرون اللہ سے تا انک لا تخلف المیعاد) تک ان کے اعمال صالحہ کا ذکر ہے تو فرمایا یہ سب قبول ہیں آگے ان کے مزید اعمال صالحہ کا ذکر ہے کہ پھر جن لوگوں نے ترک وطن کا کیا کہ اپنے گھروں سے وہ تنگ کرکے نکالے گئے اور اس کے علاوہ کئی قسم کی تکلیفیں دیئے گئے میرے راہ میں یعنی میرے دین میں اور جہاد بھی کیا کہ اس میں بہت سے شہید بھی کیے گئے تو ضرور ان کے تمام خطائیں کو معاف کردوں گا اور ضرور ان کو داخل کروں گا ایسے باغات ہیں جن کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ای لاثیبنھم ای ضرور بدلہ ملے گا ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا بدلہ ہے **نجم الآیۃ** (واللہ عندہ حسن الثواب) من (فاستجاب لھم ربھم) الی اختتام الآیۃ آگے رفع شبہات کا ہے کہ کفار کا ایسے قسم کا عیش وعشرۃ استدراج ہے فرمایا لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۹۷ ای مخاطب نہ دوکھ میں ڈالے تجھ کو چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں (اگر یہ تو بڑی عیش وعشرۃ میں ہیں تو شاید یہ آگے معذب بھی نہ ہوں فرمایا) یہ ان کا فائدہ ہے تھوڑا سا کئی حکمتوں کی وجہ سے پھر مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے **نجم الآیۃ** کفار کو دنیا میں استدراج ملتا ہے آگے فرماتے ہیں کہ محض تقوی من اللہ پر وعدہ جنت کا ہے لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (کہ مخالفت احکام پر اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں پھر مخالفت احکام سے بچتے ہیں) ان کیلئے بہشتی باغات ہیں کہ جاری ہوں گی ان کے محلات کے نیچے نہریں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان میں رہنے والے ہوں گے نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ای انزلوا مہمانی دیئے جائیں گے ایسی قسم کی مہمانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝۱۹۸ اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں وہ کئے حصے بہتر ہیں نیک بندوں کیلئے (بہ نسبت تقلب الکفار فی البلاد کے) **نجم الآیۃ** العدۃ للمتقین بالجنۃ (چونکہ مکمل سورۃ میں اہل کتاب کے قبائح شدیدہ کا ذکر تھا اب آخر میں ان میں سے جنہوں نے ایمان لایا اور خاشع ہوگئے انہیں کے اجر عظیم کا بیان ہے فرمایا) وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور بے شک بعض اہل کتاب کے ایسے ہیں کہ ایمان لایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسے حق ہے ایمان لانے کا اور اس کتاب کے ساتھ بھی ایمان لایا ہے جو تمہارے پاس بھیجی گئی ہے یعنی قرآن مجید اور اس کتاب کے ساتھ بھی ایمان لایا ہے جو ان کے پاس بھیجی گئی تھی (یعنی ان کے منسوخ نہ ہونے تک یا ان کے برحق ہونے کے قائل ہیں) عاجزی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے کہ سب آیات کتابیہ برحق ہیں) نہیں خرید کرتے (ای معاوضہ نہیں لیتے) آیات اللہ کے عوض جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات پر دال ہیں (ثمنا قلیلا) (ای رشوت نہیں لیتے اپنے ملوک سے آیات توراتیہ وانجیلیہ کی تبدیلی پر) ایسے قسم کے عالی صفات والے اہل کتاب کے ان کیلئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے ہاں اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹۹ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب کرنے والے ہیں اور اسی کا حساب بے باق کردیں گے **نجم الآیۃ**

Marfat.com

اہل کتاب سے جو صحیح مؤمن ہیں ان کے ساتھ وعدہ کا بیان پھر آخر سورۃ میں مؤمنین کیلئے خصوصی ہدایات کا بیان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع اے ایمان والو تمامی احکامات الٰہی پر صبر کرو اے جمے رہو اور جہاد کے مواقع پر مضبوط رہو (کہ قدم نہ پھسلیں) اور دین کے چھاونیوں پر مضبوطی سے پھرہ دار رہو اور اللہ تعالی کے احکامات کی مخالفت سے اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے رہو (کہ مخالفت احکامات کی بالکل نہ کرو) تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب رہو (کہ عذاب الٰہی سے بچ جاؤ اور دخول جنت کا اوّلی حاصل کرو) **نتجم الآیۃ** احکامات مہمہ کا بیان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورۃ آل عمران اعطی بکل آیۃ منعا امانا علی جسر جہنم ۔ سبحانك فقنا عذاب النار ۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا وکفّر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ۔ وصل اللّٰہم وسلّم علی سید المرسلین وخاتم النبین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ علی ما وفّقنی اتمام تفسیر الزہراوین من تفسیر الکوثری یوم الاثنین من ثانی محرم سنۃ ۱۴۱۷ سبع عشرۃ بعد اربع مأۃ والف و ہو الجزأ الاول من الاجزاء الثمانیۃ للتفسیر الکوثری علی عدد الابواب الثمانیۃ للجنۃ الرجاء فالرجاء یا اللہ ولا تجعل رجاء نا منعکسا بجاھك و بجاہ نبیك محمّد صلی اللہ علیہ وسلم والمسئول من اللہ تعالی اتمام تفسیر القرآن فی اللغۃ الاردیۃ لیتیسر فہم معانی القرآن علی طالب علم القرآن قد

کتبت یدہ محمّد شریفُ اللہ

الباکستانی لیُعطی کتابہ بیمینہ وما ذالك علی

اللہ بعزیز ٭ ولا الہ الا ھو ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سورۃ النسآء مدنیۃ

قال ابن عباس الا آیۃ واحدۃ نزلت بمکۃ عام الفتح فی عثمان بن طلحۃ الحجبی وھی قولہ تعالی (ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا) وآیاتھا مائۃ وسبع وسبعون عند الشامیین وست وسبعون عند الکوفیین وخمس وسبعون عند الباقین وکلماتھا ثلاثۃ الاف وتسعمائۃ واربعون وحروفھا ستۃ عشر الفا وثلاثون حرفا ۔ نزلت بعد الممتحنۃ اس کا ارتباط پہلی سورۃ کے ساتھ کہ پہلی سورۃ کا اختتام فرمایا بقولہ تعالی (واتقوا اللہ) اور اسی کا ابتداء فرمایا (یایھا الناس اتقوا ربکم) نیز پہلی سورۃ میں غزوہ احد کے بعد غزوہ حمراء الاسد کے بارے میں فرمایا (الذین استجابوا للہ وللرسول) اور اسی سورۃ میں اسی کے بارے میں فرمایا ہے (ولاتھنوا فی ابتغاء القوم) بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ اے لوگو اپنے رب کے احکام کی مخالفت میں اس کے عذاب سے ڈرو الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ جس نے پیدا کیا ہے تم کو ایک جان سے یعنی آدم علیہ السلام سے کہ اسوقت کانت حواء فی نفسھا وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کیا اسی جان سے ان کا جوڑا یعنی انکی بیوی حواء کو وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور بہت سے عورتیں بطریق التوالد وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ اور ڈرتے رہو اللہ تعالی کے عقاب سے (اس کے احکام کی مخالفت میں) جس کے نام سے ایک دوسرے سے اپنی حقوق کو مانگتے ہو (کہ حق والا کہتا ہے جس سے حق لینا ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرو اور میرے حقوق دیدو) وَالْاَرْحَامَ اور ڈرتے رہو آپس میں قرابت کے حقوق ضائع کرنے سے (یعنی اطیعوا اللہ وصلوا الارحام) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝ بے شک اللہ تعالی تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے ہیں (کہ اطاعۃ اللہ وصلۃ الارحام کے بارے میں تم سے پوچھ ہوگی) **نجم الآیۃ** حقوق اللہ وحقوق القرابت پر پابندی کا حکم آگے معاشرہ اصلاحی کے اصول ذکر فرماتے ہیں کہ معاشرہ کی اصلاح تحفظ حقوق میں ہے جوکہ نکاح ومیراث ووصیۃ واداء الدین والمہور کے قبیلے سے ہیں اور جوکہ اداء حقوق الضعفاء من النساء والیتامی سے ہیں اور احکامات محرمہ کو ذکر فرماتے ہیں جوکہ قبیلہ محرمات نسبیہ ورضاعیہ وصھریہ سے ہیں اور ان کے تضاعیف میں تأدیبات نسائیہ کو ذکر فرماتے ہیں بقولہ تعالی (حتی یجعل اللہ لھن سبیلا) وبقولہ تعالی (فعلیھن نصف ما علی المحصنت من العذاب) پھر حقوق العباد کے تحفظ کے بعد حقوق اللہ کے تحفظ کا ذکر فرمایا بقولہ تعالی (واعبدوا اللہ ولاتشرکوا بہ شیئا) پھر سب سے پہلے تحفظ مالی یتامی کا حکم فرماتے ہیں وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ اور دیتے رہو اے اولیاء یا اوصیاء یتامی کو ان کا مال بطور کھانے پینے وغیرہ کے (جب تک کہ وہ غیر بالغ ہوں یعنی جب تک وہ اپنے مال میں صحیح طریقہ سے تصرف کو نہیں جانتے اور دیدو ان کو ان کا مال بطریق تصرف کلی کے جب کہ وہ بالغ ہو جائیں یعنی جب تصرف مالی کو باخوبی وہ جانتے ہوں) وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ اور ہر دونوں قسم کے دینے میں تبدیل نہ کرو برے مال اپنے کو انکے

Marfat.com

مال سے (مثلاً اپنی ردی کھجور کو انکی اچھی کھجور سے کہ تاویل میں کھو کھجور برابر کھجور کے ہے کما جاء (التمر بالتمر مثلاً بمثل یدا بید) پر عمل کیا ہے تو اس تبدیلی میں کونسا گناہ ہے فرمایا اس خیانت کا بڑا گناہ ہے آگے نہی فرماتے ہیں جو استبدال سے اشنع ہے یعنی اکل مال الیتیم کا علی سبیل الخلط بنیۃ الافساد) وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اور نہ کھاؤ یعنی نا استعمال کرو یتامی کے اموال کو اپنے اموال کے ساتھ خلط کر کے علی نیۃ الافساد (مثلاً متولی اور اسکی بیوی کا سالانہ خرچہ گندم کا تقریباً بارہ من ہوتا ہے پھر یتیم مثلاً بارہ سالہ کا خرچہ سالانہ تقریباً تین من ہے تو متولی عدد رؤس پر خرچہ سالانہ کو تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ پانچ پانچ من بنا کر یتیم کے مال سے پانچ من نکالے اور اپنے مال سے زوج و زوجہ کا خرچہ دس من نکال کر اس کے پانچ من کو اپنے دس من سے مختلط کر دے تو اسی طرح کا خلط یتیم کے مال میں افساد ہے کما قال اللہ تعالی (واللہ یعلم المفسد من المصلح) تو اسی صورۃ میں دو من یتیم کے مال سے کھا لیا جو کہ اس کے مال میں افساد ہے) اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ بے شک یہ کام یا ہر ایک کام (ای تبدیلی یا اکل مال یتیم کا) گناہ بڑا ہے **نجم الآیۃ** یتامی کے حقوق مالی کی رعایت اور تحفظ کے وجوب کا بیان پھر آگے یتامی کے تحفظ حقوق ازدواجی کا ذکر فرماتے ہیں وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى اور اے اولیاء اگر خوف محسوس کرو کہ یتامی جو تمہاری تولیۃ میں ہیں (نکاح کے وقت مہور میں یا نکاح کے بعد نفقہ وغیرہا میں) عدل نہ کر سکو گے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ تو نکاح کر لو ان عورتوں کے ساتھ جو تمہارے لئے حلال ہوں (ماسوائے ان یتامی کے) مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ دو عورتیں ہوں یا تین ہوں یا چار ہوں (تو واو بمعنی او کے ہے اور (مثنی وثلث ورباع) کا معنی صرف دو یا صرف تین یا صرف چار کا ہے کما جاء (اولی اجنحۃ مثنی وثلث ورباع) بمعنی دو یا تین یا چار کے ہے یعنی بعض فرشتے ان کیلئے دو پر ہیں اور بعض فرشتے ان کیلئے تین پر ہیں اور بعض فرشتے ان کیلئے چار پر ہیں وفی البخاری عن ابن عمر قال سأل رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر ما تری فی صلوۃ اللیل قال مثنی مثنی ای شفعا شفعا یعنی دو۔ دو تو حدیث میں ہر مثنی کا معنی صرف دو ہے بلا تکرار اور خوارج کے نزدیک بیک وقت اٹھارہ ۱۸ نساء تک بیویاں رکھی جا سکتی ہیں کہ واو جمع کیلئے ہے اور (مثنی وثلث ورباع) میں معنی تکرار کا ہے کہ دو۔ دو اور تین۔ تین اور چار۔ چار تو باعتبار تکرار معنی کے اور واو جمع کے میزان اٹھارہ ۱۸ ہوا حالانکہ ایسا معنی صریح احادیث کیخلاف ہے کما اخرج مالک فی مؤطاہ والنسائی والدارقطنی فی سننھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لغیلان بن امیۃ الثقفی وقد اسلم وتحتہ عشرۃ نسوۃ اِختَر منھن اربعا وفارق سائرھن وفی ابی داؤد عن الحارث بن قیس قال اسلمت وعندی ثمان نسوۃ فذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اختر منھن اربعا ثم ما ابیح من ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فذلک من خصوصیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ما سیاتی بیانہ فی سورۃ الاحزاب انشاء اللہ تعالی **تفصیل نکاح ازواجات مطہرات کی یوں ہے** کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس ۲۵ سال کی عمر سے لیکر تقریباً پچاس ۵۰ سال کی عمر شریف تک صرف اماں خدیجہ رض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ رہی ان کی وفات کے بعد اماں سودہ رض اور اماں عائشہ رض سے نکاح ہوا اماں سودہ سے زفاف ہو گیا اور اماں عائشہ کا بوجہ صغر سنی کے سنہ ۲ھ میں مدینہ منورہ میں زفاف ہوا یعنی والدین کے گھر سے رخصتی ہوئی اس کے ایک سال بعد اماں حفصہ رض سے نکاح ہوا پھر اس کے کچھ ماہ

Marfat.com

بعد اماں زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح ہوا یہ اٹھارہ مہینے یا تین ماہ بعد اماں زینب وفات پاگئیں پھر سنہ ۴ھ میں اماں ام سلمہ رضؓ سے نکاح ہوا پھر سنہ ۵ھ میں اماں زینب بنت جحش سے نکاح ہوا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اٹھاون سال کی تھی پھر سنہ ۶ھ میں اماں جویریہؓ سے نکاح ہوا اور سنہ ۷ھ میں اماں ام حبیبہؓ سے اور اماں صفیہؓ سے اور اماں میمونہؓ سے نکاح ہوا) فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ پھر اگر خوف کرو (کہ تعدد ازواج کی صورۃ میں) ان کے حقوق واجبہ ادا نہ کر سکو گے تو ایک بیوی سے نکاح کرو یا جن باندھیوں کے تم مالک ہوں (ان سے گذارہ کرلو وہ جتنی ہوں) ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ۳ اس بات میں کہ بیوی ایک ہو یا لونڈی ہو توقع بہت زیادہ ہے کہ بے انصافی نہ کرو گے (کیونکہ عدم تعدد کی صورۃ میں (ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء) کا احتمال ہی نہیں اور لونڈی کی صورۃ میں ان کے حقوق بیوی کے حقوق سے کم ہیں مثلاً مہر نہیں صحبت کا حق نہیں تو جور کا اندیشہ اور کم ہوگیا) **نجم الآیۃ** نسآء کے حقوق ازدواجی کے تحفظ کا حکم آگے تحفظ حقوق مہری کا بیان ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً اور دیدو اپنے بیویوں کو ان کی مہریں (خوشی دل سے کذا قال ابو عبیدۃ وقال ابن عباس اعطوھن مھورھن فریضۃ من اللہ تعالی) فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓــًٔـا مَّرِیۡٓـــٴًﺎ ۴ پھر اگر تمہاری بیویاں چھوڑ دیں خوشی دل سے مہر سے کچھ تو کھاؤ (یعنی استعمال کر سکتے ہو اس چھوٹی ہوئی مہر کو) حلال اچھے انجام والی سمجھکر (اور یہی حکم ہے کل مہر کے چھوڑنے کا) **نجم الآیۃ** حقوق مہوریہ میں تضییق و توسیع کا بیان آگے (واٰتوا الیتمٰی اموالھم) کی تفصیل ہے جس کی رعایت ہم نے اس کے ترجمہ میں کی تھی وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَـكُمُ الَّتِىۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ قِيٰمًا اور نہ دو یتامی کم عقلوں کو اپنے وہ مال (یعنی ان کے وہ مال) جن کو بنایا ہے اللہ تعالی نے تمہارے لیئے گذران کا سبب (یعنی ان کیلئے گذران کا سبب ای مایۂ زندگی بنایا ہے) وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۵ اور ان کو اس مال میں سے کھلاتے رہو اور پہناتے رہو اور کہتے رہو ان کو بات معقول (کہ ہم تمہارے مال کے محافظ ہیں اور خائن نہیں ہیں اور تمہیں بقدر قناعت کے دیتے ہیں جب تم بالغ سمجھ دار ہو جاؤ گے تو تمہارا باقی ماندہ مال تمہارے حوالے کر دیا جائیگا) **نجم الآیۃ** یتامی پر بقدر قناعت کے خرچ کرنا ہے آگے یتامی کے اموال کے سپرد کرنے کے اصول ذکر فرماتے ہیں وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ اور امتحان لیتے رہو یتیموں کا (اموال کے تصرف میں اور ان کو سدھارتے رہو) یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں نکاح کی عمر کو (ای بالغ ہو جائیں اور ذمہ واریوں کو سنبھالنے کے قابل ہو جائیں) فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ پھر اگر محسوس کرو ان سے پوری طرح ذمہ داری کو تو دیدو انکو ان کے اموال (خواہ جس قبیلہ سے ہوں) وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا اور اے اولیاء نہ کھا جاؤ اموال یتامی کا ضرورت سے زائد اور اے اولیاء نہ کھا جاؤ اموال یتامی کا جلدی جلدی میں بوجہ خوف ان کے بڑے ہو جانے کے (کہ پھر تو یہ اپنا مال ہم سے سنبھال لیں گے ہو تو ہم جلدی جلدی میں ان کے مال کو ھڑپ دھڑپ کرلیں اور ہم نے اپنے اوپر جو خرچ کرنا ہے وہ ضرورۃ سے زائد خرچ کرلیں اور گل چھرے اڑالیں نہ نہ بلکہ متولی کے بارے میں حکم ہے کہ) وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ اور جو شخص کہ ہے غنی (یعنی بقدر کفایت کے اس کا اپنا مال ہے) تو اپنے اوپر

Marfat.com

مال یتیم کے استعمال سے بالکل بچے وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ اور جو متولی حاجتمند ہو تو وہ مال یتیم کو مناسب طریقہ سے اپنے اوپر استعمال کرے فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ پھر جس وقت ان یتامی کو ان کے اموال دینے لگو (بعد بلوغ ورشد مذکور کے) تو ان پر گواہ کر لیا کرو اور کافی ہے اللہ تعالی حساب لینے کو **نجم الآیۃ** یتامی کے مال کو سنبھال کے رکھنا ہے اور وقت پر ان کو مال سنبھال دینا ہے اتنے تک۔ یتامی کے حقوق ازدواجی و اموالی کا ذکر تھا آگے ان کے حقوق میراثی کا ذکر ہے

بلکہ کل کے حقوق میراثی کا ذکر ہے۔ فرمایا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ واللام للتمليك والمعنى مردوں کیلئے (خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے) حصہ متعین ہے میراث اس مال سے جن کو ان رجال کے ماں۔ باپ یا دوسرے قریبی رشتہ دار اپنے پیچھے چھوڑ جائیں

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ اور عورتوں کیلئے (خواہ بڑی ہوں یا چھوٹی) حصہ متعین ہے میراث اس مال سے جنکو ان عورتوں کے ماں۔ باپ یا قریبی رشتہ دار اپنے پیچھے چھوڑ جائیں خواہ وہ چھوڑا ہوا مال تھوڑا ہو یا بہت حصہ بھی ایسا جو قطعی طور پر مقرر شدہ ہے (نزلت هذه الآية في رجل مات وترك زوجة وبنتين وابني عم فجاء ابناعمه فاخذا ميراثه كله فاخبر به رسول الله صلى الله عليه وسلم ونزلت هذه الآية فاعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم الزوجة الثمن والبنتين الثلثين وابني العم الباقي * الجدول مسئلہ ۲۴ ثم نزل بعد ذلك (ويستفتونك

زوجة	بنت	بنت	ابن العم	ابن العم
ثمن	ثلثان		عصبہ	
۳	۸	۸	۵	

في النساء الى قوله عليما) ثم نزل (يوصيكم الله في اولادكم الى قوله والله عليم حكيم) وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى اور جب (ترکہ وارثوں میں تقسیم ہو رہا ہو) اس وقت آجائیں وہ رشتہ دار میت کے جنکا اب ان وارثوں کی موجودگی میں میراث نہیں ہے وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ اور آجائیں اجانب سے یتامی اور مساکین فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ تو ورثہ جو بالغ ہیں ان کو مناسب ہے کہ اپنے حصہ سے تصدقا علیہم کچھ دے دیویں

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ اور اے اولیاء (ورثہ غیر بالغین کے حصہ سے دینے سے) اچھے طریقہ سے بات کر دو (کہ یہ مال غیر بالغین کا حصہ ہے ہم کو شرعا دینے کی اجازت نہیں ہے ھکذا فسرہ ابن عباس) **نجم الآیۃ** میراث کی فرضیت کا بیان اور الاقرب کی موجودگی میں الابعد محجوب ہے۔ نیز التلقين على التصدق للمستحقين آگے یتامی کی جان اور مال کی تضییع پر تہدیدی مثال جو اوصیاء اور اولیاء کے انفس سے منتزع

فرمایا وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ ۹ اور چاہیئے کہ ڈریں (اللہ تعالی سے یتامی کے جان اور مال کی ضیاع میں) وہ لوگ (یعنی اولیاء و اوصیاء ایسا ڈرنا کہ) اگر چھوڑ جائیں اپنے مرنے کے بعد چھوٹے۔ چھوٹے بچے کمزور تو ڈریں گے ان کے حق میں ضیاع کا تو چاہیئے اولیاء و اوصیاء ڈریں اللہ تعالی کے عذاب سے (یتامی کے ضیاع میں اور جب ان سے بات کریں) تو بات کریں سلجھی ہوئی (یعنی شفقت کے ساتھ **خلاصہ** یہ کہ اولیاء اور اوصیاء یتامی پر ایسی شفقت کریں جیسے شفقت ان کی اپنے چھوٹے بچوں پر کہ اگر ہم اب مر جائیں تو ہمارے چھوٹے بچوں کا کون پرسان حال ہو گا **فائدہ** (ولیخش)

Marfat.com

کا تعلق دنیاوی سزا کے ساتھ ہے کہ ان کے بچے بھی ضائع ہو جائیں جیسے یہ دوسروں کے بچوں کو ضائع کر رہے ہیں اور (ولیتقوا) کا تعلق اخروی سزا کے ساتھ ہے جس کے متعلق فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

ع ۱۲ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ بے شک جو لوگ کھاتے ہیں (یعنی استعمال کرتے ہیں) اموال یتامی کا بلا اذن شریعت کے محقق امر ہے کہ کھا رہے ہیں اپنے شکم میں جہنم کے انگارے اور ضرور جلدی داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں **نجم الآیۃ** التہدید الدنیاوی والاخروی علی ضیاع الیتامی واموالھم

پہلے میراث کا اجمالی ذکر فرمایا تھا (للرجال نصیب سے تا مفروضا تک) آگے اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں سب سے پہلے اولاد کا میراث ذکر فرماتے ہیں کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِىْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ تاکیدی حکم دیتے ہیں تم کو اللہ تعالی اولاد کے میراث کے بارے میں کہ لڑکے کا حصہ برابر دو لڑکیوں کے ہے (جدول) مسئلہ ۴: ابن ۲، بنت ۱، بنت ۱ — مسئلہ ۳: ابن ۲، بنت ۱ تو لڑکے اور لڑکی کے جمع ہونے کے صورۃ میں دوہرا لڑکے کو اور اکہرا لڑکی کو ملیگا فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ پھر اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہوں (دو یا) دو سے زائد تو لڑکیوں کو کل جائداد متروکہ کی دو تہائی ملیگی مسئلہ ۳: بنات ۲ — مسئلہ ۳: بنت ۱، بنت ۱ پھر دو تہائی جیسے دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو ان کو ملے گی ویسے اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو دو تہائی ملے گی کیونکہ جس صورۃ میں لڑکی کے ساتھ لڑکا ہو تو لڑکی کو کل کا ثلث ملتا ہے ای تہائی ملتی ہے اگر اسی صورۃ میں لڑکی کیساتھ لڑکی ہو تو جیسے ایک لڑکی کو تہائی مل رہی ہے تو دوسری لڑکی کو بھی تہائی ملے گی تو دو تہائیاں ان دو لڑکیوں کو مل گئیں تو قولہ تعالی (للذکر مثل حظ الانثیین) سے اشارۃ دو لڑکیوں کی دو تہائی معلوم ہو گئی بنابریں دو سے زائد کا حصہ ذکر فرمایا کہ وہی دو تہائیاں ہیں کہ جیسے دو لڑکیوں کیلئے دو تہائیاں ہیں جو کہ اشارۃ مفہوم ہے ویسے دو سے زائد لڑکیوں کیلئے بھی دو تہائیاں ہیں جو کہ عبارۃ النص سے مفہوم ہیں وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ اور اگر اولاد میں صرف ایک لڑکی ہے تو کل جائداد کا آدھی لیگی مسئلہ ۲: بنت ۱ (یہ تھا کہ والد فوت ہو جائے اور اولاد چھوڑے تو ان کے میراث کا بیان تھا آگے ہے کہ اگر اولاد میں سے کوئی فوت ہو جائے اور والدین میں سے کسی کو زندہ چھوڑے تو فرمایا) وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ اور ماں باپ کیلئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کیلئے میت کے ترکہ سے چھٹا۔ چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہو (جدول)

مسئلہ ۶: اب ۱، ام ۱، ابن ۴
مسئلہ ۶: اب ۱، ابن ۵
مسئلہ ۶: ام ۱، ابن ۵

مسئلہ ۶: اب ۱، ام ۱، ابناء ۴
مسئلہ ۶: اب ۱، ابناء ۵
مسئلہ ۶: ام، ابناء ۵
مسئلہ ۶ تصح ۱۸: اب $\frac{1}{3}$، ام $\frac{1}{3}$، ابن ۸، بنت ۴ ($\frac{4}{12}$)

مسئلہ ۶ تصح ۱۸: اب $\frac{1}{3}$، ابن ۱۰، بنت ۵ ($\frac{5}{15}$)
مسئلہ ۶ تصح ۱۸: ام $\frac{1}{3}$، ابن ۱۰، بنت ۵ ($\frac{5}{15}$)
مسئلہ ۶: اب ۲، ام ۱، بنت ۳
مسئلہ ۶: اب ۳، بنت ۳
مسئلہ ۶ رد ۴: ام ۱، بنت ۳

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ پھر اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو نہ ولد اور نہ ولد الولد الخ اور صرف ماں۔ باپ وارث ہوں یعنی بھائی۔ بہن بھی نہ ہوں تو ماں کو تہائی ملے گی باقی یعنی دو تہائیاں باپ کو ملیں گی مسئلہ ۳: اب ۲، ام ۱ وقال النبی صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم فما ابقتہ الفرائض فلاولی رجل ذکر بنا بریں اب کو مابقی دو تہائی ملی رہی ہے اور پہلی جدول میں کہ میت مسئلہ ۶ اب ام ابن بیٹے کو مابقی دو تہائی یعنی چار مل رہے ہیں فَاِنۡ کَانَ لَہٗۤ اِخۡوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ پھر اگر میت کیلئے ایک سے زائد بھائی یا بہن ہوں خواہ عینی ہوں یا علی ہوں یا خیفی یا مختلط کہ عینی و علی ہوں یا علی و خیفی ہوں الخ تو اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا باقی باپ کو بحیثیت عصوبۃ کے ملیگا میت مسئلہ ۶ اب ام اخت اخت اخت

یہ حکم تب ہے جبکہ ابوین کے ساتھ احد الزوجین نہ ہوں اور اگر ماں و باپ کے ساتھ احد الزوجین ہوں تو ماں کو ثلث مابقی بعد فرض احد الزوجین ملے گا پھر اسکی دو صورتیں ہیں میت مسئلہ زوج اب ام میت مسئلہ زوجۃ اب ام مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ یہ حکم یعنی (یوصیکم اللہ فی اولادکم الی فلامہ السدس) تاکیدی ہے بعد اجراء وصیۃ از ثلث کے اگر وصیت کر گیا ہے یا بعد اداء کل دین کے اگر دین ہو تو یعنی اوّلا کل ترکہ سے کل دین کا ادا کیا جائے گا اس کے بعد جو بچے اسی کے ثلث سے وصیۃ کا نفاذ ہوگا اس کے بعد جو بچے ورثہ کے درمیان بموجب انصباء وحصص مفروضہ کے تقسیم کیا جائے گا روی الدارقطنی حدیثا مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین قبل الوصیۃ انتہٰی تک

فروع واصول کے میراث کا ذکر ہے آگے فرماتے ہیں کہ قدر حصص کی حکمت کو تم نہیں جانتے ہو بنا بریں تم نے کوئی قیاس نہیں دوڑانا اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ لَکُمۡ نَفۡعًا تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ہو کہ ان میں کون تمہیں نفع پہنچانے میں اقرب ہے فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ بنا بریں یہ حصص مقرر شدہ ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا بے شک اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا مصالح عباد کو حکمت والا ہے حصص مقرر کرنے میں **نجم الآیات** اولاد اور والدین کے حصص کا بیان آگے زوج کے میراث کا بیان وَلَکُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَکَ اَزۡوَاجُکُمۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ کَانَ لَہُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکۡنَ اور تمہارے لیئے آدھا ہے اس مال سے جو چھوڑ جائیں بیویاں تمہاری اگر ان کیلئے اولاد نہ ہو خواہ اس خاوند سے ہو یا سابق خاوند سے پھر اگر ان بیویوں کیلئے اولاد ہو خواہ تم موجودہ خاوند سے یا سابق خاوند سے تو تمہارے لیئے چوتھائی ہے کل ترکہ سے میت مسئلہ ۲ زوج اب میت مسئلہ زوج ابن مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡنَ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ تمہارے لیئے یہ حصے ہیں بعد اجرائے وصیت کے از ثلث اگر تمہاری بیویاں وصیۃ کر گئی ہیں اور بعد اداء دین کے کل جائداد سے اگر دین ہے تو لیکن یہاں پر بھی دین مقدم ہے اوپر وصیۃ کے آگے زوجات کے میراث کا بیان ہے وَلَہُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّکُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ وَلَدٌ فَلَہُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکۡتُمۡ اور بیبیوں کیلئے چوتھائی ہے کل اس جائداد کی کہ تم اے ان کے خاوند اپنے پیچھے چھوڑ جاؤ اگر تمہارے لیئے اولاد نہیں ہے نہ اس بیوی سے نہ اور بیوی سے پھر اگر اے خاوند تمہارے لیئے اولاد ہے اس بیوی موجودہ سے یا اور بیوی سے تو ان تمہاری بیویوں کیلئے آٹھواں حصہ ہے کل تمہاری جائداد متروکہ سے پھر اگر ایک بیوی ہے تو یہی ربع یا ثمن ہے اور اگر ایک سے زائد ہیں تا چار تک تو یہی ربع یا ثمن ہے سب کے درمیان مشترک برابر برابر کا ہے مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ تُوۡصُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ بعد اجرائے وصیت کے از ثلث جو تم وصیت کر مرو یا بعد اداء دین کے کل جائداد سے اگر دین ہو تو پھر یہاں پر بھی دین مقدم ہے اوپر اجراء وصیت کے **نجم الآیات** زوجین کے میراث کا بیان آگے اخوۃ واخوات خیفی کا بیان ہے وَاِنۡ کَانَ رَجُلٌ

يُوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ اور اگر کوئی میت جس کی میراث تقسیم کی جارہی ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورۃ ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں یعنی باپ دادا اور نہ
فروع ہوں یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد (اس کو کلالہ کہتے ہیں) وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ اور اس کے رشتہ داروں
سے ایک بھائی یا ایک بہن مادری ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ
اور اگر یہ بھائی وبہن اخیافی ایک سے زائد ہوں مثلاً دو بھائی ہوں یا دو بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو یا اس سے زائد ہوں لیکن سب خیفی ہوں
تو ایک سے زائد جتنے ہوں ثلث جائداد میں برابر کے شریک ہیں یہاں پر (للذکر مثل حظ الانثیین) والا قانون جاری نہ ہوگا۔ جدول میت مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ اخت خ ۴

میت مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ اخ خ ۴

میت مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ اخ خ ۲ اخت خ ۲

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ یہ میراث نافذ العمل ہوگا بعد
اجرائے وصیت کے از ثلث جس کی وصیت کردی گئی ہے یا بعد ادا دین کے اگر دین ہو تو یہاں پر بھی دین مقدم ہے اوپر وصیت کے غَيْرَ مُضَآرٍّ
دراں حالیکہ وصیت کرنے والا ورثہ کو ضرر دینے والا نہ ہو یعنی ثلث سے زائد کی وصیت نہ کرے یہ قید (غیر مضار) والی چار جگہوں وصیت کیساتھ
لگے گی وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ یہ مفعول مطلق ہے برائے (یوصیکم اللہ) کے یہ میراث کا حکم تاکیدی حکم ہے اللہ تعالی کی طرف سے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ ۱۲ اور اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں فرائض کی تقسیم کو حلیم بھی ہیں کہ شرعی تقسیم نہ کرنے والوں کو فوری سزا نہیں دیتے نجم الآية
اخوۃ واخوات خیفی کے میراث کا بیان (فائدہ) وصیت کو دین پر چاروں جگہوں میں مقدم کیا گیا ہے حالانکہ اجرائے میں دین مقدم ہے بنا بر
تاکیدی حکم وصیت کے کیونکہ وصیت میں مقابلہ میں مالی معاوضہ نہیں ہوتا تو نفس پر شاق ہے تو گھما کر فرمایا دونوں پر عمل لازم ہے اگر ترکہ میں اتنی
جائداد ہو کر دین بھی ادا ہوجائے اور وصیت پر بھی عمل ہو سکے آگے ان پر عمل کرنیکا تاکیدی حکم دیتے ہیں تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ احکامات یتامی اور وصایا
اور مواریث اور دیون کے بارے میں شرائع اللہ ہیں اور قوانین الٰہیہ ہیں وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۳ اور جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کو مانیگا داخل کریں گے ان
کو اللہ تعالی ایسے باغات میں جن کے محلات کے نیچے بہتی ہوں گی نہریں ہمیشہ کیلئے انمیں رہنے والے ہوں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے نجم الآية
ماننے والوں کیلئے بشارۃ ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۱۴ ع ۱۳
اور جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے خلاف چلے گا اور اس کے قوانین کی عمداً خلاف ورزی کریگا داخل کریں گے
اس کو آگ میں ہمیشہ کیلئے اس میں رہنے والا ہوگا اور اس کیلئے سزا ذلت کی ہوگی نجم الآية نہ ماننے والوں کیلئے سزا کا
بیان۔ اتنے تک عورتوں کے حقوق اصلیہ کا بیان تھا آگے ان کے افعال شنیعہ پر تادیبی کاروائی کا ذکر ہے فرمایا وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ
مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ
يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۱۵ اور جو کوئی آئے بدکاری کو ای زنا کو تمہارے عورتوں سے (ای تمہاری عورتیں جو منکوحات محصنات ہوں)
تو تم لوگ ان عورتوں کے اس فعل پر گواہ کرلو چار مرد جو تم میں سے ہوں (یعنی مسلمان۔ آزاد۔ عاقل۔ بالغ ہوں) پھر اگر ایسے چار مرد گواہی دیدیں

تو بند رکھوان عورتوں کو گھروں میں (یعنی ان کے گھروں کو فی الحال قیدخانہ بناؤ ان کیلئے) یہاں تک مارے ان کو موت (یعنی عمر قید) یا کریں ان کیلئے کوئی راہ (یعنی کوئی حد شرعی) وفی مسلم عن عبادۃ بن الصامت رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خذوا عنی۔ خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مأۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مأۃ والرجم **نجم الآیۃ** بیان الحدود الشریعۃ للزانی والزانیۃ المحصنین آگے غیر محصنین کی حد کا بیان ہے کما فی الروح وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا (هما الزانی والزانیة بطریق التغلیب قاله السدی وابن جبیر وابن زید اراد بهما البکران اللذان لم یحصنا ویؤید ذلك عقوبتهما اخف من الحبس المخلد (روح المعانی)) اور جو تم میں سے مرد اور عورۃ غیر محصنین اس فعل بد یعنی زنا کو آئیں تو ان کو ایذا دو جس کی تشریح اوپر والی حدیث میں آگئی ہے کہ (البکر بالبکر جلد مأۃ وتغریب عام) فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا پھر اگر یہ بکران زانیان توبہ کرلیں اور اپنے عمل کی اصلاح کرلیں تو تثریب اور ملامت لسانیہ سے ان کا پیچھا چھوڑ دو (لان التثریب علی التائب ایذاء بلاضرورۃ) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں کیونکہ رحیم ہیں **نجم الآیۃ** بیان الحدود والشریعۃ للزانیین البکرین آگے توبہ کے شرائط کو ذکر فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے توبہ قبول ہے اور سکرات کی حالت میں نہ اور نہ کفر کی موت پر توبہ قبول کہ کفر پر قائم رہے اور گناہوں پر توبہ کرتا رہے فرمایا اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

محقق بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول کرنا (حسب وعدہ) اس کے ذمہ ہے تفضلا ان لوگوں کیلئے جو عمل گناہ کا کرتے ہیں جہالت سے ای حماقت سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی میں (یعنی قبل سکرات الموت کے) تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ متوجہ ہوتے ہیں قبول توبہ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ پورے جاننے والے ہیں ہر قسم کے حالات کو حکمت والے ہیں کہ قبول توبہ میں بہت سی حکمتیں ہیں **نجم الآیۃ** مرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کی قبولیت کا بیان وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْــٰٔنَ

اور توبہ قبول نہیں ہوتی ان لوگوں کی جو گناہوں پر مداومت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جس وقت آجاتے ہیں ان کے پاس آثار موت کے (یعنی سکرات) تو کہتا ہے اب میں نے توبہ کرلی ہے (کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا کہ فرعون کے بارے میں فرمایا ہے (حتی اذا ادرکه الغرق قال آمنت الآیۃ) وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اور نہ ان لوگوں کی توبہ عن الکفر بوقت سکرات کے قبول ہے کہ تادم مرگ کفر پر رہے یا معنی ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے ولیکن خاتمہ کفر پر ہو اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝ یہ فریقین میں سے جو بھی ہو ہم نے ان کیلئے تیار کر رکھا ہے عذاب دردناک

نجم الآیۃ سکرات کی حالت میں توبہ کی عدم قبولیت کا بیان کما جاء التفسیر فی الحدیث ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر

پیچھے عورتوں کے بارے میں احکامات کا ذکر تھا بیچ میں بوجہ مناسبت (فان تابا) کے توبہ کے شرائط قبولیت کا ذکر آگیا پھر پہلے مضمون کی طرف عود فرماتے ہیں۔ جاہلیت میں عورتوں پر جو مظالم ڈھائے جاتے تھے ان میں بعض کو ذکر کرکے ان سے منع فرمایا ہے ایک نہی اولیاء نساء کو ہے اور ایک نہی ازواج النساء کو ہے پہلی صورۃ کے کئی افراد تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ مثلاً دو بھائی ہوں ایک جب مرگیا تو دوسرا بھائی

میت کی بیوی کا متولی سمجھا جاتا پھر اس سے جبرا نکاح کر لیتا تھا تاکہ اسکی جائداد جو اس کے پہلے خاوند سے ہے اسیکا بھی مالک متصور ہوتا تھا
عورۃ کی حیاۃ میں بوجہ تولیت کے اور اس کی مماۃ میں بوجہ اس کے خاوند ہونے کے پھر ازدواجی معاشرہ جیسے گزرے اسکی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے مکرہات
لہم ہوں یا مکرہین لہن ہوں تو ایسے جبری نکاح یعنی جبری وراثت سے نہی فرمائی فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ
كَرْهًا اے ایمان والے تمہارے لیئے یہ جائز نہیں ہے کہ عورتوں کے جان و مال کے جبری وارث بن جاؤ اور مالک بن جاؤ آگے نہی ازدواج النسآء کو ہے کہ ایک نوع
ظلم کا عورتوں پر یہ بھی کرتے تھے کہ عورۃ کیساتھ بالکل تعلق نہ ہوا اور طلاق کا ارادہ کرتے تھے تو ان کو اتنا ایذا دیتے تھے کہ عورۃ خلع پر مجبور ہو جائے وَلَا
تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اور نہ تنگی کرو ان پر معاشرہ کے لحاظ سے کہ غرض یہ ہو کہ ان سے کچھ حصہ لے جاؤ اس کا جو تم نے
ان کو دیا ہے یعنی خلع پر بلا وجہ انکو مجبور کر دو البتہ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ مگر یہ کہ آئیں عورتیں بے حیائی صریح کو مثلا نشوز و سوء الخلق
کو کما قال الضحاك یا زنا کو کما قال الحسن وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ عطف علی (لا تعضلوھن) اور گزران زندگی کرو عورتوں کیساتھ شرعی
قوانین کے مطابق (گرچہ ان سے تمہارا دلی لگاؤ بالکل نہ ہو کیونکہ) فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝۱۹
(پھر اگر تمہارا ان سے دلی لگاؤ نہ ہو تب بھی (عاشروھن بالمعروف) ای ولا تطلقوھن کیونکہ) تم ایک شیئی کو ناپسند کرو امید ہے کہ اللہ تعالی نے اس
میں رکھی ہو بڑی منفعت (کہ تمہاری خدمت گذار رہے اور اولاد صالح اس سے پیدا ہو) وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ اور اگر
تم عزم کر چکے ہو تبدیل کرنا پہلی بیوی کی جگہ پر بلا قصور پہلی بیوی کے دوسری بیوی کو وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا اور دیا ہو تم اس ایک کو
یعنی پہلی بیوی کو بہت سا مال (بطور مہر کے یا ویسے ھدیۃ) فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا پھر بھی نہ لو اس مال سے کچھ بھی یعنی خلع جائز نہیں
اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝۲۰ کیا لوگے اس مال کو بھتان باندھ کر (کہ یہ ناشزہ ہے یا زانیہ ہے) ایسا تو گناہ ہے کھلا (کیونکہ ایسے طریقہ
سے مال لینا اس پر ظلم ہے) وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ اور کیسے لوگے اس مال کو (یعنی جب کہ قصور عورۃ کا نہ ہو تو خلع پر مجبور کر کے عورۃ سے مال لینا
عقلا بھی خلاف ہے اور طبعا بھی) وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ حالانکہ پہنچ چکا ہے بعض تمہارا بعض تک (یعنی مجامعت کر چکے ہو یا خلوۃ
صحیحہ کر لی ہے تو مہر کا عوض ای سپردگی جان کی ہو چکی ہے تو پھر اس صورۃ میں واپسی مال کی خلاف عقل و طبع کے ہے) وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا
غَلِیْظًا ۝۲۱ اور لے چکیں ہیں وہ عورتیں تم سے بوقت عقد نکاح کے عہد پختہ جو کہ (وعاشروھن بالمعروف) کا مفہوم ہے (یعنی بوقت عقد نکاح کے تم
حکما ان سے کہہ چکے ہو کہ وعاشرت بک بالمعروف تو عہد کا نقض عقلا و طبعا و نقلا خلاف ہے تو ایسا کام تم سے سرزد نہ ہو کہ شریفانہ ماحول کے خلاف
ہے **نجم الآیۃ** (وعاشروھن بالمعروف) آگے محرمات نسبیہ و رضاعیہ و صہریہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ بھی نسآء کے بارے میں
احکامات مہمہ سے ہیں۔ عن ابن عباس رض قال حُرِّمَ من النسب سبع ومن الصهر والرضاع سبع وتلا هذه الآية فالسبع المحرمات
من النسب م۱ الامهات م۲ والبنات م۳ والاخوات م۴ والعمات م۵ والخالات م۶ وبنات الاخ م۷ وبنات الاخت والسبع المحرمات
بالصهر والرضاع ص۱ الامّهات من الرضاعة ص۲ والاخوات من الرضاعة ص۳ وامّهات النساء ص۴ والربائب ص۵ وحلائل الابناء

Marfat.com

صٓ والجمع بین الاختین صٓ والسابعة وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اور نہ نکاح کرو ان عورتوں کیساتھ جن کیساتھ نکاح کیا تھا

تمہارے باپ یا دادا یا نانا نے اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو پہلے ہو چکا ہو نکاح (اب اس کو چھوڑ دو) اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا ؕ ع ٨ / ١٢

بے شک یہ نکاح (عقلاً) بڑی بے حیائی ہے اور (شرعاً) عین غضب الٰہی ہے اور (عرفاً) بہت برا طریقہ ہے اخرج ابن سعد عن محمد بن کعب قال

کان الرجل اذا توفی عن امرأته کان ابنه احق بها ان ینکحها ان شاء ان لم تکن امّه چونکہ جاہلیت میں یہ نکاح بہت زیادہ مروج تھا بنا بریں اس

کی حرمت کو علیحدہ ذکر کیا گیا ہے آگے سات محرمات نسبیہ کے ساتھ حرمت نکاح کا ذکر ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکاح) تمہارے ماؤں کیساتھ

(فیشمل الجدات من قبل الاب والام وان علون اجماعا لانهن اصل وفی القاموس امّ کل شیئ اصله) اور تمہارے بیٹیوں کے ساتھ (نکاح حرام

ہے فیشمل بنات الابن وبنات البنت وان سفل اجماعا) اور بہنیں تمہاری (تم پر حرام ہیں خواہ عینی ہوں یا علی یا خیفی) اور پھوپیاں تمہاری اور تمہاری

خالائیں (تم پر حرام ہیں خواہ عینی ہوں یا علی یا خیفی الخ) اور بیٹیاں بھائی کی اور بیٹیاں بہن کی (تم پر حرام ہیں خواہ عینی ہوں یا علی یا خیفی الخ) آگے دو محرمات

رضاعیہ کے ساتھ حرمت نکاح کا ذکر ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور (حرام کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے نکاح کرنا تمہارا) تمہارے ان ماؤں سے جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہارے ان بہنوں سے جو رضاعی ہیں (وکذا العمات والخالات وبنات الاخ

وبنات الاخت من الرضاعة اجماعا علی حسب ما فصّل فی النسب) آگے چار محرّمات صھریہ کے ساتھ نکاح کی حرمت کا ذکر ہے وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ

اور (حرام کیا گیا ہے نکاح کرنا) تمہارے عورتوں کی ماؤں سے (واشتملت کلمة الامهات الجدات سواء کن من قبل الاب او الام قریبة کانت

او بعیدة والتحقت بهن بالحدیث امهاتهن وجداتهن من الرضاع والتحقت بالنسآء الموطوءات بملك الیمین او بشبهة اجماعا والموطوءات

بالزنی عند ابی حنیفة) وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ اور (حرام کیا گیا ہے نکاح) تمہاری بیویوں کی

بیٹیوں کے ساتھ (جو عادۃً) تمہاری پرورش میں رہتی ہیں (مگر وہ لڑکیاں) ان تمہاری بیویوں سے ہوں جنکے ساتھ تم نے دخول بھی کیا ہو فَاِنْ لَّمْ

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پھر (اگر ان بیویوں سے ہوں) جن کے ساتھ تم نے دخول نہیں کیا (اور طلاق دیدی ہے تو پھر ان کے لڑکیوں

سے نکاح کرنا) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور (حرام کیا گیا ہے نکاح کرنا) تمہارے بیٹے نسلی کی بیویوں

سے (اور متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے جب کہ وہ طلاق دیدیوے یا مرجائے پھر ہر دو نوں صورتوں میں عدۃ بھی گزر ے) وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ

الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اور (حرام کیا گیا ہے نکاح میں بیک وقت) جمع بین الاختین (خواہ نسبی ہوں یا رضاعی خواہ عینی ہوں یا علی یا خیفی یا جمع بین الاختین

باعتبار ملک الیمین کے ہو) مگر جو اس حکم کے نزول سے پہلے ہو گیا ہو جمع بین الاختین بالنکاح او بملک الیمین اب اس کو چھوڑ دو تو پہلا گناہ معاف کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ٢٣ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں کیونکر رحمت کرنے والے ہیں **منجم الآیات** چودہ [١٤] محرمات نسبیہ اور رضاعیہ

اور صھریہ کے ساتھ حرمت نکاح کا بیان آگے چوتھا قسم محرمات متزوجات کا بیان ہے کہ فرمایا۔

Marfat.com

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ

عطف علی (امہاتکم وبناتکم) والمعنی (حرمت علیکم امہاتکم والمحصنات من النسآء) ای حرام کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جیسے نکاح ماؤں کے ساتھ ویسے ان عورتوں کے ساتھ جن کا نکاح پہلے سے ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (مگر وہ منکوحہ جس کا شوہر دار الحرب میں کفر کی حالت میں ہے اور جہاد میں یہ قیدیانی ہو کر تقسیم میں کسی فوجی کے حصہ میں آگئی ہے اور اس کی مملوکہ بن گئی ہے تو اس کے بارے میں فرمایا کہ) مگر جو مالک ہو جائیں تمہارے داہنے ہاتھ (تو اس کے ساتھ استمتاع بعد استبراء ایک حیض کے جائز ہے اور اگر حمل والی ہے تو بعد وضع حمل کے استمتاع ہو) كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ای کتب اللہ علیکم کتابا (فی اللوح المحفوظ و لا نسخ فیما ای ان احکامات کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ایسا لکھدیا ہے جن میں کسی قسم کا نسخ نہیں آسکتا یعنی یہ احکامات الٰہیہ ہیں تمہارے اوپر) **نجم الآیۃ** کما قال القرطبی حرمت ہذہ النساء کتابا من اللہ علیکم آگے المحللات من النساء کا ذکر فرماتے ہیں وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ عطف علی (حرمت قالہ الزمخشری) اور ان محرمات کے سوا باقی عورتوں کیساتھ نکاح حلال کیا گیا (بشرطیکہ چار تک ہوں الخ) اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ یہ کہ طلب کرو ان کو ای نکاح میں لاؤ ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے (یعنی انکو نکاح کی حق مہر دینا لازمی ہے) آگے اس مال کے دینے کی وجہ صراحۃً ذکر فرماتے ہیں کہ یہ نکاح کی حق مہر ہو نہ ویسے زنا کا معاوضہ ہو مُّحْصِنِيْنَ ای متزوجین بہن (ای ان عورتوں کیساتھ بعوض حق مہر کے تم نکاح کرنے والے ہوں) غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ای غیر زناۃ بہن (ای مال کے عوض نہ زنا کرنے والے ہوں ان عورتوں کے ساتھ) فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ پھر ان عورتوں کے ساتھ جس قدر کہ نفع اٹھاؤ تم (یعنی صرف عقد نکاح یا خلوۃ صحیحہ یا استمتاع حقیقی ہو) فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً تو دیدو ان عورتوں کو ان کے مہریں جو مقرر ہو چکی ہیں (جیسا کہ تفصیل کتب فقہ میں ہے) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اور بعد مقرر ہو جانے مہر کے تم پر کوئی گناہ نہیں بیچ اس مقدار مہر کے جس پر تم دونوں (ای خاوند و بیوی) راضی ہو جاؤ (کہ بیوی بالکل مہر معاف کردے یا کم کردے یا خاوند مہر بڑھا دیوے تو پھر ایسی طی شدہ کو بمنزلہ اصل مہر کے ٹھیرا یا جائے گا) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ بے شک اللہ تعالیٰ باخوبی واقف ہیں تمہارے مصلحتوں کو حکمت والے ہیں کہ حکمت کے مطابق تمام احکامات تم پر عائد کرتے ہیں (پھر کسی کو کوئی اعتراض کا حق نہیں ہے) **نجم الآیۃ** عقد نکاح میں مہور کی تفصیل کا بیان آگے کسی اور کی مملوکہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا بیان فرمایا وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ اور جو شخص تم میں سے نہ طاقت رکھے اس کی کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں کے ساتھ (کہ مہر اور نفقہ اسکے مطابق میسر نہ ہو) فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ تو نکاح کرلے تمہاری لونڈیاں جو مسلمان ہیں جن کے مالک ہیں تمہارے داہنے ہاتھ (یعنی کسی مسلم کی لونڈی مؤمنہ کیساتھ نکاح کرلے کہ ان کے مہور و نفقات و حقوق ازدواجی بنسبت حرّہ مسلمہ کے کم ہیں یہاں پر مفہوم مخالف کا اعتبار درجہ کراہۃ تنزیہی کی حد تک ہے تو اس حکم کا درجہ ارشادی ہے یعنی بلا ضرورۃ خاصہ کے لونڈی غیر کے ساتھ نکاح نہ ہو کیونکہ ورنہ

Marfat.com

اس لونڈی سے جو اولاد ہوگی وہ بھی لونڈی کے سردار کی مملوک ہوگی تو اپنی اولاد کو بلا خاص وجہ کے غلام نہ بنایا جائے پھر شدید ضرورۃ کے
تحت کسی مسلم کی لونڈی سے اس کے مالک کی اذن سے نکاح کرنے سے عار بھی نہ ہو کیونکہ) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ اور اللہ تعالیٰ خوب
جاننے والے ہیں تمہارے ایمانوں کو کہ کس کا کامل ہے اور کس کا ناقص تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مدار تفاضل کی اوپر تفاضل ایمان واعمال کے ہے بنا بریں تم
آزاد باندھی سے عار نہ کرے بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ بعض تمہارا جنس بعض سے ہے ای کلکم من آدم علیہ السلام تو آزاد اور لونڈی سب آدم علیہ
السلام کی اولاد ہیں تو اس قسم کا ایک دوسرے سے تنفر نہ ہو ۔ آگے فرماتے ہیں کہ باندھیاں اپنے نکاح میں خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان کے مالکوں
سے اجازۃ بالنکاح لازم ہے فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ سو نکاح کرو لونڈیوں کیساتھ ان کے مالکوں کے اجازۃ سے وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ اور دیدو ان لونڈیوں کو ان کے مہور شریعت کے مطابق ۔ آگے صراحۃ فرماتے ہیں کہ یہ نکاح کی مہر ہو نہ زنا کا معاوضہ ہو
مُحْصَنٰتٍ ای متزوجات ہم ای لونڈیاں عوض حق مہر کے تم سے نکاح کرنے والی ہوں غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ ای غیر زانیات ہم ای مال کے عوض علی
الاعلان زنا کرانے والی نہ ہوں (جیسا کہ بغایا ای کنجریوں کا رواج ہے) وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ اور مال کے عوض نہ خفیہ دوستانہ بنانے والی ہوں

فائدہ) حرۃ کے ساتھ نکاح میں نسبت مرد کی طرف ہے (محصنین) اور لونڈی کے ساتھ نکاح میں نسبت عورۃ کی طرف ہے (محصنات
بنا بر اس کے کہ بوجہ شرافت حرۃ کے اولاً اظہار خواہش نکاح کی مرد کی طرف سے ہوتی ہے اور لونڈی میں بوجہ خست طبیعت کے یا بوجہ شدید احتیاج
معیشت کے عورۃ کی طرف سے ہوتی ہے ۔ آگے ان کی حد زنا کا بیان ہے چونکہ یہ مال موالی کا ہیں تو رجم کی صورۃ میں ان کا مال ضائع ہوجائیگا
بنا بریں ان کے زنا کی صورۃ میں گرچہ محصنہ ہوں تاہم بھی نصف جلد بکر والی ہے یعنی پچاس چابک فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ
پھر جس وقت لونڈیاں شادی شدہ ہو جاویں پھر اگر بیحیائی کے کام کو آئیں یعنی زنا کو فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ
الْعَذَابِ پھر ان کے اوپر آدھا عذاب ہے باکرہ حرائر کا یعنی پچاس چابک (**فائدہ**) اسیطرح غلاموں [illegible] سزا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ
خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ یہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے کی تم میں سے اسکو اجازۃ ہے جو تجرد کی حالت میں بوجہ غلبہ شہوۃ کے زنا کا خطرہ
محسوس کرتا ہے وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور یہ کہ تم اپنے نفس کو قابو میں رکھو کر لونڈیوں سے بھی نکاح نہ کرو تو تمہارے لئے بہتر
ہے (کہ تمہاری اولاد رقیت سے بچ جائیگی) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۵ع اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں (کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح ع
کے معاملہ میں صبر نہ کیا کیونکہ) رحمت کرنے والے ہیں (کہ گرچہ ان سے نکاح پسندیدہ امر نہیں ہے بوجہ رقیت اولاد کے پھر بھی اجازۃ دیدی بوجہ
عدم صبر کے ان سے نکاح کی) **نجم الآیۃ** عدم طول حرۃ کی حالت میں لونڈیوں سے نکاح کے تفصیلات کا بیان اور ان سے زنا کی
حالت میں پچاس چابکوں کی سزا کا بیان آگے ان احکامات کے اجماعی ہونے کا ذکر فرماتے کہ یہ محرمات نسبیہ وصہریہ ورضاعیہ تمامی انبیاء
علیہم السلام کے ہاں محرمات تھے يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کہ بیان فرمائیں (شرائع دین تمہارے) تمہارے نفع کیلئے
وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور چلاوے تم کو پہلے لوگوں کے احکامات اجماعی پر وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور متوجہ ہوں تمہاری

Marfat.com

طرف ساتھ بیان محرمات کے اور معاصی سے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ اور اللہ تعالی جاننے والے ہیں ساتھ مصالح بندوں کے حکمت والے ہیں کہ حکمت کے مطابق احکام کی وضع فرماتے ہیں) وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور اللہ تعالی نے ارادہ فرمایا ہے کہ رحمت کے ساتھ توجہ فرماویں تمہارے اوپر (بنابریں محرمات اور محللات کو بیان فرمایا ہے) وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ جو (احکامات میں) تابع شہوات نفسانی کے ہیں کہ (احکامات حقانی میں) کج راہ ہو جاؤ بہت بڑا کج راہ ہو جانا (جیسا کہ کہتے تھے زوجۃ الاب کے ساتھ نکاح جائز ہے اور جمع بین الاختین بالنکاح او بملک الیمین جائز ہے) يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ اور ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے کہ (وضع احکام میں) تخفیف فرماویں تم سے (کہ احکام شاقہ سے تم کو مکلف نہ کریں مثلاً عدم طول حرۃ کی صورۃ میں نکاح بالامۃ کی اجازۃ دیدی) کیونکہ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ اور انسان پیدا کیا گیا (طبعا) کمزور کہ نساء کے سوا صبر نہیں کرتا (کذا قال ابن عباس) **نجم الآیات** احکام نسائیہ اجماعیہ ہیں تمامی انبیاء علیہم السلام کے درمیان اور (لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا) (ابتداء سورۃ میں فرمایا (یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ) کہ تم سب ایک باپ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور تم سب کا آپس میں ایک رشتہ قوی ہے خصوصا مؤمنین کا کہ (انما المؤمنون اخوۃ) تو جسمانی اور روحانی مؤمنین کا رشتہ قوی ہے تو آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال کے تحفظ کا خیال کیا کرو کہ ہر ایک کے اوپر تحفظ کی شدید ذمہ داری ہے فرمایا) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اے ایمان والے نہ کھاؤ یعنی نہ استعمال کرو مال اپنا آپس میں خلاف شرع کے اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ مگر یہ کہ تجارت ہو آپس میں رضا متعاقدین سے (یہاں پر ذکر خاص کا ہے ای تجارۃ سے مراد عام ہے کہ آمدنی کے جو شرعی ذرائع ہیں مثلا تجارۃ۔ میراث۔ ہبہ۔ زراعت۔ ملازمت وغیرذالک پھر اسی خاص تجارۃ کو ذکر فرمایا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ والعُشر فی المواشی اخرجہ سعید بن منصور) وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اور نہ قتل کرو اپنوں کو ای بعض تمہارا بعض کو (کیونکہ تم سب بنو آدم ایک جان ہو تو ہر ایک کا مال اور جان تمہاری اپنی ہے تو دونوں کا تحفظ تم سب کی برابر کی ذمہ داری ہے) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ بے شک اللہ تعالی تم پر بڑے مہربان ہیں (کہ جان و مال کے تحفظ کے مضبوط قوانین بنائے ہیں کہ (ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جهنم خالدا فیھا) اور (السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما الآیۃ) اور وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ اور جو شخص کرے گا ایسا فعل تعدیا علی الغیر کا وظلما علی نفسہ کا تو پکی بات ہے کہ داخل کریں گے ہم اس کو ایسی نار میں کہ ان کو جلاتی رہیگی اور بھونتی رہیگی اور ہے یہ بات اللہ تعالی پر آسان (کہ کچھ بھی اس میں اللہ تعالی کو اہتمام دینے کی ضرورۃ نہیں پڑیگی) **نجم الآیۃ** تحفظ جان و مال کے شدید قوانین کا بیان (پہلے اللہ تعالی نے تبدیل خبیث مال کی ساتھ طیب کے اور اکل مال یتامی کا اپنے مال کے ساتھ کو (حوبا کبیرا) فرمایا ہے اور مطلق اکل مال یتامی کو اکل نار سے تعبیر فرمایا ہے اور حدود میں تعدی کرنے والے کے بارے میں فرمایا ہے (یدخلہ نارا) اور زانیات کے بارے میں اولا بھی شدید سزا

سا ذکر فرمایا کہ (فامسکوھن فی البیوت) اور لونڈیاں منکوحات زانیات کے بارے میں فرمایا (فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب)
پھر قتل نفس اور اکل مال الغیر بالباطل پر فرمایا۔ یا سب کے بارے میں فرمایا (فسوف نصلیہ نارا) آگے فرماتے ہیں کہ کبائر کے اجتناب سے
صغائر کا کفارہ ہو جاتا ہے تو یہ اجتناب عن الکبائر کی فضیلت ہے) فرمایا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱ اگر بالاختیار تم نے کبائر سے جو کہ منہی عنہا ہیں اجتناب کو اختیار کر لیا (تو اس کے تعمہ میں) تمہارے صغائر
کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے (اور گناہوں سے صاف کر کے) ہم تم کو داخل کریں گے عزت کے مقام میں یعنی جنت میں (تو یہ آیۃ ایسی ہے جیسے کہ فرمایا ہے
(انّ الحسنات یذھبن السیآت) تو جیسے حسنات مکفر ہیں سیآت کیلئے ویسے اجتناب عن الکبائر بھی مکفر ہیں سیآت کیلئے) **نجم الآیۃ**
الاجتناب عن الکبائر مکفر للصغائر آگے فضائل کسبیہ کے حاصل کرنے کی ترغیب ہے مردوں اور عورتوں کیلئے بعد ترغیب اجتناب عن الکبائر
کے وقال مجاھد قالت ام سلمۃ یارسول اللہ ان الرجال یغزو ولا نغزو ولھم ضعف مالنا من المیراث ولو کنا رجالا غزونا کما
غزوا واخذنا من المیراث ما اخذوا فنزلت ھذہ الآیۃ دوسرے جملہ میں فضائل کسبیہ کا بیان ہے پہلے میں فضائل وہبیہ کا بیان ہے
فرمایا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور مت ہوس کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے
(یعنی فضائل وہبیہ میں تمنا ممنوع ہے جیسے (للذکر مثل حظ الانثیین) البتہ فضائل کسبیہ میں ثواب اور درجات نیۃ اور عمل پر موقوف
ہیں اس میں عورتیں مردوں سے بڑھ سکتی ہیں) کما قال اللہ تعالیٰ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ
مردوں کیلئے حصہ اجر کا ہے اس عمل سے جو انہوں نے کمایا ہے اور عورتوں کیلئے حصہ اجر کا ہے اس عمل سے جو انہوں نے کمایا ہے وَسْئَلُوا
اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اور سوال کرو اللہ تعالیٰ سے (فضائل کسبیہ میں) فضل اس کا (یعنی اجر زائد قدر عمل سے) اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲
بے شک اللہ تعالیٰ ہر شیئ کو با خوبی جاننے والے ہیں تو فضائل وہبیہ والے جیسے فضائل کی تمنا کرنا گویا کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے آگے فضائل
وہبیہ میراثیہ کا اجمالا بیان وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اور ہر کسی کیلئے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث
اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں۔ باپ اور قرابت والے (تو تفاوت حصہ کی صورۃ میں اعتراض نہیں کرنا کیونکہ یہ فضیلت وہبیہ ہے) تو جب میراث
وراث کیلئے مقرر ہو چکا ہے تو عقد موالات میں کل میراث کا دینا منسوخ ہے البتہ کل کا سدس دینا باقی ہے بعد میں یہ بھی منسوخ ہو گیا من
قولہ تعالیٰ (واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض) فرمایا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اور وہ لوگ جن سے تم نے
عقد موالات کی کر لی ہے یعنی جو تمہارے مولی الموالات ہیں سو دیدو ان کو ان کا حصہ (یعنی چھٹا حصہ جو کہ بعد میں یہ بھی منسوخ ہو گیا) اِنَّ
ع ۵ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳ بے شک اللہ تعالیٰ ہیں ہر شیئ پر نگرانی کرنے والے تو اس میں فضائل وہبیہ اور کسبیہ بھی آ گئے۔
نجم الآیۃ فضائل وہبیہ میں غبطہ ای ریس رشک نہیں کرنی پھر آگے (للذکر مثل حظ الانثیین) کی وجہ بتلاتے ہیں کہ ایک وہبی
ہے اور ایک کسبی ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب

Marfat.com

سے کہ اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے بعضوں کو بعضوں پر (یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ان کے امور میں سربراہ بنایا بنابریں یہ فضیلت وہبیہ ہے) وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اور بسبب اس کے کہ مردوں نے عورتوں پر اپنے مال خرچ کئے ہیں اور کرتے رہیں گے باعتبار مہر کے اور نفقہ و سکنی کے (یہ فضیلت کسبی ہے پھر آگے عورتوں کے دو قسم بتلاتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کرتی ہیں) فَالصّٰلِحٰتُ سو نیک کار عورتیں قٰنِتٰتٌ خاوندوں کی اطاعت کرنے والی (ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار و مطیع ہو اس کیلئے استغفار کرتے ہیں پرندے ہوا میں اور مچھلیاں دریا میں اور فرشتے آسمانوں میں اور درندے جنگلوں میں (بحر المحیط) حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ حفاظت کرنے والی خاوندوں کی بیچ عدم موجودگی انکی میں (انکی آبرو کو) بسبب حفاظت اللہ تعالیٰ کے (اور اس کی توفیق کے)۔ دوسرا قسم وہ ہے کہ خاوندوں کے حق میں ناشزات ہیں تو انکی ادب آموزی کا طریق کار یہ ہے وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ اور وہ عورتیں جن سے تم محسوس کرتے ہوں خاوندوں کے حق میں بد دماغی (تو ان کے حق میں تادیبی چند کاروائیاں ہیں)

۱۔ فَعِظُوْهُنَّ تو زجراً سمجھاؤ ان کو (یعنی عذاب الٰہی سے ڈراؤ ان کو اور اپنی طرف سے ان کے خلاف سخت کاروائی کی ان کو دھمکی دو) ۲۔ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (اگر وعظ سے نہ مانیں) تو تنہا چھوڑو ان کو سونے کی جگہ میں (یہ کنایہ ترک مجامعت سے ہے وقتی طور پر) ۳۔ وَاضْرِبُوْهُنَّ (پھر بھی اگر نہ مانیں) تو (حد اعتدال میں) ضرب کاری کرو ان کو فقال ابن عباس انه الضرب بالسواك ونحوه فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا سو اگر تمہاری اطاعت کریں (اول امر میں یا بعد تادیبی کاروائی کے) پھر نہ ڈھونڈو ان کے خلاف کوئی اور امر (ایذا کا) کیونکہ التائب کمن لا ذنب له وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلي (ترمذی) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ بے شک اللہ تعالیٰ ہیں عالی شان والے بڑی ذات والے (تو ان کے حکموں کو خصوصًا ماتحت عورتوں کے بارے میں ماننا ہے) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اور اگر معلوم کرو (اے دونوں جانبوں کے اولیاء) تباعد سخت کو دونوں کے درمیان تو (مرد اور عورت کی طرف) بھیجو ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے (یعنی یہ دو حکم ایسے ہوں جو تصفیہ کرانے کی لیاقت رکھتے ہوں) پھر اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اگر یہ دو حکم پکا عزم رکھتے ہوں کہ میاں و بیوی کے درمیان مصالحت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو مصالحت کی توفیق بخشیں گے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ ایسے طریقہ سے اصلاح میاں و بیوی کی ہو جائیگی) باخبر ہیں (حکمین کی کوششوں سے اور ان کے اصلاحی نیات سے گرچہ جتنے خفی سے خفی کیوں نہ ہوں کیونکہ وہ علیم بالاسرار والخفایا ہے)

مجمل الآیات فضائل کی تقسیم طرف وہبیہ و کسبیہ کے اور عورتوں کے اقسام کہ بعض قانتات ہیں اور بعض ناشزات ہیں پھر ناشزات کیلئے ادب آموزی کا طریقہ اور اصلاحی طریقہ کا بیان۔ اتنے تک حقوق العباد کا زیادہ اہتمام سے بیان تھا آگے حقوق اللہ کا بیان ہے اور اخلاق کریمانہ سے متعلق ہونے کا بیان ہے اور اخلاق ذمیمہ سے اجتناب کا بیان ہے فرمایا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا عطف علی (اتقوا ربکم) اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسی شئی

وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ای (واحسنوا) بالوالدین احسانا اور اچھا معاملہ کرو والدین کے ساتھ اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں کیساتھ اور فقیروں کے ساتھ اور قریب والے ہمسایہ کیساتھ اور بعید والے ہمسایہ کے ساتھ اور ہم مجلسی کے ساتھ اور راہ گیر کیساتھ اور ان کے ساتھ جنکے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں (یعنی کریمانہ اخلاق سے متصف ہوکر ہر ایک کے حقوق کی رعایت کرو اور ذمیمہ اخلاق سے بچو کہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ ٣٦ بے شک اللہ مبغوض رکھتے ہیں اسکو جو تکبر کرتا ہے (اپنے اقارب وجیران سے یعنی دل میں اپنے کو ان سے بڑا سمجھ کر ان سے لاپرواہ رہتا ہے) فخورا زبان سے اپنی بڑائی بیان کرتا ہے (کہ میں ان سے بڑا ہوں انکی طرف میری توجہ میرے زیبا نہیں ہے) الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ جو کہ خود بخیلی کرتے ہیں (کہ اقارب وجیران کے جو حقوق مالی ہیں ان کو نہیں دیتے پھر اپنی حد تک بخل کا اکتفا نہیں کرتے بلکہ) اور امر کرتے ہیں دوسرے لوگوں کو بخیلی کا (یعنی ضال ومضل ہیں) وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور چھپاتے ہیں اس کو جو اللہ تعالی نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے (یعنی مال یا علم بارے نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو توراۃ وانجیل میں مذکور ہے یعنی ہر وجہ سے بخیل ہیں) ۔
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ ٣٧ اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ایسے کافرین کیلئے عذاب اہانت آمیز (یعنی مال کے ساتھ بخیلی یہ بھی کفران نعمۃ ہے اور علم توراتی وانجیلی جو کہ اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے اس کے ساتھ بخیلی ای کتمان یہ بھی کفران نعمۃ ہے اور ان کے ساتھ ذلت آمیز رویہ ہے تو ان کو بھی ذلت آمیز عذاب ہوگا)۔ آگے بیان ہے ان کا جو خرچ کرتے ہیں ریاءً وسمعۃً وہ بھی بمنزلہ نہ خرچ کرنے کے ہیں وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ عطف علی (من کان مختالا الآیۃ) اور اللہ تعالی مبغوض رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو خرچ کرتے ہیں دکھلاوے کیلئے وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہیں ایمان لاتے اللہ تعالی پر اور یوم آخر پر (انکو بھی اللہ تعالی مبغوض رکھتے ہیں نزلت فی المنافقین) آگے فرماتے ہیں کہ ان صفات ذمیمہ والے یہ سب شیطانی وساوس سے متأثر ہیں اور جو شیطان سے متأثر ہو تو شیطان اس کا قرین ہو جاتا ہے اور اسکو ہر وقت گمراہ کرتا رہتا ہے وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۞ اور جو شخص کہ ہو شیطان اس کا ساتھی تو وہ بہت برا ساتھی ہے (کہ ایسے وساوس سے اسکو متأثر کریگا جس کا انجام کار جہنم ہے) آگے ترغیب ہے عقائد حقہ کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور کیا نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ تعالی پر اور یوم آخر پر اور اللہ تعالی نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے بعض اللہ تعالی کے راہ میں خرچ کرتے اخلاص کے ساتھ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۞ ٣٩
اور ہے اللہ تعالی ساتھ ان کے (عقائد واعمال خیر وبد کے) خوب جاننے والے (پھر ہر ایک کو ان کے اعمال کی جزاء وسزا دیں گے) پھر سزا کی صورۃ میں ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا البتہ جزا کی صورۃ میں اضعافا مضاعفا کا معاملہ ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ تحقیق اللہ تعالی نہیں ظلم کریں گے ذرہ برابر (کہ کسی کا ثواب عمل سے کم کرلیں یا گناہ سے زیادہ عذاب کریں ایسا بالکل نہ ہوگا) وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر کے ثواب دیں گے وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞ اور (اس کے علاوہ بلا معاوضہ عمل کے) دیں گے اپنے پاس

Marfat.com

سے اجر عظیم **نجم الآیات** حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کی تلقین اور اخلاق حسنہ سے متصف ہونیکی تلقین اور اخلاق
ذمیمہ سے بچنے کی تلقین اور عدالت الٰہیہ کا بیان ۔ آگے عدالت عدلیہ عالیہ الٰہیہ کی ایک جھلکی کہ یوم القیامۃ مکفّر بہ کے محاسبہ کے وقت ہر ایک
امت کے نبی اللہ علیہ السلام بحیثیت گواہ عینی کے تشریف فرما ہوں گے اوّلاً انکی امت انکی تبلیغ سے انکاری ہوگی اسپر اس امت وسطا کو نبی اللہ
علیہ السلام کے حق میں بحیثیت شاہد کے لایا جائے گا کما جاء (وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس) پھر سید الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان انبیاء علیہم السلام کے حق میں شہادت دیں گے کہ ان انبیاء علیہم السلام نے اپنے امتوں کو تبلیغ فرمائی تھی جو کہ وحی کے
ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کرایا گیا تھا فرمایا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝۴۱
سو اسوقت کیا حال ہوگا (مکذبین کا) جب کہ لائیں گے ہم ہر امت پر ایک گواہ کو (یعنی اس امت کے نبی اللہ کو بحیثیت عینی گواہ کے) اور لائیں گے ہم آپ کو
ان انبیاء علیہم السلام پر گواہ (کہ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی) پھر آگے اس کیفیت کا بیان ہے يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا
الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝۴۲ اس دن (ان کا یہ حال ہوگا) کہ تمنا کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ع ۶ ۹ ۳
تھا اور اپنے رسول کی (جو ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے) بے فرمانی کی تھی کہ برابر ہوجائیں زمین کے (تاکہ عذاب سے بچ جائیں اور گواہی کے علاوہ خود
بھی اقراری مجرم ہوں گے) کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے (تو ان پر فرد جرم عائد کردیا جائیگا تو یہ منظر بہت بڑا فظیع ہوگا) **نجم الآیات**
(ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ) آگے (الصلوۃ عماد الدین) کے آداب کا ذکر ہے کہ شائبہ کدورت سے مبرا ہوکر خالصۃ للہ کی عبادت میں ذھنی
نشاط ہوتا کہ (اعبد ربک کانک تراہ) کا مقام حاصل ہو فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ
تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ اے ایمان والے نماز کے قریب بھی نہ جاؤ (اسی نماز مت پڑھو) حالانکہ تم نشہ میں ہوں یہاں تک کہ سمجھنے لگو کہ منہ
سے کیا کہہ رہے ہو (یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ شراب حرام نہ تھا) وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا عطف علی (لاتقربوا)
ای نہ قریب جاؤ نماز کے حالت جنابت میں یہاں تک کہ تم غسل کرو مگر باستثناء تمہارے مسافر ہونے کے (کہ پانی کا فقدان ہو کہ اس زمانہ میں
کہ اکثر مسافری میں پانی نہ ملتا تھا تو تیمم جو قائم غسل کے ہے کرکے نماز پڑھ سکتے ہو جیسا کہ عنقریب آتا ہے) وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ
سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً اور اگر تم بیمار ہوں (پھر پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالت
سفر میں ہوں (جو اوپر مستثنیٰ ہوا ہے) یا آیا ہو تم میں سے کوئی شخص جائے قضاء حاجت سے (جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے اپنی بیویوں
سے قرابت کی ہو (جس سے جنابت لاحق ہوگئی) پھر (ان تمام صورتوں میں) تم کو پانی نہ ملے (یا ملے تو استعمال کی قدرت نہ ہو یا استعمال پانی کا
مضر ہو) فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا سو تم پاک صعید سے تیمم کرلیا کرو (الصعید) نام ہے منہ زمین کا خواہ وہ مٹی ہو یا ریت ہو یا چوری باٹھا ہو
یا پتھر ہو وغیر ذلک قال الزجاج لا اعلم خلافا بین اھل اللغۃ فی ذلک تو اس سے معلوم ہوا کہ خشت پختہ سے تیمم جائز ہے) فَامْسَحُوا
بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ پھر پھیر لو اپنے مونہوں پر اور ہاتھوں پر (واخرج الحاکم بسندہ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین قال الحاکم واسنادہ صحیح ثم فی ھذہ الآیۃ بیان التیمم فی حالۃ الحدث الاکبر قصدا واصلا وفی الآیۃ التی فی المائدۃ بیان التیمم فی حالۃ الحدث الاصغر قصدا واصلا فلا تکرار) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ بے شک اللہ تعالی بڑے معاف کرنے والے ہیں (کہ حیث رخّص لکم فی التیمم ویسّر الامر فی الطھارۃ للصلوۃ) غفورا بڑے بخشنے والے ہیں (کہ نزول حکم سے قبل نمازیں جو حالت سکر میں تم پڑھتے تھے مغفرت فرمادی) **نجم الآیۃ** آداب صلوۃ کا بیان کہ استحضار قلبی ہو کہ سکر کی حالت اور حدث اکبر واصغر کی حالت نہ ہو پہلے اوصاف ذمیمہ کا ذکر تھا آگے اور اوصاف ذمیمہ کا ذکر ہے جس کا اولی مصداق یہود مدینہ منورہ ہیں جیسا کہ ان اوصاف ذمیمہ کا مصداق زیادہ تر یہود مدینہ منورہ تھے فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ کیا نہیں دیکھا (دیکھنا تعجب کا) ان لوگوں کو جو دیئے گئے ہیں تھوڑا حصہ توراۃ کا و ھوالقراۃ باللسان دون التفقہ فی المعانی (والتنوین للتقلیل) کہ اختیار کر رکھا ہے ضلالۃ کو (ای انکار نبوۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو الخ) اور چاہتے ہیں کہ تم ای صحابہ کرام راہ راست سے بے راہ ہو جاؤ (تو ان کا عدو مبین ہونا معلوم ہو گیا جو کہ اللہ تعالی نے بتلایا ہے جیسا کہ فرمایا) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ اور اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں تمہارے دشمنوں کو (تو ان سے احتیاطی تدابیر میں رہو) وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ اور (حقیقت میں) کافی ہیں اللہ تعالی متولی انہیں کاموں میں جو تمہارے نفع کیلئے ہیں اور کافی ہیں اللہ تعالی انہیں امور کے بچاؤ میں جو تمہارے ضرر میں ہیں (تو وعلی اللہ فلیتوکل المومنون) مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ بعض ان لوگوں سے جو یہودیت کو اختیار کر رکھا ہے تحریف کرتے ہیں یعنی پھیرتے ہیں کلمات توراتیہ کو اس کے ٹھکانوں سے (لفظا کہ لفظ بدل دئے یا معنی کہ معنی غلط کر دیا جیسا بیہقی میں ابن عباس سے ہے قال وصف اللہ تعالی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ اکحل اعین ربعۃ جعد الشعر حسن الوجہ فغیّروا صفتہ وقالوا نجد فی التوراۃ النبی الامی طویلا ازرق سبط الشعر) وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور کہتے ہیں (دربار نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم میں) کہ آپ کے فرمان کو سن لیا ہے اور (اپنی قوم میں جا کر کہتے ہیں) کہ حکم کو نہیں مانیں گے وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور سنو ہماری بات سنانا نہ سنائے جاؤ کوئی مخالف بات یہ معنی اچھا ہے اور اس کا غلط معنی ہے کہ سنو ہماری بات شالا نہ سنائے جاؤ کوئی موافق بات پھر مراد انکی غلط معنی ہوتا تھا نہ صحیح وَّرَاعِنَا اس کے بھی دو معنی ہیں ایک صحیح کہ وانتظرنا ای سمجھانے میں ہماری انتظار کرو کہ آہستہ آہستہ ہمیں سمجھاؤ دوسرا غلط وہ اشباع کسرہ عین سے ای (وراعنا) اشباع زیر عین سے جس کا معنی ای راعی ہمارا یہ کلمہ توہینا استعمال کرتے تھے اشباع زیر عین کو اللہ تعالی نے تعبیر فرمایا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ کہ (راعنا) کہتے ہیں اپنے زبانوں کو موڑ کر ای عین کلمہ کی زیر کو اشباع کر کے ای لنبا کر کے کہتے ہیں مقصد ان کا وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ہے اور دین میں طعنہ زنی اور تحقیر ہوتی ہے کہ یقولون لو کان نبیا حقا لاخبرنا بما اضمرنا فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم **نجم الآیات** یہود کے پانچ اوصاف ذمیمہ کا بیان آگے ان کی اصلاح کا بیان کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اور اگر یہ یہود (اوامر اور نواہی کے سننے کے وقت) کہتے کہ سن لیا

اور دل سے مان لیا ہے وَاسْمَعْ اور کہتے (واسمع) بغیر الحاق (غیر مسمع) کے وَانْظُرْنَا اور اگر کہتے (وانظرنا) مکان (راعنا) کے لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ البتہ ہوتا (ایسے قسم کا ان کا قول) بہتر ان کیلئے وَأَقْوَمَ اور موقع کی بات (کہ اسمیں توہین کا شائبہ بھی نہیں ہے) ولیکن ایسا نہیں کہیں گے کیونکہ وَ
لَكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ ولیکن لعنت کی ہے ان کو اللہ تعالی نے بسبب کفران کے فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا سو نہیں ایمان لائیں گے
(ان یہود سے بوجہ اس کے کہ رحمت سے دور ہیں) بجز تھوڑے آدمیوں کے (جو ایسا نہیں کہتے جیسے عبداللہ بن سلام واضرابہ والے) **نجم الآیۃ**
یہود میں سے جو گستاخ ہیں اور اصلاحی آداب سے متأدب نہیں ہیں وہ ایمان کی دولت سے محروم رہیں گے چونکہ اکثر یہود کے بارے میں فرمایا ہے کہ (فلا یؤمنون
الا قلیلا) آگے ان کو ایمان لانے کا حکم دیتے ہیں کہ ایمان کی بدولت مسخ سے بچ سکو گے ورنہ مسخ کی زد میں آجاؤ گے کیونکہ اے یہود تم گستاخ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ
وُجُوهًا اے وہی لوگ جو دیئے گئے ہو کتاب کو یعنی توراۃ کو ایمان لاؤ ساتھ اس کے جو نازل کیا ہے ہم نے یعنی قرآن کے جو سچا بتلانے والا
ہے اس کتاب کو جو تمہارے ساتھ ہے یعنی توراۃ کو (یعنی تمہاری اصل توراۃ کیلئے مصدق ہے کہ دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہیں تو ایسے قرآن سے
توحش کیونکر ہو) پہلے اس کے کہ مٹا دیں ہم تمہارے چہروں کے (نقش نگار کو ای آنکھ وناک ومنہ وغیرہ کو) فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا پھر لوٹا دیں ان
ممسوح چہروں کو الٹی جانب یعنی گدی کی طرح بنا دیں أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ یا لعنت کریں ان ایمان نہ لانے والوں پر جیسا کہ
ہم نے لعنت کی تھی ہفتہ والوں پر (یعنی ان کی طرح ان کو بھی بندر کی شکل بنا دیں) وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ اور ہے حکم اللہ تعالی کا پورا ہو
کر رہنے والا (پھر چونکہ انہوں نے ایمان نہ لایا تھا اور ان کے اخلاف اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تو ضرور بالضرور قیام قیامت سے قبل اللہ تعالی
کا یہ حکم ان میں نافذ ہو کر رہے گا) **نجم الآیۃ** التهديد بالمسخ لاصحاب سوء الادب فی شان حضرة الرسالة صلی الله علیه وسلم
یہ تو ان کی دنیاوی سزاء کا بیان ہے آگے ان کی اخروی سزاء کا بیان کہ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ
بے شک اللہ تعالی نہیں بخشتا اس کو جو شریک کرے اس کے ساتھ (کسیکو خواہ ذات میں یا صفات میں یا افعال میں) اور بخشتا ہے شرک کے نیچے کے گناہوں کو (خواہ
کتنے بڑے کیوں نہ ہوں) جس کیلئے چاہے (کیونکہ) وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝٤٨ اور جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ (کسی کو) شریک
ٹھیراتا ہے تو وہ مرتکب ہوا بڑے جرم کا (تو وہ جرم بوجہ عظیم ہونے کے قابل مغفرت کے نہیں ہے) **نجم الآیۃ** شرک اور کفر پر سزاء اخروی
کا بیان آگے یہود کی اور خصلت ذمیمہ کا بیان کہ وہ اپنے بارے میں کہتے تھے کہ (نحن ابناء الله واحباءه) (ولن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارى)
فرمایا أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم کیا آپ نے نہیں دیکھا (دیکھنا تعجب کا) ان لوگوں کو جو اپنے آپکو پاکیزہ کہتے ہیں (حالانکہ وہ کتنے بڑے
جرائم کے مرتکب ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے قاتل ہیں) تو ان کے رد میں فرمایا کہ ایسے قسم کے کہنے سے کچھ نہیں بنتا بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ بلکہ اللہ
تعالی پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (جیسا کہ فرمایا قد افلح من زكيها وقد خاب من دسيها) وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝٤٩ اور نہیں ظلم کئے جائیں گے
کھجور کی گٹھلی کے تاگے برابر (یعنی یہود جو بڑے جرائم کے مرتکب ہیں اور پھر مدعی ہیں کہ (نحن ابناء الله واحباءه) ان کو سنگین سزائیں ملیں گی اور

یہ ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا **نجم الآیۃ** یہود کا اپنے بارے میں تزکیہ کے دعاوی سب غلط ہیں اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ غور تو کرو کہ یہ لوگ اللہ تعالی پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں (کہ اپنے تذکیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ (نحن ابناء اللہ واحباءہ)
حالانکہ وہ صریح کافر ہیں کما قال اللہ تعالی (وقالت الیہود عزیر ابن اللہ) اس کے باوجود اللہ تعالی کے محبوب ہونے کا دعوی افتراء علی اللہ ہے
وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اور کافی ہے یہی افتراء علی اللہ صریح جرم ہونے میں (تو سزا میں ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا) **نجم الآیۃ**
الشہادۃ من اللہ تعالی علی افترائھم بالکذب آگے یہود کی اور صفت ذمیمہ کا بیان کہ یہود کے سردار کعب بن اشرف نے ابو سفیان کے جواب
میں (کہ اس نے کہا تھا کعب کو کہ ہم حق پر چلنے والے ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہا تھا کہ تم لوگ حق پر ہو کعب بن اشرف نے یہ بات اسوقت کہی
جب کہ ستر یہودیوں کی جماعت مکہ مکرمہ جا کر ابو سفیان والوں کو بعد غزوہ احد کے اور جنگ پر ابھارا جس کے نتیجہ میں غزوہ خندق کا پیش آیا فرمایا
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ آیا نہیں دیکھتے ہو (دیکھنا تعجب کا) ان لوگوں کی طرف
جو دیئے گئے ہیں تھوڑا سا حصہ کتاب کا (یعنی توراۃ کا کہ الفاظ تو جانتے ہیں اور معنی نہیں جانتے) کہ وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں (کیونکہ مشرکین کا مذہب
بت پرستی اور شیطان کی پیروی تھا جب ایسے دین کو اچھا کہا تو بت اور شیطان کی تصدیق کرلی) وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اور وہ اہل کتاب کے کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کفار مکہ بہ نسبت ان مؤمنین کے زیادہ راہ راست پر ہیں اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۖ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ ایسے کہنے والے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے لعنت کیا ہے ای اپنی رحمت
سے دور کر دیا ہے اور جس کو اللہ تعالی لعنت کردے اس کیلئے کوئی مضرات سے بچانے والا نہیں پاؤ گے **نجم الآیۃ** یہود کی مذمت ایمان
بالجبت والطاغوت کا بیان اور اس پر ان کے مطرود ہونیکا بیان۔ یہود کو چونکہ یہ خیال تھا کہ جب مکہ والے کفار فاتح ہوں گے تو مدینہ منورہ
کی صوبائی حکومت کی زمام یہود کو ملجائیگی تو ان کے رد میں فرمایا کہ تم میں بالکل حکومت کی اہلیت نہیں ہے کیونکہ تم لوگ بخل کی مرض میں شدید
مبتلا ہو حالانکہ رئیس الحکام کیلئے سخا لازم ہے۔ علاوہ ازاں وہ مرتشی بھی تھے تو ان سے انصاف کی توقع کیسے حالانکہ حکم ہے (ان
تحکموا بالعدل) فرمایا اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں (یعنی ان کیلئے کوئی ریاست کا علیحدہ حصہ ہے
یعنی جس کو صوبائی حکومت کہتے ہیں جنکی ان کو بہت آرزو تھی) فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ پھر اس وقت (یعنی متوقع صوبائی حکومت
کے ملجانے پر) نہ دیتے لوگوں کو تل برابر (والنقیر) (ھو النقرۃ فی ظھر النواۃ) پھر یہود کو جو حسد تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نبوت
ملی ہے اور ان کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ پورے ملک کی سلطنت انکو ملجائیگی تو اس پر بھی ان کو حسد تھا تو اللہ تعالی نے ان کو توبیخ پر توبیخ فرمائی
ہے اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (ام) بمعنی بل اضرابیہ کے ہے بلکہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے (یعنی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے) اس پر جو دیا ہے ان کو اللہ تعالی نے اپنے خاص فضل سے۔ آگے اللہ تعالی ان کا رد فرماتے ہیں فَقَدْ
اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ پس بے شک دیا تھا ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام کو (ای ان کے

Marfat.com

خاندان سے جو انبیاء علیہم السلام تھے) آسمانی کتاب (جیسے توراۃ اور انجیل اور زبور) اور نبوۃ اور دیا تھا ہم نے ان کو بڑی سلطنت (جیسے یوسف علیہ السلام اور طالوت اور داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے ہیں تو ان کو کتاب آسمانی اور نبوۃ کا ملجانا کوئی مستبعد نہیں ہے جیسا کہ اے یہود تم کہتے ہو کہ بنی اسرائیل سے نبی آتا نہ بنی اسماعیل سے نبی آتا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پھر بعض لوگوں میں سے یا بنی اسرائیل سے وہ ہیں جنہوں نے ایمان لایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جیسے عبداللہ بن سلام والے) وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ اور بعض ان میں وہ ہیں جو روگردان رہے ان سے وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا۝ اور (سزا میں معرضین کو) کافی ہے جہنم کی آتش سوزان۔ **نجم الآیۃ** الاشارات الی الفتوحات الاسلامیۃ والتائیس للیہود عن اصابتہم الحکومۃ الصوبائیۃ آگے توانین اخرویہ کا بیان ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا بے شک جو ہماری آیتوں کے منکر ہوئے ضرور ہم بھونیں گے ان کو نار میں (سوف) کلمۃ تذکر للتہدید کما قالہ سیبویہ وتنوب عنہا السین کما فی قولہ تعالی (ساصلیہ سقر) وقد تذکر للوعد کما فی قولہ تعالی (ولسوف یعطیک ربک فترضی) (وسوف استغفر لکم ربی) وکثیرا ما تفید ھی والسین توکید الوعید و (نصلیہم) ای نشویہم كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ جب کہ جل جائیں گی ان کی کھالیں (اس پہلی کی جگہ فورا) دوسری کھالیں پیدا کر دیں گے تا کہ چکھتے رہیں عذاب کو ثم فی الساعۃ الواحدۃ (بدّلنا جلودھم) عشرین ومأۃ مرۃ قال عمر ھکذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا بے شک اللہ تعالی زبردست ہیں (کہ ایسی سزا دے سکتے ہیں) حَكِيْمًا۝ حکمت والے ہیں تعذیب من یعذبہ میں **نجم الآیۃ** منکرین کی سزا کا بیان وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کیئے اچھے البتہ ہم ان کو داخل کریں گے باغوں میں جن کے محلات کے نیچے بہتی ہوں گی نہریں۔ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان میں لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا۝ واسطے ان کے ان باغوں میں پاک صاف بیویاں ہوں گی اور داخل کریں گے ہم ان کو نہایت گنجان سایوں میں **نجم الآیۃ** مصدقین کی جزاء کا بیان۔ اللہ تعالی نے (وآتینا ھم ملکا عظیما) میں فتوحات اسلامیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے آگے اللہ تعالی بعض امہات الاحکام رعیۃ اور رعاۃ سے ذکر فرماتے ہیں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا قال زید بن اسلم ھذا خطاب لولاۃ الامر بے شک اللہ تعالی حکم دیتے ہیں تم کو (ای حکام) کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو وقیل ایضا خطاب للرعایا فی اجتباء الامیر۔ بے شک اللہ تعالی امر فرماتے ہیں تم کو کہ امانتیں امانت والوں کو دیدیا کرو یعنی ایسے لوگوں کو امیر منتخب کرو جو بیت المال میں مال سرکاری جو ایک امانت کی حیثیت رکھتا ہے وہ حق داروں کو دیتے رہیں (اور اس کی شخصیت علم اور شجاعت میں ممتاز شخصیت ہو کما قال اللہ تعالی (وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم) پھر جب امیر امین منتخب ہو گیا تو اس کو حکم دیتے ہیں کہ فصل قضایا میں عدل ہو کہ حق دار کو حق ضرور ملے فرمایا) وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اور جس وقت ای ولاۃ فیصلے کرو درمیان لوگوں کے اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ تو فیصلے کرو ساتھ انصاف کے (کہ حق والے کو حق ملجائے) اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ

Marfat.com

بِهٖ بیشک اللہ تعالیٰ نے جو تم کو بات حکما فرمائی ہے (کہ کل فیصلے عدل سے ہوں) وہ بات بہت اچھی ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بے شک ہیں اللہ تعالیٰ سننے والے (تمہارے تمام فیصلوں کو) بَصِيْرًا دیکھنے والے ہیں (جو کچھ امانات کی ادائگی میں تم کرتے ہیں) **نجم الآیۃ**

بیان الاصل فی اجتباء الامیر بان کان اھلا للامارۃ قال اللّٰہ تعالیٰ (ان اللّٰہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا) وبیان فرائض الامیر بعد الاجتباء (واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل) پھر آگے فرائض رعایا کا ذکر فرمایا ہے وھی اطاعۃ الامیر تحت اطاعۃ اللّٰہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بان لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق ثم اذا کانت الانتخابات علی الاصول القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اجتمعت کلمۃ الامۃ واستحکمت نظام المملکۃ الاسلامیۃ کما قیل (کانھم بنیان مرصوص) واذا لم تکن الانتخابات للامیر والوزیر واراکین الشوراتیۃ علی نھج القرآن والسنۃ فتشتت الامور بحیث لا تنتظم فی سلک واحد ابدًا وتکون الحکومۃ علی طریقۃ السلطنۃ الجباریۃ الغیر الاسلامیۃ فتسفک الدماء وتحلك الاموال وتنتھك حرمات اللّٰہ فملئت المملکۃ فسادا فلذا قال اللّٰہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اب محکومین کو خطاب ہے کہ اے ایمان والے حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور (کہنا مانو) حاکموں کا جو تم میں سے ہوں (یعنی مسلمان ہوں) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ پھر اگر حکام کے احکامات میں تم اے رعایا و رعاۃ اختلاف کرو (کہ یہ حکم خلاف دین کے ہے یا موافق دین کے) فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ تو اسی امر اختلافی میں رجوع کرو طرف اللہ تعالیٰ کے ای قرآن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ای حدیث کے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (تو اس ایمان کا تقاضا ہے کہ اوّلا عمل بالکتاب والسنۃ ہو پھر اگر وہ مسئلہ اور حکم اختلافی نہ ہو تو اجماعی بن گیا اور اگر وہ اختلافی ہو تو قیاس کرو طرف اس کی مثل کے جو قرآن اور حدیث میں ہے تو وہ قیاسی بن گیا) ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ؏ یہ ردّ طرف قرآن اور حدیث کے بہتر ہے (تمہارے [illegible] ہے) اور خوشتر ہے باعتبار انجام کے (کہ اس کام کا انجام اور نتیجہ اچھا نکلے گا بہ نسبت اس انجام کے کہ تم نے محض اپنے آراء زائغہ سے اس اختلاف کو ختم کیا) **نجم الآیۃ**

ع ۶/۵

بیان طریق دفع المشاجرات بین الرعایا والرعاۃ ای المحکوم والحاکم اتنے تک بیان تھا کہ تمام معاملات میں رجوع شریعت کی طرف ہو آگے بیان ہے کہ رجوع غیر شریعت کی طرف نہ ہو جیسا کہ ایک یہودی اور بشر نامی منافق کا کسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا چونکہ یہودی اس معاملہ میں حق پر تھا تو اس نے کہا کہ فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرالیں اور بشر نامی منافق نے کہا کہ فیصلہ کعب بن اشرف سے کرائیں جو کہ یہود کا سردار تھا منافق نے اس خیال سے کہا کہ وہ منافقین کی زیادہ رعایت کرتا تھا آخر فیصلہ دربار نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا جب اس مجلس سے دونوں باہر آئے تو منافق نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں العیاذ باللہ اور عمر بن خطاب کا فیصلہ منظور ہے اس خیال سے کہ عمرؓ بوجہ سخت غیور ہونے کے یہودی کے خلاف فیصلے دیں گے جب دونوں حضرت عمرؓ کے ہاں پہنچے تو یہودی نے تمام ماجراء سنا دیا تو عمرؓ نے بشر منافق سے پوچھا کہ ایسی بات ہے تو منافق نے اقرار کر لیا حضرت عمرؓ

Marfat.com

نے دونوں کو فرمایا کہ ٹھیرو میں گھر سے ہو کر آتا ہوں گھر میں گئے تلوار کو چادر میں لپیٹ لیا اور باہر آئے اور آتے ہی بشر منافق کا سر قلم کر لیا فرمایا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں میرا فیصلہ اس کے حق میں یوں ہے اسی تلوار سے پر جبرئیل امین اترا اور کہا ان عمر فرق بین الحق والباطل وسمّاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفاروق اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (دیکھنا تعجب کا) جو لسانی دعوی کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایمان لایا ہے ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے آپکی طرف یعنی قرآن کے ساتھ اور ایمان لایا ہے ساتھ اس کے جو نازل کی گئی ہے آپ سے پہلے (یعنی توراۃ کے ساتھ یعنی یہ لوگ منافق یہود سے تھے) چاہتے ہیں کہ فیصلے کروائیں مقدمات میں شیطان سے (ای کعب بن اشرف سے اس کو شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ یہ بھی شیطان کی طرح کثیر الطغیان تھا علاوہ ازاں شیطان کعب بن اشرف کیلئے علم لقبی تھا جیسے حضرت عمرؓ کیلئے فاروق علم لقبی تھا) حالانکہ یہ لوگ حکم کئے گئے ہیں کہ ایسے قسم کے شیاطین من الانس کو نہ مانیں کیونکہ ایسے قسم کا شیطان چاہتا ہے کہ گمراہ کرے ان کو بہت دور کا (کہ واپس ہدایت کی طرف نہ آسکیں) یہود من المنافقین کی صفت ذمیمہ کا بیان ہے یہ **نجم الآیۃ** ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (منافقین کے صفات ذمیمہ ایضاحیہ کا بیان) اور جس وقت کہا جاتا ہے ان منافقین کو کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے اور آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ کے موافق فیصلہ فرماویں) تو منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ سے روگردانی کرتے ہیں شدید روگردانی **نجم الآیۃ** تحاکم میں اعراض عن الاحکامات الشرعیۃ علامات نفاقیہ سے ہیں پھر اعراض پر جو انہوں نے ای پسماندگان نے جو بہانے تلاش کئے اس کا ذکر ہے فرمایا فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ پھر کیسے حال ہوا ان کا جس وقت پہنچی تھی ان کو مصیبت (یعنی قتل مقتول کا حضرت عمرؓ کے ہاتھوں سے) بسبب اس حرکت ناشائستہ کے جو ان کے ہاتھوں نے کئے تھے (یعنی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں البتہ عمرؓ کا فیصلہ منظور ہے) پھر (مقتول کے پس ماندگان یہ تاویل مقتول کی طرف سے سوچ کر) آپ کے پاس آئے تھے اللہ تعالی کی قسمیں اٹھاتے ہوئے کہ نہیں ارادہ کیا تھا ہم نے (یعنی ہمارے مقتول نے حضرت عمرؓ کی طرف فیصلہ لے جانے کو) مگر الفصل بالوجہ الاحسن کو اور توافق بین الخصمین کو (یعنی آپ کا فیصلہ شرعی تھا اور ہمارے مقتول کا مقصد تھا فیصلہ التوافق بین الخصمین کا ہو بتراضی الجانبین بنابریں یہ قتل عمد ناحق ہے تو عمرؓ سے قصاص دلوایا جائے) آگے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ محض بہانے ہیں وہ پکا منافق تھا عمرؓ کا قتل اس کو تعزیرا صحیح ہے اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ یہ منافق وہ ہیں کہ ان کے دلوں میں جو نفاق ہے اللہ تعالی اس کو جانتے ہیں فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ آپ ان کے قبول عذر سے اعراض فرمائیں (یعنی حضرت عمرؓ سے قصاص نہیں لینا) وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ اور زجرا روک دیں ان کو ایسے قسم کے نفاقانہ چال وچلن سے اور فرما دیجئے ان کو ان کے حق میں فرمانا

Marfat.com

مؤثر (تاکہ ان پر حجت قائم ہوجائے) **نجم الآیۃ** بیان نتائج عدم التسلیم للحکومۃ الالٰھیۃ آگے ایک قانون کلی کا ذکر فرماتے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور نہیں بھیجا تھا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اطاعت کیا جائے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے **نجم الآیۃ** فیصلہ جات میں جو حکم شرعی کو نہیں مانیگا اس کے ساتھ معاملہ کفار والا کیا جائیگا یعنی قتل کا حق دار ہے تاکہ دوسروں کو اعراض قوانین الٰہیہ کی جرأت نہ ہو آگے ایسے قسم کے منافقین کو توبہ کی تلقین ہے فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ اور جس وقت (ان لوگوں نے یہ حرکت کر کے) اپنے اوپر ظلم کیا تھا (بجائے غلط بہانوں کے تلاش کرنے کے) اگر حاضر ہوجاتے آپ کی دربار میں (جو کہ ایک بڑا مقام قبولیت دعاؤ نکا ہے) پھر خود اللہ کی دربار میں بخشش مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیلئے بخشش مانگتے (کیونکہ یہ جرم بہت بڑا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل بایں مطلب کہ آپ بھی ان کیلئے سفارشی دعاء بخشیش کی کریں) تو پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا کیونکہ وہ بہت رحمت کرنے والے ہیں (کہ اجابۃ دعاء کے بڑے شرائط موجود ہیں ۱ مقام اجابت کا ہو جیسا کہ اُس وقت دربار نبوۃ میں حاضر ہونا اب اس وقت مواجہ شریفہ ہے ۲ خود گڑگڑا کے ساتھ دل سے معافی مانگنا ۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کیلئے معافی کی شفاعت کرنا یا تنقیح المناط کی بنا پر کسی مُسَلَّم ولی اللہ سے معافی کی دعاء کرانا) **نجم الآیۃ** شرائط اجابۃ دعاء کا بیان آگے شرائط ایمان میں سے ایک شرط کا بیان جو کہ اجابۃ دعاء کیلئے اولین شرط ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ سو قسم ہے تیرے رب کی کہ یہ لوگ مؤمن نہ ہوں گے یہانتک کہ حاکم یا حکم تسلیم کرلیں آپ کو آپس کے تمامی اختلافات میں پھر آپ جو فیصلہ دیدیں اس کے خلاف نہ پائیں تنگی کو اپنی دلوں میں بلکہ دل سے پوری طرح تسلیم کرلیں **نجم الآیۃ** اجابۃ دعاء موقوف ہے ایمان پر اور ایمان موقوف ہے قضایا شرعیہ کی تسلیم پر تو معلوم ہوا کہ جو شخص دعاوی میں شرعی احکامات کو تسلیم نہ کریگا وہ مؤمن نہیں اور نہ مستجابۃ الدعوات ہے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَیْھِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ اور اگر لوگوں پر فرض کردیتے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر) کہ قتل کرو اپنے آپ کو (کسی جرم پر جیسا کہ حکم دیا بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پرستش پر کہ (فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم) یا (نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے پر) کہ نکل جاؤ اپنے گھروں سے (جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ مصر سے نکل جاؤ) تو ایسے قسم کی حکم کی تعمیل نہ کرتے مگر تھوڑے ان کے (یعنی مؤمن کامل جو کہ کافروں و منافقوں کے مقابلے میں تھوڑے ہیں) وقد اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن قال لما نزلت هذه الآیۃ قال اُناس من الصحابۃ رضؓ لو فعل ربنا لفعلنا فبلغ ذلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان من اُمّتی لرجالا الایمان اثبتُ فی قلوبھم من الجبال الرواسی) وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِیْتًا۝ اور اگر یہ لوگ کرتے وہ کام جن کے بارے میں ان کو نصیحت کہا گیا ہے (کہ اگر نہ کیا تو سزا ہوگی) تو ہوتا ان کیلئے بہتر (باعتبار استحقاق ثواب کے) اور زیادہ پختہ کرنے والا ان کے ایمان کو وَّاِذًا لَّاٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِیْمًا۝

Marfat.com

اور اس وقت (جس وقت کہ عمل سے استحقاق ثواب کا حاصل ہوگیا اور دین و ایمان میں تثبیت حاصل ہوگئی تو آخرۃ میں) ضرور دیں گے ان کو
اپنی طرف سے اجرِعظیم وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ اور بتلاتے ہم ان کو بلکہ چلاتے ہم ان کو (جناب قدس کی طرف) راستہ سیدھا
نجم الآیۃ بیان المراتب النھائیۃ فی الاطاعۃ آگے اس کی تشریح ہے کہ موت کے بعد جنت میں مطیعین کو کبھی مرافقت نبیین
کے ساتھ ہوگی اور کبھی صدیقین کے ساتھ کبھی شہداء کے ساتھ کبھی صالحین کے ساتھ واخرج الطبرانی عن مسروق قال قال اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ماینبغی لنا ان نفارق فانك لومتّ لرفعت فوقنا فلم نرك فانزل اللہ تعالی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اور جو
شخص کہنا مان لیا اللہ تعالی کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ تو ایسے مطیعین حضرات (جنت میں) ان حضرات کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالی نے (ہر
قسم کا) ان پر انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور صدیقین کے ساتھ (جو کہ اولیاء امت میں سے ہوتے ہیں) اور شہداء کے ساتھ (جنہوں
نے اللہ تعالی کے راہ میں جان دیکر سپر دیجانان ہوگئے) اور صالحین کے ساتھ (جو نیک بخت ہوں) اور اچھے ہیں یہ چار حضرات باعتبار رفیق ہونے کے
ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہ (مرافقت ان حضرات کے ساتھ بغیر ان کے اعمال جیسے اعمال کے) اللہ تعالی کی طرف سے تفضل زائد ہے ای ثواب زائد ہے
اور پر ثواب ان کے اعمال کے وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور کافی ہیں اللہ جاننے والے (ہر ایک کے نیات خالصہ کو اور اعمال خالصہ کو جس پر اصلی ع ۱۱ ۶
ثواب اور فضلی ثواب دیں گے) وفی البخاری عن انس رض ان رجلا قال یارسول اللہ الرجل یحب قوما ولم یلحق بھم فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم المرأمع من احبّ **نجم الآیۃ** تفصیل مراتب النھائیۃ للاطاعیۃ للہ تعالی ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ
اللہ تعالی نے فضیلت شہادۃ کو ذکر فرمایا آگے جہاد کا ذکر فرماتے ہیں نیز جب یہود نے کفار مکہ کے بارے میں کہا کہ (ھٰؤلاء اھدی من
الذین آمنوا سبیلا) یہ بات کفار کو خوش آمدید کے طور پر کہا تاکہ کفار سخت قتال کر کے مسلمانوں کو ختم کردیں پھر مرکزی حکومت کفار مکہ کی ہوگی اور
صوبائی حکومت یہود کی ہوگی تو اللہ تعالی نے ان کے خلاف جہاد کی سخت تیاریاں شروع کرادیں تاکہ مرکز بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے فرمایا
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ اے ایمان والے لے لو اپنے ہتھیار (ای ڈھال اور تلوار اور تیر و کمان اور خود وغیرھا) یا معنی ہے اے
ایمان والے اپنے بچاؤ کیلئے احتیاطی تدابیر اختیار کرلو (جہاد میں سب سے پہلے یہ کرنا پڑتا ہے) پھر فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ نکلو (کفار کیساتھ مقاتلہ کیلئے
متفرق طور پر (ای سریہ سریہ جہاں پر مقابلہ سخت نہ ہو) اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ یا نکلو مجتمع ہوکر (ای جیش کی صورۃ میں یعنی بڑا لشکر جہاں پر
مقابلہ سخت ہو) پھر آگے منافقین کے حال کا بیان ہے کہ یہ متخلف عن الجہاد رہتے ہیں وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ اور بے شک تم میں سے بعض ایسا ہے
(یعنی منافقین) کہ جہاد سے ثقیل ہوتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے (جہاد سے) فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ
شَهِيْدًا ۝ پھر اگر پہنچا تم کو کوئی حادثہ تو (خوشی میں) کہتا ہے کہ بے شک اللہ مجھ پر بڑا فضل کیا ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ (لڑائی میں) حاضر نہ
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

Marfat.com

اور اگر پہنچا تم کو اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی فتح وغنیمت) تو تأسفاً کہتا ہے کہ کاش کہ میں ان کے ساتھ ہوتا تو کامیاب ہوتا بڑا (کہ غنیمت حاصل کرتا یہ محض مال کے فوت ہونے پر تأسف کرتا ہے جس میں وہ بہت حریص ہے کہ مجھے بھی ملجاتا اور بخیل بھی ہے کہ تمامی مال غنیمت کا مسلمانوں کو کیوں ملگیا اس سے اس کی تمہارے ساتھ عداوۃ بیّن معلوم ہوگئی جس کو بطور جملہ معترضہ کے فرمایا (کان لم تکن بینکم وبینه مودّة) گویا کہ نہ تھی تم میں اور اس میں کچھ دوستی **نجم الآیة** الامر بالجہاد بعد اعتداد القوۃ للجہاد والملامة عن التأخر فی الجهاد اب آگے اللہ تعالیٰ مخلصین مؤمنین کو جہاد میں قتال کا حکم دیتے ہیں نہ منافقین کو کیونکہ یہ جبن کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان سے بھاگ جائیں گے پھر سب کو شکست کا سامنا کرنا پڑیگا فرمایا فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ سو چاہیئے (میدان جہاد میں) لڑیں وہ لوگ جنہوں نے بیچ دیا ہے حیاۃ دنیاوی کو بدلے آخرۃ کے (پھر مخلص مسلمان دو حال سے خالی نہیں ہیں یا غالب یا مغلوب ہر ایک کا بیان) وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور جو شخص لڑیگا اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھر قتل کیا جائے یا غالب آجائے (کہ قتل کریگا) ضرور دیں گے ہم اس کو (دونوں صورتوں میں) اجر بہت بڑا **نجم الآیة** الحکم للقتال مع الکفار والجواب للمنافقین بالفوز العظیم فی الصورتین ای الغلبة والمغلوبیة فی مقابلة مقولة المنافقین للمسلمین من (فان اصابتکم مصیبة الی فافوز فوزا عظیما) آگے اقتضائیات جہاد کا ذکر فرماتے ہیں اور فریقین کے درمیان فرق عظیم کو ذکر فرماتے ہیں وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اور تمہارے پاس کونسا عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راہ میں قتال نہ کرو (یعنی جہاد کا اوّلین مقتضی اعلاء کلمۃ اللہ ہے دوسرا مقتضی جو اضعف الضعفاء ہیں انہیں کا استخلاص کفار کے چنبہ سے ہے) وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ عطف علی (سبیل اللہ) بحذف مضاف وهو الاستخلاص کما قال المبرد والسین للمبالغة والمعنی اور تمہارے پاس کونسا عذر ہے کہ قتال نہ کرو بیچ چھڑانے بہت زیادہ کمزوروں کے (جو کہ مکہ مکرمہ میں ظالموں کے پنجہ میں پھنسے ہوئے ہیں) مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ جو کہ کچھ مرد ہیں۔ اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں وقال ابن عباس کنت انا وامّی من المستضعفین الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ جو (بیچارگی کی حالت میں یوں دعائیں مانگتے ہیں) اے رب ہمارا ہم کو باہر نکال اس شہر سے (یعنی مکہ مکرمہ سے) جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور کر دے ہمارے لیئے اپنی طرف سے کوئی ولی ای نفع کے اشیاء پہنچانے والا اور کر دے ہمارے لیئے اپنی طرف سے کوئی نصیر یعنی دفع ضرر کے کرنے والا (پھر اللہ تعالیٰ نے انکی دعاؤں کو منظور فرمایا کہ بعض کیلئے خروج الی المدینۃ کو میسّر فرمایا اور جو باقی بچ گئے ان کیلئے خیر ولیّ و اعزّ ناصر مقرر فرمایا بان فتح مکة علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وولّی علیهم عتاب بن اسید جعله الله تعالیٰ نصیرا ینصف المظلوم من الظالم) پھر آگے فریقین کے درمیان فرق کو ذکر فرماتے ہیں جس میں تشجیع المؤمنین للجہاد ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جو لوگ پکے ایمان دار ہیں وہ تو قتال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی پہلا مقصد ان کا قتال سے اعلاء کلمۃ اللہ ہوتا ہے) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوْتِ اور (ان کے مقابلہ میں) جو لوگ پکے کافر ہیں وہ قتال کرتے ہیں شیطان کے راستہ میں (یعنی کفر و شرک کی ترویج میں) فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ

سو (اے اولیاء اللہ) قتال کرو اولیاء الشیطان کے ساتھ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ بے شک تدبیر شیطانی ہے کمزور (تو یہ کمزور تدبیر کیسے غالب آسکے گی او پر قوی قدرۃ اللہ تعالیٰ کے) **تجم الآیۃ** اقتضاءیات جہاد کا بیان۔ پہلے منافقین کے بارے میں فرمایا (وان منکم لیبطئن الخ) اب بھی منافقین کے بارے میں فرماتے ہیں کما فی البحر المحیط اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (جب تک جہاد فرض نہ ہوا تھا تو منافقین کے زبانی بڑے تقاضے تھے کہ جہاد فرض ہو جائے اور ہم جہاد کریں تو ان کا یہ تقاضا محض زبانی تھا نہ قلبی جب جہاد فرض ہو گیا تو سخت بزدلی کا مظاہرہ کیا وھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالیٰ فی حق بنی اسرائیل (ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ الآیۃ) فرمایا کیا نہیں دیکھتے ہو (دیکھنا تعجب کا) ان لوگوں کی طرف جن کو حکم کیا گیا تھا (اولین زمانہ ہجرۃ میں) کہ تھامے رکھو اپنے ہاتھ (یعنی فی الحال جہاد بالکفار کا حکم نہیں ہے بلکہ جہاد بالانفس کا حکم ہے کہ یہ جہاد اولین فریضہ ہے) بلکہ نمازوں کی پابندی رکھو اور خوشی سے دیتے رہو زکوۃ کو (کہ اس میں تزکیہ نفس کا ہے) فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو اسی وقت ایک جماعت ان میں سے (یعنی منافقین) ڈرنے لگی لوگوں سے (ای کفار سے) مثل ڈرنے اللہ تعالیٰ سے (موت سے) یا اس سے بھی زیادہ ڈر (اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے ڈر ہے ویسے امید رحمت کی ہے بخلاف کافر کے کہ اس سے صرف خوف ہی خوف ہے) وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ اور کہنے لگے (بامید التواء حکم قتال کے) کہ اے ہمارا رب (آپ ابھی سے) کیوں فرض کر دیا ہم پر جہاد لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ کیوں نہ مؤخر کیا (حکم جہاد کا) تھوڑی مدت تک (کہ ہم مر جاتے بستروں پر پھر آپ پسماندگان پر یہ حکم نازل کرتے) قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ آپ فرما دیجئے کہ دنیا سے فائدہ اٹھانا محض چند روزہ ہے وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى اور آخرت (جس کے حصول کا بہتر ذریعہ جہاد ہے) اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اسکی مخالفت احکام سے (یہ جواب ہے (لم کتبت علینا القتال) کا وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا ایک تاگے کے برابر آگے (لولا اخرتنا الخ) کا جواب ہے اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ تم چاہیں کہیں بھی ہو آپکڑیگی تم کو موت وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ اگرچہ تم کیوں نہ ہوں مضبوط قلعوں میں (یعنی جہاد نہ کرنے کو موت کی تاخیر میں کوئی دخل نہیں ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اس کے آنے پر موت آجائیگی جتنا موت سے کیوں نہ بھاگتے رہو) **تجم الآیۃ** منافقین جہاد سے ڈرتے ہیں بوجہ ڈر موت کے حالانکہ موت وقت متعین سے نہیں ٹلتی۔ آگے منافقین و یہود کے اقوال شنیعہ کا بیان وَاِنْ تُصِبْھُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور اگر (ان منافقین و یہود) کو پہنچتی ہے کوئی اچھی حالت (یعنی جہاد میں فتح اور نرخون میں سستا پن اور زیادتی فی الاموال والاولاد) تو کہتے ہیں یہ (حسن اتفاق سے) اللہ کی طرف سے ہے (اسکی نسبت برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کرتے حالانکہ یہ سب کچھ برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی بری حالت (جیسے جہاد میں شکست اور نرخوں میں مہنگائی وغیرھا) تو کہتے ہیں یہ آپ کے سبب سے ہے (ورنہ اس سے قبل ہم خوشحال تھے) قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فرما دیجئے سب کچھ (ای نقمت و نعمت) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے (یعنی نقمت کی نسبت میری طرف غلط ہے اور نعمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف محض اتفاقا غلط ہے بلکہ وہ تفضلا

من اللہ تعالیٰ ہے) فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ پھر کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ قریب بھی نہیں لگتے بات کے سمجھنے کو (یعنی سالم قرآن کو یا یہی جملہ (کل من عند اللہ) کو) آگے اسی جملہ کی تفصیل ہے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (اے انسان اور مطلق مخاطب) جو پہنچتی ہے تم کو کوئی خوشحالی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے (تفضلا لا اتفاقا) کما قال اللہ تعالیٰ (ویعفو عن کثیر) وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور (اے مطلق مخاطب) جو پہنچتی ہے تم کو کوئی بدحالی وہ تیرے ہی (اعمال بد کے) سبب سے ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم) فھذا الخطاب لمطلق المخاطب لا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بقرینۃ (فمن نفسك) لانہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم **نجم الآیۃ** بیان اقوال الیھود والمنافقین فی حق الذات المطھرۃ والرد لھم من جانب اللہ تعالیٰ

آگے اللہ تعالیٰ جلالۃ منصب رسالۃ مآب کا ذکر فرماتے ہیں وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا اور بھیجا ہے ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر (تو کسی کے انکار سے آپکی رسالت میں فرق نہیں آئیگا) وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اور اللہ تعالیٰ (آپکی رسالت پر) گواہ کافی ہیں **نجم الآیۃ** الشھادۃ العالیۃ علی رسالتہ العالیۃ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور جو شخص اطاعت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس نے اطاعت کرلی اللہ تعالیٰ کی وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ اور جو شخص آپکی اطاعت سے روگردانی کریگا تو نہیں بھیجا ہم نے آپکو ان پر نگرانی کرنے والا (کہ ضرور ان سے منوانا ہے ورنہ تبلیغ کا حق ادا نہ ہوگا) **نجم الآیۃ** بیان الشان العالی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے منافقین کے اور قبائح کا بیان کہ آپ سے خدع کرتے ہیں کہ سامنے کچھ بات کہتے ہیں اور گھر جاکر اس کے خلاف مشورہ کرتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ اور یہ منافق لوگ (آپ کے احکام سنکر) کہتے ہیں (ہمارا شان) آپ کا کہنا ماننا ہے پھر جب آپکی مجلس سے باہر جاتے ہیں تو رات کے وقت پوشیدہ مشورے کرتی ہے ان میں سے ایک جماعت (یعنی منافقین کے سردار) برخلاف اس کے جو آپ سے انکی جماعت کہہ آئی تھی وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ اور اللہ (یعنی کراماً کاتبین) لکھتے ہیں (بحکم اللہ تعالیٰ کے) جو کچھ رات کو وہ مشورے کرتے ہیں فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ سو آپ ان کی (اس فعل شنیع کی) پرواہ نہ کریں (کہ آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے) وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اور بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ پر اور وہ کافی ہیں کارسازی میں **نجم الآیۃ** منافقین کی غلط تدابیر کا فکر نہ فرمائیں کیونکہ (وکفی باللہ وکیلا) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں - اس سے پہلے اثبات رسالت کا بیان تھا آگے صداقت قرآن کا بیان ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا غور نہیں کرتے قرآن کی طرف (یعنی قرآن کے اخبار بالغیب کی طرف مثلاً) وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ اور اگر (بالفرض والمحال) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا (جیسا کہ یہ لوگ آپکو اخبار بالغیب کا کاہن کہتے ہیں) لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ تو البتہ پاتے بیچ اس کے (اخبار بالغیب کے) تفاوت بہت (کیونکہ کاہنوں کی خبروں میں بہت تضاد ہوتا ہے جب اس کی کسی خبر میں تضاد نہیں ہے اور ہر خبر مثلاً امم سابقہ کے حالات کی بالکل صحیح ہے کہ تاریخ صحیح اس پر شاہد ہے تو معلوم ہوا کہ اس کے بتلانے والا کاہن نہیں ہے جونکہ سب خبریں صحیح ہیں تو یہ کلام اللہ تعالیٰ کی ہے اور لانے والے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ان

کے خلاف تدابیر الٰہی کیلئے مہلک ہیں جو ان کے خلاف تدابیر کرتے ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام برحق ہے) **نجم الآیۃ** قرآن پاک کی خبروں میں عدم تضاد یہ اس کے برحق قرآن ہونیکی دلیل ہے۔ آگے منافقین کے اور فعل شنیع کا ذکر فرماتے ہیں کہ بغیر تحقیق کے بڑے بڑے خبروں کی تشہیر کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا فرمایا وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اور جبکہ پہنچتی ہے ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو جلدی میں اسکو مشہور کر دیتے ہیں (مثلاً کہیں جہاد کیلئے سریہ ای چھوٹا سا لشکر گیا ہوا ہے اس کی خبر فتح کی یا شکست کی مدینہ منورہ میں کسی غیر ذمہ دار کے ذریعہ پہنچ گئی تو منافقین نے اس خبر غیر محقق کو جلدی میں مدینہ منورہ میں اڑا دیا حالانکہ اس کا پس منظر ایسا نہ ہوتا تھا تو اس سے پس ماندگان کیلئے اچھا نتیجہ نہ نکلتا تھا تو فرمایا) وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اور اگر حوالے کر دیتے اس خبر کو (امن کی ہو یا خوف کی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طرف ان لوگوں کے جو ذی رأی ہیں (یعنی خلفاء راشدین اور اکابرین صحابہ) تو تحقیق کرتے اس خبر کی وہ لوگ جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس خبر کی (یعنی ذمہ دار حضرات اچھے نتیجہ تک پہنچ کر اسکا اعلان کر دیتے جس سے پس ماندگان کو کوئی رنج نہ پہنچتا) **نجم الآیۃ** منافقین کی عجلت بازیوں سے کوئی اچھا نتیجہ خبروں کا نہ نکلتا تھا آگے ارشاد ہے کہ ہر بات کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں سمجھنا چاہیئے محض رأی نفسانی سے سمجھنا یہ شیطان کی اتباع ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور اگر نہ ہوتا تم پر فضل الٰہی (ای قرآن مجید) اور رحمت اسکی (ای رحمۃ للعالمین) تو تم تابع ہو جاتے شیطان کے مگر تھوڑے سے آدمی (کہ فطرۃ سلیمہ کے ذریعہ ہدایت پر رہتے جیسے زید بن عمرو بن نفیل و ورقہ بن نوفل وقیس بن ساعدۃ اور ان کے امثال **خلاصہ** یہ ہے کہ اتباع شیطان سے بچنا موقوف ہے اتباع قرآن و سنت پر غالبا تو ہر ایسے معاملہ کو ردوہ الی اللہ والرسول واولی الامر منکم والا فقد غویتم الا قلیلا) **نجم الآیۃ** ہدایۃ کا واحد ذریعہ قرآن و حدیث و علماء الامت کی اتباع ہے جیسا کہ فرمایا (فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون) پہلے فرمایا تھا (وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ) آگے فرماتے ہیں کہ آپ صرف اپنی ذات کی حد تک جہاد کے مکلف ہیں آپ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہیں اگر وہ جہاد پر آمادہ نہ ہوں جیسے منافقین جہاد پر آمادہ نہیں ہیں تو)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ پھر آپ جہاد کیا کریں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں مکلف آپ مگر اپنی ذات مقدس کی حد تک اور ترغیب دیتے رہو مؤمنین کو (جہاد کی) عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ بند کر دے لڑائی کافروں کی (یعنی ان کے زور و جوش ختم کر دے کہ مغلوب ہو جائیں گرچہ آپ اکیلے جہاد کریں یا آپکے ساتھ اقل قلیل جماعت ہو جیسے بدر کبریٰ میں تین سو تیرہ تھے اور بدر صغریٰ میں سبعین راکبا تھے مگر ابو سفیان مقابلہ میں بہانہ قحط کا کر کے نہ آیا) اور اللہ تعالیٰ بہت سخت ہیں لڑائی میں اور بہت سخت ہیں سزا دینے میں **نجم الآیۃ** اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے ساتھ ہے گرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کیوں نہ ہوں آگے ترغیب جہاد کی فضیلت کو ذکر فرماتے ہیں اور ترہیب عن الجہاد کی مذمت فرماتے ہیں مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا جو شخص سفارش کرے نیک بات کی (یعنی دوسرے کو ترغیب دے نیک کاموں کی جیسے جہاد نماز و روزہ و حج) ہوگا اس کیلئے

Marfat.com

ثواب کا بڑا حصہ اس حسنہ سے وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا اور جو شخص سفارش کرے بری بات کی (یعنی کسی کو برے
کام کی ترغیب دیوے) تو ہوگا اس کیلئے گناہ کا بڑا حصہ اس سیئۃ سے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا اور ہے اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت
رکھنے والے (کہ نیک کام کی ترغیب پر نیک کام کا ثواب دیدیں اور برے کام کی ترغیب پر برے کام کی سزا دیدیں) **نجم الآیۃ** کاموں
کی ترغیب پر ان جیسا رد عمل ہوگا آخرت میں چونکہ منافقین معاشرے کے لحاظ سے بدتمیز تھے حتی کہ حضرت الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری
کے وقت بعض منافق ناشائستہ الفاظ سوء ادبی کے لیًّا بالالسنۃ یوں اپنے زعم میں تحیۃ کہتے تھے بجائے السّلام علیکم کے اَلسَّامُ علیکم تو اللہ تعالی نے
مسلمانوں کو معاشرہ اسلامی میں تحیہ کے آداب کی یوں تلقین فرمائی ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اور جس وقت
تحیہ میں تم السلام علیکم کہے جاؤ تو جواب میں اس سے اچھے تحیہ سے جواب دو یعنی کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ یا جواب میں اسکی مثل کا رد کرو یعنی یوں
کہو وعلیکم السلام اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا بے شک ہیں اللہ تعالی ہر شیئ پر (ای ہر عمل پر) حساب لینے والے ان خیرا فخیر وان النصف
شرا فشر بنا بریں جو اصل الاصول ہے دین اسلام میں یعنی عبادت اللہ وحدہ لاشریک لہ کی اس کو مضبوطی سے پکڑو فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ تعالی کی
ذات مقدس ایسی ہے کہ ان کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے آگے محاسبہ کا دن متعین فرمایا لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ بیشک
تم کو جمع کریں گے قیامت کے دن میں جس کے وجود میں کوئی شبہہ کی مجال بھی نہیں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اور کون زیادہ ہے بنسبت ع ۱۱ / ۸
اللہ تعالی کے سچی بات کہنے والا (تو توحید عبادتی کی خبر اور قیامت کے وجود کی خبر اللہ تعالی نے دی ہے تو یہ دونوں باتیں خبر کے صدق میں انتہائی درجہ
رکھتی ہیں) **نجم الآیۃ** معاشرہ اصلاحی میں حسن خلق اور توحید کو اولی درجہ حاصل ہے، آگے اللہ تعالی منافقین جو غیر مدنی تھے ان کے اقسام
کا ذکر فرماتے ہیں اور ہر ایک کا حکم بیان فرماتے ہیں ۱۔ ایک قسم وہ تھا جو مکہ مکرمہ سے بشکل ہجرۃ کے مدینہ منورہ آکر اسلام کو قبول کیا پھر واپس
مکہ کی طرف جانیکی اجازت لی کہ وہاں سے سامان لے آنا ہے تاکہ معیشت بحال ہو جائے جب واپس مکہ کو گئے تو واپس مدینہ کو نہ آئے یہ حیلہ اس
لیئے کیا کہ کہیں ہمارے خلاف جنگ کی محاذ آرائی نہ ہو کہ ہم کہیں گے کہ ہم مکہ میں جا کر مستضعف ہو گئے تھے کذا اخرج عبد بن حمید عن مجاھد
۲۔ دوسرا قسم وہ تھا کہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے باوجود قدرت علی الہجرۃ کے تارک ہجرۃ کے رہے بہ بہانہ مستضعف فی الارض کے کذا اخرج
ابن جریر عن الضحاک دونوں کا حکم یہ ہے کہ دونوں فریق کافر و منافق ہیں کیونکہ مکہ مکرمہ سے ہجرۃ فرض تھی تو جیسے اسلام کیلئے اقرار شہادتین
کا شرط ہے ویسے ہجرۃ دار الحرب سے بھی شرط تھی تو دونوں قسموں کیلئے قتل عام کا حکم تھا باستثناء دو طریقوں کے ایک یہ کہ ہم عہد ہو جائیں ایسے
قوم کے ساتھ جن کا تمہارے ساتھ معاہدہ عدم محاربت کا ہے تو گویا کہ یہ منافق لوگ بھی معاہد بن گئے روی ابن ابی حاتم عن مجاھد وھم الاسلمیون
وذلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادع ھلال بن عویمر الاسلمی انہ لایعینہ ولایعین علیہ ومن وصل الی ھلال فلھم من الجوار مثل
ما لھلال دوسرا یہ کہ آپکی دربار میں حاضر ہو کر یوں مصالحت کریں کہ نہ ہم آپ سے برسر کارِ جنگ ہوں گے نہ اپنی قوم کفار کے ساتھ (جو آپ کے محارب
ہیں) برسر کارِ جنگ ہوں گے دونوں طرفوں سے امن میں رہنا چاہتے ہیں وہم بنو مدلج کانوا عاھدوا ان لایقاتلوا المسلمین وعاھدوا قریشا ان لایقاتلوھم

Marfat.com

فاستثنی اللہ تعالی من الاخذ والقتل فریقین فریق من المرتدین المنافقین وھو من ترک المحاربین ولحق بالمعاہدین وفریق من المرتدین المنافقین ھو من اتی المؤمنین وکف عن قتال الفریقین اور ایک اور فریق تھا کہ دربار نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر بہ نیت دھوکہ ہی کے ایک مبہم سا معاہدہ صلح کا یوں کرتا تھا کہ ہم آپ سے اور اپنی قوم سے جو آپ کے محارب ہیں امن کی زندگی بسر کرنیکی خواہش رکھتے ہیں اور ظاہرا مسلمان ہو جاتے تھے اور واپس جاکر بت پرستی میں مشغول ہو جاتے تھے پھر مسلمانوں کے خلاف جب ہی موقع پالیتے تھے تو میدان جنگ میں کود پڑتے تھے تو اسی فریق کا حکم بھی قتل عام کا ہے وکانوا کماقیل اسد وغطفان وکانوا منافقین مرتدین) فرمایا فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ پھر تم کو کیا ہو گیا کہ ان دونوں قسموں کے منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے (کہ ایک گروہ مسلمانوں کا اب بھی ان کو مسلمان سمجھتا ہے) وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا حالانکہ اللہ تعالی نے ان کو الٹا کر دیا ہے (طرف کفر بعد الایمان کے) بسبب اس کے کہ انہوں نے کسب کیا ہے (ردت بعد الایمان کو) اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ کیا تم لوگ (ای مسلمانو) ارادہ کرتے ہو کہ راہ اسلام پر لاؤ ان کو جن کو اللہ تعالی گمراہی میں ڈال رکھا ہے (یعنی اللہ تعالی نے ان کے عزم بالجزم کفر پر ضلالت کو ان کیلئے پیدا کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا قانون ہے کہ جو شخص کسی شیئ کا عزم بالجزم کریگا اسی شیئ کو اللہ تعالی پیدا کر دیتے ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۸۸ اور جو شخص کہ اللہ تعالی اس کو گمراہی میں ڈالدیں (بوجہ اس کے عزم بالجزم کفر کے) تو ہرگز نہ پاؤ گے اس کیلئے کوئی راستہ (اسلام کا) آگے فرماتے ہیں کہ ان منافقین کو غلو فی الکفر اتنا ہے کہ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً وہ منافقین کی جماعت تمنا کرتے ہیں کہ کاشکے (ای مسلمانو) تم کفر کو اختیار کر لو جیسے کہ وہ کافر ہیں پھر تم سب (ای تم اور وہ) ہو جاؤ برابر (کفر میں) بنا بریں کہ وہ تمہارے عدو مبین ہیں) فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ تو نہ بناؤ ان کو دوست (کہ ان کے ساتھ دوستی کا ایسا برتاؤ کرو جیسا کہ مسلم بھائی کیساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے کیونکہ دوستی کیلئے اسلام شرط ہے) حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہانتک کہ ہجرۃ کریں اللہ تعالی کے راہ میں (یعنی اخلاص کے ساتھ ایمان لاکر ترک وطن کا کریں جو کہ اس وقت فرض تھا) فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر وہ معرض رہیں ہجرۃ سے (جو کہ اسلام کیلئے شرط ہے) فَخُذُوْهُمْ تو پکڑو ان کو پھر (فاما منا بعد واما فداء) اور اگر زندہ گرفتار ہو سکیں تو وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اور قتل کرو ان کو جہاں پاؤ ان کو (خواہ حرم مکہ میں کیوں نہ ہوں یعنی قتل عام کا حکم ہے) پھر اگر زندہ گرفتار کر لو تو پھر بھی ان کے ساتھ دوستانہ نہیں بنانا کیونکہ دوستی کیلئے اسلام شرط ہے وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۸۹ اور نہ بنانا ان میں سے کسی کو دوست جلب نفع میں اور نہ مددگار دفع ضرر میں یہ آیت کریمہ ایسی ہے کما قال اللہ تعالی (فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء) آگے ذکر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قسم کے فریق قتل سے مستثنی ہو سکتے ہیں دو طرق سے ایک یہ ہے کہ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ مگر (ان منافقین سے) وہ لوگ جو ملاپ کر لیا ایسی قوم کے ساتھ جن کے درمیان اور تمہارے درمیان عہد ہے (عدم محاربۃ کا جیسا کہ ھلال بن عویمر اسلمی کے ساتھ معاہدہ عدم محاربۃ کا تھا اور یہ بھی تھا کہ ومن وصل الی ھلال فلھم من الجوار مثل ما لھلال تو واصلین کے ساتھ محاربۃ گویا کہ معاہدین کے ساتھ محاربۃ ہے تو یہ غدر ہے شرعا ممنوع ہے) دوسرا یہ ہے کہ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ

صُدُوۡرُهُمۡ اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا قَوۡمَهُمۡ عطف علی (یصلون) یا مگر (ان منافقین سے) وہ لوگ جو آویں تمہارے پاس اس
حالت میں کہ ان کے دل تنگ ہو گئے ہیں کہ لڑائی کریں آپکے ساتھ یا قوم اپنی کے ساتھ (جو تمہارے محارب ہیں جیسے بنی مدلج کانوا عاھدوا ان
لایقاتلوا المسلمین وعاھدوا قریشا ان لایقاتلوھم تو ایسے قسم کے منافق قتل سے مستثنی ہیں کیونکہ پہلے فریق حکما معاہد ہیں اور دوسرے فریق
حقیقتا معاہد ہیں آگے ان کے عدم قتل کے ترغیبی الفاظ ہیں کیونکہ وہ مسلمان جو ان کو کافر منافق سمجھتے تھے ان کے قتل پر جوشان تھے فرمایا وَلَوۡ شَآءَ
اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ اور اگر چاہتا اللہ تعالی تو ان (منافقین ومرتدین) کو مسلط کر دیتا (یعنی دلیر کر دیتا) تم پر پھر وہ تم سے ضرور قتال
کرتے (مگر ایسا نہیں چاہا تو وہ بزدل ہو کر معاہد حکما یا حقیقتا بن گئے ہیں لہذا بحکم اللہ تعالی کے جس نے ان کو بزدل بنا دیا ہے ان کے قتل سے رک جاؤ
جب تک وہ رکے رہیں) فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ سو اگر وہ تم سے یکسو اور کنارہ کش رہیں یعنی تم سے مقاتلہ نہ
کریں اور پیش کریں تم پر صلح کو (یعنی ہمیشہ کیلئے تمہارے ساتھ معاملہ سلامت روی کا رکھیں تو فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ۝ سو نہیں
کیا اللہ تعالی نے تم کو ان پر کوئی راستہ قتل کے جواز کا آگے ایک اور گروہ منافقین ومرتدین کا ذکر فرماتے ہیں کہ بوقت اسلام لانے کے بھی انکی دل
میں غدر مضمر تھا جیسا کہ قبیلہ غطفان واسد کا تھا کہ ظاہرا اسلام لا کر مسلمانوں سے مطمئن ہو گئے پھر واپس جا کر بت پرستی میں مشغول ہو گئے اور
قریش کو یہ تأثر دیا کہ یہ لوگ مذہبا قریش سے متفق ہیں تو قریش سے بھی مطمئن ہو گئے تو جانبین سے مأمون ہو گئے ولیکن مسلمانوں کے
خلاف موقع بین تھے جس وقت موقع ملا تو میدان جنگ میں کود پڑیں گے تو ان کے بارے میں حکم عام قتل کا ہے فرمایا سَتَجِدُوۡنَ اٰخَرِيۡنَ
يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّاۡمَنُوۡكُمۡ وَيَاۡمَنُوۡا قَوۡمَهُمۡ كُلَّمَا رُدُّوۡۤا اِلَى الۡفِتۡنَةِ اُرۡكِسُوۡا فِيۡهَا ضرور پاؤ گے ایک اور قوم (منافقین ومرتدین) کو کہ (وہ بطور
دھوکہ دہی کے) چاہتے ہیں کہ (وہ اسلام کو پیش کر کے) امن میں رہیں تم سے اور (واپس جا کر بت پرستی میں مبتلا ہو کر) امن میں رہیں اپنی قوم سے
(یعنی طرفین سے مقاتلہ سے مأمون رہیں تمہارے ساتھ صرف لسانا ہیں اور مشرکین کے ساتھ قلبا ہیں اور تمہارے خلاف موقع کی تاڑ میں ہیں کہ)
جب بھی لوٹائے جاتے ہیں تمہارے خلاف محاذ آرائی کی طرف تو اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں قال ابن عباس هم أناس كانوا يأتون النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فیسلمون ریاءً ثم یرجعون الی قریش فیرتکسون فی الاوثان یبتغون بذلك ان یأمنوا نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ویأمنوا قومهم من قریش فابی اللہ تعالی ذلك علیهم وکانوا کما قیل اسد وغطفان وکانوا منافقین مرتدین فَاِنۡ لَّمۡ يَعۡتَزِلُوۡكُمۡ
وَيُلۡقُوۡۤا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ عطف علی (یعتزلوکم) وَيَكُفُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ عطف علی (یعتزلوکم) پھر اگر ایسے قسم کے منافق لوگ (تم سے
صلح کو توڑ کر) تم سے کنارہ کش نہ رہے اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ تمہارے مقابلہ میں اپنے ہاتھوں کو (قتال) سے روکیں فَخُذُوۡهُمۡ
ع ۱۲/۹ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ تو تم ان کو پکڑ کر قیدی بناؤ اور قتل کرو جہاں پاؤ ان کو وَاُولٰٓئِكُمۡ جَعَلۡنَا لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ۝
اور ان صفات ذمیمہ والے لوگ کر دیا ہے ہم نے تم کو ان کے اوپر دلیل کھلی جواز قتل کی (وہ فان لم یعتزلوکم سے ایدیهم تک) **نجم الآیات**
ذکر احکام الاخذ والقتل والکف عنهما فی حق المنافقین المرتدین ویسے تو منافقین بوجہ ظاہری اسلام کے مأمون من القتل ہیں ولیکن

مرتد تو مامون عن القتل نہیں ہے ولیکن دو طرق سے وہ مأمون ہو سکتے ہیں ایک (الذین یصلون) الخ سے دوسرا (او جاؤکم) الخ سے پھر ان کی بھی تین پیشرائط ہیں جو کہ (فان اعتزلوکم سے السلم) تک مذکور ہیں اور جو منافق مرتدان تین شرطوں کی خلاف ورزی کریگا تو قتل عام کا حکم ہے جس کا ذکر (فان لم یعتزلوکم سے ایدیھم) تک ہے پیچھے قتال بالکفار و بالمنافقین المرتدین کا بیان تھا آگے بیان ہے کہ بسا اوقات جہاد میں مؤمن کا قتل خطأً ہوجاتا ہے تو اس کے تین اقسام ہیں ایک[1] یہ کہ مقتول قوم مومنین سے ہے یا کفار سے[2] پھر اگر کفار سے ہے تو کفار محارب ہیں یا معاہد[3] پہلے قسم کا حکم ہے (فتحریر رقبة مؤمنة ودیة مسلمة الی اھلہ) دوسرے قسم کا حکم ہے (فتحریر رقبة مؤمنة) تیسرے قسم کا حکم ہے (فدیة مسلمة الی اھلہ وتحریر رقبة مؤمنة) دیۃ کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور تحریر رقبۃ مؤمنۃ کا تعلق حقوق اللہ سے ہے دیۃ اگر اونٹوں سے دی جائی تو سو[100] اونٹ ہوں اگر بقرہ سے ہو یعنی گائے یا بیل یا بھینس دیے جائیں تو دو سو[200] بقرہ ہوں اور اگر بکریوں سے دیجائے تو دو ہزار[2000] بکریاں ہوں اور اگر سونے سے دیجائے تو ایک ہزار[1000] دینار کا وزن ہو اور اگر چاندی سے دیجائے تو بارہ ہزار[12000] درہم کا وزن ہو باقی تفصیلات اس باب سے متعلق کتب فقہ میں ملاحظہ ہوں فرمایا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا اور مناسب نہیں ہے کسی مؤمن کیلئے کہ وہ قتل کرے مؤمن کو ہاں مگر غلطی سے ہوجائے (تو اس کا اخروی جرم نہیں ہے البتہ دنیاوی لحاظ سے کچھ تادیبی کاروائیاں ہیں اور کچھ حقوق کا لحاظ ہے) پھر یہ قتل خطاء تین قسم ہے ایک یہ کہ مقتول قوم مؤمنین سے ہو کما قال اللہ تعالی وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اور جو شخص کہ قتل کرے کسی مؤمن کو غلطی سے تو اسپر ضروری ہے آزاد کرنا مسلمان غلام کا یا لونڈی کا اور اسپر ضروری ہے خون بہا جو مقتول کے ورثہ کے حوالے کیا جائے (اس میں یہ قید مراد ہے کہ مقتول قوم مؤمنین سے ہو) اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا مگر یہ کہ ورثہ مقتول کے خون بہا کو معاف کردیں کُلاًّ یا بعضاً دوسرا یہ کہ مقتول مؤمن قوم کفار محاربین سے ہو فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پھر اگر وہ مقتول ایسی قوم (کفار) سے ہو جو مخالف ہیں تمہارے یعنی محارب ہیں اور وہ مقتول مؤمن ہے تو مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قاتل کے ذمہ (اور خون بہا مقتول کے ورثہ کو نہیں دینا) (والآیة نزلت کما قال ابن جریر فی مرداس بن عمرو لما قتلہ خطأ اسامة ابن زید) تیسرا یہ کہ مقتول مؤمن قوم کفار معاہدین سے ہو وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور اگر وہ مقتول مؤمن ایسی قوم (کفار) سے ہو کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ عدم محاربہ کا ہو (خواہ وہ ذمی ہو یا مصالح ہو یا مستأمن ہو) تو خون بہا بذمہ قاتل کے واجب ہے کہ مقتول کے ورثہ کو حوالے کردیا جائے پہلے قسم میں (تحریر رقبۃ) کو مقدم لایا گیا ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ اس قسم کے قتل میں حقوق اللہ اور تادیبی کاروائی مقدم ہے اور تیسرے قسم میں (فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ) کو مقدم لایا ہے کہ خون بہا جلدی دیدو ورنہ وہ لوگ معاہدہ عدم محاربۃ کو جلدی میں ختم کرکے محاذ آرائی شروع نہ کریں فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پھر جو شخص کہ نہ ملے اس کو (مسلمان غلام یا لونڈی کہ اس کے ملک میں نہ ہو یا اتنا مال نہ ہو کہ اس کے عوض مسلمان غلام یا لونڈی خریدکرسکے) تو اس کے ذمہ لگاتار دو مہینے روزے ہیں تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ (یہ احکام قتل خطأ مؤمن کے جو اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کیے گئے

ہیں بطور تتمہ توبہ کے ہیں (یعنی ترک احتیاط میں جو مؤمن سے قتل ہوگیا ہے تو سب سے پہلے دربار الٰہی میں توبہ کرے پھر باندھا مؤمن آزاد کرنا یا اس کے قائم مقام روزہ رکھنا یا مالی فدیہ دینا یہ بطور تتمہ توبہ کے ہے حتیٰ کہ ایک آدمی اگر صرف توبہ پر اکتفاء کرے تو شاید گناہ معاف نہ ہو والعلم عند اللہ)

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٩٢ اور ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑے حکمت والے (کہ وسعت علمی و حکمتی کی بنا پر اپنے عباد پر احکام مشروع فرماتے ہیں)

نجم الآيات بيان احكام القتل الخطأ * آگے اس کی مناسبت سے قتل عمد کا حکم بیان فرماتے ہیں وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا اور جو شخص کہ کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو سزا اس کی جہنم ہے کہ ہمیشہ رہے گا اس میں (عالم برزخ میں کما جاء فی الحدیث فی قاتل النفس بان النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعث جیشا وامّر علیھم رجلا فاوقدوا نارا فقال ادخلوھا وفیہ فقال صلی اللہ علیہ و سلم للذین ارادوا ان یدخلوھا لودخلوھا لم یزالوا فیھا الی یوم القیامۃ) (بخاری) وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اور انتقام قتل کا لیں گے اس سے اللہ تعالیٰ وَلَعَنَهٗ اور اس کو اپنی رحمت سے دور رکھیں گے وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝٩٣ اور اس کے واسطے تیار کر لیا ہے بڑا عذاب **نجم الآية** من الموبقات قتل النفس المؤمن التی حرّم اللہ تعالیٰ الا بالحق اور قتل مؤمن کا خطأً یا عمداً اسی طرح قتل ذمّی کا ان کی تفصیلات کتب فقہ میں ملحوظ ہوں آگے مؤمن کے قتل خطأً سے تحذیر فرماتے ہیں کہ بہت احتیاط ہو کہ ایسا واقعہ پیش بھی نہ آوے بنا بریں تشریفاً للمؤمنین فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ایسے قسم کا تشریفی خطاب مؤمنین کیلئے قرآن مجید میں نوّے بار آیا ہے ستارہ پاروں میں پہلے میں ایک بار دوسرے میں پانچ بار تیسرے میں بھی پانچ بار چوتھے میں آٹھ بار پانچویں میں نو بار چھٹے میں بھی نو بار ساتویں میں سات بار نویں میں پانچ بار دسویں میں بھی پانچ بار گیارھویں میں دو بار ستارویں میں ایک بار اٹھارویں میں تین بار اکیسویں میں ایک بار بائیسویں میں چھ بار چھبیسویں میں سات بار ستائیسویں میں ایک بار انتیسویں میں پندرہ بار اے ایمان والو اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا جب تم سفر کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (ای جہاد کیلئے) تو (ہر کام کو قتل ہو یا اس کا غیر ہو) تحقیق کر کے کیا کرو وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور نہ کہہ دیا کرو اس آدمی کو جو تمہارے سامنے اطاعت کو ظاہر کرے (جیسا کہ کلمہ پڑھے یا السلام علیکم کہے گرچہ جان بچانے کی نیت سے کہ دل سے نہ کہے) کہ تو مؤمن نہیں ہے (یعنی دل سے اسلام کو ظاہر نہیں کیا ہے جیسا کہ بعض صحابہ سے بعض غزوات میں ایسے قتل ہو گیا اور مقتول کے مال کو غنیمت بنا لیا) تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (اس کے مال کو غنیمت بنانے میں) چاہتے ہو اسباب حیاۃ دنیاوی کا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ سو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مال غنیمت کے ہیں (تو مسلمانوں کے منافع کو مدنظر رکھتے ہوئے باعتبار قرائن خارجی کے ایسے قسم کے آدمی کو کافر سمجھ کر قتل نہ کیا کرو) کیونکہ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مثل اس کے تھے تم بھی اس سے پہلے (کہ صرف دعوی اسلام پر اکتفاء کیا گیا) فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ استقامت فی الدین عطاء فرمائی) فَتَبَيَّنُوْا سو خوب تحقیق کر لیا کرو (مثلاً ایک شخص میں علامات کفریہ ہیں جیسے گلے میں زنار ای شعار کفریہ پہنتا ہے اور علامات اسلامیہ بھی ہیں جیسے اذان و نماز و قرآن وغیرہ وغیرہ ای شعار اسلامیہ کا قائل ہے یا ان شعائر اسلامیہ کا قائل ہے ادھر سے قبر پرستی بھی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ کافر ہے تو پہلے (فتبینوا) میں حکم ہے کہ محض دور کے قرائن خارجہ کے وجہ سے ایک کلمہ گو کو

کافرنہیں کہاجائیگا اور دوسرے (فتبینوا) میں حکم ہے کہ شعائر کفریہ کیوجہ سے جیسے قبر پرستی وغیرہ کے وجہ سے کلمہ گو کو کافر کہا جائیگا اِنَّ
اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۹۴﴾ بے شک اللہ تعالیٰ ہیں تمہارے عملوں سے (گرچہ باریک کیوں نہ ہوں) جاننے والے یعنی اللہ تعالیٰ کو تحقیقات کی کوئی
ضرورۃ نہیں ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے **نجم الآیۃ** التحذیر عن القتل خطأً والتحقیق علی افتاء الکفر وعدمہ آگے فضائل مجاہدین
کا ذکر فرماتے ہیں لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
نہیں برابر وہ مؤمنین کی جماعت جو گھر میں بغیر عذر شرعی کے بیٹھے رہتے ہیں یا بیٹھنے والے ہیں اور وہ مجاہد مؤمن جو اللہ تعالیٰ کے راہ میں اپنے اموال اور اپنے جانوں سے
لڑنے والے ہیں قال ابن عباسؓ لایستوی القاعدون من المؤمنین عن بدر والخارجون الی بدر بلکہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً اللہ تعالیٰ نے درجہ ان لوگوں کا جو اپنے اموال اور اپنے جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہت بلند بنایا ہے اوپر جہاد نہ کرنے والوں کے (جو معذور ہیں
یا غیر معذور ہیں) وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور سب کے ساتھ (خواہ مجاہد ہیں یا قاعد بالعذر ہیں یا بغیر العذر) اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اچھے گھر کا ای جنۃ کا
آگے فضیلت درجہ مجاہدین کی تفصیل ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۹۵﴾ اور فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو
اوپر قاعدین کے اجر عظیم میں (جس کی کنہ کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے) آگے اس کی تفصیل ہے کہ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ بدل من (اجرا) بدل الکل مبینا لکمیۃ الفضل
وفی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مأۃ درجۃ اعدّھا اللہ تعالیٰ للمجاھدین فی سبیلہ بین الدرجتین کما بین السمآء والارض
وَمَغْفِرَةً عطف علی (درجات) الواقع بدلا من (اجرا) بدل البعض منہ لان بعض الاجر لیس من باب المغفرۃ وَّرَحْمَةً عطف علیہ ایضا
وھو بدل الکل من (اجرا) یعنی کل واحد من الثلاثۃ بدل من (اجرا) والدرجات لغیر المذنب والمغفرۃ للمذنب والرحمۃ یعمھما وَ
ع ۱۵ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اور ہے اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والے گناہوں کی بہت رحمت کرنے والے ہیں ان پر بنا بریں ان کو درجات عظام سے نوازیں گے

نجم الآیات بیان تفضیل المجاھدین علی القاعدین فی الجھاد الکفایۃ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (اس
کا تعلق (فما لکم فی المنافقین) المرتدین سے ہے) واخرج ابن جریر عن الضحاک ان ھؤلاء اناس من المنافقین تخلفوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم بمکۃ فلم یخرجوا معہ الی المدینۃ وخرجوا مع مشرکی مکۃ الی بدر فاصیبوا فیمن اصیب فانزل اللہ تعالیٰ فیھم ھذہ الآیۃ بے شک
وہ لوگ کہ مارتے ہیں ان کو فرشتے اس حالت میں کہ وہ ظلم کرنے والے ہوتے ہیں اپنے نفسوں پر (بوجہ ترک ہجرۃ کے باوجود اسکی قدرت کے کیونکہ وہ منافق
ہیں) قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ تو وہ فرشتے توبیخًا ان کو کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (اسلام میں تھے جیسا کہ تم نے اقرار اسلام کا کیا تھا یا کفر میں تھے جیسا کہ تم باوجود
قدرۃ علی الھجرۃ کے کافروں میں رہکر اب ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف بدر میں محاذ آرائی کیلئے آگئے ہو) قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ
تو وہ منافقین جواب میں کہتے ہیں کہ تھے ہم بے بس اس ملک و شہر میں قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا تو جواب الجواب میں فرشتے
ان کو کہتے ہیں (کہ تم مستضعف فی الارض نہ تھے لعذا) کیا نہ تھی زمین اللہ کی فراخ کہ کہیں جا کر ادھر ہجرۃ کر لیتے فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ
مَصِیْرًا ﴿۹۷﴾ سو ایسے قسم کے مرنے والے ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے (**فائدہ**) بحر المحیط میں ہے کہ اعوان ملک الموت ستۃ

Marfat.com

ثلاثة لارواح المؤمنین وثلثة لارواح الکافرین **نجم الآیۃ** التحزیر عن ترک الھجرۃ اذا کانت فرضا وکیفیۃ موت المنافقین التارکین للھجرۃ آگے بیان فرماتے ہیں جو حقیقۃ مستضعف فی الارض تھے ان پر ہجرۃ فرض نہ تھی تو وہ وعید سے مستثنی ہیں فرمایا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ مگر وہ لوگ جو حقیقۃ ہجرۃ سے بے بس ہیں مردوں سے کالشیخ الفانی والمریض والضعیف والزمن وذوی عیال لا یستطیع نقلھم ویخاف علیھم الضیاع ان ھاجروا بد ونھم اور عورتوں سے اور بچوں سے کہ نہ تو طاقت رکھتے ہیں کوئی تدبیر کر سکیں (کہ کس طریقہ سے ان سے نکلیں) اور نہ راستہ سے واقف ہیں (کہ جو اس راستہ پر چل کر مدینہ منورۃ تک پہنچ جائیں) فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ سو ایسے مستضعفین کے بارے میں اللہ تعالی سے یہ امید رکھو کہ ان کو معاف کر دیں گے کیونکہ ہے اللہ تعالی بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا **نجم الآیۃ** جو حقیقۃ مستضعف ہیں وہ وعید سے مستثنی ہیں آگے ترغیب الی الھجرۃ کا بیان ہے کہ جنکی وجہ سے ہجرۃ کی ہے اللہ تعالی اس کو ایسی جگہ عطا فرمائیں گے کہ اس کے دشمنوں کیلئے رغما لانوفھم ہوگی یعنی دشمنوں کیلئے ناک رگڑی ہوگی اور دین کا فراخی سے کام کریگا وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا اور جو شخص کہ ہجرۃ کریگا اللہ تعالی کے راستہ میں (یعنی دین کی خاطر) پائیگا زمین میں (ای جگہ ہجرۃ میں) دشمنوں کیلئے رغما لانوفھم ای ناک رگڑی بہت (یعنی ایسی جگہ اچھی اس کو ملیگی کہ دشمن جلتے رہیں گے وَّسَعَةً اور جگہ کشادہ (کہ دینی خدمات کشادگی سے کر سکے گا) یا معنی ہے کہ پائیگا رزق فراخ (تو خوف تنگی رزق کیوجہ سے ترک ہجرۃ نہ کیجائی) واخرج الثعلبی حدیث الحسین مرسلا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فرّ بدینہ من ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجبت لہ الجنۃ وکان رفیقہ ابوہ ابراھیم علیہ السلام ونبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ع ۱۴ ۱۱ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور جو شخص کہ نکلا اپنے گھر سے درانحالیکہ ہجرۃ کرنے والا ہے طرف اللہ تعالی کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر آپکڑا اس کو موت (ای راستہ میں) بے شک ثابت ہوگیا اجر اس کا اللہ تعالی کے ہاں اور ہے اللہ تعالی بہت بخشنے والا رحمت کرنے والا کما جآء فی مسلم ان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وعن ابن عباس انھا نزلت فی اکثم بن صیفی لما اسلم ومات وھو مھاجر وفی البیھقی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حاجا فمات کتب لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ وجاء مثل ھذہ الالفاظ فی المعتمر والغازی **نجم الآیۃ** فوائد الھجرۃ فی الدنیا رغم انوف القوم الذین اخرجتھم وفی الآخرۃ الاجر الموعود کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ★ پہلے آیات میں جہاد اور ہجرۃ کا بیان تھا چونکہ اکثر احوال میں ان دو کیلئے سفر کرنا پڑتا ہے تو صلوۃ السفر میں جو تخفیف ہے (کہ نماز چار رکعات والی دو ہو گئی ہے) آگے اس کا بیان ہے نیز چونکہ جہاد میں خوف دشمن کا ہوتا ہے اس لیئے آگے صلوۃ الخوف کا بیان ہے تو صلوۃ السفر میں قصر صلوۃ کا باعتبار کم کے ہے ای تعداد رکعات کے اور صلوۃ الخوف میں قصر صلوۃ کا باعتبار کیف کے ہے فرمایا وَاِذَا ضَرَبْتُمْ

فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اور جبکہ تم سفر کرو ملک میں سو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ قصر کرو نماز میں (یعنی چار رکعات والی نماز میں دو رکعات پڑھو اگر سفر کی غایت تین منزل کی ہو یعنی اڑتالیس میل کی ہو) آگے ذکر ہے کہ یہ شرط اتفاقی ہے نہ احترازی کیونکہ اکثر

Marfat.com

سفر میں اس وقت خوف دشمن کا ہوتا تھا تو فرمایا اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اگر اندیشہ کرو تم کہ کافر لوگ تم کو ستاویں گے
(ثم عمر رضہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القصر فی السفر من غیر خوف فقال تلک صدقة تصدق اللہ بها علیکم فاقبلوا صدقتہ
واخرج النسائی عن ابن عباس قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکة والمدینة ونحن آمنون لا نخاف شیئا رکعتین)

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ بے شک کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں (تو سفر میں چونکہ اکثر خوف دشمن کا ہوتا ہے بنا بریں صلوۃ السفر میں قصر اور تخفیف مشروع کی گئی ہے گرچہ بعض سفروں میں بالکل خوف دشمن کا نہ ہو تاہم بھی چارگانہ والی نماز دوگانہ کر دی گئی ہے) **نجم الآیۃ** صلوۃ السفر کا بیان آگے صلوۃ الخوف کا بیان ہے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ اور جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں تشریف فرما ہوں (اور نماز کو اصلی کیفیت میں پڑھنے میں دشمن سے سخت خطرات ہوں اور حالت سفر کی ہو) فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ پھر آپ ہی سب کو نماز پڑھوانا چاہیں

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ پھر (ان کو دو طائفے کر دیں) پھر ایک طائفہ ان میں سے آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو جائے (اور دوسرا طائفہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہے تاکہ وہ یکبارگی تم پر حملہ آور نہ ہو جائیں) وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ اور وہ طائفہ (جو آپکے پیچھے اقتدا میں ہے) لیلیں ہتھیار اپنے (یعنی تلوار وغیرہ سے لیس رہیں) فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ پھر یہی طائفہ جب آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھلیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جائیں (یعنی تجاہ العدو دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں تاکہ دشمن کیلئے بمنزلہ سد اسکندری کے ہو جائیں) وَ

لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ اور آجائے وہ طائفہ دوسرا جنہوں نے ابتک آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی سو پڑھلیں نماز کی ایک رکعت آپ کے ساتھ (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں صلوۃ السفر کی پوری ہو گئیں اور ہر ایک طائفہ کی ایک ایک رکعت پوری ہو گئی

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر لیں اور ہر ایک طائفہ باقی ایک۔ ایک رکعت خود انفراداً پڑھلیں کذا فی الصحیحین) وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ اور (یہ پچھلا طائفہ جب آپ کے ساتھ آپ کی دوسری رکعت میں شامل نماز ہوگا) تو لیلیں اپنے بچاؤ کا سامان (یعنی زرہ اور خود وغیرہ) اور لیلیں اپنے ہتھیار (یعنی تلوار وغیرہ (چونکہ اس دوسرے طائفہ کے نماز پڑھنے میں دشمن کو حملہ کرنیکا جوشان ہوگا کہ اب دونوں طائفہ نماز میں ہیں اور پھر سب سے اوّل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے عزائم رکھتے تھے بنا بریں دوسرے طائفہ کو مزید اپنے بچاؤ کے سامان زرہ و خود وغیرہ سے لیس ہونیکا حکم تھا تاکہ ان کو قتل کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ جائیں بہرحال قدر مشترک دونوں طائفوں کو ہتھیاروں سے لیس ہونیکا حکم تھا جن سے لڑائی کرتے تھے کیونکہ)

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً تمنا کرتے ہیں کافر لوگ کاش کہ غافل ہو جاؤ تم اپنے ہتھیاروں سے (جو لڑائی کیلئے ہوتے ہیں) اور اپنے نفع کے چیزوں سے (یعنی زرہ اور خود وغیرہ سے جو بچاؤ کیلئے ہوتے ہیں) تو حملہ کر دیں تمہارے اوپر حملہ کرنا یکبارگی (بنا بریں ہر دو طائفے تم سے لڑائی کے ہتھیاروں سے لیس رہیں اور دوسرا طائفہ خصوصاً

بچاؤ کا سامان یعنی زرہ وغیرہ بھی پہنے رکھیں) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر ہو تم کو تکلیف بارش کی وجہ سے (ہتھیاروں سے لیس ہونے میں) یا ہوں تم بیمار (بنا بریں ہتھیار اپنے ساتھ باندھ نہیں سکتے

Marfat.com

ہو) کہ اتار رکھو ہتھیار اپنے (اپنے بدن سے ولیکن بدنی حفاظت کیلئے خود و ذرہ وغیرہ پہنے رکھنا ہے کما قال اللہ تعالی وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ

اور لے لو اپنے بچاؤ کو (یعنی خود وغیرہ کو) چونکہ ہتھیاروں سے لیس رہنے میں بہت مشقت ہے بنا بریں اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

بے شک اللہ تعالی نے کافرین کیلئے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے ۔(ثم بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجمع الصحابۃ علی جواز صلوۃ الخوف

کماھو مستفیض من الروایات) **نجم الآیات** بیان کیفیات صلوۃ الخوف آگے بیان ہے کہ صلوۃ السفر وصلوۃ الخوف میں تو تخفیف

ہے ولیکن ذکر اللہ میں تخفیف یعنی ترک ذکر اللہ میں کسی بھی حالت میں اجازت نہیں ہے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ پھر جب تم نماز خوف کو ادا کر [illegible]

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ تو مداومت کرو ذکر اللہ میں خواہ تم کھڑے ہونے والے ہوں یا بیٹھنے والے ہوں یا لیٹنے والے

ہوں (خواہ تم حال مسابقۃ میں ہوں یا مقارعۃ میں یا مرامات میں ہوں) وقال ابن عباس لم یعذر اللہ تعالی احدا فی ترک ذکرہ الا المغلوب

علی عقلہ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ (کہ سفر ختم کر کے مقیم ہو جاؤ یا عدو کا خوف ختم ہو جائے) تو نماز کو پڑھتے رہو

(جیسے مقیم ہونیکی صورۃ میں پڑھتے تھے) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ یقینا نماز مومنین پر فرض ہے [illegible]

ہے (یعنی نماز کو اپنے اوقات مستحبہ میں ادا کرتے رہو جنکی تفصیل احادیث میں ہے) پھر ظاہر ہے کہ جو مجاہدین کی جماعت جہاد میں نماز باجماعت

پڑھیگی اور محاذ جنگ پر کسی بھی حال پر ذکر اللہ کو ترک نہیں کریگی تو فتح انکی ہو گی مخالفین کو بغیر اس کے کہ میدان جنگ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں [illegible]

چارہ نہ ہوگا تو فرمایا کہ ان کا پیچھا کرو وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اور نہ کمزور پڑ جاؤ پیچھا کرنے قوم (کفار کے کہ جو تم زخمی حالت میں [illegible]

اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ اگر تم زخموں کے درد میں مبتلا ہو تو قوم کفار بھی زخموں کے درد میں مبتلا ہیں جیسے تم

دردوں میں مبتلا ہو (تو وہ تو دور کے بھاگ رہے ہیں دردوں کی حالت میں تو تم بھی ان کے پکڑنے کیلئے ان کے پیچھے دوڑو دردوں کی حالت [illegible]

مزید براں) وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ اور تم باامید ہو اللہ تعالی کی طرف سے اس اجر وغیرہ کی [illegible] تمہارے

دل ان کے تعاقب میں زیادہ قوی ہوں گے بہ نسبت ان کے بھاگنے کے) وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ [illegible] اللہ تعالی جاننے والے (تمہارے [illegible]

حکمت والے (تمہیں حکم کرنے میں) **نجم الآیات** التحریض علی ذکر اللہ [illegible] اداء الصلوات فی اوقاتھا المستحبۃ والتحذیر [illegible]

جبکہ اللہ تعالی نے کفار کے عزائم جو مسلمان کے خلاف تھے اس کو بیان فرمایا ہے کہ (فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ) آگے منافقین کے جو عزائم بد تھے اس

کو ذکر فرماتے ہیں کہ (لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک) فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تحقیق

امر ہے کہ ہم نے اتاری ہے آپکی طرف سچی کتاب تاکہ فیصلے کریں آپ لوگوں کے درمیان ساتھ اس کے جو بتلایا ہے آپ کو اللہ تعالی نے (یعنی وحی کے

مطابق اور قانون شرعی کے مطابق آپ فیصلے کرتے رہیں یہ منافق لوگ شرعی فیصلوں سے آپ کو ہٹانیکی کوششیں کریں گے لیکن آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہ

نہیں سکیں گے بلکہ اپنا بگاڑیں گے کہ حق سے بہت دور جا پڑیں گے) باعتبار شان نزول آیات کے واقعہ یوں ہوا کہ مدینہ منورہ میں ایک خاندان بنو ابیرق

سے مشہور تھا جنکے نام یہ ہیں بشر اور بشیر اور مبشر اور ان میں بشیر نامی منافق موذی تھا جو کہ صحابہ کرام کی توہین میں اشعار لکھکر دوسروں کی طرف [illegible]

Marfat.com

کی طرف منسوب کر کے اشاعت کرتا تھا۔ اور یہ خاندان مفلس کنگال تھا اور اکثر طعام اہل مدینہ کا کھجور اور جو کا آٹا تھا حضرت قتادہ بن نعمان کے
چچا رفاعہ نے قدرے گندم کا آٹا جو کہ خصوصی طعام سمجھا جاتا تھا خرید کر کے اپنے گھر کے بالاخانہ میں بطور حفاظت کے رکھدیا اور وہاں اپنے ہتھیار
زرہ اور تلوار وغیرہ بھی رکھتے تھے اور بشیر نامی منافق چور بھی تھا تو رفاعہ کے بالاخانہ کی بشیر نامی نقب لگا کر آٹا گندم اور ہتھیاروں کی چوری
کرلی حسن اتفاق سے جس تھیلہ میں آٹا تھا اس کو قدرے سوراخ تھا تو آٹا گرتا گیا تا بنی ابیرق کے گھر تک چونکہ یہ خاندان بھوکا کنگال تھا تو راتوں رات
اس تھیلہ سے آٹا نکال کر روٹی پکا کر کھالی تو دن کو رفاعہ اپنے بھتیجے کے پاس آکر یہ ماجرا سنایا تو تفتیش کے طور پر آٹے کے نشانات سے بنو ابیرق
کو چوری سے منسوب کردیا ادہر سے اور لوگوں نے بھی کہا کہ رات کو ان کے گھر آگ جل رہی تھی تو ہم سمجھتے ہیں کہ تمہارے آٹے سے روٹی پکا کر انہوں نے
کھائی ہے تو پھر مزید گمان غالب ہوگیا تو یہ لوگ اپنی جان خلاصی کے طور پر کہا کہ اصل چور تمہارے لبید بن سہیل ہے (جو کہ صحابی جلیل القدر تھے) پھر لبید
ابن سہیل اپنے کو چھپانے کی نیت سے ہمارے گھر تک آٹے کے نشانات اس نے کئے ہیں آٹا گرا کر تو جب لبید بن سہیل کو خبر لگی کہ بنی ابیرق والے اس کو چور
بنارہے ہیں تو وہ غصہ میں آکر تلوار کو میاں سے نکالکر للکارا کہ مجھے چور کہتے ہو سچ بتاؤ ورنہ تلوار آتی ہے تو بنی ابیرق والوں نے اس کو کہا کہ واقعی آپ
چور نہیں ہو تو پھر مزید قتادہ بن نعمان اور رفاعہ کا بنو ابیرق کے چور ہونیکا گمان پکا ہوگیا تو جب تفتیش اتنے مرحلہ تک پہنچ گئی تو حضرت قتادہ دربار
نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر تمام ماجرا سنایا اور بسلسلہ تفتیش بنی ابیرق پر غلبہ گمان کا اظہار کیا پھر جب بنو ابیرق کو یہ پتہ چل گیا تو چند اور لوگوں
کو ساتھ لیکر دربار نبوۃ میں حضرت رفاعہ اور قتادہ بن نعمان کی شکایت کی کہ ان دونوں نے بلا ثبوت شرعی کے چوری ہمارے نام لگادی ہے ادہر سے جب
حضرت قتادہ دوبارہ دربار نبوۃ میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شرعی بات فرمائی کہ بغیر ثبوت شرعی کے ایک مسلمان گھرانہ
پر چوری کا الزام نہ ہونا چاہیئے اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت قتادہ نادم ہوئے کہ بغیر یقینی بات کے دربار نبوۃ میں بات کا کہنا بھی ہمیں
مناسب نہ تھا تو (واللہ المستعان) سے تو پھر یہ آیات کریمہ نازل ہوئے (انا انزلنا الیك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله)
وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ بے شک ہم نے اتاری ہے آپکی طرف کتاب سچی تاکہ فیصلے کرتے رہیں آپ لوگوں کے درمیان ساتھ
قوانین شرعیہ کے اور نہ ہونا کبھی بھی خائنین کی طرف سے رفع خصومت کی کرنے والے (اور مستقبل کے منع سے یہ لازم نہیں آتا کہ ماضی میں
وہ امر ممنوع واقع ہوچکا ہو جو کہ عصمت کے خلاف ہے اور خائنین بنو ابیرق والے جن چند مسلمانوں کو اپنی براءت کیلئے دربار نبوۃ میں لے
آئے اور انہوں نے بھی دربار نبوۃ میں حضرت قتادہ اور رفاعہ کی یوں شکایت کی کہ بلا ثبوت شرعی کے انہوں نے چوری کی نسبت بنو ابیرق والوں
کی طرف کی ہے حالانکہ یہ مسلمان صالح ہیں تو اللہ تعالی نے (انہیں مسلمانوں کے بارے میں جنہوں نے ایسی قسم کی قتادہ اور رفاعہ کے خلاف شکایت
کی تھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اور طلب بخشش کی کرو اللہ تعالی سے (ان مسلمانوں کے حق میں جن کو بنو ابیرق والوں نے
اپنا ہم خیال کر کے دربار نبوۃ میں حق والوں کے خلاف شکایت کروائی ہے) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ بے شک اللہ تعالی ہیں بہت بخشنے والے
بہت رحم کرنے والے (کیونکہ ان مسلمانوں نے حق کو ناحق سمجھکر شکایت کی ہے کہ ان کو مغالطہ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالی نے ان پر رحمت کر کے بخشنے والے

مگر اس کا تعلق آپ کی ذات سے بھی ہے کہ آپ کو آکر ایسا کیوں کہا جب کہ حق ایسا نہ تھا تو (واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما) باقی یہ چند مسلمان جو بنی ابیرق کو بری سمجھتے ہیں انہوں نے بھی خائنین کو بری سمجھنے میں اپنے نفسوں کی خیانت کی ہے ان کی بھی طرف داری نہیں کرنی تھی فرمایا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اور نہیں طرف داری کرنی ان مسلمانوں کی جنہوں نے (خائنین کو بری سمجھ کر) اپنی نفسوں کی خیانت کی ہے (کہ ان کو تو مغالطہ لگ گیا تھا بنا بریں یہ بے قصور ہیں، تھا تو ایسا لیکن دربار نبوۃ میں آکر ایک سطحی بات کا کہہ دینا یہ بھی جرم ہے لهذا (واستغفر اللہ) کہ آپ کی دعا کی برکت سے ایسے قسم کے قصور معاف ہوں گے ویسے تو (ان اللہ کان غفورا رحیما) آگے جو اصل خائن بنو ابیرق والے تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙ بے شک اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتے ہیں اس شخص کو جو بڑا خائن ہے (یعنی چور) بڑا گنہگار ہے (جیسا کہ اس واقعہ میں بشیر ہے) يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ (جنکی یہ کیفیت ہے کہ شرما کر) لوگوں سے چھپاتے ہیں خیانت کو یعنی چوری کو وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اور نہیں شرماتے اللہ تعالیٰ سے حالانکہ وہ ذات ہر وقت ان کے ساتھ ہے اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ جس وقت کہ مشورے کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں ہیں (کہ کس طریقوں سے یہ بری سمجھے جائیں) وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے علمی احاطہ میں لئے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ مخاطب ہوتے ہیں ان مسلمانوں کی طرف جنہوں نے بنی ابیرق والوں کو بری سمجھا تھا کہ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ (تیقظ کے ساتھ سن لو وہ مسلمان جو مغالطہ میں آکر بنی ابیرق والوں کی طرف داری کی تھی) سن لو تم تو ایسے ہو کر جواب دہی کر لی ہے بنی ابیرق والوں سے دنیاوی زندگی میں پھر کون ہے جو ان کی طرف سے جواب دہی کریگا اللہ تعالیٰ کے روبرو دن قیامت میں بلکہ کون ہوگا ان کا کام بنانے والا (اللہ تعالیٰ کے روبرو) آگے فرماتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ سکرات سے پہلے کھلا ہوا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اور جو شخص کریگا کام جو دوسروں کو مونہہ میں ڈالنے والا ہوگا (یعنی حقوق العباد کی تلفی جیسے بشیر [illegible]) اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ یا اپنے نفس پر ظلم کریگا (کہ گناہ کا تعلق صرف اس کی ذات کے ساتھ ہوگا) ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ پھر بخشش مانگے اللہ تعالیٰ سے (قبل السکرات) پائیگا اللہ تعالیٰ کو غفور الرحیم اس سے قبل بیان تھا کہ توبہ کا دروازہ سانس کے غرغرہ تک کھلا ہے آگے بیان ہے کہ جو شخص توبہ نہ کرے تو اس کا وبال اسپر ہے اس کے سوا کسی غیر پر متعدی نہیں ہے فرمایا وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اور جو شخص کہ کرے گناہ کو تو (باعتبار وبال کے) اس نے کیا اس کو اپنی نفس پر (کہ اس کا وبال اس کے نفس پر ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ ان کو سب گناہوں کی خبر ہے) بڑے حکمت والے ہیں (کہ مناسب سزا دیتے ہیں) آگے فرماتے ہیں کہ گناہ خود کرے اور نسبت دوسرے شخص کی طرف کرے جو کہ بری ہے جیسا کہ بشیر نامی نے کیا تھا وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ

ع ۱٦ ۱۲ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اور جو شخص کہ کرے چھوٹا گناہ یا بڑا گناہ پھر تہمت لگادے کسی بے گناہ پر تو اس نے اٹھا لیا بھاری بہتان اور گناہ صریح (جیسا کہ بشیر نامی نے چوری گندم کے آٹے کی خود کی اور چوری کی نسبت کر لی ایک جلیل القدر لبید صحابی کی طرف)

Marfat.com

چونکہ بنی ابیرق والوں نے اسی مقدمے میں بڑی کوشش کی تھی کہ خود کو بریئ الذمہ بنائیں اور بریئ الذمہ کو مجرم قرار دیں جیسا کہ انہوں نے چوری والے ہتھیار ایک یہودی کے پاس امانت رکھے اور اس یہودی کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ ہتھیار چوری کے ہیں پھر ان بنو ابیرق والوں نے اس یہودی بے گناہ کے گھر سے برآمد کروائے تاکہ اس یہودی کا قطع ید کا ناحق ہو جائے تو ایسے قسم کا فیصلہ نبوۃ سے کرانا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی حقیقت بذریعہ وحی کے بتلادی تو اس میں وہ ناکام ہو گئے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اور اگر اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل نبوۃ والا نہ ہوتا وَرَحْمَتُهٗ اور اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر نہ ہوتی اگر بذریعہ وحی کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دیدی ہے لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ تو البتہ پکا ارادہ کر لیا تھا ایک طائفہ ان میں سے (جس میں اصل بنی ابیرق والے تھے اور مغالطہ کی وجہ سے چند مسلمان بھی تھے جن کا بڑا اسید بن عروہ تھا اور پیچھے اس کے اور ساتھی مسلمان بھی تھے) کہ آپ سے فیصلہ ناحق کروائیں (کہ آپ اس یہودی بے گناہ کے بارے میں قطع ید کا حکم دیں) وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور (اس ارادہ فاسدہ سے) نہیں گمراہ کیا مگر اپنے آپ کو (کہ جو اس مقدمہ میں اصل ای بنو ابیرق والے تھے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑے البتہ اسید بن عروہ واصحابہ متنبہ ہو کر تائب ہو گئے) اور آئندہ تا پائندہ کوئی شخص بھی آپ کو بوجہ آپ کے معصوم ہونیکے ذرا بھر بھی فیصلہ شرعی سے نہیں پھیر سکتا وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کوئی بھی کسی چیز کا کیونکہ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب کو (ای قرآن کو) والسنۃ کو (ای آپ کے احادیث کو) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساتھ انواع وحی کے جو نبوۃ سے پہلے آپ ان عالی مضامین کو نہیں جانتے تھے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ اور اللہ تعالیٰ کے عطایا وھبی آپ پر بہت بڑے ہیں (منجملہ ان میں سے آپ کی عصمۃ ہے اور شفاعۃ کبری کا مقام محمود ہے الخ) پہلے فرمایا (اذ یبیتون مالا یرضی من القول) آگے فرماتے ہیں لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ نہیں ہوتی خیر و برکت عام لوگوں کے اکثر مشوروں میں (کیونکہ اکثر ان کے مشورے ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ نہیں ہوتے) اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ مگر (ان لوگوں کے مشوروں میں خیر و برکت ہوتی ہے) جو امر کرے صدقات کرنیکا یا امر کرے نیک کام کا یا امر کرے لوگوں کے درمیان صلح کرانیکا (یعنی ان تین کاموں میں سے کسی کام کا مشورہ دیوے یا سب کام کرنیکا مشورہ دیوے کیونکہ عمل خیر کا جو متعدی غیر کی طرف ہو یا ان کے جلب نفع کیلئے ہوگا یا دفع مضرت کیلئے ہوگا پھر جو جلب نفع کیلئے ہو یا جسمانی ہوگا جیسے اعطاء المال تو فرمایا (من امر بصدقۃ) یا روحانی ہوگا جیسا کہ نیک کام تو فرمایا (او معروف) اور جو دفع مضرۃ کیلئے ہوگا فرمایا (او اصلاح بین الناس) تو یہ امور ریاستہ اسلامیہ کیلئے اور معاشرہ اصلاحیہ کیلئے بمنزلہ ستون کے ہیں تو صدر مملکت اسلامیہ کی زیادہ نظر شفقت رعایا کی بہبود پر ہو کیونکہ مملکت میں مستحقین کا تعاون مالی ہو اور بے دینوں کو دیندار بنانا ہو پھر سب کا تعاون جھگڑوں کا ختم کرانا ہو تو ایسے قسم کی مملکت فلاحی ہوگی اور جن اراکین شورائیہ کی نظر (الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس) کے قوانین بنانے کی طرف نہ ہو بلکہ اسکے برعکس کی طرف ہو تو (اذ یبیتون مالا یرضی من القول) کے وعید میں داخل ہوں گے) آگے اس کی ترغیب ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ اور جو شخص کریگا (ان تین کاموں

Marfat.com

برائے طلب رضاء اللہ تعالیٰ کے سو ضرور جلدی میں دیں گے ہم اسی کو اجر عظیم (خواہ وہ راعی ہو یا رعایا میں سے کوئی ہو) آگے اس کے برعکس کرنے
والے کی تہدید ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى اور جو شخص مخالفت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (خواہ
ان کاموں میں یا مطلق شرعی کاموں میں جیسے کہ بشیر بجائے صدقہ کے چوری کرلی اور مسلمانوں کے درمیان فساد پھیلانا چاہا کہ لبید بزرگ صحابی کی
طرف چوری کی نسبت کردی اور بشیر میں نیکی اور معروف کی بوتک نہ تھی) وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور تابع ہوا اس راستہ کے جو مؤمنین
کے راستہ کے خلاف ہے (یعنی اجماع امت کے خلاف کما قال الشافعی ان ھذہ الآیۃ دلّت علی حجیۃ الاجماع جیسے اسوقت بشیر چور جو اسلامی
راستہ اجماعی تھا امۃ مسلمہ کا اس کو چھوڑ کر ارتداد کو اختیار کرکے مکہ کی طرف بھاگ گیا اور ایک عورۃ کے ہاں پناہ گزین ہوا تو پھر وہاں سے بھی نکالا گیا
پھر کسی کی چوری کررہا تھا تو مکان کی نقب زنی کے وقت اسپر دیوار گری وہیں پر دب کر مرگیا الحمد للہ) نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۱۱۵ تو ہم اسکو پھیریں گے (سزاءً) جدھر وہ پھیرنا چاہتا ہے (یعنی جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرنے دیں گے) اور جلانے والی ع ۱۴
جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بُری جگہ ہے **منجم الآیات** مملکت اسلامیہ میں فیصلے قوانین شرعیہ کے مطابق ہوں اور امور سیاسیہ
میں معاشرہ فلاحی ہو جس کے تین بڑے اصول ہیں ورنہ عدل ظلم میں بدل جائیگا اور فساد عام ہوگا اور بے دینی کا زور ہوگا اور لوگ فقر کا شکار ہو کر
چور اور ڈاکو بن جائیں گے الامن شاء اللہ پھر آگے (نولّہ ما تولی) کی تشریح فرماتے ہیں کہ شرک میں ضرور مبتلا ہوگا اور مشرک کی سزاء یہ ہے کہ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرتے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے
اور جس کیلئے چاہے تو بخش دیں گے وہ گناہ جو شرک کے سوا ہوں۔ کیونکہ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۱۱۶ اور جو شخص کہ
شریک کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ضرور گمراہی دور والی میں جا پڑا (بنابریں اسکی بخشش نہیں ہے) آگے شرک سے نفرۃ دلواتے ہیں کہ اِنْ يَّدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں پکارتے مگر زنانیوں کو (اصناما کو زنانیوں کی طرح مزین کرتے تھے) کہ ان اصنام کے
زنانیوں والے نام رکھتے تھے جیسے کہ لات عُزّی۔ مناۃ اور کما قال اللہ تعالیٰ (وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمٰن اناثا) پھر فرشتوں کی
لڑکیوں جیسی شکلیں بناتے تھے اور کہتے تھے الملائکۃ بنات اللہ وقد اخرج ابن جریر عن الحسن ان الانثی کل میت لیس فیہ روح مثل
الخشبۃ الیابسۃ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۱۱۷ اور نہیں پکارتے اور نہیں عبادت کرتے (ان اصناموں کی عبادت میں) مگر
شیطان سرکش کی لَّعَنَهُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے مطرود کردیا ہے (جیساکہ زوائد مسند بن حنبل میں ہے کہ ابی بن کعب نے کہا کہ
ہر صنم کے ساتھ ایک شیطانۃ ہوتا تھا اور وہ سدنۃ کو یعنی مجاورین کو نظر آتا تھا (کیونکہ مجاور کاہن بھی ہوتے ہیں جن کو تلبس شیاطین کے ساتھ
قریب کا ہوتا ہے) اور کبھی کبھی وہ شیطانۃ مجاورین سے باتیں بھی کرتا تھا یہ دو وجہ نفرۃ عن الشرک کیلئے کافی ہیں آگے شیطان کے مرید ہونے کی
تشریح ہے وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۱۱۸ اور (بوقت مطرود ہونے کے) شیطان نے کہا تھا کہ تیرے بندوں
سے (اپنی عبادۃ و فرمان برداری کیلئے) ایک مقرر حصہ ضرور لونگا۔ قتادہ اور ضحاک نے کہا ہے کہ ہزار سے نوسو ننانوے نار کیلئے لونگا

اوران میں سے صرف ایک جنت میں جائیگا آگے اس حصہ کے کارناموں کا بیان ہے وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ اور ضرور ان کو گمراہ کروں گا (عقائد میں اور اعمال فاسقہ میں)
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور ان کو امیدیں دلاؤں گا (کہ شرک کرنے میں جنکی نذر دیجائیگی اور اس کی عبادت کیجائیگی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیاوی کام میں شفاعت
کریگا کما قال اللہ تعالیٰ (ھٰؤلاء شفعائنا عند اللہ) وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور ان کو (بطور وسوسہ کے) امر کروں گا کہ وہ جانوروں
کے کانوں کو تراشا کریں گے (جیساکہ سورۃ انعام میں ہے (ھذا لشرکائنا) جانوروں کی بتوں کے نام پر نذر مان کر رفع صوت سے کہتے تھے (ھذا لشرکائنا) جس
کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وما اھل بہ لغیر اللہ) اور وہ جانور بھی حرام ہے جس کی غیر اللہ کے نام پر نذر مان کر اس کا غیر اللہ کے نام پر رفع صوت کا کیا جائے پھر بطور
نشانی کے اس جانور کے کان کو چیر دیتے تھے اور یہ اعمال کفریہ سے ہیں) وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ اور ان کو (بطور وسوسہ کے) امر کروں گا پھر
بدل ڈالیں گے (فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا) ای دین اللہ اسپر اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا (لاملئن جہنم منک وممن تبعک منھم اجمعین)
یہ جواب شاہانہ ہے ابلیس کی پانچ قسموں کا، آگے ایک اصل کو ذکر فرماتے وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُّبِيْنًا ۱۱۹ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست اور رفیق بنائے گا البتہ وہ صریح نقصان میں جا پڑا (کہ وہ جہنم میں جا پڑے گا) يَعِدُهُمْ
وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان (عقائد کے بارے میں کہ نہ قیامت ہے الخ) وَيُمَنِّيْهِمْ اور ان کو امیدیں دلاتا ہے (بطور وسوسہ کے کہ حیاتی لمبی ہے ابھی حرام
سے مزے اڑالو) وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۱۲۰ اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مگر جھوٹے فریب آمیز (مثلاً بطور وسوسہ کے کہتا ہے کہ
قیامت نہیں ہے حالانکہ قیامت برحق ہے) اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۱۲۱ ایسے لوگ (جنہوں نے شیطان کو اپنا ولی اور مطاع
بنالیا) ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور نہیں پائیں گے اس جہنم سے بچنے کا کوئی ٹھکانا **نجم الآیات** (ماوٰی) سے مراد شیطان کا مطاع ہو جانا دنیا میں اور
آخرۃ میں (ماوٰھم جہنم) ہے آگے بیان ہے ان لوگوں کا جنہوں اللہ تعالیٰ کو اپنا مطاع بنایا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اور جو لوگ کہ ایمان لایا (توحید کے ساتھ و رسالت کے ساتھ و قرآن کے ساتھ و قیامت کے ساتھ
اور عقیدہ رکھا باقی عقائد حقہ کے ساتھ) اور کئے اچھے کام ضرور جلدی میں داخل کریں گے ہم ان کو ایسے باغات میں جنکے محلات کے نیچے بہتی ہونگی نہریں
ہمیشہ۔ ہمیشہ کیلئے اس جنت میں رہنے والے ہوں گے وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۱۲۲ وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے اور اللہ
تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے **نجم الآیۃ** مطیع الرحمن کے نتائج کا بیان آگے فرماتے ہیں کہ محض امیدوں پر مدار نجات کی نہیں بلکہ حقیقۃ
پر ہر شیٔ کی مدار ہے فرمایا اے اہل مکہ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ نہ تمہاری امیدوں پر مدار نجات ہے (جیساکہ کہتے ہو کہ اگر قیامت ہے جیساکہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں تو (ھٰؤلاء شفعائنا عند اللہ) اور جیساکہ فرمایا (افرأیت الذی کفر بآیاتنا وقال لاوتین مالا وولدا) اور جیساکہ کفار کے
میں فرمایا (افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون) اور نہ فرمایا (لئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منھا منقلبا) وَلَآ اَمَانِيِّ
اَهْلِ الْكِتٰبِ اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر مدار نجات ہے (جیساکہ وہ کہتے ہیں (نحن ابناء اللہ واحباؤہ) اور کہتے ہیں (لن یدخل الجنۃ الا من
کان ھودا او نصاری) اور کہتے ہیں کہ (لن تمسنا النار الا ایاما معدودات) کیونکہ یہ سب امیدیں (ویمنیھم) میں داخل ہیں البتہ مدار نجاۃ و عذاب

Marfat.com

اطاعت وعدم اطاعت پر ہے جیساکہ فرمایا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ جو شخص کہ کام کریگا بُرا اس کی سزا دیا جائیگا وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾ اور نہیں پائیگا اپنے لئے سوا اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی فائدہ دینے والا اور نہ نقصان کو دور کرنے والا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ اور جو شخص کریگا شرعی کام جو سب اچھے ہیں
مرد ہو یا عورۃ ہو حالانکہ وہ عقائدِ حقہ کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہو تو ایسے صفات عالیہ والے لوگ داخل کئے جائیں گے جنت میں اور ثواب دینے میں
کمی نہ کئے جائیں گے کھجور کی گٹھلی کے نکتہ برابر **نجم الآیۃ** مدار جزاء وسزا کی اطاعت اور عدم اطاعت پر ہے خالی امیدوں پر نہیں ہے
پہلے جو فرمایا (وھو مؤمن) آگے اس کی تشریح ہے فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ اور کون زیادہ اچھا ہے باعتبار مذہب
کے اس شخص سے جس نے جھکا دیا ہے پیشانی اپنی کو اللہ تعالیٰ کی طرف (کہ جو حکم من اللہ ہے وہ سر تسلیم خم ہے) وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ مخلص ہے (عقائدِ حقہ
میں اور اوامر کے امتثال میں اور نواہی کے اجتناب میں) وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا عطف علی (اسلم) اور تابع ہے عقائدِ ابراہیم علیہ السلام کے
اور اکثر ان کے فروع کے (جیسے صلوۃ الی الکعبۃ ومناسک الحج والختان الخ) درآنحالیکہ تھے ابراہیم علیہ السلام معرض ادیان باطلہ سے (اس میں
اشارہ ہے یہود اور مشرکین کی طرف کہ وہ ایسے نہ تھے چونکہ دونوں فرقے بنوا ابراہیم علیہ السلام کے تھے بنابریں یہ ترغیبی الفاظ ہیں **خلاصہ**
یہ ہے کہ ان کے ملۃ کو ملۃ محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں داخل کیا گیا ہے جیساکہ فرمایا ہے (ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا) اور ملت
ابراہیمی قابل اتباع کے ہے کیونکہ) وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾ اور بنالیا اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خالص دوست (تو دوست کے طریقہ
پر چلنے والا بھی دوست ہوتا ہے) واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا وموسی نجیا
واتخذنی حبیبا ثم قال وعزتی لاُوثرن حبیبی علی خلیلی ونجیّی وروی الترمذی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اکرم
الاوّلین والآخرین ولا فخر آگے کا تعلق (ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ) کے ساتھ ہے فرمایا وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
ع ١٨ ١١ ١٥ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾ اور اللہ تعالیٰ کے خالص ملک میں ہیں جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو
اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں (باعتبار علم وقدرۃ کے یعنی جب جمیع اشیاء باعتبار ملک کے اس کے ہیں اور باعتبار قدرۃ کے اور علم کے اپنے احاطہ میں
لئے ہوئے ہیں تو ہر ایک پر واجب ہے تخلیص وجہ کی للہ تعالیٰ لا لغیر اللہ تعالیٰ) **نجم الآیۃ** جو اتنی کائنات کا مالک ہے اسیکے سامنے سر
تسلیم خم ہو نہ اس کے غیر کے سامنے آگے فرماتے ہیں جو (ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ) کے مصداق ہیں وہ مشکل احکام کی تبیین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں
جیساکہ ابن عباس سے منقول ہے کانوا فی الجاھلیۃ (لا یرثون الصغار ولا البنات ولا المستضعفین من الولد ان فامر اللہ تعالیٰ ان یعطی نصیبھم من
المیراث) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جاہلیۃ میں چھوٹوں کو اور لڑکیوں کو اور کمزور بچوں کو (جیسے زمنیٰ وغیرہ ہوں) میراث نہ دیتے تھے اخرجہ الحاکم
فی المستدرک اور بحر المحیط میں بھی ابن عباس سے منقول ہے (ولا یرثون المرأۃ) اور عورتوں کو بھی میراث نہ دیتے تھے وعن عائشۃ
الیتیمۃ فی حجر الرجل وھو ولیھا فیرغب فی نکاحھا اذا کانت ذات جمال ومال باقل من سنۃ صداقھا واذا کانت مرغوبۃ عنھا فی قلۃ المال والجمال

Marfat.com

ترکہا تو جب اسلام آیا تو متولیوں کو ان کے حقوق دینے کا حکم ہوا کر فرمایا (وآتوا الیتمٰی اموالھم) (وآتوا النسآء صدقاتھن نحلۃ)
(وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النسآء الآیۃ) یہ احکام بھی ملۃ ابراہیمی میں تھے تو جب ان آیات کا نزول ہوا تو مزید
استکشاف کی نبت سے جو صحابہ (من اسلم وجھہ للہ) کا مصداق تھے استفتاء کیا جیسا کہ فرمایا۔ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ اور آپ سے طلب تبیین
کی کرتے ہیں مشکل احکام عورتوں کے بارے میں (کہ کیا حقوق ان کے ہم پر ہیں اور کیا حقوق ہمارے ان پر ہیں تاکہ صحیح طور پر (واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا) کا
مصداق بن جائیں۔ صحاح جوہری میں ہے کہ (الفتوی) الجواب عن المشکل من الاحکام والمعنی یطلبون منك تبیین المشکل من الاحکام) قُلِ
اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید کی وہ آیات جو تم پر تلاوت کی جاتی ہیں تم کو عورتوں کے بارے
میں (وہی سابق) حکم دیتے ہیں فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ یعنی ان یتیم عورتوں کے بارے میں جنکو ان کا حق مقرر (خواہ مہر ہو
یا نفقہ ہو یا سکنیٰ ہو) نہیں دیتے ہو وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ حالانکہ ان کے ساتھ نکاح کی رغبت رکھتے ہو (جبکہ خوب صورت ہوتی ہیں) یا معنی ہے اور
بے رغبتی رکھتے ہو ان کے ساتھ نکاح میں (جبکہ بدصورت ہوتی ہیں اور مال دار ہوتی ہیں تو اور جگہ نکاح کی ان کو اجازت نہیں دیتے ہو تاکہ اور کوئی مال میں شریک
نہ ہو سکے) (وما یتلی علیکم فی الکتاب) سے مراد سورۃ کے ابتدائی آیات جو ان کے بارے میں نازل ہوئی تھیں) وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ اور کمزور بچوں
کے بارے میں (اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید کی وہ آیات جو تم پر (مستضعفین من الولدان) کے بارے میں تلاوۃ کی جاتی ہیں تم کو وہی سابق حکم دیتے ہیں جیسا
کہ فرمایا ہے (ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا) اور فرمایا ہے (ولا تتبدلوا الخبیث من الطیب الآیۃ) اور فرمایا ہے (یوصیکم
اللہ فی اولادکم الآیۃ) اور فرمایا ہے (ولا تاکلوھا اسرافا وبدارا الآیۃ) وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ عطف علی (یتٰمی النساء) اور (حکم دیتے ہیں اللہ
تعالیٰ اور آیات قرآنیہ سابقہ) کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ (میراث میں اور اموال کی نگرانی میں اور حق مہر میں)۔ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ
خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۱۲۷ اور جو کرو گے نیک کام (نساء و یتامیٰ اور مستضعفین وغیرھا کے بارے میں) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو خوب
جاننے والے ہیں (جس پر جزاء خیر دیں گے) **نجم الآیۃ** الترغیب الشدید الی اداء حقوق یتامی النساء والمستضعفین من الولدان آگے
بیان ہے کہ اختلاف کی وجہ افتراق کا خوف ہو تو (والصلح خیر) ہے وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا اور کوئی عورۃ ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا بے رخی سے تو کچھ گناہ نہیں ہے کہ کرلیں آپس میں کسی طرح صلح (یعنی خاو
بیوی سے بے رخ ہو گیا ہے حتی کہ اس کو چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کی بیوی چاہتی ہے کہ طلاق نہ ملے کچھ اپنے حقوق چھوڑ دوں تو اسی طرح سے با
نباہ ہو سکتا ہے تو ایسے قسم کا نباہ بہتر ہے بہ نسبت تفریق کے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اور صلح اچھی چیز ہے وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ او
دلوں کے سامنے موجود رہے حرص (یعنی عورۃ کا حرص ہے کہ اس کو اپنا حق زوجیت کا پورا ملے اور مرد کا حرص ہے کہ حقوق زوجیت کے صرف نوجوان
عورۃ کے پورے کرے تو جب عورۃ اپنا حرص چھوڑ کر مرد کو معاف کر دیا تو مرد کے حرص نے اس کو بخوشی قبول کر کے اپنے پاس رکھنے پر راضی ہو جائیگا
تو ایسے قسم کا جو حرص مرکب ہے وہ دونوں کو صلح پر برانگیختہ کریگا تو مرکب حرص محمود ہے نہ مفرد کہ وہ مذموم ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ومن یو

Marfat.com

شح نفسه فاولٰئك هم المفلحون) آگے ترغیب ہے کہ معاشرے میں ہر ایک کے پورے حقوق ادا ہوں وَاِنْ تُحْسِنُوْا اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو ایک دوسرے کے ساتھ ای میاں وبیوی وَتَتَّقُوْا اور بچتے رہو تنقیص حقوق سے فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۱۲۸ تو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر پوری طرح باخبر ہیں **نجم الآیۃ** میاں وبیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں (والصلح خیر) ہے گرچہ عورۃ کو کلیۃ یا بعضا اپنے حقوق چھوڑنے کیوں نہ پڑیں۔ جب کہ فرمایا (وان تحسنوا) کہ اگر تم اچھا برتاؤ رکھو تو اچھی بات ہے آگے فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (فلاتمیلوا کل المیل) فرمایا وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ اور ہرگز تم طاقت نہیں رکھتے ہو کہ برابری کرو (تمام بیویوں کے درمیان باعتبار حب کے اور مجامعت کے کما قال ابو عبیدہ) (و اخرج الترمذی عن عائشة قالت كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین نسائه فیعدل ثم یقول اللّٰهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك ولا املك وعنی صلی اللہ علیہ وسلم میل القلب الغیر الاختیاری) گرچہ کیوں نہ مبالغہ کرو (برابری میں) سوتم نہ وصل جائز کلیۃ (ایک بیوی کی طرف) کہ کرد و دوسری بیوی کو جیسے کہ لٹکی ہوئی ہے (کہ نہ خاوند والی اور نہ بلا خاوند والی) وَاِنْ تُصْلِحُوْا اور اگر درست کرلو (ماضی والی کشیدگی کو) وَتَتَّقُوْا اور مستقبل میں احتیاط رکھو (ایسی قسم کے کشیدہ بات سے) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۲۹ تو بے شک اللہ تعالیٰ ہیں بہت بخشنے والے بہت رحمت کرنے والے (یعنی تخلقوا باخلاق اللہ) وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۱۳۰ اور اگر خاوند وبیوی دونوں جدا ہو جائیں (خلع یا طلاق سے کہ (وان تحسنوا) اور (وان تصلحوا) پر عمل نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دوسرے سے بے احتیاج کر دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے وسعت والے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں (تو یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں کے کام کو جلد کام دیں گی) آگے (یغن اللہ کلا من سعتہ) پر دلیل ذکر فرماتے ہیں وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور خالص اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (تو اس میں دلیل ہے اور پر کمال سعۃ کے اور عظم قدرۃ کے) **نجم الآیۃ** میاں وبیوی کے اختلافات میں حتی الوسع صلح کی کوششیں ہوں اگر وہ کامیاب نہ ہوسکیں تو تفریق میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پہلے فرمایا تھا (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ) اب فرماتے ہیں وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ اور یقینی بات ہے کہ ہم نے تاکیدی حکم دیا تھا تمام ان امم کو جنکو تم سے پہلے کتب سماوی دئے گئے تھے اور (اب) تم کو بھی تاکیدی حکم دے رہے ہیں (یعنی سب کو قدر مشترک حکم دیا ہے) کہ ڈرتے رہو عذاب الٰہی سے (اس کے احکام کی مخالفت میں خصوصا اشراک باللہ سے یعنی شروع سورۃ سے تا یہاں تک جتنے احکام بیان ہوئے ہیں انکی مخالفت سے بچو) وَاِنْ تَكْفُرُوْا اور اگر تم نے اطاعت سے انکار کیا (بلکہ شرک میں مبتلا ہو کر) کفر کو اختیار کرلیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورۃ نہیں ہے کیونکہ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۱۳۱ تو بے شک خالص اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (تو ایسے بڑے سلطان کو انسانوں اور جنوں کی مخالفت سے کونسا ضرر پہنچیگا علاوہ ازاں) وہ خود اللہ تعالیٰ بذاتہ کل خلق سے غنی ہے وہ بذاتہ محمود ہے (کوئی انکی حمد کرے یا نہ کرے عبادت کرے یا نہ کرے) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۱۳۲

اور خالص اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کارساز (تمام (مافی السموات ومافی
الارض) کا توجو اس کے مطیع بندے ہیں کیسے انہیں کے امور کی کارسازی نہ فرمائیں گے اور جو اس کے بندے بے فرمان ہیں کیسے اس کو قدرۃ نہیں ہے
کہ صفحہ ہستی سے ان کو نیست و نابود کر کے نہ رکھدے جیسا کہ آگے فرمایا ہے) اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ اگر وہ چاہے
توتم سب کو فنا کردے اور لے آئے دوسروں کو (جیساکہ فرمایا ہے (وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ
قَدِیْرًا ۱۳۳ اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھنے والے ہیں **نجم الآیۃ** تعمیل احکام پر تاکید اور مخالفت پر تہدید وقال الامام الرازی
اعاد قولہ تعالیٰ (وللہ مافی السموات ومافی الارض) ثلاثا ۔ الاول تقریر لکونہ واسع الجودۃ والثانی للتنزیہ عن احتیاج طاعۃ المطیعین
والثالث لقدرتہ علی الافناء والایجاد * آگے فرماتے ہیں کہ عبادت سے مقصد صرف آخرت ہو تو اس کا اصل ثمرہ آخرت میں ملیگا البتہ (فمنھم
من اینعت لہ ثمرتہ فھو یھدبھا) بھی ملجائے گا اگر مقصد صرف دنیا ہو تو وہ ایسا ہے جیساکہ فرمایا ہے (اذھبتم طیبٰتکم فی حیٰوتکم
الدنیا) فرمایا مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ جو شخص کہ ارادہ کرے (عبادت سے) ثمرہ دنیا کا (تو اس کیلئے
آخرت میں کوئی حصہ ثواب کا نہ ملیگا جیساکہ فرمایا ہے (فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا ومالہ فی الاٰخرۃ من خلاق) تو ایسا کیوں
کرتا ہے بلکہ عبادات سے ثواب آخرت کا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جیسے آخرت میں اجر دیگا ویسے دنیا میں بھی (وآتیناہ اجرہ فی
الدنیا) کی بارش کی بوندا باندی سے ضرور متأثر کرے گا کیوں کہ فرمایا ہے) تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب دنیا اور آخرت کا ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا
بَصِیْرًا ۱۳۴ اور ہے اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے (تماموں کے اقوال کو) دیکھنے والے (سب کے نیات کو) **نجم الآیۃ** الترغیب ع ۱۶ ۸ ۱۷
الی ابتغاء مرضات اللہ فی جمیع العبادات والمعاملات * اس سورۃ میں معاملات کا بیان بہت زیادہ ہے تو بسا اوقات معاملات
میں مشاجرات ہوتے ہیں تو فرمایا مشاجرات کی صورۃ میں فیصلے عدل سے ہوں اور یہ تب ہوگا جبکہ شہادتیں سچی ہوں فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ اے ایمان والے ہو جاؤ خوب قائم رہنے والے عدل اور انصاف پر شُهَدَآءَ لِلّٰهِ خبر بعد خبر گواہی دینے
والے سچی اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے (تو آیت کریمہ نے قضاۃ کو حکم دیا کہ ہمیشہ فیصلے عدل سے کیا کرو اسی طرح شہداء کو بھی حکم دیا کہ شہادت سچی
ہو غلط نہ ورنہ عدل کیسے ہوگا) وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ گرچہ وہ گواہی اپنے نفس کے خلاف کیوں نہ ہو (جس کو اقرار بالحق کہتے ہیں) اَوِ الْوَالِدَیْنِ
وَالْاَقْرَبِیْنَ یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا اگر جس کے خلاف گواہی دینی
ہے غنی ہے یا فقیر ہے (تو نہ غنی کی بوجہ اس کے مالدار ہونے کے رعایت کرنی ہے اور نہ فقیر کی بوجہ تنگدستی اس کے رعایت کرنی ہے کیونکہ)
فاللہ اولی بھما تو اللہ تعالیٰ تم سے ان کے ساتھ زیادہ خیرخواہ ہیں (بنابریں تم نے (شہداء للہ) والے اصل کو نہیں چھوڑنا) آگے حکام کو فرماتے ہیں فَلَا
تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ای حکام خواہشات نفسانی کی اتباع مت کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ (کہ رشوت لیکر یا سفارش قبول کرکے یا قرابت
کو مدنظر رکھتے ہوئے عدل نہ کرو ایسا مت کرنا) وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۱۳۵ اور اے شہداء اگر تم

Marfat.com

کج بیانی کروگے (کہ غلط شہادت دیدو) یا پہلو تہی کروگے (کہ شہادت نہ دیدو) تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے پورے باخبر ہیں

نجم الآیۃ (واذا قلتم فاعدلوا) (واقیموا الشهادة لله) ثم قدم لفظ (قوامین بالقسط) واخر لفظ (شهدآء لله) هنا علی عکس
مافی المائدة وقال ههنا (قوامین لله) و (شهداء بالقسط) اشار بذلك الی ان الامرین مقصودان ای القوام بالقسط والشهادة لله مقصودان
والقوام لله والشهادة بالقسط مقصودان کانهما شیئ واحد ★ اس سے قبل اس سورۃ میں زیادہ تر احکام فرعیہ کا ذکر تھا آگے سورۃ کے اختتام
کے قریب تک عقائد کا بیان ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو (یعنی اے وہ لوگ جنہوں نے ظاہرا ایمان لایا ہے اپنے ایمان پر راسخ
اور مذہب پختہ عقیدہ والے ہوجاؤ قال اللہ تعالیٰ) اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ
مِنْ قَبْلُ پختہ ایمان رکھو اللہ تعالیٰ (کی ذات وصفات وافعال) کے ساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت) کے ساتھ اور کتاب
(یعنی قرآن کے برحق ہونے کے) ساتھ اور ان کتابوں (اور صحیفوں کے برحق ہونے) کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے (نبیوں پر) نازل فرمائی تھیں پہلے قرآن
کے (اتنے قدر کے بیان سے تمامی تفصیلات اعتقادی آگئے) وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۝۱۳۶ اور جو شخص کہ کفر کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے (ای اس کی توحید سے) اور اس کے فرشتوں سے اور اس کے کتب سے اور اس کے
رسولوں سے اور دن قیامت سے تو وہ شخص گمراہی میں دور جا پڑا یہ کافر مجاہر کا بیان ہے آگے کافر مرتد کا بیان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ
كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا بے شک جو لوگ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہوگئے پھر مسلمان ہوئے پھر مرتد ہوگئے (یعنی ارتداد کے عادی
بن گئے اور کفران کے قلوب میں راسخ ہوگیا) پھر بڑھتے گئے کفر میں (یعنی تادم مرگ کفر پر رہے) لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ
سَبِیْلًا۝۱۳۷ ہرگز اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشیں گے (کیونکہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے) اور ہرگز ان کو راستہ نہ دکھلاویں گے (جنت کا) آگے
منافقین کا بیان ہے بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا۝۱۳۸ خوشخبری سنادو منافقین کو کہ حقیقتاً ان کیلئے عذاب دردناک ہے
(آخرت میں پھر عذاب کو تعبیر بشارت سے تحکما ہے کہ اگر ان کیلئے کوئی خوشی کی خبر ہے تو وہ عذاب کی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خوشی کی خبر نہیں ہے
تو ایسی تعبیر سے ان کی توہین ہے تو یہ توہین ان کے اس کہنے پر ہے جو وہ کہتے تھے کہ یہود سے ان کی دوستی صرف عزت کی طلب پر ہے کما قال اللہ
تعالیٰ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ جنہوں نے پکڑ لیا ہے مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو (ای یہودیوں کو)
دوست اور مددی اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا یہودیوں کے پاس جاکر عزت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا۝۱۳۹
سو محقق امر ہے کہ عزۃ تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے جیسا کہ فرمایا ہے (فللّٰه العزة ولرسوله وللمؤمنین) آگے اللہ تعالیٰ مؤمنین کو خاص
ہدایت جاری فرماتے ہیں کہ تم کبھی بھی یہودیوں کی مجلس میں نہیں بیٹھنا کیونکہ یہ لوگ کافروں کی طرح اپنے مجالس میں اللہ تعالیٰ کے آیات کے ساتھ اپنے
مجالس کو کفر بالآیات اور استہزا بالآیات کے ساتھ گرم کرتے ہیں تو جیسے تم کو کفار کی مجالس سے روکا گیا تھا کہ (واذا رأیت الذین یخوضون
فی آیاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره) تو ویسے یہود کے مجالس سے بھی روکا جاتا ہے) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس قرآن مجید (سورۃ انعام میں جو مکی ہے) یہ فرمان بھیج چکے ہیں کہ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ
بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۔ جب سنو (کسی مجلس میں) کہ آیات اللہ کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہے اور ٹھٹھا کیا
جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ لوگ کوئی اور بات شروع نہ کریں (تو پھر ضرورت کے تحت ان کے پاس بیٹھ سکتے ہو) اِنَّكُمْ
اِذًا مِّثْلُهُمْ تحقیق تم بھی (گناہ میں) ان جیسے ہو جاؤ گے اب آگے مثلیت کو بیان فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ
جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ ۱۴۰ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرنے والے ہیں منافقین (جو کافر یہودیوں کے ساتھ دوستانہ بناتے ہیں بنا بر طلب عزت کے) اور کافرین
کو سب کے سب کو جہنم میں آگے منافقین کے اوصاف ذمیمہ کا بیان ہے اِلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ جو منافق کہ انتظار کرتے ہیں تمہارے حق
میں (حوادثات زمانہ کا کہ کہیں کسی حادثہ میں مسلمان ہلاک ہو جائیں) پھر آگے ان کی چالاکی کا بیان ہے فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ (اس انتظار کے علاوہ برائے نام جہاد میں دور دور کی شرکت کر لیتے تھے جہاں غنیمت کی امید ہو یا جاسوسی کے طور پر) پھر اگر
فتح من جانب اللہ حاصل ہو تو مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ جہاد میں شریک نہ تھے (یعنی تھے تو ہمیں بھی غنیمت کا پورا حصہ دو) وَاِنْ
كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اگر کافرین کو (وقتی طور پر غلبہ کا کچھ حصہ مل گیا
تو ان سے جا ملتے ہیں اور) ان کو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (تو ایسی تدبیر کی کہ مسلمانوں کا غلبہ رک گیا) اور روک لیا تھا مسلمانوں
سے (تمہارے اوپر کا غلبہ بنا بریں وہ مال جو تم کو مسلمانوں سے حاصل ہوا ہے اس سے ہمیں بھی کافی حصہ دیدو) فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
سو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں گے دن قیامت کے تمہارا (ای مسلمانوں کا اور منافقین کا کہ خدع کے ساتھ مسلمانوں سے جو غنیمت کا مطالبہ کر رہے
ہیں اور اسیطرح مسلمانوں کی طرح امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں) وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۱۴۱ ع اور
ہرگز نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کافرین کو مسلمانوں کے اوپر غالب (اس فیصلہ میں بلکہ کافر جہنم میں جا پڑیں گے بوجہ باطل ہونے کے اور مسلمان جنت
میں داخل ہوں گے بوجہ حق پر ہونیکے) **نجم الآیات** التاکید للمؤمنین علی ثبات الایمان والترھیب للکافرین والمرتدین
والمنافقین علی عدم الایمان پہلے بیان تھا منافقین کے رویۂ خدع کا مؤمنین کے ساتھ آگے بیان ہے منافقین کے رویۂ خدع کا اللہ تعالیٰ
کے ساتھ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ بے شک منافق لوگ چالاکی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اظہار ایمان میں کہ کیسے تلوار سے بچ گئے
ہیں) وَهُوَ خَادِعُهُمْ اور وہ اللہ تعالیٰ اس چالاکی کی ان کو سزا دینے والے ہیں (کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار) یہ ان
کی اعتقادی چالاکی ہے آگے ان کی عملی چالاکی کا بیان ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى اور جس وقت کھڑے ہوتے ہیں نماز
میں تو کھڑے ہوتے ہیں کاہلی کے ساتھ (مراد کسل اعتقادی ہے نہ طبعی اور نہ ضعف بدنی مریض وغیرہ کیلئے) يُرَآءُوْنَ النَّاسَ دکھلاتے ہیں
لوگوں کو (اپنا نمازی ہونا) وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۴۲ نہیں ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا (نماز میں مراد اس سے تسبیح وتکبیر ہے) مگر
بہت تھوڑا (یعنی بہت جلدی سے نماز پڑھتے ہیں) مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ متردد ہیں درمیان ایمان وکفر کے لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى

Marfat.com

هٰۤؤُلَآءِ نہیں منسوب طرف مؤمنین کے حقیقۃ کیونکہ کفر کو مبطن کرتے ہیں اور نہ طرف کفار کے کیونکہ ایمان کو ظاہر کرتے ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳ اور جس کو اللہ تعالی راہ ہدایت کا نہ دکھلائے تو آپ ہرگز اس کے مؤمن ہونے کا کوئی راستہ نہیں پاؤ گے

نجم الآیۃ بیان مخادعۃ المنافقین باللہ تعالی وبیان سزاء ھم فی الدنیا کہ (فلن تجد لہ سبیلا) آگے مسلمانوں کو یہود
کی دوستی سے روکا جاتا ہے کہ یہود کی دوستی منافقین کو ہلاکت میں ڈالا ہے کہ ان کو نفاق میں راسخ بنایا ہے تو ایسا تم کو ہلاکت میں نہ ڈالے يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اے ایمان والو مت دوست بناؤ کافرین کو (خواہ یہودی ہوں
یا منافق ہوں یا کافر مجاہر ہوں) مؤمنین کے سوا (کیونکہ یہ اتنا جرم عظیم ہے کہ تعذیب کی بیّن دلیل ہے) اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ
سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۴۴ کیا ارادہ کرتے ہو (کہ ان کے ساتھ دوستی بنانے میں) قائم کرلو اللہ تعالی کیلئے اپنے خلاف دلیل واضح (تو کفار کے ساتھ دوستی
تعذیب پر بیّن حجت ہے تو اے مسلمانو تم اس سے احتراز کرو آگے منافقین کی تعذیب کی کیفیت کا بیان ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝۱۴۵ بے شک منافق لوگ جہنم کے نیچے طبقہ میں جائیں گے اور ہرگز نہ پاؤ گے ان کے لئے کوئی مددگار (کہ یہود کی
دوستی انکا کوئی تعاون نہیں کریگی) پھر بھی سکرات سے پہلے خالص توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ منافق جو توبہ کرلیں اور پکے
ایمان دار بن جائیں وَاَصْلَحُوْا اور درست کرلیں مسلمانوں کے ساتھ معاملات وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور وثوق کرلیں اللہ تعالی پر (کفار کی
دوستی کو چھوڑ کر) وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ اور ریا کو چھوڑ کر خالص کرلیں عبادات کو اللہ تعالی کیلئے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
سو ایسے لوگ جنکی یہ صفات ہونگی درجات مؤمنین کے ساتھ ہوں گے وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۴۶ اور دیں گے اللہ
تعالی مؤمنین کو اجر عظیم (تو تائبین کو بھی ایسا اجر عظیم ملے گا) مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ
شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝۱۴۷ کیا کرے گا اللہ تعالی تم کو عذاب کرکے اگر تم نعمتوں کا حق مانو کہ ایمان لاؤ اور اللہ تعالی قدردان ہے (اعمال کا) جاننے والا
ہے نیات کو (کہ اخلاص پر بہت اجر دے گا) **نجم الآیات** ان المنافقین فی اشد العذاب فلذا لا تتخذ وھم احباء الا
الذین اٰمنوا بالاخلاص **پیچھے** بیان تھا کہ منافق لوگ مسلمانوں کے حق میں موذی ہیں جیسے بشیر نامی نے مسلمان کے گھر کو نقب لگا کر
چوری کی تھی آگے بیان ہے کہ انہیں کے خلاف کتنے قدر شکایات کے اظہار کی اجازت ہے فرمایا

Marfat.com

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا

مَنْ ظُلِمَ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو (اس کو اجازت ہے کہ ظالم کے بری باتوں کی تشہیر کر سکتا ہے تاکہ لوگ اس کے ظلم سے بچیں) یا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتے زبان پر لانا کسی کے خلاف بات کرنے کو مگر مظلوم کیلئے اجازت ہے (کہ ظالم کے خلاف لوگوں کے سامنے شکایات کر سکتا ہے تاکہ لوگ اس کے ظلم سے بچیں وقال الحسن والسدی لا یحب اللہ تعالیٰ الشتم فی الانتصار (الامن ظلم فلا باس له ان ینتصر ممن ظلمہ بما یجوز الانتصار به فی الدین وجوّز الحسن للرجل اذا قیل له یا زانی ان یقابل القائل له بمثل ذٰلك) وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا اور ہے اللہ تعالیٰ سننے والے (شکایات مظلوم کے) عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ جاننے والے (جو کچھ ظالم نے مظلوم کے ساتھ کیا ہے) اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اگر ظاہر کرو تم صدقہ کو یا چھپا کر دو اس کو جیسا کہ فرمایا (ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا الآیۃ) اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ یا معاف کرو برائی ظالم کی کو (کہ دنیا میں اس کے خلاف شکایات نہ کرو) جیسا کہ فرمایا (ولمن صبر وغفران ذلك لمن عزم الامور) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ تو اللہ تعالیٰ بھی معاف کرنے والے ہیں (باوجود اس کے) کہ بڑی قدرت والے ہیں (تو تخلقوا باخلاق اللہ) (اس جملہ میں تر... علی العفو ہے نیز اقتران صدقہ کا ساتھ عفو کے اشارہ ہے کہ دونوں فضیلت میں قریب قریب ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (فمن عفی لہ من اخیہ شیئ الآیۃ) بحر المحیط میں ہے لما ذکر اللہ تعالیٰ من احوال المنافقین وذمائمھم سوّغ ھنا للمؤمنین ان یذکروھم بما فیھم من الاوصاف الذمیمۃ من الایذاء للمؤمنین والمشی بالنمیمۃ والافساد بین الناس کی یحذرھم الناس کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذکروا الفاسق بما فیہ کی یحذرہ الناس) ھذا الحدیث

نجم الآیات السابقۃ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ مرتبط بقولہ تعالیٰ فیما قبل (ان الذین آمنوا ثم کفروا) (یعنی بین اللہ تعالیٰ کفر الیھود اثر کفر المرتدین والمنافقین کما قال اللہ تعالیٰ فی حق الجمیع (ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جھنم جمیعا) بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور یوں چاہتے ہیں کہ فرق کریں درمیان (ایمان) باللہ و بالرسل کے (کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانیں اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو نہ مانیں جیسے اہل شرک کے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے زعم میں ایمان ہو اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی اپنے زعم میں ایمان ہو اور عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ ہو جیسے یہود (والواو للتفسیر) وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام کو اور نہیں مانتے ہم بعض انبیاء علیہم السلام کو تو تلک بتلک ای برابر سرابر ہو گیا وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین کا ایک راستہ تجویز کر لیں (کہ وہ راستہ درمیان ایمان اور کفر کے ہو) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کیلئے عذاب...

Marfat.com

اہانت آمیز (کہ جیسے کفر ببعض الانبیاء علیہم السلام ان کی توہین ہے تو ویسے عذاب بھی توہین آمیز ہوگا) **تنجر الآیۃ** الکفر

بالبعض کالکفر بالجمیع **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ**

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۵۲ ع اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے سب رسولوں کے ساتھ کہ ان میں سے کسی کے ساتھ ایمان ع ۲۱ ۱۱ ۱

لانے میں فرق نہیں کرتے (کہ بعض کے ساتھ ایمان ہو اور بعض کے ساتھ نہ ہو) تو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور دیں گے ان کے ثواب (اور ان کے ایمان لانے

سے پہلے والے گناہ معاف کر دیں گے) کیونکہ ہے اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے بخشنے والے **تنجر الآیۃ** الایمان باللہ وبجمیع

الرسل علیہم السلام لازم والایمان یھدم ما کان قبلہ پھر آگے ایسے قسم کے یہود کے تشنیعات وتقبیحات کا ذکر فرماتے ہیں جو کہ پندرہ ہیں اور ہر

ایک تقبیح پر دنیاوی سزا ان کو یہ بھی ملی کہ حلال شیئی کو ان پر سزاءً حرام کر دیا گیا فرمایا **يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا**

مِّنَ السَّمَآءِ آپ سے اہل کتاب کے سوال کرتے ہیں (تعنتا وعنادا) کہ آپ نازل کروائیں ان پر ایک خط آسمان سے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جدا جدا

خطوط یہودیوں کے پاس آئیں کہ انک رسول اللہ پھر آپ کو نبی مانیں گے والا فلا کذا اخرج ابن جریر عن ابن جریج) اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں برائے

تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ یہ ان کا سوال تعنتا ہے اور یہاں کی قباحت پہلی بار نہیں ہے بلکہ ان کے جو سلف تھے ان سے تو اس سے بھی زیادہ

قباحتیں صادر ہوئیں تھیں اور یہ ان کے خلف ان پر راضی ہیں قال اللہ تعالیٰ **فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً** تو

سوال کیا تھا ان کے بڑوں نے موسیٰ علیہ السلام سے (جس پر یہ راضی ہیں) اس سے بڑی چیز کا وہ یہ ہے کہ کہا تھا ان کے بڑوں نے دکھلاؤ ہم کو اللہ تعالیٰ کھلم

کھلا بلا حجاب کے **فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ** تو اس پر آپڑی ان پر کڑک بجلی کی جس سے وہ (ستر آدمی جو میقات طور پر لے گئے تھے مر گئے

تھے) بوجہ ان کے ظلم کے (اسی سوال عنادی کے) ۲ **ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ** پھر اس سے زیادہ قبیح یہ امر تھا کہ انہوں

نے بنا لیا بچھڑے کو الہٰ بعد اس کے کہ آچکے تھے ان کے پاس واضح دلائل (غیر اللہ کی پرستش کے بطلان کے) **فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ** پھر درگذر کر لیا ہم نے

اس بات سے (بعد ان کے توبہ کرنے کے کہ سب کا استیصال نہ کر دیا) **وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۵۳** اور دیا تھا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تسلط ظاہر

ای رعب (کہ حکم ہوا (فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم) تو وہ لوگ مرعوب ہو کر تعمیل حکم کی کر لی) ۳ **وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ** اور ایک

موقع ایسا بھی آیا تھا کہ توراۃ کے ملنے کے بعد جب اس کے احکام سخت دیکھے بوجہ ان کے مزاج سخت ہونے کے تو انہوں نے شریعت توراتی کے ماننے

سے انکار کر دیا) تو ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے اوپر لٹکا دیا (کہ مانتے ہو ورنہ پہاڑ طور اوپر سے گرتا ہے یہ اس لئے کیا تھا) بسبب میثاق لینے ان

کے (کہ توراۃ پر عمل ضرور کرنا ہے) ۴ **وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا** اور ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا (کہ زمانہ یوشع بن نون علیہ السلام میں

جب شہر بیت المقدس کا فتح ہوا تھا تو ہم نے ان کو کہا تھا کہ) داخل ہونا شہر ایلیا کے دروازہ سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے ولیکن رفع طور والی

صورت میں انہوں نے کہا (سمعنا وعصینا) اور دخول باب والی صورت میں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی

قیل لھم) ۵ **وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ** اور کہا تھا ہم نے ان کو کہ ہفتہ میں تعدی نہیں کرنی (یعنی ہفتہ کے دن میں مچھلی کا شکار

نہیں کرنا) وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ●۱۵۴ اور لیا تھا ہم نے ان سے عہد مضبوط (کہ جو نبی آخر الزمان کے زمانہ کو پائے گا تو وہ ان سے ایمان لائے گا کما قال اللہ تعالی (واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ الآیۃ) ع۶ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پھر بوجہ عہد شکنی ان کے (اس پیچھے عہد کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں لیا گیا تھا) ع۷ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ عطف علی (نقضہم) اور بوجہ کفران کے ساتھ آیات اللہ تعالی کے ع۸ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور بسبب قتل کرنے ان کے انبیاء علیہم السلام کو جو ان کے زعم میں بھی قتل ناحق تھا ع۹ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور بسبب مقولہ ان کے کہ قلوب ہمارے محفوظ ہیں (یعنی ہم اپنے مذہب پر اتنے پختہ ہیں کہ دین اسلام کا ان میں کچھ بھی اثر نہیں ہوتا کہ قلوب ہمارے اس کو قبول کریں) آگے اللہ تعالی ان کے اس قول کا رد فرماتے ہیں کہ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ●۱۵۵ بلکہ ان کے کفر کے بسبب اللہ تعالی نے ان کے قلوب پر مہر کردی (بنا بریں ان کے قلوب دین اسلام سے متأثر نہیں ہوتے) سو ایمان نہیں لاتے مگر بہت تھوڑا (تو ایسا ایمان کلا ایمان ہے مثلاً موسی علیہ السلام کے ساتھ صرف ایمان لانا باقی انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا) ع۱۰ وَّبِكُفْرِهِمْ عطف علی (کفرهم بآیات اللہ) اور بسبب کفران کے (ساتھ عیسی علیہ السلام کے) ع۱۱ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ●۱۵۶ اور بسبب اس کے کہ مریم علیہا السلام پر انہوں نے بڑا بھاری طوفان بھتان کا باندھا تھا ع۱۲ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور بسبب کہنے ان کے (تفاخراً) کہ ہم نے قتل کردیا تھا عیسی ابن مریم کو جو رسول اللہ تھے آگے اللہ تعالی ان کے اس عقیدہ کی تردید فرماتے ہیں کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ حالانکہ انہوں نے نہیں قتل کیا تھا عیسی علیہ السلام کو اور نہ انہوں نے ان کو سولی پر چڑھایا تھا ولیکن وہ اشتباہ میں ڈالے گئے (بایں طور کہ جس مکان میں عیسی علیہ السلام تھے اس میں ایک شخص طیطایوس نامی کو بھیجا کہ عیسی علیہ السلام کو باہر مکان سے لے آوے تاکہ ان کو قتل کیا جائے یہ جب مکان کے اندر گیا تو عیسی علیہ السلام کو چھت کی جانب سے آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا البتہ اس شخص پر عیسی علیہ السلام کے چہرہ انور کی قدرے مشابہت ڈالی گئی جب وہ مکان سے باہر آیا تو اس کو عیسی علیہ السلام سمجھ کر صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا گیا ولیکن اس کا باقی بدن اس کی اپنی شکل میں رہا تو ان پر اشتباہ پڑ گیا کہ چہرہ عیسی علیہ السلام کے مشابہ ہے تو معلوم ہوا کہ یہ عیسی علیہ السلام ہیں لیکن باقی بدن طیطایوس کی اصلی شکل میں ہے تو طیطایوس کو قتل کیا گیا ہے جو انہیں کا ساتھی تھا تو اس وجہ سے ان قائلین میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا کما قال اللہ تعالی وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ اور بے شک وہ لوگ جو اختلاف کرتے ہیں عیسی علیہ السلام کے بارے میں (کہ وہ قتل ہوئے ہیں یا انکا ساتھی طیطایوس) تو وہ اس بارے میں شک میں ہیں مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ نہیں ان کے پاس اس بارے میں قطعی علم بجز تابع ہونے ظن کے (ای صرف ان کے پاس تخمینی باتیں ہیں کہ عیسی علیہ السلام قتل ہوئے ہیں یا ان کا ساتھی طیطایوس) آگے اللہ تعالی عیسی علیہ السلام کے بارے میں تحقیقی بات سے مطلع فرماتے ہیں کہ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ●۱۵۷ اور نہیں قتل کیا ہو د نے عیسی علیہ السلام کو یقینا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بلکہ اٹھا لیا تھا اس کو اللہ تعالی اپنی طرف (آسمان پر کما جاء فی الحدیث فی حدیث المعراج وهو حیٌّ فی السماء الثانیۃ وهو هنالك مقیم حتی ینزل الی الارض یقتل الدجال ویملؤها عدلا کما ملئت جورا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ●۱۵۸ اور ہے اللہ زبردست (کہ اپنی قدرت کاملہ سے عیسی

علیہ السلام کو ان سے بچالیا) بڑے حکمت والے ہیں (کہ اس میں بہت حکمتیں ہیں) وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور نہیں ہے
اہل کتاب کا کوئی ایک مگر ایمان لائے گا ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے پہلے اس کتابی کے مرنے کے (یعنی بوقت سکرات کے مگر اس وقت ان کا ایمان کلا ایمان
ہوگا قالہ ابن عباس) وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ۱۵۹ اور دن قیامت کے ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ان یہود کے خلاف گواہی دینے
والے (کہ میری نبوت کے منکر تھے اور میرے قتل پر آمادہ تھے کما قال اللہ تعالیٰ (وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم) تو (وما قتلوه سے لاکر تا شهیدا) تک
بطور جملہ معترضہ کے ہے ان کے رد میں) فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا معطوف علی قولہ تعالیٰ (فبما نقضهم میثاقهم) تو لفظ (نقضهم) کا شامل
ہے یہود کے خصال ذمیمہ چھ کو جو (فبما نقضهم تک ہیں) اور لفظ (فبظلم) کا شامل ہے ان خصال ذمیمہ چھ کو جو اس سے پہلے مذکور ہیں تو چھ اور
چھ بارہ ہوگئے تو ان سب کی سزا میں حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ سو یہود کے بڑے بڑے جرائم کے سبب (جن میں سے یہ بارہ بھی
ہیں اور آگے اور تین مذکور ہیں) حرام کر دیا ان پر بہت سے پاکیزہ چیزیں جو ان پر حلال تھیں (اور مزید ان بارہ کے علاوہ اور تین بھی وجوہ ہیں جنکی وجہ
سے حلال اشیاء حرام ہوئے تھے وہ یہ ہیں) ۱۳ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ ۱۶۰ معطوف علی (فبظلم) اور بسبب روکنے ان کے
دین اسلام سے بہت کو ۱۴ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ اور بسبب لینے ان کے سود کو حالانکہ ان کو (تورات میں) روکا گیا تھا ۱۵
وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ اور بسبب کھانے ان کے (ای لینے ان کے) اموال لوگوں کے ناجائز طریقہ سے (ان سب کی وجہ سے سزا گ
جو اشیاء حلال تھے ان میں سے کافی کچھ حرام ہوتے گئے پھر ان تین کو پہلے بارہ سے جدا ذکر کیا گیا ہے اس میں اشارہ اس طرف بھی ہے کہ یہ تین ذمائم موجودہ
یہود میں پائے جاتے تھے گرچہ پہلے بارہ میں وہ راضی تھے تو وہ بارہ یہود مدینہ منورہ میں حکما پائے جاتے تھے کیونکہ اخلاف یہود اسلاف یہود
کے ان ذمائم کو محاسن سمجھتے تھے اور پچھلے تین حقیقۃ ان میں پائے جاتے تھے مزید بران موجودہ یہود کا ایک قدم آگے تھا کہ (یسئلک اهل الكتاب
ان تنزل علیهم کتابا من السماء) نمبر دس اور گیارہ اور بارہ پر حرمت کا تعلق جو عیسیٰ علیہ السلام سے ہے تو عیسیٰ علیہ السلام سے آخر الزمان تک کوئی
نبی نہیں آیا تو اسی وجہ سے جو حرمت بعض اشیاء کی تھی تو کس نے بتلائی اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
نے ان کے عزائم کو جان کر بعض اشیاء کی حرمت کا مخالفین کیلئے اعلان کر دیا ہو یا جیسے بدیع والے نے ان تین کو نکال کر باقی نو وجوہ کو سبب حرمت کا بنایا
ہے وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۱۶۱ عطف علی (حرمنا علیهم) اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں عذاب دردناک
یہ اخروی سزاء ہے پہلے (حرمنا علیهم) دنیاوی سزا تھی **نجم الآیات** یہود کے تقبیحات کا بیان اور اس پر دنیاوی نعمتوں کے سلب
ہونے کا بیان اور اس پر اخروی سزاء کا بیان آگے ان کا بیان ہے جو ان میں سے کافر نہ تھے بلکہ راسخ فی العلم تھے فرمایا لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ لیکن ان یہود میں جو علم میں پختہ ہیں اور مؤمن ہیں سو انہوں نے
ایمان لایا ہے ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف اور ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا تھا آپ سے پہلے وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ عطف علی
(الراسخون) ونصبها علی انه فی الکلام تطاول لما لان العرب غيروا الاعراب اذا كان فی الکلام تطاول كذا قاله ابو عبيدة والمعنى لیکن

ان یہود میں جو قائم کرنے والے ہیں نماز کو وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور جو دینے والے ہیں زکوۃ کو وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور
ان میں جو یقین رکھنے والے ہیں اللہ تعالی پر اور قیامت پر اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع سو ایسے صفات حمیدہ والوں کو ضرور دیں
گے ثواب بڑا (جیسے عبداللہ بن سلام والے تھے) **نَجم الآية** ذکر الفضائل لبعض اھل الکتاب پہلے فرمایا تھا کر (یسئلك اھل الکتاب ان
تنزل علیھم کتابا من السمآء) کہ یہود آپ سے یہ معجزہ مانگتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ ان انبیاء علیہم السلام کے تصدیق کے بارے میں اسی قسم کا کوئی
معجزہ نہ آیا تھا تو جب بغیر اس معجزہ کے ای یہود تم ان کو انبیاء علیہم السلام مانتے ہو تو معلوم ہوا کہ اسی قسم کا معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا مانگنا
عناداً ہے حتی کہ حسن بصری نے کہا کہ اگر استرشاداً بھی معجزہ مانگتے تو ضرور ایسا معجزہ ان کو ملجاتا فرمایا اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى
نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ تحقیق ہم نے وحی بھیجی ہے آپ کی طرف جیسے کہ وحی بھیجی تھی نوح علیہ السلام کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو ان کے
بعد مبعوث ہوئے تھے (جیسے کہ ھود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام اور لوط علیہ السلام وغیرہم من جمیع الانبیاء علیہم السلام ثم بدأ
بذکر نوح علیہ السلام لانہ کان ابا البشر بعد آدم علیہ السلام او لانہ اول نبی عوقب قومہ ففیہ تھدید للمنکرین الخ) آگے چند انبیاء علیہم السلا
کا نام ذکر فرماتے ہیں تخصیصا بعد التعمیم کے قبیلہ سے وتشریفالھم بالخصائص المزایا کے قبیلہ سے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ عطف علی (ما اوحینا
الی نوح) اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ابراہیم علیہ السلام کی طرف (وذکر اسم ابراھیم علیہ السلام لانہ الاب الثالث للانبیاء علیہم الصلوات)
وَاِسْمٰعِيْلَ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے اسماعیل علیہ السلام کی طرف (وخص ذکرہ ایضاً لان العرب کانوا من ولد اسمٰعیل علیہ السلام)
وَاِسْحٰقَ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے طرف اسحاق علیہ السلام کے (وخص ذکرہ لان بنی اسرائیل کانوا من ولد اسحاق علیہ السلام)
وَيَعْقُوْبَ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے طرف یعقوب علیہ السلام کے (وخص بذکرہ علیہ السلام لانہ الاب الرابع للانبیاء علیہم الصلوۃ
غیر نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وابو نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم من الانبیاء ھو اسماعیل علیہ السلام ثم ابراھیم علیہ
السلام الی نوح علیہ السلام وَالْاَسْبَاطِ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے طرف ان نبیوں کے جو اولاد یعقوب علیہ السلام سے تھے وَعِيْسٰى
وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے عیسی علیہ السلام کی طرف اور ایوب علیہ السلام کی طرف اور یونس علیہ السلام کی طرف (وقدم
عیسی علیہ السلام علی من بعدہ تنویہا باتساع دائرتہ وفی البحرانہ تعالی جمع بین عیسی وایوب ویونس علیہم الصلوات
لانھم اصحاب امتحان وبلایا فی الدنیا) وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ اور جیسے کہ وحی بھیجی تھی ہم نے ہارون علیہ السلام کی طرف اور سلیمان
علیہ السلام کی طرف (ثم جمعھما لان ھارون علیہ السلام کان محبّبا الی بنی اسرائیل ومؤثّرا واما سلیمان علیہ السلام فکان معظما عند
الناس ومحبّبا ومؤثرا فجمعھما التحبیب والتأثیر) وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ اور جیسے کہ ہم نے دی تھی داؤد علیہ السلام کو کتاب زبور۔
(وتأخر ذکرہ لتشریفہ بذکر کتابہ پھر تم لوگ ای یہود ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو مانتے ہو بوجہ ان کے معجزات کے تو کونسا امر مانع
ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بھی مان لو بوجہ ان کے معجزات فائقہ کے بلکہ (کاف) تشبیہ کا دلالت کرتا ہے آنکہ ہمہ دارند

Marfat.com

شما تنہا بدارید۔ اور تفسیر قرطبی میں ہے کل نبی جو قرآن مجید میں مذکور ہیں سب ان کے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ما سوائے ادریس علیہ السلام کے اور نوح علیہ السلام کے اور لوط علیہ السلام کے اور ھود علیہ السلام کے اور صالح علیہ السلام کے ولم یکن من العرب الاخمسۃ ھود وصالح و اسماعیل وشعیب علیہم الصلوات ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم **وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ** اور بھیجے تھے ہم نے ایسے رسل عظیم الشان کہ ان کا احوال آپ کو بتلایا ہے (سورہ مکیہ میں) اس سے قبل **وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** اور ایسے رسل عظیم الشان بھیجے تھے جن کا آپ کو اس سے قبل احوال نہیں بتلایا و فی القرطبی عن ابی ذر الغفاری قال قلت یارسول اللہ کم کانت الانبیاء علیہم السلام وکم کان المرسلون قال کانت الانبیاء علیہم السلام مائۃ الف واربعۃ وعشرون الف نبی وکان المرسلون ثلاث مائۃ وثلثۃ عشر وجاء فی الخبر عن ابی ذرؓ عن ابی ذرؓ قال قلت یارسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت ونبی کان قال نعم نبی مکلم **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝** ١٦٤

اور کلام فرمایا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے ساتھ کلام خاص پھر موسی علیہ السلام کو آخر میں ذکر کیا کہ انہیں کے امت کے دعوے داروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ (ان تنزل علیهم کتابا من السمآء) تو فرمایا جیسے موسی علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف ملا تھا اور ان کے بارے میں فرمایا ہے (وکلم اللہ موسی تکلیما) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی فرمایا ہے (ورفعنا لك ذكرك) اور فرمایا ہے (ثم دنا فتدلی) اور فرمایا ہے (وللآخرۃ خیر لك من الاولی) اور فرمایا ہے (فلنولینك قبلۃ ترضٰها) اور فرمایا ہے (عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا) تو موسی علیہ السلام کیلئے جیسے ہمکلامی شرف ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی یہ تشریفات ہیں **رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ** حال من (رسلا) ان رسل کا یہ حال تھا کہ خوشخبری سنانے والے تھے (ایمان والوں کو جنت کی) اور ڈرانے والے تھے (کافروں کو جہنم سے) **لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ** تاکہ باقی نہ رہے لوگوں کو اللہ تعالی پر الزام کا موقع بعد ارسال رسل کے (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبشر بھی ہیں اور نذیر بھی تاکہ لوگ قیامت میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہ آیا تھا تو کیسے ہم کفر کا قبح اور توحید کا حسن معلوم کر سکتے) **وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا** اور ہے اللہ تعالی غالب (جس امر کا ارادہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے تو جس کو نبی بناتا ہے وہ نبی ہو جاتا کتنے اس کے مخالف کیوں نہ ہوں) **حَكِيْمًا ۝** ١٦٥ حکمت والا ہے (تو جس کو نبی بناتا ہے اسی میں اس کی کئی حکمتیں ہوتی ہیں) آگے کی آیت کا تعلق بھی (ان تنزل علیهم کتابا من السمآء) سے ہے کہ آسمانی ایک کتاب آگئی ہے جس میں اللہ تعالی کی شہادت اور ملائکہ کی شہادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں موجود ہے تو آسمانی نوشتہ مانگتے ہیں تو وہ نوشتہ شہادتی آگیا ہے باقی وہ نوشتہ آسمانی کل کیلئے ہے تو افراد شخصی اس میں آگئے ہیں فرمایا **لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ** لیکن اللہ تعالی شاہد ہیں اس بات پر کہ جو نازل فرمایا ہے آپ کی طرف تو نازل فرمایا ہے اپنے علمی کمال کے ساتھ (اس میں صداقت قرآن واثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت الٰہیہ ہے) **وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ** اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہیں کہ (ما انزل اللہ الیك انزله بعلمه) **وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝** ١٦٦ اور (اصل میں) اللہ تعالی کی شہادت کافی ہے (آپ کی رسالت کے بارے میں)

نجم الآیات فضیلت رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الانبیاء علیهم السلام و مقصد الکل واحد

واثبات رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشہادۃ العالیۃ الالٰہیۃ والملائکتیۃ • پہلے فرمایا تھا (وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا)

آگے فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا ﴿۱۶۷﴾ بے شک جو لوگ (باوجود حجج قاطعہ کے اوپر رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) انکار کرتے ہیں (رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور روکتے ہیں دین اللہ تعالیٰ سے (جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ

ہے جیسے یہود ان کے اسلاف بھی سبیل اللہ سے روکتے تھے) تو گمراہ ہوئے ہیں دور کی گمراہی کر (ظاہرا واپس نہ آسکیں گے یہ ان کے دنیاوی نتیجہ کا بیان

ہے آگے اخروی نتیجہ کا بیان ہے کہ) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِیْقَ

جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور دوسروں پر بھی ظلم کیا (کہ ان کو حق کے راستہ سے روکا اور اسی پر جمے رہے تادم مرگ)

نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کہ ان کو بخشیں اور نہیں ہیں کہ دکھلائیں ان کو راہ سوائے راہ جہنم کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنے والے ہوں گے وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی

اللّٰہِ یَسِیْرًا ﴿۱۶۹﴾ اور ہے اللہ تعالیٰ پر یہ کام آسان **نجم الآیۃ** حق کے منکرین کیلئے سزائیں کا بیان۔ جب کہ براہین بینہ سے امر النبوۃ للنبی صلی

اللہ علیہ وسلم ثابت ہوگیا تو دعوت عامہ کے قبیلہ سے اب خطاب عام فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ

فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اے تمام جہان کے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچی بات لیکر آئے ہیں تو ایمان لاؤ ان کے

ساتھ یا معنی ہے ایمان پر پختہ رہو یہ تمہارے لیئے بہتر ہے وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اگر تم کفر کرو گے (تو تمہارا

اپنا نقصان ہے ان کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ) محقق امر ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے وَکَانَ اللّٰہُ

عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱۷۰﴾ اور ہے اللہ تعالیٰ پوری طور پر جاننے والا (مؤمنین اور کافرین کو) حکمت والے ہیں (سزاء و جزاء دینے میں) **نجم الآیۃ**

نبوت پر ایمان لانیکی عام دعوت چونکہ یہود میں ایمان بالانبیاء علیہم السلام کے بارے میں افراط اور تفریط تھی بنا بریں اب اہل کتاب کو خاصۃً خطاب ہے

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ اے اہل کتاب کے (یعنی اے اصحاب توراۃ وانجیل کے) لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ لان الغلو فی الدین کفر ای دین کے بارے میں حد سے تجاوز

مت کرو (جیسا کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کی اماں مریم علیہا السلام کو متہم کرتے تھے تو یہ ان کی طرف سے تفریط تھی اور جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو

الٰہ کہتے تھے تو یہ ان کی طرف سے افراط تھا تو افراط اور تفریط مذہب کے بارے میں کفر ہے) وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اور مت کہو اللہ تعالیٰ

کی شان میں مگر حق بات (وہ یہ ہے کہ (انما اللہ الٰہ واحد) باقی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ابن اللہ ہیں یا ثالث ثلثہ ہیں یا ان اللہ ھو

المسیح بن مریم ہیں یہ سب افراط فی الدین ہے جو کہ کفر ہے اور جو اصل حقیقت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے وہ یہ ہے کہ) اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ بے شک مسیح جو عیسیٰ ابن مریم ہیں وہ رسول اللہ ہیں (نہ اللہ ہیں اور نہ اللہ کے بیٹے ہیں اور نہ تیسرے اللہ ہیں) وَکَلِمَتُہٗ اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے کلمہ کن سے پیدا ہوئے ہیں (یعنی مافوق الاسباب العادیہ کما قال اللہ تعالیٰ (ان مثل عیسیٰ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون) اور یہ مدلول

ہے لفظ (رحیم) کا کما قیل و (الرحیم) یشیر الی التربیۃ بلاواسطۃ فی کلماتہ ای کلمات کن۔ کن۔ کن (۶) اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ پہنچایا تھا

اللہ تعالیٰ نے اسی کلمہ کن کو طرف مریم علیہا السلام کے (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ علیک السلام پیدا ہو جا بطن مریم علیہا السلام سے بغیر اسباب ما...

Marfat.com

جوکہ مقتضی (رحیم) کا ہے تو اسی وقت میں جتنے وقت کا حکم تھا عیسی علیہ السلام پیدا ہوگئے تھے) وَرُوْحٌ مِّنْهُ اور وہ ایک ذی روح ہیں اللہ
تعالی کی جانب سے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ تو ایمان لاؤ ساتھ اللہ تعالی کے (ای ساتھ توحید اس کے) وَرُسُلِهٖ اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے رسل کے
(کہ رسول کو رسول مانو نہ اسکو الٰہ کہو) وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور مت کہو کہ (الٰہ) تین ہیں (یعنی ایک اللہ تعالی اور مسیح بن مریم اور مریم کما ینبئ قوله
تعالی (ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون الله) پھر آگے اس عقیدہ تثلیث سے سختی سے روکتے ہیں کہ) اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ
رُک جاؤ (عقیدہ تثلیث سے) تو بہتر ہے تمہارے لیئے (ورنہ ایسے عقیدہ والوں کی خیر نہیں ہے کیونکہ شان اللہ تعالی کی یہ ہے) اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
محقق امر ہے کہ اللہ تعالی معبود ہے اکیلا (تو تین معبودوں کی تردید ہوگئی تو ایک معبود برحق ثابت ہوگیا تو تثلیث والا عقیدہ ختم ہوگیا اور ابن اللہ والے عقیدہ کو ختم
کرتے ہوئے فرمایا) سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ اللہ تعالی کی ذات منزہ ہے اس بات سے کہ ہو اس کیلئے کوئی ولد (کیونکہ ولد والد کی جزء ہوتا ہے تو جیسے
ولد ہوگا ویسے والد ہوگا تو عیسی علیہ السلام کیلئے ابتذاء تھا تو اللہ تعالی کیلئے ابتذاء تو تنقیص ہے وہ تو تنقیص سے منزہ ہے وغیرہ وغیرہ من الدلائل التی لاتحصی)
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ خالص اس کے ملک میں ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (تو عیسی علیہ السلام جب اللہ تعالی کے مملوک
ہوئے تو ملکیت منافی ہے ولدیت کیلئے) وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ١٧١ اور کافی ہیں اللہ تعالی کارساز ہونے میں (اور ان کے سوا سب مخلوق کارسازی ع ٢٣ ٣
میں ناکافی ہے تو عیسی علیہ السلام بھی کارسازی میں ناکافی ہیں جیسا کہ ظاہر ہے تو الٰہ کیسے کیونکہ الٰہ کے لوازمات میں سے ہے کہ وہ کافی کارساز ہو)

نجم الآیات بطلان الالوهية فی حق عیسی علیہ السلام آگے عیسی علیہ السلام کی الوہیت کے بطلان کو مزید ذکر فرماتے ہیں کہ وہ تو اللہ تعالی کی عبادت
سے کبھی تکبر مع الانفت نہیں فرمایا تھا تو جو عابد ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے اسی طرح جو بعض عرب کہتے تھے کہ الملائکۃ بنات اللہ تو پھر ان کی عبادت کرتے
تھے فرمایا وہ بھی اللہ تعالی کی عبادت سے کبھی تکبر مع الانفت نہیں کیا تو جو عابد ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ
عَبْدًا لِّلّٰهِ ہرگز تکبر نہیں کیا تھا ناک چڑھا کر مسیح علیہ السلام کہ ہوں عبادت گزار اللہ تعالی کے بندے بن کر وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ اور نہ مقرب
بارگاہ الٰہی کے فرشتوں نے تکبر کیا ہے ناک چڑھا کر کہ ہوں باندھے اللہ تعالی کے (جن مقربان کے بارے میں بعض عرب کا عقیدہ تھا کہ الملائکۃ بنات اللہ)
آگے قانون کلی کو ذکر فرماتے ہیں وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ اور جو ناک چڑھاتا ہے عبادت اللہ تعالی سے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر وَيَسْتَكْبِرْ
اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ١٧٢ تو ضرور جمع کریں گے ان سب کو اپنے ہاں تمام کو (حساب کیلئے) الاستکبار دون
الاستنکاف ولذالک عطف علیه وانما یستعمل الاستکبار حیث لا استحقاق بخلاف التکبر فانه قد یکون باستحقاق قال الله تعالی فی حقه (المتکبر)
پھر آگے فریقین کے نتائج کا بیان فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پھر وہ لوگ
جنہوں نے ایمان لایا تھا اور اچھے کام کئے تھے (جس میں عیسی علیہ السلام بھی داخل ہیں) تو ان کو ان کے عملوں کا پورا پورا اجر دیں گے اور اس کے
علاوہ اپنے فضل سے زائد بھی دیں گے (وفی الطبرانی عن ابن مسعود رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (یزیدهم من فضله) الشفاعة
فیمن وجبت له ممن صنع الیهم المعروف فی الدنیا) وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے ناک چڑھایا تھا اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر

(اللہ تعالیٰ کی عبادت سے) وَاسْتَكْبَرُوْا اور اپنے کو بڑا سمجھا (کہ ان کی عبادت اللہ تعالیٰ میں توہین ہے) فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ توان کو عذاب کرے گا عذاب دردناک وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۷۳ اور نہیں پائیں گے وہ اپنے لیئے اللہ تعالیٰ کے سوا (جس کی عبادت سے استنکاف اور استکبار کرتے تھے) نہ کوئی نفع پہنچانے والا اور نہ نقصان کو دور کرنے والا

نجم الآیات المتواضعین الی عبادۃ اللہ تعالیٰ والمستکبرین عنہ کے نتائج کا بیان اتنے تک فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھو نہ اس کو اللہ سمجھو جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں آگے فرماتے ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے ایک عظیم الشان برہان (جو کہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے آنے کے بعد تمہارے پاس کوئی عذر نہیں رہا ہے) وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝۱۷۴ اور اتارا ہے ہم نے تمہاری طرف (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نور واضح (یعنی قرآن مجید) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ سو جن لوگوں نے ایمان لایا ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے اور (تمامی حوائج میں) مضبوط پکڑا اس کو فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ تو ضرور داخل کریں گے ان لوگوں کو اپنی رحمت (یعنی جنت میں) اور اپنے فضل میں (جس سے مراد دیدار الہٰی بھی ہو سکتا ہے) وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۱۷۵ اور پہنچائے گا ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر (یعنی قرب الہٰی ان کو عطا کرے گا)

نجم الآیۃ نبوۃ کے ہدایات کے مطابق اعتصام باللہ پر قرب الہٰی کے راستے کھل جائیں گے چونکہ ابتداء سورۃ کے قریب میراث کا بیان تھا پھر سورۃ کے دوسرے پارے کے اختتام کے قریب میراث کا بیان تھا اب آخر سورۃ میں پھر میراث کا بیان ہے تو اس سے میراث کے اہمیت کی طرف اشارہ ہے يَسْتَفْتُوْنَكَ آپ سے طلب تکشیف کی کرتے ہیں (کلالہ کے بارے میں ای ایک شخص فوت ہوگیا ہو اپنے پیچھے نہ باپ دادا چھوڑا ہے اور نہ لڑکا نہ لڑکی اور نہ پوتا و نہ پوتی چھوڑا ہے البتہ بھائی بہن عینی یا علی چھوڑا ہے قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ تم کو واضح حکم دیتے ہیں کلالہ کے بارے میں اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد یا بیٹے کی اولاد نہ ہو اور جس کا باپ نہ ہو قال الشیخ عبد القاهر جرجانی لفظ (الولد) یطلق علی الوالد والمولود فالوالد یسمّی والد الانه قد وَلَدَ والمولود یسمّی ولدا لانه وُلِد فلفظ الولد مشترک ثم فی سیاق النفی یعمّ کلیهما ای الوالد والولد و کما فی البخاری والکلالۃ من لم یرثه اب اوابن وَّلَهٗۤ اُخْتٌ اور اس کیلئے پیچھے ایک بہن عینی یا علی زندہ ہو فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ تو اس بہن کو تمام ترکہ کا نصف ملیگا بحیثیت فرضیت کے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو ما بقی بھی اسی بہن کو ملیگا باعتبار ردّ کے)

مسئلہ ۲ — میت: اخت ع، عم

مسئلہ ۲ — میت: زوج، اخت علی

وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ اور اگر بہن مرجائے اور اپنے پیچھے نہ باپ دادا زندہ چھوڑا اور نہ اولاد نرینہ اور نہ مادہ چھوڑی البتہ بھائی عینی یا علی اپنے پیچھے زندہ چھوڑا تو اس کا بھائی بحیثیت عصوبۃ کے وارث ہوگا

مسئلہ ۲ — میت: زوج، اخ علی

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ او زائد الا ان الزائد علی اثنتین لهما حکم الاثنتین اجماعا فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ اور اگر کوئی مرگیا جس کی نہ اولاد زندہ ہے اور نہ باپ دادا زندہ ہوں البتہ اس کے پیچھے دو بہنیں عینیہ یا علیہ زندہ ہیں تو ان دو بہنوں کو میت کے کل جائداد سے دو تہائی ملے گی

مسئلہ ۳ — میت: اختان علی، عم

Marfat.com

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ اور اگر کوئی مرگیا جس کے پیچھے باپ دادا زندہ
نہ ہے نہ اولاد مذکر نہ مؤنث البتہ اس کے پیچھے بھائی بہن زندہ ہیں تو بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا پھر عینی کے ہوتے
ہوئے علی محجوب ہے مسئلہ ۵ اخ ع اخ ع اخت ع **ترجمۃ الآیۃ** الرجوع الی مسئلۃ المیراث
والارتباط بین ابتداء السورۃ وانتہائہا ظاہر يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ واضح بیان فرماتے
ہیں اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ کو اَنْ تَضِلُّوْا ای کراھۃ ان تضلوا کما قال المبرد اولئلا تضلوا کما قال الکسائی
ع ۶ ۴ تاکہ نہ گمراہ ہو جاؤ تم جہل کی بنا پر وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۱۷۶ ع اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے
والے ہیں (تو جو احکام فرمائے ہیں ان کے حقائق سے خوب واقف ہیں بنا بریں تم کو ان سے مکلف کیا ہے)

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورۃ النساء فکانما تصدق علی کل مؤمن ومؤمنۃ
ورث میراثا واعطی من الاجر کمن اشتری محررا وبرئ من الشرک وکان فی مشیئتہ تعالی من الذین
یتجاوز عنہم

اللھم اجرنا من عذاب القبر ومن عذاب النار وصل اللھم علی حبیبک خیر الخلق کلھم ★

سورة المائدة مدنية

بسم الله الرحمن الرحيم

وهی الفان وثمانمأة كلمة واربع كلمات وحروفها احد عشر الفا وسبعمأة وثلاثة وثلاثون حرفا

الا آية الثالث فنزلت بعرفات فی حجة الوداع (اليوم اكملت لكم دينكم) وهی نزلت بعد سورة الفتح وقال ابو ميسرة ليس فيها منسوخ وفيها ثمان عشرة فريضة ليست فی غيرها وهی المنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع وما ذبح على النصب وان تستقسموا بالازلام وما علّمتم من الجوارح مكلبين وطعام الذين اوتوا الكتاب والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واتمام الطهور اذا قمتم الى الصلوة والسارق والسارقة ولا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله عزيز ذو انتقام۔ ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام وقوله تعالى شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت ثم وفريضة تاسعة عشرة وهی قوله تعالى واذا ناديتم الى الصلوة الآية وروی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قرء سورة المائدة فی حجة الوداع وقال يا ايها الناس ان سورة المائدة من آخر ما نزل فاحلّوا حلالها وحرّموا حرامها وعدة آيها مأة وعشرون عند الكوفيين وثلث وعشرون عند البصريين واثنان وعشرون عند غيرهم ووجه ارتباطها بسورة النساء ان سورة النساء قد اشتملت على عدة عقود من النكاح والصداق والوصية والوكالة وغيرها فناسب ان تعقب بسورة مفتتحة بالامر بالوفاء بالعقود فكانه قيل يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود الذی ذكرت فی تلك السورة وفی هذه السورة وقال علقمة كل ما فی القرآن يا ايها الذين آمنوا فهو مدنی ويا ايها الناس فهو مكی وهذا خرج على الاكثر

بسم الله الرحمن الرحيم۔ **يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ** ای اتموا الفرائض التی فرضت عليكم مع القبول يوم الميثاق وفی هذا الكتاب قاله ابن عباس اے ایمان والو پورا کرو احکام شرعیہ کو جو کہ تمہارے اوپر فرض کئے گئے تھے یوم المیثاق میں جن کو تم نے قبول بھی کر لیا تھا اور اس قرآن میں بھی وہی احکام فرض کئے گئے ہیں

نجم الآية التاكيد على ايفاء العقود ای على احكام التسعة عشر التی ذكرت فی هذه السورة آگے احکام کی تفصیل کا ذکر ہے **اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ** ای احل لكم اكل البهيمة من الانعام وهی الازواج الثمانية المذكورة فی سورة الانعام (ثمانية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين) (ومن الابل اثنين ومن البقر اثنين) پیدا کئے ہیں آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم ایک نر ایک مادہ اور بکری میں دو قسم ایک نر اور ایک مادہ اور پیدا کئے ہیں اونٹ میں دو قسم ایک نر اور ایک مادہ اور گائے میں دو قسم ایک نر اور ایک مادہ فی المظهری انه تعالى اراد تحليل ما حرم اهل الجاهلية على انفسهم من الانعام كالبحيرة والسائبة انتهی) والمعنی حلال کیا گیا ہے تمہارے لیئے (کھانا) گھریلو جانوروں کے آٹھ قسموں کا (یعنی بھیڑ و بکری و اونٹ و گائے میں نر و مادہ کا جو کہ آٹھ قسم ہیں اور ان کے مشابہ جنگلی جانوروں کا جیسے ہرن و نیل گائے وغیرہ کا بجز ان کے جن کو دلائل شرعیہ نے استثناء کر دیا ہے جیسے گدھا خچر

Marfat.com

وغیرہ امام شعرانی نے کہا ہے کہ بہیمۃ کو بہیمۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی بولی مبہم ہے پھر یہ ہر جاندار پر بولا جاتا ہے یا چوپایہ جانوروں پر بولا جاتا ہے یعنی چوپائے والے مویشی پر اور (انعام) جمع نعم کی ہے گھریلو جو پالتو جانور اونٹ گائے بھینس بکری بھیڑ ہیں ان کو کہا جاتا ہے جو کہ آٹھ قسم ہیں جن کا ذکر سورۃ انعام میں ہے) اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ (یعنی گھریلو جانوروں کی آٹھ قسمیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں یا ان کے جو مشابہ جنگلی جانور ہیں جن کو شکار کیا جاتا ہے وہ بھی تمہارے لئے ان کا شکار کرنا حلال ہے) (الا ما یتلی علیکم) سوا ان کے جن کا ذکر آگے آتا ہے (ای حرمت علیکم المیتۃ الخ) میں غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ مگر نہ حلال سمجھنا (ان میں سے جو شکار ہیں) ان کا شکار کرنا جس حالت میں تم محرم ہوں (یا حرم میں ہوں جیسے ہرن و نیل گائے گرچہ یہ بکری و گائے کے مشابہ ہو کر حلال ہیں مگر حالت احرام میں یا جب کہ یہ حرم میں ہوں گرچہ تم حلالی کیوں نہ ہوں ان کا شکار کرنا حرام ہے تو (اوفوا بالعقود) ان احکام کی پابندی کا التزام کرو) اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝۱ بے شک اللہ تعالی حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے (تو جس حکم کی حکمت تم کو معلوم نہ ہو سکے تو تم نے اس میں علل نہیں نکالنے بلکہ حکم کو مان لینا ہے)

خلاصہ مطلب (احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم) کا یہ ہے کہ بعض مشرکین عرب بعض وجوہ کی بنا پر گھریلو جانوروں کے جو آٹھ قسم ہیں ان میں سے بعض کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے تو اللہ تعالی ان پر رد فرماتے ہوئے فرمایا کہ بجز (ما یتلی علیکم کے یہ گھریلو جانور اور ان کے جو مشابہ حلال جانور جنگلی ہیں ان کا شکار کرنا تمہارے لئے حلال ہے بجز اس کے کہ تم حالت احرام میں ہوں (یا وہ شکار حرم مکہ میں ہو) پہلے فرمایا (ان اللہ یحکم ما یرید) سواء کانت الاحکام من المنہیات او المامورات فقدم المنہیات فقال يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ اے ایمان والو بے حرمتی مت کرو دین کی نشانیوں کی (جیسے حرم میں شکار کرنا یا حالت احرام میں خارج از حرم شکار کرنا تو یہ بے ادبی حرم کی ہے یا احرام کی ہے تو ایسے قسم کی بے ادبی نہیں کرنی کیونکہ یہ دین کی بڑی نشانیوں کی بے ادبی ہے) وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ای ولا تحلوا الشہر الحرام ای بے ادبی مت کرو حرمت والے مہینوں کی (جو کہ چار مہینہ ہیں تین متواتر ہیں ذو القعدہ و ذو الحج و محرم اور ایک اکیلا ہے کہ وہ رجب ہے کہ ان مہینوں کے اندر کفار کے ساتھ قتال کا ابتداء مت کرو) وَلَا الْهَدْيَ اور نہ حلال سمجھو تعرض کرنا حرم میں قربان ہونے والے جانور کو وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ حلال سمجھو تعرض کرنا ان جانوروں کے ساتھ جن کے گلے میں بطور نشان کے پٹے پڑے ہوئے ہیں (یہ تخصیص بعد التعمیم برائے تشریف ان جانوروں کے ہے) وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا اور نہ حلال سمجھو تعرض کرنا ان لوگوں کے ساتھ جو البیت الحرام کی طرف جا رہے ہیں اس نیت سے کہ طلب کریں گے اپنے رب کے فضل کو اور رضاء الہی کو (تو تمہاری ان کے ساتھ کسی وجہ سے مخالفت ہو تو اس وجہ سے ان کا تعرض کرو ایسا نہ کرنا) **نجم الآیۃ** النہی عن ہتک حرمات اللہ تعالی پہلے فرمایا (غیر محلی الصید وانتم حرم) اب فرماتے ہیں وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جس وقت تم احرام سے حلالی ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو (بشرطیکہ وہ شکار حرم مکہ میں نہ ہو اس حکم مباح کو بعد منہیات کے ذکر فرمایا ہے تو جیسے ترتیب احکام کی اہمیت ہے ویسے ترتیب ذکر کی ہے) پہلے فرمایا تھا (ولا آمین البیت الحرام) آگے اس کا تتمہ ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا

اور نہ برانگیختہ کرے تم کو دشمنی اس قوم کی جنہوں نے روکا تھا تم کو مسجد حرام سے اس بات پر کہ زیادتی کرنے لگو کہ (احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو کہ ان کو بیت اللہ سے روکو یا ان کے جو جانور بنیا نرللہ بیت اللہ کی طرف جا رہے ہوں ان کو نہ روکو یا ان کے وہ جانور بیت اللہ کی طرف جا رہے ہوں جن کے گلے میں پٹے ہیں ان کو نہ روکو جیسا کہ جب مکہ فتح ہوا تو صحابہؓ کی دل میں خیال آیا کہ انہوں نے جیسے ہمیں روکا تھا ہم بھی ویسے ان سے بدلہ لیں تو اللہ تعالیٰ ان آیات کو نازل فرما کر صحابہ کو ان سے بدلہ لینے سے روک دیا یہ آیات کریمہ اس وقت نازل ہوئے تھے کہ ابھی تک آیۃ کریمہ (ولا تقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا) نازل نہ ہوئی تھی) آگے اللہ تعالیٰ معاشرے کے اصلاحی اصول ذکر فرماتے ہیں کہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ اور تعاون کرو ایک دوسرے کا امتثال اوامر پر وَالتَّقْوٰى اور تعاون کرو ایک دوسرے کا نواہی کے اجتناب پر (اور اگر کوئی بدی کرتا ہے یا دوسروں پر ظلم کرتا ہے تو اس کو روکو) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی بدی کرنے پر اور دوسروں پر زیادتی کرنے پر وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اس کے احکام کی مخالفت میں) اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ربع ۲ بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والے ہیں (احکام کی مخالفت کرنے والوں کو)

نجم الآیۃ ہر حال میں آداب بیت اللہ کا لحاظ ملحوظ ہو اور معاشرے کے اصلاحی اصول کا بیان پہلے فرمایا تھا (الا ما یتلی علیکم) آگے اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ حرام کیا گیا ہے تمہارے اوپر کھانا اس حلال جانور کا کہ وہ مر گیا ہے بلا ذبح شرعی کے (جیسا کہ مکہ کے مشرکین میتہ جانور کو بھون کر کھا جاتے تھے کہ اس میں اصلی طاقتور خون جذب ہے) وَالدَّمُ اور حرام کیا گیا ہے تمہارے اوپر کھانا خون بہتے ہوئے کا (کہ مکہ والے جانور کے ذبح کے وقت لہو بہتا ہوا برتن میں جمع کر لیتے تھے پھر اسی کو انتیوں کے ساتھ ملا کر بھون کر کھاتے تھے کہ اس میں بہت طاقت ہے) وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ اور حرام ہے تم پر گوشت خنزیر کا (اسی طرح اس کے تمامی اجزاء بھی حرام ہیں بالاتفاق) وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام کیا گیا ہے تم پر وہ جانور جو حلال تھا لیکن ورفع الصوت لغیر اللہ بہ (کہ غیر اللہ کے نام پر نذر مانا گیا ہے جیسا کہ بوقت نذر ماننے لغیر اللہ بہ کے اونچے آواز سے کہتے تھے (ھذا لشرکائنا) ای ھذا للات اوالعزی مثلاً گرچہ بوقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کا نام کیوں نہ لیں یا بوقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لیا جائے اور کہا جائے مثلاً بسم اللات اوالعزی اور پہلے سے غیر اللہ کیلئے نذر نہ ہو فکلا النوعین داخلان تحت فی (وما اھل لغیر اللہ بہ)

خلاصہ یہ ہے کہ بقصد قربت غیر اللہ کے غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو یا بوقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ (وما اھل لغیر اللہ بہ) میں داخل ہے والمعنی وہ جانور جو غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو بقصد اس کی قربت کے) وَالْمُنْخَنِقَةُ اور حرام ہے وہ جانور جو مر گیا ہو گلا گھونٹ نیسے (کہ مشرک جانور کا ایسا بھی دم تڑواتے تھے کہ اصلی طاقتور خون اس کے اندر رہ گیا ہے تو اس کے کھانے سے بہت طاقت ہوتی ہے) وَالْمَوْقُوْذَةُ اور حرام ہے وہ جانور جو مر جائے کسی شیئ کے ضرب سے (جیسے عصاء وغیرہ اسی طرح سے بھی مار کر جانور کو کھاتے تھے) پھر یہ دونوں ای منخنقہ اور موقوذہ گرچہ میتہ میں داخل ہیں لیکن اہل جاہلیہ کے ان دو کو خصوصی طور پر مزہ دار سمجھ کر کھاتے تھے بنا بریں ان دو کو علیحدہ ذکر کیا گیا ہے وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور حرام ہے وہ جانور جو اونچی جگہ سے گر کر مر جائے (ایسے قسم کے مردہ جانور کو بھی مشرک کھاتے تھے) وَالنَّطِيْحَةُ اور حرام ہے وہ جانور جو کسی جانور کی

Marfat.com

سینگ مارنے سے مرجائے یعنی کسی دوسرے جانور کے ٹکر سے مرجائے (یعنی تصادم میں مرجائے) **وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ** اور حرام ہے وہ جانور جس کو درندہ پکڑ کر کھانے لگا ہو پھر وہ مرجائے تو ما بقی اس کا گوشت حرام ہے **اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** مگر وہ جانور (جو دم توڑنے سے پہلے تم نے اس کو ذبح کرلیا ہو (تو وہ حلال ہے خواہ وہ منخنقہ ہو یا موقوذہ ہو یا متردیہ ہو یا نطیحہ ہو یا ما اکل السبع ہو تو لفظ (ما) کا ان پانچ سے عبارت ہے نہ پہلے چار سے عبارت ہے کذا قال علیؓ وابن عباسؓ وحسن بصری وقتادۃ وغیرھم من سلف الصالحین کران کا اس پر اتفاق ہے وقال الحسن ان ادنی ما یدرک به الذکوۃ ان یدرکه وھو یحرک الاذن او الذنب او الجفن وعروق الذبح الحلقوم ای مجری النفس والمری ای مجری العلف والماء والودجان وھما مجری الدم ثم یجزی فی الذکاۃ قطع الاکثر ای وای ثلث قطع قطع الاکثر منھا والذکوۃ لایکون الا فی لبۃ او حلق

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور حرام ہے وہ جانور جو ذبح کیا جائے تھان پر (کر یہ عملاً شرک ہے گرچہ بسم اللہ کیوں نہ پڑھی جائے (**نصب**) وہ پتھر تھے جو کعبۃ اللہ کے ارد گرد کھڑے کئے گئے تھے جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور پر عدد اصنام کے جو بیت اللہ کے اندر ان کے مجسمے تھے اور باہر ان کی تصویریں دیوار بیت اللہ پر منقش تھیں پھر انہیں کے مقابل پتھر مطاف والی جگہ سے ہٹ کر منصوب تھے اور ان پر اصنام کے نام لکھے ہوئے تھے تو جو مشرک ان بتوں میں سے جس کی قربانی کرنا چاہتا تھا تو اس کے نام والے پتھر کے قریب اس کے تقرب سے قربانی کرتا تھا جیسے کسی قبر والے کی خیرات لازم اس کی قبر کے قریب کرے تو وہ بھی اس حرمت میں داخل ہے) **وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ** اور حرام ہے کہ کسی کی قسمت آزمائی کرو جوئے کے تیروں سے (کہ مثلاً چند آدمی ایک جانور مشترکہ کو ذبح کرتے تھے اور اس کے گوشت کی تقسیم ان تیروں کے ذریعہ کرتے تھے کہ جس کی قسمت میں جو تیر نکل آیا اس پر جو حصہ لکھا ہوا ہوتا تھا اس کو اتنے قدر کا حصہ گوشت سے دیتے تھے نہ کہ ملکیت کے مطابق کہ مثلاً ملکیت اس کی نصف کی ہے لیکن تیر جو نکلا اس پر چھٹا حصہ لکھا ہوا ہوتا تھا تو اس کو گوشت کا چھٹا حصہ دیتے تھے الخ دوسرا طریقہ استقسام بالازلام کا یہ تھا کہ خادم کعبہ نے ترکش میں تین تیر رکھے ہوئے تھے ایک پر نعم لکھا ہوا ہوتا تھا دوسرے پر لا تیسرے پر کچھ نہ لکھا ہوا ہوتا تھا تو جو شخص کسی اہم کام کو کرنا چاہتا تھا تو صاحب ازلام کو سو درہم دیتا تھا تو صاحب ازلام ترکش سے تیر نکالتا تھا تو اگر اس پر نعم لکھا ہوا ہوتا تھا تو کہتا تھا کہ فلاں صنم نے کام کی اجازت دیدی ہے جس صنم کے نام تیر ہوتے تھے اور اگر وہ تیر نکل آتا تھا جس پر لا کا لفظ لکھا ہوا ہوتا تھا تو صاحب ازلام کہتا تھا کہ صنم نے اس کام کرنے سے روک دیا ہے اور اگر وہ تیر آتا تھا جس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا تھا تو وہ شخص اور رقم دیکر پھر تیروں کا جولان کراتا تھا تا نکہ کچھ لکھا ہوا نکلے تو فرمایا یہ فعل بھی شرک اور ناجائز ہے

ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یہ جمیع ما ذکر من المحرمات ذنب عظیم **خلاصہ** یہ ہے کہ (احلت لکم بھیمۃ الانعام) حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے کھانا ان آٹھ گھریلو پالتو جانوروں کا مگر انہیں میں سے جو (حرمت علیکم المیتۃ سے تا وان تستقسموا بالازلام) کا مصداق ہوں وہ تمہارے لئے حرام ہیں کیونکہ (ذالکم فسق) ہے وقال اللہ تعالٰی فی سورۃ الانعام (قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرّما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس او فسقا اھل لغیر اللہ به) یہ سورۃ مکی ہے جس میں چار محرمات کا بیان ہے اور سورۃ مائدہ مدنی ہے جس میں گیارہ محرمات کا بیان ہے تو بعد کی ایزادی سے کوئی تعارض نہیں آتا چونکہ یہ گیارہ احکام مہمات دین سے ہیں آگے دین کے بارے میں دو اہم اعلان

کا بیان ہے ایک کا تعلق اس بات سے ہے کہ دینی احکام کو کوئی ختم نہیں کر سکتا کیونکہ حکومتی زمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو کفار کی طاقت ختم ہو گئی ہے دوسرے کا تعلق اس بات سے ہیں کہ تمامی شرائع دین کے مکمل ہو گئے ہیں تو یہ دین کامل ہے اور ہر حکم شرعی اللہ کی بڑی نعمت اور بڑا احسان ہے فرمایا اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ آج کے دن سے (ای قریب قریب کے زمانہ سے) ناامید ہو چکے ہیں کافر لوگ تمہارے دین کے مغلوب ہونے سے فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ تو نہیں ڈرنا ان سے (کہ پھر دین کو مغلوب کر سکیں گے) اور مجھ سے ڈرنا (کہ نافرمانی کی حالت میں عذاب کا خطرہ کرو) یہ آیت کریمہ بعض نے کہا کہ فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی سن آٹھ ہجری میں اور بعض نے کہا کہ یہ آیت سن دس ہجری میں حجۃ الوداع میں یوم عرفہ میں نازل ہوئی جیسے اگلی آیت حجۃ الوداع میں یوم عرفہ میں عرفات میں جبل رحمت کے قریب نازل ہوئی فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج کے زمانہ کے قریب قریب مکمل کر دیا ہے تمہارے نفع کیلئے شرائع دین کے (اور جو اللہ تعالی کا وعدہ تھا اتمام نعمت کا کما قال اللہ تعالی (ولاتم نعمتی علیکم) کا وہ پورا ہو گیا ہے کما قال) وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ اور پورا کر دیا انعام واحسان اپنا تمہارے اوپر (یعنی دین حق جو ایک بڑی نعمت الہی ہے اسکا انتہائی معیار جو اس عالم میں نوع انسانی کو عطاء ہونے والا تھا آج وہ دین اور نعمت مکمل صورت میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو عطاء کر دی ہے پھر انہیں شرائع اسلامی پر اپنی رضاء کا اظہار فرمایا کر) وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اور (ہمیشہ کیلئے) پسند کر لیا ہے تمہارے لئے احکام شرعیہ کو بحیثیت مذہب کے (تو (ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه) اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد صرف اکیاسی۸۱ دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقید حیات رہے **تجم الآیات**

شرائع اسلامیہ اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ غیر منسوخہ ہیں ان کو کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی احکام مہمہ کے بعد اور اہم اعلانوں کے بعد امر رخصتی کا بیان فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳ پھر جو شخص کہ لاچار ہو جائے شدید بھوک کی حالات میں (انہیں محرمات کے کھانے کی طرف) درانحالیکہ میلان نہ کرنے والا ہو گناہ کی طرف (کہ کھانے سے پھر تلذذ بالکل مقصود نہ ہو اور نہ قدر شدید حاجۃ سے زیادہ کھائے) تو بے شک اللہ تعالی بڑی مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں) **تجم الآیۃ**

ان الدین ۔۔۔ لیسوٴ پہلے فرمایا (وما اکل السبع) اور گھریلو جانور ہو یا جنگلی جانور ہو اگر اس کو درندہ کھا جائے تو مابقی من اللحم اس کا حرام ہے (الاما ذکیتم) تو (سبع) میں کتا شکاری اور چیتا وغیرہما شکاری داخل ہیں اسی طرح باز اور شاہین وغیرہما شکاری داخل ہیں تو صحابہ کرام نے ان درندہ شکاری سے جو حلال جانور مردہ ہوا ہو ان کے لحم کا حکم دریافت کیا۔ چونکہ بعض علاقوں میں اناج کی پیداوار نہیں ہوتی تھی تو ان لوگوں کا گذارہ گوشت اور دودھ پر ہوتا تھا جیسا کہ بہت پہلے زمانہ میں مکہ والوں کا یہ حال تھا چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالی کی اجازت سے ملنے مکہ کو آئے اور اسماعیل علیہ السلام کی گھر والی سے پوچھا کہ اسماعیل علیہ السلام کہاں گئے ہیں تو اس نے کہا کہ شکار کرنے کو گئے ہیں تو یہ نہ تھا کہ اسماعیل علیہ السلام عادی شکاری تھے نہ بلکہ ان کا کفاف رزق کا لحم اور دودھ پر تھا تو اسی بناء پر کہ کفاف رزق کا بعض علاقوں میں لحم پر تھا تو شکاری کتے اور باز وغیرہما کے مارنے سے جو حلال جانور مر جائے تو ان مردہ جانوروں کے بارے میں

صحابہ کرام نے مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا حلال ہے ان کیلئے (کتے اور بازشکاری کے شکار کیے ہوئے حلال جانور جوان کے پکڑنے سے مرجاتے ہیں) قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ فرمادیجئے کہ حلال ہیں تمہارے لئے کل حلال جانور (جوازقسم شکار پہلے سے حلال تھے اور بذریعہ کتے اور بازشکاری کے شکار کرنے سے مرگئے ہیں) جیسا فرمایا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ عطف علی (الطیبات) من عطف الخاص علی العام یعنی حلال کیا گیا ہے شکاران جوارح وکواسب کا یعنی ان شکاری کتوں وبازوں کا جن کو تم نے شکار کرنے کی تعلیم دی ہو (جوان کے اصول تعلیم کے ہیں) تو (من) بیان (لما) والجرح الکسب یقال للاعضاء الجوارح لانہا کاسبۃ للافعال وھذہ السباع کاسبۃ لاربابہا اقواتہم من الصید بالجراحۃ فانہا تجرح الصید (من البدیع) یہ پہلی شرط ہے کہ کتا یا باز معلم ہو مُكَلِّبِيْنَ حال اول من الضمیر المرفوع فی (علمتم) حال ہونا تمہارا کہ تم ان جوارح (یعنی شکاری کتوں و بازوں کو) تعلیم دینے والے ہوں تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ حال ثانیۃ من الضمیر المرفوع فی (علمتم) ایسے طریقہ سے تعلیم دینے والے ہوں تم ان کو جس طریقہ سے تعلیم دی ہے تم کو اللہ تعالیٰ (کہ کتے شکاری کو ایسی تعلیم ہو اور بازشکاری کو ایسی تعلیم ہو) (والمکلب) المعلم من الجوارح یعنی تعلیم یافتہ کتا یا باز اور جلالین والے نے (مکلبین) کی تفسیر مرسلین سے کی ہے یعنی درآنحالیکہ تم ان کو چھوڑنے والے ہوں اس طریقہ تعلیم جس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو تعلیم دی ہے (کہ اس طریقہ تعلیم سے ان کو شکار کے پیچھے چھوڑو یعنی عمداً تم ان کو شکار کے پیچھے چھوڑو نہ وہ خود شکار کو دیکھکر اس کے پیچھے بھاگ پڑیں) تو پھر یہ دوسری شرط ہے اور تیسری شرط کو فرمایا

فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ تو کھاؤ ایسے شکاری جانور کو جو بند رکھا ہو تمہارے لئے جوارح نے (یعنی خود اس سے بالکل نہ کھایا ہو) چوتھی شرط یہ ہے کہ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور (چھوڑتے وقت) پڑھو اسپر نام اللہ تعالیٰ کا (کما جاء ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے (اس کے احکام کی مخالفت سے) اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والے ہیں (کہ جب حساب شروع کریں گے تو جلدی میں ہو جائے گا) **نجم الآیات** الطیبات من الصید کا بیان اس سے اگلی آیت بھی یوم عرفہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ آج کے دن (مستقلاً ودائماً) حلال کر دی گئی ہیں تم پر حلال چیزیں (جو کہ اب ان کے نسخ ہونے کا احتمال نہ رہا) کما قال اللہ تعالیٰ (احلت لکم بھیمۃ الانعام الا مایتلی علیکم) یہ اعلان بھی اتمام نعمت سے ہے اور طیبات کی تفصیل کتب احادیث وفقہ میں ملحوظ ہو۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ اور حلال ہے تمہارے لئے ذبیحہ ان لوگوں کا جو دیئے گئے تھے کتاب (تم سے پہلے یعنی یہود ونصاریٰ کی ذبیحہ جس پر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھی گئی ہو اور وہ اپنے نبی اور اپنے نبی کی کتاب سے ایمان رکھتے ہوں تو ایسے اہل کتاب کی ذبیحہ حلال ہے وہ ایسے حلال ہے جیسے کہ) وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ اور حلال ہے ان کیلئے ذبیحہ تمہارا

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ اور حلال ہیں (دائماً) نکاح کرنا مومنات اجنبیات کے ساتھ جو کہ عفیفات ہوں وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور حلال ہے نکاح کرنا عفیفات عورتیں ان لوگوں سے جو دیئے گئے تھے کتاب تم سے پہلے (پھر قید (والمحصنات) ای پاک دامن والی احترازی نہیں ہے بلکہ ارشادی ہے وفی ھامش بحر المحیط وظاہر ھذہ الآیۃ دلت علی جواز نکاح الکتابیۃ ذمیۃ کانت

Marfat.com

اوحربیة وقد تزوج عثمان رضی نائلة بنت الفرافصة وکانت نصرانیة وتزوج طلحة یهودیة من الشام اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ

اُجُوْرَهُنَّ جب کہ دیدو ان کو ان کے مہور (یعنی مہر کا دینا واجب ہے) مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ
(ان کے اجور وعوض دینے سے غرض یہ ہو کہ ہوں تم) ان کے ساتھ نکاح کرنے والے نہ علانیہ زنا کرنے والے ہوں (جیسا کہ بغایا ہوتی ہیں) اور نہ پکڑنے
والے خفیہ طور پر یارانہ زنا کا **نجم الآیۃ** طیبات شرعیہ کی حلت کا بیان اور اہل کتاب کے جو اپنے مذہب پر صحیح طور پر ہیں ان
کی ذبیحہ بالشرائط ہو تو اکل حلال ہے اسی طرح انہی کی کتابیہ سے جو صحیح طور پر اپنے مذہب پر قائم ہو گرچہ ان کا مذہب منسوخ ہوگیا ہے ایسی

سے نکاح جائز ہے جیسے کہ بیان جواز کیلئے بعض صحابہ نے ایسی کتابیہ سے نکاح کر لیا تھا) وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ع ۵
وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۵ۧ اور وہ شخص کہ نہ مانے (اعتقادا وعملا) شرائع اسلام کے کو تو یقینا حبط ہوگئے عمل اس
کے اسلامی اور وہ آخرت میں خاسرین وہالکین سے ہوگا **نجم الآیۃ** تمامی شرائع پر عمل کرنا اعمال اسلامیہ کی قبولیت کی
شرط ہے آگے پھر مزید شرائع اسلامیہ کا بیان ہے اور نماز کی حیثیت اسلام میں ستون جیسی ہے اور وضوء کا مقام اسلام میں شطر کا ہے
کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الطهور شطر الایمان) وضوء جزء ایمان کا ہے پھر تیمم خلیفہ وضوء کا ہے گرچہ وضوء کی فرضیت نماز کی فرضیت
کے ساتھ شائد ہوئی تھی مگر اس کا ذکر قرآن میں اس کی اہمیت کا حامل ہے اور تیمم کا وضوء کا خلیفہ ہونا یہ بھی اتمام نعمت سے ہے تو آیۃ کا تعلق
(واتممت علیکم نعمتی) سے بھی ہوگیا اور آیۃ تیمم والی نازل ہوئی جب کہ عائشہ صدیقہ کے گلہ کا ہار گم ہوگیا تھا غزوہ مریسیع میں (فتح الباری)
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (ای نماز پڑھنے کا ارادہ کرو) تو اگر وضوء نہ ہو تو وضوء کرنا

فرض ہے ورنہ مستحب ہے) قال اللہ تعالی فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ
اِلَی الْکَعْبَیْنِ تو دھوؤ اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے رؤس کا اور دھوؤ اپنے پیروں کو ٹخنوں تک (یہ وضوء کے
فرائض کا بیان ہے باقی اس کے سنن کا بیان احادیث میں ہے، آگے غسل من الجنابت کا بیان ہے) وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اگر
تم جنابت والے ہو جاؤ تو غسل من الجنابت کر لیا کرو آگے ان دو کے خلیفہ تیمم کا بیان ہے وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اور اگر
ہوں تم مریض (کہ قدرت علی استعمال الماء نہیں ہے) یا ہوں سفر میں (کہ پانی نہیں ہے جیسا کہ فرمایا ہے (فلم تجدوا ماء) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ
مِّنَ الْغَآئِطِ (پہلے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں یعنی احتلام کی حالت میں غسل من الجنابت کا خلیفہ تیمم ہے اب فرماتے ہیں) یا آئے ایک
تمہارا جائے قضاء حاجت سے (یعنی وضوء ٹوٹ جائے) اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا تم نے اپنی بیویوں سے قربت کی ہو (جس کو جنابت اختیاری
کہتے ہیں) فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً (ان تمام صورتوں میں) پھر نہ پاؤ پانی کو (یعنی پانی کا فقدان ہو یا استعمال پانی کی قدرت نہ ہو) فَتَیَمَّمُوْا
صَعِیْدًا طَیِّبًا تو قصد کرو مٹی پاک کا (یعنی پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو آگے تیمم کی کیفیت کا بیان ہے کہ) فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ
وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ تو پھیر لو اپنے مونہوں پر اور اپنے ہاتھوں پر اس مٹی پاک سے (یہاں پر قصدا بیان ہے کہ تیمم خلیفہ وضوء کا ہے اور سورۃ

Marfat.com

نساء میں بیان تھا کہ تیمم خلیفہ غسل من الجنابت کا ہے تو فلا تکرار کذا فیھم من حاقات الالفاظ (آگے فرماتے ہیں کہ یہ تینوں حکم ای الوضوء والغسل من الجنابت والتیمم من اتمام النعمت ہیں قال اللہ تعالی) مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ نہیں ارادہ کرتے اللہ تعالی (ان احکام سے مکلف کر کے) کہ کریں تم پر کسی قسم کی تنگی وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ لیکن ارادہ کرتے ہیں کہ تم کو پاک کریں (گناہوں سے اور جنابت سے اور بے وضوئی سے) وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اور ارادہ کرتے ہیں کہ تم پر اپنا انعام تمام کر دیں (اپنے احکامات سے مکلف کر کے کہ ان میں اجر بڑا ہے) وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور ارادہ کیا ہے کہ تم شکر گزار بن جاؤ (کہ ہم کو ایسے احکام سے اللہ تعالی نے مکلف کیا ہے کہ ان میں ہمارا اخروی فائدہ ہے) **نجم الآیات** احکامات الٰہیہ اتمام نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے آگے تذکیر بآلاء اللہ ہے وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو انعامات الٰہیہ کو جو تم پر ہیں (کہ تم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا کما قال اللہ تعالی (لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم) اور تمہیں اسلام سے مشرف فرمایا کما قال اللہ تعالی (کذٰلک کنتم من قبل فمنّ اللہ علیکم) اور جیسا کہ تم کو اپنے انعامات ظاہری و باطنی سے نوازا کما قال اللہ تعالی (واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ) تو یہ آیت کریمہ اس امت کے بارے میں ایسی ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا (یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم) تو بسا اوقات انعامات کی تذکیر سے ہیجان شکر پیدا ہوتا ہے) وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ اور یاد کرو اس کے اس عہد کو جس کا تم سے معاہدہ لیا تھا (بوقت بیعۃ العقبہ کے اور بیعۃ الرضوان کے اور بوقت مسلمان ہونے کے) جس کے جواب میں تم نے کہا تھا کما قال اللہ تعالی اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا جب کہ کہا تھا تم نے ہم نے سن لیا اور مان لیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو عذاب الٰہی سے (نسیان نعمت سے اور نقض اس کے میثاق کے) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ بے شک اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں دلوں کی باتوں کو (کہ نقض عہود کے عزم پر سزا دیں گے) **نجم الآیات** تذکیر بآلاء اللہ وعود اللہ تعالی اتنے تک انہیں احکامات کا بیان تھا

جو متعلق اپنے نفسوں سے ہیں آگے انہیں احکام کا ذکر ہے جو متعلق بانفس الاغیار ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ اے ایمان والو ہو جاؤ تم کھڑے ہو جانے والے (ای پابندی کرنے والے) اللہ تعالی کی رضا کیلئے گواہی دینے والے ساتھ عدل کے (وجآء فی سورۃ النساء (یاایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ) یہاں پر لفظ (بالقسط) کو مؤخر فرمایا اور وہاں پر لفظ (بالقسط) کو مقدم فرمایا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ عدل اور قسط مقصودی امر ہے فیصلہ کی جہت میں ہو یا شہادت کی جہت میں ہو پھر عدل سے رکاوٹیں زیادہ تر رشتہ داری ہوتی ہے تو سورۃ نساء میں فرمایا (ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین) یا عداوت ہوتی ہے تو یہاں پر فرمایا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اور نہ برانگیختہ کرے تم کو کسی قوم کی عداوت اس بات پر کہ تم نہ عدل کرو (ان کے معاملات میں تو فلا تکرار) اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (ہر معاملہ میں) عدل کیا کرو یہ عدل تقوی کے قریب تر ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ تعالی (کے عذاب سے عدل نہ کرنے میں) اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ بے شک اللہ تعالی تمہارے

Marfat.com

عملوں سے باخبر ہیں (کیونکہ علیمٌ بذات الصدور ہیں) **نجم الآیۃ** التاکید علی التوثیق فی العھود العدلیۃ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالی ایمان والوں سے اور اچھے عمل کرنے والوں

(خواہ عمل صالح متعلق بالانفس ہوں یا بالاغیار ہوں) کہ ان کیلئے گناہوں سے بخشش ہے (ان الحسنات یذھبن السیآت) اور بڑا اجر ہے

(کہ ایمان و عمل صالح کے دو فوائد ہیں ایک یہ کہ گناہ ختم دوسرا اجر عظیم) وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ

اور جن لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور ہمارے آیات کو جھوٹا کہا ایسے لوگ دوزخی ہیں **نجم الآیات** بیان النتائج للفریقین

آگے اللہ تعالی کے نعم سے ایک خصوصی نعمت کی تذکیر ہے **واقعہ** یوں ہوا کہ غزوہ ذات الرقاع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے

نیچے نیند فرمارہے تھے کہ ایک بدوی تاک میں تھا وہ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو جو درخت پر لٹکی ہوئی تھی میان سے نکال کر للکارا

کہ اب کون ہے کہ آپ کو میری تلوار سے بچائے جواب میں فرمایا کہ (اللہ تعالی) اس پر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اس پر بھی ان آیات کا نزول

ہوا یا ورود ہوا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ

عَنْکُمْ اے ایمان والو یاد کرو (خصوصی) انعام اللہ تعالی کے کو جو تم پر ہوا جب کہ ایک قوم کے (ایک فرد) پکا ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے طرف

دست درازی کریں (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلائیں) پھر روک دئے (اللہ تعالی نے) ان کے ہاتھوں کو تم سے (کہ تلوار کو نہ چلنے دیا

کہ وہ اعرابی بر ایک روایت تلوار کو میان میں رکھ دیا) وَاتَّقُوا اللّٰہَ عطف علی (اذکروا) ام اور ڈرتے رہو اللہ تعالی سے (کہ اس کے نعمتوں کے

حقوق کی رعایت کرتے رہو کہ شکر گذار رہو) وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پھر مستقبل میں ایسے خطرات سے مطمئن

ہوئے فرمایا) اور اوپر خاصۃ اللہ تعالی کے ضرور توکل کریں ایمان والے **نجم الآیۃ** التذکیر علی النعمت الخصوصی پہلے فرمایا

(میثاقہ الذی واثقکم بہ) جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے عہود کی رعایت کرنی ہے جو کہ کلمہ طیبہ کے تکلم سے ایک عہد اسلامی خود بخود ہوتا

ہے آگے ایک واقعہ بنی اسرائیل کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے نقض عہد پران پر لعنت فرمائی وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

وَبَعَثْنَا مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا (چونکہ بنی اسرائیل کے بارہ[12] قبیلے تھے تو ہر قبیلہ کا موسی علیہ السلام ایک ایک نقیب یعنی سردار

سربراہ مقرر فرمایا تاکہ وہ ان کے امور دینی و دنیاوی کی نگرانی کریں اور موسی علیہ السلام کے احکام ان تک پہنچائیں تو موسی علیہ السلام نے ان

بارہ[12] نقباء کے ذریعہ چار امور کا عہد لیا لیکن انہوں نے نقض کیا اور لعنت کے حقدار بن گئے تو اس قصہ سے اس امت کو اللہ تعالی کے میثاق

کے نقض سے ڈرایا گیا ہے) اور یقینا لیا تھا اللہ تعالی میثاق بنی اسرائیل سے (بذریعہ موسی علیہ السلام کے) اور مقرر کیا ہم نے ان میں سے

بارہ[12] سربراہ وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ اور فرمایا اللہ تعالی کہ میری مدد اور معیت تم کو حاصل رہے گی بشرطیکہ تم میثاق پر قائم رہے

آگے میثاق کے چار دفعات کا ذکر فرماتے ہیں ۱؎ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ ۲؎ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ اگر تم نماز کو قائم رکھو گے

اور زکوۃ کو دیتے رہو گے (چونکہ موسی علیہ السلام کے بعد بہت انبیاء علیہم السلام مبعوث ہونے تھے تو ان کے بارے میں عہد بایمان

Marfat.com

لیا کرتم میں جو ان کے زمانے کو پاتا جائے تو ان کے ساتھ ایمان لاتا جائے چونکہ نماز و زکوۃ کا حکم سر دست تھا اس لیئے ان کو ایمان پر مقدم لایا)
ع۳ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ اور ایمان لاتے جاؤ گے میرے تمام رسولوں کے ساتھ (جو مستقبل میں آتے جائیں گے) اور (ان
کے دشمنوں کے مقابل) مدد کرتے رہو گے ان کی اور تعظیم کرتے رہو گے ان کی (وفی الصحاح الجوهري (التعزير) النصرة مع التعظيم ع۴
وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور (علاوہ زکوۃ کے) قرض دیتے رہو گے اللہ تعالی کو قرض حسن (یعنی اللہ تعالی کے راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرتے
رہو گے یعنی بلا ریاء و بلا عجب و بلا منّ کے مصرف میں خرچ کرتے رہو گے تو علاوہ (انی معکم) کے لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ تو البتہ ضرور محو کر دوں گا تم سے گناہ تمہارے اور ضرور داخل کر دوں گا تم کو باغات میں جن کے محلات کے
نیچے جاری ہوں گی نہریں (یعنی بلا سزاء گناہوں کے جنت کا اولی دخول نصیب ہو گا) فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ۝۱۲ پھر جو شخص کہ کفر کیا بعد اس کے (یعنی بعد عہد کے عہد پر قائم نہ رہا) تو وہ یقینا راہ راست سے دور جا کر پڑا **نجم الآیة**
بنی اسرائیل کے میثاق کا بیان آگے ان کے نقض میثاق کا بیان ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پھر بوجہ ان کے توڑنے ان کے میثاق
اپنے کو (یعنی ان سے جو چار مواثیق لئے گئے تھے ان کو انہوں نے متروک العمل کر دیا جیسا کہ یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا یہ بھی
نقض عہد میں داخل ہے) لَعَنّٰهُمْ ان کو ہم نے اپنی رحمت سے دور کر دیا (یعنی ان کو بھی لعین بنا دیا جیسا کہ ابلیس لعین ہے مقاتل نے کہا ہے کہ
ان کی شکلوں کو قردہ و خنازیر کی شکلوں میں تبدیل کر دیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ ان کو ہم نے معذب کیا جزیہ و خراج لگا کر اور لعنت کا ایک
اثر ان پر یہ بھی پڑا کر وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً اور سخت کر دیا ہم نے ان کے قلوب کو (پھر اس کا اثر یہ ہوا کہ) يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
مَّوَاضِعِهٖ بدلتے تھے کلمات توراتیہ کو اس کے ٹھکانوں سے (یعنی تحریف لفظی کرتے تھے یا تحریف معنوی کرتے تھے پھر اس کا اثر ان پر یہ پڑا کہ)
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ اور چھوڑ بیٹھے ایک بڑا حصہ (تورات کا) اس سے جس سے ان کو نصیحت کی گئی تھی (مثلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی اتباع کو چھوڑ دیا حالانکہ توراۃ میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاکید کی گئی تھی) وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ
(پہلے ان کے اسلاف کا بیان تھا یہاں سے ان کے اخلاف کا بیان ہے کہ) اور آپ ہمیشہ رہتے ہو کہ مطلع ہوتے رہتے ہو اوپر خیانت کے ان سے
(کہ کبھی عہد کا غدر کر لیتے ہیں اور کبھی توراۃ میں اب بھی تحریف کر لیتے ہیں جیسے آپ کے اوصاف کے بارے میں خیانت کرتے ہیں کہ اس میں تحریفیں
کرتے رہتے ہیں) اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑے لوگ ان میں سے (جیسے عبد اللہ بن سلام والے جو مسلمان ہو گئے تھے باعتبار اصل مضامین
توراتیہ کے) فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ سو درگذر کرو ان سے اور ملامت تک نہ کرو (بعض نے کہا کہ ان کا رویہ اگر غدر تک ہو اور حرب
تک نہ ہو تو (فاعف عنهم واصفح) وهذا كما قال الله تعالى (فاعفوا واصفحوا حتى يأتي الله بامره) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳
بے شک اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں ان لوگوں کو جو لوگوں سے اچھے نبھاؤ سے رہتے ہیں **نجم الآیات** نقض پر ملعون ہوئے
اور لعنت سے ان کے قلوب قاسی ہو گئے اور قساوت قلبی پر محرّف ہوئے اور تحریف سے تارک العمل للتوراۃ ہوئے یعنی گناہ سے گناہ کے

Marfat.com

مرتکب ہوتے ہوتے نتیجہ اس تک پہنچا کہ کتاب اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو ترک العمل بالکتاب الالٰہی جرم عظیم لیس مثلہ جرم جرائم یہود کے بعد اسی
قسم کے جرائم نصاریٰ کا بیان وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اور ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ ہم دین کے مددگار ہیں (یعنی ان کا یہ
دعویٰ صرف زبانی ہے اس کی حقیقت کوئی نہیں البتہ جنہوں نے اخلاص قلب سے کہا تھا (نحن انصار اللہ) اور ان کے صحیح اتباع تھے وہ صحیح
دین کے مددگار تھے) اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ ہم نے ان سے بھی ان کا عہد لیا تھا (عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ جیسے یہود سے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ
چار عہود لئے تھے پھر انہوں نے نقض کیا پھر اس کے اثر میں ملعون ہوئے پھر اس کے اثر سے قاسی القلوب ہوگئے پھر اس کے اثر سے تحریف انجیل
کے مرتکب ہوئے پھر اس کے بعد جو آخری نتیجہ ہے اس تک پہنچ گئے کما قال اللہ تعالیٰ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ اور چھوڑ دیا انہوں نے
ایک بڑا حصہ انجیل کا جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی تھی (کہ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو بیٹھے) فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (تو ان سزاؤں کے علاوہ مزید براں سزا یہ بھی دی تاکہ ان کی زندگی تلخ گذرے جیسا کہ یہود کے بارے میں بھی
ایسی قسم کی ذکر ہے (والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة) جیسا کہ یہود کے بہت سے فرق مذہبی ہیں کہ ان کی آپس میں عداوتیں
ہیں ویسے نصاریٰ کے بھی فرق مذہبی مختلف ہیں کہ ان کی بھی آپس میں شدید عداوتیں ہیں یہ سزاء ان یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے جو ہر ایک اپنے
اصل مذہب پر ہونے کے باوجود ناقض العہود ہیں جیسے آج کا مسلمان اسلام پر ہوتے ہوئے اسلام کے مقتضی کے خلاف عمل پیرا ہو) تو ہم نے
ان میں دشمنی اور عداوت ڈال دی الی یوم القیامت (عداوت سے حروب ہوتے ہیں اور بغض سے عداوتیں ختم نہیں ہوتیں) یعنی الصقنا ای جمعنا دی وَ
سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ ۱۴ اور ضرور جلدی میں آخرت میں ان کو اللہ تعالیٰ بتلا دیں گے جو کچھ وہ پختہ ہو کر کرتے تھے
(یعنی تحریف وغیرہ اور نسطوریہ فرقہ نصاریٰ کا مدعی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام العیاذ ابن اللہ ہیں اور یعقوبیہ کہتے تھے کہ (ان اللہ هو المسيح بن مريم)
اور ملکانیہ کہتے تھے کہ (ان اللہ هو ثالث ثلثة) تو ان دو فریقوں کے قصوں سے مسلمانوں کو شدید تنبیہ ہے کہ تم نے اسلام کے میثاق اسلامیہ
کے خلاف کیا تو علاوہ ان والوں سزاؤں کے آپس میں شدید عداوتوں کے شکار ہو جاؤ گے جیسا کہ یہ بات مشاہد ہے **نجم الآیات**
التنبيهات الشديدة للفرق الاسلامية بالقصص المذكورة ۔ پیچھے تھا (ولا تزال تطلع على خائنة منهم) اب فرمایا يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اے تورات اور انجیل
والے تحقیق آگئے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسول (اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے علاوہ مالانہایہ کمالات کے ان میں کمال علمی
اور کمال اخلاقی لازما ہوتے ہیں تو ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دونوں کمالات بھی مالانہایہ ہیں جیسا کہ کمال علمی کی دلیل ہے کہ)
بیان فرماتے ہیں تمہارے سامنے ان بہت سی باتوں کو جن کو چھپاتے ہو تم تورات اور انجیل میں (جیسے اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زنا پر
رجم وغیرہ اور کمال اخلاقی کی دلیل ہے کہ جن باتیں مخفی کے اظہار کی دین اسلام میں ضرورۃ نہیں ہے) اور درگذر کر لیتے ہیں بہت سے باتوں سے
(یعنی نہیں بیان کرتے) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ تحقیق آچکا ہے تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور (جس نور کے ذریعہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکو وفی الروح وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والی ھذا ذھب قتادۃ واختارہ الزجاج انتھی) وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ اور قرآن کہ بیان کرنے والا ہے احکامات الٰہیہ کو يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ بتلاتے ہیں ذریعے النبی المختار کے یا قرآن کے (وافراد الضمیر علی سبیل البدل لان لکل واحد منھما حیثیۃ مستقلۃ لاراءۃ الطریق) مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (بتلاتے ہیں) راستہ سلامتی کا (عقائد حقہ واعمال صالحہ) اس کو جو طالب رضاء الٰہی کے ہے (یعنی منتفع وہ ہوتا ہے) وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ اور نکالتا ہے اپنے حکم سے ان کو گمراہی کے اندھیروں سے طرف روشنی اسلام کے وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اور ان کو ہمیشہ کیلئے) راہ راست پر قائم رکھتے ہیں **نجم الآیۃ** اثبات الرسالۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واثبات علو شانہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے فرمایا (وسوف ینبئھم اللہ بما کانوا یصنعون) اس میں ان کے تین فرق باطلہ کی سزاء کا ذکر ہے۔ آگے ایک فرقہ نقوبیہ کے عقیدہ پر کفر کو نصًّا ذکر فرماتے ہیں تاکہ باقی دو فرقوں کے مذہب پر کفر کا فتوی عائد ہوگیا فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا (آگے اس کا رد فرماتے ہیں۔ چونکہ عیسی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور ان کی ہلاکت بمعنی ان کی موت کے ہے اور (ان اراد ان یھلک) کا وقت ان کی اماں کی حیاۃ کا وقت مفروض ہے تو لامحالہ (وامہ) میں (واو) بمعنی مع کے ہے جس کا معنی تعاون کا ہے کذا قال الانور الشاہ الکشمیری برحمہ اللہ تعالیٰ) قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا (ان کے رد میں) فرما دیجئے پھر کون مالک ہے کہ بچا سکے اللہ تعالیٰ سے ذرا بھی (عیسی علیہ السلام کو) اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ اگر ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ (کہ موت کے ذریعے اس حیاتی سے) فانی کر دیتے اللہ تعالیٰ (جس وقت ان کی اماں حیاۃ تھی) مسیح بن مریم کو وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا باوجود اس کے کہ ان کی اماں اور تمام کے تمام لوگ زمین میں رہنے والے ان کی حمایت و تعاون میں ہوتے (یعنی جس وقت عیسی علیہ السلام زندہ تھے تو اگر موت دے دیتا اللہ تعالیٰ ان کو تو نہ اماں بچا سکتی تھی اور نہ من فی الارض [illegible] جیسے کہ کسی کو موت سے بچانے کیلئے حتی الوسع کوششیں کی جاتی ہیں تو جواب نفی میں ہے تو عیسی علیہ السلام الٰہ کیسے کیونکہ الٰہ سے موت منتفی ہے تو فللہ الحجۃ البالغۃ) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (اور جو حقیقی اللہ اور معبود برحق ہے اس کی شان یہ ہے کہ) اور خالصۃ اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور ما بینھما کا) تو کیا عیسی علیہ السلام کی شان ایسی ہے تو جواب نفی میں ہے تو پھر الٰہ کیسے ہوئے يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتے رہتے ہیں جس کو جیسا چاہیں (تو کیا عیسی علیہ السلام کی شان ایسی ہے تو جواب نفی میں ہے تو پھر الٰہ کیسے) وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور اللہ تعالیٰ ہر شیئ پر پوری قدرت والے ہیں (تو کیا ایسی شان عیسی علیہ السلام کی ہے تو جواب نفی میں ہے تو پھر وہ الٰہ کیسے ہوئے) **نجم الآیات** نفی الالوھیت عن عیسی علیہ السلام بالدلائل القاطعۃ والبراھین الواضحۃ پہلے اہل کتاب کے نقض عہود کا بیان تھا آگے ان کے اقوال شنیعہ و قبیحہ کا بیان ہے پھر اس پر رد ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں (والواو للتفسیر)

کیونکہ ہم سب انبیاء علیہم السلام کے رشتہ داروں سے ہیں لہذا جیسے وہ اللہ تعالی کے محبوب ہیں ہم بھی محبوب ہیں کیونکہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے
آگے ان کے قول کا رد ہے قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ان کو فرما دیجئے (اگر بات ایسی ہے) تو کیوں عذاب کریں گے تم کو تمہارے
گناہوں کے سبب (آخرت میں جیسا کہ تم خود مانتے ہو (لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ) اور دنیا میں جیسا کہ (فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین
بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ بلکہ تم (آدمیوں سے) آدمی ہو جن کو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے (تو بشر ہونا اور مخلوق ہونا دونوں باتیں منافی
ہیں برائے دعوی ابناء اللہ کے کیونکہ بیٹا باپ کی جنس سے ہوتا ہے اور بیٹا باپ کی مخلوق بھی نہیں ہوتا) يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ (ای ہدایت دیوے
ایمان کی طرف جس کو چاہے) پھر بخش دیوے جس کو چاہے وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ اور عذاب کرے جس کو چاہے (کہ ایمان کی طرف ہدایت بھی نہ
دیوے بسبب اس کے کفر کے اختیار کرنے کے تو تم بھی اے مدعیان ابناء اللہ کے اس قانون میں داخل ہو) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا اور خالص اللہ تعالی کے ملک میں ہے مُلک آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کے درمیان کا (تو تم اے مدعیان ابناء اللہ کے (ومابینھما
میں داخل ہو کر اس کے مملوک ہو حالانکہ ولدیت منافی ملکیت کے ہے) وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۸ اور خالص اللہ تعالی کی طرف ہوگا تمام کا رجوع
(للحساب اگر تم ابناء اللہ ہوتے تو حساب کیلئے بعض مخلوق کا رجوع تمہاری طرف بھی ہوتا بلکہ تمہارا رجوع بھی مناقشہ للحساب کیلئے اللہ تعالی
کی طرف ہوگا تو تم ابناء اللہ واحباءہ کیسے بن گئے) **نجم الآیۃ** رد الاحبار فی افواھھم علی اقوالھم الباطلۃ آگے پھر اہل کتاب
کو خطاب کر کے فرماتے ہیں تاکہ سنبھل جائیں يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ ای اصحاب توراۃ اور انجیل کے تحقیق آگئے
ہیں تمہارے پاس ہمارے رسول جلیل القدر صاف صاف بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے (شرائع الدین واحکام الاسلام) عَلٰى فَتْرَةٍ
مِّنَ الرُّسُلِ رسولوں کے انقطاع کے بعد (یعنی پورا عالم اصلاح علمی و عملی واخلاقی و معاملاتی و معاشرتی سے مایوس تھا تو فرمایا (قد جاءکم
من اللہ نور) ای النبی المختار تو اللہ تعالی نے اس نور نبوۃ سے عالم کو منور کر دیا ہے تو ان کے وجود کو غنیمت بارد ہ سمجھکر فائدہ اٹھاؤ ورنہ
ظلمات میں پھنسے رہوگے) اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ تاکہ تم نہ کہو قیامت کے دن کہ ہمارے پاس نہ آیا تھا کوئی خوشی
کی بات یا ڈر کی بات سنانے والا فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ سو یقینا آگئے ہیں تمہارے پاس (ماننے پر جنت کی) خوشخبری دینے والا
اور (نہ ماننے پر جہنم سے) ڈرانے والا (ای ذات اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۹ ع ۳ اور اللہ تعالی
شیئ پر قدرت رکھنے والے ہیں (کہ ماننے پر جنت اور نہ ماننے پر جہنم دے سکتے ہیں) **نجم الآیۃ** الامتنان من اللہ تعالی علی ارسال
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بعد الفترۃ **طبقات ابن سعد میں عکرمہ سے نقل ہے** کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے
درمیان فاصلہ دس قرون کا ہے اور ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے تو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان فاصلہ ایک ہزار سال کا ہوا
آدم علیہ السلام کی عمر کے کہ ان کی عمر نو سو ساٹھ (۹۶۰) سال کی تھی اور نوح علیہ السلام کی عمر کے کما قال ابن عباس رض کہ بعثت سے پہلے نوح علیہ
السلام کی عمر دو سو پچاس (۲۵۰) سال کی تھی اور تبلیغ کی نو سو پچاس (۹۵۰) سال کی تھی اور بعد طوفان کے دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے تو کل ان کی عمر چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی

Marfat.com

اور طبقات ابن سعد میں عکرمہ سے ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان فاصلہ دس قرون کا ہے اور ہر ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے تو فاصلہ ایک ہزار سال کا ہوا اور بدیع میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سینتیس ۱۳۷ سال کی تھی اور طبقات میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اور موسی علیہ السلام کے درمیان فاصلہ ایک ہزار سال کا تھا اور مستدرک حاکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ موسی علیہ السلام کے درمیان اور عیسی علیہ السلام کے درمیان فاصلہ زمانی ایک ہزار پانچ سو سال ۱۵۰۰ کا تھا اور طبقات میں ابن عباس سے ہے کہ درمیان عیسی علیہ السلام کے اور درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فاصلہ زمانی پانچ سو سال اور انہتر ۵۶۹ سال کا ہے تو آدم علیہ السلام سے لاکر تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک علاوہ موسی علیہ السلام کی عمر کے اور عیسی علیہ السلام کی عمر کے کل عمر دنیا کی چھ ہزار پانچ سو چھیاسٹھ ۶۵۶۶ سال کی ہے ومن المسلمات ان تواریخ الزمان ما أت من أولی العزم من الرسل فتاریخ الھجرۃ قد نسخت التواریخ الاول من لدن آدم علیہ السلام الی عیسی علیہ السلام فکیف یسوغ التاریخ لعیسوی لھذہ الامۃ المرحومۃ کما لا یسوغ التاریخ الموسوی لامۃ عیسی علیہ السلام القیاس فالقیاس الی آدم علیہ السلام ★ اس سے پہلے بنی اسرائیل سے میثاق کا ذکر اور ان کی عہد شکنی کا ذکر تھا آگے ان کے ایک خاص میثاق کا ذکر ہے اور اس پر ان کی عہد شکنی اور سزاء کا ذکر ہے

واقعہ یوں ہوا کہ جب اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلاکر حکومت مصر کا مالک بنا دیا تو بنی اسرائیل وان کا آبائی وطن ارض مقدس واپس دلانے کیلئے وہاں کی قوم عمالقہ سے جہاد کا حکم دیا کہ فتح تمہاری ہوگی موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ نصر اور دن جب پار کی تو جنگی معلومات کیلئے بارہ نقیب ان کی طرف روانہ کئے اور ساتھ ساتھ ان کو یہ حکم دیا کہ جو حالات ہوں قوم کو نہیں بتلانے صرف موسی علیہ السلام کو بتلانے ہیں تو دس نقباء نے واپس آکر جلدی میں اپنی قوموں کو ڈرا دیا مگر ان میں صرف دو نے تعمیل حکم کی بہر حال قوم بزدلی کا شکار ہو کر موسی علیہ السلام کو ان سے جہاد سے انکار کر دیا بلکہ سوء ادبی کے الفاظ بھی استعمال کئے کہ (اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون) جس پر اللہ تعالی (فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ) کا حکم جاری فرمادیا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (موسی علیہ السلام نے اولاً تمہیداً ان کو تذکیر بآلاء اللہ کی طرف متوجہ کیا کہ الانسان عبید الاحسان ہے) اور جب کہ کہا موسی علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کہ اے قوم میری یاد کرو احسان اللہ تعالی کے کو جو تم پر ہیں (یہ تو ایک عمومی تذکیر احسان کی ہے آگے تین خصوصی احسانات کی تذکیر فرماتے ہیں) اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ جب کہ بنائے تم میں انبیاء علیہم السلام (کہ نبوت اولاد یعقوب علیہ السلام میں بند کر دی ہے تو جس قوم کو یہ شرف ملا ہو اس میں تعمیل حکم کا جذبہ سب سے زیادہ ہونا چاہیئے) وَّجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا اور کیا ہے تم کو مالک (اپنے امور کا جب کہ تم فرعون کے مملوک تھے ابن عباس فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے جس کی بیوی اور خادم اور گھر ہو اس کو ملک کہتے تھے) وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور دیا ہے تم کو وہ نعمتیں جو اس جہان والوں سے کسی کو نہیں دیں (جیسے فلق البحر واغراق العدو تذکیر بآلاء اللہ کے بعد اب جہاد کا حکم سناتے ہیں کہ فرمایا) يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اے قوم میری داخل ہو جاؤ ارض مقدس میں (ای بیت المقدس میں جو ان کا دار الحکومت ہے ملک شام کا) جس کو لکھدیا ہے اللہ تعالی تمہارے لئے (لوح

محفوظ میں لہذا فتح یقیناً تمہاری ہے دس نقباء کے بزدل کرانے پر بزدل نہ ہونا کیونکہ نتیجہ جو اللہ تعالیٰ کے نبی نے بتلا دیا ہے وہی ہوگا) وَلَا
تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٢١ اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف یعنی مصر کی طرف پھر جا پڑو گے نقصان میں (دارین کے
لحاظ سے) قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ کہنے لگے ای موسیٰ علیہ السلام تحقیق اس شہر بیت المقدس میں (جو ان کا دار الحکومت
ہے) اس میں تو زبردست قوم رہتی ہے وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے تا آنکہ نکل جائیں وہ
لوگ اس شہر سے (خود بخود یا کسی اور کے قتال کے ذریعہ) فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝٢٢ پھر اگر وہ لوگ نکل جائیں اس شہر
سے تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے (یعنی ہمارا داخلے سے انکار نہیں ہے صرف جہاد سے انکار ہے) قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا (موسیٰ علیہ السلام کی تائید میں) کہا وہ دو آدمیوں نے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا
تھا (کہ بعد میں ایک کو نبی بنا دیا وہ یوشع بن نون تھے اور دوسرے کو صدیق بنایا وہ کالب بن یوقنا تھے کذا فی البدیع) اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ
الْبَابَ داخل ہو جاؤ ان پر دروازہ (شہر تک) فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ پھر جس وقت تم داخل ہو جاؤ گے دروازہ سے تو تم اسی وقت
غالب آ جاؤ گے (کیونکہ اس وقت کا شاید یہ رواج ہو کہ شہر کے بڑے دروازہ پر قبضہ گویا کہ دار الخلافت پر قبضہ متصور ہوتا تھا نیز ان میں یہ ہمت نہیں
ہے کہ شہر سے باہر کسی میدان میں لڑائی کریں کیونکہ وہ قوم بہت بزدل ہے البتہ شہر کے بڑے دروازہ کو بند کر کے اندر قلعہ میں پناہ گزین رہیں گے تو تم اچانک
دروازہ سے اندر چلے جاؤ بس فتح تمہاری ہے) وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٣ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نبی
اللہ کے حکم مانتے ہو تو صرف اللہ تعالیٰ پر سہارا کر کے (وہاں دروازہ تک پہنچنا تمہارا کام ہے فتح کا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن وہ لوگ اتنے نامرد
تھے کہ ان کی فہمائش سے بالکل متاثر نہ ہوئے بلکہ گستاخانہ کلمات استعمال کئے) قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا
کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام ہم ہرگز نہیں داخل ہوں گے اس شہر میں کبھی بھی جب تک وہ قوم اس شہر میں ہو گی (باقی ان سے لڑائی کی بات اگر کرتے ہو تو
فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝٢٤ تو چلے جاؤ آپ اور آپ کا رب پھر ان سے جا کے لڑو ہم تو یہاں پر بیٹھے رہیں
گے (جب تک وہ شہر سے نکلتے نہیں ہم شہر میں داخل نہ ہوں گے تو جب وہ سوء ادبی کے مرتکب ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام عاجزی سے عرض کیا)
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٥ عرض کیا اے رب میرا میں نہیں اختیار
رکھتا مگر اپنے اوپر اور اپنے بھائی کے اوپر (یہ حصر اضافی ہے بمقابلہ قوم فاسقین کے اس سے عدم اطاعت یوشع اور کالب کی لازم نہیں آتی) تو مناسب
فیصلہ فرما ہمارے درمیان اور قوم فاسقین کے درمیان قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فیصلہ دیدیا اللہ تعالیٰ نے کہ وہی ارض
مقدس کی فتح اور اس میں دخول چالیس سال تک حرام کر دیا گیا ہے (پھر نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے کہ صبح کو چلتے تھے کہ مصر کو واپس جائے
ہیں شام کو اسی پہلی جگہ پر ہوتے تھے تو ایسے حیران زندگی گذاری کما قال اللہ تعالیٰ) يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ اسی زمین کے ٹکڑے میں سرمارتے
پھریں گے اور سرگرداں پھریں گے (جو کہ طول میں تیس فرسخ تھا اور عرض میں نو فرسخ تھا چونکہ انہوں نے خود کہا تھا (انا ههنا قاعدون) تو عذاب بھی

Marfat.com

ان لفظوں کے مشابہ دیا گیا باقی موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے ضروریات زندگی مہیا کر دئے گئے کہ سایہ کیلئے جھرمٹ کا انتظام کر دیا گیا۔ کھانے کیلئے منّ وسلوی مہیا کئے گئے اور پینے کے پانی کا انتظام پتھر موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ کیا گیا اور روشنی کیلئے رات کو ستون کی طرح روشنی کا انتظام ہو گیا الخ پھر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ان کے ساتھ رہے تو ان کیلئے راحت تھی جیسے نار نمرود ابراہیم علیہ السلام کیلئے راحت تھی پھر موسیٰ علیہ السلام کی شفقت کو ان سے یوں ہٹا دیا گیا کہ فرمایا) فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۲۶ سو افسوس نہ کرنا قوم فاسقین پر **نجم الآیات**

ع ۴ / ۸

بیان نتائج نقض العہد وسوء الادب و عدم المبالات بالاحکام الشرعیۃ وھی التحیر فی المعاملات الدنیویۃ ★ اتنے تک جبن عن القتال الفرورية کے نتائج کا بیان تھا آگے جرأۃ علی القتال الغیر الشرعیۃ کے نتائج کا بیان ہے **یہ واقعہ** یوں ہوا کہ جب آدم علیہ السلام اور دادی حواء علیہا السلام سے سلسلہ تناسل اور توالد کا شروع ہوا تو دادی حواء کو کل بیس ۲۰ بطن ہوئے ہر بطن سے جوڑا پیدا ہوتا تھا۔ مذکر اور مؤنث تو کل بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں پہلے لڑکے کا نام قابیل تھا اور آخری لڑکے کا نام عبد المغیث تھا پھر ان سے نسل بڑھی حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت لڑکے۔ پوتے۔ الخ لڑکیاں۔ ان کی لڑکیاں۔ لڑکے الخ چالیس ہزار تک پہنچ گئے قال اللہ تعالیٰ (وبث منھما رجالا کثیرا ونساء) آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد کا نکاح ایک بطن والے کا دوسرے بطن والے سے جائز تھا گویا کہ بطن کے اختلاف سے حرمت اخوۃ اور اخوات والی ختم ہو جاتی تھی تو اوّل بطن سے قابیل اور اس کی بہن جو بہت حسینہ تھی پیدا ہوئے دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن جو کہ قدرے حسینہ کم تھی پیدا ہوئے تو ہابیل نے قابیل سے اس کی بہن کے بارے میں نکاح کا کہا تو قابیل نے انکار کر دیا کہ میں بہت حسینہ دیکر کم حسینہ نہیں لوں گا آخر معاملہ جب آدم علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی دربار میں قربانی پیش کرنے کا فیصلہ دیا کہ جس کی قربانی قبول ہو گی فیصلہ اسی کے حق میں ہے تو جب قربانی ہابیل کی قبول ہوئی تو قابیل مزید حسد کی آگ میں آگ بگولہ ہو کر ہابیل کو قتل کی دھمکی دی قال اللہ تعالیٰ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھکر سناؤ ان اہل کتاب کو خبر مہتم بالشان دو بیٹے آدم علیہ السلام کی صحیح طور پر اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا جب دونوں نے پیش کیا ایک نیاز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر (کہ ہابیل نے ایک عمدہ دنبہ پیش کیا کیونکہ یہ صاحب ضرع کا تھا اور قابیل چونکہ صاحب زرع کا تھا تو اس نے ہلکی سی زرع پیش کی) فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ تو ان دو میں سے ایک کی نیاز قبول ہوئی (وہ ہابیل تھے کہ آسمان سے آگ آکر اس کے دنبہ کو کھا لیا) اور دوسرے کی نیاز قبول نہ ہوئی (وہ قابیل تھا کہ اس کی زرع ویسے کی ویسے پڑی رہی) قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ تو کہا قابیل نے ہابیل کو میں تجھے ضرور قتل کروں گا (کہ حسد نے اس کو اس بات پر ابھارا تو سب سے پہلے زمین پر قابیل نے حسد کیا اور آسمانوں پر ابلیس نے حسد کیا اس پر ہابیل نے کہا تو مجھے کیوں قتل کرے گا تو قابیل نے کہا کہ تیری قربانی قبول ہوئی ہے اور میری قربانی قبول نہیں ہوئی اس پر ہابیل نے کہا) قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۲۷ محقق بات ہے کہ اللہ تعالیٰ متقین سے (جو حق پر ہوتے ہیں ان سے قربانی کو) قبول فرماتے ہیں (اس میں میرا کیا قصور ہے بجائے اس کے کہ قابیل فیصلہ الٰہی کو قبول کرتا اور اپنی بہن کا نکاح ہابیل سے کر دیتا مزید ہابیل کے قتل کا عزم کر لیا تو ہابیل نے کہا تم نے اگر قتل کا عزم کر لیا ہے تو میں جواباً مدافعۃً تک نہیں کروں گا تا نکہ جوابی کاروائی میں تم مجھ سے خطاءً بھی قتل نہ ہو جاؤ) لَئِنْۢ بَسَطْتَّ

نصف

Marfat.com

اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ اگر تم مجھ پر دست درازی کرے گا کہ مجھے قتل کر ڈال تو میں تو دست درازی نہیں کروں گا کہ قتل کر ڈالوں تم کو (جواباً) اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۸ تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار عالم ہے (کہ قتل پر سنگین سزاء ہے واخرج ابن سعد فی الطبقات من حدیث عبد اللہ وھذا جائز فی شریعتنا ان ینقاد کما فعل عثمان رض واخرج ابن الجریر عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابنی آدم ضربا مثلا لھذہ الامۃ فخذوا بالخیر منھما۔ چونکہ قتل عمد میں آخرت کی سزا سنگین ہے ایک اسی کو ذکر کیا ہابیل نے دوسرا یہ کہ تمام جرائم مقتول کے آخرت میں قاتل کے ذمہ لگ جائیں گے آگے اسی کو ذکر کر رہا ہے کہ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم (میرے قتل ناحق کے بعد) رجوع کرو میرے گناہ اور اپنے گناہ سے پھر ہو جاؤ تم دوزخیوں سے وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ۝۲۹ اور یہی ہے سزاء ظالموں کی (اب بجائے اس کے کہ قتل سے رک جاتا مگر) فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۳۰ پھر قابیل کے نفس امارہ نے اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر راضی کر کے قتل پر آمادہ بخوشی سے کر لیا تو ہابیل کو قتل کر ڈالا تو ہو گیا نقصان اٹھانے والوں میں سے (واخرج الشیخان عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمھا لانہ اول من سن القتل پھر حیران رہ گیا کہ لاش کو کدھر کروں تو اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا) فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ پھر بھیجا اللہ تعالیٰ ایک کوا کو (کہ اس کے پاس ایک کوا مردہ تھا) کہ کھودتا تھا زمین کو (چونچ اور پنجوں سے) کہ دکھلاوے اس قابیل کو کہ کیسے چھپائے لاش اپنے بھائی ہابیل کی قَالَ یٰوَیْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ تو کہا اے حسرت میری حالت پر کہ کیا عاجز ہو گیا میں کہ ہوتا مثل اس کوے کے (سوجھ بوجھ میں) پھر چھپا لیتا خود بخود لاش بھائی اپنے کی فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۝۳۱ پھر ہو گیا پشیمانوں میں سے (کہ قتل کا کوئی دنیاوی فائدہ بھی نہ ہوا الٹا ملامت کا نشانہ بنا تو یہ ندامت وہ ندامت نہیں ہے جس پر فرمایا ہے (الندامۃ توبۃ) کیونکہ ندامت اخروی لحاظ سے جو ہو وہ توبہ ہے نہ دنیاوی لحاظ سے جو ہو)

نجم الآیات محض نسب سے کوئی فائدہ نہیں ہے اگر عمل منسوب الیہ والے نہ ہوں وغیرہا من الحکم کثیرۃ کما تفھم من عاقات الالفاظ الکریمۃ پیچھے بیان تھا کہ قابیل نے ناحق قتل پر جرأۃ کی آگے بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں خصوصاً اس والے جریمۃ نے خصوصی طور پر سرایت کر لیا تھا حتی کہ انبیا علیہم السلام کے قتل ناحق پر جری بن گئے پھر بناء پر انسداد ناحق قتل کے سخت احکامات جاری کر دیئے لیکن پھر بھی نہ رکے فرمایا مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بسبب انسداد مفاسد اس جریمۃ عظیمۃ کے كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لکھدیا ہم نے بنی اسرائیل پر اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا کہ جو شخص قتل کریگا نفس انسانی کو بِغَیْرِ نَفْسٍ بلا معاوضہ قتل انسانی کے اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ یا بلا شر و فساد کے جو اس نے زمین میں پھیلایا ہو (جیسا کہ باغی ہو گیا ہو یا قطاع الطریق میں سے بن گیا ہو الخ) فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا تو گویا کہ اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے (یعنی ایک قتل ناحق کا اتنا گناہ ہے جتنا تمام آدمیوں کے قتل ناحق کا گناہ ہے) وَ مَنْ اَحْیَاهَا اور جو شخص کہ بچا لیا ہو کسی کو ناحق قتل سے فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا تو گویا کہ تمام آدمیوں کو قتل ناحق سے بچا لیا ہو (اس کو اتنا ثواب ہے)

نجم الآیۃ جریمۃ قتل ناحق کا بیان وفضیلت احترازِ قتل ناحق کا بیان آگے بیان ہے کہ قتل ناحق کی جریمۃ کے بیان پر ہم نے اپنے مبلغ بھی بھیجے فرمایا وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ اور پکی بات ہے کہ آئے بنی اسرائیل کے پاس رسول ہمارے ساتھ واضح دلائل کے (اور پر اس مضمون کے بھی جو اوپر گذرا ہے) ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ۝۳۲ پھر بھی بہت ان میں سے بعد بیان (تشدید قتل ناحق کے) البتہ (قتل ناحق میں) حد سے بہت آگے نکل نے والے تھے **نجم الآیۃ** بعد تبلیغ انبیاء علیہم السلام کے بھی بنی اسرائیل اس جریمۃ سے باز نہ آئے۔ اتنے تک اخروی جزاء وسزاء کا بیان تھا آگے دنیاوی سزاء کا بیان ہے کہ ایسے جری لوگ قطاع الطریق ہیں اور ان کی متأخر الذکر سزاء ہے تاکہ انسداد ہو فرمایا اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ يُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ پکی بات ہے کہ سزاء ان لوگوں کی جو محارب ہیں اللہ تعالی کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے (یعنی جو قطاع الطریق ای راہ زن ہیں یعنی علی الاعلان قتل وغارت کرتے ہیں) وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا اور کوشش کرتے ہیں ملک میں امن امان کو درہم برہم کرنے کی ٭ اخرج ابن جریر عن انس ان ھذہ الآیۃ نزلت فی العرنیین ارتدوا عن الاسلام وقتلوا الراعی واستاقوا الابل (الحدیث) اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا ای ان افردوا القتل (یعنی اگر انہوں نے صرف قتل کیا ہو تو صرف قتل کئے جائیں گے اور صلیب پر نہیں چڑھائے جائیں گے) اَوۡ يُصَلَّبُوۡۤا ای یصلبوا مع القتل ان جمعوا بین القتل والاخذ (اگر انہوں نے لوگوں کو قتل کیا ہو اور مال بھی چھینا ہو تو اولا ان کو صلیب پر چڑھا کر فوراً قتل کر دیا جائے) اَوۡ تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ یا کاٹے جائیں گے ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جہت سے (اگر انہوں نے اکتفاء کیا ہو زبردستی مال چھین نے پر مسلم سے یا ذمی سے اور مال کا مقدار اتنا ہو کہ ہر ڈاکو کے حصے میں دس دراہم تک ہو جائے یا اس کی قیمت کے برابر ہو جائے پھر اگر دوسرے بار ایسا کریں تو باقی ہاتھ وپاؤں بھی کاٹے جائیں گے) اَوۡ يُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ یا صرف شہر بدر کئے جائیں (یعنی قید کئے جائیں اگر انہوں نے صرف ڈرایا دھمکایا ہو نہ کسی کو قتل کیا ہو اور نہ مال چھینا ہو) ذٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا یہ سزاء ان کیلئے دنیا میں رسوائی اور تذلیل ہے وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۝۳۳ اور ان کیلئے آخرت میں عذاب بڑا ہے (تو معلوم ہوا کہ حدود مکفر نہیں ہیں بلکہ زواجر ہیں) اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ مگر وہ رہزن لوگ جنہوں نے پہلے گرفتاری کے توبہ کرلی ہو (تو ان سزاؤں کا جتنے قدر حقوق اللہ سے تعلق ہے وہ معاف ہے البتہ ان سزاؤں کا جتنے قدر حقوق العباد سے تعلق ہے وہ ان مقتولین کے اولیاء کی طرف مفوض ہے چاہیں معاف کر دیں چاہیں تو اپنا حق لیلیں کیونکہ) فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۳۴ تو جان لو کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے ع ۵ ۸ ۹

نجم الآیات ڈکیٹ لوگوں کے خلاف حدود اللہ کا بیان۔ قطاع الطریق اور قاتل النفس بغیر حق کا نفس امارہ ہوتا ہے آگے ہے کہ نفس امارہ کو نفس مطمئنہ کیسے بنایا جائے تو فرمایا عبادات کے ذریعہ جو قرب الٰہی کا سبب ہیں اور مجاہدہ بالنفس کے ذریعہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والے اللہ تعالی سے ڈرو (یعنی قطاع الطریق مت بنو کہ اس کا عذاب سخت ہے) وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ اور ڈھونڈو اللہ تعالی کی طرف اس کا قرب (یعنی اولا اللہ تعالی کے احکام کی مخالفت چھوڑ دو اور ثانیا عبادات میں لگ جاؤ) وَجَاهِدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِهٖ اور مجاہدہ کرو اللہ تعالی کی راہ میں (شیطان اور نفس اور کفار کے ساتھ) لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۳۵ تاکہ تم

Marfat.com

کامیاب ہو جاؤ (کہ دوزخ سے بچ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ) **نجم الآیۃ** الترغیب الی ابتغاء القربات الالٰھیۃ فی ضمن الطاعات والجہاد فی سبیلہ چونکہ اکثر قطاع الطریق مرتد اور کافر ہو جاتے ہیں جیسے کہ شان نزول آیۃ (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ) کا اشارہ اس طرف ہے تو آگے ان کی اخروی سزاء کا بیان ہے جس کی طرف اشارہ تھا (ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم) کا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ۳۶

یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر بالفرض ان ہر ایک کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں اور اتنی چیزیں اور بھی مزید ہوں تاکہ ان سب کو فدیہ دیکر عذاب یوم قیامت سے بچ جائیں تو ہرگز ان سے یہ سب کچھ قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا (اور اس سے کبھی بھی ان کو نجات نہ ہوگی جیسا کہ فرمایا ہے) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ ۳۷ خواہش کریں گے کہ کسی طرح بھی جہنم سے نکل جائیں اور وہ نہ نکلنے پائیں گے جہنم سے کیونکہ ان کیلئے عذاب دائمی ہوگا **نجم الآیۃ** الکفر اقبح من ذلک کلہ وکذا الارتداد

پہلے قطاع الطریق کی سزاء کا بیان تھا آگے سے چوروں کی سزاء کا بیان ہے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ ۳۸ اور مرد چوری کرنے والا اور عورت چوری کرنے والی (ای حکام) کاٹ دو ان دونوں کے (دائیں) ہاتھ (مفصل سے ای گٹے سے کما فی ابن ابی شیبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع رجلا من المفصل وروی الحاکم فی المستدرک عن مجاھد عن ایمن قال لم یقطع الید علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن المجن وروی احمد بالاسناد ان قیمۃ المجن کان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ دراھم واخرج الدارقطنی بسندہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع السارق الا فی عشرۃ دراھم (والسرقۃ) اخذ مال الغیر من حرز مختفیا) بوجہ سزاء کے اس کے جو انہوں نے چوری کا کسب کیا ہے یعنی یہ سزاء بطور رکاوٹ کے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (تاکہ آئندہ کیلئے اس کو سبق آجائے) اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں (بنا بریں یہ حکم سخت دیا ہے) بڑی حکمت والے ہیں (کہ یہ مناسب سزاء ہے)

نجم الآیۃ چوروں کے خلاف حدود اللہ کا بیان فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ۳۹ پھر جو شخص توبہ کر لے بعد اپنی اس زیادتی کے (یعنی چوری کے) اور درست کر لے (اپنے اعمال کو کہ پھر بالکل چوری نہ کرے) تو اللہ ضرور توجہ فرمائیں گے اس کی طرف (کہ اپنا حق معاف فرمادیں گے) بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں کیونکہ مہربان ہیں (توبہ سے آخرت کا گناہ معاف ہوگیا البتہ قطع ید کی ساقط نہ ہوگی کیونکہ یہ حق عبد مسروق منہ کا ہے کذا فی الفقہ) پھر آگے اس کا استشہاد ہے کہ توبہ کے بعد آخرت کا گناہ معاف ہے البتہ قطع ید کی ساقط نہیں ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ایا نہیں جانتے ہو اے مطلق مخاطب (یعنی جانتے ہو والھمزۃ للتقریر) کہ بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا (یعنی وہ قدرت کاملہ کا مالک ہے)

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (کہ توبہ کے بعد سارق کی تعذیب قطع سے کرتا ہے) وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۗ اور معاف کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے (کہ توبہ کے بعد سارق کو آخرت میں سرقہ کا گناہ معاف ہے) وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ۴۰ اور اللہ

تعالیٰ ہر شیئ پر قدرت رکھنے والے ہیں (اسی قبیلہ سے ہے سارق کی تعذیب قطع ید سے دنیا میں اور آخرت میں معافی) **مجمل الآیۃ** جیسے ڈکیٹ لوگوں کیلئے توبۃ نصوحا کے بعد معافی ہے آخرت میں ویسے چوروں کیلئے بھی توبہ نصوحا کے بعد آخرت میں معافی ہے اتنے تک محاربین اور سارقین کا بیان تھا آگے مسارعین فی الکفر کا بیان ہے یعنی منافقین من الیہود کا بیان ہے اور خود یہود کا بھی بیان ہے پھر یہود کے دو فرقے تھے ایک فرقہ ان کے علماء میں سے سمجھا جاتا تھا دوسرا فرقہ دربار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر بڑوں کی طرف سے جاسوسی کا کام کرتا تھا پہلے اس سورت میں بنی اسرائیل کی جو موسیٰ علیہ السلام کے حق میں گستاخ تھے اسی کا ذکر تھا (اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون) اب یہاں سے یہود کی گستاخیاں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھیں ان کا بیان ہے کہ (یقولون ان اوتیتم ھذا فخذوہ وان لم تؤتوہ فاحذروا) **واقعہ یوں ہوا** کہ خیبر کے کسی بڑے خاندان کے دو آدمیوں سے زنا ہو گیا توراۃ کے قانون کے مطابق انکی سنگساری لازم تھی تو ان سے تخفیف کے ارادہ سے کہ شاید اسلام میں اس جرم کی سزا میں تخفیف ہو تو ان دو مجرموں کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا کہ ان کا فیصلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کراؤ اگر وہ کوئی تخفیف کا فیصلہ دیں تو مان لینا اور اگر رجم کا فیصلہ دیں تو نہ ماننا چنانچہ بنو قریظہ والے ان دو کو زانی وزانیہ کو جو دونوں شادی شدہ تھے دربار نبوت میں لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور حَکَم ہونے کے فیصلہ رجم کا سنا دیا یہ واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا تھا کہ آپ کی حکومت ان پر کلی نہ تھی یعنی آپ ان کے حاکم نہ تھے تو بطور حَکَم ہونے کے فیصلہ سنایا نہ بطور کلی حاکم ہونے کے اس پر ان آیات کریمہ کا نزول ہوا یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ غمگین ہونا ان لوگوں کیوجہ سے جو کفر کی باتیں میں رغبت کرتے ہیں (اور وہ دو قسم تھے ایک یہودی منافق دوسرے کھلے یہودی) مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ بعض ان میں سے وہ ہیں جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا ہے حالانکہ ان کے قلوب نے ایمان نہیں لایا (یعنی منافق ہیں) وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا اور بعض ان میں سے کھلے یہودی ہیں سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ (یہ دونوں قسم کے لوگ) سننے والے ہیں غلط باتوں کے (اپنے علماء سوء سے مزید براں جب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو تجسس کی نیت سے آتے ہیں کہ کیسا فیصلہ کریں گے تاکہ پہلے سے معلوم ہو جائے کہ اگر سخت فیصلہ ہوگا تو نہیں جائیں گے لیکن پوری طرح سے وہ پھنس تو گئے کیونکہ حَکَم جب فیصلہ سنا دے تو حکم کا ماننا لازم ہو جاتا ہے) سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْكَ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ وہ جاسوسی کرنے والے ہوتے ہیں دوسری جماعت کیلئے (یعنی اپنے علماء سوء کیلئے) جو نہیں آتے آپ کی دربار میں (بوجہ تکبر کے) ان کا حال یہ ہے کہ بدلتے رہتے ہیں کلمات توراتیہ کو بعد اس کے کہ وہ کلمات اپنے ٹھکانے پر قائم تھے (یعنی وہ محرّف ہیں) یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وہ علماء سوء اپنے جاسوسوں کو کہتے ہیں کہ اگر دئے جاؤ تم وہاں پر حکم محرف تو لے لینا وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا اور اگر نہ دئے جاؤ حکم محرّف تو قبول نہ کرنا (مگر بعد حکم سنانے کے عدم قبولیت معتبر نہیں ہے تو پھنس گئے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور اتمام حجت کے ابن صوریا جو فدک میں رہتا تھا اور وہ ان کا عالم مسلم تھا اس سے پوچھا کہ توراۃ میں ایسے قسم کے زنا کی کیا سزاء ہے پہلے تو ٹال مٹول کرنے لگا لیکن بعد میں سیدھی بات بتلا دی)

Marfat.com

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (اب ان سب کی مذمت فرمائی کہ) اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرے اس
گمراہ کرنا (بوجہ ایسے اس کے کرتوت کے) تو آپ ہرگز اس کی ہدایت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کچھ کا اختیار نہیں رکھتے (کیونکہ آپ کے ذمہ
پہنچا دینا منوانا آپ کا کام نہیں خصوصاً جب اللہ کا ارادہ اس کے خلاف ہو) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ یہ لوگ ایسے
ہیں کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ ارادہ نہیں رکھتے کہ ان کے قلوب کو کفریات سے پاک کریں (کیونکہ ان کے قلوب میں عزم بالجزم کفر کا ہے) لَهُمْ فِي
الدُّنْيَا خِزْيٌ ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے (ساتھ قتل کے جیسے بنی قریظہ والے اور ساتھ اجلاء وطن کے جیسے بنی نضیر والے اور بنی قینقاع
والے اور افشاء حال منافقین کا) وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۴۱ اور ان کیلئے آخرت میں عذاب عظیم ہوگا (علاوہ دنیاوی رسوائی کے
سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ یہ لوگ سننے والے ہیں دین کی باتیں محرف شدہ (اپنے علماء سوء سے) اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (ان کے علماء سوء فیصلوں میں) لینے والے ہیں رشوۃ کو (تو
سماعون) سے عوام یہود کی مذمت کا بیان ہے (اکالون) سے ان کے علماء سوء کی مذمت کا بیان ہے پھر پہلے (سماعون) پر دنیاوی رسوائی کا بیان تھا دوسرے پر اخروی رسوائی
کا بیان ہے **نجم الآیۃ** تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حرکات المنافقین والیہود وعلماء ھم السوء — چونکہ وہ لوگ اہل موادعۃ کے تھے نہ اہل
ذمۃ کے کیونکہ یہ واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے اور فتح کے بعد تو سب اہل ذمۃ کے ہوگئے تھے تو پہلے فتح مکہ سے بحیثیت حکم ہونیکے ان کے درمیان قضا
فرمانا بالاختیار تھا بعد فتح مکہ کے بحیثیت حاکم ہونے کے ان کے درمیان قضایا فرمانا بالوجوب تھا تو فرمایا فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ پھر اگر وہ لوگ آجائیں آپ کے پاس (کسی مقدمہ میں فیصلہ کیلئے تو آپ کو اختیار ہے) کہ فیصلہ فرمائیں ان کے درمیان یا
انکار فرمادیں وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا اور اگر (فیصلہ فرمانے سے) انکار فرمادیں آپ (تو ان سے کسی ضرر کے خطرہ کو
محسوس نہ فرمانا کیونکہ) وہ لوگ آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
اور اگر ان کے درمیان فیصلہ فرمانے کو پسند فرمائیں تو فیصلہ فرمانا عدل کے ساتھ کیونکہ اللہ راضی ہوتے ہیں عدل کرنے والوں سے
نجم الآیۃ اہل موادعۃ کے درمیان حکم بننا بالاختیار رہے البتہ فیصلے کی صورۃ میں فیصلہ کا بالعدل ہونا واجب ہے آگے فرماتے
ہیں کہ انہوں نے جو آپ کو حکم بنایا تھا مقصود ان کا طلب عدل کی نہ تھی بلکہ فیصلے میں تخفیف تھی اور تخفیف کا کام تو ان کا نہ بنا تو فیصلہ سے اعراض
کرلیا مگر حکم کے فیصلہ کے بعد اعراض مفید نہیں ہوتا وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ اور کیسے فیصل بنایا ہے انہوں نے
آپ کو حالانکہ ان کے ہاں توراۃ موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم لکھے ہوئے ہیں (قضایا کے بارے میں تو بات تو ایک ہے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد
عدل نہ تھا بلکہ تخفیف تھی) ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۳ (جب انہوں نے آپ کو اس قضیہ زنا والے میں ع ۹/۶
فیصل مقرر کرلیا اور آپ نے رجم کا فیصلہ سنا دیا) تو پھر ان پر عجب ہے کہ آپ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور نہیں ہیں وہ لوگ مستقبل
میں بھی ماننے والے آپ کے فیصلہ کو **نجم الآیۃ** یہود نے فیصلہ عادلانہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو (فلا وربک لا یؤمنون
حتی یحکموک فیما شجر بینھم) آگے اللہ تعالیٰ ایک ضابطہ عدلیہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ مخاصمات میں قضایا اور فیصلے کتاب اللہ سے

Marfat.com

طابق ہوں اور حدود اللہ کو ملکی قوانین بنا نیسے انکار ہو تو کفر ہے پھر مظلوم کی حق رسی نہ ہوگی خواہ جس قانون کے تحت فیصلہ کیوں نہ ہو تو خلاف قوانین کتاب اللہ
کوئی فیصلہ ہو تو وہ ظلم ہے اور اسی کے اندر خروج عن الحق بھی ہے تو اس فیصلہ کو فسق کہا گیا ہے اور فرمایا ہے (افحکم الجاھلیۃ یبغون) کیا قوانین جاہلیہ
طلب کرتے ہیں تو ان آیات کریمہ کے اندر قوانین شرعیہ کے خلاف کے فیصلوں پر سخت وعید شدید ہے اور فرمایا کہ حکومت الٰہیہ کے قائم کرنے پر
یسے یہ امۃ مرحومہ مامور ہے ویسے اپنے اپنے زمانہ میں یہود اور نصاری بھی مأمور تھے پھر پہلے توراۃ کا ذکر فرماتے ہیں اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ
فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ۚ بے شک ہم نے نازل کیا تھا توراۃ کو جس کے اندر ہدایت تھی (عقائد حقہ کی) اور وضوح تھا (اعمال فرعیہ کا ای عبادات بدنیہ
ومالیہ کا اور معاملات کا خواہ قبیلہ بیع وشراء سے ہو یا مزارعت سے ہو یا ملازمت سے ہو یا نکاح وطلاق سے ہو یا میراث سے ہوالخ یا حدود اللہ سے
یا خصومات میں قضایا شرعیہ سے ہوالخ **خلاصہ** یہ ہے کہ توراۃ میں ہر مسئلہ کا وضوح تھا) يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا
م سناتے تھے (اور فیصلے کرتے تھے خصومات میں) مطابق توراۃ کے جماعت انبیاء علیہم السلام کی جو فرمان بردار تھے (اللہ تعالی کے) لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا
دوریوں کیلئے وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ (اور توراۃ کے حکموں کے مطابق حکومت کرتے تھے یہود کے) صوفیہ کرام وپیران عظام وَالۡاَحۡبَارُ (اور یہود کے) علماء
ام بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ بسبب اس کے محافظ بنائے گئے صوفیہ کرام وعلماء کرام کتاب اللہ کے (یعنی توراۃ کے کہ پھر ہر نبی علیہ السلام
نے زمانے کے پیران اور علماء سے عہد لیا کرتے تھے کہ ہمارے نہ ملنے کے بعد خصوصا تم نے حکومت الٰہیہ اور توراتیہ کو قائم رکھنا ہے پھر اسی طرح تم نے
یا پیروں نے اپنے خاص مریدوں سے یہ عہد لینا ہے اور علماء نے اپنے شاگردوں سے یہ عہد لینا ہے تا کہ عیسی علیہ السلام کے زمانے تک حکومت توراۃ کی رہے
ور عدلیہ پر پیران عظام اور علماء کرام قابض رہیں) وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ اور تھے وہ پیران عظام اور علماء کرام گواہ اوپر اس کے (کہ ہم نے ضرور
راۃ کے تمام حکموں کی نگہداشت کرنی ہے تو خصومات میں قضایا کے وقت ای حکام والقضاۃ والولاۃ) فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ نہ ڈرنا لوگوں سے (جن
کے خلاف فیصلہ دینا ہے) وَاخۡشَوۡنِ اور مجھ سے ڈرنا (خلاف کتاب اللہ کے فیصلہ دینے میں) وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ
ور نہ خرید کرنا عوض احکام آیات میرے کے ثمنا تھوڑا (یعنی رشوت نہ لینا تو کتاب اللہ کے خلاف فیصلوں میں یا قاضی مرعوب ہو جاتا ہے جب کہ مقضی
علیہ طاقت ور ہو یا قاضی لالیچی بنکر رشوت لیتا ہے یا رشتہ داری کیوجہ سے شریعت کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں یا مقضی علیہ سے کوئی عداوت ہوتی ہے
پہلے دو وجوہ پہلے مذکور ہو چکے ہیں ایک سورت نساء میں فرمایا (یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین
والاقربین) دوسرا اسی سورۃ انعام میں فرمایا (یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم الا تعدلوا)
وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝۴۴ (پھر قانون کلی کو ذکر فرماتے ہیں فرمایا) اور جو شخص کہ فیصلے نہ
کرے ساتھ ان حکموں کے جو اللہ تعالی نے نازل فرمائے ہیں سو وہی پکے کافر ہیں (تو اے یہود تم توراۃ کے فیصلوں کے خلاف فیصلے کرتے ہو رئیسوں
سے مرعوب ہو کر یا لالیچ ثمن قلیل میں اگر تو تم پکے کافر ہو تو یہ آیت کریمہ خلاف قوانین شرعیہ کے حق میں بہت اشد ہے) **نتائج الآیۃ**
اصل میں پیران عظام جو گدی نشین ہیں اور علماء کرام قوانین کتاب اللہ کے اجراء کے اور اس پر عمل کرانے کے ذمہ دار ہیں نیز عدلیہ کو عدل کے بارے میں شدید

Marfat.com

ہدایات ہیں اسیطرح جو حکومت قوانین کتاب اللہ کی بجائے قوانین جاہلیہ کو ملک کا قانون بنائیں یا تسلیم کریں تو قرآن مجید کا فیصلہ ان کے بارے
میں کفر کا ہے آگے توراۃ کے قوانین قصاصیہ کا بیان ہے جو اس امۃ کیلئے مشعل راہ و قانون ہیں وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اور ہم نے فرض کیا
تھا یہود پر توراۃ میں (یہ بات) اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ کہ نفس انسانی بدلے نفس انسانی کے (یعنی نفس قاتل خواہ حرّ ہو یا باندھا ہو مذکر ہو یا مؤ
ہو مسلم ہو یا ذمی ہو اس کو قتل کیا جائیگا عوض نفس انسانی مقتول کے خواہ مقتول حرّ ہو یا باندھا ہو مذکر ہو یا مؤنث ہو مسلم ہو یا ذمی ہو یعنی تقا
توافقی ہو یا تخالفی ہو) وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ اور آنکھ نکالی جائے گی بدلے آنکھ کے وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ اور ناک کاٹا جائے گا بدلے ناک کے
وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ اور کان بدلے کان کے وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ اور دانت اکھوڑا جائے گا بدلے دانت کے وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ اور
باقی زخموں میں بھی مماثلت ہے قصاص میں فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ پھر جو شخص معاف کردے قصاص کو تو معاف کرنا اس کے گناہوں
کا کفارہ ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور جو شخص نہ فیصلہ کرے موافق ان حدود اللہ کے جو
اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں تو وہی ہیں بڑے ظالم (کہ مدعی اور مدعی علیہ دونوں پر ظلم کرنے والا ہے) وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ
مَرْيَمَ اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ بن مریم کو ان انبیاء علیہم السلام کے آثار پر جو (اسلموا) تھے (جیسے وہ توراۃ کے مطابق حکومت کرتے تھے تو آپ بھی
اے عیسیٰ بن مریم ویسے انجیل کے مطابق حکومت کریں نصاریٰ پر اور جیسے ان کے الربانیون والاحبار پیروکار تھے بوجہ (استحفظوا من کتاب اللہ) کے
تو آپ کے الربانیون والاحبار بھی پیروکار ہو جائیں انجیل کے بوجہ (استحفظوا) من کتاب اللہ کے ع مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
درانحالیکہ عیسیٰ علیہ السلام مصدق تھے اس کتاب کے جو ان پہلے تھی یعنی توراۃ کے (یعنی توراۃ غیر محرّف کے مضامین کے مصدق تھے) وَاٰتَيْنٰهُ
الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ اور دی ہم نے ان کو انجیل جس میں (عقائد حقہ کی) ہدایت تھی اور (اعمال فرعیہ کی) وضاحت تھی وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ اور درانحالیکہ انجیل سچا کہنے والی تھی اس کتاب کو جو اس سے پہلے تھی یعنی توراۃ کو (کہ انجیل کے مضامین توراۃ
کے مضامین اصولی کے مطابق تھے یعنی جیسے توراۃ میں حدود کا بیان تھا ویسے انجیل میں بھی ان حدود کا بیان تھا) وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً
لِّلْمُتَّقِيْنَ عطف علی (مصدقا) اور درانحالیکہ وہی انجیل امۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے متقین کو راستہ بتلانے والی تھی طرف تصدیق نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے (یعنی اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انجیل میں بیان تھا اور اس امۃ کے متقین کو) زجرا وعظ کرنے والی تھی (کہ اگر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہیں لاؤ گے تو شدید سزاء کیلئے تیار ہو جاؤ جیسے خود عیسیٰ علیہ السلام کا وعظ تھا (ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد) اور
ہم نے اس وقت کے نصاریٰ کو حکم دیا تھا) وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ اور ضرور فیصلے کیا کریں علماء انجیل کے موافق ان حکموں کے
جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور جو شخص فیصلہ نہیں کریگا مطابق
(ما انزل اللہ) کے تو وہی ہیں حکم الٰہی سے خارج ہونے والے (کیونکہ (ولیحکم) جو امر ہے اس کی اطاعت سے خارج ہوگیا کما قال اللہ تعالیٰ (اسجدوا
لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ) ای خرج عن طاعۃ امرہ)

نجم الآیات

یہود اور نصاریٰ

Marfat.com

کو اپنی اپنی کتابوں کے مطابق حکومت چلانے کا حکم تھا ورنہ وہ لوگ وعید شدید کے مصداق تھے ۔ اس کے بعد آگے اس امت کو حکم ہے کہ
قرآنی قوانین کے مطابق حکومت اسلامیہ کو چلائیں وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ اور نازل کیا ہے ہم نے آپ کی طرف کتاب جو (کہ من
جانب اللہ) ایک حقیقت ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ درانحالیکہ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے تھیں (یعنی
تورات اور انجیل اور زبور اور سو صحیفے منزل من السماء) کی وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ عطف علی (مصدقا) اور درانحالیکہ نگہبان ہے اوپر کتب سماویہ سابقہ
کے (کہ اس کے مطابق جو ان میں مضامین ہیں وہ ان کے اصلی غیر محرّف ہیں چونکہ قرآن مجید محفوظ الی یوم القیامۃ ہے تو ان کتابوں کے جو مضامین
قرآن مجید میں ہیں وہ بھی محفوظ الی یوم القیامۃ ہو گئے تو یہ کتاب ان کتابوں کیلئے باعتبار عقائد حقہ کے اور فروع غیر منسوخہ کے محافظ ٹھیرائی گئی ہے
پھر اگر آپ کے پاس کسی فیصلہ کیلئے آئیں) فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ تو فیصلہ سنا دینا ان کے درمیان مطابق اس قانون کے
جو اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ اور نہ تابع ہونا ان قوانین کے جو ان کے خواہشات
نفسانیہ کے ایجاد شدہ ہیں (بلکہ تابع ہونا ان قوانین حقہ کے جو آپ کے پاس آچکے ہیں (یا یوں ترجمہ ہے) اور نہ منحرف ہونا ان قوانین حقہ سے جو
آپ کے پاس آچکے ہیں کہ تابع ہو جاؤ ان کے خواہشات زائغہ کے **نجم الآیۃ** فاحکم بینهم بما انزل اللہ لِکُلٍّ جَعَلْنَا
مِنْکُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ہم نے تم میں سے ہر امت کیلئے تجویز کیا ہے ایک خاص شریعت اور ایک خاص طریق عمل (یعنی اصول و عقائد کے
متحد ہونے کے باوجود فرعی احکام میں قدرے اختلاف ہے جیسے یہود کی نماز میں رکوع نہیں ہے اور اس امت کی نماز میں رکوع ہے یہ احکام فرعیہ
میں اختلاف کی مثال ہے اور طریق عمل کی مثال مثلا نماز عبادت ہے مگر اوقات منہیہ میں عبادت نہیں ہے اور روزہ ویسے تو عبادت ہے لیکن
ایام منہیہ میں روزہ ممنوع ہے تو یہود کیلئے احکام شرعیہ اور طریق عمل اور نصاری کیلئے اور اس امت کیلئے اور) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً اور اگر چاہتا اللہ تعالی تو کر دیتا تم سب کو ایک امت (باعتبار ایک ملت کے) وَّلٰکِنْ ولیکن ایسا نہیں چاہا بلکہ ہر امت کو جدا جدا شرعة
اور منہاج دیا لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ تاکہ معاملہ کرے تمہارے ساتھ معاملہ ممتحن جیسا ان احکامات میں جو دئے ہیں تم کو (ہر زمانہ میں
قدرے مختلف جس سے ہر ایک کا ملت علیحدہ علیحدہ ہو گیا ہے) فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ تو تم دوڑ کر حاصل کر لو خوبیاں (جو دین محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم میں ہیں کیونکہ یہ دین ناسخ للادیان کلها ہے) اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا طرف اللہ تعالی کے ہے تم سب کا لوٹنا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ
فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٨ پھر خبر دیدیں گے تم کو جس بارے میں تم اختلاف کرتے تھے (مذہبی) **نجم الآیۃ** اصلی ملت یہودیۃ
اور نصرانیۃ اپنے اپنے زمانہ میں برحق تھیں ولیکن دین اسلام سب کیلئے ناسخ ہے وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عطف علی
(فاحکم) بینهم) اور فیصلے کیا کرو ان کے درمیان ساتھ ان قوانین کے جو اللہ تعالی نے نازل فرمائے ہیں وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور نہ
تابع ہونا ان کے خواہشات (زائغہ کے تحت جو قوانین بنائے گئے ہیں) (پہلے بھی ایسا جملہ تھا لیکن اس سے آگے جو مزید فرمایا ہے اس کی وجہ
سے تکرار نہ ہوگا) وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَ اور بچتے رہنا ان سے کہ آپ کو بھکا نہ دیں

Marfat.com

کسی ایسے حکم سے جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آپ کی طرف (کیونکہ انکی کوششیں جاری رہیں گے کہ آپ فیصلے شرعیہ سے ہٹ کر ان کے جاہلانہ قانون کے تحت فیصلے کرلیں تو آپ ان سے احتیاطی تدابیر سے رہیں یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ولیکن مراد امت ہے تو ایسے قسم کے خطابات امت کیلئے تہدیدی ہوتے ہیں) فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر (اتنے سمجھانے کے بعد بھی) اگر اعراض کریں (قوانین الٰہیہ کے ماننے سے) فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ تو یقین کرلو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ بوجہ ان کے نہ ماننے کے سزا دیں ان کو (دنیا میں بھی جلاوطنی کی یا قتل کی الخ) وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اور بے شک بہت لوگ البتہ خارج ہوتے ہیں حکم ماننے سے (تو یہ یہود بھی ان فاسقین سے ہیں) اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (ای ایتولون عن قبول حکمك فیبغون حکم الجاھلیۃ) کیا پھر قوانین جاہلیہ پر فیصلے چاہتے ہیں (جو محض آراء زائغہ پر مبنی ہوتے ہیں جن کو نہ کتاب اللہ سے کوئی مناسبت ہوتی ہے نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ حالانکہ فیصلوں کے لحاظ سے بھی کون زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے جس کا فائدہ قوم یقین کرنے والوں کو ہوگا ع ۱۱

نجوم الآیات الابرام من اللہ تعالیٰ علی ان تکون القوانین الالٰھیہ جاریۃ وساریۃ فی الممالك الاسلامیۃ فی الازمنۃ کلھا وغیرھا من القوانین الجاھلیۃ مردودۃ عند اللہ وعند قوم مؤمنین ★ چونکہ یہود اور نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دین اسلام کے دشمن ہیں اس لئے مؤمنین کو انکی دوستی سے آگے روکا جارہا ہے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ اے ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وہ خود ہی بعض ان کا بعض سے دوست ہے (نہ تم سے) وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ اور جو شخص دوست بنائے گا ان کو تم سے (یعنی جو ظاہرا مسلمان ہے جیسے عبد اللہ بن ابی والے) فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ تو وہ یقینا ان میں سے ہے (اور وہ بڑا ظالم ہے) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ محقق بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتے ایسے قسم کے ظالمین کو (آگے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کیفیت دوستی منافقین کی جو یہود کے ساتھ تھی) فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ پھر دیکھو گے ان لوگوں کو جن کی دل میں مرض نفاق کی ہے دوڑ دوڑ کر گھستے ہیں ان اہل کتاب میں (باعتبار دوستی کے بعد ہی کے پھر اسی دوستی کا بہانہ یوں بناتے ہیں کہ) يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ کہتے ہیں کہ اندیشہ کرتے ہیں ہم کہ پہنچے ہم کو کوئی انقلاب زمانے کا (کہ شاید ان اہل کتاب کو مسلمانوں پر غلبہ آجائے تو یہ دوستی ہماری ان سے ہم کو بچ لیگی یا قحط پڑجائے تو ہم ان سے اناج لے سکیں گے پھر آگے اللہ تعالیٰ ان کے یہ حیل باطلہ کو رد فرماتے ہیں کہ) فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ یقینا اللہ تعالیٰ لائیں گے فتح (مکہ کی مؤمنین کیلئے یا فتح بلاد مشرکین کی مؤمنین کیلئے) اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا لائے گا کوئی خاص امر اپنی طرف سے (کہ اس میں اسباب کو کوئی دخل نہ ہو جیسے منافقین کا تعین بذریعہ وحی کے ہوجائے یا جیسے تذلیل یہود کی کما قال اللہ تعالیٰ (حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون) فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ پھر ہوجائیں اپنی دلوں کے اندر چھپائی ہوئی بات پر پچھتانے والے (کہ یہود سے دلی دوستی پر کوئی فائدہ نہ ہوا دوسرا یہ کہ برعکس ان کے خیال کے غلبہ تو مسلمانوں کو ہوگیا) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اور کہیں گے ایمان والے (یہود کو) اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اَیْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ کیا یہ منافق لوگ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں اٹھاتے تھے کہ یہ منافق لوگ یہود کے ساتھ ہیں (دلی طور پر کما یقولون
ایضا (لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولئن قوتلتم لننصرنکم) حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ رائگان ہو جائیں گے اس وقت مساعی منافقین
کی (کہ نہ مسلمانوں کے رہے کہ دلی دوستی ان کی یہود کے ساتھ تھی اور وہ مغلوب ہو گئے اور نہ یہود کے رہے کہ یہود کا پلہ مغلوب ہو گیا) فَاَصْبَحُوْا
خٰسِرِيْنَ ۝۵۳ ثلث پھر ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والے دارین میں **نجم الآیات** المنع من اتخاذ الکفار اولیآء ★ جونکہ کفار سے
دوستی ارتداد کو مفضی ہے تو فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ اے ایمان والے جو شخص پھر جائے تم میں سے
اپنے دین اسلام سے (جیسے کہ ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتد ہو گئے تھے سات فرقے اور عمرؓ کی خلافت میں ایک قبیلہ غسان کا مرتد ہو گیا تھا تو ان کی مدافعت
کیلئے) فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ تو ضرور لائیں گے اللہ تعالیٰ (انکی مدافعت کیلئے) ایسی قوم کو جن کو اللہ تعالیٰ اپنا مرضی
عنہم بنایا ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہوں گے (کما قال علی بن ابی طالب هم ابوبکر واصحابه الذین قاتلوا اهل الردة ومانعی
الزکوۃ) اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ نرم طبیعت ہوں گے مؤمنین پر اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ سخت طبیعت ہوں گے کافرین و مرتدین پر
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (ای اعلاء دین کیلئے) وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور نہیں خوف
کریں گے ملامت کرنے والی کی ملامت سے (کیونکہ مرتدین سے قبل ارتداد کے تو دوستی اسلامی تھی اب ان کے خلاف جہاد ہے تو وہ قبل کی دوستی پر ملامت
تو کریں گے تو فرمایا ان کو اس بات کی پرواہ نہ ہوگی) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یہ اوصاف حمیدہ فضل سے اللہ تعالیٰ کا يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے
یہ فضل جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۴ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (کہ فضل دینا اس کو ہے جو اس کا محل ہوتا ہے)
نجم الآیات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب ارتداد کا کھلے گا تو اس کے سد کیلئے مجاہدین کی جماعت موجود ہے
جن کے صفات عالیہ ہوں گے۔ جب کہ مؤمنین کو ولایت اہل کتاب و کفار سے منع کیا گیا ہے تو آگے فرماتے کہ مؤمنین کو ولایت کس کی حاصل ہے
اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝۵۵ یہی
بات ہے دوست تمہارے اللہ تعالیٰ ہیں اور ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ مؤمن لوگ جو پابندی کرتے ہیں نماز کی اور دیتے
ہیں زکوۃ کو حالانکہ وہ دل میں خشوع کرنے والے ہیں (باعتبار عقائد حقہ کے و اخلاق باطنی کے) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا اور جو شخص دوستی رکھیگا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو مخلص
مؤمن ہیں (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا) فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۵٦ تو یقینا جماعت اللہ تعالیٰ کی ع ٦/۱۲
غالب ہے **نجم الآیۃ** احبّاء اللہ هم الغلبون پہلے فرمایا تھا کہ اہل کتاب کی دوستی آپس میں منحصر ہے تو تم
ان کو دوست نہ بناؤ آگے ہے کہ اہل کتاب کے تمہارے دین کو ہزوا ولعبا بنالیا ہے تو تم ان کو دوست مت بناؤ تو وجہ کے اختلاف
سے فلا تکرار يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

Marfat.com

قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ اے ایمان والے مت بناؤ دوست اہل کتاب کو اور کفار کو جنہوں نے تمہارے دین اسلام کو بنالیا ہے ہنسی اور کھیل وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۵۷ اور ڈرو اللہ سے (عذاب سے ان کے ساتھ دوستی میں) اگر تم پکے ایماندار ہو (تو ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ایسے قسم کے اہل کتاب اور کفار کے ساتھ دوستانہ نہ ہو) آگے ان کے استھزاء بالدین والملعبۃ کا بیان ہے وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا اور جب تم پکارتے ہو نماز کیلئے تو ٹھہراتے ہیں وہ لوگ اس کو ہنسی اور کھیل اخرج البیھقی عن ابن عباس قال کان منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نادی بالصلوۃ فقام المسلمون الیھا قالت الیھود قد قاموا لا قاموا وعن الکلبی قالوا وصلّوا لاصلوا علی طریق الاستھزاء والملعبۃ تو یہ استھزاء اور ملعبہ اور آذان دونوں کے ساتھ ہوگئی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۵۸ یہ (استھزاء اور ملعبۃ بالاذان والصلوۃ اس لئے کرتے ہیں) بسبب اس کے کہ یقیناً یہ لوگ عقل نہیں رکھتے (امور دین میں حالانکہ امور دنیا میں اپنے آپ کو بڑے عقیل سمجھتے ہیں) **نجم الآیۃ** ذکر علۃ النھی عن موالاتھم وھی الاستھزاء بالدین تعمیما و بالاذان والصلوۃ تخصیصا آگے تردید ہے اہل کتاب کی ہمارے دین پر استھزاء کرنیکی کہ تم ہمارے دین پر کونسا عیب پاتے ہو کہ استھزاء کرتے ہو بجز اس کے کہ دین اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور تمامی کتب سماوی سابقہ پر ایمان لائیں اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایمان لانا ہوگیا تو یہ کونسا عیب ہے جس پر ہم استھزاء کے مستحق ہوئے البتہ تم میں بہت عیوب ہیں جن پر تم سزاؤں کے حق دار ہو جیسا کہ (واکثرکم فاسقون) اور جیسا کہ فرمایا (بل لعنھم اللہ بکفرھم) اور فرمایا (وباؤا بغضب من اللہ) اور فرمایا (وقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین)

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ (ان کے رد میں) فرما دیجئے کیا عیب پاتے ہو ہم میں (کہ ہم پر استھزاء کرتے ہو) اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا بجز اس کے کہ ہم نے ایمان لایا ہے اللہ تعالیٰ پر (یعنی اس کی وحدانیت کے معتقد ہیں بخلاف تمہارے کہ تم کہتے ہو کہ (عزیر ابن اللہ) اور ایمان لایا ہے ساتھ اس کتاب و قرآن مجید کے جو ہماری طرف بھیجا گیا ہے وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ اور ایمان لایا ہے ساتھ کتب ان سماوی و صحیفے سماویہ کے جو ہم سے پہلے بھیجے جا چکے ہیں (بخلاف تمہارے کہ تم صرف اس کتاب کو مانتے ہو جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے باقی سب کا انکار کرتے ہو مزید براں یہ) وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۵۹ اور اکثر تمہارے ایمان سے خارج رہے ہیں اور اب بھی ایمان سے خارج ہیں (تو یہ عیوب تم میں ہیں بنابریں تم شدید سزاؤں کے حق دار ہو نہ یہ کہ صرف استھزائی سزاء پر اکتفاء ہو جیسا کہ فرمایا (اللہ یستھزئ بھم) پھر آگے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون برا ہے جو سزاء کا حق دار ہے ہم یا تم فرمایا قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ فرما دیجئے کیا میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی بری سزاء ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں (ہم کی جو ایمان دار ہیں یا تم کی کہ بے ایمان ہو) مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وہ وہ ہیں جن کو ملعون بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے وَغَضِبَ عَلَيْهِ اور جن کو مغضوب علیہم بنایا ہے (یہ اخروی سزاء ہے آگے دنیاوی سزاء کا بیان) وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ اور کیا ان میں بعضوں کو بندر اور بعضوں کو سور وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اور وہ وہ ہیں جنہوں نے بندگی کی شیطان کی (اور اصنام کی تو ظاہر ہے کہ اس کا جواب ہے کہ انہیں اوصاف رذیلہ

والے تم اہل کتاب کے ہو جیسے کہ اصحاب السبت قردۃ بنے تھے اور اصحاب المائدہ والے خنازیر بنے تھے تو) اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا ایسے اوصاف
خبیثہ والے لوگ بدترین ہیں درجہ میں وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ ٦٠ اور بہت بھکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے (اور وہ تم ہوا ے
اہل کتاب کے نہ ہم مسلمان بنا بریں تم اے اہل کتاب کے شدید سزاؤں کے حق دار ہو) **نجم الآیۃ** ر دّ من اللہ تعالی علی استہزاء
الیہود بدینا اشد ردّ اتنے تک یہود کے استہزاء بدیننا کا بیان تھا آگے ان کے دائمی نفاق کا بیان ہے فرمایا وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا اور جب کہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا ہے وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ حالانکہ وہ یقینا کفر
کو لیکر (مسلمانوں کے پاس) آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے تھے (تو ان کا (آمنا) کہنا منافقانہ چال ہے) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا
يَكْتُمُوْنَ ۝ ٦١ اور اللہ تعالی خوب جانتے ہیں انہیں عقائد کفریہ کو جن کو دل میں چھپاتے ہیں **نجم الآیۃ** ایسے قسم کے یہود پکے منافق
ہیں اتنے تک یہود کے نفاق اعتقادی کا بیان تھا آگے ان کے نفاق عملی کا بیان ہے وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ
اور دیکھتے ہو یا جانتے ہو ان میں سے بہت کو دوڑتے ہیں یعنی جلدی کرتے ہیں گناہ میں یا کتمان تورات میں وَالْعُدْوَانِ اور ظلم میں یا زیادتی
تورات میں وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ اور حرام مال کے لینے میں یا رشوت لینے میں لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ البتہ بہت برا ہے جو عمل کر رہے
ہیں (یہ ان کے عوام کا حال ہے آگے ان کے خواص کا حال ہے کہ) لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ کیوں نہیں
روکتے اہل کتاب کو علماء انجیل کے اور علماء تورات کے گناہ کی بات کہنے سے (جس میں الاثم والعدوان داخل ہے) اور رشوۃ کے لینے سے یا حرام کھانے
سے لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ ٦٣ البتہ بہت برا ہے جس کی انہوں نے پکی عادت بنالی ہے (کہ کرتے کرتے عادت راسخہ بن گئی ہے (فعل)
اس کام کو کہتے ہیں جو قصدا یا غیر قصدا ہو اور (عمل) اس کام کو کہتے ہیں جو قصدا وارادۃً ہو اور (صنعت) اس کام کو کہتے ہیں جو قصدا ہو اور بار
بار کیا جائے تاکہ وہ کام طبیعت بن جائے تو عوام پر (یعملون) فرمایا اور خواص پر (یصنعون) فرمایا تو ان کے خواص کی قباحت زیادہ ہے بہ
نسبت عوام کے) **نجم الآیۃ** عوام یہود اور خواص یہود کے قبائح کا بیان آگے یہود مدینہ منورہ کی گستاخی و سوء ادبی در بار حضرۃ
الرب تعالی کے اس کا بیان ہے کہ پہلے ان کا رزق فراخ تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تو تأدیبی کاروائی کی بنا پر فراخی رزق کی بند
ہو گئی تو اس پر انہوں نے سوء ادبی کے لفظ استعمال کئے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور کہتے ہیں یہود کہ اللہ تعالی کا ہاتھ (مبارک)
بند ہو گیا ہے (العیاذ باللہ کہ بخیل ہو گئے ہیں اللہ تعالی آگے جوابا فرمایا) غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ بند ہو گئے ہیں انہیں کے ہاتھ (کہ یہود سب سے زیادہ بد
بخیل ہیں) یا انہی کے ہاتھ بند ہو جائیں (دعاءً علیہم) وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا اور ملعون ہو گئے ہیں بسبب اس کہنے کے (اور اللہ تعالی ایسے نہیں
ہیں جیسا کہ یہود کہتے ہیں) بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ بلکہ اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یہ کنایہ ہے غایۃ جودۃ سے) يُنْفِقُ
كَيْفَ يَشَآءُ خرچ کرتے رہتے ہیں (مستمرا) جس طرح چاہتے ہیں (یعنی یوسع تارۃ ویضیق تارۃ ثم ید اللہ صفت من صفاتہ تعالی کالسمع
والبصر والوجہ والساق لایدری کنہھا الا اللہ تعالی فتکون من المتشابہات) **نجم الآیۃ** یہود کی سوء ادبی کا بیان اور اس کا

ردّ اور اس پر اس کی سزا کا بیان (یہود کے بارے میں (غلت ایدیھم) (ولعنوا بما قالوا) کے جو جملے فرمائے تو ان سے وہ آگ بگولے ہوگئے جس پر
فرمایا) وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا اور بڑھا دیگا ان میں سے بہتوں کو باعتبار سرکشی
کے اور کفر کے وہ مضمون جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (یعنی (غلت ایدیھم) اور (ولعنوا بما قالوا) والے جملے کہ ہمارے بارے میں
ایسا کیوں کہا گیا ہے تو پھر اس کے بدلے ہم مسلمانوں کو دیکھیں گے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مسلمانوں کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے کیونکہ) وَ
اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور ڈال دیا ہے ہم نے ان کے درمیان (دین کے باب میں) عداوۃ کو اور بغض کو
(کہ ان کے درمیان مذہبی بہت فرقے مختلف ہوگئے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ دشمنی اور حسد ہے) تا قیامت تک (تو مسلمانوں کے خلاف
کبھی بھی جمع نہیں ہوسکیں گے ثم من الیھود مرجیئۃ ومنھم قدریۃ ومنھم جبریۃ الخ وکذا من النصاری ملکانیۃ ویعقوبیۃ ونسطوریۃ)
كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ ہر وقت کہ بھڑکاتے ہیں آگ جنگ کی (مسلمانوں کے خلاف) اَطْفَاَهَا اللّٰهُ بجھا دیتے ہیں اس نار حرب کو اللہ تعالی
(کسی طرق سے) وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اور کوشش کرتے رہتے ہیں ملک میں فساد پھیلانے کو (کہ کافروں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے
ہیں اور نئے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات کو ڈالتے ہیں الخ) **نجم الآیۃ** یہود کے مسلمانوں کے خلاف مساعی حربیہ کا بیان اور اس
کے سدّ کا بیان وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ٦٤ اور اللہ تعالی مبغوض رکھتے ہیں فساد پھیلانے والوں کو (تو ان کو اس کی سزا ضرور ملیگی البتہ
ایمان لائیں تو سزا سے بچ جائیں گے جیسا کہ فرمایا) وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا اور اگر اہل الکتاب کے ایمان لائیں اور پرہیز کریں معاصی
ونفاق سے لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ تو کفارہ کردیتے ان سے ان کی برائیوں کو (بوجہ ایمان وتقوی کے) وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ٦٥
اور داخل کردیتے ان کو باغات نعمتوں میں **نجم الآیۃ** باب التوبۃ مفتوح للیھود ایضا ★ آگے رزق کی فراخی کا علاج ذکر فرمایا ہے
کیونکہ رزق کی فراخی جو بند ہوگئی تھی بوجہ شوم ان کے کفر ومعاصی سے تھی فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور اگر اہل کتاب کے
اصلی توراۃ اور اصلی انجیل پر صحیح طریقہ سے عمل کریں (ان کے ان مضامین پر جو غیر منسوخہ ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی آگیا) وَمَاۤ
اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور صحیح طریقہ سے عمل کریں اس کتاب و قرآن پر جو ان کی طرف ان کی رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے لَاَكَلُوْا مِنْ
فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ تو البتہ کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے نیچے سے (یعنی ہر طرف سے رزق کے فراوانی کے اسباب پیدا ہوجاتے
وھذا کما قال اللہ تعالی (لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض) مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ان اہل کتاب سے ایک جماعت ہے جو راہ راست
پر چلنے والی ہے (یہود سے حضرت عبداللہ بن سلام والے اور نصاری میں سے حضرت نجاشی والے) وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ ٦٦ ع
اور بہت ان میں سے ایسے ہیں جن کے کردار بہت برے ہیں **نجم الآیۃ** کتاب اللہ پر قائم رہنے سے رزق کی فراوانی پر وعدہ ہے
پیچھے علماء یہود کے بارے میں فرمایا (لولا ینھٰھم الربانیون الآیۃ) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے آپ نے تمام احکام کی تبلیغ فرمائی
ہے خواہ وہ احکام جس قبیلہ سے ہوں اوامر کے قبیلہ سے ہوں یا نواہی کے قبیلہ سے ہوں خواہ کوئی خاص جماعت اس کی زد میں کیوں نہ آجائے

Marfat.com

جیسے یہود کے بارے میں فرمایا تھا (غُلّت ایدیھم ولعنوا بما قالوا) جس پر وہ سرکشی اور کفر میں ازدیاد کرلیا تھا کسی کی بھی حق بات پہنچانے میں پرواہ نہیں کرنی اور اگر کچھ احکام پہنچایا اور کچھ کو نہ پہنچایا تو گویا کہ حق مکمل کو نہ پہنچایا فرمایا یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اے رسول عظیم الشان (لوگوں کی طرف) پہنچاتے رہیئے تمامی وہ احکام جو تیرے رب کی طرف سے نازل ہوتے رہیں یا پہنچا دیں جو آپ پر انرا آپ کے رب کی طرف سے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ اور اگر ایسا نہ کیا (یعنی سب کچھ نہ پہنچایا یا بلکہ بعض کو پہنچایا) فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ تو آپ نے کچھ نہ پہنچایا اللہ تعالی کے پیغام کو وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالی محفوظ رکھیں گے آپ کو لوگوں کے (گزند سے کہ حق پہنچانے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ بے شک اللہ تعالی نہیں ہدایت دیں گے اس قوم کو جو کفر پر راسخ ہیں (تو آپ کا فریضہ ابلاغ ہے نہ اھتداء) **نجم الآیۃ** ذکر فریضۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی تبلیغ جمیع الاحکام من الاوامر والنواھی چونکہ اہل کتاب کو صاحب توراۃ یا صاحب انجیل ہونے کا فخر تھا تو فرمایا صرف صاحب کتاب کا ہونا نجاۃ کیلئے کافی نہیں ہے جب تک اس کی حقیقت پر عقیدہ وعمل نہ ہو قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ فرما دیجئے اے صاحب توراۃ کے اور اے صاحب انجیل کے نہیں ہو تم کسی راہ نجاۃ پر تا یہ کہ پابندی کرو توراۃ اور انجیل کے (غیر محرّف مضامین غیر منسوخہ کی جس میں ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے) اور اس قرآن کی جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے (یعنی ایمان مرکب من جمیع الکتب معتبر ہے نہ مفرد بالکتاب الخاص تو اس آیت کریمہ سے وہ غصہ میں آگ بگولہ ہوگئے تو اس پر فرمایا) وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا اور بڑھا دے گا ان میں سے بہتوں کو باعتبار سرکشی کے اور کفر کے وہ مضمون جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے (یعنی لستم علی شیئ الآیۃ) والا (تو اللہ تعالی نے فرمایا اس سرکشی پر ان کو سزا ضرور ملے گی قتل کی یا جلاوطنی کی تو آپ غمگین نہ ہونا کیونکہ یہ شفقت کے اہل بھی نہیں ہیں) فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ ۶۸ تو غمگین نہ ہونا ان قوم کافرین پر (بوجہ ان کی سزاء کے کہ وہ شدید ہوگی کیونکہ ان کا طغیان بنی اسرائیل جو زمن موسی علیہ السلام میں تھے ان سے زیادہ ہے۔ بنا بریں وہاں تھا (فلا تأس علی القوم الفاسقین) تو (کافرین) کا لفظ بنی اسرائیل پر جو زمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے زیادہ سخت ہے بہ نسبت ان کے جو ان کے حق میں لفظ (فاسقین) کا تھا بنا بریں ان پر سزاء بھی اُن سے سخت ہوگی) **نجم الآیۃ** بیان النسخ للمذھب الیھودیۃ والنصرانیۃ

اذا جآء القرآن آگے اللہ تعالی ایک معیار فلاح کو ذکر فرماتے ہیں جو سب کیلئے یکساں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰی بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا ہے ای حلقہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں (صورۃ) اور جو یہودی ہیں اور جو فرقہ صابئیہ ہے (وھم قوم عدلوا عن دین الیھودیۃ والنصرانیۃ وعبدوا الملائکۃ او النجوم وقرؤا الزبور وصلوا الی غیر القبلۃ۔ (والصابئون) عطف علی (الذین آمنوا) ورفعھا لانہ فی الکلام تطاول ما والعرب غیّروا الاعراب اذا کان فی الکلام تطاول کذا قال ابو عبیدۃ) اور نصاریٰ ہیں مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (ان سب میں سے) جس نے ایمان لایا اللہ تعالی کے ساتھ (کما ھو حقہ لا کما

قال اللہ تعالیٰ فی حق اهل الکتاب (وقالت الیهود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ) وقالت بعض العرب الملائکۃ بنات اللہ) اور ایمان لایا آخرت کے ساتھ (جیساکہ ایمان لانیکا حق ہے نہ جیساکہ کہتے ہیں (وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ) وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے صالح (جیساکہ شریعت غراء کا حکم ہے اور جو مابہ الامتیاز ہے درمیان ان فرقوں کے) فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ تو ایسوں پر (آخرت میں) نہ اندیشہ ہے (کسی قسم کے عذاب کا) اور نہ وہ غمگین ہوں گے **نجم الآیۃ** بیان مدار الفلاح وهو الدخول فی دین الاسلام ★ آگے بنی اسرائیل کے قبائح کو ذکر فرماتے ہیں جو عہد شکنی اور تکذیب و قتل انبیاء علیہم السلام کے قبیل سے ہے ★ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ یقیناً ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے (توراۃ میں توحید باللہ کا اور عمل بما فی التوراۃ کا اور ایمان کا تمامی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جن کے زمانہ کو پاتے جائیں اور ایمان بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر ان کے زمانہ کو پائیں وَاَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ رُسُلًا اور بھیجے ہم نے ان کی طرف بہت رسل علیہم الصلوات کو (کہ اس عہد پر ان کو عمل کی تبلیغ کریں) كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ اَنْفُسُهُمْ (پھر جب کہ انہوں نے عمل بالتوراۃ کی مخالفت کی تو) ہر وقت کہ آتا تھا ان کے پاس کوئی اللہ تعالیٰ کا رسول انہیں احکامات کو لاکر جو خوش نہ لگتے تھے ان کے نفسوں کو (جو امارہ تھے) فَرِيقًا كَذَّبُوا تو بعض رسل علیہم الصلوات کو جھوٹا کہتے تھے (کہ العیاذ باللہ آپ جھوٹ بولتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم نہیں دیا ہے) وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝ اور بعض انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے (کہ ایسا حکم ہم کو کیوں دیا ہے) **نجم الآیۃ** بیان ان اصل الکبائر هو اتباع الهوی وَحَسِبُوا اَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ اور قاتلین و مکذبین نے گمان کیا کہ نہ ہوگی سزاء (ان کو کیونکہ کہتے تھے (نحن ابناء اللہ واحباءہ) کذا قال الزجاج علاوہ ازاں ڈھیل بھی مل گئی) فَعَمُوا وَصَمُّوا ان میں سے بہت تو اندھے ہو گئے (کہ سرکشی میں بڑھ گئے) اور بہروں کی طرح بن گئے (کہ حق کو سننا بھی نہ چاہتے تھے تو سزاءً اللہ تعالیٰ نے ان پر جالوت کو مسلط کر دیا تو اس نے تو بنی اسرائیل کی تباہیاں کر دی پھر نادم و تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا) ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا ان پر (جب کہ انہوں نے توبہ کی اور (وقتل داؤد جالوت) حتی کہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں بنی اسرائیل اپنے اوج کو پہنچ گئے) ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ پھر بصیرت کے اندھے ہو گئے اور حق کے سننے سے بہرے ہو گئے حتی کہ زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے قتل پر جرأت کرلی اور عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا عزم کر لیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو فارس سے مسلط کر دیا وهذا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ بنی اسرائیل (وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض الی ما علوا تتبیرا) وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والے تھے جو وہ عمل کر رہے تھے (تکذیب اور قتل کا الخ) **نجم الآیۃ** توہین انبیاء علیہم السلام پر ذلت لازمی ہے جیساکہ بنی قینقاع و بنی نضیر و بنی قریظہ کو ارادہ قتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی تکذیب پر ذلت و رسوائی و قتل و جلا وطنی بھگتانی پڑی۔ یہاں تک یہود کے قبائح کا بیان تھا آگے نصاریٰ کے قبائح کا بیان ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ بے شک کافر ہیں وہی لوگ جنہوں نے کہا ہے کہ یقیناً اللہ عین مسیح بن مریم ہے (والقائل

Marfat.com

منهم الفرقة اليعقوبية زعموا بالحلول والاتحاد) وَقَالَ الْمَسِيحُ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ حالانکہ فرمایا تھا مسیح علیہ السلام نے (خطاب کرتے ہوئے) اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (تو خود ان کی تقریر ان کے ردّ میں تھی کہ میں مربوب ہوں اور اللہ تعالیٰ رب ہے ہم دونوں عین نہیں ہیں) إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ بے شک شان یہ ہے کہ جو شخص شریک کریگا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی کو وجوب الوجود میں یا اس کے صفات میں یا اس کے افعال میں) فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ سو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے وَمَأْوَاهُ النَّارُ اور ٹھکانا اس کا دوزخ ہے وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ اور نہیں ہے ایسے ظالمین کیلئے کوئی مددگار (کہ سفارش سے ان کو جنت میں پہنچائے) **نجم الآیۃ** عقيدة الاتحاد والحلول كفر

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ بے شک کافر ہیں وہ لوگ بھی جنہوں نے کہا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تیسرا ہے تین سے (ای هو الله تعالیٰ وعیسیٰ علیہ السلام وامہ مریم علیہا السلام سے تین ذوات ہیں اور روح الوہیۃ کا ایک ہے اور قائل تثلیث کے فرقہ مرقوسیۃ اور نصطوریۃ کا تھا) وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّآ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ حالانکہ بجز ایک معبود برحق کے اور کوئی معبود برحق نہیں ہے **نجم الآیۃ** عقيدة التثليث ايضا كفر

وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ اور اگر باز نہ آئے اس سے جو کہتے ہیں (عقیدہ اتحاد والے اور تثلیث والے) تو ضرور پہنچے گا ان کو جو ان میں سے کفر پر راسخ ہیں عذاب دردناک أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ (ای الا ينتهون عن تلك العقائد الزائغة والاقوال الباطلة فلا يتوبون الى الله) کیا پھر بھی توبہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی دربار میں اور معافی نہیں مانگتے اللہ تعالیٰ سے (جب کہ اس پر وعید دردناک عذاب کی سن چکے ہیں) وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اور اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والے ہیں کیونکہ بہت رحمت کرنے والے ہیں **نجم الآیات** التهديد على مثل هذه العقائد والترغيب على التوبة الى الله تعالى

آگے عقیدہ تثلیث کا ردّ ہے مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ نہیں ہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول عظیم الشان جن سے پہلے اور بھی عظیم الشان رسل گذر چکے ہیں (تو جیسے انبیاء علیہم السلام سابقہ الٰہ نہیں ہیں جو تمہارا بھی ان کے حق میں یہی عقیدہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام بھی الٰہ نہیں ہیں کیونکہ رسالت منافی الوہیت کے ہے) وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ اور ماں ان کی صدیقہ ہے تو یہ بھی منافی الوہیت کے ہے (علاوہ ازاں) كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ تھے دونوں کھاتے تھے طعام کو (تو یہ بھی منافی الوہیت کے ہے) انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَٰتِ دیکھو تو سہی کیسے واضح طور پر بیان کر رہے ہیں ان کے نفع کیلئے دلائل (اوپر نفی ان کی الوہیت کے) ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ پھر دیکھو ساتھ نظر تعجب کے کہ وہ کدھر کو الٹے جارہے ہیں (باعتبار اعتقادیات کے) **نجم الآیۃ**

بيان الترديد على عقيدة التثليث قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فرما دیجئے (رد العبادة غير الله سواء كان مسيحا عليه السلام او امه عليها السلام او غيرهما) کیا عبادت کرتے ہو سوا اللہ تعالیٰ کے ان کی جو نہیں مالک تمہارے ضرر رسانی کے اور نہ نفع رسانی کے اور اللہ تعالیٰ وہی ہیں سننے والے جاننے والے (تو تمہارے حاجات خواہ قبیلہ مسموعات

سے ہوں یا معلومات سے ہوں وہ کیسے پورے کرے گا جس کے قبضہ میں نفع اور ضرر رسانی کا اختیار نہیں ہے تو پھر ان کی عبادت کیسے)

نجم الآیۃ حصر العبادۃ فی ذات اللّٰہ تعالیٰ لانہ ھو المالک لکل شیئ لا غیرہ تعالیٰ آگے یہود اور نصاری جو دونوں میں ایک

مرض قدر مشترک تھی اس سے ان کو روکتے ہیں فرمایا قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ اے یہود اور نصاری حد

سے تجاوز مت کرو دین کی بات میں ناحق (جیسا کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بھی نہیں مانتے تھے اور نصاری عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ مانتے تھے) وَلَا تَتَّبِعُوْۤا

اَهْوَآءَ قَوْمٍ اور (غلو فی الدین کے بارے میں) مت چلو خیالات (فاسدہ) ان لوگوں کے قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ جو گمراہ ہو چکے ہیں پہلے سے

(وہ ہر ایک کے اسلاف اور مقتداء تھے) وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا اور گمراہ کر گئے بہتوں کو وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۷۷ اور (بعد بعثت ع ۱۱ ۱۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) گمراہ ہوئے سیدھی راہ سے (یعنی اسلام سے) اور سورۃ نساء میں فرمایا ہے (یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا

علی اللہ الا الحق) چونکہ دونوں کا متعلق علیحدہ ہے تو فلا تکرار) **نجم الآیۃ** الغلو فی الدین ممنوع ومُضِلٌّ عن سواء السبیل آگے بیان ہے

علۃ النھی عن الائمۃ المضلین کی لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ملعون ہوئے کافر بنی

اسرائیل سے داؤد علیہ السلام کی زبان پر (وہ اصحاب السبت تھے کہ داؤد علیہ السلام نے ان کے حق میں بد دعا فرمائی) اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر

(وہ تھے اصحاب مائدہ والے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انکے حق میں بد دعا فرمائی) ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۷۸ یہ لعنت اور بد دعاء اس

لئے (ہر ایک نے فرمائی) کہ وہ عادی بے فرمان ہو گئے تھے اور تھے حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے **نجم الآیۃ** اہل عصیان واعتداء بد دعاء کے حق دار ہیں

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ تھے نہ رکتے تھے ان برے کاموں سے جو کرتے تھے یا تھے آپس میں منع نہ کرتے تھے برے کاموں سے جو

وہ کرتے تھے (تو لا یتناھون بمعنی لا ینھون کے ہے) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۷۹ البتہ برا کام ہے جو وہ کرتے تھے (یعنی عصیان میں مبتلا

ہونے کا یا عصیان سے نہ روکنے کا) **نجم الآیۃ** عصیان سے نہ روکنا بھی بہت برا کام ہے آگے منافقین کی مذمت کا بیان ہے تَرٰى كَثِيْرًا

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا آپ دیکھتے ہو ان منافقین میں سے بہتوں کو کہ دوستی رکھتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ جو کافر (من الیہود) ہیں

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ البتہ برا ہے جو آگے بھیجا ہے ان کے نفسوں نے (بسبب تولی بالکفار کے آگے مخصوص بالذم کا بیان۔

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۸۰ کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے

نجم الآیۃ تولی بالکفار سبب لسخط اللہ تعالیٰ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ

اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸۱ اور اگر یہ منافق لوگ ایمان لاتے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور

ساتھ اس کے جو نازل کیا گیا ہے طرف ان کے (یعنی قرآن کے ساتھ اخلاص سے) تو نہ بناتے یہود کو (جو مجاہر بالکفر ہیں) دوست (کیونکہ ایمان

اخلاص کے ساتھ یہود کی دوستی سے مانع ہے) اور لیکن اکثر ان میں سے نافرمان ہیں (کہ روکنے کے بعد بھی نہیں رکیں گے)

نجم الآیۃ علامت الایمان عدم اتخاذ الیہود اولیاء ٭ قد تم الی ھنا الجزء السادس من القرآن المجید عند البعض

Marfat.com

آگے اور وجہ کا بیان ہے یہود سے دوستی نہ رکھنے کا پہلے اور تھا تو فلا تکرار لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور پائیں گے آپ یہود اور مشرکین کو سب لوگوں سے زیادہ عداوت رکھنے والا مسلمانوں کے ساتھ
نجم الآیۃ لہٰذا مسلمانوں کو ان سے دوستی نہیں رکھنی چاہیئے ۔ آگے ان نصاری کا بیان ہے جو مسلمان ہو گئے تھے بوجہ عدم صلابۃ

فی الکفر کے اور بوجہ مودۃ بالمسلمانوں کے فرمایا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى
اور البتہ پائیں گے آپ سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے ساتھ ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں (یعنی جو اصلی نصاری کے قدموں پر ہیں

جنہوں نے کہا تھا (نحن انصار اللہ) ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝
ان (عام نصاری کا مسلمانوں سے مودۃ میں اقرب ہونا) باین سبب ہے کہ ان میں بعض علم دوست عالم ہیں اور بعض ان کے تارک الدنیا
درویش ہیں (جو اپنے صوامع میں خوف من اللہ تعالی لوگوں سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالی کی عبادت میں وقت صرف کرتے ہیں) اور باین سبب ہے
کہ وہ یقینا تکبر نہیں کرتے (حق کے قبول کرنے سے تو عوام نصاری میں ان کے رہبروں کا اثر پہنچا بریں مسلمانوں سے عداوت نہیں رکھتے اور محبت کے قریب
ہیں بنا بریں اللہ تعالی نے مشرف باسلام فرمایا ہے جیسا کہ ان کے بارے میں فرمایا)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ

نجم الآیۃ المودۃ بالمسلمین سبب للدخول فی دائرۃ الاسلام (ترجمہ) اور (وہ لوگ
جو اصل انصار اللہ کے متبع ہیں) جب کہ سننے لگے اس کلام کو جو اتارا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو دیکھیں گے آپ ان کی آنکھوں کو کہ بہنے
لگیں ہے آنسوں سے (یا ترجمہ ہے) اور جب وہ سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے
ہیں مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ بوجہ اس کے کہ انہوں نے پہچان لیا حق کو (یعنی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کو جو انجیل میں مذکور تھی کما قال
ابن عباس کہ مراد سامعین سے نجاشی بادشاہ اور اس کے اصحاب ہیں جب کہ ان پر جعفر طیار نے حبشہ میں سورۃ کٓھٰیٰعٓصٓ کو پڑھا اور جب تک
ان پر قراءۃ ہوتی رہی تو وہ زار وزار روتے رہے تو (تری) سے مراد مطلق مخاطب ہے اور دوسرا واقعہ یوں ہے کہ جب مہاجرین حبشہ مدینہ
منورہ کو جانے کا ارادہ کیا تو نجاشی شاہ حبشہ نے ان کے ساتھ نصاری کے بڑے علماء ومشائخین کا ایک وفد دربار نبوت میں بھیجا جو کہ ستر ۷۰
آدمیوں پر مشتمل تھا باسٹھ ۶۲ حضرات حبشہ کے تھے آٹھ شام کے تھے پھر ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ یٰسٓ پڑھی تو وہ زار وزار روتے
رہے تو پھر (تری) سے مراد ذات نبوت کی ہے) يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا کہتے ہیں اے رب ہمارا ہم نے ایمان لایا ہے (ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور ساتھ قرآن مجید کے) فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ سو کر دے آپ ہم کو ساتھ امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو قیامت

Marfat.com

کے دن اور امم پر نبیوں کے حق میں بطور شاہد کے پیش ہوگی وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ اور کونسا عذر ہے ہمارے پاس
کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس حق کے ساتھ (یعنی دین اسلام کے ساتھ) جو آیا ہے ہمارے پاس وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا
رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ ۝۸۴ اور (مزید براں) امید رکھتے ہیں (ایمان لانے پر) کہ داخل کرے گا ہم کو ہمارا رب قوم صالحین کے ساتھ
(جنت میں مسلمانوں کے ساتھ) فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا پھر بدلہ دیا اللہ تعالیٰ ان کو اس کا جو انہوں نے کہا (ربنا آمنا) جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا باغات بہشت کا جن کے محلات کے نیچے جاری ہوں گی نہریں درانحالیکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے
ہوں گے اس میں وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۸۵ اور یہی بدلہ ہے خلوص کے ساتھ نیکی کرنے والوں کا کہ اعبد ربک کانک تراہ

نجم الآیات اوصاف المحسنین اور ان کے نتائج کا بیان آگے مکذبین کے نتائج کا بیان ہے وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝۸۶ اور وہ لوگ جو کفر پر راسخ رہے اور ہمارے آیات واحکام کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ع ۱
ہیں پہلے رھبان کا ان کی مدح میں ذکر آیا تھا آگے بیان ہے کہ ترک دنیا میں افراط نہ ہو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ
اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝۸۷ اے ایمان والے مت حرام کرو (یا بمنزلہ حرام کے مت کرو) وہ لذیذ چیزیں
جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور نہ بڑھو حد (مقررہ) سے (کہ حرام کو حلال سمجھو) بے شک اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتے ہیں حد سے بڑھنے
والوں کو (کہ حرام کو حلال کریں اور حلال کو حرام کریں) قیل نزلت هذه الآیة بسبب جماعة من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم منهم ابو بکر رض
وابن مسعود رض وعبداللہ بن عمر رض وغیرهم اجتمعوا فی دار عثمان بن مظعون رض واتفقوا علی ان یصوموا النهار ویقوموا اللیل ولا ینامون
علی الفرش ولا یاکلون اللحم ولا الودك وترکوا الطیب والسیاحة فی الارض ولبسوا المسوح وجبّوا المذاکیر فنهاهم رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم عن ذلك الحدیث وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ اور کھاؤ
اللہ تعالیٰ کے رزق دئے ہوئے سے جو چیزیں حلال مرغوب ہیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے ساتھ تم ایمان رکھتے ہو (کہ حلال کو حرام مت ٹھیرا ؤ کہ
یہ ایمان باللہ کے مقتضیٰ کے خلاف ہے) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الطاعم الشاکر کالصائم الصابر ثم اکل صلی اللہ علیه وسلم
الدجاجة والفالوذج وکان یعجبه الحلوی والعسل **نجم الآیتہ** اے ایمان والے (لا تغلوا فی دینکم) آگے یمین منعقدہ
کے کفارہ کا بیان ہے بہ مناسبت مقام کے کما اجتمعت بعض الصحابة فی دار عثمان بن مظعون واتفقوا الحدیث لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ
بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ نہیں مواخذہ فرماتے اللہ تعالیٰ تمہارے لغو قسموں میں (یعنی کفارہ واجب نہیں فرمایا تمہارے ان قسموں پر جن کو
تم نے اپنے آپ کو سچا سمجھکر قسم اٹھائی ہو حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہو) وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ولیکن مؤاخذہ
فرماتے ہیں تم سے ان قسموں پر جس کو تم نے آئندہ کے کام پر مستحکم کیا ہو (قسموں کو کہ مثلاً قسم ہے کہ فلاں کام ضرور کریں گے ولیکن نہ کیا تو تم پر حنث
کا کفارہ مقرر کیا ہے وہ یہ ہے) فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ تو کفارہ (یمین منعقدہ

کے توڑنے کا) دس محتاجوں کو کھانا دینا درمیانہ درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو (صبح و شام کا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے خواہ تملیکا
ہو یا اباحۃ ہو پھر اگر تملیکا اور پکا ہوا طعام نہ ہو تو قدر واجب ہر مسکین کیلئے نصف صاع من بُرّ ہو یا صاع من شعیر او تمر ہے) اَوْ كِسْوَتُهُمْ
یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا ہے وفی الطبرانی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عباءۃ لکل مسکین) ہر مسکین کو ایک چادر موٹی لنبی ہو اَوْ تَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ یا آزاد کرنا ہے غلام کا یا لونڈی کا (خواہ کافر ہو یا مؤمن ہو پھر ان تینوں میں جس کو چاہے اختیار کرے) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ
اَيَّامٍ پھر جو شخص نہیں قدرۃ رکھتا ان تینوں میں سے کسی کی بھی) تو اس پر روزے ہیں تین دن (متواتر) ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ
یہ مذکور کفارہ ہے تمہارے منعقدہ قسموں کا جب کہ تم قسم کھاؤ (اور حانث ہو جاؤ کیونکہ کفارہ بعد الحنث واجب ہے) وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ اور حفاظت
کرو اپنے قسموں کی (کہ اگر توڑنا ضروری نہ ہو تو قسم نہیں توڑنی اور اگر توڑنی ضروری ہو کہ اس کا غیر خیر ہو تو توڑنے کے بعد (واحفظوا ایمانکم) کہ
اس کا کفارہ ضرور ادا کرو ورنہ گناہ کے علاوہ مقسم بہ کی توہین ہے) كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٨٩ اسیطرح بیان
فرماتے ہیں اللہ تمہارے نفع کیلئے اپنے احکامات کو (یا بیان فرماتے رہیں گے) تاکہ تم (بیان فرمانے پر) احسان مانو **نجم الآیات**
یمین منعقدہ کے کفارے کا بیان، اس سے پہلے ترک حلال چیزوں کی ممانعت کا بیان تھا آگے بعض محرمات ذاتیہ کا بیان ہے کہ ان سے اجتناب
کرو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٩٠ اے ایمان والے محقق امر ہے کہ شراب اور جُوا اور بُت کما فی البخاری دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ وحول
الکعبۃ ثلث مائۃ وستون نصبا الخ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندے کام شیطان کے ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجاۃ پاؤ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ
اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ محقق امر ہے کہ چاہتا ہے شیطان کہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور
دلوں میں بغض اور حسد بذریعہ شراب اور جوے کے (کیونکہ شراب اور جوے کی طبعی پیدائش ہے دشمنی اور حسد آپس کا) وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ عطف علی (یوقع) اور (شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ) روکے تم کو اللہ تعالی کی یاد سے اور نماز
سے (کیونکہ شراب اور جوے کی نحوست سے ذکر اللہ اور نماز چھوٹ جاتی ہے یعنی حقوق العباد اور حقوق اللہ کی تلفی کے دونوں سبب ہیں تو جب
ان کے بہت مضرات ہیں) فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝٩١ سو اب بھی باز آجاؤ گے (یا نہ یعنی اب تو ضرور باز آجاؤ کہ مضرات سے بچ جاؤ)
نجم الآیۃ ان چار محرمات کے مفاسد اربعہ کا بیان وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور فرمان مان لو اللہ تعالی کا اور فرمان
مان لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (تمام اوامر میں اور تمام نواہی میں) وَاحْذَرُوْا اور بچتے رہو اللہ تعالی کی مخالفت سے اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پھر اگر تم پھر جاؤ گے اطاعت اللہ تعالی اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝٩٢ تو یقین کر لو کہ یقینا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے واضح طریقہ
سے (باقی منوانا تم سے ان کے ذمہ نہیں ہے) **نجم الآیۃ** التحذیر عن مخالفت اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ان دو کی

تحریم سے قبل بعض صحابہ ان کو استعمال کرتے تھے تو اس کے بارے میں فرمایا لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا نہیں ہے اوپر مؤمنین کے جو صالح ہیں کوئی گناہ بیچ اس کے جو شراب پیا ہے اور جوے کا مال کھایا ہے (قبل تحریم ان دو کے) اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ بچتے رہیں گے (شرک سے) وَّاٰمَنُوْا اور ایمان پر راسخ رہیں گے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے رہیں گے اچھے ثُمَّ اتَّقَوْا (پھر مستقبل میں) بچتے رہیں گے (شراب اور جوے سے) وَّاٰمَنُوْا اور پکا ایمان رکھیں گے (اوپر تحریم ان دو کے) ثُمَّ اتَّقَوْا پھر بچتے رہیں گے (تمامی محرمات سے) وَّاَحْسَنُوْا اور اچھا رویہ رکھیں گے (لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کریں گے جیسا کہ فرمایا ہے (اعبد ربک کانک تراہ) تو ان تمام شرطوں کے بعد قبل التحریم والا گناہ معاف ہے باقی مضارع کی تعبیر ماضی سے بوجہ تحقیق کے ہے کہ ان شرطوں پر بالکل پختہ ہیں کہ گویا کہ مخبر نے ان کے وقوع کی خبر دیدی ہے)

ع ۱۳ ۲ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ راضی رہتے ہیں اخلاص کے ساتھ عمل کرنے والوں سے **ربط الآیۃ** محسنین کے اعمال کا بیان اتنے تک نواہی مؤبدہ کا بیان تھا آگے نواہی مؤقتہ کا بیان ہے اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل بن حبان قال نزلت الآیۃ اللاحقۃ فی عمرۃ الحدیبیۃ فکانت الوحش والطیر والصید تغشاھم فی رحالھم لم یروا مثلہ قط فنھاھم اللہ تعالیٰ عن قتلھا وھم محرمون يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان لے گا تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ پہنچیں گے ان تک تمہارے ہاتھ (کہ اتنے قریب آجائیں گے کہ تم ہاتھوں سے پکڑ لوگے کہ وہ چھوٹے ہوں گے) وَرِمَاحُكُمْ اور پہنچیں گے ان تک تمہارے نیزے (کہ قدرے دور ہوں گے اور وہ بڑے ہوں گے) لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ تاکہ جان لیں اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بن دیکھے (عملاً اور فعلاً جیسا کہ جانتے تھے اسکو قبل العمل بالقوت یعنی اس شخص کو پہلے جانتے تھے بالقوۃ اب عمل کے بعد جان لیا اسکو بالفعل جس پر مترتب ثواب کا ہے) فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ پھر جس شخص نے جتلانے کے بعد زیادتی کی (کہ حرم میں اور احرام کی حالت میں شکار کرلیا) تو اس کیلئے عذاب دردناک ہے (چونکہ یہ ممانعت شدیدہ ہے تو پھر تاکیداً نہی فرما کر آگے اسکی جزاء اور کفارہ کا بیان فرماتے ہیں) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اے ایمان والو نہ قتل کرو شکار وحشی کو جب کہ تم حالت احرام میں ہوں (یا جب کہ شکار حرم مکہ میں ہو) وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا اور جو شخص قتل کرے تم میں سے شکار کو عمداً (قال الزھری الجزاء علی المتعمد بالکتاب وعلی المخطیٔ بالسنۃ) فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ تو اس پر جزاء ہے جو کہ (باعتبار قیمت کے) برابر ہو اس جانور کے جس کو قتل کیا ہے يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ فیصلہ کریں گے ساتھ (قیمت) مقتول شکار کے تم میں سے دو آدمی معتبر (جن کو قیمت کرنے میں مہارۃ تامہ ہو) هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ (اگر اس مقتول شکار کی قیمت برابر ہو جائے کسی حلال چوپائے کے اونٹ ہو یا گائے ہو یا بھینس ہو یا بھیڑ بکری ہو نر ہو یا مادہ ہو تو اس کو خرید کرکے) نیاز اللہ کے طور پر کعبۃ اللہ تک پہنچایا جاوے (یعنی حرم مکہ میں ذبح کیا جائے) اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ یا اس پر کفارہ ہے کھانا کھلانا چند محتاجوں کو (یعنی اس مقتول شکار کی قیمت سے مثلاً گندم خرید کرکے بقدر نصف صاع کے ایک مسکین کو دیجائے پھر جتنے مسکینوں کیلئے ہو جائے)

Marfat.com

اَوْعَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یا برابر اس نصف صاع گندم کے مثلاً روزے رکھے جائیں (پھر روزے جتنے ہو جائیں) **خلاصہ** یہ ہے کہ مقتول شکار کی قیمت کر کے اس قیمت کے عوض نیاز اللہ کا جانور خرید کر کے حرم مکہ میں ذبح کیا جائے یا اس قیمت کے عوض نصف صاع من بُرّ مسکینوں کو دیا جائے کہ ہر ایک مسکین کیلئے نصف صاع من بُرّ ہو یا ہر نصف صاع من بُرّ کے عوض روزے رکھے جائیں لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ تاکہ چکھے شامت عمل اپنے کی (اس کفارہ کے ذریعہ) عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ جرائم قتل صید کے (جو جاھلیت میں قتل کرتے تھے حالانکہ شریعت اسماعیل علیہ السلام میں بھی قتل صید کا محرم کو یا حرم مکہ میں حرام تھا) وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اور جو ایک دفعہ کے بعد دوبارہ قتل صید کا عمداً مرتکب ہوگا تو (علاوہ جزاء مذکورہ کے) اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیں گے (آخرت میں) اللہ تعالیٰ زبردست ہے۔ انتقام لینے والے ہیں (ہاں توبہ کر لے تو توبہ کا باب کھلا ہے) **نجم الآیات** حالت احرام میں شکار ممنوع ہے اور حرم مکہ میں بھی شکار ممنوع ہے اور احرام میں یا حرم میں مقتول صید کی سزاء کا بیان آگے صید بری و بحری کی تفصیل ہے کہ ممنوع کونسا ہے اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ حلال ہے تمہارے لئے (ای محرمین کی جماعت) شکار کرنا دریائی جانوروں کا اور ان کا طعام (ای حلال صید کا گوشت) تمہارے نفع کیلئے (حلال ہے حالت احرام میں) اور سب مسافروں کیلئے حلال ہے (صید البحر وطعامہ) وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا اور حرام ہے تم پر جنگلی صید کا شکار کرنا جب تک تم احرام میں رہو وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے (ای اس کی مخالفت احکام سے) جس کی طرف تم سب جمع کئے جاؤ گے **نجم الآیۃ** بحر کا اصطیاد حلال ہے اور بر کا حرام ہے اور مخالفت پر سخت سزاء ہے آگے فرماتے ہیں کہ حرمۃ کعبۃ اللہ کی وجہ سے حرم مکہ میں اور حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ گھر احترام کا ہے قیام اور بقاء کا باعث لوگوں کیلئے (یعنی لوگ جب تک ہر سال حج کرتے رہیں گے جن پر حج فرض ہے۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے رہیں گے تو عذاب سے مامون رہ جائیں گے اور ایک سال کوئی بھی حج پر نہ جاوے یا کوئی شخص بھی بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرے تو پوری دنیا پر عذاب آجائے گا کہ بحر المحیط میں حضرت عطاء فرماتے ہیں لو ترکوہ عاما لم ینظروا ولم یؤخروا آگے بیت اللہ کے متعلقات کو ذکر فرماتے ہیں جو کہ تین ہیں) وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ اور کیا ہے اللہ تعالیٰ نے عزت والے مہینوں کو لوگوں کے بقاء کا باعث (وھی اربعۃ واحد فرد وثلثۃ سرد فالفرد رجب والسرد ذوالقعدۃ وذوالحجۃ والمحرم) وَالْهَدْيَ اور کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قربانی والے جانور کو جو حدود حرم میں ذبح کئے جائیں لوگوں کے بقاء کا باعث وَالْقَلَآئِدَ اور کیا ہے اللہ تعالیٰ ان قربانی والے جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے ہوں بطور نشانی کے جن کو حدود حرم میں ذبح کیا جائے لوگوں کے بقاء کا باعث **خلاصہ** یہ ہے کہ اصل امن و بقاء کا باعث بیت اللہ ہے پھر اس سے تین متعلقات بیت اللہ کے بھی باعث امن و بقاء کا ہیں اس کی حکمت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کہ یہ چار کیسے (قیاما للناس) ہیں تو جب ان کا علم بحیثیت اس کے کہ یہ سبب بقاء دنیا کا ہیں تو پورے (ما فی السموات وما فی الارض) کا علم بھی کہ ان سکا

Marfat.com

بقاء ان چار کے بقاء سے کیسے وابستہ ہے صرف اللہ تعالیٰ کو ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ مافی السموات ومافی الارض کے روابط مخفی بیت اللہ سے ہیں تو بیت اللہ کے انہدام سے آسمانوں کا انفطار اور زمینوں کا انشقاق ہو جائے گا وکما قال اللہ تعالیٰ (وکانت الجبال کثیبا مہیلا) وکما قال اللہ تعالیٰ (اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت) قال اللہ تعالیٰ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اس بات کا بتلا دینا (کہ پورے عالم کا بقاء ان چار سے وابستہ ہے) اسلئے (بھی) ہے تاکہ تم یقین کرلو کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو اشیاء آسمانوں میں ہیں اور جو اشیاء زمین میں ہیں وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۹۷ اور (تاکہ اس وسعت علمی سے تم یقین کرلو) کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شیئی کے ساتھ خوب طرح سے جاننے والے ہیں (تو اتنے قدر بتلانے سے تمہارے علم میں کافی اضافہ ہو جائے گا) اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۹۸ یقین کرلو کہ بے شک اللہ تعالیٰ (مخالفت احکام پر) سخت عذاب کرنے والے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے ہیں اور رحمت کرنے والے ہیں (تو مخالفت احکام پر جلدی سے توبہ کرلو) **نجم الآیۃ** بیت اللہ کی اور ان تین کی حرمت وعزت کا بیان مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ نہیں ہے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر پہنچا دینا (احکام کا وہ مکمل طور پر پہنچا رہے ہیں منوانا لوگوں سے ان کے ذمہ نہیں ہے) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۹۹ اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو تم چھپا کر کرتے ہو **نجم الآیۃ** فریضہ رسالت کا بیان اور اللہ تعالیٰ کی وسعت علمی کا بیان آگے تھدید وترغیب کا بیان ہے قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فرما دیجئے کہ برابر نہیں ہے ناپاک اور پاک اور (ای مطلق مخاطب) گرچہ تعجب میں ڈالتی ہو تم کو کثرت ناپاک کی (کیونکہ دنیا میں ہر زمانہ میں کثرت ناپاکوں کی ہے) فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۰۰ سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے ای عقلمندو تاکہ تم نجات پالو **نجم الآیۃ** الفلاح منحصر فی تقوی اللہ تعالیٰ وصاحبہا طیب چونکہ سورۃ کے ابتداء سے تا ایں تک کافی مسائل کا ذکر ہے آگے مسائل سے کھود و کرید سے منع کیا گیا ہے تاکہ تم کسی مشقت میں نہ پڑ جاؤ جیسے کہ یہود نے بقرہ میں کھود و کرید کی تو سخت مشقت میں جا پڑے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ اے ایمان والو نہ سوال کرو ایسے اشیاء سے کہ اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو تمہیں مونہہ میں ڈالیں گے اور اگر تم سوال کروگے ان اشیاء کے بارے میں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جاویں گی عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا اللہ تعالیٰ نے اشیاء (شاقہ) سے درگذر کرلیا ہے (کہ تمہیں ان سے مکلف بھی نہیں کیا) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۱۰۱ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے ہیں (گذشتہ سوالات معاف کردئے) بڑے حلم والے ہیں (کہ اگر تم نے پھر تعنتاً سوالات کئے اور عذاب جلدی نہ کیا کیونکہ (حلیم) ہیں تو اس سے یہ تاثر نہ لینا کہ آخرت میں بھی عذاب نہ ہو گا) وعن انس قال نزلت ھذہ الآیۃ فی رجل قال این مدخلی یارسول اللہ قال النار وعن علی رض کما فی الترمذی قال لما نزلت ھذہ الآیۃ (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) قالوا یارسول اللہ افی کل عام فسکت فقالوا افی کل عام قال لا قال ولو قلت نعم لوجبت فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ الآیۃ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ تم سے پہلے قوموں نے ایسے قسم کے

Marfat.com

سوالات (اپنے نبیوں سے) کئے تھے پھر ہوگئے ان باتوں سے منکر (جیسے قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے ناقہ کا سوال کیا تھا الخ) **مجمل الآیۃ** النھی عن السوالات للمسائل الغیر الضروریۃ ۔ آگے اللہ تعالیٰ بغیر سوال کرنے کے مسائل ضروریہ کو بیان فرماتے ہیں مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ

بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

نہیں مشروع فرمایا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ کو اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو ولیکن جو لوگ کافر ہیں افتراء باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مشروع فرمایا ہے) اور اکثر ان کافروں کے بے عقل ہیں (کہ ان چار اشیاء کو امر مشروع بناتے ہیں کہ یہ دین اسماعیلی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون) **(والبحیرۃ)** وہ ناقہ انثیٰ ہے کہ اپنی ماں ناقہ سے پانچویں نمبر پر پیدا ہو تو کافروں نے اس کے بارے میں یوں من گھڑت شریعت بنائی کہ جب تک یہ ناقہ زندہ رہے گی تو اس کا لبن مرد استعمال کر سکیں گے نہ عورتیں اور جب اس کو ذبح کیا جائے گا تو اس کا گوشت مرد استعمال کر سکیں گے نہ عورتیں اور اگر وہ ایسے مر جائے تو مرد اور عورتیں سب اس کا گوشت کھا سکیں گے کما قال اللہ تعالیٰ (وقالوا ما فی بطون ھذہ الانعام) ای من البحیرۃ (خالصۃ لذکورنا ومحرم علی ازواجنا وان یکن میتۃ فھم فیہ شرکاء) پھر کہتے تھے کہ یہ شریعت اسماعیل علیہ السلام میں ہے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کا امر و حکم ہے تو قال اللہ تعالیٰ (سیجزیھم وصفھم) **(والسائبۃ)** وہ اونٹنی ہے جس کے دس متواتر بطنوں سے اونٹنیاں پیدا ہوں تو اس کے بارے میں کافر یوں کہتے تھے کہ اس پر سواری نہ کی جائیگی اور اس کی وبر نہ کاٹی جائیگی اور اس کا دودھ صرف مہمانوں کو پلایا جائے گا پھر گیارہ واں بطن اگر مادہ جنے تو نشانی کے طور پر اسی گیارھویں انثیٰ کا کان چیرتے تھے اور اس کی اماں کے ساتھ اس کو بھی وا گذار چھوڑ دیتے تھے اور اس کی اماں والا اس کے ساتھ معاملہ کرتے تھے تو اس کی اماں کو بھی بحیرہ کہتے تھے اور خود اسی گیارھویں ناقہ کو سائبہ کہتے تھے اور اس کے بارے میں کافر کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا امر شریعت اسماعیل علیہ السلام میں ایسا ہے تو فرمایا (قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون) وقال اللہ تعالیٰ (سیجزیھم وصفھم) وقال اللہ تعالیٰ (فمن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب لیضل الناس بغیر علم) **(والوصیلۃ)** ابن عباس فرماتے ہیں کہ وصیلہ اس بکری کو کہتے ہیں جس سے سات بچے پیدا ہوں پھر ساتواں بچہ اگر مادہ ہو تو اس سے کچھ بھی نفع نہ لیتے تھے مگر جب خود بخود مر جائے تو مرد اور عورتیں اس کا گوشت کھاتے تھے اور اگر ساتواں بطن سے مادہ اور مذکر دو جاڑے اکٹھے پیدا ہوں تو انثیٰ سے مرد نفع اٹھاتے تھے نہ عورتیں اور اگر وہ مادہ مر جائے تو مرد اور عورتیں دونوں اس کا گوشت کھاتے تھے اور کافر کہتے تھے کہ یہ ملت اسماعیل علیہ السلام کا ہے فرمایا (وقالوا ما فی بطون ھذہ الانعام) ای من الوصیلۃ (خالصۃ لذکورنا ومحرم علی ازواجنا وان یکن میتۃ فھم فیہ شرکاء) **(والحام)** ابن عباس فرماتے ہیں کہ حام وہ مذکر اونٹ ہے جس نے دس مادہ اونٹنیوں کو گھبنا کیا ہو تو اس اونٹ کو آزاد چھوڑ دیتے تھے نہ اس پر بار لادتے تھے نہ کسی کی کھیتی چرنے سے اس کو روکتے تھے اور کہتے تھے کہ ملت اسماعیل علیہ السلام میں ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے تھے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کی یہ من گھڑت تعریفیں کر کے ان پر یہ حکم لگاتے تھے پھر اس حکم کی

Marfat.com

نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ رد فرمایا اور ان کے اس فعل کو کفر قرار دیا اور بعض کفار ان بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بتوں کے نام پر نامزد کر کے چھوڑ دیتے تھے تو یہ پھر یہی اقسام (وما اھل بہ لغیر اللہ) میں داخل ہو جائیں گے علاوہ ازاں ان کی اور بھی تعریفات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سب کے رد میں فرمایا ہے (قل ارئیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منه حراما وحلالا قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون)

نجم الآیۃ الرد من اللہ تعالی علی ھذہ الرسوم الابدعۃ الجاھلیۃ ای البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام ★ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ اور جب (ان کی ہدایت کیلئے) ان کو کہا جاتا ہے کہ رجوع کرو طرف ان احکام کے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور رجوع کرو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (تمامی احکام کی تحلیل و تحریم کے بارے میں) قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا تو جواب میں کہتے ہیں (کہ ہدایت کیلئے وہ طریقہ) کافی ہے ہم کو جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں فرمایا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۝ ای ایکفیھم ما وجدوا علیہ اٰباءھم ولو کانوا جھلۃ ضالین (ترجمہ) کیا (وہ طریقہ ان کیلئے کافی ہے) اگرچہ ان کے بڑے نہ سمجھتے ہوں دین کو کچھ اور نہ ہدایت یافتہ ہوں (کسی آسمانی کتاب سے) **نجم الآیۃ** الانکار علی تقلید الاٰباء الجھلۃ الضالۃ فی الرسوم الشرکیۃ آگے فرماتے ہیں کہ جب تقلید جھلہ میں اتنا انہماک ہو تو فرض تبلیغ کا ساقط ہو جاتا ہے ★ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اے ایمان والو لازم کر و اپنے اوپر اصلاح اپنے نفسوں کی پھر جب تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ تو تمہیں کوئی نقصان نہ دے گا جو اپنے آپ کو گمراہی کی طرف لے جا رہا ہے اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ خالص طرف اللہ تعالیٰ کے ہے تم سب کا لوٹنا (قیامت میں) پھر تم کو خبر دیں گے جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أئتمروا بالمعروف وانھوا عن المنکر فاذا رأیت دنیا مؤثرۃ وشحا مطاعا واعجاب کل ذی رأی برأیہ فعلیک بخویصۃ نفسک وذر عوامھم (بحر) **نجم الآیۃ** بیان ان فی ھذہ الحالۃ الاعجابیۃ الفخریۃ والترجیحیۃ فرض التبلیغ ساقط ★ آگے ایک خاص مسئلہ بیان فرماتے ہیں جس کا لب لباب یہ ہے کہ (البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر) اس کا **واقعہ** یوں پیش آیا کہ ایک بدیل نامی جو مسلمان تھا تمیم داری اور عدی بن بداء جو اس وقت نصرانی تھے ان کے ساتھ شام کی طرف تجارۃ کیلئے نکلا جب یہ تینوں شام میں پہنچے تو بدیل نامی شدید بیمار ہو گیا جس سے اس نے سمجھا کہ وہ اس بیماری میں مر جائے گا اور اس کے پاس ایک پیالہ چاندی کا تھا جو ملمع سونے کیساتھ تھا اور اس کے پاس تین سو مثقال سونے کی بھی تھے تو بدیل نے تمیم و عدی کو تمام سامان بطور امانت کے دیا جس میں یہ پیالہ و مثقال بھی تھے کہ اس کے ورثہ کو دیدیں اور ساتھ ساتھ چپکے سے ایک فہرست سامان کی لکھکر سامان میں چھپا دی پھر وہ بدیل شام میں فوت ہو گیا تو عدی اور تمیم نے وہ پیالہ قیمتی اور تین سو مثقال بطور خیانت کے چھپا لئے باقی سامان اس کے ورثہ کے حوالے کر دیا جب بدیل کے ورثہ نے سامان کی پوری پڑتال کی تو وہ کاغذ سامان کی فہرست والا نکل آیا جس سے پیالہ اور مثقالوں کی خیانت کا ورثہ کو یقین ہو گیا تو ورثہ تمیم اور عدی کے پاس آ کر ان سے پوچھا کہ بدیل نے کچھ سامان بیچا تھا کہا کہ نہیں تو بدیل کے ورثہ نے کہا کہ ہم پیالہ اور مثقالوں کو گم پاتے ہیں جو ہمارے ساتھی کی فہرست میں ہیں تو ان دونوں نے لاعلمی کا اظہار کیا

Marfat.com

توان کا مقدمہ دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا چونکہ بدیل کے ورثہ جو مدعی پیالہ وشقالوں کے تھے ان کے پاس گواہ نہ تھے تو تمیم اور عدی جو مدعیٰ علیہما تھے ان پر قسم تھی توان دونوں نے قسم اٹھائی کہ باللہ الذی لا الہ الا ھو انھما لم یختنا ناشیئا مما دفع الیھما توخلّی سبیلیھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کچھ زمانے کے بعد وہ پیالہ مکہ مکرمہ میں پایا گیا توجس کے پاس وہ پیالہ تھا اس نے کہا کہ میں نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو تمیم اور عدی نے کہا کہ پہلی دفعہ جو ہم نے انکار کیا تھا اس لئے کہ ہمارے پاس کوئی گواہ خریداری کا نہ تھا تو ہم جھوٹے سمجھے جانے پر انکار کر لیا تھا تو پھر دوبارہ یہی مقدمہ دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا چونکہ اس نوبت میں تمیم اور عدی مُدّعیان پیالے وغیرہ کے تھے اور بدیل کے ورثہ مدعی علیہم کی حیثیت میں تھے تو اس میں (الیمین علی من انکر) کی بنا پر قسم ان ورثہ بدیل پر آئی جو باقی ورثہ سے بدیل سے اقرب تھے جو کسی حال میں محجوب نہ تھے اور ان کا حق پیالہ وغیرہ والا پہلے مقدمہ میں مارا گیا تھا (ہکذا فی الترمذی عن ابن عباس) فنزلت ہذہ الآیۃ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اے ایمان والو جس وقت پہنچے کسی ایک کو تم میں علامات موت کے یعنی وقت وصیت کے تو ہوں گواہ درمیان تمہارے دو شخص جو صاحب عدالت اور تقوی کے ہوں تم مسلمانوں سے اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ یا دو گواہ اور ہوں تمہارے غیر مذہب سے (اگر دو گواہ مسلم نہ ملیں) اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ اگر تم کسی شہر میں سفر میں گئے ہوں پھر پہنچے تم کو مصیبت موت کی (تو گواہ ہوں کا کہ ناخواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم انسب ہے تو یہاں پر جزا مقدم اور شرط مؤخر ہے اور (اثنان) خبر (لشہادۃ) والتقدیر (ذو شہادۃ بینکم اثنان الخ ان انتم ضربتم فی الارض و دفعتم الیھما مالکم وادّعوا علیھما بعض الورثۃ الخیانۃ وھما انکرا الخیانۃ) تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ قال ابو علی صفۃ (لاخران) تو روک لو ان دو وصیوں کو (جو غیر مسلم ہیں) بعد نماز (عصر) کے فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اگر (ای ورثہ) تم کو شک ہو جائے (کہ یہ دو وصی غیر مسلموں نے خیانت کی ہے) تو قسم اٹھائیں یہ دو وصی ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ ہم نے نہیں لیا قسم کے عوض مال (میت کا خیانتاً) اگرچہ ہو میت وصیت کرنے والا صاحب قرابت کا (ہم سے جس کی کسی مصلحت کو ہم اپنی مصلحت سمجھیں) وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اور نہیں چھپاتے ہم (شہادت اللہ) کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم) اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ورنہ ہم اس وقت گنہگاروں میں شمار کئے جائیں گے جیسا کہ فرمایا ہے (ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ) فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا پھر اگر اطلاع ملے اس بات کی کہ یہ دو شاہد مرتکب ہوئے ہیں گناہ کے (کہ پہلی نوبت میں ان کی شہادت جھوٹی تھی کہ ہم خائن نہیں ہیں حالانکہ خائن تھے جیسے کہ واقعہ مذکور میں مکہ مکرمہ سے اطلاع ملی تھی کہ تمیم اور عدی نے مکہ میں پیالہ بدیل والا بیچا ہے تو وہ پیالہ مفقودہ ان دو کے پاس تھا جس کا پہلے انکار کیا تھا تو قسم ان دو پر آئی تھی بوجہ (الیمین علی من انکر) کے پھر جب یہ دو وصیا خائن ثابت ہوئے تو پھر یہ دو اسی پیالہ کے مدعی بن گئے کہ ہم نے بدیل سے خریدا تھا تو یہ پیالہ ہمارا ہے لیکن پہلے انکار اس لئے کیا تھا کہ اس کے خرید پر ہمارا گواہ کوئی نہ تھا تو ہم جھوٹے سمجھے جائیں گے اب اس دوسری نوبت میں یہ دو اسی پیالہ کے مدعی بن گئے ولیکن ان کے گواہ نہ تھے اور بدیل کے ورثہ مدعی علیہم بن گئے بنا بر (الیمین علی من انکر)

Marfat.com

کے قسم بدیل سے ورثہ پر آگئی تو فرمایا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ تو ان دو وصیّین کاذبین کی جگہ پر دو اور گواہ کھڑے ہو جائیں جو اقرب الی المیت ہوں جن کا (پہلی نوبت میں) حق وراثت کا دب گیا تھا (ای فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا تھا بوجہ ان دو گواہوں کی شہادت کاذبہ کے) و فی البحر من الذین حق علیہم (والاولیٰن) بدل من قولہ تعالیٰ (فاٰخرٰن) قالہ ابن السّرّی واختارہ النحاس وھو بدل المعرفۃ من النکرۃ وابدال المعرفۃ من النکرۃ جائزۃ وقیل النکرۃ اذا تقدم ذکرھا ثم اعید ذکرھا صارت معرفۃ کقولہ تعالیٰ (کمشکوٰۃ فیھا مصباح) ثم قال (المصباح فی زجاجۃ) ثم قال (الزجاجۃ) (قرطبی) قال عمرؓ ھذہ الآیۃ اعضل ما فی ھذہ السورۃ من الاحکام

وقال الزجاج اصعب ما فی القرآن من الاعراب قولہ تعالیٰ (من الذین استحق علیہم الاولیان) فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا عطف علی (یقومان) پھر یہ دو (ورثہ جو اقرب الی المیت ہیں جو کسی حال میں محجوب نہیں ہیں) قسم اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی کہ یقیناً ہماری یہ قسم زیادہ راست ہے ان دو وصیّین کی قسم سے (کہ مثلاً پیالہ قیمتی بدیل سے تمیم اور عدی نے خریدا نہیں تھا بلکہ خیانت کر لی تھی بنا بریں یہ پیالہ ہم ورثہ کی وراثت میں ہے)

وَمَا اعْتَدَيْنَآ اور ہم نے تجاوز نہیں کیا (حق سے کہ مثلاً حق ان دو گواہوں کا ہو کہ انہوں نے بدیل سے خریدا ہو نہ بلکہ انہوں نے بدیل کے مال قیمتی میں خیانت کی ہے) اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ تحقیق ہم اس حالت تعدی میں ظالموں سے شمار ہوں گے (تو شہادتنا سے تا الظالمین) عبارت حلف کی ہے) آگے بیان ہے کہ ایسی قسم کی حلف کا قانون انسداد ظلم کیلئے ہے کہ شہداء اور اوصیاء یا تو اوّلاً صحیح طور پر شہادت دیں گے ورنہ جھوٹی قسم نہ اٹھائیں گے کہ

شاید ان کی قسم ورثہ کی قسم سے رد ہو جائے تو دو صورتوں میں سے جونسی صورت ہو گی تعدی کسی حق میں نہ ہو گی کما قال اللہ تعالیٰ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ یہ قانون (جو مجموعہ آیتین میں ہے) بہت قریب تر کرنے والا ہے اس بات کو کہ ادا کریں گے شہداء اور اوصیاء شہادت کو صحیح طور اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ یا (جھوٹی قسم اٹھانے سے رک جائیں گے) بوجہ اس کے کہ رد کی جائیں گی ان کی قسمیں (جو پہلی نوبت میں تھیں بوجہ اس کے یہ اوصیاء منکر تھے) بعد ورثہ کی قسم کے (دوسری نوبت میں جب کہ ورثہ منکر ہیں) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے (لوگوں کے حق میں تعدی کرنے سے اور جھوٹی قسمیں اٹھانے سے) وَاسْمَعُوْا اور مانتے رہو (احکام الٰہیہ کو) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ع اور اللہ تعالیٰ نہیں چلاتا سیدھی راہ پر نافرمان لوگوں کو (تو نہ ماننے کی صورت میں صراط مستقیم سے محروم رہ جاؤ گے) ع ۴

نجم الآیات مشاجرات مالی کی صورت میں قانون عدل کا بیان کہ حالات کے پیچیدہ ہونے کی صورت میں جب کہ ہر ایک مدعی اور مدعی علیہ ہو سکے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک پر بحیثیت مدعی علیہ منکر کے قسم ہے چونکہ شہادت کاذبہ پر وعید شدید ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولٰئک لا خلاق لہم فی الآخرۃ) تو آگے قیامت کے کچھ حالات کا ذکر ہے تاکہ جھوٹی شہادت سے بھی اجتناب ہو

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ (یاد کرو) اس دن کو جس دن میں جمع کریں گے اللہ تمام رسل کو (مع ان کے امتوں کے) فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ پھر فرمائیں گے کیا جواب دئے گئے تم (ای ہر نبی اور رسول اپنی اپنی امت کی طرف سے) قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا جواب میں سب کے سب کہیں گے ہمیں ان کے تفصیلی حالات کا علم نہیں ہے یا ہمارے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد جو کچھ انہوں نے کیا تھا اسی

کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے یا ہماری موجودگی میں جو ان کے دلوں کے اعمال و عقائد تھے اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ ۱۰۹
یقیناً آپ ہی ہیں پورے جاننے والے پوشیدہ باتوں کے (یہ جملہ دال ہے پہلے جملہ کے مطالب مذکورہ پر) **ربط الآیات** بیان المکالمۃ بین اللّٰہ
تعالیٰ وبین رسلہ علیہم السلام یوم القیامۃ اجمالاً آگے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ کی تفصیل کا بیان ہے تاکہ سابقہ مکالمہ اجمالیہ کو اس
تفصیل پر قیاس کیا جائے کہ ہر ایک رسول کے ساتھ اسی نوعیت کا مکالمہ ہوگا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى
وَالِدَتِكَ جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرا انعام و احسان جو تجھ پر اور تمہاری والدہ پر تھے (دنیا میں مختلف وقتوں میں مختلف
شکلوں میں تاکہ لذت ان انعامات کی تازہ ہو جائے[۱]) اور [۲] اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ جب کہ میں نے تم کو روح القدس ای جبرئیل علیہ السلام
سے تائید دی تھی (تاکہ اس انعام کی یاد سے لذت تازہ ہو ایسے ہے متلذذ ہونا تذکیر انعامات کے آخر تک تاکہ بحر توحید و انعامات میں مستغرق ہو کر یوم
القیامت میں مسرور ہی مسرور رہیں) [۳] تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا باتیں کرتے تھے آپ لوگوں کے ساتھ ماں کی گود میں اور بڑی عمر میں
(یکساں) [۴] وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور جب کہ سکھائی میں نے آپ کو آسمانی کتب اور سمجھ کی باتیں (یعنی جو ان کے احادیث تھے سب
کے سب ایک حقیقت اور فہم کی باتیں تھیں اور بالخصوص تعلیم دی میں نے آپ کو) [۵] وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ توراۃ اور انجیل کی [۶] وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ اور جب کہ آپ بناتے تھے گارے سے مثل شکل پرندہ کے میرے حکم سے
پھر پھونک مارتے تھے اس میں پھر ہو جاتی تھی وہ شکل پرندہ والی پرندہ حقیقتاً میرے حکم سے (والتعبیر فی المقامات الاستقبالیۃ بالماضیات لتحقیق الحقائق
والتکرار بلفظ (باذنی) (باذنی) دلیل علی استقلال المعجزین) [۷] وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ اور آپ اچھا کر دیتے تھے
مادر زاد اندھے کو اور جذام والے کو میرے حکم سے [۸] وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ اور جب کہ نکال کھڑا کر دیتے تھے مردوں کو قبروں سے میرے
حکم سے [۹] وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اور جب کہ روکا تھا میں نے یہودیوں کو آپ کے قتل سے اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ جب کہ
لے آئے تھے آپ ان کے پاس اپنی نبوت پر معجزات کو فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۱۱۰ پھر کہا تھا ان میں سے
جو کافر تھے کہ نہیں ہیں یہی (جن کو آپ معجزات کہتے ہو) مگر جادو کھلا [۱۰] وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ اور جب کہ
میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول (عیسیٰ علیہ السلام) کے ساتھ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا
مُسْلِمُوْنَ ۝ ۱۱۱ تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ایمان لایا اور گواہ ہو جاؤ (اے عیسیٰ علیہ السلام) کہ ہم یقیناً فرمان بردار ہیں (اللہ تعالیٰ کے اور
اس کے رسول کے) آگے تنزیل مائدہ کے انعام کو ذکر فرماتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء کی برکت سے مائدہ کو آسمان سے نازل فرمانا یہ
عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کھلا معجزہ ہے [۱۱] اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ جب کہ کہا تھا حواریوں نے (یعنی ان کے متعلقین جہال سے کما قال جہال الاعراب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
اجعل لنا ذات انواط کما لہم انواط) کیا بات مانے گا رب تیرا (اخرج ابن ابی حاتم عن عامر الشعبی عن علی رض کان یقرأ (هل

یستطیع ربك) قال (هل یطیعك ربك) کہ اتارے ہم پر کچھ کھانا پکا پکایا آسمان سے قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فرمایا ڈرو اللہ تعا
سے (بلاضرورت معجزہ مانگنے سے کہ یہ سوء ادبی ہے) اگر تم ایمان دار ہو (تو پھر معجزہ کیوں مانگتے ہو) قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُنَا کہنے لگے (وہ متعلقین خالص حواریوں کے جو جاہل تھے جن کی دلیں مطمئن بالایمان نہیں) چاہتے ہیں ہم کہ کھائیں اسی سے (تبرکا) اور پورے اطمینان والی
ہو جائیں ہماری دلیں (اس معجزہ کی وجہ سے) وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا اور جان لیں (جاننا مشاہدہ کا) کہ یقینا آپ نے سچ کہا ہے ہم کو (دعوی رسالت
میں) وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ اور ہو جائیں ہم اس معجزہ پر پکے گواہ (ان لوگوں کیلئے جن کا اس پر مشاہدہ نہیں ہے، آگے عیسی علیہ السلام
کی معجزہ کے ملنے پر دعاء کا ذکر ہے اور دعا کی اجابت کا ذکر ہے اور نہ ماننے والوں پر وعید شدید کا ذکر ہے قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ کہا عیسی بن مریم نے اے رب ہمارا نازل فرما آسمان سے خوانچہ پکے پکے طعام کا تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اٰخِرِنَا ہو گا وہی مائدہ خوشی کی بات ہمارے موجودہ زمانے والوں کیلئے اور ہم سے بعد میں آنے والوں کیلئے اور اسی دن کو ہم عید کا دن منائیں گے
(یہ عیسی علیہ السلام کی طرف سے پر حکمتی الفاظ حیران کن ہیں) وَاٰيَةً مِّنْكَ اور ایک معجزہ بھی ہو گا تیرے طرف سے (جیسے انہوں نے کہا ہے شاید ان کی
دلیں ایمان پر مضبوط ہو جائیں) وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ اور عطا فرما ہم کو وہی مائدہ بطور رزق کے اور آپ بہتر روزی رساں ہیں
قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فرمایا تھا
اللہ تعالی نے کہ بے شک میں اتارتا ہوں خوانچہ طعام والا تمہاری امت پر پھر جو شخص مطمئن نہ ہوا اس کے بعد آپ کی امت میں سے تو میں ضرور عذاب کروں
گا اس کو ایسا عذاب کہ اس جیسا عذاب جہان والوں میں سے کسی کو نہ کروں گا ◆ (قیل نزلت المائدة علیهم یوم الاحد غدوة وعشیة فجحد
المرتابون منهم بعد نزول المائدة فمسخوا قردة وخنازیر وقال ابن عمر اشد الناس عذابا یوم القیامة المنافقون ومن کفر من
اصحاب المائدة وآل فرعون وقال البغوی روی خلاص بن عمرو عن عمار بن یاسر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انها نزلت خبزا
ولحما وقیل انها مقیمة لکم مالم تخونوا وتخبئوا فما مضی یومهم حتی خانوا وخبئوا فمسخوا قردة وخنازیر* قیامت کے دن عیسی بن
مریم علیہما السلام کو ان انعامات کی تذکیر سے مسرور کیا جائے گا ایسے تمام رسل علیہم الصلوات کو جو انعامات انہیں کے ساتھ مخصوص ہوں گے ان
تذکیر سے مسرور کیا جائے گا تاکہ ان کے امم مکذبین کے سامنے ان کی تعلی ہو اور مکذبین کی تذلیل ہو وغیرہ من الحکم کثیرة **نجم الآیات** الکا
الربانیة الالطافیة الانعامیة بالانبیاء علیهم الصلوات یوم القیامة من (یوم یجمع الرسل الی احدا من العالمین) للفوائد المهمة التی لا تحصی
ولا تعد آگے اللہ تعالی عیسی علیہ السلام کو جو خطاب فرماتے ہیں جو کہ قیامت کے دن ہو گا اس خطاب میں ان کی امت کو توبیخ شدید ہے تو ایسے ہر امت کو
توبیخات شدیدہ ہوں گی ان کے نبیوں کے سامنے علیہم الصلوات والتسلیمات وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عطف علی (اذ قال الله یا عیسی بن
مریم) ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وہ وقت بھی قابل یاد کرنے کے ہے جب کہ فرمائیں گے اللہ
(قیامت کے دن) اے عیسی بن مریم کیا آپ نے (دنیا میں) کہا تھا ان لوگوں سے کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ تعالی کے (مقصود اس سے

Marfat.com

توبیخ للکفرۃ ہوگی) قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ جواب میں کہیں گے کہ میں تو آپ کو منزہ سمجھتا ہوں (شرکاء
سے) نہیں مناسب تھا میرے لئے کہ میں کہتا وہ بات جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اگر (بالفرض) میں نے
کہا تھا آپ تو یقینا جانتے ہوں گے تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ (کیونکہ) آپ تو جانتے ہیں میرے دل کے خیالات کو (بھی) وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ
اور میں نہیں جانتا ہوں جو آپ کے علم میں ہے (بغیر بتلانے کے دیگر مخلوقات کی طرح) اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۱۶ آپ ہی ہیں تمام غیبوں کے
جاننے والے یہاں تک منفی پہلو کا ذکر ہے آگے مثبت پہلو کا ذکر کرتے ہیں مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖ نہیں کہا تھا میں نے ان کو (دنیا میں)
کوئی بات مگر وہی بات جو آپ نے امر فرمایا تھا اسی بات کا (وہ بات یہ تھی) اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو رب
ہے میرا اور رب ہے تمہارا وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اور میں مطلع رہا ان کے حالات کا جب تک کہ میں ان میں رہا
(تو اتنے تک ہماری عبادت نہ کرتے تھے) فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا (اول بار میں زندہ آسمان پر ثانی بار میں
موت کے طور پر) كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ تو صرف آپ ہی تھے ان کے احوال پر مطلع کیونکہ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۱۷ اور آپ ہی ہیں ہر شیئ کی خبر رکھنے والے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اگر آپ ان کو
(عقیدہ باطل پر) سزاء دیں تو آپ کے ہی عباد ہیں (تو بندوں کو ان کے جرائم پر سزاء کا دینا مولیٰ کا حق ہے) وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۱۸ اور اگر آپ ان کو سزاء نہ دیں تو آپ ہی ہیں ایسے غالب جو آپ کو کوئی مجبور نہیں
کر سکتا (نہ ثواب پر مسلمین کو اور نہ عذاب پر مشرکین کو آپ ہر صورت میں مختار کل ہیں) حکمت والے ہیں (کہ کافروں کو معذب
کرنے میں آپ کی کئی حکمتیں ہیں) وفی الحدیث المرفوع فی آخرہ یارب اصحابی فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك
فاقول کما قال العبد الصالح (وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم الی العزیز الحکیم) پھر ان تمام مکالمات
کے بعد قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ یہ قیامت کا دن وہ
دن ہے کہ نفع دے گا صادقین کو (باعتبار ان کے عقیدہ کے و اعمال کے) سچائی ان کی (کما قال اللہ تعالیٰ ولکن البر من امن
باللہ الی اولئك الذین صدقوا) آگے ان کے نفع مند ہونے کی تشریح ہے لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ان کیلئے باغات ہیں جن کے نیچے بہتی رہیں گی نہریں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے
ان باغات میں (یہ ان کے مسکن کا بیان ہے آگے ان کے قرب الٰہی کا بیان ہے) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
راضی رہیں گے ان سے اللہ تعالیٰ اور وہ صادق خوش رہیں گے اللہ تعالیٰ سے (کہ بہت انعامات سے نوازتے رہیں گے ان کو اللہ
تعالیٰ) ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹ یہی ہے بڑی کامیابی (پھر آگے اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی عظمت بیان فرماتے ہیں
جس پر سورت کو ختم کر رہے ہیں تاکہ تعمیل احکام کی سہل ہو جائے اور یہ ہے کہ ایسی ذات اللہ ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام اور نہ ان

کی اماں کہ ان کی ایسے ملکیت کہاں ہے اور نہ وہ ایسے قادر ھیں) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ
خالص اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۱۲۰ اور وہ ذات (جو مالک الملک ہے) ہر شیئی پر مکمل طور پر قادر ہے ★ ع ۱۶ ۵ ۲

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورۃ المآئدۃ اعطی من الاجر عشر حسنات ومحی عنہ
عشر سیآت ورفع لہ
عشر درجات بعدد کل یھودی و
نصرانی یتنفس فی الدنیا ★ ثم نسأل اللہ
تعالی ان ینزل علینا موائد کرمہ ولا یقطع
عنا عوائد نعمہ وان یزحزحنا عن النار و
یدخلنا الجنۃ الفردوس بغیر مناقشۃ فی الحساب
وصل اللھم علی حبیبک سید المرسلین خیر
الخلق کلھم

نجم الآیات

المکالمۃ الربانیۃ مع عیسی علیہ السلام
المتضمن للتخویف والتبشیر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الانعام مکیۃ

نزلت جملۃ واحدۃ غیر خمس آیات منہا مدنیۃ (قل تعالوا اتل ماحرّم ربکم الیٰ آخر الثلاثۃ) وقولہ تعالیٰ (وما قدروا اللہ حق قدرہ الیٰ آخرہ) وقولہ (ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا) الیٰ آخر الآیۃ (ولو تریٰ اذ الظالمون فی غمرات الموت) (والذین آتیناھم الکتاب یعلمون) وقیل الا ست آیات (والذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ) آیاتہا مأۃ وست وعشرون وکلماتہا ثلاثۃ الاف وخمسون وحروفہا اثنا عشر الفا واربعمأۃ واثنان وعشرون وفی الخبر انہا شیّعہا سبعون الف ملک مع آیۃ واحدۃ منہا اثنا عشر الف ملک وھی (وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الاھو) نزلوا بہا لیلا لہم زجل بالتسبیح والتحمید فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکُتّاب فکتبوھا من لیلتہم وقال المفسرون ان التوراۃ افتتحت بقولہ (الحمد للہ الذی خلق السموات والارض الآیۃ) وختمت بقولہ (الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولیّ من الذل الآیۃ) وذکر الثعلبی عن جابرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ ثلث آیات من اول سورۃ الانعام الیٰ قولہ (ویعلم ما تکسبون) وکّل اللہ بہ اربعین الف ملک یکتبون لہ مثل عبادتہم الیٰ یوم القیامۃ فاذا کان یوم القیامۃ قال اللہ تعالیٰ امش فی ظلّی یوم لاظل الا ظلی وکُلْ من ثمار جنتی واشرب من ماء الکوثر واغتسل من ماء السلسبیل فانت عبدی وانا ربک **وجہ الارتباط** بالسورۃ الاولیٰ بان اللہ تعالیٰ لما ذکر فی سورۃ المائدۃ (یاایہا الذین آمنوا لاتحرّموا طیبات ما احلّ اللہ لکم الخ) وذکر اللہ تعالیٰ بعدہ (ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ) فاخبر عن الکفار فی ھذہ السورۃ انہم حرّموا اشیاء مما رزقہم اللہ افتراء علی اللہ) تحذیرا للمؤمنین ان یحرّموا شیئا من ذلک فیشابہوا الکفار فی صنعہم وفی البخاری عن ابن عباسؓ قال اذا سرّک ان تعلم جہل العرب فاقرأ ما فوق الثلاثین ومأۃ من سورۃ الانعام (قد خسر الذین قتلوا اولادھم الیٰ وما کانوا مہتدین) وقال العلماء ھذہ السورۃ اصل فی محاجۃ المشرکین ★

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو (دودنوں میں) اور زمین کو (دودنوں میں) **وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ** اور بنایا تاریکیوں کو اور روشنی کو **ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ** ● پھر بھی کافر لوگ (عبادت میں اپنے اصناموں کو) ساتھ رب اپنے کے برابر قرار دیتے ہیں (حالانکہ یہ برابری عقل کے بھی خلاف ہے کہ اتنی بڑی مخلوق کے خالق اللہ تعالیٰ نہ ان کے اصنام تو عبادت کا حقدار بھی اللہ تعالیٰ ہے نہ ان کے اصنام تو اصناموں کی عبادت کرنا عقل کے بھی خلاف ہے) **نجم الآیت** اثبات التوحید بالدلیل العقلی **هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ** وہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو مٹی سے جو مخلوط بالماء تھی (ای اباکم آدم) وقال اللہ تعالیٰ (ھو الذی خلقکم من تراب) ای پیدا کیا تم کو ای آدم علیہ السلام کو اولا مٹی سے روی عن ابی ہریرۃ خلق اللہ آدم علیہ السلام من تراب وجعلہ طینا ثم ترکہ حتی کان حمأ مسنونا ثم خلقہ وصوّرہ وترکہ

Marfat.com

حتیٰ صار صلصالا کالفخار ثم نفخ فیہ روحہ کذا قال البغوی ۔ تو جس ذات کو قدرت ہے اوپر زندہ کرنے اس مٹی کے جس میں حیاۃ کا شائبہ بھی نہیں ہے

تو بطریق اولیٰ اس کو قدرت ہے اوپر زندہ کرنے اس جسم انسانی کے جو فوت ہو کر مٹی ہو گیا ہو۔ **نہجم الآیۃ** اثبات البعث بالدلیل العقلی ثُمَّ

قَضٰۤی اَجَلًا پھر فیصلہ کر دیا (انسان) کے وقت موت کا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ اور (تمہارا قبروں سے اٹھنے کا) وقت متعین ہے اللہ تعالیٰ

کے ہاں ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ پھر بھی تم اے کفار شک کرتے ہو (قیامت کے وقوع میں کہ ہے یا نہیں ہے کما قیل (والمریۃ) التردد

فی المتقابلین و (ثم) للاستبعاد فی المقامین و (ثم قضی اجلا) میں (ثم) ترتیب ذکری کیلئے ہے) **نہجم الآیۃ** اثبات التقدیر وھو

ایضا اصل فی الاعتقادیات وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ اور وہ ذات (جو مذکورہ صفات کے ساتھ متصف ہے) وہی معبود ہے آسمانوں

میں اور زمین میں (نہ اس کا غیر جو وسیع العلم ہے تو عبادت گذاروں کی عبادت کے ذرہ ذرہ سے خوب واقف ہے اور یہ صفت سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کی نہیں ہے

یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ جانتا ہے تمہارے پوشیدہ حالات کو اور ظاہری حالات کو (یکساں) وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ اور جانتا ہے جو کچھ تم

کسب کرتے ہو (ای عقیدہ رکھتے ہو یا عمل جوارح سے کرتے ہو) **نہجم الآیۃ** بیان ان العبادۃ للہ تعالیٰ لا لغیرہ وان علمہ لواسع ۔ اثبات

التوحید والبعث والتقدیر وحصر العبادت فی ذات اللہ کے بعد اثبات الرسالۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان لانہ اصل فی الاعتقادیات

وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝۴ اور نہیں آئی ان کفار کے پاس کوئی نشانی اور دلیل دلائل و نشانیاں ان

کے رب کی طرف سے (اوپر اثبات رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) مگر ہوتے ہیں اسی سے اعراض کرنے والے ۔ آگے صداقت قرآن کا بیان فَقَدْ كَذَّبُوْا

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ پھر یقیناً انہوں نے کتاب برحق ای قرآن کو بھی جھوٹا کہا ہے جب کہ قرآن برحق ان کے پاس آ بھی گیا ہے۔ آگے تکذیب پر تھدید کا بیان

ہے فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ سو ضرور جلدی میں آجائیں گی خبریں اور حقیقت اس بات کی جس پر وہ ہنستے تھے (یعنی

مذاقاً واستھزاء کہتے تھے کہ نہ ماننے پر جس عذاب کی تھدید دیتے ہو وہ کب آئے گا کما قال اللہ تعالیٰ (ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین)

نہجم الآیۃ التھدید علی تکذیب القرآن والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھما ایضا من الاعتقادیات آگے التھدید فی ضمن التذکیر بایام

اللہ تعالیٰ اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ کیا دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے امتیں اور جماعتیں ان سے پہلے (بسبب

ان کی تکذیب بالانبیاء علیہم السلام کے کہ ان کفار کو ان کی ہلاکت سے عبرت و سبق ہو) مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ جن کو ہم نے وہ

قوت (مالی و جسمانی و اسبابی و حکومتی) دی تھی ملک میں جتنی قوت تم کو نہیں دی ہے (آگے رزق کی فراوانی جو ان کو دی تھی اس کا بیان ہے) وَاَرْسَلْنَا

السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ اور بنا دیں ہم نے نہریں

بہتی ہوئی ان کے نیچے (یعنی ان کے قبضے میں کر دیں یعنی پانی کی فراوانی دلیل ہے اوپر فراوانی رزق کے تو وہ کثیر المال تھے پھر انہوں نے بھی (کذبوا بالحق)

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ پھر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بسبب ان کے گناہوں کے (و تکذیب بالحق کے) وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

اٰخَرِیْنَ ۝۶ اور پیدا کیا ہم نے ان کے بعد اور امتوں کو (جیسے قوم عاد کی ہلاکت کے بعد قوم ثمود کو لایا ایسے الی زمن عیسی علیہ السلام وما بعدہ الی

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ربط الآیات** (فاعتبروا یا اولی الابصار) بالتذکیر بایام اللہ تعالی ولکنھم لم یعتبروا (فمضی مثل الاوّلین) آگے ان کے سوالات اقتراحیہ واستھزائیہ کے جوابات کا ذکر ہے جن کے ضمن میں تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک سوال تو یہ تھا کہ آسمانی مکتوب ہمارے پاس آئے جس میں ہمارے نام بنام مکتوب ہو کہ یہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں ان کی تصدیق کرو کما قال اللہ تعالی فی حق اھل الکتاب (یسئلك اھل الکتاب ان تنزل علیھم کتابا من السماء) تو ان کے ردّ میں فرمایا **وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ** اور اگر اتاریں ہم آپ پر لکھا ہوا کاغذ میں پھر یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اس کو چھو بھی لیں (تاکہ نظر بندی کا ان کو کوئی شبہ نہ رہ جائے) **لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ** ۝ البتہ کہیں گے کافر لوگ یہ کاغذ نہیں ہے مگر صریح جادو (لانہ سبق فی علم اللہ تعالی انھم لا یؤمنون) دوسرا سوال یہ تھا **وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ** اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کیوں نہیں اتارا گیا ان پر فرشتہ (جو ان کے ساتھ نذیر ہونے میں معاون ہوتا تو ہم پھر مان لیتے کما قال اللہ تعالی (لولا انزل الیہ ملك فیکون معہ نذیرا) تو اس کے ردّ میں فرمایا کہ اگر پھر ایمان نہ لاتے تو قانون الٰہی ہے کہ منہ مانگے معجزہ کے بعد ایمان نہ لانے پر عذاب الٰہی فوری آجاتا ہے) **وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ** ۝ اور اگر ہم اتار لیتے کوئی فرشتہ (پھر یہ اگر نہ مانتے) تو ان کی ہلاکت کا فیصلہ دیا جاتا پھر نہ مہلت دیئے جاتے تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالی کو رسول بھیجنا تھا تو کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجتا کما قال اللہ تعالی فی حقھم (لوشاء ربنا لانزل ملائکۃ) تو اس کے ردّ میں فرمایا کہ وہ فرشتہ انسانی شکل پر آتا کما قال اللہ تعالی فتمثل لھا بشرا سویا) تو پھر یہ کہتے پھرتے کہ یہ تو انسان ہے فرشتہ تو نہیں ہے تو ان کا شبہ ختم نہ ہوتا **وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا** اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسی کو انسانی شکل میں بھیجتے **وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ** ۝ اور ان کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب پڑے ہوئے ہیں (یعنی اس پر وہی شبہ کرتے جواب کر رہے ہیں کہ یہ تو انسان ہے) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تسلی کے فرماتے ہیں کہ ان کے اس قسم کے سوالات طنزیہ وتمسخریہ وسوء ادبیہ ایسے ہیں جن پر ان کو سزا ضرور ملیگی **وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ** ۝ اور پختہ بات ہے کہ آپ سے پہلے رسل کے ساتھ بھی ہنسیاں کی جاتی تھیں پھر گھیر لیا ہر طرف سے ہنسیاں کرنے والوں کو وہ عذاب جس پر وہ ہنسا کرتے تھے (یعنی استھزاء پر عذاب الٰہی آجاتا تھا یا وہ کہتے تھے کہ اگر آپ رسل اللہ برحق ہیں تو نہ ماننے پر عذاب لاؤ تو وہ عذاب ان پر آجاتا تھا جیسے کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ اگر آپ رسول اللہ برحق ہیں تو مکتوب لاؤ یا آپ کے ساتھ ملک نذیر ہو ورنہ نہ ماننے پر عذاب لاؤ تو فرمایا اس پر عذاب جلدی آنے والا ہے **ربط الآیات** التھدید علی السوالات الاقتراحیۃ الاستھزائیۃ آگے بطور استشہاد کے فرمایا **قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ** ۝ فرما دیجئے کہ سیر کرو ملک میں (یعنی امت سابقہ مھلکہ کے دیار میں) پھر دیکھو کیا تھا انجام جھٹلانے والوں کا **ربط الآیۃ** التھدید للمستھزئین فی ضمن التذکیر بایام اللہ تعالی پہلے حصر الخالقیت فی ذات اللہ تعالی وحصر الالوہیت فی ذات اللہ کا بیان تھا آگے حصر المالکیۃ فی ذات اللہ تعالی کا بیان ہے **قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** فرما دیجئے (ان کو بطور اتمام حجت کے) کس کی ملک ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے

ع ۱

Marfat.com

(پھر اگر وہ بخوف اتمام حجت کے جواب نہ دیویں تو آپ وہ جواب دیدیں جو مسلمات سے ہے) قُلْ لِّلّٰهِ فرما دیجئے سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے (تو جب مالک کل اشیاء کا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو معبود مطلق بھی اللہ تعالیٰ ہیں وسعت مالکیت کے بعد وسعت رحمت کا بیان ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کیلئے مظاہرہ وسعت رحمت کا ہوگا اور شرک کرنے والوں کو مہلت دنیاوی بھی وسعت رحمت دنیاوی کا مظاہرہ ہے) كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت (عباد کیلئے تفضلاً جس کا مظاہرہ مؤمنین کیلئے قیامت کے دن میں ہوگا) لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ضرور جمع کریں گے تم سب کو قیامت کے دن میں جس کے وقوع میں کوئی گنجائش شک اور شبہ کی نہیں ہے (والریب) ان یتوهم فی الشیٔ ثم ینکشف عما توهم فیه)

قوله تعالیٰ (لیجمعنکم) بدل من الرحمة بدل البعض فتکون اللام بمعنی (ان) والمعنی (کتب ربکم علی نفسه الرحمة) (لیجمعنکم) ای ان یجمعکم فی یوم القیامة وجآء فی الحدیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله مأة رحمة انزل منها رحمة واحدة بین الجن والانس والبهائم والهوام الحدیث وفی الآخرة واخر تسعة وتسعین رحمة یرحم بها عباده یوم القیامة رواه مسلم) آگے فرماتے ہیں جو رحمت کے دائرہ وسیعہ میں داخل بھی نہ ہونا چاہے جیسے کفار تو فرمایا اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱۲ جو لوگ کہ نقصان میں ڈال چکے ہیں اپنے آپ کو تو وہ ایمان نہیں لائیں گے (آخرت سے اور نہ باقی اعتقادیات سے پہلے بیان تھا حصر المالکیت فی ذات اللہ باعتبار مکان کے آگے بیان ہے حصر المالکیت فی ذات اللہ باعتبار زمان کے) وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور خالص اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہیں جو کچھ رات کو ساکن رہتے ہیں (اور جو کچھ متحرک رہتے ہیں) دن میں وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۳ وہی ذات سب سے زیادہ سننے والے ہیں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں **نجم الآیات** جمیع الخلق محصور فی الامکنة والازمنة اللتین هما مخلوقتان لله تعالیٰ یہ جب توحید ملکیتی بھی ثابت ہوگئی تو بطور توبیخ کے ان مشرکین کو فرما دیجئے قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فرما دیجئے کیا سوا اللہ تعالیٰ کے بناؤں اپنا مددگار (جو اللہ تعالیٰ کہ) فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والے ہیں آسمانوں کے اور زمین کے (بغیر مثال سابق کے وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ حالانکہ وہ روزی رساں ہیں سب کیلئے (اور تقابلاً فرمایا) اور اس کیلئے کوئی روزی رساں نہیں ہے آگے (اغیر الله اتخذ ولیا) کی تشریح ہے کہ) قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ فرما دیجئے (کہ میں کیسے اللہ تعالیٰ کے سوا مددگار و معبود بناؤں کیونکہ میں تو حکم دیا گیا ہوں کہ ہو جاؤں سب سے اول مطیع احکامات توحیدیہ وفرعیہ کے ماننے والا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۴ اور حکم دیا گیا ہوں میں کہ نہ ہونا آپ مشرکین سے والمعنی انی امرت بالاسلام ونهیت عن الشرك وهما النجم لهذه الآیة آگے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے نہی شرک میں ولیکن مراد امت ہے ایسے قسم کی خطابات تہدیدی امت کیلئے ہوتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں ولذا جاء بصیغة الماضی وقرن بان التی تفید الشك ثم خوف المعصوم من المعصیة لا ینافی العصمة لان الله تعالیٰ (فعّال لما یرید) قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۱۵ فرما دیجئے کہ یقیناً میں خوف کرتا ہوں عذاب بڑے دن کا اگر میں نہ مانوں حکم رب اپنے کا (جو فرمایا ہے کہ (انی امرت ان اکون اول من اسلم ولا تکونن من المشرکین) **نجم الآیة** وعید شدید علی الشرك والمعصية مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ جو شخص کہ ہٹا گیا اس سے عذاب اسی دن کا تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر رحمت فرمادی۔

Marfat.com

نجم الآیة (کتب علی نفسہ الرحمۃ) کا مصداق بتلایا گیا ہے اور اسی کو وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝ [16] فرمایا ہے کہ یہی ہے کامیابی

کھلی (کہ جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہو گیا) آگے اللہ تعالیٰ کی قہاریت کا بیان ہے وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ

اور اگر پہنچادیں آپ کو یا اے مطلق مخاطب اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف (فقر کی یا مرض کی) تو نہیں دور کرنے والا اس کو سوا اللہ تعالیٰ کے وَاِنْ یَّمْسَسْكَ

بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ [17] اور اگر پہنچادیں آپ کو یا اے مطلق مخاطب تم کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع (یعنی عافیت یا غنیٰ) تو وہ ہر چیز پر قدرت

رکھنے والے ہیں۔ آگے اسی مضمون کی صراحت فرماتے ہیں وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر (تو اپنی قہاریت سے قیامت میں

سب کو جمع کریں گے) وَهُوَ الْحَكِیْمُ اور وہی حکمت والے ہیں (تو حکمت کی مناسبت سے سب کو جزا و سزا دیں گے) الْخَبِیْرُ ۝ [18] جاننے والے ہیں مخفی

امور کو (جن تک عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی) تو قبر میں سب کے ذرات کو پوری طور پر جاننے والے ہیں کہ یہ مٹی کا ذرہ کس کے جسد کا ہے (والقادر) مانع غیرہ عن

بلوغ مرادہ من غیر ارادۃ القادر (والقاھر) من القھر (والقھر) الغلبة والتذلل معا وفیه زیادۃ معنی علی القدرۃ **نجم الآیة**

حصر القھاریت فی ذات اللہ تعالیٰ ۔ اثبات توحید کے بعد اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کما روی الکلبی ان کفار مکة قالوا لرسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد اما وجد اللہ رسولا غیرك فارنا من یشھد انك رسوله فنزلت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً (والشیئ) یطلق

علی کل موجود والمعنی ای شاھد اکبر شھادۃ فرما دیجئے کون گواہ بڑا ہے باعتبار گواہی کے (تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گواہوں سے بڑے گواہ ہیں

کیونکہ (واللہ علی کل شیئ شھید) اگر کفار جواب نہ دیں کہ اس سے اتمام حجت کا ہو گا تو قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ گواہ ہیں میرے

درمیان اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کا بیان قرآن میں ہے جس کی صداقت ثابت ہو چکی ہے کئی دلائل سے جیسے فرمایا (وان کنتم فی

ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثله) وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ

بَلَغَ تاکہ میں ڈراؤں تم کو اور ان کو جن تک یہ قرآن پہنچے (کہ توحید اور رسالت کے انکار پر عذاب الٰہی شدید ہے) **نجم الآیة** الشھادۃ الالھیة علی

اثبات رسالة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے بیان تھا (ای شیئ اکبر شھادۃ قل اللہ) تو جیسے نبوت پر شہادت اللہ تعالیٰ کی ہے ویسے توحید پر شہادۃ

اللہ تعالیٰ کی ہے کما قال اللہ تعالیٰ (شھد اللہ انه لا الہ الا ھو) تو بیجا و انکار فرمایا اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى کیا

(شہادت کبری کے بعد اور دلائل توحید کے بعد) ہی سچ مچ تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں (استحقاق عبادت میں) قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ

(تو اپنے عقیدہ توحید کو ظاہر کرتے ہوئے) فرما دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا ہوں (کہ ان مع اللہ آلھة اخری) قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فرما دیجئے

(شہادۃ) یقیناً وہی ذات (جس کا نام اللہ ہے) معبود برحق ایک ہے (اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں ہے) وَّاِنَّنِیْ بَرِیْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ [19]

اور یقیناً میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیراتے ہو **نجم الآیة** الشھادۃ النبویة علی توحید اللہ تعالیٰ واظھار البراءۃ

عن الشرك والشرکاء ۔ اثبات رسالة پر شہادت النبیہ کے بعد بطور اتمام حجت کے اثبات رسالت پر شہادت اہل کتاب کا بیان اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جن لوگوں کو ہم نے توراۃ اور انجیل دی ہے (باعتبار اوصاف کتاب کے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ع ۸ کونبی ایسا جانتے ہیں جیسا کہ اپنے ابناء کو جانتے ہیں (کہ یہ ہمارے ابناء ہیں کہ ولدوا علی فراشنا) اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝
(مگر) جو اہل کتاب کے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا ہے (آخرت کا کہ باوجود علم قطعی کے ان کو کہ یہ رسول اللہ ہیں پھر بھی نہیں مانتے) تو وہ نہیں ایمان لائیں
گے، یہ آیت مدنی ہے **نجم الآیۃ** الشھادۃ الکتابیۃ علی رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے منکرین توحید اور منکرین قرآن کی مذمت
کا بیان وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا بھتان باندھے (کہ اللہ تعالیٰ کیلئے
شریک ہیں اور (ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) اور الملائکۃ بنات اللہ۔ (او قال اوحی الی ولم یوح الیہ) اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ یا اللہ تعالیٰ کے آیات کو
جھوٹ کہے (کہ یہ آیات الٰہیہ نہیں ہیں۔ تو ایسے آدمیوں سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہے) اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝۲۱ تحقیقی بات ہے کہ ظالم لوگوں کیلئے فلاح
نہ ہوگی (تو کیسے ظلم کیلئے فلاح ہوگی) **نجم الآیۃ** لایفلح المشرکون والمکذبون آگے عدم فلاح کا بیان وَیَوۡمَ نَحۡشُرُہُمۡ جَمِیۡعًا اور
وہ وقت قابل یاد رکھنے کے ہے جس دن ہم جمع کریں گے ان سب کو (یعنی مشرکین کو اور ان کے معبودان باطلہ کو چونکہ قیامت کے دن مشرکین کیلئے مواقف کثیرہ ہوں
گے ہر موقف میں ان سے ایک خصوصی محاسبہ ہوگا تو ان مواقف سے ایک موقف میں جمع کر کے ان سے مناقشہ فی الحساب یوں ہوگا کہ) ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ
اَشۡرَکُوۡۤا اَیۡنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ۝۲۲ پھر کہیں گے ہم مشرکین کو کہاں ہیں تمہارے شرکاء، تمہارے جن کا شریک ہونے کا تم عقیدہ رکھتے
تھے (کیونکہ اسی موقف میں ان شرکاء اصنام کا وجود مضمحل ہو جائے گا گرچہ اور موقف میں ان کا وجود حجری صنمی شکل میں ہوگا) ثُمَّ لَمۡ تَکُنۡ فِتۡنَتُہُمۡ
اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشۡرِکِیۡنَ ۝۲۳ پھر نہیں معذرت ہوگی ان کی (اس موقف اضمحلالی میں) مگر یہ کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو رب ہے
ہمارا نہ تھے ہم شرک کرنے والے (دنیا میں) اُنۡظُرۡ کَیۡفَ کَذَبُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ ای مخاطب توجہ کرو کہ کیسے جھوٹ بولیں گے اپنے اوپر
(کہ ہم مشرک نہ تھے حالانکہ تھے) وَضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ۝۲۴ اور غائب ہوں گے ان سے وہ باتیں جن کا اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے
تھے (کہ ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الخ) **نجم الآیۃ** ان کی کیفیت عدم فلاح کا بیان۔ یہ آخرت میں ان کے رویہ کا بیان تھا
آگے ان کے رویہ دنیاوی کا بیان ہے وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّسۡتَمِعُ اِلَیۡکَ اور بعض ان کے کان لگاتے رہتے ہیں آپ کی طرف (یعنی جس وقت آپ قرآن
بڑھتے ہیں تو تو ہنا ایسے شکل بنا لیتے ہیں کہ گویا کہ توجہ سے قرآن سن رہے ہیں) وَجَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اَکِنَّۃً اَنۡ یَّفۡقَہُوۡہُ اور ڈال رکھے ہیں ہم
نے ان کے دلوں پر پردے (بوجہ ناپسند کرنے) اس بات سے کہ وہ سمجھیں قرآن کو (کیونکہ کان لگانے سے ان کا مقصد سوء ادبی ہے) وَفِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ
وَقۡرًا اور رکھدیا ہم نے ان کے کانوں پر بوجھ (کہ توجہ سے نہ سنیں تو یہ پردے دلوں پر اور بوجھ کانوں میں بوجہ ان کے سوء ادبی فی حضرت الرسالت عند قراءۃ
القرآن کے ہے) آگے ان کے فقدان بصیرۃ کا بیان ہے وَاِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِہَا اور اگرچہ یہ لوگ دیکھ لیں آپ کی نبوت کی تمام نشانیات تو نہیں ایمان
لائیں گے ان کے ساتھ آگے ان کے عناد کا بیان ہے حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡکَ یُجَادِلُوۡنَکَ (ان کا عناد) یہاں تک ہے کہ جب حاضر ہوتے ہیں آپ کی
مجلس میں تو آپ سے جھگڑتے ہیں (آگے ان کے مجادلہ کی کیفیت کا بیان) یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝
تو کہتے ہیں کافر لوگ نہیں ہے یہ قرآن مگر بے سند کہانیاں پہلے امتوں کی **نجم الآیۃ** ان کی محرومی کے اسباب کا بیان

کہ وہ سوء ادب فی حضرت الرسالۃ ہیں ۔ یہاں تک ان کے ضال ہونے کا بیان تھا آگے ان کے مضل ہونے کا بیان ہے وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ

عَنْهُ اور وہ کفار قرآن سے (دوسروں کو) زجراً روکتے ہیں اور خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٦

اور نہیں ہلاک اور تباہ کر رہے (روکنے سے اور دور رہنے سے) مگر اپنے آپ کو اور نہیں خبر رکھتے (اس بات کی کہ اپنے نفسوں کو تباہی میں ڈال رہے ہیں حالانکہ

یہ ایسی ظاہر ہے جیسے کوئی شیئ مدرک بالحواس ہو) نجم الآیۃ صدّ عن سبیل اللہ کا نتیجہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے ۔ آگے کفار کے اور موقف داہیہ کا

بیان ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٧ اور اگر آپ

دیکھیں ان کو جس وقت کنارے نار کے موقف پر روکے جائیں گے (تو دیکھیں گے بڑا ہولناک منظر) تو اس وقت تمنا کریں گے کہ لوٹا جائیں (دنیا میں اور اگر ایسا ہو جائے

تو) جھوٹا نہ کہیں گے آیات رب اپنے کے کو اور ہو جائیں گے مؤمنین سے (چونکہ یہ ایمان بالمشاہدہ ہوگا تو باعث نہ بنے گا اُس ایمان بالغیب کیلئے جو عالم دنیا میں شرط ہے

جیسا کہ فرمایا ہے) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ بلکہ (اس وقت کنارے جہنم پر جب کھڑے ہوں گے) تو ظاہر ہو جائے گا ان کیلئے وہ امور توحیدیہ

ورسالتیہ الخ جن کو پہلے (اس دنیا میں) چھپاتے تھے (اور دبا تے تھے اور لوگوں کو روکتے تھے تو یہ ایمان بالمشاہدہ اس ایمان بالغیب کا باعث نہیں بنتا بنا بریں)

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ اور اگر (بالفرض) یہ لوگ دنیا میں واپس بھیج بھی دئے جائیں تب بھی وہی کام کریں گے جن سے ان کو روکا گیا تھا (یعنی

شرک و تکذیب کا (کیونکہ ان کی جبلت کفر و تکذیب کی بن چکی تھی تو جیسے ابلیس کا صدق آیات کا مشاہدہ تھا پھر کفر کو اختیار کیا بوجہ جبلت کفریہ کے اور جیسے کہ یہود

(یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم) پھر بھی یہود نے کفر کو اختیار کیا بوجہ جبلت کفریہ کے تو اللہ تعالی کے علم میں ہے کہ (لعادوا لما نھوا عنہ) وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝٢٨

اور یقیناً یہ لوگ (اس وقت بھی) جھوٹ بول رہے ہوں گے کہ (ولا نکذب بآیات ربنا) کہ دل میں اس بات کا قصد بھی نہ ہوگا نجم الآیۃ کنارہ

دوزخ تک کفار کفر پر رہیں گے ۔ آگے بیان ہے کہ دنیا میں کفار کا عقیدہ انکار قیامت کا راسخ ہے وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ

بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٢٩ اور کہتے ہیں کافر لوگ (ہمارے لئے) زندگی نہیں ہے مگر یہی زندگی دنیا کی (پھر مرنے کے بعد) ہم نہیں اٹھائے جائیں گے (دوبارہ

تو اسی عقیدہ راسخ پر مرنے والا اسی عقیدہ پر اٹھایا جائے گا پھر مشاہدہ قیامت پر ایمان کالا ایمان ہے حتی کہ جب اور موقف میں پیش ہوں گے تو اسی (وما نحن

بمبعوثین) پر تھدید ہو گی جیسا کہ فرمایا) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا اور جس وقت

دیکھو گے ان کو جس وقت (اس موقف خاص میں) روکے جائیں گے سامنے رب ان کے کے تو فرمائیں گے رب تعالی کیا نہیں ہے یہ قیامت برحق (جس

کا تم انکار کرتے تھے) تو جواب میں کہیں گے کیوں نہیں (برحق) قسم رب ہمارے کی (کہ برحق ہے تو جب اس واقعہ کا آپ مشاہدہ کرو گے تو ایک امر دھشتناک کو دیکھو گے

ع ١٠/٣ ٩ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٠ (اس اقرار کے بعد جو اس وقت کالا اقرار ہوگا فیصلہ سنا دیں گے رب تبارک و تعالی) تو چکھو

عذاب جہنم کا بوجہ اس کے کہ تھے تم کفر پر پکے نجم الآیۃ انکار قیامت پر سزاء کا بیان قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ یقیناً نقصان

والے ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹا کہا اللہ تعالی کی ملاقات کو (یعنی قیامت کو اور ان کی یہ تکذیب رہے گی تا قیامت تک یعنی موت تک جو مقدمہ قیامت ہے یا دن

قیامت تک کیونکہ دنیا میں جو تکذیب ساتھ تھی اسی کو لیکر میدان قیامت میں پیش ہوں گے اور اسی دن کے مشاہدہ کے بعد کہیں گے (قالوا بلی وربنا) فرمایا

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً (ان کی یہ تکذیب ان کے ساتھ رہے گی) یہاں تک کہ آپہنچے گی ان کے پاس قیامت اچانک قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا
عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا تو کہیں گے ہائے افسوس جو ہم نے قیامت کے بارے میں کوتاہیاں کی تھیں (دنیا میں کہ اعمال صالحہ نہ کئے) وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ
اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اور ان کا حال یہ ہوگا کہ اٹھانے والے ہوں گے اپنے گناہوں کے بوجھوں کو اپنی پیٹھوں پر اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ توجہ سے
سُن لو کہ برا بوجھ ہے جس کو وہ اٹھائیں گے **نجم الآیۃ** مکذبین کے خسران کا بیان ۔ چونکہ کفار نے کہا تھا (ان ھی الاحیاتنا الدنیا) اسی کے جواب
میں فرماتے ہیں وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ اور نہیں ہے حیاتی دنیا کی (من حیث ھی ھی) مگر لعب ولھو ہے (واللاعب) من جمع بین الدنیا
والآخرۃ (واللاھی) من ترک الآخرۃ وطلب الدنیا یعنی جو شخص فرائض کو ادا کرے ولیکن حد سے متجاوز ہو کر دنیا کو جمع کرنے کی لگن میں ہے وہ لاعب ہے
اور جو شخص محض دنیا کا طالب ہے اور آخرت کی فکر میں نہیں ہے کہ فرائض کا تارک ہے وہ لاھی ہے وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ
اور دار آخرت کی بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو عقائد کفریہ اور اعمال فسقیہ سے بچتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۳۲ ای (أ) لاتتفکرون (فلا تعقلون) کیا تم
سوچتے نہیں ہو (تاکہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دو) **نجم الآیۃ** بیان الترجیح للدنیا علی الآخرۃ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کا بیان
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو غم میں ڈالتے ہیں وہ جو کہتے ہیں (کہ انہ ساحر وشاعر وکاھن ومجنون)
فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ یقیناً وہ کفار لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے (یہ القاب باطلہ وغیرہ بلکہ ان کا مقصد آپ کی تکذیب سے آیات اللہ کی تکذیب ہے جو توحید
پر وبعثت پر دال ہیں الخ کہ نبی اللہ کی تکذیب سے آیات اللہ کی تکذیب لازم ہے کما قال اللہ تعالیٰ) وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ ۳۳
ولیکن یہ ظالم ومشرک لوگ آیات اللہ کا جحود کرتے ہیں (کہ دل سے تو مانتے ہیں اور زبان سے انکار کرتے ہیں) وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ اور تکذیب کئے
گئے بہت سے رسل آپ سے پہلے فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا پھر وہ صبر کرتے رہے اوپر ان کی تکذیب کے وَاُوْذُوْا اور اوپر ان کی ایذاء رسانی کے حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ
نَصْرُنَا یہاں تک کہ آگئی ان پر مدد ہماری وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اور نہیں تبدیل کرنے والا کوئی کلمات اللہ تعالیٰ کے کو (مدد انبیاء علیہم السلام کے بارے
میں) وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ۳۴ اور البتہ آچکے ہیں آپ کے پاس بعض خبریں انبیاء علیہم السلام کی (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی جیسے
قصہ نوح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کا الخ) **نجم الآیۃ** تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی تکذیبھم وایذائھم
والوعد للنصرۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پہلے کفار کے کفر جحودی کا بیان تھا اسی طرح سورت کے ابتدائی حصہ میں کفار کے فرمائشی معجزہ کا بیان
تھا کما قال اللہ تعالیٰ (وقالوا لولا انزل علیہ ملک) اسی طرح قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بھی ان کے فرمائشی معجزات کا ذکر ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ
بنی اسرائیل (وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا او تسقط السماء
کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ)
یہ سب سوالات کفار کے تعنتاً وعناداً تھے جن کا اجمالی رد کیا گیا کہ فرمایا (قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا) چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید خواہش
مبارک تھی کہ کسی نہ کسی طرح ایمان لائیں کما قال اللہ تعالیٰ (لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین) تو اللہ تعالیٰ نے بطور تقطیع الطمع عن ایمانہم

Marfat.com

جمیع الکفار کے فرمایا (وان کان کبر علیك اعراضھم الخ) کہ یہ شئون حکمت کے خلاف ہے ایسے خلاف ہے جیسے کہ آپ کی ذات مبارک کا ان معجزتیں مذکورتین کو بذات خود لانا محال ہے تو ویسے ان کا ایمان لانا بھی محال ہے تو محال سے وجود کی تمنا خلاف حکمت ہے تو (فلا تکونن من الجاھلین) پھر نہ ہونا آپ ان لوگوں سے جو حکمت الٰہیہ سے غیر واقف ہیں ویسے تو سب کا ہدایت پر جمع کر دینا قدرت الٰہیہ سے باہر نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ولوشاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ) ولیکن ایسے مشیت الٰہیہ نہیں ہوئی کیونکہ ایسے کرنا حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے فرمایا **وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ** (اعراضھم اسم (لکان) و (کبر) خبرھا وفاعل (کبر) ضمیر یعود علی الاعراض والمعنی اور اگر ہے اعراض ان کا ایمان سے ثقیل آپ پر **فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ** تو اگر آپ قدرت رکھتے ہو کہ ڈھونڈھ نکالو کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان تک پہنچنے کی پھر لاؤ ان کے پاس کوئی معجزہ فرمائشی (ان دو جگہوں میں سے کسی جگہ سے چونکہ آپ کیلئے بذات خود ایسا کرنا محال ہے تو ایسے ان کا ایمان لانا بھی محال ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیئ قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون) **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى** اور اگر چاہتے اللہ تعالیٰ (سب کی ہدایت کو) تو جمع کر دیتے ان سب کو اوپر ہدایت کے (لیکن ایسا نہیں چاہا کہ حکمت کے خلاف ہے) **فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ** ۳۵ تو نہ ہونا آپ اس قوم سے جو دقائق شئون الٰہیہ کے کو نہیں جانتے ۔ آگے ان کے نہ ماننے کی وجہ بتلاتے ہیں کہ یہ کفار قرآن مجید کو توجہ سے نہیں سنتے بلکہ مذاقاً سنتے ہیں تو ایسے بے قدروں کو ہدایت دینا قرآن مجید کی بے قدری ہے یہی ایک حکمت ہے ان کو ہدایت نہ دینے کی کما قال اللہ تعالیٰ **اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ** محقق امر ہے کہ قبول کرتے ہیں (ہدایات قرآنیہ کو) وہ لوگ جو سنتے ہیں (بہ نیت قبول کرنے ہدایت کے) **وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ** ۳۶ قال الحسن اور مردوں کو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قبروں سے اٹھائیں گے (یوم الحشر) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے (برائے حساب تو مکذبین کو اصلی سزا اس وقت دی جائیگی)

نجم الآیات تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین والمحاسبۃ لھم بعد البعث عن القبور آگے کفار کے فرمائشی معجزہ کا بیان ہے اور اس کے جواب کا بیان ہے **وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ** اور کہتے ہیں کافر لوگ (عناداً) کیوں نہیں اتارا جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے رب کی طرف سے فرمائشی معجزہ **قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ** ۳۷ فرما دیجئے یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح قادر ہیں کہ اتاریں معجزہ (انکے منہ مانگا) ولیکن اکثر ان کے نہیں جانتے (نتیجہ نہ ماننے کا کہ نہ ماننے پر فوری عذاب آجاتا ہے)

نجم الآیۃ فرمائشی معجزہ کے نہ ماننے پر فوری عذاب کا نزول ہوتا ہے ۔ پہلے انسانوں کے بارے میں فرمایا (ثم الیہ یرجعون) آگے کل حیوانات کے بارے میں فرماتے ہیں (ثم الی ربھم یحشرون) تو گویا کہ ماسوا کفار کے باقی حیوانات قیامت کے قائل ہیں فرمایا **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ** اور نہیں ہے کوئی جانور زمین پر چلنے والا (اس میں بحری دابہ بھی داخل ہیں) **وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ** اور نہیں ہے کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازو سے **اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ** مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح (کہ قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھیں گے) **مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ** نہیں چھوڑی ہم نے کوئی چیز (لکھنے میں) لوح محفوظ میں **ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ** ۳۸ تم اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے (دن قیامت میں)

Marfat.com

نجم الآیۃ اثبات القدر والبعث للدواب کلھا من الحیوانات آگے مکذبین قیامت وتوحید ورسالت وصداقت کی مذمت کا بیان
ہے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جو لوگ جھوٹا کہتے ہیں ہمارے آیات کو ای آیات قرآنیہ کو صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ بہرے ہیں اور گونگے
ہیں کئی اندھیروں میں ہیں خبر بعد خبر مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے بے راہ کر دیں (یعنی بوجہ اعراض عن الحق کے اللہ تعالیٰ چاہے
تو اس کو راستہ حق کا نہ دکھلائیں) وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ اور جس کو وہ چاہے تو کر دے اس کو سیدھی راہ پر
نجم الآیۃ مکذبین کی بری مثالیں ہیں اور ہدایت اور ضلالت مشیت الٰہی پر موقوف ہے تو لہٰذا یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک
آگے شرک پر تبکیت ہے بالدلیل الالزامی قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ فرما دیجئے خبر دو مجھکو کہ اگر آجائے تم پر عذاب الٰہی
اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ یا آجائے تمہارے پاس قیامت اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ کیا سواء اللہ تعالیٰ کے پکاروگے (اپنے اصناموں کو دفع عذاب کیلئے
اور دفع قیامت کے عذاب کیلئے) اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اگر تم سچے ہو (کہ تمہارے اصنام تمہارے مشکلات میں کام آتے ہیں) بَلْ اِيَّاهُ
تَدْعُوْنَ بلکہ خالص اس ذات کو پکارتے ہو (دفع سخت مشکلات میں نہ غیر اللہ کو) فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ پھر اگر وہ چاہے
تو ہٹا دیوے اس مصیبت کو جس کے ہٹانے کیلئے تم اس کو پکارو وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ اور بھول جاتے ہو تم ان کو جن کو شریک ع ۱۱
ٹھیراتے ہو (اللہ تعالیٰ کا) نجم الآیۃ اثبات التوحید الالزامی والالجائی یہ بیان ہے ان مشرکین کا کہ حالت الجائیہ وشدیدہ میں
اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں آگے ان مشرکین کا بیان ہے کہ حالت شدیدہ میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتے بلکہ اپنے ترفہات وتلذذات میں مصروف رہتے
ہیں تو فرمایا کہ ان کیلئے دنیاوی عذاب نازل ہوتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور پکی بات ہے کہ ہم نے بھیجے آپ سے پہلے امتوں
کی طرف (اپنے رسل تو انہوں نے ان رسل علیہم السلام کی تکذیب کی) فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ تو (تادیبی کاروائی کی بناء پر) پکڑا ہم نے ان کو ساتھ
قحط اور جوع کے وَالضَّرَّآءِ اور ساتھ مرض اور موت ہم اقران کے لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ تاکہ (اس پکڑ پر) توبہ کریں تضرع کے ساتھ
(تکذیب رسل علیہم السلام سے ولیکن بوجہ قساوت قلبی کے انہوں نے تضرع نہ کیا بلکہ ایسے حالات کو معمولات زمانہ سے سمجھا) فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ
بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا پھر کیوں نہ گڑگڑا کیا انہوں نے جب کہ آیا ان پر عذاب ہمارا (بشکل باساء والضراء کے) وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ولیکن سخت
رہے ان کے قلوب (جون کے تون) وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ اور آراستہ کر کے دکھلاتا رہا شیطان ان کو
ان کے اعمال (کفریہ وتکذیبیہ کو) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ پھر وہ لوگ جب (بدستور) چھوڑے رہے ان عقائد حقہ کو واعمال صالحہ کو جو انبیاء
علیہم السلام کی طرف سے ان کو یاد دلائے جاتے تھے (تو استدراجاً) فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ تو کھول دیے ہم نے ان کے اوپر دروازے
ہر قسم کے نعمتوں کے حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا یہاں تک کہ وہ جب اکڑنے لگے ان نعمتوں کی وجہ سے جو ان کو دی گئیں اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً
تو پکڑ لیا ہم نے ان کو اچانک (عذاب شدیدہ میں) فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ پھر ہو گئے وہ ناامید ہونے والے (عذاب کی نجات سے) (المبلس
الباھت الحزین الآئس من الخیر ومن ذلک اشتق ابلیس منہ) فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں

Marfat.com

(کہ کوئی بچہ تک نہ بچا تا کہ نسل بڑھے) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۵ اور سب شکر اللہ تعالی کا ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے (کہ ظالموں کی جڑ بھی کاٹ لی ورنہ گرگ زادہ گرگ شود) **نجم الآیات** التحذیر عن الاستدراج للذین قست قلوبھم ۔ تذکیر بایام اللہ کے بعد الاستدلال علی التوحید بالدلائل الالجائیۃ ۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ آپ ان کو فرمائیے کہ خبر دو مجھ کو اگر اللہ تعالی تمہاری شنوائی اور بینائی لے لے وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر (کہ تمہارے دل کچھ نہ سمجھ سکیں) مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ تو کون سوا اللہ تعالی کے ایسا اکہ ہے جو تم کو یہ چیزیں پھر دے دے (کہ تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی کوئی ایسا الٰہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی کی سلب کردہ اشیاؤں کو واپس لائے) اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ توجہ تو کرو کہ ہم کیسے بار بار بیان کرتے ہیں آیات توحیدیہ کو مختلف طریقوں سے کبھی دلائل عقلیہ سے کبھی احوال امم سابقہ سے کبھی ترغیبی رنگ میں ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ پھر بھی کفار اعراض کرتے ہیں ان سے بغیر تفکر کے (والتصریف) التکریر علی انحاء مختلفۃ ومنہ (تصریف الریاح) (والصدف) الاعراض بغیر تفکر **نجم الآیۃ** الدلیل الالجائیۃ علی التوحید الماخوذ من الانفس آگے بعد وضوح الدلائل کے نہ ماننے پر تخویف ہے قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً فرما دیجئے کہ خبر دو تم مجھ کو (کہ نہ ماننے پر) اگر آ جائے تمہارے پاس عذاب اللہ کا اچانک (بغیر اظہار علامات کے) یا ظاہرا (یعنی لیلا او نہارا) هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷ تو سوا ظالم لوگوں کے اور بھی کوئی ہلاک کیا جائے گا **نجم الآیۃ** التھدید علی عدم التسلیم وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اور ہم نہیں بھیجا کرتے رسولوں کو (امم کی طرف) مگر خوشخبری دینے والے (جنت کی ماننے والوں کیلئے) اور ڈرانے والے (جہنم سے نہ ماننے والوں کیلئے) فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۴۸ پھر (ان کی تبشیر و انذار کے بعد) جو شخص ایمان لایا اور (اپنے عقائد و اعمال کی) اصلاح کر لی تو ان پر کوئی خوف نہ ہوگا (مواقع خوف میں) اور نہ وہ غمگین ہوں گے (مواقع غم میں) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۴۹ اور جنہوں نے جھٹلایا ہمارے آیتوں کو لگتا ہے ان کو عذاب بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانیاں کرتے ہیں **نجم الآیۃ** فرائض تبلیغ رسل علیہم السلام کا بیان اور تصدیق و تکذیب کے نتائج کا بیان ۔ پھر آگے ان کے چند اقتراحی سوالات کا جواب ہے مثلا وہ کہتے تھے (لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ) اور وہ کہتے تھے (کہ ان کنت رسولا فاخبرنا بما یقع فی المستقبل من المصالح والمضار فنستعد لتحصیل تلک ودفع ھذہ) اور وہ کہتے تھے (مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق) (بحر المحیط) تو اللہ نے ان کے سوالات کے رد میں جوابات نازل فرمائے قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ فرما دیجئے (ای بشیر و نذیر) نہیں کہتا ہوں میں تم کو کہ میرے مقدورات میں ہے خزائن اللہ تعالی کے (کہ میں تم کو وہاں سے آیات ربانی لا کر تم کو دکھلاؤں) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ عطف علی محل (عندی خزائن اللہ) کذا فی الکشاف وروح المعانی) والمعنی (ولا اقول لکم انی اعلم الغیب) یعنی فرما دیجئے نہیں کہتا ہوں میں تم کو کہ میں جانتا ہوں غیب کو (تاکہ مغیبات کی تم کو خبر دوں) وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اور نہیں کہتا ہوں میں تم کو کہ میں فرشتہ ہوں (تاکہ کھانے پینے کی مجھے ضرورت نہیں ہے) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ نہیں تابع ہوتا میں مگر اس کا جو

Marfat.com

وحی کی جاتی ہے میری طرف (کما قال اللہ تعالی (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ کیا برابر
ہوسکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا (یعنی کافر اور مؤمن کہ کافر دلائل توحید سے اندھا ہے اور مؤمن دلائل توحید سے بصیرۃ والا ہے) أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ۵۰ ع ۱۱
ای (أ) تسمعون ھذا الکلام الحق (فلا تتفکرون) فیہ کیا پھر تم فکر نہیں کرتے ہو (تاکہ دلائل توحید میں بصیرۃ ہوجائے) **نجم الآیۃ**
ان کے متعنتانہ سوالات کے جوابات کا بیان اور نفی علم غیب کی از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محض وحی کے تابع ہیں جس کو اطلاع علی بعض المغیبات کہا جاتا ہے نہ کہ عالم الغیب ہیں جو کہ اللہ تعالی کی صفت مختصہ ہے کما قال اللہ تعالی (عالم الغیب الآیۃ) فی ذاتہ تعالی وقال فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم (ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء) پہلے فرمایا ہے (وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین) آگے فرماتے ہیں وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ اور آپ ڈراتے رہیں قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو جو خوف کرتے ہیں کہ جمع کئے جائیں گے اپنے رب کے ہاں (کہ ان کو ڈرانا اللہ کے عذاب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوگا) لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۵۱ کہ نہ ہوگا ان کیلئے اللہ تعالی کے سوا مددگار اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا (استقلالا کما قال اللہ تعالی (ولا یشفعون عندہ الا باذنہ) تاکہ بچ جائیں (معاصی سے دنیا میں اور عذاب سے آخرت میں) **نجم الآیۃ** انحصار التبلیغ بالقرآن المجید
پہلے فرمایا ہے (وانذر بہ) آگے فرماتے ہیں کہ انذار عمومی ہو کہ سب کے سب مجلس میں برابر ہوں اور خصوصی نہ ہو کہ امراء کیلئے انذار والی مجلس میں فقراء مسلمانوں کو اٹھا دیا جائے جیسا کہ امراء کفار کا مطالبہ تھا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ اور نہ دور کریں (اپنے مجلس سے) ان فقراء کو جو عبادۃ کرتے ہیں رب اپنے کی صبح وشام (ای علی الدوام) قصد کرتے ہیں رضاء رب اپنے کی مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ (پھر مشترکہ مجلس میں اگر امراء کفار نہ آئیں) تو آپ پر ان کے حساب کا کچھ بھی اثر نہ پڑے گا (کہ انہوں نے ایمان کیوں نہ لایا تھا یہ اثر کا نہ پڑنا ایسا ہے جیسا کہ) وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ آپ کے حساب کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے (کہ آپ نے فقراء کو کیوں نہ دور کیا تھا کیونکہ یہ تبلیغ کے لوازمات سے نہیں ہے علاوہ ازاں آپ کا حساب بالکل نہیں ہے کما جاء (وللآخرۃ خیر لک من الاولی) فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۵۲ سو اگر آپ نے ان کو اپنی مجلس سے دور کیا تو ہوجائیں گے آپ نااہلوں کو اہلوں کی جگہ بٹھلانے والوں میں سے (کیونکہ آپ کی مجلس کے اہل فقراء مسلمان ہیں) **نجم الآیات** آپ کی صحبت کے حقدار صحابہ کرام کی جماعت ہے نہ وہ لوگ جن کے بارے میں فرمایا ہے (ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ) آگے فرماتے ہیں کہ عمومی مجلس کی وجہ سے کافروں کا ایمان لانے سے ترک جانا یہ ان کی نخوت اور کبر ہے اور فرمایا ہے (ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا) وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ اور اسی طرح سے ہم نے آزمایا ہے بعض ان کے کو بعض سے (یعنی رؤساء کفار کو فقراء مسلمانوں کے ذریعہ) لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا (اسی آزمائش کا نتیجہ یہ نکلا ہے) تاکہ رؤساء کفار کہا کریں کیا یہی فقراء لوگ وہی ہیں کہ ان پر اللہ نے احسان کردیا ہے ہم میں سے (اسلام لانے کا کہ اگر توحیدی مذہب اسلام والا بہتر ہوتا تو کفار نے کہا تھا کہ ہم مسلمان ہوجاتے یہی فقراء مسلمان ہم سے سبقت نہ کرتے

Marfat.com

تو یہ ان کی متکبر ہونے کی بڑی دلیل ہے آگے اللہ تعالیٰ ان کا ردّ فرماتے ہیں کہ) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝۵۳ کیا نہیں ہیں اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے قدر دانوں کو (کہ مسلمانوں کو نعمت اسلام کا قدر ہے کافروں کی دل میں اسلام کا قدر نہیں تو بے قدروں کو اسلام والی نعمت سے محروم رکھا گیا ہے) **نجم الآیۃ** مسلمانوں کا اسلام کو قبول کرنا یہ بھی سبب رکاوٹ کا ہے کفار کے اسلام قبول کرنے سے بوجہ ان کے کبر کے آگے مسلمانوں کے مقام عالی کا ذکر ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جنہوں نے ایمان لایا ہے ہمارے آیات کے ساتھ (تو بطور بشارت کے) ان کو فرما دیجئے سلامتی ہے اوپر تمہارے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر قسم کے عذاب سے بوجہ اسلام لانے کے) كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ تمہارے رب نے اپنے ذمہ لگا لیا ہے تمہارے اوپر رحمت کرنا (تفضلا) یہاں تک کہ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۴ پکی بات ہے کہ جو شخص تم میں سے کرے گا برا کام نادانی کی بنا پر (بوجہ غلبہ شھوۃ کے) ثم وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اسی کام سے باز آجائے اور نیک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ غفور رحیم ہے وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۵۵ ع اور مثل اس تفصیل و تبیین کے ہم تفصیل سے بیان کرتے رہتے ہیں آیات کو (جو دال ہیں پورے احکامات اسلامیہ پر تاکہ مؤمنین کا راستہ بھی ظاہر ہو جائے) اور تاکہ مجرمین کا راستہ بھی ظاہر ہو جائے (اور ان میں سے کسی کو بھی راستہ کا اختلاط نہ رہے (قولہ تعالیٰ (ولتستبین) معطوف علی مقدر ای (ولتستبین سبیل المؤمنین) **نجم الآیۃ** مؤمنین کیلئے تحفہ اکرامیہ وتبشیریہ کا بیان۔ چونکہ مجرمین کا سبیل ظاہر ہو چکا ہے آگے بیان ہے تقطیع طمع المجرمین عن رکون صلی اللہ علیہ وسلم الی سبیلھم قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ان مجرمین کو) فرما دیجئے کہ تحقیق میں روکا گیا ہوں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہ میں عبادت کروں ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ فرما دیجئے نہیں تابع ہوں گا میں خیالات زائغہ تمہارے کے (غیر اللہ کی عبادت میں کہ اس میں نہ دلیل عقلی ہے اور نہ نقلی) قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا کیونکہ میں راہ راست سے ہٹ جاؤں گا اس وقت (یعنی اگر میں تمہارے خیالات زائغہ کا تابع ہو گیا) وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ اور نہ رہوں گا میں ہدایت پانے والوں میں سے (مستقبل میں) آگے فرماتے ہیں کہ کفار کا مذہب اھواء زائغہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب وحی الٰہی ہے قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ فرما دیجئے کہ یقیناً میں اوپر واضح دلیل کے ہوں اپنے ربّ کی طرف سے (اوپر حقانیت اسلام کے) اور تم اس کو جھوٹا (مذہب) کہتے ہو (پھر کفار کہتے تھے اگر آپ کا مذہب برحق ہے تاہم بھی نہیں مانتے جو عذاب لے آنا ہے لاؤ کما قال اللہ تعالیٰ (ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم تو ان کے ردّ میں فرمایا) مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ جس عذاب کی تم جلدی کرتے ہو میرے قبضے میں نہیں ہے (کیونکہ) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں حکم چلتا کسی کا سوا اللہ تعالیٰ کے يَقُصُّ الْحَقَّ بیان فرماتے ہیں حق کو (یعنی جو فیصلہ فرماتے ہیں تو فیصلہ فرماتے ہیں ساتھ حق کے) وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷ اور وہی ذات سب سے اچھے فیصلے کرنے والی ہے (تو تمہارے عذاب کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور جس وقت عذاب کا نزول ہو گا تو وہی بہتر سے بہتر

فیصلہ ہوگا) قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۵۸ فرما دیجئے اگر
بالفرض میرے قبضہ میں ہوتا وہ عذاب جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے (یعنی جو کفر کی سزاء
ہے وہ تمہیں فوری دیجاتی جیسا کہ تم فوری مانگ رہے ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں ساتھ ظالموں کے (کہ استدراج میں شدید عذاب ہوگا)
نجم الآیۃ ان الحکم الا للہ پہلے فرمایا ہے (وھو اعلم بالظالمین) آگے خصوصی علم کے بعد عمومی علم کا بیان فرماتے ہیں وَعِنْدَهٗ
مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ (والمفاتح) جمع مَفْتَح بِفَتْحِ المیم وھو المخزن واخرج ابن ابی حاتم عن السدی ان المراد من المفاتح الخزائن
والمعنی وعندہ خزائن الغیب لا یعلمها الا ھو) اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خزانے مخفی اشیاء کے نہیں جانتا ان خزائن مخفیہ کو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے (تو
عذاب کے بھی خزائن مخفی ہیں نہیں جانتا ان کو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے کہ کتنا عذاب کس پر کس وقت ہوگا تو اسی طرح خزائن رزق کے اور بارش کے اور نباتات
کے یہ سب کے سب مخفی ہیں نہیں جانتا ان کو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے کہ فلاں کو کتنا رزق کس وقت دینا ہے اور کہاں. کہاں بارش کس وقت میں کتنی نازل کرنی
ہے اور کونسی زمین میں کونسے نباتات کو کتنے مقدار میں کس وقت میں نکالنے ہیں نہیں جانتا ان کو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے جیسا کہ فرمایا (وان من شیئ الا
عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم) ولفظ العلم یطلق علی العلم الکلی لا علی الجزئی فالمغیبات له اصول و فروع فاصول المغیبات
بمنزلة المفاتیح واما الفروع ای الجزئیات فقد یطلع اللہ تعالی علی بعض منها من یشآء من عبادہ الرسل کما قال اللہ تعالی (وما کان
اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشآء) وقال اللہ تعالی (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی
من رسول) ومن هذا یقال لا یصح اطلاق عالم الغیب الا علی اللہ لانه هو عالم باصول الغیب لا غیرہ واما الاطلاع علی بعض المغیبات
الجزئیة فلیس بعلم منه فوضح منه ان اخبارہ صلی اللہ علیه وسلم فی بعض مغازیه هذا مصرع فلان وهذا مصرع فلان کان من قبیل
اطلاع بعض الجزئیات لا الکلیات وقال صاحب المظهری ولیست خزائن الغیب منحصرة فی الخمس المذکور فی القرآن بل کل مالم یوجد
او وُجد ولم یظهر (انتهی) **نجم الآیۃ** بیان اختصاص المقدورات باللہ تعالی من حیث العلم اثر بیان اختصاص
المقدورات کلها باللہ تعالی من حیث القدرة - یہاں تک بیان ہے علم اللہ تعالیٰ المتعلق بالمغیبات آگے بیان ہے علم اللہ تعالیٰ المتعلق بالمشاہدات
فرمایا وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ اور جانتا ہے جو برّ و قفار میں ہے (نباتات ہوں یا دواب ہوں یا احجار ہوں یا اشجار ہوں الخ) اور جانتا
ہے جو بحر و سمندر میں ہے (حیوانات ہوں یا جواہرات ہوں الخ آگے مشاہدات جوّی کا بیان ہے) وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا اور
نہیں گرتا کوئی پتہ درخت کا مگر جانتا ہے اس کو (کہ کہاں گرے گا اور کب گرے گا اور کتنے چکر کھا کر ہوا میں پھر گریگا، آگے معلومات اسفل الارض
کا ذکر ہے) وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ اور نہیں ہے کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں (قیل تحت التراب وقیل تحت الارض السابعة
وقیل تحت الصخرة فی اسفل الارضین وقیل الحب الذی یُزرع یخفیها الزراع تحت الارض) مگر جانتا ہے اس کو (ثم دلت هذہ الجمل
علی انه تعالی عالم بالکلیات والجزئیات پھر آخر میں خلاصہ ذکر فرماتے ہیں) وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝۵۹

Marfat.com

اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور نہ خشک مگر یہ سب مکتوب ہیں کتاب میں جو واضح ہے یعنی لوح محفوظ میں **نجم الآیۃ** اللہ تعالی عالم
للمغیبات والمشاھدات سواء کانتا فی البرّ او فی البحر او فی الجوّ او تحت ظلمات الارض والکل مکتوب فی اللوح المحفوظ پہلے اللہ تعالی کے
احاطہ علمی کا بیان تھا آگے احاطہ قدرت کا بیان ہے پھر جیسے نوم سے یقظہ پر اللہ تعالی کو قدرت ہے ویسے اللہ تعالی کو موت کے بعد بعث بعد الموت پر
بھی قدرت ہے تاکہ ہر ایک کو جزاء اور سزاء ملجائے فرمایا **وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ** اور وہ وہی ذات ہے کہ نیند کراتی ہے تم کو رات میں
(کہ قبض کرلیتی ہے تمہارے اس ارواح کو جو کہ مابھا الامتیاز ہیں (قرطبی) **وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ** اور جانتا ہے جو کچھ تم دن میں کرتے رہتے ہو
(بمطابق اکثری عادۃ کے کہ رات کو نیند ہوتی ہے اور دن کو کاروبار ہوتے ہیں) **ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ** پھر اٹھاتا ہے تم کو دن میں **لِيُقْضٰى اَجَلٌ**
مُّسَمًّى تاکہ پورا کردیا جائے وقت مقررہ (حیاتی دنیاوی کا جو ازل میں ہر ایک کیلئے مقرر تھا پھر جب وقت قبور سے اٹھنے کا آئے گا تو تم کو قبروں سے
اٹھایا جائے گا) **ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ** پھر طرف اللہ تعالی کے تم کو لوٹنا ہے (یعنی موقف حساب میں تم کو پہنچایا جائے گا) **ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا**
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ پھر تم کو بتلاویں گے جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے (یعنی اعمال کی سزاء اور جزاء ملے گی ۔ اللّٰھم اعذنا من سوء الحساب) ع
آگے اللہ تعالی اپنی قدرت کا ایک نمونہ بتلاتے ہیں **وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ** اور وہی غالب ہیں اوپر بندوں اپنے کے (بیچ انفاذ ارادہ جات
اپنے کے کہ بندے اس کے آگے بے بس ہیں) **وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً** اور بھیجتے رہتے ہیں فرشتے اوپر تمہارے (کہ تمہاری جان اور اعمال کی نگرانی
کرتے رہتے ہیں کما قال اللہ تعالی (وان علیکم لحافظین کراما کاتبین) وقال اللہ تعالی (لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ
من امر اللہ) **حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ** یہاں تک کہ جس وقت آپہنچے ایک تمہارے کے پاس موت **تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا** تو اس کی روح
کو قبض کرلیتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (وقال الکلبی ملک الموت روح کو جسد سے قبض کرلیتا ہے پھر وہ ملائکہ رحمت کے حوالے کردیتا
ہے روح کو اگر وہ شخص مؤمن ہوتا ہے اور اگر وہ کافر ہوتا ہے تو ملائکہ عذاب کے حوالے کردیتا ہے اللّٰھم سلّمنا واسلمنا الی ملائکۃ الرحمۃ
ولا تسلّمنا الی ملائکۃ العذاب) **وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝** وہی فرشتے (خواہ محافظ ہوں خواہ ارواح قبض کرنے والے ہوں) کوتاہی نہیں
کرتے (ہمارے امر کی جیسا امر ہوتا ہے ویسا کرتے ہیں کما قال اللہ تعالی (لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون)
ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ پھر (دن قیامت کے) سب کے سب لائے جائیں گے اپنے مالک حقیقی کے سامنے **اَلَا لَهُ الْحُكْمُ**
خوب سن لو خالص اللہ تعالی کا ہی فیصلہ ہوگا **وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝** اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ وفی الحدیث انہ تعالی
یحاسب الکل فی مقدار حلب شاۃ وفی بعض الاخبار فی مقدار نصف یوم **نجم الآیات** اثبات البعث بعد الموت
بالدلیل الطبعی ای النومی والیقظی واثبات الحکم للہ تعالی لحساب عبادہ فی یوم الحساب پہلے وسعت علمی اور وسعت قدرتی للہ رب
العالمین کا بیان تھا آگے کفار کے معبودان باطلہ کے عجز کا بیان ہے اور معبود برحق کی قدرت کا بیان ہے **قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ**
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فرمادیجئے کون ہے کہ بچاتا ہے تم کو شدائد اور مصائب خشکی اور دریا سے **تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً** کہ پکارتے

Marfat.com

ہوتم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے سے (اور یوں بھی کہتے ہو کہ) لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ اگر نجات دیدیا ہم کو اللہ
تعالی نے اس مصیبت سے تو ضرور ہو جائیں گے ہم شکر کرنے والوں سے (کہ توحید پر راسخ ہو جائیں گے چونکہ اس کا جواب ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالی ہیں
نہ ان کے معبودان باطلہ مگر جواب دینے سے خاموشی اختیار کرتے ہیں تاکہ الزام حجۃ کا نہ ہو تو) قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا آپ جواب میں فرما دیجئے
کہ اللہ تعالی نجات دیتا ہے تم کو ان مصائب (شدیدہ سے خواہ برّی ہوں یا بحری ہوں) وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ اور ہر سختی سے جو غم میں مبتلا کرنے والی ہو
(صرف ان مصائب مذکورہ کی تخصیص نہیں ہے) ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ پھر تم شرک کرتے ہو (بعد نجاۃ مصائب کے تو خلاف عہد کے
کرتے ہو) **نجم الآیۃ** معبودان باطلہ کے اظہار عجز کا بیان اور کفار کے خلاف عہد کا بیان۔ آگے بیان ہے کہ جیسے اللہ تعالی کو قدرت
نجاۃ کی ہے ویسے اس کو قدرت عذاب کرنے کی بھی ہے قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ فرما دیجئے کہ وہ ذات
قادر ہے اوپر اس بات کے کہ بھیج دے تم پر عذاب کو اوپر سے (اوپر خلاف عہد تمہارے کے اور اوپر شرک و کفر تمہارے کے جیسے کہ صیحۃ اور حجارۃ
اور ریح اور ارسال السماء کے جیسا کہ اس قسم کا عذاب بھیجا تھا نوح علیہ السلام کی قوم پر اور لوط علیہ السلام کی قوم پر اور قوم عاد پر اور اصحاب الفیل پر)
اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا بھیجے عذاب کو تمہارے نیچے سے (جیسے رجفہ اور خسف اور اغراق جیسے کہ اغراق فرعون کا اور خسف قارون کا اور رجفہ
قوم ثمود کا) وعن جابر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعوذ بوجهك اى من مثل هذا العذاب للامة المسلمة وقيل انه خطاب
للكفار اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا یا الجھا دے تم کو مختلف فرقے کر کے یا معنی ہے کہ مختلط کر دے تم کو فرقے فرقے (کہ ہر فرقہ کا مذہب دوسرے
فرقہ سے مختلف ہو پھر آپس میں لڑتے رہو) وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اور چکھائے بعض تمہارے کے کو مزہ لڑائی بعض کا
عطف على (يلبسكم) وهو من قبيل عطف التفسير وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هاتان اهون ولفظ (او) فى الثانى اى (او من
تحت ارجلكم) لمنع الخلو فلذا تعوذ النبى صلى الله عليه وسلم فى المرتين واختار الثالث لعلمه صلى الله عليه وسلم ان احدهما كائن
لا محالة حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اوپر کے عذاب سے مراد ظالم بادشاہ اور بے رحم حکام کا مسلّط ہونا ہے اور نیچے کے عذاب سے مراد
اپنا نوکر غلام اور خدمتگار ہے **خلاصہ** یہ ہے کہ اللہ تعالی دنیا میں تمہارے بالادست حکام یا ماتحت ملازموں کے ذریعہ ظاہری عذاب
تم پر مسلط کر کے در حقیقت تمہارا رُخ آخرت کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں کہ اپنے اعمال کو درست کر لو اور عذاب آخرت سے بچ جاؤ اُنْظُرْ كَيْفَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ آپ توجہ فرمائیں کہ کس طرح ہم مختلف پہلوؤں سے دلائل توحید کے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ سمجھ
جائیں **نجم الآیۃ** التحذير عن استيصال مثل الامم السالفة للمكذبين وعن البأس الشديد للعصاة من المؤمنين ۔
آگے بیان ہے کہ کفار کو کچھ بھی تفقہ حاصل نہ ہوا وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ اور جھوٹا کہا ہے اس قرآن کو یا عذاب کو جس کی تہدید دی
ہے آپ کی قوم نے حالانکہ وہ برحق ہے قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ فرما دیجئے کہ نہیں ہوں میں تمہارے اوپر نگران (تاکہ میں تم کو جبراً
تکذیب سے روکوں) (باقی تکذیب کی سزا تم کو ضرور ملے گی اپنے وقت پر) لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ہر خبر کیلئے اس کا

Marfat.com

وقوع کاایک وقت متعین ہے اورتم اس کوضرورجلدی میں معلوم کرلوگے **نظم الآیۃ** التہدید بالعذاب علی التکذیب ۔

آگے اللہ تعالیٰ مکذبین کی مجالست سے روکتے ہیں ۔ **وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ** اور (ای مخاطب) جب دیکھو ان لوگوں کوجوہمارے آیات میں عیب جوئی کررہے ہیں (کہ کہتے ہیں (ھذا سحر مبین) و (ھذہ اساطیر الاولین) و (افتأتون السحر وانتم تبصرون) و (قالوا اضغاث احلام) فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ توان لوگوں کی مجالس سے کنارہ کش ہوجاؤ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ یہاں تک کہ وہ کسی اوربات میں لگ جائیں وفی القرطبی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقعد الی قوم من المشرکین یعظہم ویدعوھم فیستھزؤن بالقرآن فامرہ اللہ تعالیٰ ان یعرض عنھم اعراض مُنکِر وقال ابن جریج کان المشرکون یجلسون الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحبون ان یسمعوا منہ فاذا سمعوا استھزؤا فنزلت ھذہ الآیۃ وقال ابن العربی ھذا دلیل علی ان مجالسۃ اھل الکبائر لاتحل **وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ** (وھذہ الآیۃ کآیۃ (وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ) فالنسیان من الامور الطبعیۃ ففی مثل ھذہ المقامات نسبۃ النسیان الی الشیطان کنسبۃ التثاؤب الیہ فالتثاؤب من الامور الطبعیۃ نسبت الی الشیطان لمناسبۃ بین التثاؤب و بین الشیطان و قد ثبت النسیان خمسا واربع مرّات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایضا فعلم ان النسیان لایکون عن تسلّط الشیطان دائما ونسیان یوشع علیہ السلام ایضا کان من قبیل الامور الطبعیۃ کما کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا القبیل وھذہ الآیۃ ایضا کآیۃ (واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ) وفی حاشی الکبیر وقد جوّز ان یراد بنزغ الشیطان اعتراء الغضب وفرط تحذیر عن العمل بموجبہ (انتہی) وجاء فی الحدیث وفی آخرہ الا ان اللہ تعالیٰ اعاننی علیہ فاسلم فلا یأمرنی الا بخیر ۔ فعلی ھذا معنی الآیۃ) اور اگر بھلادے آپ کوامورطبعیہ میں سے کوئی امر (حکم فاعرض عنہم) والا **فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** ۶۸ تو یاد آنے کے بعد نہ بیٹھنا ایسے ظالموں کے ساتھ (کہ انہوں نے موضع تصدیق پر تکذیب کورکھا ہے اور موضع تعظیم پر استہزا کو رکھا ہے) آگے فرماتے ہیں کہ کفار مستہزئین کی مجالس میں بہ نیت نہی عن الاستہزاء کے جانا جائز ہے **وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ** ۶۹ اور نہیں ہے اوپر ان لوگوں کے (یعنی صحابہ کرام کے) جو استہزاؤں سے بچتے ہیں کوئی حساب مستہزئین کا ولیکن (ان کی مجالس میں جاکر) ان کویاد دلانا ہے (کہ استہزاء مت کرو) تاکہ وہ لوگ بچ جائیں (استہزاؤں سے) **وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا** اور چھوڑدے اور کنارہ کش ہوجایئے ان لوگوں سے جنہوں نے بنالیا ہے دین اپنے کو (جس کے ساتھ مکلف کیے گئے ہیں) کھیل اور تماشا کہ اس کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں جیسا کہ یہود کے بارے میں آیا ہے (واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا) کہ مسلمان جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو یہود استہزاءً کہتے تھے (قد قاموا لا قاموا) **وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا** اور دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان کو دنیاوی زندگی نے (کہ کہتے ہیں (ان ھی الا حیاتنا الدنیا) نیز کنارہ کشی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مواعظ قرآنیہ بھی چھوڑ دیے جائیں بلکہ **وَذَكِّرْ بِهٖٓ** اور نصیحت کرتے رہو ساتھ قرآن مجید کے یا معنی ہے اور یاد دلواتے رہو ساتھ مطالب قرآنیہ کے **اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ**

Marfat.com

وقال الراغب ای المعنی وذکّر بالقرآن لئلا تُسلم للهلاك اور تذکیر کرتے رہو ساتھ قرآن کے تاکہ نہ سپرد کیا جائے کوئی شخص ہلاکت اور عذاب
کیلئے بسبب اپنے کردار کے لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ کہ نہ ہوگا اس شخص کیلئے کوئی متولی (جلب نفع کیلئے) اور نہ کوئی شفیع
(دفع مضرۃ کیلئے) وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا اور اگر معاوضہ دیوے وہی شخص (جو عذاب کیلئے سپرد ہے) کل معاوضہ کا (یعنی بالفر[ض]
کل دنیا کا معاوضہ دیوے تاکہ عذاب سے بچ جائے) تو اس سے نہ لیا جائے گا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ایسے لوگ (جنہوں نے
اپنے دین تکلیفی کو لعبا و لھوا بنا یا ہوا ہے) وہ ہیں جن کو سپرد کیا جائے گا عذاب کے بسبب ان کے کرداروں کے۔ آگے ان کے عذاب کا بیان ہے لَهُمْ
شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ ان لوگوں کیلئے پانی پینے کا ہوگا جو کہ سخت گرم ہوگا اور عذاب دردناک ہوں گے ع ٨ ١٤
(علاوہ گرم پانی کے) بسبب اس کے کہ تھے دنیا میں کفر پر استمرار کرنے والے

ربط الآیات

دین کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کے ساتھ مجال[ست]
کی ممانعت کا بیان الیتہ ان کو مواعظ قرآنیہ سے محروم نہ رکھا جائے گا تاکہ عذاب الٰہی سے بچ سکیں جو کہ بہت سخت ہے۔ مسلمانوں کو مستہزئین کی صحبت
روکنے کے دو وجوہ تھے ایک یہ کہ قرآن اور اسلام سے تمسخر اڑاتے تھے دوسرا یہ کہ کفار مسلمانوں کو ردّۃ کی دعوت دیتے تھے کہ پھر ہمارے مذہب میں آجاؤ
تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ردّ کی تعلیم دی تاکہ کفار کی امیدیں مسلمانوں کے ردّۃ سے منقطع ہو جائیں کہ ارتداد کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہ مسافر
اپنے رفقاء راہ جاننے والوں کے ساتھ کسی جنگل میں سفر کر رہا ہو کہ اچانک اسی مسافر کو خبیث جنات نے جو اسی جنگل کے رہنے والے ہیں راہ راست سے
بھٹکا کر سیدھی راہ سے جو اپنے رفقاء کے ساتھ طے کر رہا الگ کر دیا ہو کہ اسی مسافر کو جنی ہو گیا ہو کہ وہ مخبوط الحواس ہو کر نہ کچھ سمجھتا ہے اور نہ
ادھر اپنے ساتھیوں کے پاس آتا ہے حالانکہ اس کے ساتھی اس کو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ہمارے طرف ادھر سیدھی راہ پر آجاؤ ولیکن وہ مخبوط الحو[اس]
ہو گیا ہے کہ وہ ساتھیوں کی بات کو نہیں سمجھتا تو فرمایا کہ ایسی مثال ہے مسلمان کی کہ آخرت کا سفر اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ سیدھی راہ پر
طے کر رہا ہوتا ہے ولیکن جب وہ مرتد ہو جائے العیاذ باللہ تو گویا کہ کفار جو بمنزلہ خبیث جنات کے ہیں اس کو مخبوط الحواس کر دیتے ہیں کہ اسلام سے
جو کہ سیدھی راہ آخرت کی ہے جو کہ مسلمانوں کے ساتھ طے کر رہا تھا بوجہ اثرات کافروں کے جو کہ بمنزلے خبیث جنات کے ہیں مخبوط الحواس ہو گیا ہے
گرچہ اس کے ساتھی مسلمان اس مرتد کو واپس اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں تاہم بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ اپنے معاملات میں و[ہ]
مرتد مخبوط الحواس ہو گیا ہے تو اس مثال سے ارتداد سے نفرت دلائی ہے کہ جو مرتد ہو گیا اسلام کی طرف واپس آنا ایسا ہے جیسا کہ زہر قاتل پی کر
پھر بچنے کی امید رکھنی ہو تو یہ آیت کریمہ ان مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے مسلمانوں کو ترک اسلام کی دعوت دی تھی فرمایا کہ تم ہمیں ایسے
مذہب کی طرف دعوت دیتے ہو جس میں غیر اللہ کی عبادت ہے پھر نہ ان کی عبادت میں نفع ہے اور نہ ترک میں نقصان ہے قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا فرما دیجئے کیا ہم عبادت کریں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو (بصورت ان کی عباد[ت]
کے) اور نہ نقصان پہنچا سکیں ہم کو (بصورت ترک ان کی عبادت کے) وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ عطف علی (ندعوا)
اور کیا پھیرے جائیں ہم اپنے الٹے پاؤں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو سیدھی راہ (آخرت کی) دکھلا دی ہے كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ

Marfat.com

فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ (پھر ہماری مثال) اس شخص جیسی بن جائے جس شخص کو جنگل میں خبیث جنات نے راستہ سے بے راستہ کردیا ہو کر وہ
بھٹکتا پھرتا ہو جیساکہ مشرک کے بارے میں فرمایا ہے (من یشرك بالله فکانما خرّمن من السمآء الآیۃ) لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى
الْهُدَى ائْتِنَا اس کیلئے ساتھی بھی ہوں کہ اس کو بلاتے ہوں سیدھی راہ کی طرف کہ ہماری طرف آجا (مگر وہ غایت حیرت میں ساتھیوں کی بات
کو سمجھتا نہیں ہے تو فرمایا کہ مرتد کا حال ایسے ہوجاتا ہے کہ پھر دین اسلام کی طرف رجوع نہیں کرتا متحیر الحال جیسے زندگی بے آرام کی گذارتا رہتا ہے
قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى فرمادیجئے کہ یقینا ہدایت اللہ تعالیٰ کی یعنی دین اسلام وہ ہے صحیح راہ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
عطف علی (ان هدی الله هوالهدی) داخل تحت القول) اور (فرمادیجئے) کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم مطیع رہیں پروردگار عالمین کے وَاَنْ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ عطف علی محل (لنسلم) اور (حکم دیا گیا ہے ہمیں) کہ پوری پابندی رکھو نماز کی اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ کے (عذاب
سے اس کی مخالفت احکام میں) وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور وہی ذات ہے جس کی طرف (قبروں سے نکل کر حساب کیلئے) جمع کئے
جاؤگے **ربط الآیات** ارتداد کی دعوت کو رد کرنے کا بیان ہے اور ارتداد کے نتائج بد کا بیان ہے اور اسلام کی حقانیت کا بیان
ہے ۔ آگے مبدأ اور معاد کا بیان ہے وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور
زمین کو ساتھ حکمت کے (کہ ان سے استدلال پکڑا جائے اس کی وحدت کا اور بعث بعدالموت کا کہ جس کو ابتداءً ایسے قدرت ہے کیا دوبارہ پیدا کرنے
پر قدرت نہیں ہے بلکہ مبدأ اور معاد دونوں اس کے سامنے برابر کے آسان ہیں) وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ اور جس دن اللہ تعالیٰ فرمادیں گے
ای یوم القیامت کو فوراً ہوجا پھر وہ یوم القیامت فوراً ہوجائے گا قَوْلُهُ الْحَقُّ فرمانا اللہ تعالیٰ کا کہ (کن) یہ برحق ہے (کہ باثر ہے کیونکہ فوراً
(فیکون) ہوجائے گا) وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ اور خالص اسی اللہ تعالیٰ کی حکومت ہوگی صورۃ وحقیقتاً جس دن پھونک ماری جائیگی
صور میں عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اشیاء کا اور ظاہری اشیاء کا وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ اور وہی
بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے (فیصلہ برحق کرنے والے کے جو صفات لازم ہیں وہ سب اسی ذات کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا ہر قسم کی زمام حکومت
کی اسی کے ہاتھ میں ہوگی) **ربط الآیۃ** مبدأ سے استدلال اور پر معاد کے پھر اس کی حکومت خالصہ کا بیان پھر حکومت کے لوازمات کا
بیان ۔ آگے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مواعظ حسنہ توحیدیہ کا ذکر فرماتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام عرب کے جد
امجد ہیں بنا بریں ان کے مواعظ دلنشین ہوسکتے ہیں **خلاصہ** یہ ہے کہ شرک کی تردید نقلی کو ذکر فرماتے ہیں وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ
لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور یاد کرو جب کہ فرمایا ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے باپ آزر کو کہ کیا بنالیا ہے تم نے بتوں کو معبود بے شک میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں (بوجہ عبادت غیر اللہ کے
تفسیر مظہری میں ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور چچے کے اوپر بھی اطلاق باپ کا صحیح ہے کما فی قولہ تعالیٰ (نعبد الٰهك واله
آباءك ابراهيم واسماعيل واسحاق الٰها واحدا) اور اسماعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچے تھے اور امام رازی بھی کہتے ہیں

کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچے تھے وقد صنّف السیوطی فی اثبات اسلام آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی آدم علیہ السلام رسائل
کذا فی المظہری (وفی البخاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن
الذی کنت فیہ) وفی المظہری وصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آبائہ کلھم من آدم علیہ السلام الی ابویہ کانوا مؤمنین
وفیہ ولعل تارخ (ای اباہ) مات وترک ابراھیم علیہ السلام فی بطن امہ او ولیدا رضیعا وربّاہ عمہ آزر ۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی
قوم صنم پرست اور شمس پرست اور قمر پرست اور کواکب پرست تھی پھر شمس کی تصویر سونے سے بناتے تھے اور قمر اور کواکب کی تصویریں چاندی کی بناتے
تھے اور ان تصویروں کو قبلہ سمجھکر شمس اور قمر اور کواکب کی پرستش کرتے تھے اور زیادہ نظر ان کے جو اصنام تھے وہ شمس اور قمر اور کواکب کی تصویریں تھیں
تو ان تصویریں کی جو عبادت کرتے تھے ان میں تصرف شمس اور قمر اور کواکب کا سمجھتے تھے بنا بریں (اصناما) پر آلھۃ) فرمایا ہے اور شمس اور قمر
اور کواکب پر (رب) کا اطلاق فرمایا تو اوّلا ابراہیم علیہ السلام اصنام کی پرستش پر ردّ فرمایا پھر شمس اور قمر اور کواکب کی پرستش پر ردّ فرمایا
اور آخر میں توحید کا سبق دیا اس وقت ان کی عمر شریفہ پندرہ سال کی تھی کذا قال محمد بن اسحاق اور جب نمرود سے مناظرہ فرمایا اس وقت ان کی
عمر شریفہ سترہ سال کی تھی آگے اللہ تعالی ان کے حق میں فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالی ایسے دلائل توحید باری تعالی کے عطاء فرمائے
تھے کہ علم الیقین سے ترقی فرما کر عین الیقین کے درجہ تک پہنچ گئے تھے جیسا کہ آیا ہے (رب ارنی کیف تحی الموتی) فرمایا) **وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ**
اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور (جیسے کہ ہم نے ان کو نور توحید کا عطاء فرمایا تھا جس کی وجہ سے معبودان باطلہ کی تردید فرمائی تھی)
ویسے دکھلایا تھا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو عجائبات آسمانوں کے اور زمین کے (کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کشف اللہ لہ السموات والارض
حتی العرش واسفل الارضین (بحر المحیط) لیقیم الحجۃ علی قومہ) **وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ** ۝ عطف علی مقدر ای (لیقیم الحجۃ
علی قومہ) اور تاکہ ہو جائیں زمرہ راسخین سے (جو درجہ عین الیقین کا حاصل کرنے والے ہیں من معرفۃ اللہ وتوحیدہ بعد درجہ علم الیقین کے ۔
آگے نور پرستی کا ردّ فرماتے ہیں **فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ** ھذہ الجملۃ معطوفۃ علی قولہ تعالی (واذ قال ابراھیم) (وجن) **رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ ھٰذَا**
رَبِّيْ (پیچھے تردید آلہ باطلہ میں بات چل رہی تھی (فلما جن) بھی اسی کی ایک شاخ ہے یعنی دن کے کسی حصہ میں اصنام کی عبادت کی تردید فرمائی)
پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو دیکھا ستارہ کو (ابن عباس فرماتے ہیں کہ دیکھا تھا کوکبا المشتری کو) فرمایا (ھذا ربی) ای ھذا ھو
الرب الذی تدعوننی الی عبادتہ یعنی یہ ستارہ وہی رب ہے میرا جس کی عبادت کی طرف مجھے بلاتے ہو یا معنی ہے یہ ہے رب میرا تمہارے
گمان کے موافق (جیسے موسی علیہ السلام نے فرمایا (وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ عاکفا) ای فی زعمک الفاسد) ابراہیم علیہ السلام کی قوم
کواکب پرست تھی ہر کوکب کیلئے جس کی پرستش کرتے تھے اس کی معدنیات سے اسی کی شکل میں صنم تیار کیا ہوا تھا پھر اسی صنم کی عبادت کرتے
تھے مگر مؤثر کواکب کو سمجھتے تھے نہ صنم کو یا صنم کو صرف حیثیت قبلہ کی دیتے تھے **فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ** ۝ پھر جب وہ ستارہ
غائب ہو گیا تو فرمایا میں نہیں پسند کرتا (عبادت) غائب ہونے والوں کی (یعنی منتقل ہونے والے ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کے

Marfat.com

یہ علامت ہے حدوث کی اور حدوث منافی ہے الوہیت و ربوبیت کے تو یہ ستارہ کیسے (ھذا ربی) ہوا بیچ زعم فاسد تمہارے کے جس پر ان کی قوم بالکل خاموش
ہوگئی تو ثابت ہوگیا وہی کلمہ جو فرمایا تھا (انی اربك و قومك فی ضلال مبین) جب وہ ستارہ غائب ہوگیا فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ
پھر جب دیکھا چاند کو چمکتا ہوا تو فرمایا (ھذا ربی) فی زعمکم الفاسد الذی تدعوننی الی عبادته فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۝ تو جب غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرا حقیقی رب مجھے صحیح راستہ نہ بتلاتا تو میں بھی گمراہ لوگوں سے
ہو جاتا (کہ آفلین و متغیرین کو اپنا متصرف سمجھتا جیسے تم سمجھ رہے ہو) و قال ذلك شكرا لنعمة الهداية كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا
الله ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا) فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ پھر جب دیکھا سورج کو چمکتا ہوا تو فرمایا یہ جرم و جسد رب
ہے میرا (تمہارے عقیدہ باطل میں) یہ جرم تو بہت بڑا ہے (کوکب اور قمر کے بہ نسبت) فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝
پھر جب وہ سورج (شام کو) غائب ہوگیا (معلوم ہوا کہ کل کے دن غروب سے پہلے کا مناظرہ شروع ہوا تا آج کے دن غروب کے بعد تک) تو فرمایا اے
میری قوم یقینا میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم اللہ تعالی کا شریک ٹھیراتے ہو (تصرف میں اور عبادت میں) اور ابن عطیہ کہتا ہے کہ یہ ترتیب ایک ہی رات میں تب
ہو سکتی ہے جب کہ مہینہ کی تاریخ پندرہ سے تا بیس تک کسی رات میں ہو پھر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ واقعات ثلثہ ایک ہی رات کے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام
معبودان باطلہ کی عبادت کو اور ان کی الوہیت کو باطل قرار دیا تو اب آگے ایک معبود برحق کی عبادت کی طرف دعوۃ دیتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ یقینا میں متوجہ کرتا ہوں اپنے آپ کو (کلیۃ) اس ذات
کے سامنے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو (بلا مثل سابق کے) درانحالیکہ ہر دین باطل سے معرض ہو کر ایک دین حق کی طرف رغبت کرنے والا
ہوں اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں سے۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلائل عقلیہ توحیدیہ سے اپنی قوم پر ایسی حجت قائم کر دی جس سے وہ لاجواب
ہو کر ڈرانا دھمکانا شروع کیا کہ ہمارے اصنام سے ڈرو کہ آپکو شدید نقصان پہنچائیں گے اور نمرود سے ڈرو کہ آپ کو قتل کر دیگا یا جلوا دیگا کما قال
اللہ تعالی وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ اور جھگڑا کیا ابراہیم علیہ السلام سے ان کی قوم نے (جب کہ جواب دینے سے عاجز ہو گئے) قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ
فِی اللّٰهِ تو فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا جھگڑتے ہو تم اللہ تعالی کی توحید میں (بعد اتمام استدلال کے) وَ قَدْ هَدٰىنِ حالانکہ اللہ تعالی نے مجھ کو
توحید کا راستہ اور دلائل بتلائے ہیں (تو تمہارے دلائل سے کہ (وجدنا علیه آبادنا) دلائل اللہ تعالی کے صحیح ہیں باقی تمہارا ڈرانا دھمکانا بتوں سے اور
نمرود سے تو ان سے مجھے کسی قسم کے گزند کا کوئی ڈر نہیں ہے کیونکہ) وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اور نہیں ڈرتا ہوں میں ان سے جن کو تم نے اللہ تعالی
کا شریک ٹھیرایا ہوا ہے (یعنی اصنام سے کیونکہ ان میں صفت قدرت کی مفقود ہے اور اگر مجھے نمرود سے ڈراتے ہو تو مجھے اس کا بھی فکر نہیں ہے کیونکہ
اس میں قدرت مستقلہ نہیں ہے) اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْــٴًـا مگر یہ کہ چاہے رب میرا (کہ مجھے کوئی گزند پہنچے تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا نہ ان
کی طرف سے) وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے تمام اشیاء کا (تو جیسے اسکی قدرت وسیع ہے ویسے اس کا علم
بھی وسیع ہے اور تمہارے معبودان باطلہ کو مع نمرود کے نہ قدرت مستقلہ ہے اور نہ علم وسیع ہے) اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ۸۰ ای اتعرضون عن

التامل فی دلائل ابطال الآلہۃ (فلا تتذکرون) یعنی کیا تم اعراض کرتے ہو الہ باطلہ کے ابطال کے دلائل میں فکر کرنے سے پھر نہیں سوچتے ہو کہ وہ الہ باطلہ میرے نقصان پر قادر نہیں ہیں پھر جب وہ قادر نہیں ہیں) وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ تو کیسے ڈروں میں ان سے جن کو تم نے اللہ تعالی کا شریک بنایا ہوا ہے (کیونکہ وہ محض عاجز ہیں کہ اپنے عابدین کو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنے غیر عابدین کو نقصان پہنچا سکتے ہیں بلکہ ان اصنام کو جو شخص ضرر پہنچائے اس کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے جیسا کہ بعد میں ان کے عابدین کو اس کا مشاہدہ کروایا جیسا کہ فرمایا (فجعلھم جذاذا) پھر کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے) وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا اور نہیں ڈرتے ہو تم (اللہ تعالی کے عذاب سے) بوجہ اس کے کہ تم نے شریک ٹھیرایا ہے ان کو جن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی (اور وہ ذات قادر مطلق ہے اور وسیع العلم بھی ہے کہ مجرموں کی پوری خبر رکھتا ہے اور ان کے عذاب کرنے پر پوری قدرت بھی رکھتا ہے اب تم خود فیصلہ کر لو کہ موحد احق بالامن ہے جو اس کا مطیع ہے یا مشرک جو اس کا مجرم ہے فرمایا) فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ پھر کونسا دو فریقوں سے (یعنی موحدین سے یا مشرکین سے) زیادہ حقدار ہے ساتھ امن کے عذاب الہی سے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (جب (احق بالامن) کے جواب میں لاجواب ہو گئے تو خود جواب میں فرمایا) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں (تمام ان چیزوں کے ساتھ جن کے ساتھ ایمان لانا فرض ہے) ع ۱۵ اور نہیں مخلوط کرتے اپنے ایمان کو ساتھ شرک کے ایسوں کیلئے امن ہے (عذاب الہی سے) اور وہی ہیں راہ راست پر چلنے والے (دنیا میں) وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ اور یہی حجج (اوپر ابطال شرک کے) دلیل تھی ہماری (توحید کی) دی تھیں ہم نے یہی حجج ابراہیم علیہ السلام کو مقابلے ان کی قوم کے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ بلند کرتے ہیں ہم بڑے مرتبے (علمی و عملی) جس کے ہم چاہتے ہیں (جن میں انبیاء علیہم السلام داخل ہیں۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ بے شک رب آپ کا بڑی حکمت والے ہیں بڑے جاننے والے ہیں (کہ جس کو ایسی مقام کا جاننا اسی کو رفعت درجات سے نوازا کہ حکمت اسی میں ہے)

نجم الآیات بیان الحجج الابراهيمية التوحيدية العقلية البالغة الغالبة - فی بطلان الشركاء سواء كانت من الفلكيات كالشمس والقمر والكواكب او من العنصريات من ذوی العقول كنمرود او من الجمادات كالاصنام والنمرود كانوا يعاملونه معاملة الشريك كالسجدة والتصرف الاستبدادی وغيرهما - اتنے تک ابراہیم علیہ السلام پر جو نعم الہیہ ذاتی تھے ان کا بیان تھا، آگے ان پر جو نعم بوجہ ان کے اصول و فروع کے تھے ان کا بیان ہے کہ ان کے اصل نوح علیہ السلام تھے اور وہ نبی اللہ تھے اسی طرح ان کے فروع اسحاق علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام تھے وہ دونوں بھی نبی اللہ تھے اور سلسلہ فروع نبوت کا صرف ان دو میں بند نہ تھا بلکہ بنی اسحاق علیہ السلام سے آخری نبی عیسی علیہ السلام تھے اور بنی اسماعیل علیہ السلام سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین ہونے کیلئے اللہ تعالی نے منتخب فرمایا **خلاصہ** یہ ہے کہ اللہ تعالی نعم ابراہیمیہ باعتبار اصول کے اور خاص فروع کے ذکر فرماتے ہیں فرمایا وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ اور عطاء کیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو (ان کا بیٹا) اسحاق علیہ السلام (جن کی عمر شریف ایک سو اسی سال کی تھی یہ لفظ عجمی ہے اس کا معنی عربی میں ضحاک ہے پھر ان کی پشت سے عطا کیا ہم نے) وَيَعْقُوْبَ یعقوب علیہ السلام کو (جن کی عمر شریف

سو سینتالیس سال کی تھی وقال اللہ تعالیٰ (فبشرنا ھا باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب) چونکہ لفظ یعقوب علیہ السلام سے اشارہ بنی اسرائیل کے اصل کی طرف ہے لہذا اسحاق علیہ السلام کے نام سے اسماعیل علیہ السلام کے نام کو مقترن نہیں فرمایا، **كُلًّا هَدَيْنَا** ان ہر تین کو ہم نے ہدایت دی تھی (یعنی ان کو نبی بنایا تھا) **وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ** اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہم نے نوح علیہ السلام کو بھی نبی بنایا تھا (جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے اصل تھے) **وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ** عطف علی محل (نوحا) **دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ** اور ہدایت دی ہم نے بعض ان کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام کو اور سلیمان علیہ السلام کو (یعنی ان دو کو بھی نبی بنایا پھر ان دو کو مقترن فرمایا کیونکہ یہ دونوں علاوہ نبی اللہ ہونے کے بادشاہ بھی تھے اور باپ و بیٹا بھی تھے) **وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ** عطف علی (داؤد) اور ہم نے ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام کو بھی نبی بنایا (پھر ان دو کو مقترن فرمایا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ دونوں شدید ابتلاء میں مبتلا ہوئے تھے ایوب علیہ السلام جسد میں اور یوسف علیہ السلام سجن میں) **وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ** عطف علی (داؤد) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبی بنایا (پھر ان دو کو ذکر میں مقترن فرمایا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بھائی تھے) **وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝٨٤** اور جیسے ہم ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی تھی باعتبار رفع درجات کے ویسے ہم جزاء دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو (جن کی عبادت کا مقام احمد ربک کانک تراہ کا ہوتا ہے یہ مماثلۃ من کل الوجہ مراد نہیں ہے بلکہ مماثلت من وجہ ہے باعتبار اعمال کے اور ان کی جزاء کے) **وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ** عطف علی (داؤد) اور ہم نے نبی بنایا زکریا علیہ السلام کو اور یحییٰ علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو اور الیاس علیہ السلام کو (ان چار کو مقترن فرمایا باعتبار اس کے کہ یہ چار انبیاء علیہم السلام زہد اور ترک دنیا میں شدید تھے پھر مقترن فرمایا زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کو باعتبار باپ و بیٹے ہونے کے اور مقترن فرمایا عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو باعتبار خوش خلقی کے اور عیسیٰ علیہ السلام کو ذکر امقدم فرمایا الیاس علیہ السلام پر باعتبار تفاوت رتبی کے) **كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٥** ہر ایک ان انبیاء علیہم السلام سے تھے نیک بختوں میں سے **وَاِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا** اور ہم نے نبی بنایا اسماعیل علیہ السلام کو اور یسع علیہ السلام کو اور یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو (پھر ان چار انبیاء علیہم السلام کو مقترن فرمایا کہ ان کے درمیان ایک گونہ عجیب مشابہت ہے کہ خلق میں سے ان کا ماننے والا کوئی نہیں رہا یہاں پر حضرت ابن عباس نے فرمایا نوح علیہ السلام کے علاوہ باقی انبیاء علیہم السلام ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے ہیں گرچہ لوط علیہ السلام ان کے بھتیجے تھے مگر عم پر اطلاق اب کا ہے جیسے کہ آیا ہے (قالوا نعبد الٰھك والٰه آباءك ابراهيم واسماعيل واسحاق) حالانکہ اسماعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کریمہ میں چھ قسم کے مراتب کو ذکر فرمایا ۱ مرتبہ ملک اور حکومت کا جس میں ذکر فرمایا داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا ۲ مرتبۃ البلایا شدیدہ کا جس میں ذکر فرمایا ایوب علیہ السلام کا ۳ مرتبۃ الجمع بین البلایا الشدیدۃ وبین الوصول الی الحکومۃ جس میں ذکر فرمایا یوسف علیہ السلام کا ۴ مرتبۃ قوت براہین کا اور معجزات کا اور قتال کا اور رعب کا جن میں ذکر فرمایا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ۵ مرتبۃ الزھد الشدید والانقطاع عن الناس للعبادۃ جن میں

ذکر فرمایا زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا ع۔ مرتبہ عدم اتباع الامۃ کا جس میں ذکر فرمایا اسماعیل علیہ السلام اور یسع علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا پھر آگے ان کے درمیان قدر مشترک فضیلت کو ذکر فرماتے ہیں) وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۶ اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے برتری دی تھی (باعتبار نبوت کے) ان تمام جہان والوں پر (جن کو نبوت نہ دی تھی) وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ عطف علی (کلا) اور برتری دی تھی ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کے بعض آباء کو اور بعض ان کی اولادوں کو اور بعض ان کے بھائیوں کو (تو یہ برتری ان انبیاء علیہم السلام کیلئے ہو گئی باعتبار اصول و فروع کے جیسے کہ بعض آباء سے آدم علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام یہ سب انبیاء علیہم السلام تھے اور جیسے کہ بعض فروع سے ذریۃ نوح علیہ السلام کی جو انبیاء علیہم السلام تھے اور بعض اخوانھم سے ہارون علیہ السلام تھے **خلاصہ** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے اصول اور فروع اور بھائی کے انبیاء علیہم السلام ہوتے پر انہیں مذکورہ انبیاء پر بہت بڑی برتری کا ذکر فرمایا ہے) وَاجْتَبَيْنٰهُمْ اور ان سب کو ہم نے اپنا مجتبیٰ بنایا تھا (کہ جاذبیت ان کیلئے ہماری طرف سے تھی) وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۸۷ اور ہم نے ان سب کو ہدایت دی صراط مستقیم کی طرف (یعنی اعتقادات حقہ اور اعمال فرعیہ جو ہر ایک کی شریعت میں تھیں بتلا دئے جن پر وہ چلتے تھے اور اپنی امت کی بھی اسی طرف رہبری فرماتے تھے) ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یہ عقائد حقہ اور اعمال فرعیہ صالحہ بتلائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ بتلاتا ہے یہی جس کو چاہتا ہے (آگے تہدید علی الشرک کو ذکر فرماتے ہیں کہ شرک ایسا جرم ہے کہ اس کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے) وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۸ اور اگر بالفرض انبیاء علیہم السلام شرک کرتے تو البتہ ضائع ہوتا ان سے ثواب ان اچھے کاموں کا جو وہ کرتے تھے (وفی القرطبی اور اگر وہ میرے سوا کسی کی عبادت کرتے تو ان کے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے (ولکنی عصمتھم) ولیکن میں نے ان کو معصوم کیا تھا (کہ صغائر بھی ان سے صادر نہ ہوئے تھے) تو ایسے قسم کے خطابات تہدیدی امت کیلئے ہوتے ہیں کیونکہ صدق قضیہ کا صدق مقدم اور تالی کو تقاضا نہیں کرتا یعنی قضیہ تو صادقہ ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقدم کا وجود ضرور ہو تا کہ اس پر تالی کا وقوع ہو کما قیل ان دخلت الدار فانت طالق اور اسی قبیلہ سے ہے (لئن اشرکت لیحبطن عملك) **نجم الآیۃ** التحذیر عن الشرك علی وجہ شدید اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ یہ اٹھارہ انبیاء علیہم السلام ایسے تھے جن کو مجموعی طور پر دی تھی ہم نے کتاب آسمانی اور شریعت اور نبوت (تو یہ تین اشیاء بڑے فضیلت کے اشیاء ہیں جن سے امم کو فائدہ اٹھانا چاہیئے) فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ پھر اگر کفر کریں ساتھ ان تین کے (جو آپ کو عطاء کئے ہیں) یہی کفار فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝۸۹ تو ہم نے مقرر کر دئے ہیں ساتھ ان تینوں کے ماننے کے (جو آپ کو عطاء ہوئے ہیں) ایسی قوم (یعنی انصار اور مہاجرین اور کل مؤمن اور مؤمنات) کو جو ان کے ساتھ کافر نہ ہوں گے **نجم الآیۃ** (واللہ متم نورہ) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ یہی انبیاء علیہم السلام کی جماعت وہ ہے جن کو اللہ

Marfat.com

تعالی نے اعتقادات صحیحہ اور اعمال فرعیہ شرعیہ من الصلوٰۃ والزکاۃ وغیرہما اور معاملات معاشیہ من النکاح والطلاق والبیوع وغیرہم اور مکارم الاخلاق من الصبر والعفۃ والسخاوۃ الخ عطا کئے تھے فَبِهُدٰىهُمُ پھر ساتھ ان کے عقائد حقہ کے اور ساتھ ان کے ان شرائع کے جو غیر منسوخہ ہیں اور ساتھ ان کے مکارم الاخلاق کے مثلاً جیسے توبہ آدم علیہ السلام کی تھی اور شکر نوح علیہ السلام کا تھا اور وفاء ابراہیم علیہ السلام کی تھی اور صدق وعدہ اسماعیل علیہ السلام کا تھا اور حلم اسحاق علیہ السلام کا تھا اور حسن ظن یعقوب علیہ السلام کا تھا اور احتمال اور برداشت یوسف علیہ السلام کی تھی اور صبر ایوب علیہ السلام کا تھا اور انابۃ داؤد علیہ السلام کی تھی اور تواضع سلیمان علیہ السلام کی تھی اور اخلاص موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور عبادت زکریا علیہ السلام کی تھی اور عصمۃ یحییٰ علیہ السلام کی تھی اور زہد عیسیٰ علیہ السلام کا تھا اقْتَدِهْ اقتداء کرو (یعنی ان کے عقائد حقہ کو اور جو ان کے شرائع غیر منسوخہ تھے ان کو اور ان کے مکارم اخلاق کو اپنی شریعت میں داخل کرو یعنی ان پر عمل کرتے رہو اور اپنی امت کو بھی عمل کرواتے رہو اور یہ حکم ایسا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم) ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ واضح طور پر احکامات کو بیان فرمائیں تمہارے نفع کیلئے اور بتلائیں تم کو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے احکامات بھی تاکہ یہ شریعت متفق علیہا اور اجماعیہ بن کر صاحب بڑی فضیلت کی بن جائے ؎ آنکہ ہمہ دارند تو تنہا بداری ۔ اور (وانک لعلیٰ خلق عظیم) کا مکمل طور پر مظاہرہ ہو (اقتدہ) زیدالھاء للسکت)

نجم الآیۃ بیان الفضیلۃ الخاصۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے فضیلت اشاعت قرآن کا بیان ہے کہ تبلیغ وتعلیم قرآن کی ایسی چیز نہیں ہے جس پر اجرت لی جائے قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا فرمادیجئے کہ میں نہیں مانگتا تم سے تبلیغ وتعلیم پر کچھ اجرت اور مزدوری اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ۠ نہیں ہے یہ قرآن مگر ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کیلئے (لہذا ایسی عام خیر

ع ۱۰ ۸ ۱۶

خواہی پر اگر اجرت ہو تو نصیحت مؤثر نہ ہوگی علاوہ ازاں اپنے فریضہ کی ادائگی پر اجرت لینا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے کہ آج تک کسی نبی اللہ نے بھی تبلیغ پر اجرت نہیں لی ہے) **نجم الآیۃ** دین کا کام جو قدر مشترک ہو اس پر اجرت نہ لی جائے جیسے تعلیم قرآن وحدیث کی اور اذان وصلاۃ وامامت اور تبلیغ دین کی الخ ھکذا افتی المتقدمون المتورعون آگے (وما قدروا اللہ حق قدرہ سے تا تستکبرون تک) یہ آیات مدنی ہیں اس سے پہلے فرمایا (فان یکفر بھا ھؤلاء) پھر اگر کفر نہ مانیں کتاب کو اور آپ کی شریعت کو اور آپ کی نبوت کو یعنی کفار مکہ کے کفر بالنبوت کا ذکر تھا آگے یہود مدینہ کے کفر بالنبوت کا ذکر ہے کہ اہل کتاب والے کفار مکہ سے بھی شدۃ سے نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں کہ انکار نبوت میں آکر یوں کہتے ہیں (ما انزل اللہ علی بشر من شیئ) تو اولاً یوں رد فرمایا کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ اور نہیں پہچانا (منکرین نبوت من اہل الکتاب کے) اللہ تعالیٰ کو حق پہچاننے کا (کہ اس کا انعام عباد پر بھیج انزال کتب سماویہ کے کتنا بڑا ہے کہ احکامات الٰہیہ سے واقفیت ہونے کے بعد اس پر عمل پیرا ہونے میں جنت کا وعدہ فرمایا ہے) جب کہ انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کبھی بھی کوئی شیئ نازل نہیں فرمائی (کہ اس میں ناحق شناسی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اوپر حق فضلی بنتا ہے کہ اپنے احکامات سے کتب سماویہ کے ذریعے اپنے عباد کو واقف کریں پھر بندوں کا حق وجوبی بنتا ہے کہ اس پر عمل کر کے فضل الٰہی

Marfat.com

کے حق دار تفصیلاً نہیں تو انکار انزال کتب سے لازم آتا ہے کہ اس کے اس حق فضلی سے ناواقف ہیں تو پھر سوء ادب اور بے قدری ہوئی (والقدر) استعمل

فی معرفۃ الشیئ علی اتم الوجوہ) اور ثانیاً یوں رد فرمایا قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى

لِّلنَّاسِ فرما دیجئے کہ کس نے نازل فرمایا اس کتاب کو جس کو موسی علیہ السلام نے لایا تھا درانحالیکہ وہ کتاب اعمال لوگوں کے بارے میں (نور)

تھی اور عقائد کے بارے میں (ھدی) تھی (یعنی توراۃ جس کو تم بھی اے یہود مانتے ہو ولیکن تمہارا رویہ توراۃ کے حق میں غلط ہے) تَجْعَلُوْنَهٗ

قَرَاطِیْسَ کر کر رکھا ہے تم نے اس توراۃ کو ورق ورق تُبْدُوْنَهَا ظاہر کرتے ہو ان اوراق کو (جو تمہارے پسند کے مضامین ہوں) وَ

تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا اور چھپا تے ہو ان اوراق سے بہت کو (جو تمہارے پسند کے مضامین نہ ہوں جیسے نعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و آیات الرجم وغیرہما)

وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ اور تعلیم دئے گئے اور جنوائے گئے تم وہ باتیں قیمتی جو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ

دادے (بنا بریں بھی تمہارے اوپر توراۃ کا حق بنتا ہے کہ تمام لوگوں کو اس کے تمام مضامین اور اوراق سے واقف کرتے لیکن تم نے ایسے نہ

کیا اب اس کے جواب میں خاموشی اختیار کریں گے تاکہ الزام حجۃ کا نہ ہو تو) قُلِ اللّٰهُ فرما دیجئے اللہ تعالی نے (نازل فرمایا تھا اس کتاب کو جس

کو موسی علیہ السلام لائے تھے تو تمہارا یہ کہنا کہ (ما انزل اللہ علی بشر من شیئ) سراسر غلط ہے) ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ

یَلْعَبُوْنَ۝۹۱ پھر (اس حق سنانے کے بعد) چھوڑ دیجئے ان کو کہ وہ اپنے ان خرافات میں کھیلتے رہے (یعنی اپنی دل لگی کرتے رہیں)

نجم الآیۃ بیان رد انکار النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ اتم بان لا تبقی بعدہ حیلۃ مّا ★ اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد صداقت قرآن مجید کو ذکر فرماتے ہیں وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اور یہ قرآن کتاب ہے نازل کیا ہے ہم نے اس کو مُبٰرَكٌ

مشتمل علی النور والھدی والمنافع الکثیر التی یحصل للمتمسك به عز الدنیا والآخرۃ و یحصل له علوم الاولین والآخرین مُّصَدِّقُ

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ صفۃ بعد صفۃ سچا کہنے والی ہے اپنے سے پہلے کتب سماویہ غیر محرفہ کو (لتنتفع به) وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ

حَوْلَهَا عطف علی (لتنتفع) مقدر والمعنی تاکہ نفع اٹھائیں آپ اس سے اور تاکہ ڈرائیں مکہ والوں کو اور اس کے ارد گرد والوں کو (مشرق سے

مغرب تک جنوب سے شمال تک عذاب الہی سے کتاب کی خلاف ورزی کرنے پر) وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور جو لوگ آخرت

کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن کے ساتھ بھی ایمان رکھتے ہیں وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ۝۹۲ اور وہی اپنی نماز پر ہمیشگی کرتے

ہیں (جیسا کہ فرمایا (الصلوۃ عماد الدین) تو جو اس پر مداومت کریگا باقی دین کے احکام پر پابند رہے گا جیسا کہ فرمایا (وما کان اللہ لیضیع ایمانکم)

تو صلوۃ پر ایمان کا اطلاق ہے **نجم الآیۃ** بیان صداقت القرآن بحیث منکرہ منکر الآخرۃ والرسالۃ وبقیۃ الاحکام

پہلے فرمایا تھا کہ یہود و غیرہ انکار نبوۃ میں آکر کہا تھا (ما انزل اللہ علی بشر من شیئ) پھر ان کے دو طرح کے رد فرمائے تھے اب آگے ان کے بارے

میں وعید شدید کو ذکر فرماتے ہیں وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو اللہ تعالی

پر جھوٹا بہتان لگاتا ہے (کہ مثلاً کہتا ہے کہ (ما انزل علی بشر من شیئ) یا کہتا ہے کہ ان اللہ حرم السوائب والحوامی الخ یا کہتا ہے کہ

(ابعث اللہ بشرا رسولا) اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ یا کہتا ہے کہ وحی کی جاتی ہے طرف میرے حالانکہ اس کی طرف بالکل
وحی نہیں کی گئی ہے (یعنی جھوٹا نبوت کا دعوی کرتا ہے جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی) وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جو
شخص کہتا ہے کہ جیسے اللہ تعالی نے کلام کو نازل کیا ہے ایسے میں بھی لا سکتا ہوں (کما قالوا (لو نشاء لقلنا مثل ھذا) جیسا کہ نضر بن الحارث اور
اس کے اتباع نے کہا تھا یعنی یہ سب اظلم ہیں مگر پچھلے کا قول سب سے زیادہ ظالمانہ ہے کہ یہ موہم مساواۃ اللہ کے ہے بنا بریں اتی بالواو دون (او)
ایذانا بکونہ اشنع من الاولین ، آگے ان تینوں کی سزاء کا ذکر فرماتے ہیں کہ) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اور اگر دیکھتے آپ جبکہ یہی تینوں قسم کے اظلم لوگ بیچ شدائد موت اور سکرات موت کے ہوں گے یا ہوتے ہیں (تو دیکھتے بڑے ہولناک
منظر کو وہ کیسے) اور فرشتے (جو ملک الموت کے اعوان ہیں) بڑھانے والے ہوتے ہیں اپنے ہاتھوں کو کہ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ نکالو روحوں اپنوں
کو (اپنے اجسادوں سے کما قال اللہ تعالی فی مقام آخر (وتزھق انفسھم وھم کارھون) اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا
كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٩٣ آج کے وقت سے تا ما لا نھایہ زمان تک سزاء دیئے
جاؤ گے عذاب ذلت کا بسبب اس کے کہ کہتے تھے تم اللہ تعالی کے اوپر غلط باتیں (جنکا پیچھے ذکر آیا ہے ومن اظلم سے الخ تک) اور تھے تم آیات الٰہیہ کے
ماننے سے تکبر کرتے تھے (کہ ایسے احکام ماننے میں ہماری بے عزتی ہے الخ) پھر کافروں نے عذاب الٰہی کے بارے میں یوں جواب دیا کہ (ھٰؤلاء شفعاؤنا
عند اللہ) یہ لات اور عزی اور منات شفاعت کر کے ہمیں اللہ تعالی کے عذاب سے بچالیں گے ان کے رد میں فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا
خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور یقینا (قیامت کے دن) آؤ گے ہمارے پاس جدا جدا ایک ایک ہو کر جیسا کہ پیدا کیا تھا ہم نے تم کو پہلی دفعہ
(کہ ماں کے بطن سے اکیلے نکلے ایسے قبروں سے اکیلے نکلو گے کوئی تمہارا یار غار اور شفیع نہ ہوگا) وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ اور چھوڑ کر آئے ہو وہ نعمتیں
جو ہم نے تم کو دی تھیں وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ پیٹھ پیچھے اپنے (یعنی قیامت کے دن نہ یار غار ہوگا نہ مال) وَمَا نَرٰى [illegible] شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ہمراہ وہ تمہارے سفارشی جن کا غلط عقیدہ رکھا تھا تم نے کہ یہ شفعاء تمہارے عبادات
میں اللہ تعالی کے شریک ہیں (کہ ان کی اس لئے عبادت کرتے ہیں تاکہ اگر قیامت ہے تو شفاعت کریں گے) لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ یقینا
ٹوٹ گیا تمہارے درمیان (وہ تعلقات جو دنیا میں تمہارے ان کے ساتھ تھے عبادت کے کہ شفاعت کریں گے جیسا کہ وہ کہیں گے (ما کانوا ایانا
ع ۱۱ ۱۲ یعبدون) وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٩٤ جاتا رہے گا تم سے وہ دعوی جس کا تم عقیدہ رکھتے تھے (دنیا میں کہ (ھٰؤلاء شفعاؤنا)
ان کان یوم القیامۃ کما ادعت جماعۃ الرسل علیھم الصلوات والتسلیمات **نجم الآیات** منکرین نبوت اور جھوٹے مدعی نبوت
کی سزاء ذلت کا بیان - پہلے فرمایا تھا (قال لا احب الآفلین) یعنی شرک کے بطلان کو ذکر فرمایا پھر فرمایا (انی وجھت وجھی للذی
فطر السموات والارض حنیفا) یعنی توحید ذاتی کو ذکر فرمایا اب آگے سے توحید افعالی اور عجائبات قدرت کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ اصناموں
کی عبادت سے توجہ ہٹ جائے اور ایسے متصرف کی عبادت کی طرف توجہ مرکوز ہو جائے علاوہ ازاں جس کو اتنی قدرت ہے جن کا ذکر آیت میں ہے

Marfat.com

تو کیا اس کو دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے بلکہ ہے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى محقق امر ہے کہ اللہ تعالیٰ چیرنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو (زمین میں دبانے کے بعد کہ پھر ھری بھری سبز سوئی اسی شاخ نکلتی ہے کہ دانوں سے مثلاً گندم اور جو اور شالی وغیرہم پیدا ہوتی ہیں اور گٹھلیوں سے مثلاً کھجوروں کے درخت وغیرہا پیدا ہوتے ہیں تو یہ ایک عجیب سا قدرت کا کرشمہ ہے تو جس ذات کو اس پر قدرت ہے اس کو مردوں کے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی پوری قدرت ہے) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے (جیسے نطفہ سے مثلاً آدمی پیدا ہوتا ہے) وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ عطف علی (فالق الحبّ والنوی) اور نکالتا ہے بے جان کو زندہ سے (جیسے مثلاً آدمی کے بدن سے نطفہ نکالتا ہے) (اور عطف نہیں ڈالا اوپر (یخرج الحی من المیت کے) کیونکہ (یخرج الحی من المیت) بمنزلہ جملہ مبینہ کے ہے واسطے (فالق الحب والنوی) کے تو معلوم ہوا کہ دانہ اور گٹھلی بمنزلہ میت کے اور سبز دونوں سے جو سوئی نکلتی ہے پھر اس کی شاخ بنتی ہے الخ یہ بمنزلہ حیّ کے ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ ایسے افعال والی ذات وہ اللہ ہے جو کہ واجب الوجود ہے اور مستحق للعبادۃ ہے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ ۹۵ پھر تم کدھر الٹے جا رہے ہو (کہ قدرت والی ذات کی عبادت کو چھوڑ کر محض بے جان اور بے بس کی عبادت کرتے ہو تو یہ گویا کہ بہتان علی اللہ ہے کہ بے جان اصنام کو بہت قدرت ہے اور حیّ قیوم کو قدرت نہیں ہے تو پھر معنی افک سے جس کا معنی بہتان متحیر کن ہے یوں ہوگا (فانی تؤفکون) تو پھر کیسے بہتان بناتے جا رہے ہو) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ پیدا کرنے والا ہے صبح کو (جس سے پھر دن آجاتا ہے یعنی وہ ذات خالق النہار ہے جس میں انسان اپنی معیشت کے سب کام کرتا ہے) وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا اور بنایا ہے اس ذات نے رات کو راحت کیلئے (کہ جس سے دن کی تھکاوٹ اتر جاتی ہے) وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاندکی (رفتار کو) ایک خاص حساب سے (جس کے ذریعے انسان سالوں۔ مہینوں دنوں بلکہ گھنٹوں منٹوں سیکنڈوں کے حساب بآسانی لگا سکتا ہے) ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ ۹۶ یہ کل (ای ان اللہ فالق الحب والنوی سے تا حسبانا تک) تقدیر مستحکم ہے اور ٹھیرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو زور آور اور قادر مطلق ہے بڑے علم والا ہے۔ یا معنی ہے شمس اور قمر کی خاص انداز سے ان کی رفتار مستحکم اور مضبوط انداز سے ہے (العزیز العلیم) کی طرف سے (کہ ہزاروں سال گذر جانے کے باوجود بھی ان کی رفتار میں ایک منٹ بلکہ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہیں آیا) هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور وہ وہی ذات ہے جس نے بنائے ہیں تمہارے فائدہ کیلئے ستارے تاکہ راستہ صحیح معلوم کر سکو ان ستاروں کے ذریعے مشکل و مشتبہ راستے خشکی کے اور دریا کے قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ ۹۷ یقیناً ہم نے کھول کھول بیان کئے ہیں آیات تکوینیہ کو وعجائبات قدرت کو واسطے فائدے اس قوم کے جو جانتے ہیں حقائق اشیا کو

نجم الآیات بیان افاعیلہ تعالی العجیبۃ الدالۃ علی کمال علمہ تعالی وقدرتہ تعالی ولطیف صنعہ وحکمتہ تعالی والمقصود معرفۃ اللہ تعالی بذاتہ وصفاتہ وافعالہ تعالی اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش سے پہلے انسان کی غذا کو پیدا فرمایا تھا کذا قال ابن عباس رض تو یہ ترتیب ذکری زمانی پر دلالت کرتی ہے پھر آئے لیل و نہار کو ذکر فرمایا بنا بر اس کے کہ انسان زمانی ہے بنا بریں شمس اور قمر کو ذکر فرمایا کہ مقدار اوقات لیل اور نہار کی ان دو پر ہے پھر کواکب کو ذکر فرمایا تاکہ سفری راستے سہولت سے طے ہوں پھر انسان کی پیدائش

کو ذکر فرمایا جو اصل مقصد تھا اسکے بعد اضافی فوائد انسانی کو ذکر فرمایا جو از قبیل تنزہات و تنعمات کے ہیں پھر ان سب کے بعد فرمایا کہ ان نعمتوں سے نوازنے والا اللہ تعالیٰ ہیں اور عبادت غیر اللہ کی یہ تو علاوہ عقل و نقل کے طبعاً بھی غلط ہے فرمایا وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اور وہ وہی ذات ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ہے ایک شخص سے یعنی (آدم علیہ السلام) کما قال اللہ تعالیٰ (یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء) فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ پھر (توالد و تناسل کا سلسلہ جاری کیا) کہ ایک جگہ تمہارے قرار کی ہے (وہ آباء کے اصلاب ہیں) اور جگہ تمہارے امانت رکھنے کی ہے (وہ مائیں کے ارحام ہیں) اور بعض مفسرین نے برعکس مصداق ٹھیرایا ہے کہ (مستقر) سے مراد ماں کی رحم ہے اور (مستودع) سے مراد آباء کے اصلاب ہیں اور بعض نے (مستقر) سے مراد وجہ الارض لیا ہے اور (مستودع) سے مراد بطن الارض لیا ہے

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝۹۸ یقیناً ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں آیات کو (جو حقائق انسانیہ پر دال ہیں) برائے فائدہ اس قوم کے جو اپنے عقل سے حقائق کو سمجھتے ہیں۔ آگے مزید انعامات کا بیان ہے جو اصلی ہیں اور اضافی ہیں فرمایا وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ اور وہ وہی ذات ہے جو نازل کرتے ہیں جھڑوں سے بارش کو پھر نکالتے ہیں ہم اس بارش کے ذریعے اگنے والی ہر چیز کو اور سوئی اور کھونٹی ہر قسم کے نباتات کی کو (خواہ وہ ساق والی ہو جیسے شجر یا ساق والی نہ ہو جیسے گندم و جو و شالی وغیرھا جس کو نجم کہا جاتا ہے) (کذا قال الراغب) وقال اللہ تعالیٰ (والنجم والشجر یسجدان) وقال اللہ تعالیٰ (کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ) جیسے کھیتی (یعنی بیج جو زمین میں ڈالا جاتا ہے) نکالا سوئی اپنی کو یعنی پٹھا کو پھر اس سوئی کی کمر کو مضبوط کیا پھر وہ پٹھا مضبوط ہو گیا اور مستحکم ہو گیا اپنی پنڈلی پر فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا پھر نکالتے ہیں اسی سوئی اور پٹھا سے شاخ سبز کو اتنے تک نجم اور شجر کا بیان قدر مشترک ہے۔ آگے تفصیل ہے کہ پہلے بیان نجم کا ہے نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا کہ نکالتے ہیں اسی شاخ سبز سے دانے جو اوپر نیچے ایک دوسرے کیساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں (یہ غلوں کی کیفیت کا بیان ہے جس کا اجمالاً بیان فرمایا (ان اللہ فالق الحب) میں آگے الشجر کا بیان ہے جس کا اجمالاً بیان فرمایا (والنوی) میں یعنی پہلے تفصیل فرمائی اس شاخ سبز کی جس کی ساق نہ ہو پھر تفصیل بیان فرمائی اس شاخ سبز کی جس کی ساق ہو فرمایا) وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ قال ابن عطیۃ (ومن النخل) بدل من (منہ) بدل بعض من کل باعادۃ العامل والتقدیر ونخرج (من النخل من طلعھا) بدل (من النخیل) وھو خبر المبتداء (قنوان) جمع قنو وھو العذق وھو للتمر بمنزلۃ العنقود للعنب (دانیۃ) وھو العرجون الخ اور نکالتے ہیں ہم کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گپھے میں سے خوشے و گچھے جھکے ہوئے ہوتے ہیں (بوجہ بوجھ خوشوں کے) وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ عطف علی (نبات کل شیء) اور نکالتے ہیں ذریعے بارش کے باغات انگوروں کے وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ عطف علی (جنات) اور نکالتے ہیں ہم ذریعے بارش کے زیتون کو اور انار کو (یعنی ان کے درخت پیدا کرتے ہیں) مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ (دو) زیتون ملتے جلتے ہیں (دیکھنے میں) اور نہیں ملتے جلتے (کہانے میں کہ ہر ایک فرد زیتون کا ذائقہ جدا جدا ہے) اور اسی طرح ہیں دو رمان کہ دیکھنے میں ملتے جلتے ہیں اور نہیں ملتے جلتے ذائقہ میں اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ توجہ کرو ہر ایک کے پھل کی طرف اِذَآ اَثْمَرَ جس وقت کہ وہ پھل دیتا ہے (کہ کیسے کچھا بد مزہ ہوتا ہے)

وَيَنْعِهٖ اور توجہ کرو ہر ایک کے پھل کی طرف بوقت اس کے پکنے کے (کہ کیسے پختہ اور مزہ دار ہوتا ہے) اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ یقیناً ان سب میں (یعنی
ان اللہ فالق الحب والنوی سے تا وینعہ تک) لَاٰیٰتٍ البتہ دلائل ہیں اوپر قدرت کاملہ اللہ تعالیٰ کے اور اوپر متفرد ہونے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدائش
اپنے تمام اپنی مخلوقات کے لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۹۹ (یہ بیان کیا ہے) برائے فائدے ان لوگوں کے جنکی قسمت میں مستقبل میں ایمان لکھا ہوا ہے

نجم الآیات اثبات التوحید والبعث بعد الموت فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ وعجائب قدرتہ تعالیٰ پھر آگے زجراً فرماتے
ہیں کہ ان اشیاء کا خالق ومالک ومتصرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر مشرکین عبادت غیر اللہ کی کرتے ہیں کہ ذرہ بھر بھی ان کو قدرت نہیں اور نہایت اضعف الضعفاء
ہیں وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ اور (مشرکین) ٹھیراتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے شریک جنوں کو اور شیاطین کو (کہ بتوں کی عبادت میں ان کا ایسا کہنا
مانتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا کہنا مانا جاتا ہے کیونکہ سب کچھ ان کی تسویلات سے ہو رہے ہیں) وَخَلَقَهُمْ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان شرکاء الجن کو پیدا
کیا ہے (تو لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق) وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ اور انہوں نے اپنی طرف سے بنا رکھے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد
نرینہ اور اولاد مادہ بلا دلیل کے (کما قال اللہ تعالیٰ وقالت الیہود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ وقالت العرب الملائکۃ بنات اللہ)
آگے ان کے رد میں فرمایا سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ۱۰۰ یہ لوگ جو ذات عز اسمہ کے بارے میں ایسا کہتے ہیں وہ ذات ایسے باتوں سے ع ۱۲ ۱۸
منزہ اور پاک ہے اور نہایت ہی برتر ہے بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والے ہیں آسمانوں کے اور زمین کے بغیر مادہ سابق کے (تو ظاہر
ہے کہ وما بینہما خود بخود آگیا تو جن کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں تو وہ بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے حالانکہ اولاد والد کی جزء ہوتی ہے نہ مخلوق
اور جو مخلوق ہو وہ مملوک ہے حالانکہ ملکیت رشتہ والدیت اور ولدیت کیلئے متضاد اور منافی ہے علاوہ ازاں ولدیت کیلئے ازدواجی علاقہ لازم ہے
تو اس کے رد میں فرمایا اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ کہاں ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی اولاد حالانکہ نہیں ہے اس کیلئے بی بی
وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ اور پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شیئ کو (تو وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور اتخاذ الولد تو احتیاج کیلئے بھی ہوتا ہے) وَهُوَ بِكُلِّ
شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۱۰۱ اور وہ ہر شیئ کو خوب طرح جاننے والا ہے (تو اگر اس کا کوئی ولد ہوتا تو وہ بھی ایسا ہوتا حالانکہ ان کا عقیدہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی
بکل شیئ علیم نہیں ہے) ذٰلِكُمُ انہیں صفات عالیہ کے ساتھ جو ذات متصف ہے ازلاً وابداً صرف اللّٰهُ ہے (نہ غیر اللہ) رَبُّكُمْ وہی رب ہے تمہارا
(نہ غیر اللہ رب ہے تمہارا) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں معبود برحق مگر وہ ذات (نہ غیر اللہ عبادت کے لائق ہے) خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ پیدا کرنے والا ہے
ہر شیئ کا (نہ غیر اللہ کہ جزء لایتجزی کو پیدا کیا ہو) (ھذا کلہ اخبار اربعۃ مترادفۃ) فَاعْبُدُوْهُ بنا بریں صرف اس ذات وحدہ لاشریک لہ کی عبادت
کرو وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۱۰۲ اور وہی ذات ہر شیئ پر قدرت رکھنے والی ہے (لہٰذا عبادت کی حقدار بھی وہی ہے نہ غیر اللہ کہ محض
عاجز ہیں) اتنے تک اللہ تعالیٰ کے صفات عالیہ ذاتیہ مختصہ کا ذکر ہے آگے (وتعالیٰ عما یصفون) کی ایک جھلکی ہے کہ وہ کیسا سب سے برتر ہے فرمایا
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۱۰۳ نہیں احاطہ کر سکتیں اللہ تعالیٰ کو نگاہیں۔ (من حیث انہ
نور شعشعانی) اور وہ محیط ہے تمام نگاہوں کو اور وہ ایسا لطیف ہے (جس کی کنہ کا قوی ادراکیہ ظاہرہ وباطنہ ادراک نہیں کر سکتے) اور وہ

Marfat.com

ہر شیئ سے باخبر ہے (فیہ لفٌّ ونشرٌ مرتبٌ یعنی (اللطیف) کا ترتیب پہلے جملہ نافیہ سے ہے اور (الخبیر) کا ترتیب دوسرے جملہ اثباتیہ پر ہے

تسہیم الآیات بیان جلالة ذاته العالیة وصفاته الازلیة وبیان التوحید الذاتی بحیث یُلقم فی افواه المشرکین الاحجارُ۔ قوله تعالی (لا تدرکه الابصار) ای منزه عن سمات الحدوث ومنها الادراك بمعنی الاحاطة والتحدید کما تدرك سائر المخلوقات (قرطبی) یعنی اللہ تعالی کا ادراک ایسا نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ مخلوقات کا کیا جاسکتا ہے کیونکہ لیس کمثلہ شیئ (اور بحر المحیط) میں ہے ادراک کا معنی ہے کسی چیز کو احاطہ کرنا کہ ہر طرف سے اس کو دیکھا جائے کذا قال ابن عباس وقتادة وعطیة العوفی وابن المسیب والزجاج اور بحر میں ہے ولا تنافی الرؤیة انتفاء الادراك یعنی احاطہ کی نفی سے مطلق دیکھنے کی نفی نہیں ہوتی کما قال اللہ تعالی (وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة) واخرج ابن جریر عن ابن عباس (لا تدرکه الابصارُ) ای لا یحیط بصر احد باللہ تعالی وفی القرطبی عن ابن عباس رض انه صلی اللہ علیه وسلم رأٰه تعالی بعینیه وحکی ابن اسحاق ان مروان سأل ابا هریرة رض هل رآی محمد صلی اللہ علیه وسلم رَبَّه فقال نعم وفی القرطبی وحکی النقاش عن احمد بن حنبل انه قال انا اقول بحدیث ابن عباس رض بعَیْنَیْهِ رآه ۔ رآه حتی انقطع نفس احمد والی هذا ذهب الشیخ ابو الحسن الاشعریؒ وجماعة من اصحابه (ان محمدا صلی اللہ علیه وسلم) رأی اللہ تعالی ببصره وعینی رأسه وکذا قال انس وابن عباس وعکرمة والربیع والحسن وکان الحسن یحلف باللہ الذی لا اله الا هو لقد رأی محمدٌ ربَّه (انتهی) وروی اللالکائی عن ابن عباس مرفوعا رئیت ربی عزّوجلّ وروی ابن خزیمة باسناد قوی عن انس رض قال رأی محمدٌ ربَّهٗ وفی البخاری ج۲ ص۱۱۲۰ بسنده عن انس رض فی حدیث طویل وفیه حتی جاء سدرة المنتهی ودنا الجبار ربّ العزة فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی اللہ الیه فیما یوحی الیه خمسین صلوة وفی النسائی قال النبی صلی اللہ علیه وسلم اتیت سدرة المنتهی فغشیتنی ضبابة فخررت له ساجدا وفی کتاب السنة عن المروزی قال قلتُ لاحمد (ای احمد بن حنبل) انهم یقولون ان عائشة قالت من زعم ان محمدا رأی ربّه فقد اعظم الفریة علی اللہ فبایّ شیئ یدفع قولها قال بقول النبی صلی اللہ علیه وسلم رأیتُ ربّی وقول النبی صلی اللہ علیه وسلم اکبر من قولها واخرج ابن خزیمة عن عروة بن الزبیر اثباتا وکان یشتد علیه اذا ذکر له انکارُ عائشة وفی الترمذی عن ابن عباس رض قال رأی محمد ربّه قال عکرمة الیس اللہ یقول (لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار) قال ویحك ذاك اذا تجلی بنوره الذی هو نوره وقد رأی ربّه مرتین وفی روایة لا اُمّ لك ذالك نوره الذی هو نوره اذا تجلی بنوره لا یدرکه شیئ یعنی بنوره الذی یذهب بالابصار وهو النور الشعشعانی المشار الیه فی الحدیث الوارد فی صحیح مسلم لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره (وفی الروح) وباثبات هذین النورین (ای رأیت نورا وتجلی بنوره الذی هو نوره) یجمع بین جوابَیْ علیه السلام لابی ذر رض ساله هل رأیت ربك فقال فی احد جوابیه (نورٌ انّی اراه) وفی الجواب الآخر (رأیتُ نورا) فیقال النور الذی نفی رؤیته فی الاستفهام الانکاری المدلول علیه بانّی هو نوره اعنی الذی یذهب بالابصار ولا یقوم له بصرٌ ای سبحات وجهه الخ والنور الذی اثبت هو النور الذی لا یذهب بالابصار وکذا یمکن حمل قول عائشة رض من زعم ان محمدا صلی اللہ

علیہ وسلم رأی ربّہ سبحانہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واستشھاد ھالذلك بھذہ الآیۃ ای (لاتدرکہ الابصار) علی ھذا ایان یقال اراد من زعم ان محمدا علیہ الصلوٰۃ والسلام رأی ربّہ تعالی فی نورہ الذی ھو نورہ الذی یذھب بالابصار فقد اعظم علی اللہ الفریۃ (انتھی) وفی فتح الباری اختلف السلف فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربّہ فذھبت عائشۃ وابن مسعود الی انکارھا وذھب جماعۃ الی اثباتھا فھذا کما تری تصریح لکثرۃ المثبتین کما قیل منھم عبد اللہ بن عباس وانس بن مالك وابوھریرۃ وکعب الاحبار وعروۃ بن الزبیر وسائر اصحاب ابن عباس والحسن وعکرمۃ واحمد بن حنبل وابوالحسن الاشعری وجماعۃ من الصحابۃ رض الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم رآہ تعالی ببصرہ وعینی رأسہ (**فالخلاصۃ**) انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربّہ عزوجلّ بعینیہ راسہ وببصرہ فی لیلۃ المعراج - وھومذھب الجمھور من السلف کما فی فتح الباری شرح البخاری ؛ **قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ** یقیناً آچکے ہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلائل توحید ذاتی کے وصفاتی کے وافعالی کے اور مکمل طور پر حق بینی کے **فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ** پھر جس شخص نے (ان بصائر و دلائل کو قلب کے آنکھوں سے) دیکھلیا (یعنی مان لیا) تو اس کا فائدہ اس کو ہوگا **وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا** اور جو شخص (دل کے آنکھوں سے ان دلائل سے) اندھا رہا تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا **وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ**۝ ۱۰۴ اور نہیں ہوں میں تمہارا (ایسا) نگہبان (کہ منوانا میرے ذمہ ہو) **نجم الآیۃ** اللہ تعالی کی طرف سے تمہارے پاس ہر قسم کے دلائل حقہ آچکے ہیں تو فما لکم عذر **وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ** (لیتم التبلیغ) اور مثل اس بیان عجیب کے مختلف پہلو ؤں سے دلائل عقائد حقہ کے بیان کرتے ہیں (تاکہ حق تبلیغ کا ادا ہو جائے) **وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ** عطف علی (محذوف ای لیتم التبلیغ) اور تاکہ کہیں یہ کفار کہ آپ نے (ہمارے اوپر) آیات کی تلاوت کرلی ہے (تو ان کی زبانی شہادت علی التبلیغ ہو جائے) (د فی المظہری) (اصل الصرف) النقل من حال الی حال (والتفصیل) نقل معنی واحد من عبارۃ الی عبارۃ اخری **وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ**۝ ۱۰۵ عطف علی (ولیقولوا) اور تاکہ بیان کریں ہم اس قرآن کو جس کا فائدہ سمجھدار لوگوں کو ہوگا **نجم الآیۃ** المقصد من تلاوۃ القرآن اتمام الحجت والتبیین للعلماء **اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ** ہمیشگی کرو اوپر اتباع اس کے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے آپ کی رب کی طرف سے (یعنی عمل بالقرآن پر ہمیشگی کرو اور اس میں عقیدہ توحید کو اولی حیثیت حاصل ہے جو کہ مغز ہے کلمہ) **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** کا، نہیں معبود برحق کوئی مگر وہ ذات جو واجب الوجود ہے **وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ**۝ ۱۰۶ اور (اگر مشرک نہیں مانتے) تو مشرکین سے توجہ ہٹا دیں (ان کی ہدایت کا فکر نہ کریں کیونکہ سب کی ہدایت پر مشیت الٰہیہ نہیں ہے کہ یہ حکمت کے خلاف ہے ورنہ) **وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا** اور اگر اللہ تعالی چاہتے ان کی ہدایت کو یا سب کی ہدایت کو تو شرک نہ کرتے (مگر ایسا اللہ تعالی نے چاہا نہیں ہے اور ان کو ہدایت پر لانا آپ کے ذمہ بھی نہیں ہے) **وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا** اور نہیں بنایا آپ کو ان پر (ایسا نگران (کہ ضرور ان کو ہدایت پر لائیں) **وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ**۝ ۱۰۷ اور نہیں ہیں آپ ان پر مسلط (کہ عذاب الٰہی کے لانے پر مختار ہوں ان پر) **نجم الآیۃ** حصر الفلاح فی اتباع القرآن - چونکہ پیچھے فرمایا ہے (قدجآء کم بصائر من ربکم الخ)

Marfat.com

سوچو مانے مانے جو نہ مانے اس کا فکر چھوڑ دیجئے تردید آلہ باطلہ میں ایسے کلمات نہ ہوں جن سے مشرک لوگ آلہ باطلہ کے حق میں سب سمجھے مثلاً بعض صحابہ کرام سے مشرکین کی ہٹ دھرمی سے تنگ آکر کچھ ایسے کلمات سرزد ہو گئے تھے مثلاً بتوں کے بارے میں کہہ دیا تبًا لکم ولما تعبدون من دون اللہ وھذا کما قال اللہ تعالیٰ نقلا عن ابراھیم علیہ السلام (اُفٍّ لکم ولما تعبدون من دون اللہ) بلکہ یوں بھی احتمال ہے کہ صحابہ نے کہا ہو بتوں کے بارے میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ۔ تو اس پر مشرکین نے کہا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے کلمات ناشائستہ استعمال کریں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو روکا تاکہ یہ درجہ تسبیب تک بھی نہ بنیں ہاں البتہ رد بتوں میں ایسا کہہ سکتے ہو جیسا کہ نقلاً عن ابراہیم علیہ السلام آیا ہے (یا ابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنك شیئا) یا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعك ولا یضرك) او کما قال اللہ تعالیٰ (الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا) او کما قال اللہ تعالیٰ (ایشرکون مالا یخلق شیئا وھم یخلقون) **وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** اور نہ برا کہو تم ان کو جن کی مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہیں (یعنی بتوں کے حق میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ نہ کہو) **فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ** پھر وہ (ایسے قسم کا برا) کہنے لگیں گے اللہ تعالیٰ کو بے ادبی سے بوجہ بے سمجھی کے۔ **كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ** مثل ان کے مرغوب بنا رکھا تھا ہر امت کیلئے ان کے عمل کو (جیسے کہ ان کو شرک مرغوب ہے بوجہ کئی بار شرک کرنے کے ایسے ہمارا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ شرک کے بعد پھر شرک پھر شرک تو سزاء پھر شرک ان کو مرغوب وخوبصورت بنا دیا جاتا ہے تاکہ شرک کی مداومت سے مزید سزاء کے حق دار ہو جائیں) **ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ** (مدت العمر شرک کرنے کے) بعد ان سب کا رجوع ان کے رب کی طرف ہے پھر وہ خبر دیگا ان کو جو دنیا میں کیا کرتے تھے (یعنی پوری سزاء دیگا) **تعجم الآیۃ** ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ والتصدید علی سوء الادبیۃ فی شان من لہ شان عالیٰ آگے بیان ہے کہ کفار نے (بصائر) کو اپنی ہدایت کیلئے مکتفی قرار نہ دیا بلکہ آیات اقتراحیہ کا ابتداء کیلئے مطالبہ کر دیا اس کے بارے میں آگے ارشاد ہے **وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا** اور قسمیں اٹھاتے ہیں یہ منکر لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑی پکی قسمیں کہ اگر آجائے ان کے پاس کوئی نشانی ان کی اقتراحی اے ان کی فرمائشی تو ضرور ایمان لائیں گے بوجہ اس نشانی فرمائشی کے (ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) **قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ** فرما دیجئے کہ محقق امر ہے کہ تمام آیات ونشانیاں (خواہ فرمائشی ہوں یا غیر فرمائشی ہوں) اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں (میرے قبضے میں نہیں ہیں) **وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ** (چونکہ صحابہ بھی ان کے ایمان کے خواہش مند تھے تو خیال آیا کہ نشانیاں فرمائشی کے بعد شاید ایمان لائیں تو ان کو جواب میں فرمایا) اور تم کو اے مسلمانوں کی جماعت کیا خبر ہے کہ جب وہ نشانیاں آجاویں گی تاہم بھی یہ منکر لوگ ایمان نہیں لائیں گے (تو ان کا کسی صورت میں بھی ایمان نہ لانے کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم کو خبر ہے تم کو خبر نہیں ہے) **وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ** جب کہ انہوں نے نہیں ایمان لایا تھا ساتھ قرآن کے پہلی دفعہ (جب کہ نازل ہوا تھا حالانکہ قرآن مجید

Marfat.com

بھی بہت بڑا معجزہ ہے تو اس کی سزا میں) پھیر دیں گے ہم ان کی دلوں کو اور نگاہوں کو (ایمان لانے سے بعد ملجانے ان کو غیر فرمایشی نشانات کے

ع ۱۳ ۱۰ ۱۹ وَنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۱۱۰ ع اور (فرمائشی معجزات ملجانے کے بعد بھی) ہم رہنے دیں گے ان منکرین کو بوجہ ان کی سرکشیوں کے کہ متحیر رہیں گے (کہ ایمان لائیں یا نہ لائیں) (ونذرہم) عطف تفسیری ہے برائے (ونقلب) کے۔ آگے بیان ہے ان کے کذب کا جو انہوں نے کہا تھا (لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا) تاکہ مسلمانوں کی جماعت کو آیات اقتراحیہ کے ملجانے کی خواہش بھی نہ رہے فرمایا

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ

الْمَلٰٓئِكَةَ اور اگر (بالفرض) ہم اتاریں ان کی طرف فرشتے (جیسا کہ انہوں نے کہا ہے (لولا انزل علینا الملائکۃ) اور انہوں نے کہا ہے (لوما تاتینا بالملائکۃ ان کنت من الصادقین) وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی اور اگر (بالفرض ہم موتی کو قبروں سے اٹھائیں پھر) بات کریں ان منکرین کے ساتھ مُردے (جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ (فأتوا بآبائنا) وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا اور جمع کر دیں ان کے آنکھوں کے سامنے ہر چیز کو (حتی کہ جنت اور نار کو) مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا نہیں ہیں یہ منکر لوگ کہ ایمان لائیں (باوجود ان معجزات باہرہ کے) اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ اللہ تعالی چاہے (بعض کا ایمان مگر وہ بغیر معجزات فرمائشی کے ملجانے کے بھی ایمان لائیں گے) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ ۱۱۱ ولیکن اکثر صحابہ اس راز سے ناواقف ہیں (تب خواہش کرتے ہیں کہ منکرین کو فرمائشی معجزات ملجائیں تو اچھا ہے تو یہ اشارہ ہے (ومایشعرکم انہا اذا جاءت لا یؤمنون) کی طرف **نجم الآیۃ** تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین ‌‌ آگے فرماتے ہیں کہ منکرین کا آیات فرمائشی کا مانگنا عناداً و عداوۃ ہے نہ تسلیما تو ان کی عداوت ایسی ہے جیسے امم سابقہ کے منکرین کی اپنے۔ اپنے نبیوں سے تھی۔ فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور مثل ان کفار کی عداوت کے ہم نے پیدا کئے تھے ہر نبی کیلئے دشمن بہت زیادہ شریر جو کہ انسانوں سے اور جنوں سے تھے یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا جو کہ سکھلاتے تھے ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کیلئے وقال ابن زید جیسا کہ ملمع اور مزین کیا تھا ابلیس نے آدم علیہ السلام کیلئے کہ قسمیں اٹھائیں (انی لکما لمن الناصحین) تو (فدلیہما بغرور) مثلا شیاطین من الجن الانس کو بطور وسوسہ کے کہتے ہیں کہ (وما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ اور اگر چاہتا رب تیرا (کہ یہ وسوسہ پر قادر نہ ہوں) تو شیاطین من الجن نہ قادر ہوتے ایسے قسم کے وسوسہ پر (لیکن اس نے ایسے نہیں چاہا بوجہ حکمت کے بنابریں وہ ایسے قسم کے وسوسوں پر قدرت رکھتے ہیں) فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ۱۱۲ تو چھوڑ دیجئے ان کو (یعنی ان کا فکر نہ کیجئے) اور ان کے (نبوت پر) افتراء پردازیوں کو (مثلا جیسا کہ آیا ہے (بل قالوا اضغاث احلام) اور کہتے ہیں ھذا (شاعر الخ)

Marfat.com

والتقدیر فعلنا ذلك اور ہم نے کیا ہے ایسا یعنی شیاطین الجن کو ملمع سازباتیں پر قدرت دی ہے وَلِتَصۡغٰۤى اِلَیۡهِ اَفۡـِٕدَةُ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ (عطف علی (فعلنا ذلك) مقدر پر) اور تاکہ مائل ہوں انہیں ملمع سازباتیں کی طرف دلیں ان لوگوں کی جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے (یعنی دلیں شیاطین من الانس کی جن کی طرف شیاطین من الجن نے وسوسے ڈالتے ہیں کہ (وما نحن بمبعوثین) وَلِیَرۡضَوۡهُ عطف علی (لتصغی) اور تاکہ پسند کریں ان ملمع ساز باتوں کو (بطور اعتقاد کے) وَلِیَقۡتَرِفُوۡا مَا هُمۡ مُّقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ اور تاکہ ارتکاب کرتے رہیں ان امور وافعال سیئۃ کے جن کے ارتکاب کے وہ لوگ عادی ہیں (یعنی اصنام پرستی وغیرہ یعنی جو آپ کے عدو من الانس عادی مجرم ہیں ان پر قدرت دی ہے وساوس شیطانیہ کو تاکہ سزاء مزید شرک کرتے رہیں پھر سخت سزاء کے حقدار بن جائیں تو یہ سب کچھ ان سب کیلئے استدراجا ہے)

نجم الآیتین التسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی استدراج الکفار (چونکہ کفار کو معجزات فرمائشی نہ ملے تو مزید انکار نبوت پر تُل آئے کہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درمیان اور ہمارے درمیان کوئی حکم مقرر فرمائیں کہ وہ فیصلہ دیوے کہ آپ نبی اللہ برحق ہیں یا کیونکہ تو اللہ تعالی انکے ردّ میں فرمایا کہ اللہ تعالی نے آپ پر قرآن کو نازل فرمایا ہے جس میں بہت مقامات پر آپ کا نبی اللہ ہونا بیان ہے تو آپ کے نبی اللہ ہونے میں اللہ تعالی کا قطعی فیصلہ قرآنی ہوچکا ہے تو ماسوا اللہ کو کیسے حکم بناؤں اور قرآن کے کلام اللہ ہونے پر دلائل عقلیہ ونقلیہ ہیں کیونکہ قرآن مجید میں جتنے اخبار ہیں خواہ ماضیہ ہوں یا استقبالیہ سب کے سب صادقہ ہیں اور جتنے اوامر ونواہی ہیں سب کے سب عادلانہ ہیں علاوہ ازاں اہل کتاب کے بھی جانتے ہیں کہ یہ کتاب منزل من السماء ہے تو جب اس کتاب کا منزل من السماء ہونا ثابت ہوگیا عقلا ونقلا تو اس کے تمام مضامین کا منزل من السماء ہونا ثابت ہوگیا تو ایک مضمون اہم اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول من اللہ ہونا بھی ہے تو آپ کے نبی ہونے میں فیصلہ الٰہیہ ثابت ہوگیا) اَفَغَیۡرَ اللّٰهِ اَبۡتَغِیۡ حَکَمًا تو کیا اللہ تعالی کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا (اپنی نبوّت پر) تلاش کروں وَّهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡکُمُ الۡکِتٰبَ مُفَصَّلًا حالانکہ اسی نے نازل کیا ہے تمہاری طرف کتاب کو جو کہ ہر مضمون کو کھول کھول کر بیان کرتی ہے (جس سے میرے نبوت پر بھی فیصلے کھلے واضح موجود ہیں) اگلی آیت مدنی ہے وَالَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّكَ اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب (یعنی توراۃ اور انجیل) وہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یقینا یہ قرآن منزل تیرے رب کی طرف سے ہے (یہ دلیل نقلی ہے تو اے مطلق مخاطب) فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾ سو نہ ہونا آپ شک کرنے والوں میں سے (کہ اس بات کا علم اہل کتاب کو یقینا ہے)

نجم الآیۃ بیان صداقت القرآن ۔ آگے فضائل قرآن کا بیان ہے وَتَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا اور تیرے رب کی بات پوری سچی اور انصاف کی ہے (باعتبار اعتقادات کے اور اخبار کے اور احکام کے الخ) لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ نہیں تبدیل کرنے والا کوئی بھی اس کے کلمات (عادلانہ وصادقہ کو) وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۱۵﴾ اور وہ خوب سننے والے ہیں سب خلق کے اقوال کو اور وہ خوب جاننے والے ہیں سب خلق کے اعتقادیات قلبیہ کو

نجم الآیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ★ آگے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد امت ہے کیونکہ نبوت کے بارے میں اتباع مضلین کا ممکن بھی نہیں ہے تو ایسے قسم کے خطابات تہدیدی ہوتے

Marfat.com

ہیں امت کیلئے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اگر (بالفرض) آپ کہنا مانیں اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں رہتے ہیں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بے راہ کر دیں گے (تو معلوم ہوا کہ اکثریت دنیا میں بے راہوں کی ہے تو قوانین حکومت کی وضع کی بنیاد اکثریت پر نہ ہو بلکہ دلائل حقہ پر ہو جن کا مأخذ قرآن اور سنت ہو آگے ان کی عدم اطاعت کا وجہ مذکور ہے) اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ (کیونکہ نہیں تابع اکثر لوگ (عقائد میں) مگر بے اصل خیالات نفسانیہ کے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۱۱۶ اور (اقوال میں) نہیں ہیں وہ لوگ مگر محض اپنی رأی بے بنیاد کو ذکر کرتے ہیں (والخرص) القول بالظن اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۱۷ اور آپ کا رب خوب جاننے والا ہے ان کو جو راہ راست سے بے راہ ہیں (یعنی قرآن و سنت سے ہٹ کر محض اپنے خیالات کے تابع ہیں) اور آپ کا رب خوب جاننے والا ہے ان کو جو راہ راست پر ہیں (یعنی قرآن و سنت کے تابع ہیں) **نجم الآیۃ** قرآن اور سنت مدار ہدایت ہے نہ غیر ان کا زندگی کے ہر شعبہ میں۔ پہلے اتباع مضلین سے منع فرمایا آگے ذکر ہے کہ ان مضلین نے مسلمانوں کو ایک اشتباہ میں ڈالنا چاہا جس پر ان آیت کریمہ کا تا (لمشرکون) تک نزول ہوا وہ اشتباہ یہ تھا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ مارے ای اپنی موت خود مر جائے اس کو تم مسلمان نہیں کھاتے ہو اور جس کو تم ذبح کرتے ہو یعنی جس کو تم مارو وہ کھاتے ہو اور یہ اشتباہ بھی (یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا) کی ایک شق تھی جیسا کہ شیاطین الانس من الفارس والمجوس نے کفار مکہ کی طرف کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں کو ایسے قسم کے اشتباہ میں پھنسا دو فرمایا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۸ پس کھاؤ اس جانور حلال کو جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا جائے اگر ہو تم اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان رکھتے ہو (تو ایمان کا مقتضاء ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنا نہ اس کے مقابلہ میں عقلیات کو دوڑانا) آگے بیان ہے کہ بعض مسلمان تزھدا واعراضا عن الدنیا حلال جانوروں سے پرہیز کرنے لگے تا کہ نفس کشی ہو ان کے رد میں فرمایا وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور کیا ہے واسطے تمہارے مسلمانو کہ نہ کھاؤ ایسے جانور حلال سے جس پر بوقت ذبح کے تسمیہ پڑھا گیا ہو (اور وہ جانور محرمات میں سے نہیں کیونکہ) وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ حالانکہ یقینا اللہ تعالیٰ نے (اور آیات میں) تم کو تفصیلا بتلا دیا ہے وہ جانور جن کا کھانا تم پر حرام کیا ہے (جیسا کہ فرمایا ہے (وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة الخ) اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ مگر جب کہ مجبور ہو جاؤ اس کے کھانے پر (تو اضطراری حالت میں ان محرمات کا کھانا جائز ہے درانحالیکہ (غیر باغ ولا عاد) ہو وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اور تحقیق بہت سے کفار البتہ گمراہ کرتے ہیں ساتھ غلط خیالات اپنے کے بغیر دلیل علمی کے (جیسے کہ بدیل بن ورقاء والے تحلیل اور تحریم کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے تھے) آگے ان کے بارے میں تہدید ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۱۹ یقینا رب تیرا خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو **نجم الآیۃ** التحذیر عن الالتفات الی اشتباہ المشرکین فی التحلیل والتحریم وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا (مثلا زنا علانیہ اور زنا سرًا) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝۱۲۰ محقق امر ہے کہ جو لوگ ارتکاب کرتے ہیں معاصی کا ضرور سزا دئے جائیں گے آخرت میں ان گناہوں کی جن کا

Marfat.com

وہ ارتکاب کرتے تھے **نجم الآیۃ** التھدید علی ارتکاب المعاصی پہلے بیان تھا کہ حلال جانور پر بوقت ذبح کے تسمیہ پڑھا جائے تو
اس کو کھاؤ آگے بیان ہے کہ متروک التسمیہ عمداً حرام ہے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور نہ کھاؤ ایسے جانوروں کو جن
پر بوقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کا نام ترک کیا گیا ہے (کیونکہ) وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ اور یہ کھانا عدول حکمی ہے۔ آگے بیان ہے کہ جب نازل ہوا (حرمت علیکم المیتۃ)
تو مردۃ الفارس والمجوس نے کفار کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کی دلوں میں اشتباہ ڈالو کہ جس کو اللہ تعالیٰ مارے وہ کیسے حرام ہو گیا تو اس پر نازل ہوا وَاِنَّ
الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ اور مردۃ من الانس سکھلاتے ہیں اپنے دوستوں کو جو کفار مکہ سے ہیں (ایسے قسم کے شبہات) تاکہ
ع ۱۴ ۱۱ جدال کریں تمہارے ساتھ (اے مسلمانو) وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۱۲۱ اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی (یعنی ان کے وسوسوں
سے متاثر ہو گئے) تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے (کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مقابلوں میں دوسروں کے حکموں کو ترجیح دینا یہ بھی ایک گونہ شرک ہے)
نجم الآیۃ التحذیر عن اطاعۃ المشرکین ★ آگے مسلمان اور مشرک کی ایضاحی مثال کا بیان ہے کہ دونوں کے درمیان فرق تباین کا ہے
تو مسلمان کو کیسے جائز ہے کافر کا اتباع کرنا ورنہ مسلمان بھی ظلمات کے کھڈے میں گر جائے گا فرمایا اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا
لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اور وہ شخص جو تھا مردہ (یعنی گمراہ) اور کیا ہم نے اس کیلئے روشنی (ایمان کی) کہ اسی نور ایمان کو لیکر چلتا ہے لوگوں
میں کیا برابر ہو سکتا ہے كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا مثل اس شخص کے جس کا حال یہ ہے کہ پڑا ہوا ہے اندھیروں میں کہ
نکلتا بھی نہیں ان اندھیروں سے (یعنی ظاہر ہے کہ دونوں برابر نہیں ہیں تو نور والا کیسے اطاعت کر سکتا ہے ظلمت والے کی) كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۲۲ مثل اس کے (کہ مؤمنین کو نور ایمانی اچھا نظر آتا ہے پھر وہ اس پر راسخ ہیں) اسی طرح کافروں کو ان کے عقائد کفریہ و
اعمال شرکیہ اچھے نظر آتے ہیں (بنا بریں وہ کفر پر راسخ ہیں کہ کفر سے تائب ہونے کو پسند نہیں کرتے) **نجم الآیۃ** الفرق المثالی
الایضاحی بین الفریقین وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا اور (جیسے مکہ کے رؤساء بڑے۔ بڑے جرائم
کے مرتکب ہیں کہ کفر و شرک پر رسوخ کے علاوہ مستھزئ بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں) اسی طرح پر کیئے تھے ہم نے ہر شہر میں گنہگاروں کے
رؤساء اور سردار (امم سابقہ میں بھی) تاکہ (انبیاء علیہم السلام کے خلاف) تدبیریں کرتے رہیں انہیں وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ۱۲۳ اور نہیں وبال پڑا ان تدبیروں کا (جو انبیاء علیہم السلام کے خلاف کرتے تھے) مگر انہیں کے اوپر (کہ دنیا میں بھی اس کا خمیازہ
بھگتنا پڑا) اور وہ نہ سوچتے تھے (کہ نتیجہ ان تدبیروں کا ان کے خلاف ہوگا جیسے کہ امم سابقہ کے حالات ان کو معلوم تھے) **نجم الآیۃ**
التھدید لرؤساء مکۃ علی مخالفتھم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (آگے مزید تشریح ہے (انھا اذا جاءت لا یؤمنون) کی کہ جب آیات غیر فرمائشی
پر ان کے یہ اعتراضات ہیں تو ظاہر ہے کہ آیات فرمائشی پر بھی ایسے قسم کے اعتراضات کریں گے کہ ایسے قسم کے آیات براہ راست ہم کو ملتے وَاِذَا
جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی نشانی (غیر فرمائشی جو کہ
دلالت علی النبوت پر کافی ہوتی ہے) تو کہتے ہیں یہ کافر لوگ ہرگز نہیں ایمان لائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تاکہ دیئے جائیں ہم مثل اس کے

Marfat.com

جودئے گئے تھے اللہ تعالیٰ کے رسل (یعنی ہم پر بھی ان جیسی وحی نازل ہو اور ان جیسے معجزات ہم کو بھی ملیں تب ایمان لائیں گے) اللہ تعالیٰ نے ان
کے ردّ میں فرمایا کہ یہ گویا کہ نبی بن نے کی خواہش رکھتے ہیں حالانکہ اس کے اہل نہیں ہیں تو پھر ایسے قسم کا سوال نہایت سوءِ ادبی ہے حضرت الرب میں اور
حضرت الرسالۃ میں چونکہ سوءِ ادبی کے اندر تحقیر ہوتی ہے تو ان کو بھی توہین آمیز سزاء ملیگی اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ اللہ تعالیٰ
خوب جانتا ہے موقع رسالتہ کو (تو تم رسالت کے بالکل اہل نہیں ہو) سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعَذَابٌ شَدِیْدٌ
بِمَا کَانُوْا یَمْکُرُوْنَ ۝۱۲۴ ضرور جلدی پہنچے گی ایسے قسم کے مجرمین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزاء ذلت کی جیسے قید ہونا اور قتل اور جزیہ اور عذاب سخت
ایسے قسم کے تجاویز غلط کا **نجم الآیۃ** (اکابر مجرمیھا) کے جرائم شدیدہ کا بیان۔ آگے بیان ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ تعالیٰ کے
قبضے قدرت میں ہے فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ سو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ چاہے کہ ہدایت کرے اس کو تو کھول دیتا
ہے اس کے سینہ کو واسطے قبول کرنے اسلام کے وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ اور
جو شخص کہ چاہے اللہ تعالیٰ کہ یہ بے راہ رہ جائے تو کر دیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ گویا کہ وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر (تو یہ اشارہ ہے کہ
اس کا ایمان لانا ممتنع وقوعًا) کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۵ اسی طرح ڈالیگا اللہ تعالیٰ عذاب کو ایمان نہ لانے
والوں پر **نجم الآیۃ** ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی سے بڑی نعمت ہے اور ایمان نہ لانا بڑے سے بڑا عذاب ہے ای سبب ہے
عذاب کا۔ وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا اور یہی اسلام راستہ ہے رب تیرے کا (یعنی رب تیرے تک پہنچنے کا) بالکل سیدھا ہے (کہ
اس میں ذرہ بھر بھی اعوجاج نہیں ہے) قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ۝۱۲۶ یقیناً ہم نے واضح طور پر بیان کر دیا ہے ان آیات کو جو اسلام
کی حقانیت پر دلالت کرتی ہیں واسطے فائدہ اس قوم کے جو ان آیات کے مضمون کو یاد رکھتے ہیں۔ لَھُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَھُوَ وَلِیُّھُمْ
بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۷ انہی مسلمانوں کیلئے ان کے رب کے ہاں گھر سلامتی کا ہے (یعنی جنت ہے) اور وہی رب ان کا مددگار ہے بوجہ ان کے اچھے
اعمال کے (تفضلا) **نجم الآیۃ** اسلام کی حقانیت کا بیان اور صاحب اسلام کی کامیابی کا بیان آگے بیان ہے کہ بغیر اسلام
کے کامیابی نہیں ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا اور وہ دن قابل یاد کے ہے (کہ اس کو بھلانا نہیں ہے) جس دن اللہ تعالیٰ جمع کریں گے تمام
خلائق کو (ایک موقف میں) پھر کفار کو حاضر کر کے ان کے مضلین جو شیاطین الجن ہوں گے تو بیخا اللہ تعالیٰ خطاب فرمائیں گے یٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ اے جماعت جنوں کی تم نے بہت زیادہ حصہ لیا تھا انسانوں کے گمراہ کرنے میں (یعنی تم نے انسانوں
کو خوب بھکایا تھا جیسا کہ آیا ہے (وقیضنا لھم قرناء فزینوا لھم ما بین اید یھم وما خلفھم) اور آیا ہے (وان الشیطین لیوحون الی اولیائھم
اور ادھر سے انسانوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ (الم اعھد الیکم یا بنی آدم الا تعبدوا الشیطان) تو شیاطین کا جواب اقرار میں ہونا ظاہر
ہے یا وہ اتنے پریشان ہو جائیں گے کہ ان کو جواب دینے کی ہمت نہ رہے گی) وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُھُمْ مِّنَ الْاِنْسِ اور کہیں گے (جواب میں جنات کی طرف
سے) ان کے دوست دار آدمیوں سے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے رب ہمارا ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا

Marfat.com

تھا (باب ضلال و اضلال میں نفسیاتی طور پر) کہ انسانوں نے جنوں سے سحر اور کہانت کو سیکھا تھا یا جیسا کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی
وادی بیابان میں رات گذارتا تھا تو کہتا تھا کہ اعوذ بعظیم ھذا الوادی من شر اہلہ کما قال اللہ تعالیٰ (یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا)
پھر اسی وادی کے رئیس جنات اپنی قوم پر فخر کرتے تھے کہ انسانوں نے ہمیں اپنا سردار سمجھ لیا ہے وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا اور
پہنچ گئے ہیں ہم اپنے اس میعاد تک جو آپ نے ہمارے لئے متعین فرمایا تھا (یعنی دن قیامت کا جو فی الحقیقت جنات کے بہکانے سے ہم قیامت
کے منکر ہو گئے تھے۔ یہ ان انسانوں کے متعلق ہے جن کا جنات سے زیادہ قرب ہو گا سحر اور کہانت کے قبیلہ سے جیسا کہ بخاری صفحہ ۵۴۶ میں ہے
ایک واقعہ حضرت عمر کا کہ انہوں نے ایک شخص سے پوچھا جو کافروں کا جاہلیت کے زمانہ میں ان کا کاھن تھا کہ تیرا جنی نے تیرے پاس کونسا واقعہ تعجب ناک
بیان کیا الخ) آگے اس مکالمہ کے بعد ان کے فیصلہ کا بیان ہے کہ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ فیصلہ سنائیں گے اللہ تعالیٰ کہ آگ جہنم کی تم سب کا دارالاقامت ہے
خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ درانحالیکہ نار میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جتنے قدر چاہے اللہ تعالیٰ (یعنی اس فیصلہ کے درمیان اور
دخول نار کے درمیان جتنا وقفہ عدم دخول کا چاہے گا اللہ تعالیٰ تو استثناء ابتداء سے ہے نہ آخر سے کذا فی (المظہری) اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ ۱۲۸
آپ کا رب بڑی حکمت والا ہے (کہ خلود فی النار اور اس سے پہلے وقفہ عدم دخول کا اس میں حکمت ہے) بڑا جاننے والا ہے (تمامی اعمال کو کہ جزاء
سزاء صحیح علم کے مطابق ہو گی) **نجم الآیۃ** قیامت کے دن ایک ایسا موقف ہو گا جو کہ جنات اور ان انسانوں کے درمیان قدر مشترک
ع ۱۵ ۸ ہو گا جن انسانوں کو جنات سے زیادہ تلبس گمراہی کا ہو گا وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ ۱۲۹
(اتنے تک جن اور انس کے درمیان قدر مشترک بات تھی باعتبار ضال اور مضل کے آگے بات ہے درمیان انسانوں کے باعتبار ضال اور
مضل کے) اور مثل اس اغواء (جنوں کے انسانوں کو) متولی بنا دیا ہے ہم نے بعض ظالمین من الانس کو بعض ظالمین من الانس کا (باعتبار
اغواء کے) بسبب ان کے اعمال کے (کہ اعمال فاسقہ سبب اور تولیت ان کے امور کے مسبب جیسا کہ فرمایا (وکذلک زین لکثیر من
المشرکین قتل اولادھم شرکاؤھم) ای خدام الاصنام **نجم الآیۃ** اعمالکم عمالکم ۔ اتنے تک ہر گروہ کے ساتھ بات
قدر مشترک تھی باعتبار ضال اور مضل کے آگے ہر ایک کے ساتھ بات ہے حشر میں انفراداً فرمایا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ
رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا اے جماعت جنوں کی اور انسانوں کی کیا نہیں آئے تھے
تمہارے پاس جماعت انبیاء علیہم السلام کی جو تم ہی میں سے تھے کہ بیان کرتے تھے تم کو میرے احکام اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے
سے قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا کہیں گے ہم سب نے اقرار کر لیا ہے اپنے جرموں کا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اور حیوۃ دنیاوی
نے ان کو بھول میں رکھا تھا (آخرت سے) وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ۝ ۱۳۰ اور گواہی دیں گے اپنے اوپر کہ وہ تھے
یقیناً آخرت کو نہ ماننے والے **نجم الآیۃ** التحذیر عن مثل صنیعھم اور بحر المحیط میں ہے کہ ظاہر آیت کا دلالت
کرتا ہے کہ جنوں میں سے بھی جن ان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے جیسے انسانوں میں رسل انسان بھیجے گئے تو جنوں میں سے ایک

Marfat.com

رسول جن تھا جن کا اسم گرامی یوسف علیہ السلام تھا مبعوث ہوئے وقال الکلبی کان الرسل یبعثون الی الانس وبعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی الجن والانس (انتہی) وقال مجاهد الرسل من الانس والنذر من الجن ثم قرأ (ولّوا الی قومهم منذرين) وقال اللہ تعالی (وماكنا معذبين حتى نبعث رسولا) ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝۱۳۱ یہ ارسال رسل کا اور منذر کا اس لئے ہے کہ رب آپ کا نہیں ہلاک کرتا اہل بستیوں کو حالانکہ ان بستیوں کے رہنے والے احکام الٰہیہ سے بے خبر ہوں (یہ تفضلا ہے نہ وجوبا علی اللہ تعالی)، پھر ارسال رسل و منذر کے بعد جو جو اعمال جس کے ہوں گے ویسے ان کو جزاء سزا ملیگی وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۲ اور ہر مکلف کیلئے عند اللہ مراتب ہیں قرب اور بعد کے بوجہ ان کے اعمال کے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ آگے کفار کے شبہ کا جواب ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رب تعالی ہمارے عبادات کا محتاج ہے فرمایا وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ اور رب تعالی آپ کا بے پرواہ ہے (تمام کائنات کے عبادات سے) ذُو الرَّحْمَةِ رحمت والا ہے (اپنے عباد پر تاکہ عبادات سے ان پر رحمتیں کی بارشیں نازل ہوں) آگے غنی اور رحمت کا نمونہ ذکر فرماتے ہیں اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اگر چاہے اللہ تعالی تو تم کو لیجائے (ای اہل مکہ بوجہ تمہارے کفر کے) وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ اور آباد کر دے تمہاری جگہ پر جس کو چاہے كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳ جیسا کہ تم کو (جواب موجود ہوا اے اہل مکہ) پیدا کیا ہے دوسری قوم کی نسل سے (قرنا بعد قرن تو یہ لف نشر مرتب ہے) اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۱۳۴ یقینا جس عذاب کا تم سے وعدہ ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور نہیں ہو تم اللہ تعالی کو عاجز کرنے والے (تو اگر تم اے کفار مکہ دنیاوی ہلاکت سے بچ جاؤ تو قیامت میں عذاب سے نہیں بچ سکتے ہو) قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۳۵ آپ تہدیدا فرما دیجئے (جبکہ کفار مکہ کفر اور شرک سے بالکل باز نہیں آرہے) اے میری قوم عمل کرتے رہو اور مذہب اپنے کے (حتی الوسع) میں عمل کر رہا ہوں (اور اسلام کے حتی الوسع) پھر ضرور جلدی معلوم کر لوگے کس کیلئے ہے انجام خیر اس دنیا میں آنے کا (ہم میں سے ہمارا یا تمہارا) یقینا نہیں کامیاب ہوں گے ظالم لوگ (اور وہ تم ہو کیونکہ (ان الشرک لظلم عظیم) **نجم الآیۃ** التهديد الشديد على الكفر۔ (ولله الحجة البالغة الى هٰهنا نفد البحر المداد وجآء الآخر مثله مدادا له (اللّٰهم تقبل منا انك انت السميع العليم) اتنے تک مشرکین کے عقائد باطلہ کا ذکر تھا آگے مشرکین کے رسوم جاہلیت کا ذکر ہے جو کہ ان کی سفاہت عقل پر دال ہیں ۱؎ کما قال البغوی کہ مشرکین اپنی کھیتیوں سے اور جانوروں سے اور پھلوں سے کچھ حصہ اللہ تعالی کیلئے نکالتے تھے اور کچھ حصہ ان سے بتوں کیلئے نکالتے تھے پھر جو حصہ اللہ تعالی کیلئے نکالتے تھے اس کو مہمانوں اور مساکینوں پر صرف کرتے تھے اور جو حصہ بتوں کیلئے نکالتے تھے اسی کو بتوں کے خدام و سدنۃ پر خرچ کرتے تھے پھر اگر اللہ تعالی والا حصہ بتوں والے حصہ میں خلط ہو جاتا تھا تو اسی کو اسی طرح کا خلط رہنے دیتے تھے پھر سدنۃ پر خرچ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالی تو غنی ہے اور اگر بتوں والا حصہ اللہ تعالی کے حصہ میں خلط ہو جاتا تھا تو فورا نکال لیتے تھے اور سدنۃ پر خرچ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے اصنام تو بہت محتاج ہیں ۱؎ قال اللہ تعالی وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا اور مشرکین مقرر کرتے ہیں اللہ تعالی کیلئے کچھ

Marfat.com

حصہ اس کھیتی اور ان جانوروں سے جن کو اللہ نے پیدا کیا ہے (اور اسی طرح کچھ حصہ بتوں کیلئے مقرر کرتے ہیں حالانکہ تمام کھیتیوں کو اور جانوروں کو
اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے نہ بتوں نے) فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ پھر بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا اور یہ
حصہ ہمارے معبودوں کا ہے (اور پہلے والے حصہ کا مصرف مہمانان اور مساکین سمجھتے تھے اور دوسرے والے کا مصرف خدام بتوں کو سمجھتے تھے)
فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ پھر (مختلط ہونے کی صورت میں) جو حصہ ان کے بتوں کا ہوتا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف
نہ پہنچتا تھا (بلکہ اس سے اتنے قدر کا علیحدہ کر کے بتوں کے خدام کو دے دیا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ ہمارے بت محتاج ہیں) وَمَا كَانَ لِلّٰهِ
فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ اور جو حصہ اللہ تعالیٰ کا ہوتا تھا (وہ اختلاط کی صورت میں) پھر وہ شرکاء کی طرف پہنچتا تھا (کہ وہ بھی سدنۃ
پر خرچ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ غنی عن ھذا) سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ ۱۳۶ کیا برے فیصلے کرتے ہیں (کہ علاوہ شرک کے ایسا کرنے
میں سوء ادبی عزاسمہ کی ہے) **نجم الآیۃ** ھذا رسم من رسوم الجاھلیۃ دال علی سفاھۃ عقولھم و قالوا ھذا من ملۃ الحنفیۃ
(افتراء علی اللہ) والحال انہ لیس من ملۃ الحنفیۃ ۔ آگے مشرکین کی دوسری رسم جاہلیت کا بیان ہے جو ان کی سفاہت عقل پر دال ہے ۲
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ اور مثل اس فعل سفیہانہ کے مستحسن بنا رکھا ہے بہت سے مشرکین
کے خیال میں خدام بتوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو (جیسے کہ لڑکیوں کو زندہ در گور دفن کرتے تھے بوجہ خوف فقر کے یا رؤساء بھی ایسا کرتے تھے
تکبرا اور جیسا کہ رجل نذر مانتا تھا کہ اگر اس کو اتنے لڑکے ہوئے تو ایک کو بت کے نام پر ذبح کریگا) لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ سدنۃ ایسا کرنے والوں
کو برباد کریں (کہ ایسی گمراہی میں جا کر پڑیں گے کہ پھر واپس آنا ممتنع ہو جائے) وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ اور تاکہ ان کے
طریقہ کو ان پر مخلوط کر دیں (کہ طریق اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر اسی طریقہ کو اپنائیں کہ یہ بھی دین حنیف ہے) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ
اور اگر (ان کا بھلا) اللہ کو منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے (لیکن ان کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے بوجہ ان کے رسوم جاہلیت کے)
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ ۱۳۷ تو چھوڑ دو ان کو اور اس کو جو جھوٹ باندھ رہے ہیں (کہ یہ ان کے کام دین حنیف کے ہیں تو یہ لوگ
مأمور من اللہ ہیں تو قالوہ افتراء علی اللہ تعالیٰ) **نجم الآیۃ** دوسری رسم احمقانہ جاہلیت کا بیان ۳ وَقَالُوْا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ
وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ عطف علی (جعلوا) او علی (زین) اور کہتے ہیں اپنے زعم و خیال فاسد
پر کہ یہ مخصوص جانور ہیں اور یہ مخصوص کھیت ہے کہ ان کا استعمال عام ممنوع ہے کہ نہیں کھا سکتے ان کو مگر جس کو ہم چاہیں (مثلاً مرد تو ان کو
استعمال کر سکتے ہیں اور عورتیں نہ ہاں اگر ہم چاہیں تو یا مرد بھی مخصوص استعمال کر سکتے ہیں جیسے خدام الاصنام) **نجم الآیۃ**
تیسری رسم جاہلیت کا بیان ۴ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا عطف علی (انعام) اور کہتے ہیں اپنے خیال فاسد میں کہ یہ مخصوص جانور
ہیں جن پر سوار ہونا یا باربرداری کرنا حرام کیا گیا ہے (اور ایسا بحائر اور سوائب اور حوامی اونٹنیاں اور اونٹ مخصوصہ کے بارے میں
کہتے تھے) **نجم الآیۃ** چوتھی رسم جاہلیت کا بیان ۵ وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور اپنے عقیدہ باطل کے

Marfat.com

لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ جانور مخصوص ہیں جن پر اللہ تعالی کا نام لیتے تھے (قال ابو وائل بعض سواری والے جانوروں کو بایں مطلب مخصوص کرتے تھے کہ ان پر حج نہیں کرنا اور نہ تلبیہ کہنا ہے یہ پانچوں رسومات جاہلانہ کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرتے تھے کہ یہ دین حنیف میں ہیں ان کے رد میں فرمایا)

افْتِرَآءً عَلَیْهِ (کہتے ہیں یہ باتیں ای (وجعلوا) سے تا (علیہ) تک) محض اللہ تعالی کے اوپر جھوٹ کہنے کے طور پر **تجم الآیۃ** پانچوں رسوم جاہلیت کا بیان سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ ضرور جلدی میں سزاء دیں گے ان کو اللہ تعالی انہیں رسوم کی جن کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرتے ہیں (کہ یہ دین حنیف سے ہیں) وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ عطف علی (قالوا) اور کہتے ہیں جوان مویشی کے پیٹ سے بچہ (زندہ نکلیگا پھر اس کو ذبح کرتے تھے اور کہتے تھے یہ) خالص ہمارے مردوں کیلئے حلال ہے اور حرام ہے اوپر ہمارے عورتوں کے اور اگر ہوتا تھا وہ پیٹ سے نکلا ہوا بچہ مردہ تو وہ سب (مرد اور عورتیں منتفع ہونے کیلئے) اسی مردہ بچہ میں شریک ہوتے تھے (جیسا کہ بحیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ تھا اور وہ اپنی ماں سے پانچویں نمبر والی تھی اور وصیلہ کے بارے میں بھی ان کا یہی عقیدہ تھا اور وہ بکری کے ساتویں بچہ کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھتے تھے) سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ ضرور جلدی سزاء دیں گے ان کو اللہ تعالی ان کے ایسے کہنے کی (کہ وہ تحلیل اور تحریم کے بارے میں اپنے کو خود مختار سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے قسم کا اختیار ہم کو من جانب اللہ ہے) اِنَّهٗ حَكِیْمٌ فی عذابھم عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ باحوالھم

تجم الآیۃ ان کی چھٹی رسم جاہلیت کا بیان جس میں وہ اپنے آپ کو تحلیل اور تحریم کے بارے میں خود مختار سمجھتے تھے تو اس پر وعید شدید کا بیان (آگے اللہ تعالی نے ان لوگوں کے مآل اور انجام کا بیان فرمایا ہے) قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ بے شک خراب و خاسر و ذلیل ہوئے وہ لوگ جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو نادانی سے اور بغیر سمجھے کے (یعنی بغیر دلیل عقلی کے اور نقلی کے) وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور حرام ٹھیرالیا اس رزق کو جو اللہ تعالی نے ان کو دیا ہے (مظہری میں ہے کہ مراد اس سے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام ہے) افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ بہتان باندھکر اللہ تعالی پر (کہ ان جانوروں کو بھی اللہ تعالی نے حرام کیا ہے مگر یہ اتنے تک ہے جب تک کہ یہ جانور (مااھل بہ لغیر اللہ) کا مصداق نہ بنیں اور جبکہ ان چار قسموں کے جانوروں کو نیاز غیر اللہ کی بنا لیتے تھے تو وہ من جانب اللہ قطعاً حرام ہیں) قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ یقیناً ایسے اعتقاد والے اور رسوم جاہلیت والے راہ حق سے ہٹ گئے ہیں اور مستقبل میں بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں گے **تجم الآیۃ** ان چھ رسوم والوں پر قد مشترک ضلالت وعدم اھتداء کی مہر لگ گئی ہے۔ پہلے فرمایا ہے (وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا) اب آگے تنبیہ فرماتے ہیں کہ باغات کو اور ان کے پھلوں کو اور کھیتوں کو اور تمام مویشی کو پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالی ہیں نہ ان کے معبودان تو ان معبودان باطلہ کی نیاز کیسے پھر فرمایا کہ پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہیں اور تحلیل اور تحریم کے مختار یہ کفار یہ کیسے پھر اللہ تعالی پر بہتان باندھتے ہیں کہ یہ مذہب حنیف میں ہے تو فرمایا کہ اس پر کوئی دلیل لاؤ اگر تم اپنے دعاوی پر صادق ہو تو دلیل نہ لاؤ تو دعوی بھی

ع ۱۶ ۱۱

طفرمایا وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کئے ہیں باغات درانحالیکہ چھپروں
چڑھائے جاتے ہیں (جیسے انگور) اور وہ باغات بھی اس نے پیدا کئے ہیں جو چھپریوں پر نہیں چڑھائے جاتے (جیسے تنہ دار درخت) وَّالنَّخْلَ
اور پیدا کیا ہے کھجور کے درخت وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ اور پیدا کیا ہے کھیتی کو کہ مختلف طور پر ہیں اس کھیتی کے کھانے کی چیزیں (یعنی
کھیتی کی پیداوار جیسے گندم اور جو اور شالی اور جوار اور مکی وغیرہ) وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ اور پیدا کیا ہے زیتون کو اور انار کو (کہ ہر ایک کے دو
دوانے) مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ہیں (باعتبار صورت کے (متشابھا) ہیں) اور (باعتبار ذائقہ کے (غیر متشابہ) ہیں (کہ ہر ایک دانہ کا ذائقہ
مختلف ہے حالانکہ زمین ایک نوع کی ہے اور پانی بھی سب کو ایک ہے اور سب کو ھوا بھی اسی علاقہ کی ایک ہے) كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ
کھا سکتے ہو ان کی پیداوار کو جب وہ پھل لاوے (یعنی پکنے سے پہلے بھی کھا سکتے ہو) وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ اور دیدو حق اس پیداوار
(یعنی عشر یا نصف العشر) دن کاٹنے اس کے وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۴۱ اور بے جا خرچ نہ کرو محقق امر ہے کہ اللہ
تعالی ناپسند فرماتے ہیں بیجا خرچ کرنے والوں کو **نجم الآیۃ** ان سب اشیاء کا پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہیں تو اس کی رضا کیلئے مساکین
پر خرچ کیا جائے نہ بتوں کی خوشنودی کیلئے ان کے خدام پر صرف ہو کہ اس میں اسراف اور حد سے تجاوز ہے (آگے بیان فرماتے ہیں کہ تمام جانوروں
پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہیں تو جانوروں کے بارے میں تحلیل اور تحریم کے مالک یہ کفار نہیں ہیں) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا عطف علی
جنات) اور اللہ تعالی نے پیدا کئے ہیں جانوروں سے بعض بوجھ اٹھانے والے (جیسے اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے) اور بعض زمین سے
لگنے والے (جیسے بھیڑ اور بکری) **خلاصہ** یہ کہ بعض جانور بڑے قد والے ہیں اور بعض چھوٹے قد والے ہیں) كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللّٰهُ کھاؤ ان جانوروں میں سے ان کو جو اللہ تعالی نے تم کو بطور رزق حلال کے دیا ہے (جیسے اونٹ اور اونٹنیاں اور گائے اور بیل اور
بھینس اور بھیڑ بکری نر اور مادہ) وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور مت چلو شیطان کے قدموں پر (اس کے وساوس کے تابع ہو کر
تحلیل اور تحریم کے مختار بن جاؤ یا بحیرہ اور سائبہ وغیرہ اپنی طرف سے بناتے جاؤ (بحر المحیط) اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۴۲ یقینا وہ تمہارا
کھلا دشمن ہے (کما قال اللہ تعالی (وقال لاحتنکن ذریتہ الاقلیلا) البتہ ہلاک کر دوں گا اولاد اس کی کو مگر تھوڑے سے) ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ
بدل من قولہ تعالی (حمولۃ وفرشا) (جانور جن میں تحلیل و تحریم کر رہے ہیں پیدا کئے ہیں اللہ تعالی نے) آٹھ نر اور مادہ (وفی الحدیث قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما خلق اللہ تعالی ھذہ الازواج الثمانیۃ للاکل والانتفاع بہا فمن این جاء التحریم امن قبل الذکر
ام من قبل الانثی) مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ یعنی بھیڑ (اور دنبہ) میں دو قسم (ایک نر ایک مادہ) وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ اور
بکری میں دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) بسا اوقات ان کے نر میں تصرف تحلیل اور تحریم کا کرتے تھے اور بسا اوقات ان کے مادہ میں جس
کو (وصیلۃ) کہتے تھے ان کا رد یوں فرمایا کہ اگر اللہ تعالی نے ان میں تحلیل اور تحریم کا تصرف فرمایا ہے جیسا کہ وہ کفار کہتے تھے تو ان دونوں
قسم کے کل نر حرام ہوتے یا کل مادہ نہ بعض پھر تم نے بعض نر اور بعض مادہ میں یہ تحلیل اور تحریم کا تصرف کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ یہ تصرف

Marfat.com

تمہاری طرف سے ہے نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں صنفوں سے نر کو حرام فرمایا ہے یا دونوں صنفوں سے مادہ کو أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ یا (ان دونوں صنفوں سے) اس بچہ کو حرام فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس بچہ پر دونوں صنفوں کے مادہ نے پیٹ میں لئے ہوتے ہیں (جیساکہ (وصیلہ) میں ایسا کہتے تھے) نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ خبر دو مجھ کو ساتھ سند علمی کے اگر تم سچے ہو (اس تحلیل اور تحریم میں) وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ اور (اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں) اونٹ میں سے دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ اور گائے (اور بھینس) میں سے دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے ان دو قسموں کے نروں کو حرام قرار دیا ہے یا دونوں قسم کے مادہ کو (جیسے کہ بحیرہ اور سائبہ اور حام میں اسی قسم کا تصرف تحلیل اور تحریم کا کرتے تھے) أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ یا حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے (ان دونوں قسموں کے) اس بچہ کو جس پر دونوں قسموں کے مادہ کے پیٹ شامل ہیں (جیساکہ بحیرہ اور سائبہ اور حام میں ایسا کرتے تھے تو اگر ایسا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو کسی ایک نوع کے کل افراد کو یہ حکم شامل ہوتا نہ بعض کو تو بعض کیلئے ایسا کہنا یہ محض تمہاری طرف سے ہے پھر افتراء پردازی اللہ تعالیٰ پر ہے) أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا کیا تم اس وقت حاضر تھے جس وقت اللہ نے تم کو حکم دیا تھا ایسی قسم کی تحلیل اور تحریم کا (تو جواب نفی میں ظاہر ہے تو افتراء علی اللہ ہو گیا تو فرمایا) فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا سو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر نسبت کرے اللہ تعالیٰ کی طرف (کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا یعنی ایسے شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہے پھر ایسے قسم کے حصر اضافی ہوتے ہیں) لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ (اللہ تعالیٰ پر افتراء اس لئے باندھے ہیں) تاکہ گمراہ کریں لوگوں کو بغیر دلیل علمی کے (کہ لوگ ان کفار کے جال میں پھنس جائیں) إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۴۴ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے قسم کے ظالمین کو راہ راست پر نہیں لائیں گے **نجم الآیات** تحلیل اور تحریم کے تمامی تصرفات جانوروں کے بارے میں بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہیں نہ ان کفار کو جو مفتری علی اللہ ہیں۔ آگے محرمات الٰہیہ کا ذکر ہے جو اس وقت مکی زندگی میں تھے پھر مدنی زندگی میں مزید محرمات کا اضافہ ہوا جو سورۃ مائدہ میں مذکور ہیں جیسے منخنقہ اور موقوذہ اور متردیہ اور نطیحہ اور خمر۔ نیز حدیث میں آیا ہے وحرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ اکل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر فرمایا قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ آپ فرما دیجئے جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی غذا حرام نہیں پاتا ہوں کسی کھانے والے کیلئے جو اس کو کھائے (کھانے والا کوئی ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو) إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً مگر یہ کہ وہ مردہ جانور ہو (ان ثمانیہ ازواج سے کیونکہ بات ان میں ہو رہی ہے) أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا یا بہتا ہوا خون ہو أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے (اور نجس العین ہے اور خبیث مخبث ہے) أَوْ فِسْقًا عطف علی (لحم خنزیر) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ یا نا جائز ذبیحہ (جو بقصد تقرب غیر اللہ کے) نامزد کر دی گئی ہو غیر اللہ کے نام پر (یعنی غیر اللہ کیلئے نذر مانی گئی ہو یا بوقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لیا گیا

وھذا کما قال اللہ تعالیٰ (ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق) تو (فسقا) بمعنی شرکا کے ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ پھر جو شخص بھوک سے بے تاب ہو گیا (اور ان محرمات میں سے کسی کو کھا لے) درانحالیکہ نہ طالب لذت ہو اور نہ (قدر شدید ضرورت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔ **نجم الآیۃ** محرمات ملکیہ کا بیان ؛

آگے کفار جو اپنے آپ کو تحلیل و تحریم کا مختار سمجھتے تھے ان کے شبہ کا جواب ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہود کو بھی بعض حلال جانوروں کی تحریم کا اختیار تھا جن کا آگے ذکر ہے تو ان کے رد میں فرمایا کہ وہ بھی محرمات الٰہیہ سے ہیں خاص ان پر تعذیبا فرمایا وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ اور یہود پر ہم نے (حلال جانوروں میں سے) حرام کر دیا تھا ہر ناخن والا جانور (یعنی کھر والا جانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں جیسے اونٹ اور شتر مرغ یہ حرام کئے گئے تھے مگر کھر والے جانوروں سے بقر اور غنم کے کچھ استثنائیات ہیں کہ گوشت وغیرہ حرام نہیں ہے جیسا کہ فرمایا) وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اور گائے اور بکری (کے اجزاء میں سے) ان دونوں کی چربیاں ان پر حرام کی تھیں ہم نے اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ مگر وہ چربی مستثنیٰ تھی (یعنی حلال تھی) جو ان دو کی پشتوں کو ملی ہوئی اور لگی ہوئی ہو اَوِ الْحَوَايَآ یا انتڑیوں کو لگی ہوئی ہو اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا جو چربی ہڈی سے ملی ہوئی ہو ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ یہ تحریم حلال اشیاء کی سزا دی تھی ہم نے ان کو ان کے شرارتوں کے سبب (نہ انہوں نے خود حرام کی تھیں بوجہ اختیار تحریم اور تحلیل کے اور نہ یہ تحریم ان پر زمانہ ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام سے مستمرا ان پر چلی آ رہی تھیں باعتبار نہی اصلی کے جیسا کہ یہود کا دعوی غلط ہے تا نکہ ان پر ملامت نہ آوے) وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اور ہم یقینا سچے ہیں (اپنے بیانات میں نہ یہود کہ وہ الٹے مارتے تھے اور نہ کفار کہ وہ کہتے تھے کہ یہود مختار تھے تحلیل و تحریم میں تو ہم کیوں نہ مختار ہوں) **نجم الآیۃ** ازالۃ الشبہ للکفار علی قیاس الیہود فی باب التحریم

آگے پھر ازالہ شبہ کفار کا ہے کہ اگر یہ حق پر نہیں تو ان پر عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا تو اس کا ازالہ فرمایا کہ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ پھر اگر یہ کفار (اسی مضمون تحلیل و تحریم والا میں) آپ کو کاذب کہیں (بایں وجہ کہ پھر ان پر عذاب کیوں نہیں آتا تو جواب میں) فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ تو جواب میں فرما دیجئے کہ تمہارا رب صاحب رحمت فراخ کا ہے (بنا بریں جلدی عذاب نہیں نازل فرمایا و لیکن یہ کہ عذاب بالکل نہ آئے ایسا نہ ہوگا کیونکہ) وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ اور نہیں ٹلیگا اس کا عذاب مجرم لوگوں سے **نجم الآیۃ** الاستدراج لیس بدلیل علی ان العذاب مرفوع عنہم

پھر آگے کفار کے ایک اور شبہ کا ازالہ ہے سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ مستقبل قریب میں کہیں گے مشرک لوگ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ شرک کرتے ہم اور ہمارے باپ دادا اور نہ حرام کرتے ہم کسی شیئی کو (جو اوپر مذکور ہوئے ہیں تو یہ ان کا جواب مبنی ہے اوپر عدم فرق کے درمیان مشیت کے اور رضاء کے تو جب اس کی اس پر مشیت ہے تو اس کی رضا بھی ہے حالانکہ مشیت مستلزم رضا کو نہیں کما قال اللہ تعالیٰ (وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ) وقال اللہ تعالیٰ (ولا یرضی لعبادہ الکفر) كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا مثل ان کی تکذیب کے تکذیب کی تھی وہ لوگ جو ان

Marfat.com

سے پہلے یہانتک کہ چکھا عذاب ہمارے کو قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا (ان کے جواب میں) فرمائیے کیا تمہارے پاس کوئی
دلیل نقلی ہے (کہ مشیت الٰہی مستلزم ہے رضاء الٰہی کو جس سے تم استدلال بکڑ رہے ہو) تو ظاہر کرو اسی کو ہمارے سامنے اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ
نہیں تابع ہوتے تم (تمام اپنے مذہبی باتوں میں) مگر خیالات کو (جو تقلید آباء جہلہ سے تم کو حاصل ہیں) وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾
اور نہیں ہو تم مگر تخمینیات کرتے ہو (جو بالکل غلط ہیں) فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فرما دیجئے ان کو (دونوں جوابوں سے معلوم ہوا کہ) پھر پورا
جواب صحیح اللہ تعالیٰ کا ہے (نہ تمہارا) فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ پھر (ان جوابوں کے بعد یا ویسے بھی) چاہتا اللہ تعالیٰ (تمہاری
ہدایت کو) تو تم سب کو ہدایت دیدیتا (مگر ایسا نہیں چاہا کہ تم کو طلب ہدایت کی نہیں ہے تو پھر یہ حکمت کے خلاف ہے کہ بے قدروں کو قدر والی چیز
زور سے دیدینا قدر والی چیز کی بے قدری ہے) **نجم الآیۃ** کفار کے [illegible] کا جو[illegible] کہ پھر ان کے پاس جواب الجواب نہیں ہے پھر
آگے فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس دلائل عقلی نہیں ہیں تو دلیل مشاہدی لاؤ یا بمنزلہ مشاہدی کے ہو یقین میں جیسے فرمایا تھا (ام کنتم شہداء
اذ وصّیکم اللہ بھذا) قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فرما دیجئے کہ حاضر کرو اپنے گواہوں کو اور
اپنے قدوتوں کو اور اپنے ائمہ کو کہ شہادت دیں کہ یقینا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا ان کو (یعنی ثمانیہ ازواج سے بعض کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے (ھذا
اشارۃ الی البحائر والسوائب واخواتھا) اللہ تعالیٰ ان کو یہ چیلنج اس لئے دیا ہے کہ ان کے پاس ایسے قسم کی کوئی شہادت نہ تھی اور شہادت
کا تقاضا ہے کہ صحیح شہادت ہو نہ غلط فَاِنْ شَهِدُوْا پھر اگر وہ (غلط) شہادت دیدیں فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ تو اس غلط شہادت کی سماعت
نہ فرمانا آگے خطاب نبوت کو ہے مراد امت ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور نہ اتباع کرنا خیالات فاسدہ ان لوگوں کے
جنہوں نے ہمارے احکام کو نہیں مانا بلکہ جھوٹا کہا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور نہ اتباع کرنا ان لوگوں کی جو آخرت کو نہیں مانتے وَ
هُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ حالانکہ وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو عبادت میں شریک ٹھہراتے ہیں **نجم الآیۃ** بقیہ اتمام ع ۱۸ ۵
الحجۃ کا بیان۔ پہلے (ثمانیۃ ازواج) میں سے جو محرمات ہے ان کا بیان تھا آگے مطلق محرمات کا بیان ہے جو کل شرائع میں حرام تھیں قُلْ تَعَالَوْا
اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ فرما دیجئے آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے حرام فرمایا ہے (ای ما نھاکم عنہ ربکم وما امرکم بہ یعنی
آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں وہ چیزیں جن سے تمہارے رب نے روکا ہے اور جن کا تم کو امر فرمایا ہے منہیات چھ ہیں ع۱ لا تشرکوا ع۲ ولا تقتلوا
ع۳ ولا تقربوا ع۴ ولا تقتلوا النفس ع۵ ولا تقربوا مال الیتیم ع۶ ولا تتبعوا السبل اور مامورات چار ہیں معطوفات علی المنہیات
ع۱ وبالوالدین احسانا والتقدیر واحسنوا ع۲ واوفوا ع۳ واذا قلتم فاعدلوا ع۴ وبعہد اللہ اوفوا تو منہیات چھ اور اوامر چار
کل دس یہ احکام محکمہ غیر منسوخہ ہیں تفصیل یوں ہے ع۱ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شیئ کو بھی شریک مت ٹھہراؤ
ع۲ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو (ابن عباس نے فرمایا ہے ماں باپ کے ساتھ تلطف اور نرم رویہ
کے ساتھ رہنا ہے اور کسی بات کے جواب میں شدت نہیں کرنی اور ان کے آگے ایسا رہنا ہے جیسا کہ غلام اپنے سردار کے سامنے رہتا ہے)

Marfat.com

ع۳ وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ اور نہ قتل کیا کرو اپنی اولاد کو افلاس کی وجہ سے (جیسا کہ جاہلیت کی عادت تھی اس آیت میں نہی عن القتل کا بیان بوجہ موجودہ فقر کے ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں جس نہی عن القتل کا بیان ہے وہ بوجہ توقع فقر کے مستقبل کیلئے ہے کما قال اللہ تعالی (ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقهم وایاکم) ولذا قدم رزق اولادهم فی مقام الخشیۃ وههنا قدم رزقهم فقال نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں ع۴ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اور نہ قریب جانا بدکاری کے ای زنا کے خواہ علانیہ ہو وہ زنا (جیسے بغایا اور کنجریوں کا طریقہ ہے) اور خواہ وہ زنا پوشیدہ ہو (جیسا کہ فرمایا ہے (ولا متخذات اخدان) اور نہ خفیہ دوستانہ بنانے والی ہوں) ع۵ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ اور نہ قتل کرو کسی شخص کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالی نے حرام فرمایا ہے مگر حق شرعی پر جائز ہے (جیسا کہ قصاص یا رجم الخ) ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ یہ پانچ احکامات تکلیفیہ کا اللہ تعالی نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ تاکہ تم سمجھو ان کے فوائد کو (عقل سے کہ عقل بھی ان کے خلاف کی مباشرت کو قبیح سمجھتا ہے اور روکتا ہے) ع۶ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ اور نہ قریب جانا مال یتیم کے (باعتبار تصرف کے) مگر ایسے طریقہ سے کہ مستحسن ہو شرعا یہاں تک کہ پہنچے اپنے سن بلوغ کو (پھر اس کا مال اس کے حوالے کر دو بشرطیکہ سفیہ نہ ہو) ع۷ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ اور پورا پورا کیا کرو ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ (یہ احکامات انسان کی وسع سے باہر نہیں ہیں تاکہ تکلیف مالایطاق سمجھو) لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نہیں تکلیف دیتے ہم کسی شخص کو مگر اس کی طاقت پر ع۸ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اور جس وقت تم بات کرو (خواہ شہادت ہو یا کوئی قضاء اور فیصلہ ہو) تو انصاف سے بات کرو گرچہ (جس کے خلاف شہادت ہو یا قضاء ہو) وہ قرابت دار ہو ع۹ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور ساتھ عہد اللہ تعالی کے (ای نذر کے یا قسم کے بشرطیکہ خلاف شرع کے نہ ہو) ایفاء کرو ای پورا کرو ذٰلِكُمْ یہ امور تکالیفیہ جلیلہ وَصّٰىكُمْ بِهٖ تاکیدی حکم دیا اللہ تعالی نے تم کو ساتھ ان کے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ تاکہ تم یاد رکھو (کہ یہ چار احکام بالکل قابل نسیان کے نہیں جیسا کہ بعض لوگ ان امور پر متیقظ رہتے تھے) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ اور تحقیق یہ راستہ ہے میرا (یعنی ان دو آیتوں میں جو احکام مذکور ہیں یہ راستہ ہے میرا یا مکمل سورۃ میں جو احکام مذکور ہیں یہ راستہ ہے میرا یا دین اسلام یہ راستہ ہے میرا) مُسْتَقِيْمًا جو کہ راہ راست ہے فَاتَّبِعُوْهُ سو اس راستہ پر چلو ع۱۰ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ اور نہ چلو دوسروں کے راہوں پر کہ وہ راہیں تم کو اللہ تعالی کے راستہ سے جدا کر دیں گی و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تفرقت بنوا سرائیل علی ثنتین و سبعین فرقۃ وان هذه الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین الحدیث ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ اس کا (یعنی عدم اتباع متفرق سبل کا) تاکیدی حکم دیتا ہے اللہ تعالی تم کو ساتھ اس کے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ تاکہ تم بچ جاؤ (عذاب الہی سے بوجہ عدم اتباع متفرق سبل کے)

نجم الآیات الثلاث الوصایا التاکیدیۃ علی الاحکام الشرعیۃ الغیر المنسوخۃ الراسخۃ المحکمۃ التی علیها

Marfat.com

مدار النجاۃ: آگے فرماتے ہیں کہ ان احکام محمد غیر منسوخہ کے اِخبار کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے اَخبار بتلاتے ہیں فرمایا ثُمَّ اٰتَیْنَا
مُوْسَى الْكِتٰبَ اور (ثم) قد تأتی للمهلة فی الاخبار زمانہ قدیم میں موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے کتاب (یعنی توراۃ) دی تھی تَمَامًا
عَلَى الَّذِیْٓ اَحْسَنَ واسطے تمام اور پوری کرنے نعمت کے اوپر ان لوگوں کے جو اخلاص کے ساتھ عمل کرنے والے ہوں وَتَفْصِیْلًا
لِّكُلِّ شَیْءٍ اور واسطے تفصیلا بیان کرنے ہر مسئلہ ضروریہ کے وَّهُدًى اور واسطے راستہ بتلانے عقائد حقہ کے وَّرَحْمَةً اور واسطے
رحمت عمل کرنے والوں کے لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ تاکہ بنی اسرائیل اپنے رب کے ملنے پر یقین لائیں (یعنی ایسے صفات ع ۱۹ ۶
عظیمہ والی توراۃ پر ایمان لانے کی برکت سے قیامت مستحضر رہے پھر ان کو مقام احسان کا حاصل ہو) نجم الآیۃ فضائل توراۃ کا بیان
آگے فضائل قرآن کا بیان وَهٰذَا كِتٰبٌ اور یہ قرآن کتاب عظیم الشان ہے (والتنوین للتعظیم) اَنْزَلْنٰهُ ہم نے اس کو اتارا ہے (وصیغۃ
الجمع للتفخیم) مُبٰرَكٌ برکت والی ہے (یعنی کثیر المنافع ہے باعتبار اتمام کے اور تفصیل کے اور ھدی کے اور رحمت کے اور باعتبار استحضار
یوم القیامت کے بنابریں) فَاتَّبِعُوْهُ سو اس کا اتباع کرو وَاتَّقُوْا اور بچو (اس کی مخالفت سے) لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ تاکہ رحمت
کئے جاؤ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے دارین میں) نجم الآیۃ فضائل وفواضل قرآن کا بیان۔ آگے بیان ہے ترغیب الی اتباع القرآن کی
کہ اگر ہم تمہاری طرف ای بنی اسماعیل قرآن جو عربی لغت میں ہے نازل نہ فرماتے تو تم عمل بالتوراۃ میں ایک سوال تو یہ کرتے کہ توراۃ عربی لغت
میں نہیں ہے تو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں دوسرا یہ کہ ہمیں یہ اعزاز نزول کتاب کا ہمارے اوپر بواسطہ نبی اللہ کے مستقلا ملتا تو ہم عمل میں ان سب
سے آگے ہوتے بنابریں بھی قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا تو اب عمل بالقرآن میں کونسا وجہ رکاوٹ کا ہے اَنْ تَقُوْلُوْٓا نازل کیا
ہے ہم نے قرآن کو تاکہ یہ نہ کہو اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ کہ جز
آسمانی کتاب نازل کی گئی تھی اوپر ان دو فرقوں کے (یعنی یہود اور نصاریٰ کے) جو ہم سے پہلے تھے اور ہم یقینا ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر
تھے (کہ ان کی لغت اور ہماری اور ہے) اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ اور دوسرا وجہ قرآن کے نازل
کرنے کا یہ ہے کہ تم نہ کہو کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل کی جاتی (بواسطہ نبی اللہ کے) تو ہم مؤمنین سابقین سے بھی زیادہ راہ راست پر ہوتے
(باعتبار پختگی ایمان کے اور عمل کے) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ سو یقینا آچکی ہے تمہارے پاس حجت بینہ تمہارے رب کی
طرف سے (یعنی قرآن) وَهُدًى اور عین ہدایت ہے (باعتبار عقائد حقہ کے) وَّرَحْمَةٌ اور عین رحمت ہے (باعتبار عمل صالح کے)
نجم الآیۃ ضرورت نزول قرآن کا بیان آگے انکار قرآن کے انکار پر وعید شدید کا بیان فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ پھر کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو آیات اللہ کو (ای قرآن کو) جھوٹا کہے (کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے) وَصَدَفَ
عَنْهَا اور بغیر اس میں سوچنے کے منہ پھیر لیوے (یعنی اس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہے یہ حصر اضافی ہے) سَنَجْزِی
الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ ضرور عنقریب میں سزا دیں گے ان لوگوں کو جو ہمارے آیات کا اعراض

کرتے ہیں بغیر ان میں تدبر و تفکر کے سخت عذاب سے بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۱۵۷ بسبب اس کے کہ تھے منہ موڑتے تھے ہمارے قرآن
سے بغیر کسی سوچ بچار کے **نجم الآیۃ** اعراض عن القرآن پر سخت تہدید کا بیان۔ آگے اس تہدید کا بیان ہے هَلْ
يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ نہیں انتظار کر رہے (یہ کفار بعد وضوح الدلائل کے ایمان نہ لانے پر) مگر
اس کی کہ آجائیں ان کے پاس فرشتے (برائے قبض ارواح کے یا فرشتے عذاب کے) أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ یا آجائیں آپ کا رب (موقف قیامت میں فی ظلل
من الغمام برائے فصل قضایا کے) أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ یا آجائے کوئی بڑی نشانی رب آپ کے کی (کہ مغرب سے طلوع شمس کا ہو جائے
کذا قال البغوی یعنی ایمان لانے میں موت کا انتظار ہے یا بڑی علامت قیامت کی کا انتظار ہے یا خود قیامت کے وقوع کا انتظار ہے ولیکن اسوقت
ایمان کلا ایمان ہے کما قال اللہ تعالی يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ جس
دن آجائے گی یہ بڑی نشانی رب آپ کے کی (کہ مغرب سے طلوع شمس کا ہو) تو نہیں نفع دیگا کسی شخص کو اس وقت کا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہ
لایا تھا أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا یا (ایمان دار تو تھا لیکن) اس نے اپنے ایمان میں کوئی عمل صالح نہ کیا تھا قُلِ انْتَظِرُوا فرما دیجئے
انتظار کرو (تم ان اشیاء میں سے کسی شیئ کا) إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ۱۵۸ تحقیق ہم بھی منتظر ہیں (کہ انہیں وقت پر تم پر کیا عذاب نازل ہوتا ہے)
نجم الآیۃ الوعید الشدید علی عدم الایمان۔ پہلے فرمایا تھا (ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ) آگے اس کی مذمت کا بیان ہے
إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور ہو گئے گروہ
گروہ (جیسا کہ آیا ہے تفرقت بنو اسرائیل علی ثنتین و سبعین فرقۃ) لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ نہیں ہیں آپ ان سے کسی تعلق میں
یعنی ایسے قسم کی گروہ بندیاں جو دین اسلام کے خلاف ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب اسلام کے خلاف ہیں جیسا کہ ایسے قسم کی گروہ بندیاں
یہود اور نصاری میں تھیں) إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ یقینا ان کا معاملہ ایسے قسم کا اللہ تعالی کے حوالے ہے ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ۱۵۹ پھر خبر دیں گے ان کو اللہ تعالی ان کے ان گروہ بندیوں کی (یعنی سزاء دیں گے) **نجم الآیۃ** دین اسلام کے خلاف گروہ
بندیوں پر وعید شدید کا بیان پہلے فرمایا ہے (اوکسبت فی ایمانھا خیرا) یعنی ایمان کے بعد عمل صالح نہیں کئے تھے آگے بیان ہے کہ ایمان کے
بعد عمل صالح کئے تھے تو اس کے اجر کا بیان مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو شخص کہ لائے گا نیک کام تو اس کو (کم سے کم)
دس گنا اس نیکی کا ثواب ملے گا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا اور جو شخص لائے گا برا کام تو اس کو اس کے برابر کی
سزا دی جائے گی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کہ مقدار برائی سے زیادہ سزاء نہ ہوگی اسی طرح دس گنا سے کم ثواب
بھی کا نہ ملے گا) **نجم الآیۃ** بیان مقادیر الجزاء۔ آگے خلاصہ سورۃ کا ذکر ہے کہ اولا بنیادی اصول کا ذکر ہے پھر اہم فروع کا
ذکر ہے پھر ان کی اہمیت کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں اصول و فروع کے مکلف ہیں اور یہی دین مستقیم ہے اور ان
کے ما سوائے افتراق فی الدین ہے قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فرما دیجئے (ان سب کو ای مشرکین اور یہود و نصاری کو)

Marfat.com

کہ مجھے میرے رب نے سیدھا راستہ بتلا دیا ہے اور اس پر چلایا ہے دِيۡنًا قِيَمًا بدل من محل (الی صراط مستقیم) یعنی دین مستحکم کا م
بتلایا ہے مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ عطف بیان (لدینا) جو مذہب ابراہیم علیہ السلام کا ہے (کل اصول میں اور بڑے ۔ بڑے فروع میں) حَنِيۡ
درانحالیکہ ابراہیم علیہ السلام ادیان باطلہ سے روگرداں تھے اور مذہب حق توحیدی کی طرف مائل تھے (چونکہ ابراہیم علیہ السلام بنی اسماعیل علیہ ال
کے اور بنی اسرائیل کے ان سب کے دادا تھے اور یہ سب انہی کے ملت کے اتباع کے مدعی تھے بنا بریں ان کا ذکر فرمایا تاکہ ایمان لانے میں
ہو) وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۱۶۱ اور نہ تھے مشرکین سے (جیسا کہ ان فرق ثلثہ میں شرک پایا جاتا ہے) آگے اہم فروع کا بیان ہے قُ
اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ ۝۱۶۲ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ فرما دیجئے کہ یقینا میری نماز اور میری تمامی عبادات
میری مکمل زندگی اور پھر موت میری یہ سب خالصۃ اللہ تعالی کیلئے ہیں جو تمام جہان والوں کا پروردہ ہے جس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے وَبِذٰلِكَ اُ
اور انہیں اصول و فروع کا میں بھی مامور ہوں (بنا بریں یہ اصول و فروع بڑے مہتم بالشان ہیں) وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۝۱۶۳ اور میں اول ماننے وال
میں سے ہوں (یعنی مجھے ان کی بڑی اہمیت ہے علاوہ ازاں ہر نبی اپنی امت سے اول مسلم یعنی ماننے والا ہوتا ہے) آگے دعوت مشرکین کا جواب ہے ک
کہتے تھے کہ ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ اگر قیامت ہے اور شرک جرم ہے تو وہ کہتے تھے کہ پھر تمہارا وزر ہم اٹھالیں گے تو ان کے رد میں فرمایا قُلۡ اَغَ
اَللّٰهِ اَبۡغِىۡ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَىۡءٍ (ان دعوت باطلہ والوں کو) فرما دیجئے کہ کیا سوا اللہ تعالی کے طلب کروں کوئی اور رب (جیسا کہ تمہارے اس
باطلہ ہیں) حالانکہ وہی ذات واجب الوجود ہر شیئ کی رب ہے (اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے تو ہم سے یہ توقع بالکل نہ رکھو) وَلَا تَكۡسِبُ كُلُّ نَفۡ
اِلَّا عَلَيۡهَا اور نہیں کسب کرتا کوئی نفس (گناہ کا) مگر اس کا بوجھ صرف اسی پر ہوگا (کیونکہ) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى اور (قیامت میں) نہیں اٹھائیگا
نفس گنہگار گناہ نفس اور کا (جیسا کہ کفار کہتے ہیں کہ ہم اٹھائیں گے) ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ مَّرۡجِعُكُمۡ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۝۱۶۴ پھر (
قبروں سے اٹھکر) اپنے رب کی طرف لوٹنا ہوگا سو (وہاں پر) خبر دیں گے تم کو انہیں عقائد و اعمال کی جن میں تم مسلمانوں سے اختلاف کرتے تھے (کہ پھر
فرقوں میں بٹ گئے تھے) پھر آگے مخالفت پر تذکیر بایام اللہ سے تہدید فرماتے ہیں وَهُوَ الَّذِىۡ جَعَلَكُمۡ خَلٰۤئِفَ الۡاَرۡضِ اور اسی ذات
کو پہلی قوموں کی جگہ پر آباد کیا ہے (یعنی پہلی قوموں کی سرگزشت پر غور کرو) وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ اور اونچا کیا ہے
سے بعض کو دوسرے بعض پر باعتبار مالی تفاوت کے تاکہ تمہارے ساتھ معاملہ آزمائشی کرے ان نعمتوں سے جو تم کو دی ہیں (کہ کون منعم کی حق شناسی کرتا ہے
کون کفران نعمت کرتا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے) اِنَّ رَبَّكَ سَرِيۡعُ الۡعِقَابِ یقینا آپ کا رب جلدی عذاب کرنے والا ہے (کفران نعمت کی کرنے والا کو ع ۲۰
لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۶۵ اور یقینا آپ کا رب (تمام جگہوں میں اضافت تشریفی ہے) بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت کرنے والا ہے (شکران نعمت کے کرنے
نجم الآیات دین مستحکم اور صراط مستقیم کا بیان جو کہ خلاصہ سورت کا ہے * الحمد للہ والشکر للہ التفسیر الکوثری کا آٹھواں اجزاء اختتام پذیر ہوا ہے
کلام کو دنی **فضیلتہ** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلت علیّ سورۃ الانعام جملۃ واحدۃ شیّعھا سبعون الف ملک لھم زجل بالتسبیح و
فمن قرأ الانعام صلی علیہ واستغفر لہ اولئک السبعون الفا بعدد کل آیۃ من سورۃ الانعام یوما ولیلۃ (تفسیر ابی السعود) اللھم اجعلنا من المسلمین وصل اللھم علی

Marfat.com

التفسير الكوثري (تعالیٰ)

الجلد الثانی

المؤلف

من الاستاذ فی التفسیر والحدیث

محمد شریف الله لہ

ابن المحدث الکبیر محمد عبد الرحیم یغفر اللہ لھما

الناشر

الجامعۃ الاسلامیۃ التفسیریۃ شمس العلوم

رحیم یار خان ۔ پنجاب (پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الْاَعْرَافِ مَکِّیَّۃٌ

مگر آٹھ آیات کہ مدنیۃ اور وہ (وسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر الى ثمان آيات) وهي مأتان وخمس آيات وكلماتها ثلاثة آلاف
وست مأة وخمس وعشرون وحروفها اربعة عشر الفا وثلثمأة وعشرة احرف نزلت بعد ص ★ **وجہ ارتباط** سورۃ اعراف کا
سورۃ انعام کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کے آخر میں فرمایا ہے (وهو الذي جعلكم خلائف الارض) اور اس سورۃ میں فرمایا ہے
(وجعلكم خلفاء من بعد قوم نوح) اور اللہ تعالیٰ پہلی سورت میں فرمایا (كتب على نفسه الرحمة) اور اسی سورت میں فرمایا ہے (ورحمتي وسعت
كل شيئ فساكتبها للذين يتقون الآية) تو یہ آیت پہلی سورت والی آیت کی تفصیل ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الٓمّٓصٓ ۚ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ خبر لمبتدأ محذوف اى ذلك والمعنى یہ قرآن کتاب ہے جو بھیجی گئی ہے آپ
کی طرف **فَلَا يَكُنْ فِىْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ** سو نہ ہو آپ کی دل میں کوئی تنگی اس کی وجہ سے (کہ سب کے سب مانتے کیوں نہیں ہیں) **لِتُنْذِرَ بِهٖ** ١
متعلق (بانزل) (یعنی نازل کی گئی ہے آپ کی طرف) تاکہ ڈرائیں آپ ذریعہ اس کے (نہ ماننے والوں کو) **وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢** عطف
علی مصدر (تنذر) اور نصیحت ہے ایمان والوں کیلئے (یعنی یہ قرآن جامع ہے درمیان انذار کفار کے اور تذکیر مؤمنین کے کہ مؤمنین کو مبدأ اور معاد یاد
دلواتا ہے) آگے عام امت کو خطاب ہے **اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ** تابعداری کرو اس کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف تمہارے رب
کی طرف سے (بذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) فيعم السنة ايضا لقوله تعالى (وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى) **وَلَا تَتَّبِعُوْا**
مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اور نہ تابعداری کرو اللہ تعالیٰ کے سوا اور رفیقوں کی (جیسے شياطين الجن والانس ہیں) **قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝٣**
بہت کم تم دھیان کرتے ہو (باوجود سمجھانے کے) یا بہت کم یاد کرتے ہو (ان دو مضامین کو) **نجم الآیۃ** قرآن کی اتباع کا حکم اور
غیر قرآن کی اتباع سے نہی ۔ آگے غیر قرآن کی اتباع پر تہدید ہے **وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا** اور کتنی ہی بستیاں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا
تھا (ان کی تکذیب پر) **فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝٤** پھر آپہنچا عذاب ہمارا ان پر درانحالیکہ وہ رات گذارنے والے تھے
(جو کہ آرام کا وقت ہے جیسے لوط علیہ السلام کی قوم پر رات کو عذاب کا نزول شروع ہوا تھا) یا تھے وہ دوپہر کو سونے والے (جو کہ آرام کا
وقت ہے جیسے شعیب علیہ السلام کی قوم پر دوپہر کو عذاب کا نزول ہوا) **فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا**
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝٥ پھر نہ ہوتی ان کی پکار و فغان جب پہنچ جاتا تھا ان پر عذاب ہمارا مگر یہ کہ کہتے تھے کہ واقعۃً درحقیقت ہم تھے بڑے گنہگار

Marfat.com

نجم الآیۃ التذکیر بایام اللہ تعالیٰ یہ ان پر دنیاوی عذاب کا بیان ہے آگے ان پر اخروی عذاب کا بیان ہے کہ آخرت میں اولاً عدل کے تمام تقاضے پورے کیئے جائیں گے کہ ان کے انبیاء علیہم السلام ان پر شہادت دیں گے کہ ہم نے ان کو احکام الٰہیہ پہنچائے تھے پھر ان کے اعمال سیئہ اور حسنہ کا وزن کیا جائے گا تاکہ ان کو عدل کا مشاہدہ ہو ویسے تو علم الٰہیہ کو نہ شہادت کی ضرورت ہے نہ وزن کی مگر ان کے معذب ہونے پر اتمام حجت کا ہو جائے فرمایا فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ ہم ضرور پوچھیں گے ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے (یعنی ہر نبی کی امت سے کہ تم نے اپنے نبی علیہ السلام کی بات کو مانا تھا یا نہ) وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ اور ضرور پوچھیں گے ہم ہر نبی علیہ السلام سے (کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچائے تھے پھر آپ کے امتیوں نے کیا جواب دیا تھا) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۞ پھر ہم خود بیان کر دیں گے ان پر (بوجہ عالم الغیب ہونے کے کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی امتوں نے کیا جواب دیا تھا) اور نہیں تھے ہم ان کے حالات سے بے خبر وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ ۚ اور تول (اعمال کی) قیامت کے دن برحق ہے اور عدل کے ساتھ ہوگی (تاکہ عمل صالح کے ثقیل اور خفیف ہونے کا علم عامل کو معلوم ہو جائے) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ پھر جو شخص کی تولیں اعمال صالحہ کی بھاری ہوں گی تو وہی ہوں گے کامیاب ہونے والے وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۞ اور جس شخص کی تولیں اعمال صالحہ کی ہلکی ہوں گی (کہ یا تو بالکل اعمال صالحہ نہ ہوں گے یا ہوں گے مگر برائیاں زیادہ ہوں گی یا سرے سے ایمان بھی نہ ہوگا) تو وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کو نقصان میں ڈالا ہے بسبب اس کے کہ ہماری آیات کی حق شناسی نہ کی تھی **نجم الآیۃ** بیان مناقشۃ الحساب فی حق الظالمین فی الآیات القرآنیۃ

وقد اخرج الحاکم وصححہ عن سلمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوضع المیزان یوم القیامۃ فلو وزن فیہ السموات والارض لوسع فتقول الملائکۃ یا رب من یزن ھذا فیقول اللہ تعالیٰ من شئت من خلقی فتقول الملائکۃ سبحانک ما عبدناک حق عبادتک ثم قال العلماء توزن الاعمال انفسھا یعنی تجسد الاعمال وتوزن لما روی البخاری عن ابی ھریرۃ رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان عند الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم واخرج الذھبی عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء ودم الشھید فیرجح مداد العلماء علی دم الشھید ۃ آگے نعم کا بیان ہے کہ الانسان عبید الاحسان وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ اور یقیناً ہم نے تم کو زمین میں تصرف کی قدرت دی ہے یا معنی ہے اور یقیناً ہم نے تم کو زمین میں رہنے کی جگہ دی ہے وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ اور تیار کیئے ہیں ہم نے تمہارے لئے زمین میں سامان زندگی کے (من المطعم والمشرب واللباس) قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۞ ع بہت تھوڑا تم شکر کرتے ہو (اپنے منعم کا) **نجم الآیۃ** الترغیب الی طاعۃ اللہ فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ آگے واللقصہ کا **نجم الآیۃ** الترھیب عن معصیۃ اللہ فی ضمن قصۃ ابلیس وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ اور یقیناً ہم نے تم کو پیدا کیا ہے (یعنی تمہارے آباء کو پیدا کیا ہے) ع ١٠ ٨

Marfat.com

ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ پھر صورت بنائی تمہاری (تمہاری مائیں کے ارحام میں) ثُمَّ (لترتیب الاخبار) یعنی پھر خبر دیتے ہیں تم کو کہ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ (یا یوں معنی ہے کہ تمہارے پیدا کرنے کا یوں ابتداء کیا کہ پیدا کیا ہم نے تم کو یعنی آدم علیہ السلام کو پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی یعنی
آدم علیہ السلام کی صورت بنائی یہ نعمت ایجادی کا بیان ہے آگے نعمت اکرامی کا بیان ہے) کہ فرمایا ہم نے فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
کہ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو اور ربیع مفسر نے یوں معنی کیا ہے کہ ہم نے اوّلا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری تصویر و شکل بنائی جبکہ
تم اس کی پیٹھ میں تھے پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا (آدم علیہ السلام
کو حالانکہ تم اے بنی آدم تم سب اس وقت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھے تو اس سے جیسے آدم علیہ السلام کا اکرام ہے تو تمہارا بھی ضمنا اکرام ہے)
مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ کہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (اور ابلیس بھی مأمور بالسجود تھا کما قال اللہ
تعالیٰ) قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کونسا امر مانع تھا کہ تم نے سجدہ نہ کیا جب کہ میں نے تم کو حکم دیا
ہے (سجدہ کرنے کا) قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ کہا ابلیس نے کہ میں بہتر ہوں اس سے (یہ وجہ ہے سجدہ نہ کرنے کا کیونکہ) خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ
مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲ پیدا کیا ہے آپ نے مجھ کو آگ سے (نار سموم سے جو کہ جہنم کی نار ہے جو کہ اس دنیا والی نار سے ستر حصے زیادہ گرم ہے) اور پیدا کیا ہے
آدم علیہ السلام کو مٹی سے یعنی گارا سے یہ نشأت ثانیہ کا بیان ہے کیونکہ پہلی نشأت تراب سے تھی کما قال اللہ تعالیٰ (ھوالذی خلقکم من تراب) و
قال اللہ تعالیٰ (ھوالذی خلقکم من طین) وقال الحکماء للطین فضل علی النار من وجوہ فان من جوھر الطین الرزانۃ والوقار والحلم و
الصبر و من جوھر النار الخفۃ والطیش والحدۃ والارتفاع ۔ پھر ہر ایک کی خلقت جس سے ہے وہ تغلیبا اس کا ذکر ہے ورنہ اجسام اربع
عناصر سے ہیں قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیچے اتر اس سے (یعنی آسمان سے) فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا تجھے کوئی حق
حاصل نہیں ہے کہ تکبر کرے آسمان میں۔ (یہ حکم سنایا آگے اجراء ہے) فَاخْرُجْ سو نکل جا اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳ بے شک تو ان
میں سے ہے جو اپنی ذلت پر راضی ہونے والے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ ذلت تکبر کیلئے لازم ہے) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(من تواضع للہ رفعہ اللہ) قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴ کہا ابلیس نے مہلت دو مجھ کو قیامت کے دن تک (معلوم ہوا کہ ابلیس
قیامت کا قائل ہے) قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۱۵ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو مہلت دی گئی ہے (بغیر تیرے سوال کے (الی یوم الوقت
المعلوم) والمراد منہ ھو النفخۃ الاولی ۔ اس کا مطلوب نفخہ ثانیہ تک کی مہلت تھی وہ مسئول مردود ہوا البتہ نفخہ اولی تک اس کو مہلت
پہلے سے لکھی ہوئی ہے) **نجم الآیۃ** مآل الکبر الطرد عن الرحمۃ الالھیۃ والاستدراج الغضبی قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ
کہا ابلیس نے پھر بسبب اس کے کہ آپ نے میری دل میں غیّ اور گمراہی کو پیدا کیا ہے۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۶
قسم کھاتا ہوں کہ میں بیٹھ جاؤں گا (ان کی گمراہی کیلئے) آپ کے سیدھے راہ پر (یعنی دین حق پر) ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے

Marfat.com

اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے (یعنی ہر چار طرف سے ان کے بہکانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑوں گا ۔ امام رازی نے کہا ہے کہ مراد اس سے قوت خیالیہ ہے جوکہ انسان کے دماغ میں بطن مقدم میں رکھی گئی ہے اور قوت وہمیہ ہے جوکہ دماغ کے بطن مؤخر میں رکھی گئی ہے یہ معنی ہوا (من ایدیھم ومن خلفھم) کا باقی ایمانھم سے مراد قوت شھویہ ہے جوکہ انسان کے قلب میں بطن ایمن میں رکھی گئی ہے اور شمائل سے مراد قوت غضبیہ ہے جوکہ قلب کے بطن الیسر میں رکھی گئی ہے یعنی ان سب قوی پر اپنا قبضہ کر لوں گا)

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝۱۷ اور نہ پائیں گے آپ ان کے اکثروں کو فرمان بردار (کہ نعمتوں کا کفران کریں گے کہ تمام نعمتیں کے دینے والا اللہ تعالیٰ ہیں اور عبادت غیر اللہ کی کریں گے)۔ پھر ابلیس اتنا بے حیا اسلیئے ہو گیا کہ مطرود ہو جانے کے بعد ایک حجاب حائل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال وکبریائیت کو اس سے مستور کر دیا گیا کہ کان کما قیل اذا لم تستحی فافعل ما شئت قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل جا آسمان سے لعینا وممقوتا ومبعدا من رحمۃ اللہ یعنی نکل جا آسمان سے بُرے حال سے مردود ہو کر (پھر اس نے جو کہا تھا کہ (لاقعدن لھم) اس کا جواب دیا) لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۸ البتہ جو شخص تابع ہوا تیرا ان میں سے ضرور بھر دوں گا جہنم کو تم سب سے (واصل الھبوط) الانحدار علی سبیل القھر واذا استعمل فی الانسان فعلی سبیل التخفیف کما قال الراغب، تین دفعہ امر اترنے کا جو ہے اس میں تکرار بلا فائدہ نہیں کیونکہ ہر ایک کا متعلق علیحدہ علیحدہ ہے پہلے کے بعد ارشاد ہے (فما یکون لک ان تتکبر) دوسرے کے بعد ارشاد ہے (انک من الصاغرین) تیسرے کے بعد ارشاد ہے (مذءوما مدحورا) (لمن تبعک منھم الآیۃ) **نجم الآیۃ** التنبیھات الالٰھیۃ علی قدم عداوۃ ابلیس بآدم واولادہ وعلی مآل اتباع اللعین وَيٰٓاٰدَمُ عطف علی (قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم) اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا اور فرمایا ہم نے اے آدم علیہ السلام سکونت اختیار کرو آپ اور آپ کی بیوی جنت میں پھر جس جگہ سے چاہو کھاتے رہو وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نہ قریب جانا اس درخت کے (یعنی اس کا پھل نہ کھانا) فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ ورنہ ہو جاؤ گے تم ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو سخت تکلیف میں ڈالنے والے ہیں (فی تحصیل رزق کے کما جاء (فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقی) ای فتتعب فی طلب الرزق فانک ھھنا فی عیش رغید بلا مشقۃ (ابن کثیر) وھو شقاوۃ البدن الا تری انہ عقبہ بقولہ (ان لا تجوع فیھا ولا تعری) (قرطبی) فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ (ای الیھما وتلک الوسوسۃ کانت قولہ (ما نھاکما ربکما الآیۃ) وقال البغوی الوسوسۃ حدیث یلقیہ الشیطان فی قلبہ وفی البدیع الوسوسۃ وھی الصوت الخفی الذی یصل مفھومہ الی القلب من غیر سماع وفی الکشاف الوسوسۃ الصوت الخفی (فوسوس) تکلم بکلام خفی (غریب القرآن) پھر ان دونوں کی طرف شیطان نے اپنا خیال ڈالا (بذریعہ اپنے آواز خفی کے جس آواز خفی کا مفہوم ان کی دل میں ڈالا کہ (ما نھیکما ربکما الآیۃ) لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا تاکہ ظاہر کر دیوے ان دونوں کے سامنے وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی یعنی ان کی شرم گاہوں سے (واللام

Marfat.com

للعاقبة او للغرض یعنی ان الشیطان اراد بوسوستهان یسوئهما بکشف ما غطی عنهما من عوراتهما وقال الحسن کان یوسوس من الارض الی السماء والی الجنة بالقوة الفوقیة التی جعلها اللہ تعالی له ثم الظاهران ما وقع منهما کان نسیانا کما قال اللہ تعالی (فنسی آدم ولم نجد له عزما) قال ابن زید فعلم ان آدم علیه السلام کان ماخوذا بالنسیان فی ذلك الوقت ثم قیل اولا وسوس الیهما ما وسوس من (ما نهٰکما ربکما الآیة) ثم دخل فی الجنة ابتلاء لهما فکلمهما بالمشافهة کما فی الظهری کان آدم لما دخل الجنة قال لو ان خلدا فلما دخل الشیطان الجنة (بای طریق دخل) وقف بین آدم وحواء وهما لا یعلمان انه ابلیس فقال ابلیس (هل ادلکما علی شجرة الخلد وملك لا یبلی) فابی ان یقبل منه ثم (وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین) وقال البعض ان آدم علیه السلام وحواء ربما قربا من باب الجنة وکان ابلیس واقفا من خارج الجنة علی بابها فیقرب احدهما من الآخر وتحصل الوسوسة هناك وَقَالَ عطف علی (وسوس) مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اور کہا ابلیس نے آدم علیہ السلام کو نہیں روکا تھا تمہارے رب نے تم کو اس درخت (کے کھانے) سے مگر اس لئے کہ (کھانے کے بعد) ہو جاؤ گے دونوں تم فرشتے اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ یا کھانے کے بعد) ہو جاؤ گے تم دونوں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے (حاصل وسوسہ کا یہ تھا کہ اس درخت کے کھانے سے قوت ملکیت یا دائمی زندگی پیدا ہو جاتی ہے تو پہلے منع اس لئے کیا گیا تھا کہ تم میں ان دونوں چیزوں کی تحمل کی قوت نہ تھی اب پیدا ہو گئی ہے تو ممانعت نہ رہی تو پہلے ایسا وسوسہ ڈالا پھر روبرو ظاہر ہو کر قسم کھائی کما قال اللہ تعالی) وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ اور ان کے روبرو قسم اٹھائی کہ یقینا میں تم دونوں کا خیر خواہ دوست ہوں فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ پھر مائل کر دیا ان دونوں کو فریب سے وقیل انزلهما عن درجتهما بما غرهما به من القسم الکاذب وهو من دلی الدلو فی البئر وقیل معناه ادناهما شیئا فشیئا بخداعه حتی ذاقا الشجرة فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا سو جب دونوں نے اس درخت سے چکھا تو کھل گئیں ان کے سامنے ان کی شرم گاہیں (تو دیکھ لیا ہر ایک نے دوسرے کی شرم گاہیں تو) وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ اور لگے دونوں کو جوڑنے تھے اپنے اوپر پتے جنت کے (تا کہ شرم گاہیں ڈھک جائیں) ثم عبر عن الذوق بالاکل فی مقام آخر اظهار المقام المالکیة علی المملوك وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۲ اور پکارا ان دونوں کو ان کے رب نے کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا (یعنی کیا تھا) اور کیا میں نے تم دونوں کو یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان یقینا تم دونوں کا دشمن ہے کھلا (یعنی کہا تھا) وفیه اشارة الی قوله تعالی (فقلنا یا آدم ان هذا عدو لك ولزوجك الآیة) والتثنیة فی (تلکما) لتثنیة المخاطبین ثم الاکثر من العلماء علی ان النهی هذا للتنزیه وندمهما واستغفارهما علی ترك الاولی وهو فی نظرهما عظیم وقد یلام علیه اشد اللوم اذا کان فاعله من المقربین وفی تاریخ ابن ابی خیثمة انه علیه السلام سئل عن آدم علیه السلام فقال نبی مکلم

نجم الآیة نعوذ باللہ من الحور بعد الکور قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا دونوں متضرع ہو کر یوں عرض کیا اے رب ہمارا

Marfat.com

ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے (کہ ان کے لئے اخراج کے اسباب بنائے ہیں) وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا اور اگر آپ نے ہم کو مغفرت نہ کی
(کہ اس پر ہم کو عقاب کیا) وَتَرْحَمْنَا اور اگر آپ نے ہم پر رحمت نہ کی (کہ راضی نہ ہوئے) لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ تو ہو جائیں
گے ہم ہلاک ہونے والوں سے (وفی البحر قال اللہ تعالیٰ فوعزتی لاھبطنك الی الارض ثم لاتنال الاکدا فاھبط وعلم صنعة الحدید
وأمر بالحرث فحرث وسقی وحصد ودس وذرو وعجن وخبز) قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فرمایا اللہ تعالیٰ کہ تم اترو
جنت سے اس حال میں کہ ایک دوسرے کے دشمن رہو گے (وقال الفراء کان خطابا لھما ولذریتھما) وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور
تمہارے لئے زمین میں جگہ رہنے کی ہے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اور نفع اٹھانا ہے (باعتبار حیوۃ دنیاوی کے) تا ایک وقت تک (یعنی موت تک) ع ۲
قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے ۱۵ ۹
اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے (یوم القیامت۔ یہ خطاب بھی آدم علیہ السلام اور دادی حواء اور ان کی اولاد بنی آدم سب کو ہے)۔

نجم الآیات الالفاظ الدعائیة فی حضرت الرب عزوجل والتمتع المعیشی فی دعوات الالٰھیة * یہاں تک بیان ہوا کہ شیطان آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام کا قرب الٰہی کے بارے میں تو کچھ نہ بگاڑ سکا البتہ بوجہ غلبہ عداوت کے اپنے تمام حیلوں سے لباس جنتی اتروایا اور جنت سے بلغرض ارض کی آبادی کیلئے دونوں حضرات اترے۔ آگے فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے ای بنی آدم آسمان سے بذریعہ بارش کے لباس اتارا ہے کہ بارش کے قطرات میں کپاس اور قطن کے جواہرات موجود ہوتے ہیں اس نعمت لباسی کا قدر کرو کہ فحش اور عریانی یہ شیطانی تاثرات ہیں ان سے بچو يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ اے بنی آدم ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرم گاہوں کو وَرِيْشًا اور زینت کے کپڑے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ اور لباس عمل صالح کا وہ سب سے بہتر ہے قال ابن عباس ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اتارنا لباس کا (آسمان سے بذریعہ بارشی قطرات کے) یہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت کی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ تاکہ بنی آدم یاد رکھیں (اس نعمت عظیمہ کو پھر اپنے محسن کا حق اطاعت کا ادا کریں)

نجم الآیات التذکیر بالانعام اللباسی التستری والتحذیر عن التعری والفحش العریانی يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اے بنی آدم نہ بہکاوے تم کو شیطان (ای دینی معاملات میں شیطان تم کو فتنہ اور محنت میں نہ ڈالدے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور جنت میں نہ جاؤ) كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ جیسا کہ نکلوایا تھا تمہارے والدین کو جنت سے (کہ تمام حیلے بروئے کار آمد لایا ہے اور صرف اتنا ہوا کہ جنت سے باہر ہوئے) يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اتروائے ان سے ان کے کپڑے تاکہ دکھلائے ان کو ان کی شرم گاہیں (فعلم منه ان مآل الاکل من الشجرة ما کان الا الخروج من الجنة لا غیر) اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ بے شک دیکھتا ہے وہ شیطان اور اس کا لشکر جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے (تو ایسا دشمن بڑا خطرناک ہوتا ہے تو ایسے سے بچاؤ کے پورے تدابیر ہونے چاہیں تو وہ ایمان کامل اور عمل صالح اور خوف الٰہی ہے) اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ

Marfat.com

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۷ بے شک ہم نے کر دیا ہے شیاطین کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے (اور جو ایمان والے ہیں ان کو اس کی رفاقت
سے بچاؤ ہے) **ربط الآیۃ** التحذیر عن اتباع الشیطان والتاکید علی التحذیر۔ پھر آگے اسی جملہ مبارکہ کی تشریح فرماتے ہیں
کہ کیسے شیاطین کی تولیت ہے (لایؤمنون) پر وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور جب کہ کرتے ہیں (لایؤمنون) کوئی ننگی بے حیائی کا کام (جیسے ننگے
طواف کرنا تو اس کے حجۃ میں) قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے
اور اللہ نے ہمیں اس طریق کا حکم دیا ہے (تو دو حجتیں پیش کرتے ہیں پہلی حجت کا جواب سورۃ (مائدہ میں دیا ہے (اولوکان آباءھم لایعلمون
شیئا ولایھتدون) دوسری حجت کا صرف ردّ فرماتے ہیں) قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ فرما دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں امر فرماتے
بے حیائی کے کام کی اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ کیا اللہ تعالیٰ پر وہ باتیں بناتے ہو جو نہیں جانتے ہو (تو تمہارا یہ کہنا مبنی
بہالت پر ہے) **ربط الآیۃ** ردّ لافترائھم علی اللہ تعالیٰ۔ آگے انہیں کے ردّ میں مزید اثباتی شکل کو بیان فرماتے ہیں قُلْ اَمَرَ
رَبِّيْ بِالْقِسْطِ فرما دیجئے حکم دیا ہے مجھ کو میرے رب نے ساتھ کلمہ لاالٰہ الا اللہ کے (کذا فسر ابن عباس) وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
اور سیدھا رکھو رخ اپنا بوقت سجدہ کے (یعنی عبادت خالصۃ اللہ تعالیٰ کی ہو) وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور پکارو اللہ تعالیٰ کو خالص
کرنے والے ہوں اس کی فرمان برداری کو۔ آگے تھدیداً فرمایا كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۲۹ جیسا کہ تم کو اولاً پیدا فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے ویسا تم
دوبارہ پیدا کریں گے (تو عبادت اور پکار صرف اسی کی ہو نہ غیر اللہ کی) **ربط الآیۃ** الامر بالتوحید فی ضمن الترھیب بمابعد
الموت فَرِيْقًا هَدٰى بعض کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے (تو شیاطین ان کے رفقاء نہ ہوں گے) وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ
اور بعض پر گمراہی ثابت ہو چکی ہے (کیونکہ) اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۰
بے شک انہوں نے بنایا تھا شیاطین کو اپنا رفقا اور اپنے امور کا متولی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور گمان کرتے ہیں وہ اپنے بارے میں کہ راہ راست پر ہیں
ربط الآیۃ شیاطین کو اپنے امور کے متولی بنانے میں گمراہی لازم ہے۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اے بنی آدم
مسجد کی ہر حاضری پر اپنا لباس پہن لیا کرو (یعنی ننگے طواف نہ کیا کرو جیسے جاہلیت والوں کی یہ عادت تھی کہ کہتے تھے جن کپڑوں میں گناہ کرتے ہیں
ان میں طواف نہیں کرنا پھر جیسے ترک لباس حرام تھا ویسے ترک حلال چیزوں کا بھی گناہ ہے) وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا اور کھاؤ اور پیو (ایام
حج میں نہ یہ کہ ایام حج میں قوت لایموت پر اکتفاء کرو) وَلَا تُسْرِفُوْا اور حد شرعی سے مت نکلو (کہ حلال چیزوں کو نہ کھاؤ ایام حج میں)
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱ ع بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے حد سے تجاوز کرنے والوں کو (کہ قوت لایموت پر اکتفاء ہو یا طعام
ع ۲ ۱۰ شراب میں افراط ہو؛ چونکہ طواف میں کپڑوں کو پہننا ممنوع سمجھتے تھے اور حج میں قوت لایموت سے زائد طعام اور شراب کو کھانا ممنوع
سمجھتے تھے تو انکے رد میں فرمایا کہ یہ سب کچھ تولیۃ شیطانیہ کے اثرات ہیں) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
فرما دیجئے کس نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اپنے بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ

Marfat.com

الرِّزْقِ اور اسی طرح کس نے حرام کیا ہے حلال چیزوں کو جو بطور رزق کے اللہ تعالی نے پیدا کئے ہیں قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فرما دیجئے یہ (یعنی ملبوسات اور مطعومات اور مشروبات) بالاصالۃ اسی حیاتی دنیاوی میں مؤمنین کیلئے ہیں (تبعا کفار کو بھی دی
گئی ہیں اس دنیا میں) خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے خالصۃ مؤمنین کیلئے ہوں گے (ملبوسات زینۃ و اعزاز کے اور مشروبات و مطعو
نہایت لذیذ تر جس میں کفار کی تبعا بھی شرکت نہ ہوگی) كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (جیسے یہ احکام بارے ملبوسات و مطعومات و مشروبا
کے ذکر کر رہے ہیں مثل اس کے باقی احکام بھی صاف۔ صاف بیان کرتے رہینگے لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲ برائے فائدہ سمجھداروں کے
نجم الآیۃ ان اللہ جمیل یحب الجمال وان الرھبانیۃ النفسانیۃ الشیطانیۃ ممنوعۃ فی الشرع پیچھے فرمایا تھا کہ کافر لوگ کہتے ہیں فا
کے بارے میں (واللہ امرنا بھا) اس کا پہلا جواب دیا (قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء) اب دوسرا جواب جو پہلے سے سخت ہے فرمایا قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ
الْفَوَاحِشَ فرما دیجئے محقق امر ہے کہ حرام کر دیا ہے میرے رب نے تمام بے حیائی کے امور کو مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو ان میں کھلی ہوں (جیسے مردوں کا ننگے طواف
کرنا دن کو) وَمَا بَطَنَ اور جو ان میں چھپی ہوئی ہو (جیسے عورتوں کا ننگے طواف کرنا رات کو) الخ وَالْاِثْمَ اور تمام قسم کے گناہ کے کام کو وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ
الْحَقِّ اور ناحق کی زیادتی کو وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا اور حرام کر دیا ہے میرے رب نے کہ شریک کرو ساتھ اللہ تعالی کے جس کو
جس کے شریک ہونے پر اللہ تعالی نے کوئی دلیل نہیں بھیجی وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ اور حرام کیا ہے اللہ تعالی نے کہ کہو اللہ تعالی
اوپر وہ بات جو نہیں جانتے ہو (جیسا کہ طواف عریانا وغیرہ کے بارے میں یوں کہتے تھے کہ امرنا اللہ تعالی بھذا خلاصہ یہ ہے کہ (امر بالق
میں تمام مامورات داخل ہوگئے اور (انما حرم ربی الفواحش) میں تمام منہیات آگئے) نجم الآیۃ المحرمات الالٰھیۃ القطعیۃ
آگے کفار مکہ کو ان کے فواحش و جرائم پر تہدید ہے فرمایا وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اور ہر فرقہ کیلئے (عذاب کے نزول کا) وقت متعین ہوتا ہے یا ہے
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پھر جب آجاتا ہے ان کا وقت متعین (عذاب کے نزول کا) یا آجائے گا تو لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
نہ پیچھے ہوں گے (اس وقت متعین سے) یا نہ پیچھے ہوتے تھے (اس وقت متعین سے) تھوڑا سا وقت (گرچہ تاخیر ممکن ہے عقلا ولیکن ممتنع ہے وقوعا
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴ اور نہ آگے ہوتے تھے یا آگے نہ ہوں گے (جیسا کہ تقدیم کا سوال کرتے تھے کہ (ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین)
(کیونکہ تقدیم ممتنع عقلا تو معنی آیت کا ہوگا وھم لا یسبقون الاجل ولا یتاخرون عنہ خلاصہ یہ ہے کہ عذاب کے وقت متعین سے
وتاخیر نہ ہے) نجم الآیۃ (لا یبدل القول لدیّ) آگے فرماتے ہیں کہ جیسے اب تمہیں اوامر و نواہی سے آگاہ کیا گیا ہے ویسے ہی
تم کو عالم ارواح میں بھی آگاہ کیا تھا کہ سب سے اوّلا اقرار ربوبیت کا کروایا کما قال اللہ تعالی (الست بربکم قالوا بلی) اس کے بعد دو باتوں سے متنبہ
ایک یہ تھی (فاما یاتینکم منی ھدی) دوسری یہ تھی يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ اے اولا
علیہ السلام کی اگر آویں تمہارے پاس رسول جو کہ تم میں سے ہوں گے بیان کریں تم کو آیات میرے (یہ شرط ہے آگے جواب شرط کا ہے) فَمَنِ اتَّقٰى
پھر جو شخص کہ بچ گیا (شرک سے اور تکذیب رسل سے) وَاَصْلَحَ اور خالص کیا عمل اپنے کو اللہ تعالی کیلئے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ تو نہ خ

Marfat.com

ہوگا ان پر (نہ قبور میں اور نہ یوم النشور میں) وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۵ اور نہ وہ غمگین ہوں گے (نہ قبر میں اور نہ نشور میں) وَالَّذِيْنَ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جنہوں نے ہمارے آیات کو جھوٹا کہا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اور تکبر کیا ان کے ماننے سے اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۶ وہی ہوں گے دوزخ میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے **نجم الآیۃ** الخطاب الالٰہی فی عالم الارواح بالوعد والوعید

آگے (والذین کذبوا بآیاتنا) کے اسوء حالاً کا بیان فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا سو کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ ایک جھوٹ خود بنا کر

نسبت کرے اللہ کی طرف (کہ مثلاً طواف عریاناً کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرے کہ اس کا حکم ہے) اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا جھوٹا کہے آیات الٰہیہ کو (کہ یہ

آیات اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے تو ایسے شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہے یہ نسبت اضافی ہے) اُولٰٓىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ یہی لوگ ملیگا

ان کو جو ان کا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں (یعنی دنیا میں اپنے لکھے ہوئے کو پورا کر رہے ہیں یعنی اوقات کو ارزاق کو اعمال کو مصائب کو الخ) حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ

رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ یہاں تک کہ جس وقت آجائیں گے ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے درانحالیکہ وہ ان کی جانیں قبض کریں گے قَالُوْٓا اَيْنَ

مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو کہیں گے (وہ فرشتے جان قبض کرنے والے ان کو تہدیداً) کہاں گئے وہ (معبودان باطلہ) جن کی تم عبادت

کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا تو جواب میں کہیں گے کہ وہ سب ہم سے غائب ہوگئے وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ اور اقرار کریں گے اپنے بارے میں کہ تھے (دنیاوی زندگی میں) کفر کرنے والے تادم مرگ (یہ سوال وجواب بوقت سکرات کے ہوگا اور

ایسے قسم کا سوال وجواب قیامت میں بھی ہوگا) **نجم الآیۃ** مکذبین کے اقرار کفر کا بیان بوقت سکرات کے آگے ان کے دخول جہنم کے

حالات کا ذکر ہے فرمایا قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ (قیامت

کے دن کفار کو) داخل ہو جاؤ نار میں ان امتوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں جنات سے اور آدمیوں سے - كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ

اُخْتَهَا ہر وقت کہ داخل ہوگی کوئی جماعت کفار کی لعنت کریگی اپنی جیسی کفار کی دوسری جماعت کو (یعنی ہر کافر دوسرے کافر کو بُری

نگاہ سے دیکھے گا) حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا یہاں تک کہ جب سب کے سب جمع ہو جائیں گے نار میں قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ

رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۥ تو کہیں گے نیچے والے اتباع اوپر والے متبوعین کے بارے میں اے رب

ہمارا ہم کو ان متبوعین نے گمراہ کیا تھا تو دیدے ان کو عذاب دوہرا نار سے قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ تم سب کیلئے دوہرا عذاب ہے

(جو تابع ہیں ان کو ایک عذاب گمراہی کا دوسرا انکی تقلید کا اور متبوعین کو ایک عذاب گمراہی کا دوسرا گمراہ کرنے کا) وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ ولیکن

تم کو اس بات کی پوری خبر نہیں وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ (جب (لکل ضعف) کا اعلان کیا جائے گا)

اور کہیں گے اوپر والے متبوعین نیچے والے تابعین کو کہ نہیں ہے تم کو ہمارے اوپر کوئی فوقیت (تخفیف عذاب کی کہ ہم کو دوہرا عذاب ہو اور تم کو

اس کا آدھا ہو یعنی تم کو ایک گنا ہو اور ہم کو دوگنا ہو) فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹ تو چکھو (ہر ایک تم میں سے ع ۸ ۱۱

عذاب (متزاید) کا مزہ بسبب اس کے جو دنیا میں تم کردار (بد) کرتے تھے - **خلاصہ** یہ کہ ہر ایک اپنی شفاء غیظ کیلئے دوسرے

Marfat.com

کیلئے متمنی ضعف العذاب کا ہوگا **نجم الآیۃ** جھنمیوں کا آپس میں گفتگو غیظی کا بیان ۔ آگے کفار کے عالم برزخ کے حال کا بیان ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ یکی بات ہے کہ جو لوگ ہمارے آیات کو جھوٹا کہتے ہیں اور ان کے ماننے سے تکبر کرتے ہیں (ان کے مرنے کے بعد) نہیں کھولے جاویں گے ان کیلئے آسمان کے دروازے (تا نکہ ان کے ارواح اعلی علیین کی طرف پرواز کریں)

وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ اور (یوم القیامت) نہ داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک گھس جاوے اونٹ سوئی کے ناکہ میں (اور یہ محال ہے تو ان کا جنت میں جانا بھی محال ہے) وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝٤٠ اور ہم ایسے مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں **نجم الآیۃ** کافروں کا جنت میں جانا ممتنع عقلا ۔ پہلے کفار کی جہنم میں ایک دوسرے کے ساتھ مجادلہ کا بیان تھا ۔ آگے ان کے ایک نوع عذاب کا بیان ہے وہ یہ ہے لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ واسطے کفار کے آتش دوزخ سے بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝٤١ اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی سزا دیتے ہیں ۔ والآیۃ مثل قولہ تعالی (لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل) یعنی ہر طرف سے ان کو نار محیط ہوگی) **نجم الآیۃ** ذکر العذاب بعد العذاب یدل علی تنوع العذاب فی انواع کثیرۃ ۔ آگے مصدقین کے نتائج کا بیان ہے وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ

اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٤٢ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کئے اچھے کام (اور یہ نیک کام کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ) نہیں مکلف کرتے ہم کسی شخص کو مگر اس کی قدرت کے مطابق ایسے لوگ جنت والے ہیں کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ پیچھے بیان تھا کہ دوزخیوں کو ایک دوسرے پر بہت زیادہ غصہ ہوگا حتی کہ ہر ایک دوسرے پر دوہرے عذاب کا متمنی ہوگا ۔ آگے بیان ہے کہ جنتی ایسے نہ ہوں گے اور اگر دنیا میں ایسا کچھ تھا تو وہ بھی ختم کر دیا جائے گا فرمایا وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اور کھینچ لیں گے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو رنجش تھی (کہ باہم الفت اور محبت ہوگی) تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں (یعنی نیچے ان کے غرفات کے تاکہ سرور میں اضافہ ہو) وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا اور کہیں گے سب تعریفیں اللہ تعالی کی ہیں جس نے پہنچایا ہے ہم کو یہاں تک وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اور ہماری کبھی بھی یہاں تک رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالی ہم کو نہ پہنچاتے یا راہ ہدایت کا نہ بتلاتے (جو کہ رسل کے ذریعے بتلایا ہے اور ہم نے مانا ہے) لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ بے شک لائے تھے رسول رب ہمارے کے سچی بات (جس کو اللہ تعالی کی توفیق سے ہم نے قبول کیا جس کے نتیجہ میں بفضل اللہ جنت ملی ہے) وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٤٣ اور پکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت جس کے تم مالک ہوئے ہو بسبب ان اعمال صالحہ کے ہے (تفضلا) جو تم دنیا میں کرتے تھے (تو تمہارا یہ کہنا صحیح ہے [لقد جآءت رسل ربنا بالحق) **نجم الآیۃ** ذکر التنعمات للمصدقین ۔ یہاں تک مکذبین و مصدقین کا ہر ایک کا جو آپس میں مکالمہ ہوگا اسی کا بیان تھا آگے مصدقین کا مکذبین کے ساتھ جو مکالمہ ہوگا اسی کا بیان ہے وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اور (جب جنتی جنت میں اپنی اپنی جگہ پر قرار کر لیں گے

Marfat.com

تو اپنی حالت پر خوشی کو ظاہر کرنے پر اور جہنمیوں کو مزید تحسر دلوانے پر) پکاریں گے جنت والے جہنم والوں کو کہ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ہم نے پلیا ہے جو ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا سچا (کہ ایمان اور عمل صالح پر جنت دوں گا) فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا سو تم نے بھی پایا ہے اپنے رب کے وعدہ کو سچا (کہ کفر پر جہنم دوں گا) قَالُوْا نَعَمْ وہ کہیں گے ہاں (یعنی سچا)۔ پھر جنتیوں کی مزید مسرت کیلئے اور دوزخیوں کی مزید حسرت کیلئے فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝[44] الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا پھر اعلان کرے گا اعلان کرنے والا (کوئی فرشتہ) کہ دوری ہو رحمت الٰہیہ سے ایسے ظالمین پر جو دین اسلام سے لوگوں کو روکتے تھے (کہ کوئی دین اسلام میں داخل بھی نہ ہو) اور جو دین اسلام میں کجی کو تلاش کرتے تھے (کہ جو دین اسلام میں داخل ہو جاتا تھا اس کو پھیرنے کی یوں کوشش کرتے تھے کہ اس دین میں فلاں اعتراض ہے اور فلاں اعتراض جیسا تحویل قبلہ کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کو کہا کہ پہلا قبلہ اگر حق تھا تو اب والا باطل ہے اور اگر اب والا حق ہے تو پہلے والا باطل ہے) وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝[45] اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے

نجم الآیۃ المکالمۃ التحسری لاھل الجنۃ والاعلان اللعنتی علی اھل النار ۔ آگے مکالمۂ اعراف والوں کا ساتھ اہل الجنت کے برائے ازدیاد سرور کے اور ساتھ اہل النار کے برائے ازدیاد حسرت کے وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور درمیان جنت کے اور نار کے آڑ ہوگی (یعنی دیوار جس کا بیان سورۃ حدید میں ہے (فضرب بینھم بسور لہ باب) وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اور اوپر اسی دیوار کے بہت سے آدمی ہوں گے (ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ کون ہوں گے منجملہ ان اقوال میں سے ایک قول یہ ہے جیسا کہ بحر المحیط میں حدیث ہے کہ وہ وہ مجاہد شہید ہوں گے کہ بغیر اذن والدین کے میدان جہاد میں شہید ہوئے ہوں گے کہ بوجہ شہادت کے جہنم کی صراط سے پار ہو گئے ہوں گے اور بوجہ بغیر اذن والدین کے جنت کے دخول سے رکے ہوئے ہوں گے) يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ کہ پہچانتے ہوں گے ہر فریق کو ساتھ ان کے علامات کے (کہ جنتیوں کے چہرے سفید نورانی ہوں گے اور جہنمیوں کے منہ کالے ہوں گے) وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور پکار کر کہیں گے اصحاب الاعراف اصحاب الجنت کو السلام علیکم ای سلامتی ہو تمہارے اوپر لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝[46] ابھی یہ اعراف والے جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے۔

یہاں کا مکالمہ وہ ہے جو اہل جنت سے ہوگا۔ آگے بیان ہے ان کے جملہ دعائیہ کا وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝[47] اور جب پھیری جائے گی ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے اے رب ہمارا نہ کرنا ہم کو قوم ظالمین کے ساتھ (شمول عذاب میں)۔

ع ۵ / ۸ / ۱۲

آگے بیان ہے ان کے اس مکالمہ کا جو اہل النار سے ہوگا وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ اور پکاریں گے اعراف والے بہت سے آدمیوں کو (جو جہنم میں ہوں گے) جن کو پہچانتے ہوں گے بوجہ ان کے علامات (چہرے کے جو اس وقت تک متبدل نہ ہوئے ہوں گے مثلاً جیسا کہ ابن قشیری نے کہا ہے کہ یا ولید بن المغیرۃ یا ابا جہل بن ہشام یا ابی بن خلف یا سائر رؤساء الکفار) مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝[48] کہ کہیں گے کچھ کام نہ آیا تمہارے تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑے سمجھنا (عذاب الٰہی کے بچاؤ میں) اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ کیا یہی وہی (مسلمان ضعفاء) ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں

Marfat.com

اٹھاتے تھے کہ ان کو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ پہنچے گی (ان کلمات طرف داری کے برکت سے ان کو کہا جائے گا) اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ داخل ہو جاؤ جنت میں نہ خوف ہوگا تم پر اور نہ غمگین ہوں گے **ربط الآیۃ** بیان مکالمۃ اھل الاعراف باھل الجنۃ وباھل النار۔ آگے بیان ہے اہل النار کے مکالمہ کا اہل جنت سے وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ جواب میں کہیں گے جنت والے جہنمیوں کو کہ محقق امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندش کر رکھی ہے ان دونوں چیزوں کی اوپر کافرین کے الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا جنہوں نے بنا رکھا تھا اپنے دین کو (جس کے مکلف تھے) تماشا اور کھیل (کہ جیسے تماشا اور کھیل ایک بے معنی شیئ ہوتی ہے تو وہ دین اسلام کے بارے میں بھی ایسا کہتے تھے کہ یہ بے معنی دین ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے) وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا (کہ اس کے عیش وعشرت و تفریحات میں وقت ضائع کر دیا اور آخرت کی پرواہ تک نہ کی کہ اس کے قائل ہوتے اور اس کیلئے ذخائر بناتے)۔ آگے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تصدیق فرماتے ہیں کہ واقعی وہ آخرت کے قائل نہ تھے فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ سو آج کے دن ہم بھی ان کافرین کو اپنی رحمت سے نسیا منسیا کر دیں گے جیسا کہ انہوں نے اسی دن کے لقاء کو نسیا منسیا کر دیا تھا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ ۵۱ اور جیسا کہ تھے یہ کافر لوگ ہمارے آیات کا جحود کرتے تھے (یعنی ان کی دل تو مانتی تھی لیکن زبان سے اقرار نہ کرتے تھے تو اب ان کا کوئی عذر باقی نہ رہا) **ربط الآیۃ** اہل نار کا اہل جنت سے استغاثہ بے سود جائے گا یہ نوع اور عذاب کا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ قیامت کے نسیان کا علاج قرآن مجید ہے فرمایا وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور یقیناً پہنچا دی ہے ہم نے ان کے پاس کتاب یعنی قرآن مجید جس کو ہم نے اپنے علم سے واضح طور پر بیان کر دیا ہے هُدًى در انحالیکہ وہ عین ہدایت ہے باعتبار عقائد حقہ کے وَّرَحْمَةً اور عین رحمت ہے باعتبار اعمال صالحہ کے لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ جس کا نفع اس قوم کو پہنچے گا جو مستقبل میں ایمان لائیں گے **ربط الآیۃ** فوائد قرآن کا بیان۔ آگے قرآن کے نہ ماننے والوں کیلئے خسران کا بیان ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ نہیں انتظار کرتے (نہ ماننے والے) مگر آخری نتیجہ (نہ ماننے کا) يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ جس دن آجائے گا آخری نتیجہ (قرآن کے نہ ماننے کا یعنی قیامت کا دن) يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ تو کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے ترک کر دیا تھا قرآن کو پہلے سے قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ (تو اس وقت اقرار میں یوں کہیں گے کہ) یقیناً تھے رسول رب ہمارے کے ساتھ حق کے (چونکہ دنیا میں تو تکذیب کی تھی اور اس پر عمل نہ کیا تھا تو نجات کا اور راستہ تلاش کریں گے فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ سو اب کیا ہے واسطے ہمارے کوئی سفارشی جو ہماری سفارش کر دے (تاکہ محض شفاعت سے عذاب سے نجات ہو جائے) اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ یا لوٹائے جائیں ہم (دنیا میں جو دار العمل ہے) ہم عمل کریں خلاف ان عملوں کے جو کرتے تھے (یعنی عمل توحیدی کریں گے بجائے عمل شرکی کے الخ)۔ آگے فرماتے ہیں کہ بغیر عمل بالقرآن

Marfat.com

کوئی تدبیر نجات کی کار آمد نہ ہوگی کیونکہ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بے شک نقصان میں ڈالا ہے انہوں نے اپنے آپ کو (بوجہ ترک عمل بالقرآن کے
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۵۳ اور گم ہو جائیں گے ان سے جو منگھڑت باتیں اور عقیدے بناتے تھے (کہ اگر قیامت ہے تو
ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) **خلاصہ الآیۃ** قرآن کے نہ ماننے والوں کیلئے خسران کا بیان۔ اتنے تک کفار کے معاد و نتائج کا ذکر تھا جو نتائج کہ مبنی
بر شرک تھے۔ آگے دفع شرک کیلئے مبدأ فطرت کا ذکر ہے فرمایا اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
محقق امر ہے کہ پرورندہ تم سب کا اللہ ہی ہے جس نے ایک خاص انداز میں پیدا کیا سب آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن (کے برابر کے وقت) میں (جس
کا ابتداء اتوار سے شروع ہو کر جمعہ کی عصر تک تھا پھر وہ ذات سب کو لحظۃً پیدا کر سکتی تھی ولیکن ارادہ فرمایا کہ فرشتوں کے سامنے اپنی قدرت کا اظہار
فرما دیں تو وہ لحظۃً ایسے عجائبات قدرت میں مطالعہ نہ کر سکتے تھے تو ان کے مطالعہ کیلئے اتنا وقت لگایا) ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر
عرش پر جلوہ گر ہوا (جو اس کے شان شایان کے مناسب تھا کہ فوق العرش سے احکامات سماوی و ارضی کا اجراء فرمایا کما قال اللہ تعالیٰ (یدبر الامر
من السماء الی الارض) آگے تدبیر و جلوہ گری کو ذکر فرماتے ہیں يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ڈھانک دیتا ہے رات کی تاریکی کو دن کی روشنی سے
(ای یغطی اللیل بالنہار وقال البغوی فیہ حذف (ویغشی النہار باللیل) اور ڈھانک دیتا ہے دن کی روشنی کو رات کی تاریکی سے يَطْلُبُهٗ
حَثِيْثًا درانحالیکہ ہر ایک دوسرے کو طلب کرتا ہے جلدی سے (یعنی رات اور دن کا یہ انقلاب عظیم کہ پورے عالم کو نور سے اندھیرے میں یا اندھیرے
سے نور میں لے آتا ہے اور یہ انقلاب اس کی قدرت باہرہ کے تابع ہے کہ جلدی سے ہو جاتا ہے) وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ عطف
علی (السموات والارض) اور جس نے ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ درانحالیکہ
یہ سب کے سب اس کے حکم تکوینی کے تابع ہیں۔ آگے تسخیر کا ذکر فرماتے ہیں اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ توجہ سے سن لو یہ بات کہ خالص
اسی کی پیدائش ہیں (سب اشیاء) اور اسی کے حکم کے تابع ہیں (سب اشیاء) تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۵۴ بہت خیر اور نفع
دینے والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کا پرورندہ ہے (نہ غیر اللہ) **خلاصہ الآیۃ** حصر الخالقیت والتصرفات فی ذات اللہ
تعالیٰ لا فی غیر اللہ من المعبودان۔ آگے بیان ہے کہ جب خالق و متصرف اللہ تعالیٰ ہیں تو پکاریں بھی اس کو ہوں اُدْعُوْا رَبَّكُمْ
تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً پکارو رب اپنے کو (ہر حاجات میں) گڑگڑا کر اور چپکے چپکے (ولیکن وہ حاجات غیر شرعیہ نہ ہوں کیونکہ) اِنَّهٗ لَا
يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۵۵ یقیناً اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حد (ادب) سے باہر نکلنے والے ہوتے ہیں
خلاصہ الآیۃ حصر الدعاء فی ذات اللہ تعالیٰ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور نہ فساد کرو بیچ ملک
کے بعد اس کی اصلاح کے (یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو اچھے انداز پر پیدا کیا ہے جس میں خلق ارضی کی اصلاح ہی اصلاح ہے اور اس میں
قوانین عادلانہ رکھے ہیں جن میں اہل ارض کیلئے امن ہی امن ہے تو اے فسادیو اس کے امن کو درہم برہم مت کرو۔ اور اے حکام ان
کے معاشرہ اصلاحی کو ان پر ظلم کر کے معاشرہ بدامنی میں مت بدلو وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور پکارو اللہ تعالیٰ کو بوجہ خوف

اس کے عذاب کے اور بوجہ امید اس کی رحمت کے (یعنی بین الخوف والرجاء کی حالت ہو تو اس دعاء کا احسان نام ہے پہلی دعاء کا تعلق جوارح

یعنی لسان سے ہے اور اسی دعاء کا تعلق قلب سے ہے اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۵۶ یقینا رحمت اللہ کی (اسی قبولیت دعاء

قریب تر ہے محسنین سے (یعنی ایسے قسم کے دعاء مانگنے والوں سے جو دعاء کے وقت ان کی حالت بین الرجاء والخوف ہو گویا کہ وہ مصداق ہیں (اعبد ربک

کانک تراہ کے) **نجم الآیۃ** دعاء کے آداب کا بیان - پیچھے دلائل توحیدی باعتبار کمال قدرت عالم علوی کے ذکر ہوئے ہیں۔ آگے دلائل

توحیدی باعتبار کمال قدرت سفلی کے ذکر فرماتے ہیں لیکن اس کے ضمن میں کمال قدرت کا باعتبار جوّ کے ذکر فرماتے ہیں کہ بارش و ہواؤں کو بڑا دخل

ہے انبات نباتات میں پھر انبات نباتات سے استدلال پکڑا ہے اوپر احیاء اموات کے کہ جس کو نباتات پر قدرت ہے کیا اس ذات کو زمین سے احیاء

اموات کی قدرت نہیں ہے فرمایا وَهُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ اور وہ اللہ وہ ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو بارش

رحمت سے پہلے دلوں کو خوشی دلانے والی حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھالیتی ہیں بھاری بادلوں کو سُقۡنٰهُ

لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ تو ہانک لے جاتے ہیں ہم اس کو کسی خشک زمین کی طرف فَاَنۡزَلۡنَا بِهِ الۡمَآءَ پھر اس بادل سے پانی اتارتے ہیں فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ مِنۡ

کُلِّ الثَّمَرٰتِ پھر نکالتے ہیں ہم اس پانی کے ذریعے ہر قسم کے پھل کَذٰلِكَ نُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی مثل اس اخراج پھلوں کے نکال لیں گے ہم مردوں

کو (زمین سے یہ اس لئے بیان کیا تاکہ تم اس سے استدلال پکڑو بعث بعد الموت پر کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس اخراج پر قدرت ہے تو کیا مردوں کے

اخراج پر قدرت نہیں ہے ہاں ہے) لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۵۷ تاکہ تم سمجھو (بعث بعد الموت کو پھر جیسے زمین کے مختلف قسم ہیں کوئی اچھی

کوئی خراب ویسے انسان کی دلیں بھی مختلف ہیں کوئی طیب کوئی خبیث تو قرآن مجید بمنزلہ بارش کے ہے تو طیب دلیں اس کے اثر کو قبول کرتی

ہیں اور خبیث دلیں برعکس اثر لیتی ہیں فرمایا) وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخۡرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ اور جو زمین ستھری ہوتی ہے خوب نکلتی ہے

اس کی پیداوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَكِدًا اور جو زمین خراب ہوتی ہے نہیں نکلتی اس کی پیداوار مگر بہت کم

ع ٥ ١٤ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ اسی طرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے ہیں لِقَوۡمٍ یَّشۡكُرُوۡنَ ۵۸ ع برائے نفع اس قوم کے جو

کو دلائل کا قدر ہے **نجم الآیۃ** اثبات البعث بعد الموت بالدلائل السفلی والجوّی ★ سورت کے ابتداء سے یہاں تک اصول

اسلام یعنی توحید اور رسالت اور صداقت قرآن اور بعث بعد الموت کا بیان تھا پھر بیچ میں شیطان کے مکر اور فریب کا بیان تھا تاکہ اس سے

بچاؤ کیا جائے۔ اب آگے تقریبا آخر سورت تک چند انبیاء علیہم السلام اور ان کے امتوں کا ذکر ہے کہ یہ اصولی مسائل متفقہ تمام انبیاء علیہم السلام

کے ہیں پھر ماننے والے اور نہ ماننے والوں کے نتائج کا ذکر ہے تاکہ اس امت کو ان واقعات سے عبرۃ حاصل ہو فرمایا لَقَدۡ

اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ بے شک بھیجا تھا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف ۔ وفی المظہری ھو نوح بن لامك

وقیل لمك بن متوشلخ وامه عونة واخرج ابن عساکر عن ابن عباس رض قال بعث نوح علیه السلام فی الالف الثانی وان

آدم علیه السلام لم یمت حتی ولد له نوح علیه السلام فی آخر الالف الاول وفیه قولد له نوح علیه السلام بعد عشرة ابطن

Marfat.com

وهو يومئذ ابن الف سنة الا ستين عاما ثم بعث نوح عليه السلام وهو ابن مأتين وخمسين سنة ومكث يدعو قومه تسعمأة وخمسين
سنة وعاش بعد الطوفان مأتين وخمسين سنة فكان عمره عليه السلام على هذا التحقيق الفا واربعمأة وخمسين سنة وقيل كان اسمه
السكن لسكون الناس اليه بعد آدم عليه السلام وقال المحققون ان نوحا عليه السلام اسم وضع له حين وُلد فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ سو انہوں نے فرمایا اے میری قوم عبادت کرو صرف اللہ تعالیٰ کی (کیونکہ) اس کے سوا نہیں ہے تمہارے لئے کوئی
قابل عبادت کے (اور چھوڑ دو عبادت بتوں کی اور وَدّ کی اور سواع کی اور یغوث کی اور یعوق کی اور نسر کی) اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۵۹ یقینا میں اندیشہ کرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب بڑے دن کا (وہ دن طوفان والا ہے یا وہ یوم القیامت ہے اگر تم نے غیر اللہ
کی عبادت کو نہ چھوڑا) قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ کہا ان کی قوم کے سرداروں نے یقینا دیکھتے ہم آپ کو کھلی غلطی
میں (کہ ہم ایک اللہ کی صرف عبادت کریں باقی آلہ کو چھوڑ کر) قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ فرمایا نوح علیہ السلام نے اے قوم میری
نہیں ہے ساتھ میرے ذرا بھی غلطی (توحید کی طرف دعوت دینے میں) وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں
پروردگار عالم کا (بنا بریں میں توحید کی دعوت میں ضلالت میں نہیں ہوں) اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ پہنچاتا ہوں تم کو احکام رب اپنے کے
(از قبیل عقائد و عبادات و معاملات کے) وَ اَنْصَحُ لَكُمْ اور میں جستجو کرتا ہوں تمہارے لئے وہ باتیں جن میں تمہارا نفع ہو (والنصح
تحری ما فیه الصلاح قولا او عملا والمعنی اتحری ما فیه صلاحکم) وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۲ اور میں جانتا ہوں
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کو جن کو تم نہیں جانتے ہو (بنا بریں توحید کی دعوت دیتا ہوں اور شرک پر عذاب سے ڈراتا ہوں باقی جو
تم کہتے ہو کہ (ماهذا الا بشر مثلكم يريد ان يتفضل عليكم تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ والتقدیر (أ) کذبتمونی کیا جھوٹا کہتے رہو گے تم مجھ کو اور تعجب میں رہو گے اس بات سے کہ آگیا ہے تمہارے
پاس وحی تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ ایک انسان کے جو تمہارے نوع انسانی سے ہے لِیُنْذِرَكُمْ تاکہ ڈرائے تم کو (عذاب
الٰہی سے اور پر نہ ماننے تمہارے کے اس کی بات کو) وَ لِتَتَّقُوْا اور تاکہ تم بچتے رہو (مخالفت احکام کی وجہ سے اس کے عذاب سے)
وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۶۳ اور (تقوی کی وجہ سے) رحمت کئے جاؤ تم (یعنی انذار سبب تقوی کا ہے اور تقوی سبب رحمت کا ہے)
فَكَذَّبُوْهُ سو وہ نوح علیہ السلام کو جھوٹا کہتے رہے فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ تو بچالیا ہم نے ان کو جو ان کے ساتھ کشتی
میں تھے وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور غرق کر دیا ہم نے (طوفانی پانی میں) ان لوگوں کو جو ہمارے آیتوں کو جھوٹا کہتے تھے
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝۶۴ ع بے شک تھے وہ لوگ اندھے (دل کے) نظم الآیات بیان قصۂ نوح علیہ ۸ ع ۶ ۱۵
السلام مع قومه لتكون عبرة لهذه الامة على انكار التوحيد والرسالة والاستهزاء بالنبي عليه الصلوة والسلام ولتكون
تسلية للنبي صلى الله عليه وسلم۔ آگے ہود علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا عطف بیان (لاخاهم

ومتعلق بمضمر معطوف علی (ارسلنا) فیما سبق وھو الناصب لقولہ تعالیٰ (اخاھم ھودا) والمعنی وارسلنا الی عاد اخاھم ھودا یعنی
اور بھیجا تھا ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی نسبی کو یعنی ہود علیہ السلام کو اور وہ اوپر شریعت نوح علیہ السلام کے تھے و (عاد)
نام ہے ان کے بڑے جد کا پھر وہ قبیلہ ان کے نام سے منسوب ہوگیا اور وہ (عاد) بن عوص بن ارم بن نوح علیہ السلام تھا وفی تاریخ الشامی
انہ قال حبیب انہ عاش مأۃ واربعا وثلثین سنۃ وقال ابن الکلبی وامہ مرجانۃ وکانت من الطاھرات ولم یکن بعدہ نبی
مأۃ سنۃ الی زمان صالح علیہ السلام وکان فی ذلک الزمان ملوک واقوام یعبدون الاصنام و بعضھم یعبدون الشمس
وآخرون یعبدون النار الی ان بعث اللہ صالحا علیہ السلام الی ثمود وقال عبد الرحمٰن بن سابط بین الرکن والمقام وزمزم قبر تسع
وتسعین نبیًّا علیھم السلام وان قبر ھود وصالح وشعیب علیھم السلام فی تلک البقعۃ وفی البحر المحیط ان عادا کانت لہ ثلث
عشرۃ قبیلۃ وکانت بنواحی عمان الی حضرموت الی الیمن قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ فرمایا اے میری
قوم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں تمہارا معبود سوا اس کے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۝ یعنی کیا (میری تکذیب پر مداومت کرو گے) پھر
نہیں ڈرو گے (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے میری تکذیب پر) قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا ان کی قوم سے جو کافر سردار
تھے (تو معلوم ہوا کہ ان کی قوم سے بعض سردار مسلم بھی تھے جیسے مرثد بن سعد والے بخلاف نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کے کہ وہ
سب کافر تھے بنابریں وہاں پر فرمایا تھا (قال الملأ من قومہ) اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ یقینا ہم دیکھتے ہیں آپ کو خفت عقل
میں (یعنی بے عقلی میں) وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۝ اور یقینا ہم آپ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں (توحید کے مسئلہ میں اور
عذاب کے مسئلہ میں) قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ فرمایا اے میری قوم نہیں ہے ساتھ میری کچھ بھی کم عقلی (کیونکہ توحید کا مسئلہ
عقلا بھی صحیح ہے اور اس کے نہ ماننے پر عذاب کا نازل ہونا یہ بھی عقلا صحیح ہے) وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝
اور لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا (تو کیسی میں بوجہ توحیدی مسئلہ کے خفیف العقل ہوگیا) اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
پہنچاتا ہوں میں تم کو احکامات رب اپنے کے (جس قبیلہ سے بھی ہوں) وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اور میں تمہارے لئے کوشاں نفع کا ہوں
(دارین کے حق میں) اَمِيْنٌ۝ اور میں (پروردگار عالم کی طرف سے) امانت دار بھی ہوں (پھر قوم عاد نے بھی وہی سوال کیا ہود
علیہ السلام پر جو نوح علیہ السلام کی قوم نے سوال کیا تھا کہ یہ تو انسان ہیں تو انسان کیسے رسول بن سکتا ہے تو ہود علیہ السلام نے وہی جواب دیا جو
نوح علیہ السلام نے جواب دیا تھا فرمایا) اَوَعَجِبْتُمْ یعنی (ا) کذبتمونی (وعجبتم) اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ
مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ کیا تکذیب کرتے رہو گے میری (بوجہ اس کے) کہ تعجب کرتے ہو کہ آئی ہے وحی تمہارے رب کی طرف سے اوپر ایک
انسان کے جو کہ تمہارے نوع انسانی سے ہے تاکہ ڈرائے تم کو (عذاب الٰہی سے اوپر شرک کے) وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (پہلے ترہیب تھی اب ترغیب ہے) اور یاد کرو (اس نعمت کو) جب کہ کیا تم کو سکان الارض بعد (ہلاکت

Marfat.com

قوم نوح علیہ السلام کے وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً اور زیادہ کیا ہے تمہارے بدن کا پھیلاؤ (کلبی نے کہا ہے کہ ان سے چھوٹے قد والا ساٹھ ہاتھ کا ہوتا تھا اور بڑے قد والا سو ہاتھ کا ہوتا تھا) فَاذْكُرُوْا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو (کہ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو جس نے ان نعمتوں سے نوازا ہے) تاکہ تم فلاح پاؤ (عذاب الٰہی سے) قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ کہنے لگے کیا آپ ہمارے پاس اس لئے (رسول بنکر) آئے ہو کہ ہم صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اور چھوڑ دیں عبادت بتوں کی جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے (باقی آپ نے بتوں کی عبادت پر جو دھمکی دی ہے (لیننذرکم) سے تو) فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ سو لاؤ ہمارے پاس وہ عذاب جس سے ہم کو ڈراتے ہو اگر آپ بالکل سچے ہیں قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر واقع اور ثابت ہو چکا ہے عذاب اور غصہ (کیونکہ تم باوجود عذاب کے حقدار ہونے کے عذاب کو مانگ لیا ہے تو اب عذاب آنے کو ہے) اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ کیا جھگڑتے ہو تم میرے ساتھ (ان بے حقیقت) ناموں کے بارے میں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (ان مورتوں کے) خود نام تجویز کئے ہیں) مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں بھیجی اللہ تعالیٰ نے ان مورتوں کی عبادت کے بارے میں کوئی دلیل (تو مجادل کے پاس جب دلیل نہ ہو تو اس کا دعویٰ باطل ہوتا ہے) فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ سو تم بھی انتظار کرو (اس عذاب کی جس کو مانگا ہے) میں بھی تمہارے ساتھ (تم پر) عذاب کی انتظار کرتا ہوں فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (سو عذاب جب آگیا) تو ہم نے بچالیا ہود علیہ السلام کو اور ان کو جو ان کے ساتھ مؤمن تھے اپنی رحمت سے وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور کاٹ دیا ہم نے جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو اور ہود علیہ السلام کے معجزات کو جھوٹا کہا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اور نہ تھے وہ ایماندار

ع ٩ ١٦

خلاصہ الآیات بیان قصة هود علیه السلام مع قومه علی انکارهم التوحید و مجادلة قومه معه علیه السلام و بیان مآل الفریقین من الصادقین والکاذبین وفی ضمن القصة تسلیة للنبی صلی الله علیه وسلم واشارة الی مآل قومه صلی الله علیه وسلم من المکذبین

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اور بھیجا ہم نے طرف قوم ثمود کے ان کے قومی بھائی کو یعنی صالح علیہ السلام کو (ثمود) اسم القبیلة ثمود سمیت باسم ابیهم الاکبر والنسب هکذا ثمود بن عاثر بن ارم بن سام بن نوح علیه السلام خلاصہ یہ ہے کہ عاد اور ثمود دونوں ارم کی علیحدہ علیحدہ دو شاخیں ہیں ایک شاخ کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور دوسری شاخ کو عاد ثانیہ اور ثمود کہتے ہیں وکانت مساکنهم الحجر بین الحجاز والشام ای وادی القری و ایضا سمیت ثمود لقلة ما بها من الثمد ای الماء القلیل و قال وهب بعث الله صالحا علیه السلام حین راهق الحلم وقال النووی انه اقام فیهم عشر سنین ومات بمکة وهو ابن ثمان وخمسین سنة ثم کانت قصة نوح علیه السلام مشهورة فی الآفاق وقصة هود علیه السلام وصالح علیه السلام مشهورة فی العرب قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ فرمایا اے قوم میری عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں معبود تمہارا اس کے سوا قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ تحقیق آچکی ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل (میرے رسول ہونے کی)

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً یہ اونٹنی ہے اللہ تعالیٰ کی درانحالیکہ تمہارے لیئے دلیل ہے (میرے نبی ہونے کی) فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ
فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ سو چھوڑ دو اس کو کھاتی (پیتی) رہے اللہ تعالیٰ کی زمین میں (کیونکہ یہ آیت اللہ ہے تو تعظیم اس کے حقوق میں سے ہے) وَلَا
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اور نہ پہنچانا اس کو تھوڑی سی تکلیف پھر پکڑیگا تم کو عذاب دردناک۔ ترہیب کے بعد
آگے ترغیب کو ذکر فرماتے ہیں وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ اور یاد کرو (اس نعمت کو) جب کہ آباد کیا تم کو بعد (ہلاکت)
قوم عاد کے وَبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور جبکہ ٹھکانا دیا تم کو زمین میں (دلخواہ کہ) تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا بناتے ہو نرم زمین
پر محل اونچے (کہ موسم گرما ان میں گزارتے ہو) وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا اور تراشتے ہو پہاڑوں کو گھر بنانے کیلئے (موسم سرما کیلئے یعنی
صنعت مکانی کے بڑے ماہر تھے و بڑے عیاش تھے) فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ تو یاد کرو تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی کو (کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت
کرو) وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ اور نہ پھیلاؤ زمین میں فساد کو (کہ اس کے امن و امان کو درہم برہم کر دو۔ کیونکہ جو قوم بہت
عیاش ہوتی ہے تو وہ رہ زنیاں کرتی ہے اور ڈاکے مارتی ہے اگر وہ حکام ہوتے ہیں تو رعایا پر ظلم مالی و جانی برسا کر ان کی امن کی زندگی کو تباہ کر کے
رکھ دیتے ہیں) پھر آگے فقراء مؤمنین کے ساتھ رؤساء کفار کے مکالمے کا بیان ہے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا ان کی
قوم کے متکبر سرداروں نے لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ ان کو جو ان میں سے کمزور مؤمن سمجھے جاتے تھے اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ
صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا عقیدہ رکھتے ہو تم کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے یقینی طور پر رسول ہیں قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ
مُؤْمِنُوْنَ ۝ کہنے لگے وہ ضعفاء مؤمن کہ صالح علیہ السلام جن عقائد و احکام کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم پوری طور پر یقین کرنے والے ہیں (کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہیں) قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے (جن عقائد و احکام
پر تم کو ایمان ہے) ہم تو اس کے منکر ہیں (کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں) فَعَقَرُوا النَّاقَةَ پھر ذبح کیا ناقۃ اللہ کو (کہ اولا پنڈلی کو کاٹا کر منڈی
ہوگئی پھر ذبح کر ڈالا حالانکہ ادنیٰ سا تکلیف دینے سے روکے گئے کہ اس پر بھی عذاب نازل ہوگا عقر کی نسبت سب کی طرف کی گئی حالانکہ مارنے
والا قدار بن سالف تھا کیونکہ سب کا مشورہ تھا) وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اور اپنے رب کے حکم ماننے سے سرکشی کرلی وَقَالُوْا
يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اور بولے ای صالح علیہ السلام لے آ ہم پر وہ عذاب جس سے آپ ہم کو ڈراتے
ہو اگر آپ رسول ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ پھر پکڑا ان کو زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں
میں اوندھے پڑے ہوئے (وفی سورۃ ھود (واخذ الذین ظلموا الصیحۃ) اور پکڑا ان کو آواز سماوی نے تو تطبیق یوں ہے کہ زلزلہ نے نیچے سے
پکڑا اور سخت آواز نے آسمان سے پکڑا تو دو عذابوں سے ہلاک ہوگئے) فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ (ہلاکت کے بعد) پھرے ان سے صالح علیہ السلام وَقَالَ
يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ اور فرمایا اے قوم میری میں نے تو تم کو اپنے رب کے احکام پہنچائے تھے وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور میں
نے تمہارے لیئے بہت نفع کے کام کیئے وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ ولیکن تم نہیں پسند کرتے تھے خیرخواہوں کو (وھذا الخطاب

Marfat.com

لهم كما كان خطاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قتلی المشرکین حین القوا فی قلیب بدر حین نادی یا فلان یا فلان یا سما تهم انا
وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا وفی البحر انه خرج فی مأة وعشرین من المسلمین وهو یبکی فالتفت فرائ
الدخان فعلم انهم قد هلکوا وکانوا الفا وخمس مأة دار (انتهی) **نجم الآيات** قد تمت قصة صالح علیه السلام
بما فیها من الحکم والعبر فعلم من القصص الثلاثة ان مسئلة التوحید کانت اجماعیة بین الانبیاء علیهم السلام **وَلُوْطًا** ای وارسلنا
لوطا معطوف علی ما سبق اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو (وهو ابن هاران بن تارخ وکان ابن اخی ابراهیم علیه السلام وکان فی ارض
بابل من العراق مع ابراهیم علیه السلام فهاجر الی الشام ونزل فلسطین وانزل لوطا علیه السلام الاردن فارسله الله تعالی الی اهل سدوم
وهی بلدة بحمص واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال ارسل لوط علیه السلام الی المؤتفکات وکانت قری لوط علیه السلام اربع مدائن
سدوم وامورا وعامورا وصبویر وکان فی کل قریة مأة الف مقاتل وکانت اعظم مدائنهم سدوم وکان لوط علیه السلام یسکنها
وهی بلاد الشام ومن فلسطین مسیرة یوم ولیلة ولفظ (لوط) مشتق من لطت الحوض اذا الزقت علیه الطین والصقت یعنی اصل
لفظ (لوط) (لوّط) وتصرف بان خفف الی (لوط) **اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ** جبکہ فرمایا انہوں نے اپنی قوم کو (یعنی اپنی امت کو جو کہ ان کے
اصہار سے تھی کما قال فی سورة الشعراء (اذ قال لهم اخوهم لوط) وکانوا من اصهاره علیه السلام **اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ** کیا کرتے
ہو تم بے حیائی کے کام کو (یعنی لواطت کا کام کرتے ہو پھر یہ کہ پورے عالم میں تم ہی اس بے حیائی کے کام کے اول موجد ہو) **مَا سَبَقَكُمْ بِهَا**
مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ٨٠ کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس بے حیائی کے کام کو جہان والوں میں سے کوئی ایک **اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً**
مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ یقیناً تم مردوں کے ساتھ شہوۃ رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر **بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ** ٨١ بلکہ (اس
باب میں) تم لوگ حد انسانیت سے بھی گذر گئے ہو (لوط علیہ السلام کے یہ چار جملے ان کیلئے ناصحانہ تھے لیکن ان پر کچھ بھی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے
کہا) **وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ** اور نہ تھا جواب ان کی قوم کا مگر یہ کہ انہوں نے
(آپس میں) کہا کہ نکال دو ان کو تم اپنے شہر سے **اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ** ٨١ یہ لوگ بڑے پاک رہنا چاہتے ہیں (یہ جملہ
انہوں نے مذاقاً کہا) **فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ** ٨٢ پھر بچا دیا ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں
کو (جو کہ صرف ان کی دو لڑکیاں تھیں کما قال اللہ تعالی (فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین) سو نہ پایا ہم نے ان بستیوں میں سوا ایک گھر
مسلمان کے جو کہ وہ ایک گھر لوط علیہ السلام کا تھا) مگر ان کی بیوی کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ **وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا**
ع ۱۲ ۱۷ اور برسایا ہم نے ان کے اوپر ایک نئے طرح کا مینہ (یعنی پتھروں کی بارش) **فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ** ٨٣ ع سو غور تو
کرو کہ کیسے تھا انجام ان مجرمین کا یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کا اور ہود علیہ السلام کی قوم کا اور صالح علیہ السلام کی قوم کا اور لوط علیہ السلام کی قوم کا
(وقال الله تعالی فی سورة الحجر (فجعلنا عالیها سافلها) پھر کیا ہم نے ان بستیوں کی اوپر والی جانب کو نیچے والی جانب (وامطرنا علیهم حجارة

Marfat.com

من سجیل) اور برسائے ہم نے ان کے اوپر پتھر کھنگر یعنی بہت سخت و سنگ و گل اس آیت سے قبل کی آیت ہے (فاخذتھم الصیحۃ مشرقین) سو پکڑا ان کو سخت آواز نے درانحالیکہ اشراق کے وقت میں داخل ہونے والے تھے اور ان آیات سے پہلے فرمایا ہے (ان دابر ھؤلاء مقطوع مصبحین) یقیناً جڑ ان لوگوں کی کاٹی جائے گی درانحالیکہ صبح کرنے والے ہوں گے اور سورۃ قمر میں ہے (انا ارسلنا علیھم حاصبا) ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی **خلاصہ** یہ ہے کہ اگر (حاصبا) والا عذاب اور ہے تو ان کے اوپر چار قسم کے عذاب آئے اور اگر (حاصبا) اور (حجارۃ) ایک نوع سے ہیں تو ان کے اوپر تین قسم کے عذاب آئے اور ترتیب شاید یوں ہو کہ (صیحۃ) کا ابتداء صبح کے وقت سے ہوا ہو اور انتہاء اشراق کے وقت تک ہوا ہو پھر آندھی پتھروں والی آئی ہو یا آندھی پہلے آئی ہو پھر صیحۃ شروع ہوا ہو پھر پتھر پہلے برسے ہوں اور بعد میں زیر و زبر ہوئے ہوں یا زیر و زبر اس سے پہلے ہوئے ہوں اور پتھر بعد میں جبکہ وہ زیر زمین ہو گئے ہوں اعوذ بوجہک الکریم و سلطانک القدیم من غضبک و عذابک بیت المقدس اور نہر اردن کے درمیان ایک قطعہ بحر لوط علیہ السلام سے موسوم ہے یہی مقام سدوم ہے اسی بحر میں آج ہی پانی کا جانور مچھلی اور مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتا اسی کو بحر میت بھی کہتے ہیں اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک آمین **ربط الآیات** بیان ھلاکت قوم لوط علیہ السلام علی فاحشۃ قومہ علیہ السلام آگے قصہ شعیب علیہ السلام کا مع قومہ علیہ السلام کا بیان علی بردۃ الشرک والبخس یہ ترتیب ذکری جیسے ہے ویسے ترتیب زمانی بھی ہے اور ان دو قصوں کا آپس میں اتصال نحوی ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم میں خسیس عادت لواطت کی تھی مع اشراکھم باللہ تعالیٰ کے اور شعیب علیہ السلام کی قوم میں خسیس عادت بخس کی تھی مع اشراکھم باللہ تعالیٰ کے تو معلوم ہوا کہ ایسے قسم کی عادات رذیلہ موجب ہلاکت ہیں فرمایا **وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا** یعنی و ارسلنا الی مدین بن ابراھیم علیہ السلام خلیل الرحمن اخاھم فی النسب شعیبا علیہ السلام ابن بنت لوط علیہ السلام اور بھیجا ہم نے قوم مدین کی طرف ان کے قومی بھائی شعیب علیہ السلام کو (اور یہ دو امتوں کی طرف مبعوث ہوئے ایک مدین کی طرف جب انہوں نے تکذیب کی تو عذاب الصیحۃ اور رجفۃ سے پکڑے گئے اور دوسرے اصحاب الایکۃ کی طرف جب انہوں نے تکذیب کی تو عذاب الظلۃ سے پکڑے گئے) **قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ** فرمایا ای میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں معبود تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا (اور انہیں نے اپنے رسول ہونے پر اپنے معجزہ کا حوالہ دیا جس معجزہ کی نوعیت کا ذکر نہیں آیا) **قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ** یقیناً آچکی ہے تمہارے پاس دلیل واضح تمہارے رب کی طرف سے (میرے نبی ہونے پر) **فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ** سو پورا کیا کرو اشیاء مکیلہ اور موزونیہ کو (اور علاوہ ازاں) **وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ** اور نہ کمی کیا کرو لوگوں سے ان کے اشیاء کی (یعنی لوگوں سے ان کے حقوق کی کمی مت کیا کرو) **وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا** اور نہ فساد پھیلاؤ ملک میں بعد قوانین اصلاحیہ اس کے (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میزان عدل کا ملا ہے اس کے بخس سے ملک میں اس کی نحوست سے قحط پڑ جائے گا) **ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ** یہ ایفاء بالکیل والوزن و عدم البخس والافساد بہتر ہے تمہارے لئے **إِن كُنتُم**

مؤْمِنِيْنَ ۝ اگر ہو تم میری بات کو ماننے والے (اور ان لوگوں میں علاوہ جنس کے شعیب علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانے پر بہت ڈرانا دھمکانا بھی تھا) وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور مت بیٹھا کرو راستوں پر کہ تُوْعِدُوْنَ دھمکیاں دو وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ اور روکو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے ان کو جو ایمان لائے اس پر وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور طلب کرو اس کے راستہ میں کجی کو اور شبہات کو (کہ مثلاً ان کے مذہب میں فلاں غلطی ہے الخ) آگے تذکیر نعمت سے ترغیب کا ذکر ہے اور تذکیر نقمت سے ترہیب کا ذکر ہے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ اور یاد کرو جب کہ تھے تم (ہر طرح سے) تھوڑے پھر بڑھایا تم کو اللہ تعالیٰ نے (ہر طرح سے مال سے اور اعداد شمار سے) وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ اور دیکھو کہ کیسا تھا انجام فساد کرنے والوں کا (جیسے نوح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قومیں ہلاک ہوگئیں تو تم پر بھی عذاب آسکتا ہے باقی فی الحال تو دونوں فریق ایک جیسے زندگی گذار رہے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ڈھیل سے عذاب ٹل گیا ہے ذرا کچھ وقت گذرنے دو پھر نتیجہ دیکھو گے) وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ اور اگرچہ ہے ایک فریق تم میں سے کہ ایمان لایا ہے ساتھ ان احکام کے جن کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا اور ایک فریق (تم میں سے) نہیں ایمان لایا (ساتھ ان احکام کے جن کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور دونوں قسم کے فریق زندگی یکساں حالت میں گذار رہے ہیں تو اس ڈھیل سے مغرور مت ہونا) فَاصْبِرُوْا سو (چند وقت) صبر کرو (یعنی تھوڑا وقت گذرنے دو) حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا یہاں تک کہ فیصلہ کر دیں گے اللہ تعالیٰ (کہ مکذبین کو ہلاک کر دیں گے اور مصدقین کو نجات دیدیں گے) وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (کہ اس میں عدل ہی عدل ہوتا ہے) ابن کثیر میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو بوجہ ان کے حسن خطاب کے خطیب الانبیاء علیہ السلام کہا جاتا تھا کذا فی بحر المحیط (پھر جب قوم سے جواب نہ بن آیا تو)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

کہا ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ نکال دیں گے ہم آپ کو اے شعیب علیہ السلام اور ان کو جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں اپنی بستی سے اور اپنے شہر سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا یا داخل ہو جاؤ ہمارے مذہب میں قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ فرمایا کیا (داخل ہو جائیں ہم تمہارے مذہب میں) اگرچہ ہیں ہم نفرت کرنے والے (تمہارے مذہب سے) قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا پھر یقیناً بہتان باندھا ہم نے اللہ تعالیٰ پر بڑے جھوٹ کا اگر ہم داخل ہوئے تمہارے مذہب میں بعد اس کے کہ نجات دی ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے (یہ ایک جواب ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ)

Marfat.com

وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اور نہیں ممکن ہمارے لیئے کہ داخل ہوں ہم تمہارے مذہب میں اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا مگر یہ کہ چاہے اللہ جو رب ہے ہمارا (تو اور بات ہے کیونکہ (ان اللہ فعال لما یرید) **خلاصہ** یہ کہ عود تمہارے ملت میں ممکن عقلا ممتنع وجوداً ہے تو ان کے فرمانے کا مقصد تقطیع طمعھم فی التعلیق بمالایکون ابدا لان الانبیاء علیھم الصلوات معصومون عن الصغائر والکبائر بما عصمھم اللہ تعالی فالتعلیق بالمحال محال) وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے (تو وہ اپنے علم سے تمامی کائنات کے مصالح کو جانتے ہیں) عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا خالص اللہ تعالی پر ہم سہارا کرتے ہیں (تمہارے دھمکیوں کے خلاف اور اس پر کہ ہم تمہارے مذہب میں داخل ہوجائیں ہمیں ان سب باتوں سے اللہ تعالی بچائیں گے) پیچھے جو فرمایا تھا۔ (وھو خیر الحاکمین) آگے اس کے آگے دعاء متضرعانہ ہے کہ اے رب ہمارے حق میں فیصلہ فاتحانہ فرمادیجئے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ ۸۹ اے رب ہمارا فیصلہ فرمادیجئے ہم مؤمنین کے درمیان اور ہماری قوم کافرین کے درمیان اور آپ ہی ہیں سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے (پھر جب قوم کفار کے سرداروں نے شعیب علیہ السلام کی خطابت بلیغ کو سنا تو اندیشہ کیا کہ شاید کفار سے کچھ مسلمان ہوجا[ئیں] تو ان کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں) وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ [۹۰] اور کہا ان کی قوم کے کافر سرداروں نے اگر تم پیروی کروگے شعیب علیہ السلام کی تو یقیناً تم بڑے نقصان والے ہوں گے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ ۹۱ پھر آپکڑا ان کو زلزلہ نے بس صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے یعنی اپنے شہر مدین میں اوندھے پڑے ہوئے کیونکہ جس شہر میں رہتے تھے اس کا نام بھی مدین تھا ان کے جد اول کے نام پر یہ شہر اردن کی بندرگاہ معان کے قریب ہے (آگے اللہ تعالی ان کے دو قولوں کا رد فرماتے ہیں پہلے قول (لنخرجنک) کا رد فرمایا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا جن لوگوں نے تکذیب کی تھی شعیب علیہ السلام کی گویا کہ کبھی بھی نہ آباد ہوئے تھے اس شہر میں (جس سے نکالنے کی دھمکی دی تھی) دوسرے قول (انکم اذا لخاسرون) کا جواب دیا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ۹۲ جن لوگوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی تھی تھے وہی نقصان والے (نہ مؤمنین) فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پھر پھرے ان سے (بعد ان کی ہلاکت کے) وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ اور فرمایا اے قوم میری یقیناً میں نے تو تم کو اپنے رب کے سب احکامات پہنچادئے تھے وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور میں نے تو تمہا[رے] ساتھ پوری خیرخواہی کی تھی فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ ۹۳ سو اب کیسے غمگین رہوں اور بر قوم کافرین کے (وھذا ایضا کان من قبیل قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقتلی بدر ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا **نجم الآيات** قد تمت القصص الخمسة مع عبرھا ومواعظھا وعواقبھا وحفظ تواریخھا اھل العرب یہانتک پانچ انبیاء علیہم السلام کے قوموں کی ہلاکت کا بیان تھا بوجہ تکذیب ان کے آگے باقی اقوام مکذبین کی ہلاکت کا اجمالا بیان ہے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی شہر میں کو[ئی] نبی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ مگر ہم نے پکڑا تھا اس کے اہل کو (نہ ماننے پر) ساتھ فقر مالی کے وَالضَّرَّآءِ اور ساتھ مرض بد[نی]

ع ۱۱

Marfat.com

لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝٩٤ تاکہ وہ گڑگڑایا کریں (یعنی تکذیب سے باز آجائیں پھر جب اس کاروائی کی وجہ سے بھی باز نہ آئے تو ہم نے استدراجاً ان کی بدحالی کو خوش حالی سے بدل دیا کما قال اللہ تعالیٰ) ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ پھر بدل دیا ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوشحالی کو (استدراجاً) حَتّٰى عَفَوْا یہانتک کہ وہ بڑھ گئے (مالاً ونسلاً) وَّقَالُوْا اور کہنے لگے (کہ پہلی بدحالی تکذیب کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ اتفاقات زمانہ سے تھی جیساکہ) قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ پہنچی تھی ہمارے باپ دادا کو بھی تنگی (مالی وتکلیف بدنی) وَالسَّرَّآءُ اور راحت (مالی وصحت بدنی

خلاصہ یہ کہ بے باکی کے الفاظ استعمال کرنے لگے تو) فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً سو پکڑ لیا ہم نے ان کو دفعۃً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩٥ اور ان کو خبر بھی نہ تھی (کہ عذاب نازل ہوگا)

نظم الآیۃ بیان سنۃ الالٰھیۃ فی المکذبین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا اور اگر شہر والے لوگ (جن کی طرف ہم نے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے تھے) ایمان لاتے (انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور تکذیب نہ کرتے) اور گناہوں سے بچتے رہتے لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ تو ضرور کھول دیتے ہم ان کے اوپر برکتیں آسمان سے اور زمین سے (کہ آسمان سے بارشیں ہوتی اور زمین سے نباتات پیدا ہوتے یعنی قحط میں مبتلا نہ ہوتے بلکہ متبرک رزقوں سے نوازے جاتے نہ استدراج والے رزق سے مرزوق ہوتے) وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا ولیکن انہوں نے تکذیب کی فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٩٦ سو پکڑ لیا ہم نے ان کو (عذاب مہلک میں) بسبب ان کے عقائد بد کے اور اعمال بد کے

نظم الآیۃ بیان ان الطاعۃ لها دخل فی النعم الدنیاویۃ وان المعصیۃ لها دخل ایضاً فی النقم الدنیاویۃ - پھر آگے تنبیہ ہے کفار مکہ کیلئے کہ تم اگر کفر پر مصر رہے تو تم سے بھی عذاب مہلک مستبعد نہیں ہے فرمایا اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى کیا مکہ والے اور اس کے اردگرد کے کفار (ان قصص کو سنکر) بے فکر ہوگئے ہیں اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝٩٧ کہ آجائے ان کے پاس عذاب ہمارا رات کے وقت حالانکہ وہ سوئے پڑے ہوئے ہوں اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٩٨ کیا مکہ والے اور اس کے اردگرد والے کفار بے فکر ہوگئے ہیں کہ آجائے ان کے پاس عذاب ہمارا دن کے دوپہر کو درانحالیکہ وہ لایعنی قصوں میں مشغول ہوں اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ کیا پھر بے فکر ہوگئے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے (جس کا اوپر بیان ہوچکا ہے کہ فرمایا (فاخذناھم بغتۃ وھم لایشعرون) فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩٩ع سو نہیں بے فکر ہوتا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے مگر وہ لوگ جو نقصان میں پڑنے والے ہوتے ہیں (آگے عذاب سے ڈرنے کی علت کو ذکر فرماتے ہیں کہ یہ مکہ والے کفار امم سابقہ کی طرح جرم کفر میں شریک ہیں) اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ کیا نہیں واضح بیان کردیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جو وارث ہوئے ہیں زمین کے بعد ہلاکت اس کے رہنے والوں کے اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ کہ اگر چاہیں ہم تو پکڑ کر ہلاک کردیں ان کفار مکہ کو بسبب ان کے جرائم کے (کیونکہ یہ کفار مکہ والے امم سابقہ سے جرائم میں کم نہیں ہیں) وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۱۰۰ اور امم سابقہ کے واقعات کو سنکر پھر نہ ماننا بوجہ اس کے ہے کہ) بند لگادیئے ہیں ہم نے ان کی دلوں پر پھر یہ لوگ

ع ۱۲ ۶ ۲

Marfat.com

نہیں سنتے (سننا قبول کرنے کا پھر یہ بند لگانا بنا بر اس کے ہے جیسے کہ قال اللہ تعالی (طبع اللہ علیہا بکفرہم) **نجم الآیۃ** تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین من الکفار المختومین۔ آگے بند لگانے کی وجہ کو صراحۃً ذکر فرماتے ہیں کہ ایمان نہ لانے پر ضد کرنا ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دینا ہے کہ کافروں کی عادت سابقہ ہے کہ کفر پر بضد رہتے ہیں فرمایا **تِلْكَ الْقُرٰى** یہی شہر والے ای بلاد قوم نوح علیہ السلام والے اور بلاد قوم ہود علیہ السلام والے اور بلاد قوم صالح علیہ السلام والے اور بلاد قوم لوط علیہ السلام والے اور بلاد قوم شعیب علیہ السلام والے **نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا** ہم بیان کیا ہے آپ پر ان کی (ہلاکت) کی بعض خبریں **وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ** اور یقیناً ان کے پاس لے آئے تھے ان کے انبیاء علیہم السلام جو کہ ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے معجزات کو **فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ** پھر نہ ہوا ان سے کہ ایمان لاتے اس چیز کے ساتھ جس کو پہلے سے جھوٹا کہا تھا (یعنی ضد پر اڑ گئے تو بوجہ ضد کے مہر لگ گئی) **كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۱۰۱** اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ تعالی کافروں کے دلوں پر (پھر اللہ تعالی ان کو مصائب میں مبتلا کر دیتے تھے تاکہ دل نرم ہو پھر اللہ تعالی سے عہد کر دیتے تھے کہ اگر مصیبت دور ہو گئی تو ایمان لائیں گے جب مصیبت دور ہو گئی تاہم بھی ایفاء عہد کا نہ کرتے تھے) **وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ** اور نہ پایا ہم نے اکثر لوگوں میں ایفا عہد کا **وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝ ۱۰۲** اور تحقیق پایا ہم نے اکثر ان میں نافرمان (بنا برین ایفاء عہد کا نہ کرتے تھے) **نجم الآیات**

خلاصہ قصص خمسہ کا بیان و تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آگے چھٹا قصہ موسی علیہ السلام کا بیان فرماتے ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہود جو مدعی ان کے امتی ہونے کے تھے ان کو تنبیہات تھے کہ جیسے موسی علیہ السلام کے معجزات کو فرعونیوں نے نہ مانا باوجود واضح ہونے کے ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی واضح ہیں پھر بھی اے یہود تم نہیں مانتے ہو یا اے کفار مکہ تم بھی نہیں مانتے ہو جیسے انشقاق قمر والا معجزہ علاوہ ازاں اور بھی وجوہات کثیرہ ہیں مثلاً آخری نتیجہ کامیابی کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ کہ معرکہ کفار مکہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ معرکہ فرعونیوں کا موسی علیہ السلام کے ساتھ تھا کما جاء فی الحدیث ابوجھل کے بارے میں کہ اس امت کا یہ فرعون ہے **ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ** پھر ان انبیاء علیہم السلام کے بعد بھیجا ہم نے موسی علیہ السلام کو ساتھ واضح معجزات اپنے کے **اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ** فرعون اور اس کے جتھہ کے سرداروں کی طرف (وفرعون لقب لملک مصر من عمالقہ وکان اسمہ الولید بن مصعب بن الریان) **فَظَلَمُوْا بِهَا** سو کفر کیا انہوں نے ان آیات کے مقابلہ میں **فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ۱۰۳** سو سوچیئے تو سہی کہ کیا انجام بد ہوا ان مفسدوں کا (حیث اغرقوا فی الیم)

نجم الآیۃ بیان فذلکۃ القصۃ ابتداء۔ آگے پھر تفصیل مذکور ہے جس میں کئی عبرتیں ہیں کیونکہ قرآن مجید میں جن قوموں کے قصے مذکور ہیں وہ سب اصول پر مبنی ہیں کہ ایسے قسم کے واقعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے آئے اور اسی طرح ہر اہل حق کو سامنے آتے جائیں گے تو ان کے ساتھ ایسے قسم کا نمٹا ہوتا جائے گا تو ان میں اہل حق کیلئے تسلیات بھی ہیں اور ان کے مخالفوں کے خلاف اسی قسم کے نتائج کا انتظ

کرنا بھی ہے والحمد للہ علی ما قص اللہ علینا قصص الامم السالفۃ لتکون عبرا لھذہ الامۃ واھتداء للامۃ المسلمۃ الی یوم القیامۃ
فلا تکون ھولاء فی شیئ ماکما قالت زنادق الزمان (ماھذا الا اساطیر الاولین) وَقَالَ مُوسٰی اور (جب موسیٰ علیہ السلام بحکم
رب العالمین فرعون کے پاس پہنچے تو) فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۰۴ اے فرعون
(میرا تعارف رتبی یہ ہے کہ) یقینا میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے حَقِیْقٌ عَلٰۤی اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ تو واجب
ہے اوپر میرے کہ نہ کہوں میں اللہ کی طرف سے کوئی بات مگر جو حق ہو (جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (انی رسول الخ) تو فرعون نے کہا کہ کہہ دے
تو اس کے جواب میں فرمایا کہ (انی حقیق الخ) اور دوسرا جواب دیا کہ میری نبوت پر میرے پاس یقینی دلیل ہے کہ وہ معجزہ ہے) قَدْ جِئْتُكُمْ
بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل واضح (اپنے نبی ہونے پر) فَاَرْسِلْ مَعِیَ
بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۱۰۵ سو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو (کہ میں ان کو ارض مقدس شام کی طرف لے جاؤں اور ان کو اعمال شاقہ سے
آزاد کر دے کہ یہ سلالہ نبی کریم یعقوب علیہ السلام سے ہیں اور یوسف علیہ السلام جب مصر میں داخل ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام جب مصر میں داخل
ہوئے ان دونوں کے درمیان زمانہ چار سو سال کا ہوا تھا کذا قال وہب بن منبہ اور موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دو اہم باتیں کہیں
ایک کا تعلق عباد سے تھا جو کہ یہاں پر مذکور ہے اور دوسری کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جس کا ذکر سورۃ والنازعات میں ہے (فقل
ھل لك الی ان تزکی واھدیك الی ربك فتخشی) اور موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے دو قوموں کی طرف ایک قبط کی طرف
جس میں دو اہم مضامین تھے ایک دعوت الی التوحید اور دوسرا آزادی بنی اسرائیل کی دوسرا بنی اسرائیل کی طرف جس میں اہم
مضمون التزام احکام شریعہ موسویہ کا تھا اور آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اہل حق پر جیسے تبلیغ توحید کی واجب ہے ویسے ہی آزادی دلانا
ظالم کافر حکومت سے بھی واجب ہے جیسے علماء ہند نے مسلمانوں کو انگریزی حکومت سے آزادی دلوا[illegible] [illegible]
ہندوستان سے باہر کر دیا تو انہی آیات پر عمل کر کے دکھا دیا) قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۱۰۶
کہا فرعون نے اگر آپ نے لائی ہے کوئی دلیل (اپنی نبوت پر) تو لا دو اسی کو اگر آپ سچے ہیں فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ
مُّبِیْنٌ ۱۰۷ سو ڈالا عصا اپنا (زمین پر) سو دفعۃً ہو گیا وہ صاف کھلا اژدھا (مشہور ہے کہ وہ تاکے سوٹاپن میں مثل ایک شہتیر کے ہو گیا اور
لمبائی میں اسی ہاتھ ہو گیا وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر (کانھا جان) اور جان پتلے سانپ کو کہتے ہیں تو دونوں آیتوں کے درمیان تطبیق یوں
ہے کہ اژدھا تھا موٹاپن میں اور بمنزلہ پتلے ناگ کے تھا دوڑنے میں اور دوسری نشانی دکھلائی کہ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ
لِلنّٰظِرِیْنَ ۱۰۸ اور کھینچا ہاتھ اپنا کر (گریبان کے اندر بغل میں دبا کر) سو وہ یکایک ہو گیا چمکتا ہوا سب دیکھنے والوں کے روبرو
اور جگہ میں ہے (ادخل یدك فی جیبك تخرج بیضاء) اور جگہ میں ہے (واضمم یدك الی جناحك) [illegible]
وہ ہاتھ دایاں تھا جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے اور ان کی روشنی شمس کی روشنی پر غالب آگئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام [illegible]

Marfat.com

دو نشانیاں دکھلائیں تو معلوم ہوا کہ (آیۃ) کا اطلاق جیسے مفرد پر آتا ہے ویسے ہی جمع پر بھی آتا ہے تو ویسے جمع پر بھی آتا ہے تو لفظ (آیۃ) کا بمنزلہ جنس
کے ہے تو اسی قبیلہ سے ہے ہمارے تعبیرات کہ بہت سے آیات کا مطلب یوں ہم بیان کرتے ہیں (نجم الآیۃ) سورۃ شعراء میں ہے کہ فرعون نے اپنے
مشیروں سے پوچھا کہ اب کیا مشورہ ہے کما قال اللہ تعالی نقلا عنہ (فماذا تأمرون) تو مشیروں نے مشورہ دیا کما قال اللہ تعالی قَالَ الْمَلَاُ
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ ۱۰۹ کہا قوم فرعون کے سرداروں نے بے شک یہ جادوگر ہے بڑا ماہر ہے يُّرِيْدُ اَنْ
يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ارادہ کرتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے ملک سے (اپنے جادو کے زور سے کہ سب لوگ ان کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں)
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ ۱۱۰ سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ (پھر مشورہ یوں طے پایا کہ سب کے سب نے متفقہ طور پر
کہا کہ مہلت دے ان کو اور ان کے بھائی کو (یعنی ہارون علیہ السلام کو جو ان کے ساتھ تھے) وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ ۱۱۱ اور
بھیج دو سب شہروں میں جمع کرنے والے (سپاہیوں کو) يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ ۱۱۲ کہ لائیں تیرے پاس ہر جادوگر کو جو بڑا ماہر ہو (چنانچہ
ایسا جمع کر لیا گیا) وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ اور آ گئے ماہر جادوگر فرعون کے پاس قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ ۱۱۳
(اور) کہنے لگے کہ اگر ہم موسی علیہ السلام پر غالب آ جائیں تو ہمارے لئے کوئی مزدوری ہوگی قَالَ نَعَمْ بولا فرعون کہ ہاں ضرور ہوگی (مزید براں)
وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ ۱۱۴ اور یقینا تم لوگ میرے مقرب ہوں گے (وفی سورۃ طٰہٰ (فاجعل بیننا وبینک موعدا لا نخلفہ نحن
ولا انت مکانا سوی قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی) اور موسی علیہ السلام بھی اسی یوم الزینۃ میں (یعنی فرعونیوں کا جو
سالانہ میلہ مرکزی لگتا تھا جس تاریخ میں اور جس جگہ میں اور جس وقت میں) پہنچ گئے اور (ضحی) کے وقت ہر طرف سے لوگ اسی میدان میں
جمع ہو گئے تو سحرہ نے اولا بولا کما قال اللہ تعالی قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ ۱۱۵ بولے جادوگر
اے موسی علیہ السلام (ہم آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ) یا آپ ڈالیں (میدان میں اپنا عصا اولا) اور یا (اجازت ہو) تو ہم ہی ڈالیں (اولاً اپنی رسیاں
اور لاٹھیاں میدان میں۔ قرطبی میں ہے نقلا عن ابن عبد الحکیم کانوا اثنی عشر نقیبا مع کل نقیب عشرون عریفا وتحت کل عریف الف
ساحر وکان رئیسہم شمعون فی قول مقاتل بن سلیمان وکان معہم فیما روی حبالٌ وعصیٌّ یحملہا ثلاث مأۃ بعیر فالتقمت الحیۃ
ذلک کلہ چونکہ موسی علیہ السلام کو اپنے غلبہ کا یقین تھا کما حکی اللہ تعالی عنہ (قال موسی ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ) قَالَ اَلْقُوْا
فرمایا موسی علیہ السلام (اولا) تم ڈالو (جو کچھ ڈالنا چاہو) فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ پھر جب جادوگروں نے ڈالا (اپنی رسیوں
کو اور لاٹھیوں کو جو اندر میں پارا سے بھری ہوئی تھیں اور باہر سے مختلف ناگوں کی شکلوں میں مشکّل تھیں اور دھوپ میں وہ متحرک ہونے
لگیں) تو لوگوں کے آنکھوں کو مسحور کر دیا (مسمریزم کے ذریعہ کہ وہ لاٹھیاں اور رسیاں ناگ نظر آنے لگے نہ کہ وہ حقیقت میں ناگ
ہو گئے تھے جس کو نظر بندی کہتے ہیں) وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ اور جادوگروں نے ڈرا دیا لوگوں کو (ان ناگوں کی شکلوں سے کہ لوگوں
نے ان کو حقیقی ناگ سمجھنے لگے) وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ ۱۱۶ اور لائے بڑا جادو وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ

اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ ڈال دو اپنے عصا کو (ولا تخف انك انت الاعلیٰ) (انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح
الساحر حیث اتی) تو انہوں نے اپنا عصا زمین پر ڈالا) فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ سو دفعۃً نگل گیا وہ اس کو جو انہوں نے ایک غلط کھیل
بنایا تھا (کہ لاٹھیوں کو اور عاصوں کو سانپوں کی شکل میں بنایا تھا اور لوگوں کو وہ حقیقی سانپ نظر آنے لگے تھے) فَوَقَعَ الْحَقُّ سو
ظاہر ہو گیا حق (یعنی موسیٰ علیہ السلام کا نبی ہونا) وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اور زائل ہو گئے جو انہوں نے بنائے تھے (کہ وہ
سانپوں کی شکلوں میں جو لاٹھیاں وغیرہا تھیں سب کے سب نیست و نابود ہو گئے ایک ہی لقف سے (واللقف التناول بسرعة)
فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ سو مغلوب ہو گئے فرعون والے اسی جگہ پر وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ اور لوٹے ذلیل ہو کر (شہر کی طرف)
وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اور گر پڑے جادوگر درانحالیکہ سجدہ کرنے والے تھے (اللہ تعالیٰ کو) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾
رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ بولے ہم نے ایمان لایا ہے رب العالمین کے ساتھ جو کہ رب ہیں موسیٰ علیہ السلام کے اور ہارون علیہ السلام کے
(وقال القاسم فما رفعوا رؤسهم حتی رأوا الجنة والنار) پھر جب بنی اسرائیل نے اسی واقعہ کا مشاہدہ کر لیا تو اسی وقت چھ لاکھ بنی اسرائیل
نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا کذا قال ابن عباس۔ پھر فرعون نے یہ ایمان بنی اسرائیل والا واقعہ دیکھا تو گھبرا گیا کہ قبطی بھی شاید ایمان
لائیں تو رعب ڈالنے کی غرض سے سحرہ جو ایماندار ہو گئے تھے ان کو یوں قتل کی دھمکی دی مگر وہ اس دھمکی سے متأثر نہ ہوئے بلکہ مزید اپنے ایمان
کی مضبوطی کا مظاہرہ کیا قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ کہا فرعون نے (کیا) ایمان لایا تم نے موسیٰ علیہ السلام پر
میری اجازت سے پہلے۔ (یوں معلوم ہوتا ہے کہ) اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ بے شک یہ ایک تجویز تھی (تمہاری) جس
پر عمل درآمد کیا ہے تم نے شہر میں لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا تاکہ نکال دو تم اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو (یعنی حقداروں کو
جو قبطی ہیں) فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ سو تم کو معلوم ہو جائے گا (اس کا انجام وہ یہ ہوگا) لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
خِلَافٍ ضرور کاٹوں گا میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ پھر سولی پر
چڑھاؤں گا تم سب کو (قال ابن عباس وانه اول من سن ذلك) قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ انہوں نے کہا کہ ہم مر کر اپنے
رب کی طرف جائیں گے (تو موت سے ہمیں کوئی فکر نہیں ہے) وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا اور نہیں دشمنائی
بنائی تو نے ہمارے ساتھ (جس پر یہ سزا تجویز کی ہے) مگر اس بات پر کہ ہم نے ایمان لایا ہے اپنے ربّ کے نشانیوں کے ساتھ جبکہ وہ ہمارے
پاس آ گئی ہیں (وہ عصا ہے اور ید بیضاء ہے اور ہمارا انقلاب ایمانی یہ بھی معجزہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا
ع ۱۴ ۱۸ ۴ صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع اے رب ہمارا فیضان فرما ہمارے اوپر صبر کے اور جان نکالنا ہماری حالت اسلام پر
نجم الآیات معرکہ حق اور باطل کا اور دلیری حق والوں کا بیان حتیٰ کہ جام شہادت کو بخوشی نوش کر لیا وقال ابن عباس
کانوا اول النهار سحرة وآخره شهداء اور حق والوں کی کامیابی کا بیان۔ فرعون کے ارکان دولت نے جو فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے

Marfat.com

خلاف مشورہ دیا تھا اس کی ناکامی جب عیاں ہوگئی تو آگے پھر ارکان دولت نے فرعون کو اور مشورہ دیا جس کے نتیجہ میں بات بڑھتی بڑھتی
آخر کار غرقابہ بحر تک جا کر نتیجہ پہنچا وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ
لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ کیا چھوڑ دیگا تو موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے پھریں (ایک دن نتیجہ
بغاوت تک پہنچ جائیگا) وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ اور چھوڑ دے تجھ کو اور تیرے تجویز کردہ معبودان کو (سدی نے کہا ہے کہ فرعون
چند شکلوں کے اصنام تجویز کیئے تھے اور ان کے عبادت کے احکامات جاری کر دیئے کہ ان کی عبادت میں فرعون کا تقرب حاصل ہوگا
اور ان کے بارے میں کہا کہ (انا ربکم الاعلیٰ) کہ میں ان اصنام کا اور تمہارا معبود اعلیٰ ہوں) قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي
نِسَاءَهُمْ تو (فرعون نے ارکان دولت کو تسلی دی کہ) کہا ہم (پھر) ان کے ابناء کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور ان کے عورتوں کو
زندہ چھوڑ دیں گے (کہ وہ خدمت گذار رہیں گی تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہ کہی اور بنی اسرائیل کے بارے میں
خلاف بات کہی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون پر بہت رعب پڑا گیا تھا حتیٰ کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ فرعون جب موسیٰ علیہ السلام کو
دیکھتا تھا تو اس کا پیشاب نکل جاتا تھا) وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝ ۱۲۷ اور ہم ان پر زور آور ہیں (یعنی فکر کی کوئی بات نہیں ہے اور
بغاوت کا بالکل خطرہ نہیں ہے) پھر جب اس بات کی خبر بنی اسرائیل کو پہنچی تو وہ گھبرا گئے اور موسیٰ علیہ السلام کو عرض کیا کہ اب کیا
چارہ کار ہوگا تو) قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہ مدد مانگو اللہ تعالیٰ سے وَاصْبِرُوا
اور سہتے رہو (ان کے اقوال باطلہ کو کیونکہ حکومت ان کی کے زوال کے دن قریب ہیں کیونکہ) إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اسی کو حاکم بنا دیتا ہے (یعنی حکومت ایک وقتی بات ہے کبھی کسی کے
پاس اور کبھی کسی کے پاس) وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ ۱۲۸ اور آخر میں نتیجہ اچھا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کیلئے ہے (اس میں اشارہ
فرمایا کہ یہ حکومت تمہیں ملجائیگی جیسا کہ فرمایا ہے (ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم
الوارثین ونمکن لهم فی الارض) پھر بنی اسرائیل نے مزید عرض کیا تاکہ صراحۃ کوئی بات فرمائیں) قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ
تَأْتِيَنَا کہا بنی اسرائیل نے (اظہار شکوی میں) کہ ہم آپ کی تشریف آوری سے پہلے بھی بڑے ایذاء دیئے جاتے تھے (کہ ہم سے طرح
طرح سے بیگاریں لی جاتی تھیں اور ہمارے بچے ذبح کیئے جاتے تھے) وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا اور آپ کی تشریف آوری کے بعد
بھی (کہ طرح طرح کی ہمیں ایذائیں پہنچائی جا رہی ہیں یہاں تک کہ پھر قتل ابناء کی تجویز ٹھہری ہے) قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ
عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے (صراحۃ) کہ بہت جلد ہے کہ رب تمہارا ہلاک کر دے تمہارے دشمن ع ۱۵ ۴ ۵
(فرعونیوں کو) اور حاکم بنا دے تم کو ملک میں فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ ۱۲۹ ع پھر دیکھے (دیکھنا بالفعل کا) تمہارے طرز عمل کو
(کہ شکر و طاعت و انصاف کرتے ہو یا اس کے برعکس کرتے ہو کہ پھر تمہارا حشر بھی وہی ہو) نجم الآیات حاکموں کے ظالم

Marfat.com

عزائم پاش پاش ہو جاتے ہیں جبکہ تقوی اور صبر کو نہ چھوڑا جائے۔ پھر جب فرعون نے سخت ظالمانہ قانون تجویز کرلیا اب
صرف اجراء کرنا تھا کہ ان کو پھر ایسی پڑ گئی کہ اللہ تعالی نے ان پر یکے بعد دیگرے سات قسم کے عذاب وقتی طور پر نازل فرماتے
گئے کہ ان کو ادب آموزی ہو جائے کہ ایمان لائیں اور ظلم سے رک جائیں حتی کہ ابتداء عذاب میں تو متکبرانہ باتیں کرتے تھے پھر
ڈھیلے پڑ جاتے تھے حتی کہ دربار موسی علیہ السلام میں آکر عرض گذار ہوتے تھے کہ آپ اپنے رب سے اس عذاب کے ٹل جانے کی درخواست
کریں جب عذاب ٹل جائے گا تو اس کے اتنی مدت بعد ہم ایمان لائیں گے تو جب وہ عذاب ببرکت دعاء موسی علیہ السلام کے ٹل
جاتا تھا اور وہ معینہ مدت گذر جاتی تھی تو نقض عہد کا کرلیتے تھے اور ایمان لانے سے اعراض کرتے تھے تو ایسے ان کو سات مواقع
مہیا کئے گئے پھر بھی بضد رہے تو پھر فرمایا (فاغرقناھم فی الیم) وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور البتہ یقینا ہم نے پکڑا فرعون
والوں کو ۱؎ بِالسِّنِیْنَ قحطوں میں ۲؎ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور میووں کی کمی میں لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳۰ تاکہ
وہ اللہ تعالی کو یاد کریں (اور تضرع کریں اور ایسے قسم کے اور پانچ بھی عذاب تھے جن سے بھی مقصد تضرع و تذکیر کا تھا و لیکن بجائے اس
کے کہ ان کو سبق آئے الٹی باتیں کرتے تھے جیسا کہ فرمایا ہے) فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ پھر جب پہنچ جاتی تھی ان کو بھلائی
تو کہتے یہ ہے ہمارے لائق ہے (یعنی ہم اس کے اہل ہیں) وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر ان کو پہنچتی تھی کوئی بدحالی (جن دو کا اوپر ذکر
ہوا ہے اور پانچ کا ذکر آگے ہے) تو يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ نحوست اور شومی بتلاتے تھے موسی علیہ السلام کی اور ان کے ساتھیوں
کی (حالانکہ واقعہ اس کے خلاف تھا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا) اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ کہ توجہ سے سن لو کہ اللہ تعالی
کے ہاں (یہ بدحالی) محقق امر ہے کہ ان کی شومی اعمال سے ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۱ و لیکن ان میں سے اکثر
لوگ نہیں جانتے (شومی کے اصل سبب کو) یہ ان کی متکبرانہ بات تھی آگے مزید متکبرانہ ان کی جرأت کا ذکر ہے کہ وَقَالُوْا مَهْمَا
تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۲ اور کہتے تھے جو کچھ بھی لائے گا تو ہمارے پاس
نشانی کہ آپ جادو چلائیں ہم پر اس آیت و نشانی کے ذریعے سو ہم ہرگز آپ پر ایمان لانے والوں سے نہ ہوں گے ۳؎ فَاَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ سو ہم نے بھیجا ان پر طوفان (بارش) کو ۴؎ وَالْجَرَادَ اور بھیجا ہم نے ان کے اوپر ٹڈی کو (یعنی مکڑی
کو) ۵؎ وَالْقُمَّلَ اور چچڑی کو (یعنی جوئیں کو یا گھن کے کیڑے کو) ۶؎ وَالضَّفَادِعَ اور مینڈک کو ۷؎ وَالدَّمَ اور خون کو
اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ درانحالیکہ یہ سب معجزات تھے جدا جدا (**خلاصہ** یہ ہے کہ یہ سات معجزات جدا۔ جدا عذاب کے
انواع تھے کہ ان پر سال۔ سال کے وقفے کے بعد نازل ہوتے رہے تاکہ (یذکرون) اخرج ابن ابی حاتم عن زید بن اسلم قال کانت
الآیات التسع فی تسع سنین فی کل آیۃ سنۃ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۱۳۳ سو فرعونیوں نے ان معجزات
کو ماننے سے تکبر کیا کیونکہ تھے وہ لوگ عادی مجرم۔ آگے ان کے نقض عہد کا بیان ہے کہ یہ بھی بڑا جرم ہے کہ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ

Marfat.com

الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اور جبکہ پڑتا تھا ان پر کوئی عذاب (ان مذکورہ عذابوں سے) تو (دربار موسیٰ علیہ السلام میں آکر یوں عرض کرتے تھے کہ آپ یوں) دعاء کر دو ہمارے لئے اپنے رب سے بسبب اس کے کہ اللہ تعالی نے آپ سے عہد کر رکھا ہے (کہ انہوں نے اگر ایمان لایا تو عذاب ٹل جائے گا سو ہم اب وعدہ کرتے ہیں) لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ (کہ اے اللہ) اگر آپ نے ہم سے اس عذاب کو ٹال دیا یا معنی ہے کہ دعاء کے ذریعہ اگر آپ اے موسیٰ علیہ السلام ہم سے اس عذاب کو ٹلوادیں لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۳۴ تو ضرور بالضرور آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ جانے دیں گے (ان کے آبائی وطن کی طرف) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ سو جب ہم ہٹا دیتے تھے ان سے اس عذاب کو (جس میں وہ مبتلا ہوتے تھے) ایک مدت تک جس پر ان کو پہنچنا ہوتا تھا اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝۱۳۵ تو فوراً وہ عہد توڑ ڈالتے تھے (کہ ایمان لانے سے اعراض کر لیتے تھے تو جب ان کو ایسے قسم کے سات مواقع مہیا کئے گئے پھر بھی ایمان نہ لایا تو اتمام حجت کا ہوگیا کہ عذر کا باقی کوئی وقیقہ نہ رہا) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ پھر ہم نے ان سے پورا انتقام لیا (کہ اس کا ابتداء اس سے ہوا جس کا آگے ذکر ہے) کہ ڈبو دیا ہم نے ان کو دریا میں (یعنی لجۃ البحر میں) بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بسبب اس کے کہ انہوں نے جھوٹا کہا تھا ہمارے نشانات کو (یعنی معجزات کو) وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝۱۳۶ اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے **نجم الآیات** ظلمی قوانین اور ظلم کرنے کے نتائج کا بیان اور اللہ تعالی سے عہد شکنی کے نتیجہ کا بیان اور معجزات سے لاپرواہی کے نتیجہ کا بیان * اللّٰھم اعذنا من عذابك برحمتك وبجاهك العظيم ۔ آمین ۔ **فوائد** جب حیرت انگیز معرکہ میں موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی ہوئی اور سحرہ نے ایمان لایا تو اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بروایت ابن عباس کما اخرجہ ابوالشیخ ۔ چالیس سال تک مصر میں مقیم رہے اور ان کو دعوت حق کی دیتے رہے اور بعض کے نزدیک بیس سال تک مصر میں رہے ۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے (ولقد آتینا موسی تسع آیات بینات) جن کا ذکر اس سے قبل گذر چکا ہے ان نو میں سے پہلے دو یعنی عصا اور ید بیضاء کے ظہور کے نتیجہ میں جادوگر مسلمان ہوگئے اور یہ بڑی فتح ہے پھر سات معجزے جو کہ عذاب کی شکل میں تھے سال سال کے وقفے میں ظہور پذیر ہوتے گئے پہلے دو معجزے ایک قحط سالی باعتبار اناج کے تھا دوسرا باعتبار کمی آمدنیاں باغات کے تھا پھر ان کے بعد باقی معجزات کا ظہور ہوتا گیا بایں ترتیب کہ ان کے بعد پہلے طوفان بارشی نے تباہیاں مچادی جب اس سے نجات ملی اور نہ سدھرے تو ٹڈیوں نے ایسے تباہی مچادی کہ غلہ کو سرے سے ختم کر دیا جب اس سے سبق نہ حاصل کیا تو پھر گھن کا کیڑا کر رکھے اناج کو بھی ختم کر دیا پھر مینڈکوں نے ایسے اودھم مچادی کہ پینے کے پانی تک کو نہ چھوڑا مگر اس میں داخل ہو جاتے پھر ہر جگہ خون ہی خون تھا پینے کا پانی بھی خون بن جاتا تھا لیکن کوئی چیز بھی ایسی اثر انداز نہ ہوئی کہ وہ ایمان لائیں کیونکہ قساوت قلبی کا زور تھا آخر نتیجہ غرقابہ کا نکلا ۔ پھر آگے اللہ تعالی خلاصہ نتیجہ فریقین کا ذکر فرماتے ہیں وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اور (فرعونیوں کی

Marfat.com

ہلاکت کے بعد) ہم نے مالک کر دیا اس قوم کو (یعنی بنی اسرائیل کو) جو کمزور شمار کیئے جاتے تھے ملک کے مشارق اور مغارب کا جس میں
ہم نے برکتیں رکھی تھیں (یعنی مصر کا بعد ہلاکت فرعونیوں کے اور شام کا بعد ہلاکت عمالقہ کے کذا فی المظہری) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى
عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بِمَا صَبَرُوْا اور مکمل ہوگیا اچھا وعدہ رب آپ کے کا (جس کا ذکر پہلے گذر گیا ہے) (وَیَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ)
بنی اسرائیل پر بسبب ان کے صبر کے (جیسا کہ موسی علیہ السلام نے ان کو فرمایا (واصبروا) وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ
اور درہم برہم کر دیا ہم نے تمام ساختہ پرداختہ کارخانے فرعون کے اور اس کی قوم کے وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ۝۱۳۷ ربع اور جو وہ اونچی
اونچی عمارتیں بنواتے تھے **نتیجہ الآیتہ** عبرت ناک واقعہ وقصہ کے نتائج کا بیان کہ حق والوں کو ایسا غالب کیا کہ ان کے ممالک حق
والوں کے قبضے میں آگئے اور باطل والوں کو تباہ و برباد کر دیا کہ کوئی طاقت کام نہ آئی پھر آگے بنی اسرائیل کے ایک اور دور زندگی
کا بیان ہے وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ اور (جس دریا میں ہم نے فرعون کو غرق کیا تھا) ہم نے بنی اسرائیل کو (اس دریا
سے (جو کہ بحر القلزم تھا یا بحر النیل تھا) پار اتارا (یہ نعمت کا بیان ہے آگے بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں جاہلانہ رسوم بوجہ عیش وعشرت کے اثر انداز
ہونے لگے کما قال اللہ تعالی) فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ پھر گذر کیا ایک قوم پر جو اپنے بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے تھے
(وفی القرطبی فلما اطمئنوا وبعثوا من طریق البر الی مدائن فرعون حتی نقلوا کنوزہ وغرقوا فی النعمة رأوا قوما یعکفون علی اصنام لہم)
قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰـهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ تو کہنے لگے ای موسی علیہ السلام ہمارے لئے بھی ایک مجسمہ معبود مقرر کر دیجئے جیسے
ان کیلئے یہ معبود ہیں (اور وہ تماثیل گائے کی تھیں پیتل سے یعنی اسی مجسمہ کی عبادت سے قرب الہی کو حاصل کریں) قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُوْنَ ۝۱۳۸ فرمایا موسی علیہ السلام نے بے شک تم ایسی قوم ہو جن کی جبلت جاہلانہ ہے (اس سے معلوم ہوا کہ موسی علیہ السلام
کو پھر ٹیڑھی قوم سے واسطہ پڑ گیا کہ اس قوم سے عملی دشواریاں ہوں گی) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ بے شک یہ لوگ تباہ
ہونے والا ہے وہ کام جس میں لگے ہوئے ہیں (یعنی شرک پرستی یہ میرے ذریعہ ختم ہونے والا ہے) وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۹
اور بے بنیاد و غلط ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں (کیونکہ شرک ہے پھر آگے اس کام کے باطل ہونے کو ذکر فرماتے ہیں) قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ
اَبْغِیْكُمْ اِلٰـهًا فرمایا کیا سوا اللہ تعالی کے بنا دوں تمہارا معبود وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۴۰ حالانکہ اللہ تعالی نے
تم کو فضیلت دی اوپر تمام جہان والوں کے (کہ تم میں ماسوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کو بند
کر دیا ہے یہ باطنی نعمت ہے۔ آگے ظاہری نعمت کا بیان ہے کہ الانسان عبید الاحسان ہے) وَاِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب بچایا ہم نے تم کو فرعونیوں سے یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ کہ پہنچاتے تھے تم کو سخت تکلیفیں یُقَتِّلُوْنَ
اَبْنَآءَكُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ کہ بکثرت قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو (خدمات
کیلئے) وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۱۴۱ ع اور اس واقعہ میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی
ع ۱۶ ۱۲ ۶

Marfat.com

نجم الآیات تذکیر نعم اللہ تعالیٰ علی بنی اسرائیل * پھر آگے ایک بڑی نعمت ایتاء توراۃ کا ذکر فرماتے ہیں اس کے بعد ان کی جبلی جہالت کا ذکر فرماتے ہیں کہ اس بڑی نعمت کے بعد بھی تم اپنی جبلی جہالت سے باز نہ آئے تو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل بڑی اکھڑ قوم ہے قال اللہ تعالیٰ وَوٰعَدْنَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (بغوی نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر میں وعدہ کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا تو بنی اسرائیل کو مستقل کتاب دیں گے جن پر وہ عمل کریں گے تو جب وہ مطمئن ہو گئے دشمن کی ہلاکت کے بعد تو اب ایفاء عہد کا وقت آگیا تو فرمایا) اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا (برائے تیاری مناجات مع الرب کے کما قال العلماء) اور دس راتیں مزید تیس راتوں کا تتمہ بنا دیا (توراۃ کے انزال کیلئے اور تکلیم کیلئے) سو پورا ہو گیا وقت رب ان کے کا چالیس راتیں (پہلے تیس روزے رکھے جن میں نہ افطار تھا نہ سحری پھر مسواک لگا لیا تو رائحۃ فم الصائم جو اطیب عند اللہ من ریح المسک ہے زائل ہو گئی تو دس روزے مزید کا اضافہ ہوا تو کل چالیس روزے ہو گئے تو ابتداء یکم ذوالقعدہ سے ہوا اور انتہاء دس ذوالحجہ تک تھا پھر دس ذوالحجہ کو توراۃ ملی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ میں خلاصہ حساب کا بتلایا ہے (واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ) اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بعض وظائف میں چالیس راتوں کو بڑا دخل ہے جیسا کہ روح البیان میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس روز اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں) وَقَالَ مُوسٰی لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ (اسم اعجمی وهو بدل من (اخیہ) اور (چلتے وقت) فرمایا تھا موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ میرا خلیفہ رہو میری قوم میں (یعنی میرے جانے کے بعد ان لوگوں کا انتظام آپ کے ہاتھ میں دیتا ہوں) وَاَصْلِحْ اور اصلاح کرتے رہنا (ان کے امور دینی اور دنیاوی میں) وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ ۱۴۲ اور نہ چلنا مفسدین کی راہ پر (یعنی بد نظم لوگوں کی رائے پر عمل نہ کرنا اس آیت سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت صحیح معنی میں جو ناظم الامور ہو اس کو اپنا قائم مقام بنانا ضروری ہے) وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰی لِمِيْقَاتِنَا اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت موعود پر (ای لتمام الاربعین) وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور باتیں کیں ان سے ان کے رب نے (امام اشعری سے نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی کلام کو سنا جو نفسی قائم بذات اللہ تعالیٰ ہے اور روح المعانی میں ہے (وکلمہ ربہ) من غیر واسطة بحرف وصوت ومع هذا لایشتبه كلام المخلوقين ولا محذور فی ذالك) قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ تو عرض کیا کہ اے رب میرا دکھا مجھ کو (ذات اپنی اَنْظُرْ اِلَيْكَ کہ میں آپ کی ذات کو دیکھتا رہوں (وفی البحر المحیط قال ابن عطیة ورؤیة الله تعالیٰ عند الاشعریة واهل السنة جائزة عقلا وفيه فموسى عليه السلام لم يسأل محالا وانما سأل جائزا) قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ فرمایا اللہ تعالیٰ کہ آپ ہرگز نہیں دیکھ سکو گے مجھ کو (دیکھنا ٹک ٹکا کا جیسا کہ آپ کا سوال ہے کہ (انظر الیک) دیکھتا رہوں آپ کی ذات کو وفی روح المعانی وذهب الشيخ الاكبر انه عليه السلام رآه تعالى وذهب الشيخ ابراهيم الكوراني الى انه عليه السلام رآى ربه تعالى

Marfat.com

حقیقة قبل الصعق فصعق لذ لك کماؔدکؔ الجبل للتجلی وفیه لوکانت (ای الرؤیة) مستحیلة فان کان موسی علیه السلام عالمـا
بالاستحالة فالعاقل فضلا عن النبی مطلقا فضلا عمن هومن اولی العزم لایسال المحال ولایطلبه وان لم یکن عالما بذلك
لزم ان یکون آحاد المعتزلة ومن حصل له طرف من علومهم اعلم بالله تعالی وما یجوزعلیه تعالی وما لایجوز من النبی الصفیؐ
والقول بذلك غایة الجهل والرعونة وحیث بطل القول بالاستحالة تعین القول بالجواز (علا) ان فی الآیة تعلیق الرؤیة علی
استقرار الجبل وهو ممکن فی نفسه وما علق بالممکن ممکن) وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ (استدراك لبیان انه علیه السلام لایطیق
الرؤیة التمکینیة) ولیکن دیکھتے رہو پہاڑ کی طرف (ہم اس کی طرف تجلی ذاتی کی تھوڑی سی جھلک ڈالتے ہیں) فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ
سو اگر وہ جبل اپنی جگہ پر برقرار رہا فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ سو آپ میری ذات کو دیکھ سکو گے (دیکھنا قرار کا) فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ پھر
ان کے رب جب جبل پر تجلی (ذاتی) فرمائی جَعَلَهٗ دَكًّا کر دیا (اس تجلی نے) اسی پہاڑ کو ڈھا کر زمین کے برابر (عطیہ عوفی نے کہا ہے کر دیا
جبل کو ریت پینے والی اور سہل بن سعد ساعدی نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار حجاب نور سے قدر درہم کے جبل پر ظاہر فرمایا تو اس کو دکا
کر دیا) وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا اور گر پڑے موسی علیہ السلام بے ہوش ہو کر کلبی نے کہا ہے کہ خر موسی علیه السلام مغشیا علیه یوم
الخمیس یوم عرفة فاعطی التوراة یوم الجمعة یوم النحر فَلَمَّاۤ اَفَاقَ پھر جب ہوش میں آئے قَالَ کہا تعظیما لذات الرب عزوجل
سُبْحٰنَكَ پاکی بیان کرتا ہوں میں ذات تیری کی (کہ کوئی ایک ثابت رہے اور یہ رؤیۃ آپ کی کرے) تُبْتُ اِلَیْكَ میں آپ کی ذات
کی طرف توبہ کرتا ہوں (کہ بغیر اذن کے کسی ایسے سوال پر اقدام کروں) وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۴۳ اور میں اول یقین لانے والوں سے
ہوں (کہ اسی عالم میں اسی نشأت میں آپ کی ذات کو کوئی نہیں دیکھ سکتا) **نجم الآیة** الرؤیة الالهیة ممکنة ولقد رأی
موسی علیه السلام التجلیة الذاتیة فلذا (خر موسی صعقا) قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ
وَبِكَلَامِیْ اے موسی علیہ السلام یقینا میں نے آپ کو چن لیا ہے اور پر (اس زمانہ کے) لوگوں کے ساتھ پیغام رسانی اپنی کے
اور ساتھ ہم کلامی اپنی کے فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ سو لے لو جو کچھ دیا ہے میں نے آپ کو (یعنی رسالت وہم کلامی و تورات) وَكُنْ مِّنَ
الشّٰكِرِیْنَ ۝۱۴۴ وہونا شکر کرنے والوں سے وَكَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً اور لکھ دی تھی ہم
نے ان کو ان تختیوں میں ہر قسم کی زجری بات (کہ اگر ان باتوں پر عمل نہ کرو گے تو عذاب کا خطرہ ہے (والموعظة) التحذیر مما یخاف
عاقبته) وَّتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ اور تفصیل ہر چیز کی (یعنی احکام ضروریہ کی) فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ بدل من (فخذ ما آتیتك)
سو پکڑو ان کو ساتھ قوت کے (یعنی آپ خود بھی ان احکام پر پوری جد و جہد سے عمل کرو) وَّاْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا
اور حکم فرماؤ اپنی قوم کو وہ بھی عمل کریں ساتھ بہتر احکام اس کے (کہ سب کے سب بہتر اور احسن ہیں) یا معنی ہے کہ عمل کریں ساتھ
عزیمت ان احکام کے (کہ مثلا قتل میں عزیمت قصاص ہے اور رخصت عفو ہے تو مطلب ہوا کہ عزیمت پر عمل کریں نہ رخصت پر) سَاُورِیْكُمْ

Marfat.com

دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۱۴۵ عنقریب میں دکھلاؤں گا تم کو گھر نافرمانوں کا (یعنی منازل عاد اور ثمود کے اور امم سابقہ مھلکہ کے تاکہ تم کو عبرت ہو عمل
نہ کرنے پر کذا قال الکلبی) آگے ترہیب مخالفت کا بیان ہے بعد حکم اطاعت کے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ برگشتہ رکھوں گا میں قبولیت احکام
اپنے سے (یعنی تورات سے) الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ان لوگوں کو جو اپنوں کو ملک میں بڑا سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو بڑا
سمجھنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے (یعنی ایسے قسم کے لوگ عمل بالآیات کے اہل نہیں ہیں) وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اور اگر
دیکھ لیں ہر قسم کے نشانیوں کو تو نہیں ایمان لائیں گے ان کے ساتھ (بسبب قساوت قلب کے (آیۃ) اس کا معنی نشانیاں ہیں تو معلوم ہوا کہ آیۃ
کا معنی جمع کا ہے تو اس سے ہیں ہمارے اصطلاحات (نجم الآیت) کے) وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا اور
اگر دیکھ لیں راستہ ہدایت کا تو نہ بنائیں اس کو اپنا راستہ (کہ دنیا میں اس پر عمل کرنا ہے) وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا
اور اگر دیکھ لیں راستہ گمراہی کا تو بنالیں اسی کو راستہ (یعنی لائحہ عمل دنیاوی زندگی کا یہ چار اوصاف ذمیمہ ہیں دو مثبت اور دو منفی جن کو حق نہ
قبول نہ کرنے اور مطرود ہونے میں بڑا دخل ہے) ذٰلِكَ یہ برگشتگی حق سے بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اس سبب سے ہے کہ انہوں نے جھوٹا کہا ہمارے
آیات منزلہ کو اور معجزات باھرہ انبیاء علیہم السلام کے کو وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۱۴۶ اور رہے ان آیات سے بے خبر (کہ ان کی حقیقت میں
کبھی غور تک نہ کیا یہ ان کی دنیاوی سزاء ہے کہ دنیا میں محروم رہے اور آگے اخروی سزاء کا ذکر ہے) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ
الْاٰخِرَةِ اور جن لوگوں نے ہمارے آیات کو جھوٹا کہا اور قیامت کے پیش آنے کو بھی جھوٹا کہا حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ برباد ہوگئیں ان کی محنتیں
(جیسے ان کو نفع کی توقع تھی کہ اگر آخرت ہے جیسے صلہ ارحام کا اور اطعام الطعام کا الخ) هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۴۷ ع ۱۷/۶/۷
نہیں سزاء دیئے جائیں گے (آخرت میں) مگر اس کا جو عمل کرتے تھے (دنیا میں) **نجم الآیۃ** موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب من جانب اللہ
نبوت کیلئے اور اعطاء تورات کیلئے اور اس پر شکر کا حکم اور عمل کرنے اور کروانے کا حکم اور عمل نہ کرنے پر تھدید اور عمل کرنے پر ترغیب اور عمل نہ
کرنے والوں کے اوصاف ذمیمہ کا بیان اور ان کے نتائج دنیاوی اور اخروی کا بیان (پیچھے تھا (قال انکم قوم تجھلون) آگے اسی کا ایک
نمونہ ذکر فرماتے ہیں کہ محض سامری کے پھسلانے پر پھسل گئے کہ موسیٰ علیہ السلام قوم کو تیس راتوں کا فرما گئے تھے پھر مزید جو دس دن لگ گئے
تو ان پیچھے والے دنوں میں سامری کو موقع ملگیا (کہ بنی اسرائیل آتے وقت شادی کے بہانے قبطیوں سے جو زیورات عاریۃ لئے تھے کہ اس وقت جائز
تھا کہ الحرب خدعۃ علاوہ ازاں وہ قبطی حربی بھی تھے) کہ کسی بہانے سے بنی اسرائیل سے زیورات لیکر اور سونے وچاندی کو پگھال کر جبرئیل کے
گھوڑے کے سُم کی مٹی ان سے ملا کر ایک بچھڑا مجسمہ بنایا تو وہ ایک حقیقی مجسمہ بن گیا کیونکہ اسی مٹی کا یہ اثر تھا کہ اس سے وہ چیز جس کو وہ لگے اس
میں حیات پیدا ہو جاتی تھی تو اس کے اندر سے گائے کی سی آواز آتی تھی تو سامری نے بنی اسرائیل کو اسی بچھڑے کی عبادت کی دعوت دی کہ یہ الٰہ
ہے موسیٰ علیہ السلام کا ادھر طور پر الٰہ کو جو تلاش کرنے گئے ہیں وہ بھول گئے ہیں۔ اصل میں یہ سامری منافق شخص تھا (وفی القرطبی
قلّبہ اللہ تعالیٰ لحما ودما (انتھی) وفی سورۃ طٰہٰ (ھذا الٰھکم والٰہ موسیٰ فنسی) اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رب العالمین جل

Marfat.com

جب مناجات فرما رہے تھے تو یہ بھی فرما دیا (فانا قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامری) فرمایا وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ
بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اور بنا لیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے پیچھے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا جسدی کہ اس
میں گائے کی آواز تھی (آگے اللہ تعالیٰ اس کی الوہیت کی تردید فرماتے کہ الٰہ کیلئے لازم ہے کہ متکلم ہو اور ہادی ہو تو جب اس میں یہ دونوں صفات منفی
تھے تو وہ بداہۃ الٰہ نہ تھا ان دو صفات کے علاوہ الٰہ حقیقی کے اور صفات ہیں اور وہ بھی بچھڑے میں منفی تھے مگر ان کی نفی نہ فرمائی کیونکہ ان دو
کی نفی سے وہ سب منفی سمجھے جاتے تھے تو وہ اتنے درجہ کے جاہل تھے کہ بچھڑے کے معبود ہونے کے قائل ہو گئے قال اللہ تعالیٰ) اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ
لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا کیا نہیں جانتے تھے وہ کہ وہ نہ بات کرتا تھا ان سے اور نہ ان کو بتلاتا تھا کوئی دلیل (اپنے الٰہ ہونے
کی) تو اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝۱۴۸ بچھڑا تھا انہوں نے اس کو (معبود) اور تھے ظلم کرنے والے (اپنے نفسوں پر) یا معنی ہے حالانکہ تھے
شرک کرنے والے (اور انہیں کا ظالم ہونا اتنا واضح تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ادنیٰ سی تنبیہ سے متنبہ ہو گئے کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ
اَیْدِیْهِمْ اور جب نادم ہوئے (بعد تنبیہ موسیٰ علیہ السلام کے) وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا اور سمجھ گئے کہ واقعی گمراہ ہو گئے تھے (تو دعا مانگی
اوّلی اثر تبلیغ کی وجہ سے) قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۱۴۹ کہنے لگے کہ اگر نہ رحم کیا ہم پر ہمارے
رب نے (ساتھ قبولیت توبہ کے) اور نہ بخشا ہم کو (بعد توبہ کے) تو بے شک ہم تباہ ہو جائیں گے (چونکہ ان کا یہ ذنب عظیم تھا تو پہلے انہوں نے
رحمت کا ذکر کیا جو ہر شیئ سے وسیع ہے بعد میں غفران کا ذکر کیا جو کہ رحمت کا نتیجہ ہے پھر تکمیل توبہ کا حکم یوں ہوا (فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم
عند بارئکم) باقی موسیٰ علیہ السلام کی تنبیہ سے جو نادم ہوئے تھے تو اس کا ذکر یوں ہے کہ) وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
اَسِفًا اور جب لوٹے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بڑے غضبناک (ان پر) بڑے افسوس ناک (کہ یہ کام کیوں ہو گیا کہ اس کے نتائج خراب نکلیں گے
قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ فرمایا (قوم کو اولاً) کیا بری نیابت کی تم نے میری میرے بعد (کہ میرے بعد بڑا غلط کام کر لیا)
اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ کیا اپنے رب کے حکم کے آنے سے پہلے جلد بازی کر لی ہے (کہ تورات میں لے آتا جو اس میں احکام ہوتے صرف اسی پر
عمل کرتے جلدی میں تم نے سامری کی بات پر شرک شروع کر دیا تو یہ احکام الٰہیہ سے جلد بازی ہے کہ احکام الٰہیہ ماننے تھے اس کے بجائے
احکام سامری مان لئے اس کے بعد ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید انہوں نے نہی عن المنکر میں کچھ کسر باقی رکھی ہو تو بھائی پر
من جانب اللہ تادیبی کاروائی نہ ہو تو خود کاروائی سخت کر لی تاکہ یہ کفارہ ہو جائے) وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ اور جلدی میں تختیوں کو زمین
پر رکھ دیا وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ اور پکڑا بال راس بھائی اپنے کے کہ کھینچتے تھے اس کو اپنی طرف (وقال اللہ تعالیٰ
فی مقام آخر (لا تاخذ بلحیتی ولا براسی) آگے ہارون علیہ السلام کی برائت کا بیان ہے قَالَ ابْنَ اُمَّ بولے ہارون علیہ السلام کہ اے
میری ماں کے بیٹے (موسیٰ علیہ السلام) اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ بے شک ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا تھا وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ
اور قریب تھے کہ قتل کر ڈالتے مجھ کو (یعنی میں نے روکنے میں کوئی کمی نہیں کی حتی کہ میری سختی کے بعد میرے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے تو

Marfat.com

پھر میں نے (واصلح) کو ذہن میں رکھتے ہوئے سختی سے باز آگیا) فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ سو نہ ہنساؤ مجھ پر دشمنوں کو (اتنی میرے اوپر
سختی کرنے میں) وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ اور نہ بناؤ مجھ کو قوم ظالمین میں (کہ المرأ مع من احب سے میں نہیں ہوں)
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرا رب بخش دے مجھ کو (جو کچھ میں نے اپنے بھائی پر کیا ہے) وَلِأَخِي اور میرے بھائی کو
(اگر ان سے روکنے میں تھوڑی سی کمی کا شائبہ ہوا ہو) وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ اور داخل رکھ ہم کو اپنی خاص رحمت میں (کیونکہ) وَأَنْتَ
أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اور آپ ہی ہیں سب سے زیادہ رحمت کرنے والے **نجم الآیۃ** بنی اسرائیل کے تجاہل کا بیان ع ۱۸
اور اسپر موسیٰ علیہ السلام کے رویہ کا بیان پھر آگے بیان ہے ان میں سے تائبین اور غیر تائبین کا جیسا کہ اور جگہ پر فرمایا (واشربوا فی
قلوبھم العجل) إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ یقیناً جن لوگوں نے بنایا تھا بچھڑے کو (معبود)
پہنچے گا ان کو غضب ان کے رب کی طرف سے (جیسے سامری والے کو کہ (واشربوا فی قلوبھم العجل) کا مصداق ہیں) وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا اور ذلت اس حیاتی دنیاوی میں (جیسے کہ سامری جس کا قصہ سورت طٰہٰ میں ہے کہ (قال فاذھب فان لک فی الحیٰوۃ ان
تقول لا مساس) اور جیسے کہ ان کی اولاد بنی قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع کہ ان میں سے بعض کو سزاء قتل کی ملی اور بعض کو جلاء وطنی کی)
وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ اور مثل اس کے سزاء دیتے رہیں گے افتراء پردازوں کو (وقال مالک بن انس ای المبتدعین)
وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ اور وہ لوگ جنہوں نے گناہ کئے (مثلاً گوسالہ پرستی کی) ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا پھر توبہ کر لی بعد
سرزد ہونے سیات کے وَآمَنُوا اور توحید کو قبول کر لیا اور اسپر پکے رہے إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ بے شک رب
آپ کا بعد توبہ کے گناہ معاف کرنے والا ہے اور رحمت کرنے والا ہے (گرچہ ان کی توبہ کی تکمیل بصورت (فاقتلوا انفسکم) کی تھی)۔
نجم الآیۃ تائبین اور غیر تائبین کے نتائج کا بیان۔ پھر آگے بیان ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا غصہ جب فرو ہوا بعد توبہ بنی اسرا
کے کما قال اللہ تعالیٰ (قالوا لئن لم یرحمنا ربنا الآیۃ) اور بعد معذرت ہارون علیہ السلام کے کما قال اللہ تعالیٰ (قال ابن ام الآیۃ)
تو تختیوں کو اٹھا لیا کما قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ اور جب تھم گیا موسیٰ علیہ السلام کا غصہ أَخَذَ
الْأَلْوَاحَ تو اٹھایا تختیوں کو وَفِي نُسْخَتِهَا اور تورات کے نوشتہ میں تھا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ
ہدایت (ضلالت سے) اور رحمت (عمل پر) ان لوگوں کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے **نجم الآیۃ** تورات کے فضائل
کا بیان وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا اور چن لیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے
وعدہ کے وقت پر لانے کو (بعض کے نزدیک یہ میقات توراتی ہے یعنی میقات اول اور میقات ہم کلامی ہے اور بعض کے نزدیک یہ میقات
دوسرا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ ستر آدمی بنی اسرائیل کے طور پر لے آؤ تاکہ یہ بھی عبدۃ العجل کی طرف سے معذرت
کریں اور ان کیلئے معافی مانگے کیونکہ یہ جگہ طوری متبرک ہے تو پھر یہاں طور پر پہنچ کر علاوہ دعاء (ھدنا الیک) کے کہا (ارنا اللہ جھرۃ) و کھلا د

ہم کو ذات اللہ تعالیٰ کی آمنے سامنے چونکہ یہ تعدی فی الدعاء ہے تو فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ سو جب پکڑا ان کو زلزلے نے (اور اوپر سے
کڑک آواز کی کما قال اللہ تعالیٰ (فاخذتکم الصاعقۃ) تو سب کے سب مرگئے اور کہتے ہیں کہ وہ ستر آدمی موسیٰ علیہ السلام کے خواص میں سے تھے قَالَ
رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے اگر آپ چاہتے (ان کا ہلاک کرنا) تو ہلاک کرتے ان کو پہلے
سے وَاِيَّايَ اور مجھ کو بھی (کیونکہ انہوں نے بھی کہا تھا (رب ارنی انظر الیک) وقال ابن عباس انما اخذتھم الرجفۃ لانھم لم ینھوا
من عبد العجل فلذا قیل ھؤلاء السبعون غیر من قالوا (لن نؤمن لك حتی نری اللہ جھرۃ) وقال وھب بن منبہ ماماتوا ولکن اخذتھم
الرجفۃ من الھیبۃ حتی کادت ان تبین مفاصلھم وخاف موسیٰ علیہ السلام علیھم الموت) اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا
کیا ہلاک کریگا ہم کو اس کام پر جو ہماری قوم کے احمقوں نے کیا ہے (یہ استفہام استعلام کا ہے نہ انکار کا جیسا کہ فرمایا ہے (واتقوا فتنۃ
لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ) اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (انھلك وفینا الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث) اِنْ هِيَ اِلَّا
فِتْنَتُكَ نہیں ہے یہ (واقعہ رجفہ والا) مگر امتحان ہے تیری طرف سے تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ ایسے قسم کے امتحانات سے آپ جس کو
چاہیں گمراہی میں ڈال دیں (کہ وہ جزع وفزع کریں) وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اور ثابت رکھیں ہدایت پر جس کو چاہیں آپ (کہ وہ صبر کرے
یا معنی یہ ہے نہیں ہے واقعہ (عجلا جسدا لہ خوار) والا مگر امتحان ہے تیری طرف سے گمراہ کریں آپ جس کو چاہیں کہ وہ اس کی عبادت کرنے لگے
اور ہدایت پر قائم رکھیں جس کو آپ چاہیں کہ وہ عبادت عجل سے علیحدہ رہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام اور ستر مختار بنی اسرائیل کے
اور چھ لاکھ سے ستر ہزار ہدایت پر قائم رہے اَنْتَ وَلِيُّنَا آپ ہی ہیں ہمارے تھامنے والے فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ہماری مغفرت فرما
(یعنی دفع مضرات کی فرما) اور ہم پر رحمت فرما (کہ جلب نفع کا فرما) وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۱۵۵ اور آپ ہی ہیں بہتر معافی دینے
والوں سے (طور پر موسیٰ علیہ السلام کی دعاء کا ابتداء (قال رب لو شئت) سے ہوکر انتہاء (انا ھدنا الیک) تک ہے) وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ
الدُّنْيَا حَسَنَةً اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں (بھی بھلائی لکھدے) اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ
ہم نے رجوع کر دیا ہے تیری طرف قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فی جواب دعاء موسیٰ علیہ السلام کے عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ میں اپنا عذاب
واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں (اپنے گناہ گار بندوں پر نہ کل گناہ گاروں پر گرچہ وہ اہل بھی ہوں) وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کیونکہ رحمت
میرے تمام اشیاء کو محیط ہے (بنا بریں ہر گناہ گار معذب نہیں ہوتا ولیکن ایک شرط ہے کہ وہ کافر اور مشرک نہ ہو کما قال اللہ تعالیٰ (ان
اللہ لایغفر ان یشرك بہ) وقال بعض المفسرین طمع فی ھذہ الآیۃ کل شیء حتی ابلیس علیہ اللعنۃ فقال انا شیء ولکن
قال اللہ تعالیٰ فَسَاَكْتُبُهَا سو ضرور لکھ دوں گا میں اپنی رحمت کو لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں (اللہ تعالیٰ سے یہ عمل
قلب کا ہے) وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو (یہ عمل جوارح کا ہے) وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۱۵۶ اور وہ جو
ہمارے آیات پر ایمان لاتے ہیں (یہ اعتقادیات سے ہے) چونکہ رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے بنا بریں ما دون الشرک والکفر والوں کو بھی

Marfat.com

شامل ہوسکتی ہے البتہ مؤمنین متقین کو لازماً شامل ہوتی ہے تفضلاً لا وجوباً موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی اجابت بنی اسرائیل کے بارے میں اس کے الفاظ (قال عذابی اُصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیئ) تک ہے اور اس کے بعد (فساکتبہا سے تا ھم المفلحون) تک کا مصداق امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں ھکذا (قال المفسرون کما قال موسیٰ علیہ السلام یا رب اتیتک بوفد بنی اسرائیل فجعلت وفادتنا لغیرنا فانزل اللہ تعالیٰ (ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون) فرضی موسیٰ علیہ السلام وقال نوف البکالی فاحمدوا اللہ تعالیٰ الذی جعل وفادۃ بنی اسرائیل لکم وفی القرطبی فقالت الیہود والنصاریٰ نحن متقون فقال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ قال ابن عباس کتبہا اللہ تعالیٰ لھذہ الامۃ والمعنی یعنی وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ایسے رسول نبی امی کی جن کو وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی علاوہ اور صفات تورانیہ وانجیلیہ کے یہ صفات بھی ہیں کہ) یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وہ حکم کریں گے (یا کرتا ہے) نیک کاموں کا وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ اور برے کاموں سے روکیں گے (یا روکتا ہے) وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ حلال کردیں گے ان کیلئے وہ حلال اشیاء (جو وقتی طور پر پہلی شریعت میں حرام تھیں) وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور (بدستور) حرام رہنے دیں گے ان پر حرام چیزیں (جیسے ناگ اور بچھو اور حشرات الارض اور خون اور مردہ جانور اور خنزیر اور جیسے ذی مخلب من الطیر وذی ناب من السباع اور جیسے حدأۃ اور غراب اور ربوا وغیر ذلک من الربوا والرشی الخ) وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ اور اتاریں گے ان سے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے (پہلے شرائع میں کقطع النجاسۃ من الجلد والثوب واحراق الغنائم والقصاص حتما من القاتل عمدا کان او خطأً وغیر ذلک من الشدائد التی تشبہ بالاغلال التی تجمع الایدی الی الاعناق فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ سو جو لوگ ایسے صفات والے نبی امی کیساتھ ایمان لائینگے وَعَزَّرُوْهُ اور جو ان کی حمایت کریں گے مع التعظیم وَنَصَرُوْهُ اور مدد کریں گے انکی (اعلاء اللہ پر) وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اور اتباع کریں گے اس نور کی جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن کی) اُولٰٓئِكَ ایسے عالی صفات والے لوگ اور امت هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ یہی ہیں مراد کامیابی کو پانے والے (یہاں تک الفاظ اجابت دعا کے ختم جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا مصداق امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے جن کا ابتداء (فساکتبہا) سے ہوا تھا ١٩ع ٩

نجم الآیات

دعاء طوری کا بیان اور اس کی اجابت کا بیان جو کہ حقیقت میں یہ امت مسلمہ کے حق میں تھی۔ آگے فرمایا کہ آپ اپنی نبوت عامہ کا عام کھلا اعلان فرمادیں کہ پہلے شرائع منسوخ اب خواہ بنی اسرائیل ہو یا بنی اسماعیل سب نے حلقہ اسلام میں داخل ہونا ہے فرمایا قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ای تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ اللہ وہ ہے جس کی حکومت ہے تمام آسمانوں اور زمین میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں معبود برحق مگر وہ (اللہ جس کی حکومت آسمانوں میں اور زمین میں ہے) یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

Marfat.com

سو ایمان لاؤ ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے جو نبی امی ہیں الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ جو خود بھی ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے تمام کلاموں پر وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۱۵۸ اور پیروی کرو اس کے رسول کی تاکہ تم مقصد اصلی کو حاصل کر لو (وہ دین اسلام ہے) **نجم الآیۃ** حصر الهداية فی اتباع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آگے بیان ہے کہ بعض بنی اسرائیل بھی انہیں صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہیں جن کا ذکر (للذین یتقون سے شروع ہو کر المفلحون تک ختم ہوا) وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ اور بعض قوم موسیٰ علیہ السلام سے ایک ایسی جماعت ہے جو دین اسلام کی راہ بتلاتے ہیں (لوگوں کو) وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۱۵۹ اور ساتھ حق کے فیصلے کرتے ہیں جیسے عبداللہ بن سلام والے۔ آگے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر کچھ نعمتیں کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ موجودہ بنی اسرائیل کو ترغیب ہو دخول فی الاسلام کی اور کچھ نقمتیں ذکر فرماتے ہیں تاکہ موجودہ بنی اسرائیل کو ترہیب ہو اعراض عن الاسلام سے۔ چونکہ بنی اسرائیل کی کثیر تعداد ہو گئی تھی تو انتظام و اصلاح کیلئے ضرورت پڑی کہ جماعتیں۔ جماعتیں بنائی جائیں تو فرمایا وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا اور تقسیم کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ دادوں میں (ای خاندانوں میں) بڑی بڑی جماعتیں بنا کر (پھر ہر ایک خاندان و جماعت کا نقیب ای سربراہ مقرر کیا تاکہ موسیٰ علیہ السلام سے امور انتظامیہ کے سنبھالنے میں تخفیف ہو قال اللہ تعالیٰ (وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا) یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے پھر جب تیہ میں پانی کی ضرورت پڑی تو پانی مہیا کر دیا یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے پھر تیہ میں کھانے کا انتظام کر دیا یہ بھی بڑی نعمت تو موجودہ بنی اسرائیل اپنے بڑوں پر نعمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام میں داخل ہو جائیں ورنہ ان کے بڑے جس ناشاکری کا شکار ہوئے اور سزائیں کھائیں موجودہ بنی اسرائیل بھی سزائیں کا انتظار کریں وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف جب کہ ان کی قوم نے پانی مانگا اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یہ کہ مار و اپنا عصا فلاں پتھر پر فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا تو پھوٹ پڑے اس پتھر سے بارہ چشمے (جبکہ انہوں نے اپنی لاٹھی متعین پتھر پر ماری تو اول اول اس سے پانی تھوڑا تھوڑا نکلا جس کو تعبیر (فانبجست) سے فرمایا بعد میں چشمے بہنے والوں کی شکل اختیار کر لی تو اور جگہ قرآن میں فرمایا (فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا) ہر سبط اور خاندان کیلئے علیحدہ۔ علیحدہ چشمہ نکلا پھر ہر خاندان کیلئے تعیین چشمہ کا کام ان کیلئے مشکل تھا تو اللہ تعالیٰ نے چشموں کی تعیین ان خاندانوں کے دلوں میں القاء فرما دی کما قال اللہ تعالیٰ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ پہچان لیا ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کے چشمہ کو (اور گھاٹ کو) (یہ بھی بڑی نعمت ہے) وَظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ اور سایہ دار بنا دیا ہم نے ان پر ابر کو (یہ بھی بڑی نعمت تھی) وَاَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور اتارا ہم نے ان پر ترنجبین کو اور بٹیروں کو (یہ کھانے کا انتظام کر دیا یہ بھی بڑی نعمت تھی اور ہم نے ان کو کہہ دیا کہ) كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ ستھری چیزوں سے جو ہم نے تم کو بطور رزق کے دی ہیں (تو انہوں نے ان نعمتوں کا کفران کیا کما قال اللہ تعالیٰ (وقالوا لن نصبر علی طعام واحد الآیۃ) تو فرمایا کہ کفران نعمتوں کا اثر

Marfat.com

ان پر یہ پڑا کہ وہ نعمتیں سلب ہوگئیں کہ مدت العمر جاری نہ رہیں) وَمَا ظَلَمُوْنَا اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۰ لیکن رہے کہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے (کہ آخر کار یہ نعمتیں سلب ہوگئیں) (آگے اور نعمت کا بیان ہے کہ تیہ ان سے ختم
کی گئی زمانہ یوشع بن نون علیہ السلام میں فرمایا) وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور یاد کرو (ای زمانہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بنی اسرائیل) اس وقت کو جبکہ کہا گیا تھا ان کو (یعنی تمہارے بڑوں کو) کہ بسو اس شہر میں (قال مجاهد وكانت قرية
بيت المقدس وقال ابن عباس هي اريحاء وهي قرية الجبارين كان فيها بقية عاد يقال لهم العمالقه وقيل ايلياء وقيل الشام)
وَكُلُوْا مِنْهَا اور کھاؤ اس قریہ (کی کھانے کی چیزوں) سے حَيْثُ شِئْتُمْ جس جگہ تم رغبت کرو (شاید یہ اشارہ فراوانی رزق سے
ہو کما فی القرطبی ج۱ ص۴۱۲ وكانت ارضا مباركة عظيمة الغلة وفي الروح ج۱ ص۲۶۵ ويحتمل ان يكون وعد الهم بكثرة المحصولات وعدم
الغلاء اور جب اندر قریہ کے فاتحانہ داخل ہوں) وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور کہو ہم کو بخش دے وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو دروازے
میں (جھکے جھکے یا) سجدہ کرتے ہوئے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ معاف کر دیں گے ہم تمہاری تمام خطائیں سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۶۱ زائد
رتبے کر دیں گے نیکی کرنے والوں کو فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ پھر بدل ڈالا ظالموں نے ان میں سے
ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جو ان سے کہا گیا تھا (وفي الحديث فبدلوا فدخلوا يزحفون على استاههم وقالوا حبة في شعيرة
(او حنطة حمراء) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۲ پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے ع
بسبب اس کے کہ انہوں نے رکھا تھا کلمہ غیر الذی قیل لہم کو جگہ اس کلمہ کے کہ قیل لہم (کہا گیا ہے کہ طاعون کی بیماری میں فوری مبتلا ہوگئے
جس سے جلدی میں ستر ہزار ظالم فوت ہوگئے) **نجم الآیۃ** النعمة على شكران النعم والنقمة على كفران النعم آگے بھی
بنی اسرائیل پر نقمت و عذاب کا بیان ہے ان کے فسق و نافرمانیوں پر کہ ان کی شکلیں مسخ ہوگئیں تو زمانہ نبوت والے بنی اسرائیل کو اسلام میں
داخل نہ ہونے پر سخت تہدید ہے اور اسی طرح امت کے فساق کو بھی تہدید ہے فرمایا وَسْـَٔلْهُمْ اور پوچھو ان سے (یعنی موجودہ بنی
اسرائیل سے اگلا واقعہ کیونکہ وہ اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے کہ اس میں ان سب کی بدنامی ہے) عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ حال اس بستی والوں کا جو دریا (شور) کے قریب آباد تھے (ابن عباس نے فرمایا ہے کہ وہ قریہ (ایلہ کا شہر تھا
جو مدین اور طور کے بین تھا) اور اس میں یہودی رہتے تھے جن کو ہفتہ کے دن شکار کرنا ممنوع تھا) اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ جبکہ اس
قریہ والے ہفتہ کے حکم میں حد سے بڑھنے لگے اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا جبکہ آنے لگیں ان کے پاس ان کے
(دریا) کی مچھلیاں ان کے ہفتہ کے دن ظاہر ہو کر (یعنی پانی کے اوپر ظاہر ظاہر) ان کے پاس ہفتہ کے دن آتی تھیں جس ہفتہ کے دن ان کو شکار
کرنا ممنوع تھا) وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا تھا لَا تَاْتِيْهِمْ تو ان کے پاس نہ آتی تھیں كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ اسی طرح
النصف ہم نے ان کو آزمایا بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۳ نصف بسبب اس کے کہ تھے وہ نافرمان عادی (آگے بعض نے یوں کہا ہے کہ ان قا

کے علاوہ باقی وہاں کے لوگ ان کو نہی عن المنکر کرتے تھے پھر ان کے دو حصے ہو گئے ایک باوجود مایوسی کے ان کی نہی عن المنکر میں لگا رہا
اور دوسرا مایوس ہو کر نہی سے خاموش ہو گیا) وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ اور یاد کرو جبکہ کہا ان میں سے ایک فرقہ نے (جو مایوس ہو کر خاموش
ہو گیا تھا اس فرقہ کو جو باوجود مایوسی کے نہی عن المنکر میں لگا رہا) لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا کس لئے زجر اور روکتے ہو ایسی قوم کو اِۨللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ
جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں (یا اگر ہلاک نہ کیا) اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا یا ان کو عذاب کرنے والے ہیں عذاب سخت
قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ تو ناہی عن المنکر نے جواب دیا کہ الزام اتارنے کو تمہارے رب کے ہاں (قیامت کے دن کہ ہم ان کو روکتے رہے
مدت العمر) وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ 164 اور شاید یہ لوگ ڈر کر تعدی سے رُک جائیں۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ پھر وہ جب بھولے رہے
اس حکم کو جس کو بار بار وہ یاد کرائے جاتے رہے (یعنی بالکل نہ رُکے) اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ تو نجات دیدی ہم نے ان کو جو منع
کرتے تھے برے کام سے وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـِٔيْسٍۭ اور پکڑا ہم نے گناہ گاروں کو برے عذاب میں بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ 165
بسبب ان کے نافرمانی کے (آگے گرفت کا بیان ہے) فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے ان کو روکا گیا تھا
قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝ 166 تو ہم نے کہدیا ان کو کہ ہو جاؤ بندر ذلیل **نجم الآیة** التحذیر عن الاعتداء فی
حدود اللہ ۔ یہ قصہ سورت بقرہ میں اجمالا مذکور ہوا ہے یہاں پر تفصیلا تو تکرار نہ ہوا۔ اسی قریہ والے لوگ تین فرقوں میں بٹ گئے تھے ۔ ایک فرقہ
فاسق تھا۔ دوسرا فرقہ ناہی تھا۔ تیسرا فرقہ ساکت تھا۔ پہلا فرقہ نصّاً معذّب ہوا۔ دوسرا فرقہ نصّاً ناجی ہوا تیسرا فرقہ جو ساکت تھا اس
کا حکم ساکت رہا بنا بریں مجاہد نے کہا کہ ساکت بھی ناجی ہوا اور ابن زید نے کہا کہ ساکت بھی ہالک ہوا۔ نیز ان کے قصوں میں اغراضیں مختلف
تھیں کہیں کوئی غرض مقصود ہے کہیں کوئی تو جو جو غرض مقصود ہوتی ہے اسی کو ذکر کیا گیا ہے تو فلا تکرار مثلاً سورت بقرہ میں تھا (واذ قلنا
ادخلوا هذه القریة) اور یہاں ہے (واذ قیل لهم اسکنوا هذه القریة) تو ظاہر ہے کہ وہاں پر اوّلی مرحلہ دخول کا ذکر ہے جس سے
سکونت لازم نہیں آتی گرچہ وہ بھی نعمت ہے اور یہاں پر ثانوی مرحلہ سکونت کا ذکر ہے جو بہت بڑی نعمت ہے کہ تیہ کلیۃً زائل ہو گئی ۔
پیچھے فرمایا ہے (ومن قوم موسی امة یهدون بالحق) کعبد اللہ بن سلام واصحابہ یعنی اکثر ان کے لا یهدون بالحق ہیں کیونکہ ان کی جبلّت ان
کے آباء والی جیسی ہے جیسے وہ محروم رہے یہ بھی محروم ہیں تو فلا تکرار فی القصة ۔ آگے یہود پر عذاب تسلیطی کا ذکر ہے اور در بدر ٹھوکریں
کھانے کا ذکر ہے کما قال ابو سلیمان الدمشقی بان اللہ اعلم انبیاء بنی اسرائیل لیبعثن علیهم ای لیسلّطنّ علیهم کما قال اللہ تعالیٰ
(بعثنا علیکم عبادا لنا الآیة) تو پہلے عذاب مسخی کا ذکر تھا آگے سے عذاب تسلیطی اور تقطیعی کا ذکر ہے جو لگا ہے۔ لگا ہے ان پر بوجہ ان کے جرائم
کے مسلط ہوتا رہا اللّٰهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ تیرے رب نے (بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے)
یہ خبر دی تھی کہ یہود پر قیامت کے قرب تک (بوجہ ان کے جرائم کے) ضرور مسلط کرتا رہے گا ایسے شخصوں کو جو پہنچاتے رہیں گے ان کو سخت تکالیف

(جیسا کہ جالوت مسلط ہوا پھر داؤد علیہ السلام پھر سلیمان علیہ السلام پھر بختنصر کہ تباہیاں ان کی کردی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ بنی قریظہ کو
قتل کیا اور ان کی عورتیں واولاد کو قیدی بنایا اور بنی نضیر اور بنی قینقاع کو جلا وطن کیا پھر حضرت عمر کہ ان کو خیبر سے جلا وطن کیا اور قرب قیامت
میں عیسی علیہ السلام ان کو قتل کریں گے اور حاکم اسلامی کو بھی حکم ہے ان کے ساتھ قتال کا (حتی یعطوا الجزیة عن ید وهم صاغرون) اور
آج کل جس خطہ کو اسرائیلی مملکت کا نام دیا گیا ہے درحقیقت اس کی حیثیت روس اور امریکہ اور انجلیز کی ایک مشترکہ چھاؤنی سے زیادہ کوئی حیثیت
نہیں رکھتی آخر کار یہ ان کی پناہ میں کب تک رہیں گی جب امام مہدی علیہ السلام کی حکومت عامہ آئے گی تو یہ سب پاش پاش ہو جائیں گے انشاءاللہ
تعالی) اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ بے شک آپ کا رب جلدی سزا دینے والا ہے (ایسے مجرموں کو جو قاتل انبیاء علیہم السلام ہوں) و
اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۶۷ اور بے شک آپ کا رب بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے (مصدقین ومؤمنین کیلئے) **ترجمہ الآیۃ**
بنی اسرائیل کے جرائم پر شدید تہدید کا بیان کما قال اللہ تعالی (وارسلنا الیهم رسلا کلما جاءهم رسول بما لا تهوی انفسهم فریقا
کذبوا وفریقا یقتلون وحسبوا الا تکون فتنة فعموا وصموا ثم تاب الله علیهم ثم عموا وصموا کثیر منهم) (مائدہ) آگے ان کے منتشر
ہونے کا بیان ہے وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا اور متفرق کر دئے ہم نے یہود کی قوم کو زمین کے مختلف حصوں میں ٹکڑے ٹکڑے
(تاکہ ان کی قوت قوی یکجا جمع نہ رہے جیسے بختنصر نے ان پر ظلم شدید کیا تو بنی قینقاع مثلا مدینہ منورہ میں آبسے اور بنی نضیر قدرے دور
اور بنی قریظہ مزید قدرے دور اور خیبر میں اور زیادہ دور آبسے اور فرمایا ہے (تحسبهم جمیعا وقلوبهم شتی الآیۃ) تو اسی طرح اور ملکوں میں
بھی منتشر ہو کر سکونت اختیار کی مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ اور بعض یہود کے نیک لوگ تھے اور بعض ان کے
اور طرح کے تھے (تو دوسرے قسم کے بہتر فرقوں میں بٹ گئے تو یہ ان کا مذہبی افتراق کا بیان ہے پھر جو (دون ذالک تھے) ان کا دونوں
سے امتحان لیا تاکہ وہ تائب ہو جائیں لیکن وہ تائب نہ ہوئے تو مختلف عذابوں میں مبتلا ہو گئے جیسے قانون الٰہی ہے) وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ
اور آزمائش کی ہم نے ان (دون ذالک) کی ساتھ خوشحالیوں کے (تاکہ ان کو ترغیب ہو) وَالسَّيِّاٰتِ اور ساتھ بدحالیوں کے (تاکہ ترہیب
ہو) لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۱۶۸ تاکہ وہ (دون ذالک) باز آجائیں **ترجمہ الآیۃ** حسنات والی صورت میں ان کا کہنا تھا
کہ (ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء) اور سیآت والی صورت میں ان کا یہ کیف ہوا کہ (ید اللہ مغلولة) اتنے تک بنی اسرائیل کے سلف کا بیان
تھا آگے ان کے خلف کا بیان ہے پھر خلف میں بعض (منهم الصالحون) تھے جس کا ذکر (والذین یمسکون بالکتاب) سے ہے جیسے عبداللہ بن
سلام والے اور بعض (دون ذالک) تھے جیسے کہ فرمایا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پھر ان سلف کے پیچھے آئے نا اہل قائم مقام ان کے
وَّرِثُوا الْكِتٰبَ جو تورات کو سلف سے حاصل کیا (لیکن فیصلوں میں مرتشی تھے کہ) يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى لے لیتے تھے
اسباب اس ادنی زندگی کا (اور پھر جری بنی علی اللہ ہیں کہ) وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا اور کہتے ہیں کہ ضرور ہماری مغفرت ہو جائے گی کیونکہ
ہم (ابناء اللہ واحباؤہ) ہیں اور پھر وہ اس گناہ پر مصر ہیں کہ) وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اور اگر آجاوے ان کے

Marfat.com

پاس ایسا مال (عوض دین فروشی کے) تو اس کو لے لیتے ہیں۔ (آگے اسپر تھدید فرماتے ہیں) اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ
کیا ان سے اس کتاب (کے اس مضمون) کا عہد نہیں لیا گیا تھا (وہ یہ تھا) اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ کہ نہ نسبت کریں اللہ تعالیٰ کی
طرف بجز حق بات کے وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ حالانکہ وہ پڑھتے ہیں انہیں مضامین کو جو کتاب میں ہیں (تو نسیان مضامین کا احتمال ختم) وَالدَّارُ
الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اور آخرت والا گھر بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو بچتے رہتے ہیں (جرائم سے) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶۹
بیشک رشوت لیتے رہو گے سو سوچتے نہیں ہو **نجم الآیة** نا اہل جانشین کے جرائم کا بیان۔ آگے صحیح جانشین کے فضائل کا بیان
جو صالح ہیں وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ اور جو لوگ (صحیح طریقہ سے) پکڑا ہے کتاب کو (یعنی تورات کو کہ اس کے مضامین کے مطابق
ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا ہے) وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو (جیسے عبداللہ بن سلام والے) اِنَّا
لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝۱۷۰ تو ہم ضائع نہیں کریں گے ثواب نیکی کرنے والوں کا **نجم الآیة** اصل الاصیل فی اصلاح
العقائد والاعمال التمسك بکتاب اللہ تعالی (پیچھے تھا (الم یؤخذ علیھم میثاق الکتاب الآیة) آگے اس کی وضاحت ہے کہ بڑی شدت
کے ساتھ عمل بالتورات کا عہد لیا گیا تھا) وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ اور یاد کرو اس وقت کو (اے بنی اسرائیل) کہ پہاڑ
(طور) اٹھا کر ان کے اوپر چھت کی طرح معلق کر دیا تھا وَظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور یقین کیا انہوں نے کہ یہ ان پر گرنے والا
ہے (اور ہم نے ان کو کہا کہ) خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ پوری طرح قبول کرو اس کتاب کو جو ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ (ورنہ
ع ۹ ۲۱ ۱۱ پہاڑ گرتا ہے) وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور یاد رکھو ان مضامین کو جو اس میں ہیں (یعنی پھر عمل کرو) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۱ تاکہ تم بچتے
رہو (عذاب الٰہی سے کہ یہ واحد ذریعہ ہے بچنے کا) **نجم الآیة** تورات پر عمل کرنے کا جبری معاہدہ کا بیان۔ یہاں تک ایک خاص
معاہدہ کا بیان ہے آگے ایک عام معاہدہ کا بیان ہے جس کا نام (الست) والا معاہدہ ہے جو عالم ارواح میں میدان عرفات میں نعمان میں ہوا کر
آدم علیہ السلام کی کتف یمنی سے ان کی ذریت جنتی کو نکالا جو سب کے سب بیضاء تھے اور کتف یسری سے ان کی ذریۃ جہنمی کو نکالا جو سب
کے سب سیاہ تھے۔ اور ان ارواح کو جسد لطیف دیا تھا جس کی طرف اشارہ ہے (الست بربکم) کیونکہ تربیت کیلئے جسد اصل ہے تاکہ ایک
حال سے دوسرے حال کی طرف منتقلی ہو تو آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا پھر ان کی اولاد سے ان کی اولاد کو ایسی
اسی ترتیب سے قیامت تک آنے والے انسانوں کو یکے بعد دیگر نکالا قال اللہ تعالی وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ
ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اور یاد کرو (اے لوگو) جبکہ نکالا تھا تیرے رب نے اولاد آدم علیہ السلام سے (یعنی) ان کی پیٹھوں سے ان کی
اولاد کو (پھر ان کو سمجھ عطا کی) وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اور اقرار کروایا ان سے ان کی جانوں پر اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ
کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب قَالُوْا بَلٰى سب کے سب بولے ہاں (آپ ہی ہمارے رب ہیں کیونکہ اس کی حقیقت کو ہم سمجھ گئے ہیں کہ
آپ کے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ہے (کلبی نے کہا ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں کو فرمایا کہ تم سب اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ انہوں نے اللہ تعالے

Marfat.com

وحدہ لاشریک لہ کی ربوبیت کا اقرار کر لیا ہے تو فرشتوں نے جواب میں کہا) شَهِدْنَا ہم سب گواہ بن گئے ہیں (کہ انہوں نے بلی کہا ہے)
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ تاکہ تم یوں نہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تھے اس (توحید) سے بالکل بے خبر
اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ یا یوں نہ کہو کہ ہمارے بڑوں نے شرک کیا تھا ہم
پہلے اور ہم تو ان کی نسل سے بعد ان کے ہوئے اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ سو کیا ان گمراہوں نے جو شرکیہ کام کئے تھے اس
پر ہم کو ہلاک کرتا ہے (وقال اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ (یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم
ولا ھم یحزنون) واخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال ان اللہ تبارک وتعالی جعل آدم وذریتہ فی کفہ فقال (یا بنی آدم اما یاتینکم
الآیۃ) فالظاہر ان ھذا الخطاب کان فی عالم الارواح علی اتیان الرسل بالآیات بعد اقرار الربوبیۃ ۔ وقال اللہ تعالی فیمن نقض العھد
(فما وجدنا لاکثرھم من عھد) اور سورت احزاب میں تمام انبیاء علیہم السلام سے اور اولی العزم من الرسل سے تبلیغ فرمان اللہ تعالی کے وعدہ
اور عہد لینے کا ذکر ہے (واذ اخذنا من النبیین میثاقھم الی قولہ وعیسی بن مریم) اور سورت آل عمران میں ہے (واذ اخذ اللہ میثاق
النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ الی وانا معکم من الشاھدین) یہ معاہدہ بہر اخص الخاص ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں تمام نبیوں سے معاہدہ لیا گیا ۔ وفی الروح انہ ذکر بعضھم ان اول ذرۃ اجابت (ببلی) ذرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذا
ھی اول مجیب من الارض لما خاطب اللہ تعالی السموات والارض بقولہ تعالی (ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین) وکانت
من تربۃ الکعبۃ وھی اول ما خلق اللہ من الارض وفی القرطبی ان اللہ اخرج من ظھور بنی آدم بعضھم من بعض انتھی
وفی مسند احمد عن مقاتل ثم اعادھم جمیعا فی صلبہ ۔ (والذریۃ) تقع للواحد والجمع قال اللہ تعالی (رب ھب لی من لدنک
ذریۃ طیبۃ) فھذا للواحد وقال اللہ تعالی (وکنا ذریۃ من بعد ھم) فھذا للجمع) وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں باتوں کو تاکہ مشرک لوگ باز آجائیں (شرک سے) **ناجم الآیۃ** ذکر المیثاق
العمومی لیتنبہ من ھو فی نوم الغفلۃ ۔ آگے نقض عہد کی مذمت میں ایک شخص جو بنی اسرائیل سے تھا اس کا قصہ ذکر فرماتے ہیں
اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا نام بلعم بن باعوراء تھا اور وہ کسی کتاب سماوی کا عالم ماہر تھا شاید صحف ابراہیمی کا ماہر ہو اور مستجاب الدعوات
بھی بذریعہ اسم اللہ الاعظم کے تھا وفی التفسیر الکبیر قال ابن عباس ومجاھد وابن مسعود رحمھم اللہ تعالی نزلت ھذہ الآیۃ فی بلعم بن باعوراء
کہ موسی علیہ السلام نے اس کے شہر کا قصد کیا جہاد کی نیت سے کیونکہ اس کے شہر والے کافر تھے تو شہر والوں نے اس کو موسی علیہ السلام کے
خلاف بددعاء کا کہا پہلے وہ تو نہ مانتا تھا آخر کار اس نے موسی علیہ السلام کے خلاف دعاء کی تو اس کا حال بدترین حالوں جیسا ہو گیا کما قال
اللہ تعالی (فمثلہ کمثل الکلب) تو یہ صورت تب ہو سکتی ہے کہ موسی علیہ السلام بعد غرق فرعون کے کچھ وقت مصری زندگی بسر کر رہے ہوں جیسا کہ
محققین کا خیال ہے کہ بعد غرق فرعون کے موسی علیہ السلام کچھ وقت مصری زندگی بسر کی تھی تو شاید اسی دوران بلعم بن باعوراء کے شہر کی طرف

Marfat.com

ترجیح فرمایا ہو جہاد کیلئے جیساکہ بعض کے نزدیک وہ ملک شام میں بیت المقدس کے قریب کنعان کا رہنے والا تھا کیونکہ ظاہرا یہ واقعہ نبی کی زندگی میں پیش نہ آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ ذکر فرمایا کہ بنی اسرائیل کو عبرت حاصل ہو کیونکہ ان کے علماء رشوت لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات جو توراۃ میں تھے بدلتے تھے تو ان کو ڈرایا کہ مکذبین کی مثال بھی اس جیسی ہے فرمایا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا اور پڑھو ان لوگوں پر خبر عظیم اور خطرناک اس شخص کی جس کو ہم نے اپنی آیات دی تھیں (یعنی صحف سماوی کے آیات کا علم دیا تھا جس کا غالبا نام بلعم بن باعوراء تھا جو کہ رشوت لیکر آیات کے مطابق عمل نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خلاف عمل شروع کیا کہ بددعا کی) فَانْسَلَخَ مِنْهَا پھر وہ ان آیات سے باہر نکل گیا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا (تو معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی زندگی قرآن سے باہر گذارتا ہے شیطان گمراہ کرنے کیلئے اس کے پیچھے لگ جاتا ہے) فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۱۷۵ سو وہ گمراہ ہو گیا وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا اور اگر ہم چاہتے تو ان ایات پر عمل کرنے کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے (ولیکن ہم نے ایسا نہ چاہا کیونکہ وہ) وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ولیکن وہ شخص مائل ہو گیا طرف زمین کے (یعنی دنیا کے) وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ سو تابع ہو گیا وہ اپنے خواہشات نفسانی کے (یعنی وہ شخص مرید ہو گیا اپنے نفس کا اور شیطان اس کا مرید ہو گیا تو نفس امارہ پیران پیر ہو گیا) فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ سو حال اس شخص کا مثل حال کتے جیسا ہے اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اگر تو ان کتے پر حملہ کرے تب بھی ہانپے اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور اگر چھوڑ دے تو اس کو تب بھی ہانپے (یعنی کتے کی دل کا کنٹرول اس کی زبان پر نہیں ہے تو کتا ہر حال میں ہانپتا رہتا ہے تو یہ اس کی طبیعت خسیسہ ہے تو ایسے حال ہے تارک قرآن کی کہ اس کی طبیعت وجبلت جرائم کی ہو جاتی ہے اس کو وعظ کرو تاہم بھی انہیں جرائم پر قائم ہے اور اگر وعظ نہ کرو تاہم جرائم پر قائم ہے باعتبار جبلت جرائمیہ کے کما قال اللہ تعالیٰ (سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون) ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یہی حالت ہے ان لوگوں کی جو ہمارے آیات کی تکذیب کرتے ہیں فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۷۶ سو بیان کرو (ان پر آیات) احوال ومثالیں شاید وہ لوگ سوچیں سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہمارے آیات کو (کہ ان کی مثال دارین میں کتے جیسی ہے جو کہ تمام حیوانات سے خسیس تر ہے او کما قال اللہ تعالیٰ (مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا الآیۃ) وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۷۷ اور (ایسے مثال والے لوگ) صرف اپنا نقصان کرتے ہیں (کیونکہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت لکھدی ہے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے) کما قال اللہ تعالیٰ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے سو وہی ہوتا ہے ہدایت پانے والا وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۷۸ اور جس شخص کو وہ گمراہ کرے سو وہی لوگ ہیں خسارے والے (یعنی جس شخص کی قلب پر اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نہ کھولے بوجہ اس کے گمراہی کے اختیار کرنے کے سو وہی نقصان والے ہیں) (آگے بیان ہے کہ کون (یضلل) کا مصداق ہے ...وہ ہے جس کے بارے میں آگے ذکر ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو ازل سے علم تھا کہ دار الامتحان میں جا کر کفر پر مصر رہیں گے سو ان کے نصیب میں جہنم میں رہنا ہے تو گویا کہ

Marfat.com

نتیجۃً ان کی پیدائش جہنم کیلئے ہوئی (لجہنم) میں لام عاقبۃ ونتیجہ کی ہے جیسے (ربنا لیضلوا عن سبیلک) میں لام نتیجہ و عاقبۃ کی ہے) وَلَقَدْ ذَرَأْنَا (واذرأ) بالھمزۃ الخلق قالہ ابن عباس والمعنی واللہ لقد خلقنا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ قسمیہ بات ہے کہ ہم نے جہنم میں رہنے کیلئے پیدا کئے ہیں جن اور انس سے بہت (وہ کون ہیں) لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وہ وہ ہیں جن کیلئے دل تو ہیں (مگر) اس دل سے نہیں سمجھتے (حق بات کو کیونکہ بوجہ جرائم شدیدہ کے استعداد سمجھنے کی ختم ہوگئی ہے) وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا اور ان کیلئے ایسی آنکھیں ہیں جن سے (دلائل آفاقی کو) نہیں دیکھتے (جیسے آسمان اور زمین تاکہ بصیرت پیدا ہو) وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اور ان کیلئے ایسے کان ہیں جن سے نہیں سنتے (حق بات کو اور آیات الٰہیہ کو بنیت قبول کے) أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ ایسے صفات ذمیمہ والے لوگ مثل جانوروں کے ہیں (تعیش میں اور اپنے آپ کو مکلف نہ سمجھنے میں) بَلْ هُمْ أَضَلُّ بلکہ ان سے زیادہ بے راہ ہیں (کیونکہ وہ جہنمی نہیں ہیں کیونکہ وہ جہنم والے راہ پر نہیں چل رہے) أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۱۷۹﴾ یہی لوگ ہیں اپنے نتیجہ سے بے خبر **نجم الآیات** جو قرآن سے علیحدہ ہو گیا اس کی دنیا میں مثال کتے جیسی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر اور آخرت میں پکا جہنمی ہے آگے بیان فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ تعالیٰ باسماءہ تعالیٰ عین ہدایت ہے اور اسماء الحسنیٰ سے الحاد یہ غفلت اور الحاد ہے وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں سب اچھے نام فَادْعُوهُ بِهَا سو پکارو اس کو انہیں ناموں سے وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ اور قطع تعلقات کرو ان لوگوں سے جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں (مثلاً لفظ اللہ سے اللّات کو اخذ کر کے پھر لات کو پکارتے ہیں اسی طرح العزّیٰ کو عزیز سے اخذ کرتے ہیں اور منات کو المنان سے اخذ کرتے ہیں۔ اور ابوالحسن الاشعری نے کہا ہے کہ (فادعوہ) بھا کا مطلب ہے کہ نقلی نام جن کا ذکر قرآن اور حدیث میں آیا ہے ان سے پکارو اور غیر نقلی سے اس کو مت پکارو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یا سخی یا عاقل یا فقیہ کہنا ناجائز ہے سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۸۰﴾ ضرور سزاء دیئے جائیں گے برے عملوں کی (معارف القرآن جلد چہارم صـ۱۳۲ میں ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کو (کریم) کہہ سکتے ہیں (سخی) نہیں کہہ سکتے (نور) کہہ سکتے ہیں (ابیض) نہیں کہہ سکتے ہو کیونکہ دوسرے الفاظ منقول نہیں ہیں) **نجم الآیۃ** اسماء الٰہیہ منقولی ہیں یعنی مثبت مدرک بالعقل نہیں ہیں البتہ منفی مدرک بالعقل ہیں حدیث میں باعتبار احصاء کے ننانوے مذکور ہیں پھر ان میں انحصار نہیں ہے جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اسماء الٰہیہ چار ہزار ہیں اس کی باقی تفصیل البدیع صـ۲۴ پر ملاحظہ ہو وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿۱۸۱﴾ ع اور بعض ہماری مخلوق جن اور انس سے ایسی بھی ہے کہ راہ بتلاتی ہے اسلام کا اور ساتھ قوانین اسلامیہ کے فیصلے کرتے ہیں (یہ آیت کریمہ مقابلہ پہلی آیت کریمہ کے ہے (ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون) تو یہ آیت کریمہ اس امت مسلمہ کے بارے میں ہے تو اس کا **نجم الآیۃ** ہے بیان فضیلۃ ھذہ الامۃ المرحومۃ۔ آگے مکذبین کی سزاء کا ذکر ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۲﴾ اور جن لوگوں نے جھوٹا کہا ہے ہمارے آیات کو (آیات توحیدیہ و رسالتیہ

Marfat.com

صداقتیہ وقیامتیہ کو) ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ لگے گی وَاُمْلِیْ لَهُمْ اور میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۱۸۳ بے شک میری تدبیر بہت مضبوط ہے **نجم الآیۃ** مکذبین کی سزا دارین کا بیان آگے پہلے دو مضامین کے اثبات پر دلائل عقلیہ کو ذکر فرما کر کفار کا رد فرماتے ہیں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے نزول کے وقت ایسی حالت ہو جاتی تھی جو کہ شبیہ غشی کے ہوتی تھی اور چہرہ انور کا رنگ مصفرا ہو جاتا تھا تو جہال اسی حالت کو جنون سے تعبیر کرتے تھے انہیں کے رد میں فرمایا کہ نبوت کے دلائل توحیدیہ ایسے عاقلانہ ہیں کہ دنیا کے عقول ان کے سامنے لاجواب ہیں اور حسن الخلق اور مرضی الطبیعت تقی السیرت اور طیب العشرت مسلم ہیں تو کیا یہ دلائل ان سے جنون کے رد میں کافی نہیں ہیں فرمایا اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا کیا انہوں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور احوال اور اخلاق حسنہ اور دلائل عقلیہ توحیدیہ میں) فکر نہیں کیا (پھر جان لیتے کہ) مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ نہیں ہے جنون ان کو جو ان کے ساتھ رہتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۱۸۴ نہیں ہیں وہ مگر ڈرانے والے صاف. صاف (اللہ تعالی کے عذاب سے تکذیب پر اور مجنون کی کلام صاف نہیں ہوتی) (والتفکر) تحریك الرأی والعقل الی الجانبین ای الی الاثبات والنفی فهذا دلیل علی ان مسئلة الرسالة نظرية) اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا کیا (تکذیب کرتے رہیں گے توحید کی) اور نہیں نظر کریں گے فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عالم آسمانوں اور زمین میں وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور (کیا تکذیب کرتے رہیں گے توحید میں اور نہیں نظر کریں گے) ان اشیاء میں جن کو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے (مثلا ایک ذرہ جو ذرات کوۃ البیت میں نظر آتے ہیں اس کا خالق ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے یا متعدد آلہ ہیں یعنی دو الہ ہیں پھر دونوں کا اس کی پیدائش میں اتحاد ہے کہ یہ ذرہ پیدا ہو یا اختلاف ہے کہ ایک الہ کہتا ہے کہ یہ ذرہ پیدا ہو دوسرا الہ کہتا ہے کہ یہ ذرہ پیدا نہ ہو تو جب یہ ذرہ پیدا ہو گیا ہے کہ الہ خالق نے دوسرے کو بھگا دیا ہے تو لازم آئے گا دوسرے کے حق میں عجز اور تطارد یہ الہ کے بارے میں ممتنع عقلا ہے اور اگر دونوں کا اسی ذرہ کے بارے میں اتحاد ہے کہ دونوں [illegible] کہ یہ ذرہ پیدا ہو تو پھر دونوں نے بیک وقت و بیک قوت مل کر پیدا کیا ہے تو لازم آئے گا کہ ہر ایک مستقلا پیدا کرنے میں عاجز تھا تو لازم آئے گا عجز ہر ایک کا تو یہ الہ کے حق میں ممتنع عقلا ہے یا ایک نے پیدا کیا ہے دوسرے نے نہ تو لازم آئے گا کہ پیدا کرنے والے دوسرے کو بھگا دیا ہے تو اس کو بھی تطارد کہتے ہیں یہ الہ حق میں ممتنع عقلا ہے اور اگر ہر ایک نے مستقلا پیدا کیا ہے کہ ایک نے آ کر پیدا کیا پھر دوسرا آ کر اسی پیدا شدہ کو پھر پیدا کیا اس کو توارد کہتے ہیں یہ بھی عقلا ممتنع ہے تو دلیل تمانعی سے جو مرکب ہوتی ہے تطارد و توارد و تمانع سے ثابت ہو گیا کہ اسی ذرہ کوۃ البیت والہ کا خالق ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو تمام کائنات کا بھی دلائل تمانعیہ سے ثابت ہو گیا کہ خالق ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے **نجم الآیۃ** دلیل تمانعی سے ثابت ہو گیا کہ خالق کل اشیاء کا ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو توحید ثابت ہو گئی دلیل عقلی سے جو بالکل بدھی ہے تو مسئلہ توحید کا بدھی ہوا (والنظر) تحریك العقل الی الجانب الواحد وهو کاف لثبوت الشیئ تو لفظ نظر سے بھی مسئلہ توحید کا بدھی ہونا معلوم ہو گیا نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ براہین تمانعیہ اوپر وحدت خالقیت اللہ تعالی کے گویا کہ

غیر متناہی ہیں کیونکہ مخلوقات اللہ تعالی کی گویا کہ غیر متناہی ہیں تو ہر مخلوق مخلوقات اللہ تعالی سے دلالت کرتی ہے ساتھ برہان تمانعی کے اوپر وحدت
خالقیت اللہ تعالی کے تو گویا کہ وحدت عزاسمہ کے دلائل غیر متناہی ہیں وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ وفی البحر (وان) معطوف
علی (ما) فی قولہ تعالی (وما خلق) والمعنی (کیا تکذیب کرتے رہیں گے رسالت کی اور توحید کی اور نہیں سوچیں گے کہ ممکن ہے کہ ان کا اجل
قریب ہی آپہنچا ہو (تو اسی تکذیب میں مرجائیں پھر عذاب دائمی کے حق دار بن جائیں قولہ (عسی) تامۃ و (ان یکون) فاعلھا و (اجلھم)
اسم لیکون و (قد اقترب) خبرہ **نجم الآیۃ** التہدید بقرب الموت علی التکذیب وھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالی
(ویؤخرکم الی اجل مسمی) (سورت نوح) فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۱۸۵ سو کونسی بات پر بعد قرآن کے ایمان لائیں گے
(اگر قرآن پر ایمان نہ لایا) **نجم الآیۃ** التہدید علی تکذیب القرآن وتقطیع الطمع عن ایمان المعاندین (پھر جنہوں نے قرآن
پر ایمان نہ لایا پھر اپنی موت کا تصور نہ کیا اور توحید میں نظر نہ کی اور رسالت میں تفکر نہ کیا تو ایسے شخصوں کے حق میں اللہ کا ارادہ بھی نہیں ہے کہ
ان پر دروازے ہدایت کے کھولے کما قال اللہ تعالی) مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ جس شخص کو گمراہ کرے اللہ تعالی تو اس کو کوئی
بھی سیدھے راہ پر لانے والا نہیں ہے وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ۱۸۶ اور چھوڑے رکھتا ہے ان کو اللہ تعالی ان کی گمراہی
میں سرگرداں و پریشان **نجم الآیۃ** ونولّہ ما تولّی ۔ کفار قیامت کے منکر تھے اور استہزاءً اس کے وقوع کا وقت پوچھتے تھے
جیسا کہ فرمایا ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا پوچھتے ہیں آپ سے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کے وقوع
کا وقت (یعنی تاریخ متعین بتلائیں اس کے وقوع کی اگر ہے تو) قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فرما دیجئے (جواب میں) کہ یہی بات
ہے کہ اس کے وقوع کی تاریخ متعین صرف میرے رب کے ہاں ہے (کما قال اللہ تعالی (ان اللہ عندہ علم الساعۃ) وقال اللہ تعالی
(الیہ یرد علم الساعۃ) لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ نہیں ظاہر کریگا اس کو اس کے وقت پر مگر اللہ تعالی (باقی تم کو تو اس کی کوئی
اہمیت نہیں ہے بنا بریں استہزاءً سوال کرتے ہو حالانکہ وہ تو) ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ بھاری (داہیہ) ہے آسمانوں
میں اور زمین میں (کہ اس کے اثرات سے یہ بھی اثرات ہیں کہ (السماء منفطر بہ) (یوم تکون السماء کالمھل وتکون الجبال کالعھن)
(یوم ترجف الارض والجبال) الخ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً نہیں آئے گی تمہارے پاس مگر اچانک (تو کیسے تم کو اللہ تعالی اس
کے تعین وقتی سے باخبر کریں گے) يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا پوچھتے ہیں آپ سے (بعد اس کے کہ آپ ان کو جواب دے چکے
ہیں) جیسے کہ گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ فرما دیجئے (ایسے تاکید سے پوچھنے کا جواب بھی
وہی ہے کہ) محقق امر ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم خاص اللہ تعالی کے ہاں ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۸۷ ولیکن اکثر
لوگ نہیں جانتے (اس بات کو جیسے کہ کفار البتہ بعض لوگ جانتے ہیں اس بات کو جیسے مسلمان) **نجم الآیۃ** علم وقت
الساعۃ مختص باللہ تعالی ۔ چونکہ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ ہیں تو پھر لازم ہے کہ غیب دان بھی ہوں بنا

Marfat.com

قیامت کے وقوع کا علم بھی جانتے ہوں ورنہ نبی اللہ نہیں ہیں تو اللہ نے ان کا رد فرمایا کہ نبی اللہ کیلئے غیب دان ہونا لازم نہیں ہے بلکہ ان سے علم غیب
کلی کی نفی ہے اس کی دلیل یہ ہے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ فرما دیجئے میں نہیں مالک ہوں اپنی
ذات کیلئے جلب نفع کا اور نہ دفع ضرر کا مگر اتنے قدر کا جتنے قدر کا اللہ چاہتا ہے (نہ کل منافع کے جلب کا اور نہ کل مضار کے دفع کا یہ دلیل
ہے کہ میں متصرف اور کارساز بذات خود نہیں ہوں کیونکہ ایسے قسم کے تصرف کیلئے لازم ہے علم غیب کلی کا رکھنا) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اور اگر میں غیب کی باتیں (بذات خود) جانتا ہوتا تو منافع بہت (امور تکوینی
میں) حاصل کر لیا ہوتا اور کبھی بھی مجھ کو کوئی مضرت (تکوینی) نہ پہنچتی (کیونکہ میں اس کا پہلے تدارک کر لیتا تو جب ایسا نہیں ہے تو علم غیب منفی
جب علم غیب منفی ہے تو علم وقوع قیامت کا منفی ہے تو پھر مجھ سے ایسے قسم کے سوالات کیسے تاکہ جواب نہ دینے پر میری نبوت کی نفی کی دلیل
بن سکے جیسے افک والا معاملہ جب تک وحی نہ آئی اتنے تک اماں عائشہ کی صفائی کا اعلان نہ کیا گیا اور جیسے اماں عائشہ کے ہار کے
گم ہونے والا واقعہ جب اونٹ کو اٹھایا گیا تو اس کے نیچے پڑا ہوا تھا (فللہ الحجۃ البالغۃ) اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ نہیں ہوں میں
مگر ڈرانے والا عذاب الٰہی سے (نہ ماننے پر) خوشخبری دینے والا (ماننے پر) لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۱۸۸ ع مگر اس کا فائدہ مؤمن لوگوں کو
ہوگا (میرے انذار اور تبشیر کا) **نجم الآیۃ** حصر علم الغیب فی ذات اللہ تعالیٰ۔ ابتداء سورت میں فرمایا (ولقد خلقناکم) ای
ابا کم آدم علیہ السلام وکنتم فی صلبہ آگے اس کی قدرے تشریح ہے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وہ اللہ تعالیٰ ایسا
منعم ہے جس نے تم کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا ہے ایک جان سے (یعنی آدم علیہ السلام سے) وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور پیدا کیا
اور بنایا اسی سے اس کا جوڑا (ای حواء علیہا السلام) لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا تاکہ انس حاصل کرے اس جوڑے سے (آگے ان کی دوسری حالت
کا بیان ہے) فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا پھر جب آدم علیہ السلام نے ڈھانکا حواء علیہا السلام کو حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا حمل والی ہوگئی ساتھ ہلکے
سے حمل کے فَمَرَّتْ بِهٖ پھر اسی حمل کو لیکر چلتی پھرتی رہی فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی (ساتھ اس حمل کے)
دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۱۸۹ دونوں نے ملکر دعاء مانگی اللہ تعالیٰ سے جو ان
دونوں کا رب ہے کہ اگر آپ نے دیا ہم کو ولد صحیح وسالم تو ضرور بالضرور ہم تیرے شکر گذاروں سے ہوں گے (اس نعمت کے بھی)
اتنے تک قصہ آدم علیہ السلام وحواء علیہا السلام کا ہے (کبیر) آگے ان کی اولاد مشرک کا قصہ ہے تنبیہا یعنی جب آدم علیہ السلام وحواء
علیہا السلام کو ولد سوی الخلق پیدا ہوا تو انہوں نے اس عہد کا ایفا کیا اور اے اولاد ان کی تمہیں جب اولاد اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو تم تو اس
کے شریک ٹھیراتے ہو مردوں سے اور صنموں سے جیسا کہ (عما یشرکون) کا صیغہ جمع کا دلالت کرتا ہے فرمایا فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا
پھر جب اللہ دیتا ہے مطلق خاوند اور مطلق عورت کو اولاد چنگی بھلی جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ تو کرتے ہیں میاں اور بیوی (جو ان کی
اولاد سے ہیں) اللہ تعالیٰ کے شریک (کہ فلاں کی منت اور نذر مانی تھی تو اس نے دیا ہے) آگے اللہ تعالیٰ ان کی اولاد مشرک کا رد فرماتے ہیں

ع ۲۳ ۱۳

Marfat.com

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۱۹۰ سو اللہ تعالیٰ بہت بڑا بلند ہے ان سے جن کو (ان کی اولاد) شریک ٹھیراتی ہے (اللہ تعالیٰ کا)

نجم الآیۃ فاللہ تعالیٰ ھو المنعم الحقیقی وھو بریئ عما یشرکون آگے مزید ردّ ہے شرکاء کی شرکت کا فرمایا

اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ۱۹۱ کیا شریک کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کا) ایسوں کو کہ کسی ذرہ کو بھی نہیں پیدا کر سکتے اور وہ خود بھی پیدا کئے گئے ہیں (یعنی ان میں طاقت خالقیت کی نہیں ہے) یہ ان کے عجز کا بیان ہے آگے اور عجز کا بیان کہ فرمایا وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا اور نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کی (اگرچہ ان کی جتنی بھی کیوں نہ عبادت کریں) آگے عجز بر عجز کا بیان ہے کہ وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ۱۹۲ اور وہ اصنام اپنے ذوات کی بھی مدد نہیں کر سکتے (جیسے کہ فرمایا (فجعلھم جذاذا) تو اصنام تم عابدین سے بھی زیادہ عاجز ہیں) آگے ان کے مزید عجز کا بیان ہے وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ اور اگر تم بلاؤ ان کو راستہ کی طرف (کہ ادھر آؤ اس راستہ پر چلنا ہے) تو نہ تابع ہوں تمہارے (اس راستہ پر چلنے کو کیونکہ ان کے پاؤں میں قوت مشی کی نہیں ہے کیونکہ ان میں حیات نہیں ہے تو تم سے بھی بہت زیادہ کمزور ہیں جیسا کہ آگے ہے (الھم ارجل یمشون بھا الآیۃ) خلاصہ یہ ہے کہ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۱۹۳ برابر ہے تم پر (ان کے اعتبار سے) خواہ پکارو ان کو تم (کسی حاجت میں) یا تم خاموش رہو (تمہاری مدد نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں نہ قوت سامعہ ہے نہ طاقت ہے نہ حیات ہے آگے ان کی بے بسی کا مزید بیان ہے تو جو اتنا بے بس ہو تو اس کا الٰہ ہونا ممتنع عقلاً ہے) اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ محقق امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ باندے ہیں اللہ تعالیٰ کی ہیں تمہارے جیسے (جیسا کہ ملائکہ اور عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام یا اولیاء اللہ اور اگر ان کی تصویریں مقصود ہیں تو وہ تصویریں مملوک اللہ تعالیٰ کے ہیں تو جو عبد ہو یا مملوک ہو تو وہ اپنے معبود اور مالک کا شریک کیسے بن سکتا ہے) آگے مزید ان کا ردّ ہے کہ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۱۹۴ سو اگر تم سچے ہو (کہ ہمارے معبودان ہمارے حاجت روا ہیں تو کسی خاص شدید حاجت روائی میں) ان کو پکارو تو تمہارے حاجت روائی کر دیں جیسا کہ (فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین) تو اس بات کا محاکمہ تمہاری طرف ہے آگے ان کے مزید عجز کا بیان ہے کہ وہ جمادات ہیں لاحراک لھم تو اس لحاظ سے تم ان سے اچھے ہو کہ تم متحرک وغیرہ تو ہو) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ کیا ان کیلئے ایسے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ یا بلکہ ان کیلئے ایسے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہوں اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ یا ان کیلئے ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا یا ان کیلئے ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے بھی ہوں (وہ بتوں کے مجسمے ایسے بناتے تھے کہ اوّل وہلہ میں جو دیکھتا تو جاندار مجسمے سمجھتا تھا پھر جب غور سے دیکھتا تھا تو سمجھ جاتا تھا کہ جان دور ح ندارد پھر جب ان میں قویٰ فاعلہ کا فقدان ہے تو ان کے افعال ندارد آگے ان کا مزید ردّ ہے بشکل مبارزت کے کہ میں جب ان کے متصرف و معبود ہونے سے انکار کرتا ہوں تو اگر ان کو طاقت ہے تو وہ طاقت میرے خلاف استعمال کر لیں) کما قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ

Marfat.com

ثُمَّ كِيدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۱۹۵ فرما دیجئے (بطور مبارزت کے کہ میرے خلاف) پکارو تم اپنے شرکاء و معبودان کو (پھر میرے خلاف جو قوت
استعمال کرنی ہے سو کریں) سو مجھے مہلت بھی نہ دو (میرا وہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ) اِنَّ وَلِـيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ یقینا
میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہیں جس نے نازل کیا ہے کتاب کو (یعنی تنزیل القرآن دلیل ہے اس کے میرے لئے مددگار ہونے کی یہ بات صرف میری حد تک ختم نہیں
ہے بلکہ جنہوں نے قرآن مجید پر عمل کیا ہے ان کا بھی مددگار ہے) وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹۶ اور وہی منزل الکتاب مددگار ہے نیکوکاروں کا
(تو جیسے منزل الکتاب ہمارا مددگار ہے ایسے تمہارے معبودان تمہارے بالکل مددگار نہیں ہیں کیونکہ ان میں تو اپنے بچاؤ کی بھی قوت نہیں ہے) وَالَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۷ اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں
طاقت رکھتے تمہاری مدد کی اور نہ اپنے ذوات کی مدد کی (کیونکہ مدد کیلئے لازم ہے کہ قوت سامعہ و قوت باصرہ کا مالک ہو کہ پکارنے والوں کو دیکھے
اور ان کی پکار کو سنے اور یہ چیزیں ان میں مفقود ہیں تو ان سے مدد کیسے ہو سکتی ہے) فرمایا وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا
اور اگر پکارو تم ان کو طرف مقصد خصوصی کے (یعنی طرف کید کے میرے خلاف جو تمہارا عین مقصود ہے) تو کچھ بھی نہ سنیں (گیں) تو جیسے ان کی قوت سامعہ
نہیں ہے ویسے قوت باصرہ بھی نہیں ہے) وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۱۹۸ اور دیکھتے ہو ان کو کہ آپ کی طرف
دیکھ رہے ہیں (کہ ایسے ان کی بناوٹ ہے کہ یہ مجسمہ مُبْصِرہ ہے حقیقتاً) حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے (کیونکہ وہ مجسمہ حقیقتاً ذی روح نہیں ہے تو جب
ان اصنام میں دونوں ادراکات نہیں ہیں تو کیسے داعی کو دیکھیں گے اور اس کی بات کو (جو میرے خلاف کید کی ہے) سنیں گیں)

نجم الآیات ردّ الآلهة الباطلة على اتم وجه بحيث لاتبقى لهم بعد ذلك حجة ۔ آگے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو مکارم اخلاق کی تلقین فرماتے ہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (وانک لعلی خلق عظیم) کے منصب پر فائز ہو گئے کیونکہ تبلیغ
و تعلیم میں انہیں مکارم اخلاق والا کامیاب ہوتا ہے فرمایا خُذِ الْعَفْوَ اختیار کرو درگذر کو (ان کی بد اخلاقیوں میں) وَاْمُرْ
بِالْعُرْفِ اور امر فرماتے رہو معروف کام کا (ان کو بھی) وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹ اور کنارہ کش رہیں جاہلوں سے
(کہ ظلم کا انتقام نہ لیں) **نجم الآیة** یہ آیت مکارم اخلاق میں اصل الاصیل ہے ۔ آگے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہے اور مراد امت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزغ شیطانی سے محفوظ و مامون تھے بقرينة حديث وفيه (الا ان الله
اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير فهذه الآية كما قال الله تعالى (ولا تقل لهما اف) والحال ان ابويه ما كانا حيّين
حين نزلت الآية ★ علاوہ ازاں یہ ہے کہ تعبیر (اِنْ) سے جو (اِمّا) میں ہے نہیں دلالت کرتی وقوع نزغ کو تو عصمت کے
منافی نہیں ہے پھر نزغ الشیطان کا معنی مجازی ہے یعنی غضب جو طبیعت انسانی ہے تو یہاں پر اس کی تعبیر ایسی ہے جیسے کہ فرمایا (التثاؤب
من الشيطان) حالانکہ تثاؤب بھی طبیعت انسانی ہے مگر اس کی نسبت شیطان کی طرف بایں مطلب ہے کہ اس سے تکاسل عبادات
میں ہوتا ہے تو شیطان کی طرف نسبت مجازا ہے ۔ یا شیطان سے مراد جاہل ہے یعنی شیطان من الانس ہے جو کہ جاہل ہے قال اللہ تعالیٰ

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ اور اگر ابھارے آپ کو شیطان کی طرف سے چھیڑ (غضبی یعنی جاہل شیطان من الانس کے رو
بدجو کہ نزغ شیطانی کے مانند ہے ابھارے آپ کو اس کے ساتھ سختی کرنے پر) فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ تو پناہ حاصل کرو ساتھ اللہ تعالی
کے (تو غضب فرو ہو جائے گا) اِنَّهٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۝ یقینا اللہ تعالی سننے والے ہیں (دعاؤں کے) جاننے والے ہیں (قلوب کے
حالات کو) وجاء اطلاق مطلق الشیطان علی الشیطان من الانس قال اللہ تعالی (واذا خلوا الی شیاطینهم) ای الی مردتهم
ورؤسائهم **نجم الآیة** التلقین علی مکارم الاخلاق والاستعاذة علی نزغات الجهال یعنی جب جاہل لوگ بدویہ بد
سے غضب کو ابھارنے کی کوشش کریں تو (فاستعذ باللہ) (اگر یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے جیسے ترجمہ میں اسی مطلب
کی رعایت کی گئی ہے تو آگے والی آیت امت کے متقین کے حق میں ہے قال اللہ تعالی اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ
یقینا وہ لوگ جو اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں جب لگ جاتا ہے ان کو کوئی پھیرا شیطان سے (یعنی غصہ جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے یا معنی ہے جس وقت
پڑگیا ان پر گندہ شیطان کا) تَذَكَّرُوۡا تو یاد کرتے ہیں اللہ تعالی کو (تاکہ شیطان خناس بھاگ جائے) فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ۝ تو جلدی
میں ہو جانے ہیں بصیرت والے (آگے متقین کے جو مدمقابل جہال ہیں اور شیاطین کے بھائی ہیں اور ان کے جال میں جو پھنسے ہوئے ہیں ان کا
ذکر ہے) وَاِخۡوَانُهُمۡ یَمُدُّوۡنَهُمۡ فِی الۡغَیِّ اور جو شیاطین کے بھائی ہیں تو شیاطین ان کو کھینچتے جاتے ہیں گمراہی میں ثُمَّ لَا
یُقۡصِرُوۡنَ۝ پھر وہ ان کے بھائی باز نہیں آتے (شیاطین کے گمراہیوں سے بلکہ بسا اوقات غضبات شیطانی ان کو قتل تک پہنچا دیتے ہیں
نجم الآیة متقین اور فاسقین کے احوال کا بیان کہ پہلے شیطان کے جال میں نہیں پھنستے اور دوسرے پھنس جاتے ہیں۔
سورت حٰم سجدہ میں آیت کریمہ ہے (واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ) خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد
امت ہے جیسا کہ فرمایا ہے (وما اصابك من سیئة فمن نفسك) سورت نساء میں باتفاق مفسرین مراد امت ہے نہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اور اگر آیت میں مراد نبوت ہے تو پھر شیطان سے مراد شیطان من الانس جو کہ عدو ہے ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے فرمایا ہے
(ادفع بالتی هی احسن) تو عدو کی طرف سے کوئی چھیڑ غضبی چھڑ جائے تو (فاستعذ باللہ) اسی طرح سورت مؤمنون میں آیت کریمہ ہے
(ادفع بالتی هی احسن السیئة نحن اعلم بما یصفون وقل رب اعوذ بك من همزات الشیاطین) تو علی سبیل الاعتبار والتاویل
کے معنی شاید ہو اے رب میرا میں پناہ مانگتا ہوں چھیڑ چھاڑ شیاطین من الانس سے۔ والعلم عند اللہ۔ اس کے بعد نزغات یعنی چھیڑ
چھاڑ شیاطین من الانس کا بیان ہے فرمایا وَاِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰیَةٍ قَالُوۡا لَوۡلَا اجۡتَبَیۡتَهَا اور جس وقت نہیں لاتے ہو
آپ ان کے پاس کوئی معجزہ فرمائشی تو کہتے ہیں (کہ اگر آپ نبی ہیں) تو کیوں نہ لایا یہ معجزہ (جو ہم نے مانگا ہے) قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ
مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ مِنۡ رَّبِّیۡ فرما دیجئے میں صرف اتباع کرتا ان احکام کی جو میرے رب کی طرف سے میری طرف بھیجے جائیں (اور معجزات کا
لانا میرے بس میں نہیں ہے) **نجم الآیة** نزغات الشیاطین کا بیان اور ان کے دفع کا بیان۔ آگے اس کا مزید جواب بیـ

کہ نفس نبوت پر یہ قرآن مجید بھی دال ہے کیونکہ اس میں بہت سے معجزے ہیں اور ہر معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دال ہے
فرمایا هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ قرآن مجید بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے (اوپر نبوت میری کے) وَ
هُدًى اور عین ہدایت ہے (طرف نبوت میری کے) وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہے (ماننے والوں کیلئے) لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ۲۰۳
لیکن فائدہ اس قوم کو ہوگا جو ایمان رکھتے ہیں **نجم الآیۃ** فضیلت قرآن کا بیان۔ بنابریں وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۲۰۴ اور جس وقت قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگاؤ اور چپ ہو
جاؤ (تاکہ خوب سمجھو) امید ہے کہ تم پر رحمت کی جائیگی **نجم الآیۃ** فوائد قرآن کا بیان۔ باقی اوقات جو قرآن مجید کے علاوہ ہوں
ذکر اللہ میں صرف کئے جائیں وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ اور ذکر کیا کر رب اپنے کا اپنی دل میں تَضَرُّعًا گڑگڑاتا ہوا وَّخِيْفَةً اور ڈرتا
ہوا (یہ ذکر خفی کا بیان ہے) وَّدُوْنَ الْجَهْرِ عطف علی (فی نفسک) اور زور کی آواز سے کم آواز میں (یہ ذکر جھری کا بیان ہے)
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ صبح کے وقت اور شام کے وقت (یعنی علی الدوام کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ ۲۰۵
اور اہل غفلت سے شمار مت ہونا (کیونکہ مقربان بارگاہ الٰہی غافل نہیں رہتے) اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یقیناً جو ملائکہ مقربین
بارگاہ الٰہی ہیں لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وہ عبادت رب اپنے سے تکبر نہیں کرتے (یعنی متواضع ہیں)
الثلثۃ ۳ السجدۃ ۱۴ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ ۲۰۶ سجدۃ ع ۱۴
اور اس کو سجدہ کرتے رہتے ہیں (تو اس میں عبادت قلبی ولسانی وجوارحی سب آگئیں)

نجم الآیۃ الامر بالذکر الجھری والخفی والتسبیح والسجود۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ
سورۃ الاعراف جعل اللہ تعالی یوم القیامۃ بینہ وبین ابلیس سترا وکان آدم علیہ السلام شفیعا
لہ یوم القیامۃ رب اعوذبک من ھمزات الشیاطین واعوذبک رب ان یحضرون ؏ اللھم ازحزحنا عن النار
وادخلنا الجنۃ بغیر حساب اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک وصل
اللھم علی سید المرسلین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الانفال

نزلت بعد البقرۃ وھی مدنیۃ الا قولہ تعالٰی (واذ یمکر بک الذین کفروا الی آخر السبع الآیات) وآیاتھا خمس وسبعون او ست وسبعون آیۃ وکلماتھا الف ومأۃ وثلاثون وحروفھا خمسۃ آلاف ومائتان واربع وستون حرفا ۵۲۶۴ وجہ مناسبت انفال کی ساتھ اعراف کے یہ ہے کہ سورت اعراف میں انبیاء سابقین کے قصص ساتھ ان کی امتوں کے مذکور تھے اور سورت انفال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ ساتھ اپنی قوم کفار کے مذکور ہے نیز پہلی سورت میں فرمایا (واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا) اور اس سورت میں فرمایا (واذا تتلی علیھم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشآء لقلنا مثل ھذا) پھر کثیر من العلماء فرماتے ہیں کہ اسی سورت کا یہاں پر ہونا اسی ترتیب سے توقیفی ہے اور جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ یہاں پر اسی سورت کا ہونا توقیفی نہیں ہے بلکہ اسی کا یہاں پر ہونا اجتہاد حضرت عثمان سے ہے جس کی تفصیل التفسیر البدیع میں ہے ۔ قصہ بدر کا شان نزول اس سورت کا ہے لہذا بعض نے کہا ہے کہ اس سورت کا نام بدر ہے اس کا **قصہ** یوں ہے کہ عیر ابی سفیان ای قافلہ ابی سفیان کا شام سے تجارت کا مال لے آرہا تھا جس کی مالیت ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار نقدی دینار تھے اور حفاظتی آدمی صرف ساٹھ تک تھے جبرئیل علیہ السلام نے نبوت کو خبر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خبر دیکر جلدی میں تیاری کر کے اسی قافلہ کی طرف روانگی فرمائی جس میں صحابہ کرام کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ کی تھی کہ اتنی جلدی میں اتنے ہی روانہ ہو سکتے تھے علاوہ ازاں یہ جہاد فرض کفایہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کی سواری برسر دست موجود ہے وہ ہمارے ساتھ جا سکتا ہے ۔ ادھر سے ابو سفیان کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی تو ابو سفیان نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو جلدی میں مکہ کی طرف روانہ کر دیا کہ ان کو کہو کہ اپنے اموال کی حفاظت کیلئے جلدی مدد کیلئے پہنچیں اور خود ساحل البحر والا راستہ جو بچاؤ کا تھا اختیار کر کے نکل گیا اور ابو جھل جو ایک ہزار کفار کا لشکر جرار لیکر ابو سفیان کے تعاون کیلئے لے آرہا تھا اس نے کہلا بھیجا کہ میں بچکر نکل آیا ہوں تم لوگ واپس مکہ کو آجاؤ لیکن ابو جھل تکبر کے نشہ میں مست تھا کہ اس کو کہلا بھیجا کہ تم مکہ جلدی پہنچو ہم ان چند مسلمانوں کو ختم کر کے پھر واپس ہوں گے اور بھی اس نے غلیظ لفظ استعمال کئے بہر حال بدر میں دونوں فریقوں کا بغیر وقت وجگہ مقرر کرنے کے التقاء ہو گیا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو فتح مبین سے نوازا کہ ستر کافر قتل کئے گئے اور ستر کافر قیدی بنائے گئے جن سے بعد میں فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا اور کافی مال غنیمت کا مسلمانوں کو ملگیا

Marfat.com

جس کو انفال کہا گیا ہے جو کہ جمع نفل کی ہے جس کا معنی زیادتی کا ہے کہ علاوہ اجر اخروی کے یہ مال زائد دیا گیا ہے پھر اس مال کی تقسیم میں صحابہ کرام
کے خیال مختلف تھے بعض کا خیال تھا جو میدان میں لڑنے والے ہیں ان کو ملے اور بعض کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین کا جو
دستہ تھا صرف ان کو ملے اللہ تعالی نے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم **یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ** آپ سے صحابہ کرام دریافت
کرتے ہیں انفال کے بارے میں (یعنی غزوہ بدر میں جو مال غنیمت کا جمع ہوا ہے اس کے بارے میں کہ ہم دو فریقوں میں سے کس کو ملنا چاہیئے یہ آیت
کریمہ کا نزول پہلے ہوا تھا آیت (واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ الآیۃ) سے **قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ** فرما دیجیئے غنائم اللہ تعالی کیلئے
ہیں ملکًا **وَالرَّسُوْلِ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہیں تصرفًا (یعنی تقسیم غنائم کے تصرفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمطابق اللہ تعالی
کے حکم کے ہیں جیسا کہ فرمایا (واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل)
یعنی کل غنیمت سے چار اخماس مجاہدین کیلئے ہیں اور ایک خمس کے یہ پانچ مصارف ہیں یعنی چار اخماس کے مجاہدین حقدار ہیں اور پانچویں خمس کے یہ
پانچ مصارف ہیں (وکم من فرق بینہما) لہذا تم ای حاضرین بدر اپنا رأیہ مت قائم کرو) **فَاتَّقُوا اللّٰهَ** سو ڈرو اللہ تعالی سے (اپنے رأی کے قائم کرنے
میں) **وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ** اور آپس کے تعلقات کو درست رکھو (کہ ہر فریق اپنے کو غنیمت بدر کا حق دار سمجھ کر اختلاف نہ کرے بلکہ)
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اور کہنا مانو اللہ تعالی کا اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا (ہر معاملہ میں اور خصوصا تقسیم
غنائم میں) اگر ہو تم ایماندار (تو ایمان کا تقاضہ اطاعت ہے) **نجم الآیۃ** ایمان کا مقتضی ہے کہ ہر شیٔ میں اطاعت ہو اللہ تعالی کی اور ان کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگے مؤمنین کے اوصاف خمسہ کا بیان ہے کہ ان صفات والے مؤمن کامل ہیں جن میں اطاعت ہے فرمایا **اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ** یقینی بات ہے کہ مؤمن کامل وہ ہیں ۱ کہ جس وقت نام لیا جائے اللہ تعالی کا تو ڈر
جائیں ان کے دل (بوجہ عظمت وہیبت اللہ تعالی کے کما قال اللہ تعالی (والذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون) (الذین ھم فی صلاتھم
خاشعون) والخاشع) ھو الحذر الذی لاینبسط فی امور معاشھم) **وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا** ۲ اور ان کو
جب اللہ تعالی کی آیات پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو زیادہ کرتی ہیں وہ آیات الہیہ ان کو از قبیلہ مضبوطی ایمان کے **وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝**
۳ اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (کہ اپنے تمام امور کو اللہ تعالی کے مفوض کرتے ہیں) (پہلے مرتبہ والی صفت میں خوف الہی ہے دوسرے والی میں تمام
الحکامات میں انقیاد الہی ہے تیسرے والی میں انقطاع عن ماسوی اللہ ہے) **الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** ۴ جو کہ قائم کرتے ہیں
نماز کو (یعنی بالکل صحیح طریقہ سے نماز کو ادا کرتے ہیں) ۵ **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝** اور ہم نے جو ان کو بطور رزق
کے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (پھر پہلے تین صفات کا تعلق باطن اور قلب سے ہے چوتھے کا تعلق ظاہر بدن سے ہے پانچویں کا
تعلق ظاہر مال سے ہے)۔ آگے ان صفات کے نتیجہ ایمانی کا بیان ہے کہ **اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا** یہی عالی صفات والے لوگ
یہی ہیں مؤمن حقیقتا **لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ** ان کیلئے ہیں بڑے بڑے درجے ان کے رب کے ہاں قرب کے (اس نتیجہ کا

Marfat.com

تعلق پہلے تین صفات قلبیہ کے ساتھ ہے جیسے خوف الٰہی اور ازدیاد ایمان اور توکل علی اللہ کے مراتب غیر متناہیہ ہیں۔ ایسے ان کیلئے مقامات قرب الٰہی کے غیر متناہیہ ہیں) وَمَغْفِرَةٌ اور بخشش ہے (گناہوں سے اور اس کا تعلق نماز کے ساتھ ہے) وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ۞ اور روزی عزت کی (اس کا تعلق انفاق کے ساتھ ہے) **نجم الآیۃ** بیان اوصاف المؤمنین الکاملین المطیعین للہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مؤمنین کے ساتھ یہ وعدے اجر و قرب و مغفرت وغیرھا کے ایسے پکے ہیں جیسے (واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم) والا وعدہ پکا اور پختہ تھا اگرچہ (وان فریقا من المؤمنین لکارھون) تھا مگر جب اپنے گھر سے آپ نکل کھڑے ہوئے ایک کام برحق کی طرف تو وہ فریق کا رد بھی آپ کی وجہ سے نکل کھڑا ہوا تو بسا اوقات ایک کام ابتداء میں کرہٌ وشاقٌ ہوتا ہے لیکن نتیجہ (وھو خیر لکم) ہوتا ہے یہ وعدے اللہ تعالیٰ کے بالکل پختہ ہیں۔ والتقدیر (لقد نصرک اللہ یوم بدر) كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ (یقینا مدد کی تھی آپ کی اللہ تعالیٰ نے دن بدر کے) بوجہ اس کے کہ روانہ کیا آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے ایک حق کام کیلئے (تو جو حق کام ہو اس پر وعدہ رب کے مدد کے دنیا میں اور اجر کے آخرت میں پختہ ہیں (والکاف) للسببیۃ کذا فی البحر المحیط) وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۞ اور ایک جماعت مؤمنین کی گراں سمجھتی تھی (کفار قریش کے ساتھ لڑائی کو کیونکہ مسلمان تعداد میں ان کے مقابلہ میں قلیل تھے اور ہتھیار بھی تھوڑے تھے اور فارس صرف دو صحابہ تھے اور جس وقت مدینہ منورہ سے روانگی ہوئی تو مقابلہ میں مدنظر قافلہ ابوسفیان کا تھا جو کہ تعداد میں بالکل تھوڑے تھے۔ ابن ابی حاتم میں ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ جب ہم مدینہ منورہ سے تقریبا دو دن کا سفر کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کفار قریش کی کہ ان سے قتال کا کیا مشورہ ہے کیونکہ ابوسفیان والے تو بچ کر نکل گئے ہیں تو ایک فریق صحابہ نے کہا کہ کفار قریش سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے کیونکہ جب ہم نکلے تھے تو سامنے مقابلہ میں قافلہ ابوسفیان کا تھا يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ اختلاف رائی کا کر رہے تھے حق کے مقابلہ میں (یعنی جہاد بکفار القریش کے ساتھ) بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی تھی بات (ای غلبہ مسلمانوں کا) ای (واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم) كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۞ گویا کہ ان کو موت کیطرف کھینچا جا رہا ہے اور وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں (موت کو کہ قریش کے مقابلہ میں موت یقینی ہے بنا برین (لکارھون) تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا تھا کہ اب تمہارا جس سے مقابلہ ہوا تو کامیاب مسلمانوں کو ہے تو پھر تم (لکارھون) کیسے کما قال اللہ تعالیٰ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کر رکھا تھا دو جماعتوں سے ایک کا (نفیر کا جو قافلہ ابوسفیان کا تھا۔ عیر کا جو لشکر کفار کا جو مکہ سے آیا ہے) کہ وہ تمہارے ہاتھ آئے گا (پھر لکارھون کیسے وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ اور تمنا کرتے تھے تم کہ غیر مسلح جماعت (یعنی تجارتی قافلہ ابوسفیان والا) ہو تمہارے لئے (یعنی اسی سے مقابلہ ہو کیونکہ یہ غیر مسلح ہیں علاوہ قلت تعداد کے کہ ساٹھ تک ہیں) وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ اور چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ غالب کر دے اسلام کو اور مسلمانوں کو بِكَلِمَاتِهِ ساتھ احکامات اپنے کے (فرشتوں کو مسلمانوں کی امداد کیلئے) وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۞ اور کاٹ ڈالے جڑ کافرین کی (کہ لشکر قریش سے ستر قتل ہوئیں اور

Marfat.com

ستر قیدی ہوئیں جو کہ ان کا استیصال ہے اور باقی میدان چھوڑ کر فرار ہو جائیں) لِيُحِقَّ الْحَقَّ (یہ ایسا کیوں ہوا) تاکہ سچائی دکھلا دے قرآن
کی وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور شرک کا بطلان ظاہر کر دے وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ گرچہ ناپسند کریں مشرک لوگ (مسلمانوں اور قرآن
کی غالبیت کو اور مشرکین اور شرک کی مغلوبیت کو) ۔ آگے فرماتے ہیں کہ وعدہ امداد کا اظہار بعد تمہارے استغاثہ کے ہوا ای طلب امداد کے ہوا
کما قال اللہ تعالی إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ بدل من (اذ یعدکم) یاد کرو اس وقت کو جبکہ تم اپنے رب سے طلب امداد کی کر رہے تھے (کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کر رہے تھے اور وہ الفاظ دعائیہ یہ تھے اللھم انجزنی ماوعدتنی اللھم آتنی ماوعدتنی اللھم ان تھلك ھذہ العصابۃ
من الاسلام لا تعبد فی الارض الحدیث اور صحابہ آمین کہہ رہے تھے) فَاسْتَجَابَ لَكُمْ پھر سن لیا تمہاری فریاد کو ای قبول فرما لیا أَنِّي
مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ کہ میں امداد کروں گا تمہاری ہزار فرشتوں کے ساتھ جو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے
آنے والے ہوں گے (وعن قتادۃ امدھم اللہ تعالی بالف ثم بثلاثۃ ثم اکملھم خمسۃ آلاف ابن عباس فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے عماموں
کا رنگ بدر میں سیاہ تھا اور احد میں سرخ تھا پھر فرشتوں نے یوم بدر لڑائی بھی کی تھی البتہ یوم الاحزاب اور یوم الحنین صرف اترے تھے اور لڑائی
نہ کی تھی اور بدر والاجہاد ۲ھ رمضان شریف میں ہوا تھا ۔ آگے فرماتے ہیں کہ حقیقتاً نصرت اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے مگر بسا اوقات چند
اسبابوں کے تحت اپنی نصرت کو مستور فرما کر نازل فرماتے ہیں کہ انسانوں کی تسکین قلوب کی اس میں مضمر ہے کما قال اللہ تعالی وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ
إِلَّا بُشْرَىٰ اور نہیں کیا تھا اس امداد بالملائکہ کو مگر سبب بشارت کا تمہارے لئے (نصرت کا) وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ اور تاکہ قرار پکڑیں ساتھ
اس امداد بالملائکہ کے دلیں تمہاری وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ اور نہیں ہوتی مدد مگر صرف اللہ تعالی کی طرف سے إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
یقیناً اللہ تعالی زور آور ہیں (بنابریں نصرت صرف اسی سے ہوتی ہے) حَكِيمٌ ۝ ع حکمت والے ہیں (کہ بسا اوقات ما تحت الاسباب نصرت مستور ہوتی ع ١٠ ١٥
ہے) ۔ جیسے فرمایا (وما النصر الا من عند اللہ) آگے چھ وجوہ نصرت کے بیان فرماتے ہیں یوم بدر میں ۱ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً
مِّنْهُ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ طاری کر دی تھی تم پر اونگھ کو اپنی طرف سے تسکین اور چین کے واسطے (قتادہ کہتا ہے کہ نعاس رأس میں
ہوتی ہے اور نوم قلب میں ہوتی ہے کذا اخرج ابن ابی حاتم وقیل معناہ ای یلبسکم النوم امنۃ من اللہ تعالی لزوال الخوف لان
الخائف اذا نام امن من العدو وزال عنہ الاعیاء وعن علی رض وما فینا الا نائم (ای فی اللیلۃ التی کان القتال من غدھا) الا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرۃ یصلی ویبکی حتی اصبح) چونکہ کفار پہلے پانی کی جگہ پر قابض ہو گئے تھے اور مؤمنین کے پاس پانی نہ تھا کہ طہارۃ
حاصل کریں اور رات کو بعض صحابہ رض محتلم ہو گئے تھے نیز جہاں پر صحابہ تھے وہ جگہ ریتلی تھی کہ قدم گھس جاتے تھے ادھر سے شیطان نے بذریعہ
وسوسہ کے مؤمنین کے قلوب میں اندیشہ پیاس سے ہلاکت کا ڈالنا شروع کر دیا الخ تو اللہ تعالی نے ان کی نصرت یوں فرمائی کہ ۲ وَ
يُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کو کہ اس کے ذریعہ پاک کر دیوے تم کو (حدث
اصغر سے اور اکبر سے) وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ اور دور کرے تم سے نجاست شیطانی (ای وسوسہ ہلاکت کا جو شیطان

Marfat.com

کی طرف سے تھا کہ پیاس سے مرجاؤ گے) ۳ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ اور مضبوط کرے تمہارے دلوں کو (کہ وہ ہلاکت والا خطرہ ٹل گیا
کہ صحابہ کرام نے زمین میں مخصوص جگہ پر حوض کی شکل میں کھدائی کر دی جس سے پانی وافر اس حوض میں جمع ہو گیا) ۴ وَيُثَبِّتَ بِهِ
الْاَقْدَامَ ۝ ۱۱ اور جما دے بارش کے ذریعے قدموں کو (کہ ریتلے علاقے میں قدم گھسنے سے بچ گئے) ۵ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّيْ مَعَكُمْ یاد کرو اس وقت کو جبکہ آپ کے رب نے حکم بھیجا فرشتوں کی طرف کہ میرا تعاون تمہارے ساتھ ہے (یعنی ان مؤمنین کے ساتھ ہے جن
کے تعاون کیلئے تمہیں بھیجا گیا ہے کیونکہ فرشتوں کو تو کفار سے کوئی خوف نہ تھا) فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سو ہمت بڑھاؤ مؤمنین کی
(بذریعہ لمۃ الملک کے ای القاءات کے) ۶ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ابھی ڈال دیتا ہوں میں کافروں کی دلوں میں
دہشت کو (اس کے بعد مؤمنین کو فرمایا کہ اب قتال شروع کرو اور ضرب کیلئے نشانہ کو متعین فرمایا) فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ
سو مارو (تلواریں کفار) کی گردنوں پر (تاکہ وہ مر جائیں جیسے کہ ستر کا فر مارے گئے تھے) وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ۱۲
اور کاٹو ان کے پور پور (یعنی اطراف ہاتھوں کے اور پاؤں کے کاٹو تاکہ زندگی باقی ماندہ معطل ہو کر گذرے کہ کسی کام کے نہ رہیں مقصد
ہے کہ باقی ماندہ کو پھر لڑائی کی سکت بھی نہ رہے) ذٰلِكَ یہ سزاء (کافروں کیلئے) بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ بایں وجہ کہ انہوں
نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (آگے اس کا قانون ذکر فرماتے ہیں) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ۱۳ اور جس شخص نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سو بے شک اللہ تعالیٰ کا
عذاب سخت ہے (مخالفین کیلئے) (آگے ذکر فرماتے ہیں کہ مخالفین کیلئے دو عذاب ہیں ایک دنیاوی وہ آخرت کے مقابلہ میں یسیر ہے جس کو ذوق سے
تعبیر فرمایا ہے دوسرا اخروی وہ عذاب آگ جہنم کا ہے فرمایا) ذٰلِكُمْ یہ عذاب (ضرب الاعناق والبنان والا) فَذُوْقُوْهُ سو چکھلو اس
کو (یعنی بہت تھوڑا ہے) وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ ۱۴ اور جان لو کہ یقیناً کافروں کیلئے عذاب دوزخ کا ہے **نجم الآیات**
ذکر قصة البدرية مع ما فيها من المواعظة للمتقين والتهديد للكافرين ۔ (آگے وسط قصہ بدر میں میدان جنگ سے فرار پر تہدید فرماتے
ہیں جس کا بیان یہاں پر بطور جملہ معترضہ کے ضروری ہے) فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا اے ایمان
والے جب تم لڑو کافروں سے درانحالیکہ وہ کافر تمہارے طرف آگے آ رہے ہوں (والزحف) المشي قليلا-قليلا الى الشيئ) فَلَا تُوَلُّوْهُمُ
الْاَدْبَارَ ۝ ۱۵ تو نہ پھیرنا ان سے پیٹھ دیکر وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اور جو شخص پھیرے گا پیٹھ اپنی اس موقع پر اِلَّا
مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ بجز اس کے کہ وہ ہنر قتال کا بدلنے والا ہے اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ یا پناہ لینے والا ہے اپنی جماعت اور فوج کی طرف (تاکہ
مجتمع ہو جائیں جہاد کیلئے محفوظ رہیں) فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ سو یقیناً وہ حاصل کیا غضب اللہ تعالیٰ کا وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝ ۱۶ اور ٹھکانا اس کا جہنم ہے اور بہت بری جگہ ہے وہ جہنم (باعتبار ٹھکانے کے) (آگے مجاہدین بدر کو ہدایات جاری فرماتے کہ
تم نے امتثال حکم (فاضربوا فوق الاعناق) کا کر لیا ہے ولیکن حقیقتاً ان سے قتل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو کیونکہ مؤثر قتل میں اللہ تعالیٰ ہیں تاکہ تمہیں

Marfat.com

مقام فنا فی اللہ کا حاصل ہو) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ سو نہیں تم نے ان کو قتل کیا (باعتبار اپنی قوت کے) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے (اپنی نصرت سے) (چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع قتال میں ایک مٹھی کنکریوں کی اٹھا کر کافروں کی طرف پھینکی جس کے ریزے سب کی آنکھوں میں جا گرے اور وہ اس بنا پر بھی شکست خوردہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں بھی مؤثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور نہ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بقا باللہ مقام کے طرف اشارہ ہے کہ نفی رمی کے بعد اثبات رمی کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے جو فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کی طرف اشارہ ہے فرمایا) وَمَا رَمَيْتَ اور نہیں پھینکی تھی مٹی خاک کی (کہ تاثیر حقیقی کی نسبت آپ کی طرف ہو) اِذْ رَمَيْتَ جس وقت کہ پھینکی تھی مٹھی خاک کی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ولیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی (کہ ان کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے ڈالی اور پہنچائی) (اور اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا اس لیے کہ غالب کرے اپنے دین کو ای فعل اللہ ما فعل لیظہر دینہ) وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اور تا کہ احسان کرے اللہ تعالیٰ مومنین پر خوب احسان (کہ کنکریاں ان کی آنکھوں میں پڑیں کہ لڑ نہ سکیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کو قتل کرایا) اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ یقیناً اللہ سننے والے ہیں (ان کے استغاثہ کو کہ فتح ان کے استغاثہ کا نتیجہ ہے) عَلِيْمٌ۝ جاننے والے ہیں (ان کے خلوص نیات کو) ذٰلِكُمْ یہ احسان تو ہو گیا ای والامر الاحسان (ذالکم) ای شان احسان کے یہیں ہیں جو کہ (اذ یغشیکم النعاس آمنة منہ) سے تا (واضربوا منھم کل بنان) تک مذکور ہیں یعنی یہ احسانات تو ہو گئے آگے یوں تقدیر ہے وَاعلموا اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ۝ اور (دل سے یقین کر لو کہ) یقیناً اللہ کمزور کرنے والے ہیں تدابیر کافروں کے (جو کہ مسلمان کے خلاف ہیں) **نجم الآیۃ** القتال مع الکفار کے قوانین کا بیان اور مجاہدین کو آداب النبیہ کی تلقین کا بیان۔ آگے کفار کو عود المحاربۃ مع المسلمین پر تھدید ہے ۔ ابوجہل جب مکہ سے لشکر لے کر روانہ ہونے لگا تو اس نے دعاء مانگی کہ یا اللہ ہم میں سے جو دین حق پر ہے اس کی مدد فرما تو گویا کہ اس نے اپنے خلاف دعاء مانگی فرمایا اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ اگر تم نے فیصلہ حق کے بارے میں مانگا ہے تو یقیناً تمہارے پاس فیصلہ حق کا آگیا ہے (کہ مومنین کو غلبہ اور کفار کو شکست ہوئی ہے یہ گویا کہ بمنزلہ مباہلہ کے دعا تھی) وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور (حق کے واضح ہونے کے بعد) اگر رک گئے تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے) تو وہ بہتر ہے تمہارے لئے (بہ نسبت قتل و قیدی ہونے کے) وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ اور اگر تم دوبارہ (یہی مخالفت والا کام) کرو گے تو ہم بھی (دوبارہ قتل اور قید والا) کام کریں گے (باقی تم کو کثرت لشکر والا اگر فخر ہے تو یہ خیال خاک ہے کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ اور ہرگز نہیں مدافعت کر سکیگا تمہارا جتھہ لشکری گرچہ جتنا کثیر کیوں نہ ہو وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ اور (جان لو کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے (باعتبار معیت کے اور باعتبار مدد کے) اتنے تک مخالفین کے نتائج دارین کا بیان تھا آگے اتباع اور موافقت کے تاکیدات کا بیان ہے اور اجتناب عن اتباع الیہود والمنافقین کا بیان ہے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اے ایمان والے کہنا مانا کرو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا (تمامی احکام میں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوگی) وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۝ اور نہ روگردانی کرنا اطاعت سے حالانکہ تم نے سن لیا ہو (حکم اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ

Marfat.com

لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱ اور نہ ہونا مثل ان لوگوں کے جنہوں نے کہا کہ ہم نے سُن لیا ہے حالانکہ وہ سنتے نہیں ہیں سننا قبول کا (جیسے یہود کہا تھا سمعنا وعصینا اور منافقین کما قال اللہ تعالیٰ (واذالقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذاخلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی بھی تعمیل میں کمی نہیں کرنی ورنہ اسی حکم میں گویا کہ تم نے بھی کھو دیا کہ سمعنا وعصینا تو پھر تم بھی ان جیسے بن جاؤ گے) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝۲۲ بے شک بد ترین جانوروں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہرے گونگے جو نہ سمجھتے ہوں (یعنی حق سننے سے بہرے ہوں حق بولنے سے گونگے ہوں اور حق نہ سمجھنے میں بمنزلہ بے عقل کے ہوں تو (وہم لایسمعون) ایسے بدترین دواب میں سے ہیں) آگے فرماتے ہیں کہ (الذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون) میں طلب حق کی جو کہ (خیر) ہے وہ کلیۃً مفقود ہے۔ تو جب ان میں طلب حق کی نہیں ہے تو ہدایت سے محروم ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا اور اگر جانتے اللہ تعالیٰ ان میں (وہم لایسمعون) میں خیر کو ای طلب حق کو لَاَسْمَعَھُمْ تو ضرور سنواتے ان کو (ای اعتقاد حق کی ضرور توفیق دیتے ان کو) وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ اور یہ اگر سنوا دیں ان کو (نہ بصورتیکہ بلا طلب حق کے حق کو وقتی طور پر بوجہ نہ بھرتی اثرات مجلس نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو وہ لوگ مان لیں مقبور ہو کر) لَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۳ (تو جب مجلس سے باہر آئیں گے تو قہری اثرات مجلس کے ختم ہو جائیں گے) تو پھر یں گے بے رُخی کرتے ہوئے (**خلاصہ** یہ ہے کہ (الذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون) میں طلب حق کی نہیں ہے تو توفیق قبول کرنے کی ان سے مسلوب ہے لھذا جو مسلمان کسی حکم اسلامی پر عمل نہیں کریگا تو گویا کہ وہ اس حکم میں جو اس کا متروک العمل ہے بمنزلہ (الذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون) کے ہے لھذا اے ایمان والے (اطیعوا اللہ ورسولہ)

یہاں تک عمومی تعمیل حکم کا بیان ہے آگے خصوصی حکم جہاد میں تعمیل حکم کا بیان ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ (فرماتے ہیں (اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم) کہ جب تم نے شدید جنگی حالت میں رب اپنے کو پکارا تو تمہاری پکار کو سن لیا تو) اے ایمان والو اجابت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (احکامات شدیدہ میں جیسے جہاد ہے) اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ جس وقت بلائیں تم کو ایسے کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی (اخروی ہو) تو یہ آیت ایسے ہے جیسے کہ فرمایا (اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی) وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ اور یقینی طور پر جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتے ہیں آدمی کے درمیان اور اس کی دل کے درمیان (کہ مؤمن کی قلب حق بات کو قبول کرتی رہتی ہے بہ برکت اطاعت کے اور کافر کی قلب نہیں کرتی حق بات کو بہ نحوست مخالفت کے لھذا استجابت میں جلدی کیا کرو ورنہ عدم استجابت کی وجہ سے قبول حق سے محروم ہو گی) وَاَنَّہٗۤ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ اور جان لو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کیے جاؤ گے (جزاء سزاء کیلئے) **نجم الآیۃ** التحریض الی مبادرۃ الاعمال الصالحۃ آگے تھدید ہے مداہنت پر یا ترک نہی عن المنکر پر وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً اور بچو وبال ایسے ذنب سے کہ لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً نہیں پہنچے گا وبال اس ذنب کا صرف ان کو جنہوں نے ارتکاب کیا ہے تم میں سے اس کا

Marfat.com

(بلکہ دنیاوی لحاظ سے سب پر اثر انداز ہوگا جیساکہ صحیح ابن حبان میں حدیث مرفوع ہے (ان الناس اذ رأوا الظالم فلم یاخذ وا علی یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ تعالی بعقاب من عندہ) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۲۵ اور جان لو کہ اللہ تعالی سخت سزا دینے والے ہیں (مداہنین کو بھی جیسے کہ مرتکبین کو سخت سزا دینے والے ہیں) نجم الآیۃ التحذیر عن المعاصی المھلکۃ - آگے انعام خاص کا ذکر فرماتے کہ اس کا شکریہ اطاعت اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے تو (یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و رسولہ) کی تاکید ہوگئی وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور یاد کرو جس وقت تھے تم تھوڑے کمزور پڑے ہوئے (مکہ مکرمہ کی) سرزمین میں تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ اچک نہ لیں اور نوچ کھسوٹ نہ لیں تم کو لوگ (مکہ والے) فَاٰوٰىكُمْ پھر جگہ دی تم کو (مدینہ طیبہ میں) وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور قوت والا بنایا تم کو اپنی نصرت سے وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور روزی دی تم کو ستھری پاک حلال چیزوں سے (کہ غنائم کو حلال کردیا) لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۲۶ تاکہ تم شکر کرو (اللہ تعالی کے ان نعمتوں کا کہ مزید اطاعت پہ کمربستہ ہوجاؤ)

نجم الآیۃ التحریض علی الاطاعت فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ (آگے فرماتے ہیں کہ اطاعت میں مال اور اولاد مخل نہ بنیں جیساکہ نزلت الآیۃ فی ابی لبابۃ حین اشار بنی قریظۃ حین قالوا ننزل علی حکم سعد بن عبادۃ لا تفعلوا فانہ الذبح واشار الی حلقہ لان مالہ وولدہ وعیالہ کان عندھم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاصرھم احدی وعشرین لیلۃ الحدیث وکان ھذا الغزو لسبع بقین من ذی القعدۃ سنۃ خمس) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اے ایمان والے نہ خیانت کرو اللہ تعالی کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (کہ راز جنگی کی باتیں کفار تک پہنچاؤ) وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ (عطف علی (تخونوا) الاول) اور نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں کی (کہ افشاء اسرار میں تمہارا بھی نقصان ہے یا ہو) وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۲۷ حالانکہ تم جانتے بھی ہو (کہ افشاء اسرار کا مضر ہے) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور یقین کرو کہ یقینا تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ہیں امتحان کی چیزیں

ع ۳ ۹ ۱۴ بھی ہیں (کہ ترجیح ان کو دیتے ہو دین پر یا دین کو ترجیح دیتے ہو ان پر) وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۲۸ ع اور بے شک اللہ تعالی کے ہاں اجر بڑا ہے (لہٰذا دین پر کسی شیئ کو بھی ترجیح نہ ہو) نجم الآیۃ بیان ان للدین تفوقا علی کل شیئ - آگے دینی تفوق کے فضائل کا بیان ہے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو اگر تم ڈرتے رہو اللہ تعالی سے (کہ اس کی اطاعت کرتے رہو اور معاصی سے بچتے رہو) يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا تو کریں گے تمہارے لئے مدد اوپر تمہارے دشمنوں کے (کذا قال الزمخشری) وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اور محو اور زائل کردے گا تمہارے گناہوں کو (کہ دل سے ان کا اثر ختم کردیگا کہ پھر ان کی طرف میلان نہ ہوگا) وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور تم کو بخش دیگا (آخرت کے لحاظ سے کہ ان کا مؤاخذہ نہ کرے گا) وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۲۹ اور اللہ تعالی بڑے فضل والے ہیں (تو یہ سب کچھ تفضلاً ہے نہ وجوباً) نجم الآیۃ بیان فضائل التقوی من اللہ تعالی (آگے اللہ تعالی استشہاداً فرقان اور مخرج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرماتے ہیں - نیز پہلے مؤمنین پر جو خاص انعام تھا اسی کا ذکر تھا (فآواکم الآیۃ)

Marfat.com

آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی قبیلہ سے جو انعام تھا اسی کا ذکر ہے) وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (عطف علی قولہ تعالیٰ (اذ انتم قلیل) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے اواخر میں کفار نے مشورہ کیا دار الندوۃ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کہ ان کے ساتھ کیسے کیا جائے تو پھر سب کا مشورہ قتل پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی خبر دیتے ہیں کہ کفار کچھ بھی نہ کر سکے پھر بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیات بھی مدنی ہیں اور بعض نے کہا یہ سات آیات یک مکی ہیں) اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ کفار لوگ آپ کی ذات بابرکت کے خلاف تدبیریں کر رہے تھے لِيُثْبِتُوْكَ کہ آپ کو قید میں رکھیں (جیسے کہ ابوالحقیق نے کہا تھا) اَوْ يَقْتُلُوْكَ یا قتل کریں آپ کو (جیسے کہ ابو جہل نے کہا تھا) اَوْ يُخْرِجُوْكَ یا جلاوطن کر دیں آپ کو (جیسے کہ اخو بنی عامر نے کہا تھا **خلاصہ** یہ ہے کہ) وَيَمْكُرُوْنَ اور انہوں نے (آپ کے خلاف ہر قسم کی) تدبیریں وسوچ وغیرہ کر لی تھیں

وَيَمْكُرُ اللّٰهُ اور اللہ نے بھی (ان کی تدبیروں کے خلاف) فیصلہ دیدیا تھا (کہ ان کو بدر میں لے جا کر قتل کروا دیا) وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ محکم تدبیر والے ہیں **نجم الآیۃ** (وان اللہ مع المؤمنین) (انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الآیۃ)

آگے کفار مکہ کے خرافات کا بیان ہے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں ہمارے آیات ان کفار پر قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا تو جواب میں کہتے ہیں کہ بس ہم نے سن لیا ہے (یہ کوئی معجزہ والی بات نہیں ہے کیونکہ) لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اگر ہم ارادہ کر لیں تو اس قرآن کی مثل ہم بھی کہہ سکتے ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ نہیں یہ قرآن مگر احوالات ہیں پہلے لوگوں کے (یعنی یہ تاریخی حالات مکتوبہ ہیں انبیاء علیہم السلام سابقین کے اور ان کے امم کے تو ہم بھی ایسے قسم کے تاریخی حالات ان کے بیان کر سکتے ہیں کہ ان کے بعض کو فارس کے سفر میں بعض رہبان سے ایسی خبریں حاصل ہوئی تھیں) آگے ان کے مزید خرافات کا بیان ہے جو کہ جرأت علی اللہ کے قبیلہ سے ہے) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ انہوں نے کہا تھا اے اللہ اگر یہ قرآن برحق تیری طرف سے ہے (تو ہم ماننے نہیں ہیں سو نہ ماننے پر) فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ سو آپ برسا دیں ہم پر پتھر آسمان سے (جیسا کہ برسائے تھے اصحاب الفیل پر)

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ یا لاؤ ہم پر کوئی (اور) عذاب دردناک **فائدہ** اکثر قراء کے ہاں (الحقَّ) بنصب القاف ہے وخبر لکان لاصفۃ (لھذا) و (ھو) تاکید کما المؤکدۃ۔ (آگے اللہ تعالیٰ اس کے دو جواب فرماتے ہیں کہ گرچہ قرآن مجید برحق ہے ولیکن عذاب کے نزول سے دو امر مانع ہیں۔ ایک تو وجود ذات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ان کی استغفار ہیں جو کبھی کبھی استغفار کرتے تھے گرچہ وہ کافر تھے تاہم بھی استغفار کا دنیاوی فائدہ عذاب دنیاوی کا ٹرک جانا ہے۔ عن ابن عباس کانوا یقولون فی الطواف (غفرانك) وعن ابن عباس کان فیھم امانان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاستغفار فاما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد مضی واما الاستغفار فھو باق الی یوم القیامۃ وفی الترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل اللہ تعالیٰ علیّ امانین لامتی فاذا مضیتُ ترکت فیھم الاستغفار الی یوم القیامۃ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کہ ان کو ایسا عذاب کریں یا کرتے حالانکہ آپ بھی ان میں ہوں (یہ توجیہ باعتبار اس آیت کے مکی یا مدنی ہونے پر ہے) وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳

Marfat.com

اور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرنے والے حالانکہ وہ استغفار کرتے رہیں - آگے دوامی عذاب کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
فرما گئے اور انہیں نے استغفار بھی چھوڑ دیں تو دوامی عذاب کی وجہ سے بدر میں معذب ہوئے کما قال اللہ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ کرے (باوجود دوامی عذاب کے
کہ ان سے ان دوامی کا بھی صدور ہوا ہے) کہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے (صحابہ کو جبکہ صحابہ مکے میں تھے) یا روکا تھا مسجد حرام سے (واقعہ
حدیبیہ والے میں کہ احصار عن العمرہ ہو گیا تھا) وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ حالانکہ نہ تھے وہ متولی مسجد حرام کے اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا
الْمُتَّقُوْنَ نہیں ہیں متولی مسجد حرام کے مگر پرہیزگار لوگ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۴ ولیکن ان میں سے اکثروں کو
اس کی خبر نہیں ہے (البتہ بعض ان میں سے اس سے باخبر ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے) **نجم الآیات** ذکر اقوالہم الشنیعۃ
الموجبۃ للعذاب العاجل ولکن ببرکۃ رحمۃ للعالمین اجلوا الی اجل معلومۃ آگے ان کے افعال شنیعہ کا بیان ہے جس سے بھی
عذاب کے مستحق ہیں وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً اور نہیں ہے نماز ان کی مسجد حرام میں (جو کہ ملت
حنیف میں تھی) مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا (کہ مسجد حرام میں بھی ایسے عمل شنیع سے باز نہ آتے تھے خصوصاً جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں
نماز پڑھتے تھے تو آپ کے دائیں اور بائیں وہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے) یا معنی ہے کہ ان کی بجائے نماز ادا کرنے کے یہ غلط حرکتیں ہوتی تھیں پھر انہیں
جرائم کی متعدد غزوات میں یا مختلف شکلوں میں ان کو سزائیں ملیں پھر فرمایا فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۳۵ سو چکھو
عذاب کو بدلہ اپنے کفر کا **نجم الآیۃ** بچتے بچتے آخر معذب ہوئے دنیا میں - پہلے کفار کے احوال شنیعہ بدنیہ کا ذکر تھا آگے ان کے اموال
شنیعہ کا ذکر ہے جو دین کے خلاف خرچ ہوتا تھا فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یقیناً جو
لوگ کافر ہیں خرچ کرتے ہیں یا معنی ہے خرچ کر رہے ہیں اپنے مالوں کو تاکہ روکیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے (یعنی [illegible] جیسے انہوں نے بدر کی
جنگ میں خرچ کیا تھا) فَسَيُنْفِقُوْنَهَا سو آگے بھی خرچ کریں گے (جیسے احد میں اور دوسری جنگوں میں) ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
حَسْرَةً پھر ہوگا وہ مال خرچ کیا ہوا ان پر باعث حسرت کا (دنیا میں بھی کیونکہ) ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ پھر ہو جائیں گے مغلوب (یہ دنیاوی ان
کو سزا ملے گی کہ مال بھی خرچ ہوا اور مغلوبیت بھی ہو گئی - آگے اخروی سزا کا بیان ہے کہ) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۳۶
اور جو لوگ کافر ہیں ان کو قیامت میں جمع کیا جائے گا دوزخ کی طرف لے جانے کیلئے لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ تاکہ جدا کر دے
اللہ تعالیٰ ناپاک کافر کو پاک مؤمن سے (یعنی جہنم کی طرف کافروں کو لے جانے سے مؤمنین سے امتیاز ہو جائے گا کہ مؤمنوں کو جنت
کی طرف لیجایا جائے گا (آگے دوزخیوں کی کیفیت کا بیان ہے کہ) وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ اور کرے گا کافر خبیث کو بعض
ان کے دوسرے بعض پر (یعنی ان سب کو ایک دوسرے سے ملا دیں گے) فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا پھر ان سب کو ڈھیر کر دیں گے (یعنی ان سب کو
ایک دوسرے سے بہت زیادہ ضم اور ملا دیں گے) ومنہ (السحاب المرکوم) فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ پھر ڈال دیں گے اس خبیث کو (یعنی

Marfat.com

ع ۱۹ ۱۸

جمع شدہ کافروں کو) جہنم میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷ وہی لوگ ہیں نقصان والے (کہ دنیا میں مالی انفاق کا نقصان پھر مغلوبیت مزید برآں اور آخرت میں جہنم ہی جہنم) نجم الآیۃ والکفار هم الخاسرون ۔ آگے کفار کو اسلام کی مخالفت سے رُک جانے کی ترغیب ہے اور نہ رُکنے پر ترہیب ہے قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ فرما دیجئے کافروں کو اگر وہ رُک جائیں (اسلام کی مخالفت سے اور اسلام کو قبول کر لیں) تو سب پہلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے وَاِنْ يَّعُوْدُوْا اور اگر وہی کفر اور مخالفت والی عادت کو جاری رکھیں گے فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۸ تو یقینا قانون امم سابقہ مکذبین والا نافذ ہو چکا ہے (توان میں بھی نافذ کر دیا جائے گا اور ان میں وہ قانون بشکل جہاد کے نافذ ہوگا تو) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ اور (اے مسلمانو) قتال کرتے رہو کفار سے یہانتک کہ نہ رہے کفر اور شرک اور ہو جائے مکمل دین اسلام اللہ تعالیٰ کیلئے (کہتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں (یکون الدین کلہ للہ) ہوگا) نجم الآیۃ الجہاد ماض الی یوم القیامۃ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹ پھر اگر وہ رُک جائیں (کفر سے) تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں (یعنی ان کے ظاہری اسلام کو تم قبول کر لو یعنی کفار عرب کے حق میں اسلام ہے یا تلوار ہے جزیہ نہیں ہے) وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر روگردانی کریں (اسلام سے تو قتال کو جاری رکھو) فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ اور یقین کرو کہ یقینا اللہ تعالیٰ تمہارا مددی ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى کیا اچھا مددی ہے (اللہ تعالیٰ) وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰ اور کیا اچھا مدد کرنے والا ہے (اللہ تعالیٰ) نجم الآیۃ

هو مولينا وهو النصير

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ

شَيْءٍ اور یقین کر لو جو شیٔ تم کو (اے جماعت مجاہدین کی) بطور غنیمت کے (کفار سے) حاصل ہو (روی الکلبی انها نزلت فی بدر وعليه الجمهور ۔ وقال الواقدی کان الخمس فی غزوة بنی قينقاع بعد بدر بشهر وثلاثة ايام من شوال سنة اثنتين ۔

(الفرق بين الغنيمت والفيئ) غنیمت اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو کفار محاربین سے قتالا وقہرا حاصل ہو اور لغت میں اس مال کو کہتے ہیں جو کفار سے حاصل ہو ۔ اور فیئ اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو کفار سے صلحا حاصل ہو جیسے جزیہ وخراج وخمس الغنائم) فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (تو اس کے پانچ حصے کئے جائیں ۔ چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کئے جائیں علی وجہ الاستحقاق کما فہم من لفظ (انما غنمتم) اور اس کا پانچواں حصہ مجاہدین کا ملک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی ملک میں رکھا ہے

Marfat.com

البتہ اس کے پانچ مصارف ہیں پھر ان کی تقسیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صوابدید پر ہے تو یہ مصرف ہیں ان میں سے جن کو جتنے قدر دیویں) فرمایا سو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کا پانچواں حصہ وَلِلرَّسُوْلِ (پھر اسی پانچویں حصہ کو پانچ حصوں میں بطور مصرف کے یوں تقسیم کیا جائے گا کہ اس میں سے) ایک حصہ ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وَلِذِی الْقُرْبٰی اور ایک حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت والوں کا ہے (جو کہ بنو ہاشم وبنو المطلب ابنی عبد مناف ہیں نہ کہ جو بنی عبد شمس وبنی نوفل ابنی عبد مناف ہیں کیونکہ پہلے دو کشیئ واحد تھے تعاون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جاہلیت میں بھی۔ بنو ہاشم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قبیلہ تھا اور بنو عبدالمطلب کو اس لیئے شامل کیا گیا کہ یہ قبیلہ بنو ہاشم سے جاہلیت میں تعاون میں رہا یہاں تک کہ قریش مکہ نے جب غذائی وغیرہ مقاطعت کا بنو ہاشم سے اعلان کیا بوجہ ان کے تعاون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کو شعب ابی طالب کے نام سے جو شعب ہے اس میں بند ہونے پر ان کو مجبور کر دیا تو بنو عبدالمطلب بھی اسی مقاطعہ میں شامل ہوگئے گرچہ کفار نے ان سے مقاطعہ کا اعلان نہ کیا تھا (وروی الشافعی بسندہ عن جبیر بن مطعم قال قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہم ذوی القربی بین بنی الهاشم وبنی المطلب ولم یعط احدا من بنی عبد شمس ولا بنی نوفل شیئا) ثم یعطی سہم ھذہ القرابة الغنی والفقیر والذکر والانثی منهم ثم سہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقط بموته صلی اللہ علیہ وسلم کما اجمعوا ان سهم الصفی سقط بعد موته صلی اللہ علیہ وسلم وکذالک سہم ذوی القربی ایضا سقط بموته صلی اللہ علیہ وسلم واما حکم السلب فحکمه حکم الغنیمة الا ان یقول الامیر من قتل قتیلا فله سلبه فیکون حینئذ له ای کله ولم یخمس) وَالْیَتٰمٰی جمع یتیم وہ وہ غیر بالغ ہے جس کا باپ زندہ نہ ہو وَالْمَسٰکِیْنِ جمع مسکین اور وہ وہ ہے جس کیلئے قوت بدن کی اور کپڑا ستر بدن کیلئے نہ ہو اور (فقیر) وہ ہے جس کیلئے مال قدر نصاب سے کم ہو یا قدر نصاب کے ہو ولیکن مستغرق حاجت کے ہو وَابْنِ السَّبِیْلِ اور مسافروں کیلئے یعنی پہلے دو حصوں کے علاوہ یہ تین حصے بھی ہیں یعنی کل پانچ مصارف ہیں اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ تعالیٰ پر (فسلموا الخمس الیهم) وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا اور (اگر ایمان لاتے ہو) اس پر جو نازل فرمایا تھا ہم نے اوپر اپنے عبد کے (یعنی من الملائکة والنصرة) یَوْمَ الْفُرْقَانِ فیصلہ کے دن میں یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ یعنی جس دن دونوں فوجیں باہم مقابل ہوگئی تھیں (تو خمس ان کے حوالہ کردو) وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (کہ تمہیں چار اخماس کا مستحق بنا دیا ورنہ امم سابقہ پر اتنا بھی حلال نہ تھا لہذا خمس خوشی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردو تاکہ مصارف میں تقسیم کریں) **نجم الآیة** حکم الغنائم التی هی زائدة علی اجر المجاهدین فی الآخرة (سورت انفال میں غزوہ بدر کا اور جہاد کا بیان ہے چونکہ جہاد میں غنائم حاصل ہوتے ہیں تو ان کے تقسیم کے قوانین کو ذکر فرمایا ہے اس سے قبل قریب میں بطور جملہ معترضہ کے جو کہ اشد ضروری تھا جو کہ قبیلہ ترغیب اطاعت اور ترہیب مخالفت سے تھا اس کو ذکر فرمایا ہے۔ آگے پھر غزوہ بدر کے کیفیات کا ذکر ہے) فرمایا اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا یاد کرو اس وقت کو جب کہ تم مسلمان تھے وادی بدر کے اقرب (الی

المدینۃ) کے کنارے پر وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى اور وہ کفار تھے وادی بدر کے ابعد (من المدینۃ کے کنارے پر) اور اسی جانب
پر پانی موجود تھا نہ اس کنارے جدھر مسلمان تھے بلکہ مسلمان والے جانب لڑائی بہت مشکل تھی کہ ریت والا علاقہ تھا) وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ
مِنْكُمْ اور قافلہ (ابوسفیان والا) تم سے نیچے والی جانب سے (ساحلی راستہ کے ذریعہ بچکر) نکل گیا تھا وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ اور اگر
تم اور وہ آپس میں کوئی (وقت کا) وعدہ کرتے لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ تو اختلاف کرتے وقت پر پہنچنے میں (کہ تم میں قلت تھی
اور ان میں تمہارا رعب تھا) وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ولیکن ایک کام جو (تقدیر میں) مقرر ہو چکا تھا اللہ تعالی نے
اس کو پورا کرنا تھا (تاکہ حق ظاہر ہو جائے پھر) لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ تاکہ مرے جو مرا تھا (کفار سے) قیام حجت کے
بعد (کہ قلت کے باوجود بھی غلبہ مسلمانوں کو ہوا ہے تو یہ دلیل ہے اسلام کے حق ہونے کی) وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ اور تاکہ زندہ
رہے جو بچ گیا ہے (قتل سے) بعد قیام حجت کے (کہ اسلام برحق ہے) وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ اور اللہ خوب سننے والے ہیں
(ہر شخص کے کلمات کو خواہ اسلامیہ ہوں یا کفریہ) خوب جاننے والے ہیں (فریقین کے نیات کو) اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ
قَلِيْلًا بدل ثان من (یوم الفرقان) یاد کرو کہ جس وقت آپ کو اللہ تعالی نے دکھلایا تھا کفار کی فوج تھوڑی آپ کی نیند میں۔ (تو شاید
بعض کافر نظر آئے اور بعض نظر نہ آئے ہوں تو نبوت یہ خواب جو بتلایا ہوگا تو صحابہ کرام مزید تسلی کر گئے کہ یہ نشانی ہے صحابہ کے فتح کی) وَ
لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا اور اگر (خواب میں) آپ کو ان کی فوج کثیر دکھلاتے (جتنی ہے اتنی دکھلاتے یا اس سے زیادہ اور آپ صحابہ کو یہ خواب
بتلاتے) لَّفَشِلْتُمْ تو تم (اے جماعت صحابہ کی) ہمتیں ہار جاتے (نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اشجع الناس) وَلَتَنَازَعْتُمْ
فِي الْاَمْرِ اور تم اختلاف آراء کا کرتے امر قتال میں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ولیکن اللہ تعالی نے بچا لیا (تم کو فشل اور تنازع سے) اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۳ بے شک اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں اسرار سینوں کے وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ
فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا (بدل ثالث من (یوم الفرقان) هذا ایضا من النعم البدریۃ) اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ (یقظہ) میں
دکھلایا تھا تم کو ان کی فوج مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی (تو شاید بعض کفار نظر آئے اور بعض نظر نہ آئے تاکہ مسلمانوں
کی جرأت میں اضافہ ہو) وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ اور تم کو تھوڑا دکھلایا ان کی آنکھوں میں (تاکہ وہ میدان سے بھاگ نہ جائیں
پھر جب لڑائی زور دار شروع ہو گئی تو ان کو مرعوب کرنے کیلئے مسلمان ان کو اُن کے دوہرے نظر آنے لگے تو بعض فرشتے انسانی شکل
میں مسلمانوں کی صفوں میں مل گئے ہوں والعلم عند اللہ کما قال اللہ تعالی (یرونهم مثلیهم رأی العین) کفار دیکھ رہے تھے
مسلمانوں کو اپنا دوہرا دیکھنا آنکھوں کا) لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ کر ڈالے اللہ تعالی ایک کام کو جو تقدیر میں ہو چکا
تھا (یعنی قتل ستر کا اور قید ستر کا اور باقی کا فرار اور شکست اور پہلے بھی فرمایا ہے (لیقضی اللہ امرا کان مفعولا) اس سے مقصد مستعدی
لڑائی کی ہے اور یہاں سے مقصد لڑائی کا نتیجہ جو فتح تھا وہ مقصود ہے) وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴۴ ع اور تمامی امور ع

Marfat.com

اور مقدمات کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے (یعنی فریقین کے مقدمات جنگی کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یوم القیامت میں کما قال اللہ تعالیٰ (ھٰذان خصمان اختصموا فی ربھم) الآیۃ آگے اللہ تعالیٰ جنگی فتوحات کے اصول ذکر فرماتے ہیں ۱ ثبات قدمی ۲ کثرت سے ذکر اللہ ۳ اطاعت اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۴ آپس میں عدم تنازع ۵ عدم فخر و ریاء ۶ عدم تلقین اسلام کے خلاف یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً اے ایمان والے جب مقابلہ کرو کسی جماعت (کفار سے) ۱ فَاثْبُتُوْا تو ثابت قدم رہو (یعنی میدان سے بھاگو نہ وکما قال اللہ تعالیٰ وثبت اقدامنا) ۲ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو (یعنی اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے ثبات قلبی کا اور ذکر لسانی کا) لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۴۵ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ (جہاد میں) ۳ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا (کہ خصوصاً جہاد میں کوئی کام خلاف شرع کے نہ ہو) ۴ وَلَا تَنَازَعُوْا اور تنازع آراء کا نہ ہو (امام سے اور آپس میں) فَتَفْشَلُوْا ورنہ بے ہمت ہو جاؤ گے (باہمی نا اتفاقی سے) وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ورنہ چلا جائے گا رعب تمہارا (قلوب دشمن سے بوجہ تمہارے اختلاف آراء کے) وَاصْبِرُوْا اور صبر کرتے رہنا (شدائد میں یا یہ تفسیر ہے (فاثبتوا) کی بڑے رعب کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہنا) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۴۶ بے شک اللہ تعالیٰ کی معیت میدان جہاد میں ان لوگوں کے ساتھ ہے جو میدان میں رعب کے ساتھ جمے رہتے ہیں۔ آگے تشبہ بالاعداء سے احتراز کی تلقین فرماتے ہیں ۵ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا اور نہ ہونا مشابہ ان کافروں کے جو نکلے تھے اپنے گھروں سے فخر کرتے ہوئے وَّرِئَآءَ النَّاسِ اور لوگوں کے دکھلانے کو (کہ ہمارے پاس کتنا سامان جنگی ہے اور ہم بڑے بہادر ہیں تاکہ باقی ماندہ لوگوں پر ان کا اثر پڑے اور ان کو دین سے بُعد ہو) ۶ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے تھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے (لوگوں کو کہ جو دین میں داخل ہوگا اس کا بھی حشر مسلمانوں جیسا کریں گے) وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۴۷ اور اللہ تعالیٰ پورا قابو میں پانے والے ہیں ان کے اعمال کو (خواہ فخریہ ہوں یا ریائیہ ہوں یا صدیہ ہوں یا کوئی ہوں) **نجم الآیۃ** کیفیات بدریہ کا بیان اور تقدیر الٰہیہ کے نفوذ کا بیان اور اصول جہاد کا بیان

آگے تذکیر نعم بدریہ کا پھر بیان ہے کہ مشرکین کو بنو بکر بن کنانہ سے اس موقع میں خطرہ تھا کہ شاید وہ بھی ان کے خلاف قتال کیلئے آجائیں کہ مشرکین نے ایک کنانی کو قتل کیا ہوا تھا تو اولاً ابلیس نے مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف تلبیسات اور وساوس شیطانیہ کے ذریعہ اُبھارتا رہا پھر بصورۃ سراقہ بن مالک ابن جعشم کی شکل میں مع اجناد شیاطین کے جو کہ سب انسانی شکل میں تھے مشرکین کے تعاون کیلئے آگیا فرمایا وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ یاد کرو اس وقت کو جبکہ (بذریعہ تلبیسات اور وساوس کے) خوشنما کر کے دکھلایا تھا شیطان نے ان کے اعمال کو (یعنی مسلمانوں کے خلاف جو مشرکین کی تیاریاں جنگی تھیں وہ مشرکین کو خوشنما معلوم ہو رہی تھیں) وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ اور کہا تھا ابلیس نے (مشرکین کو) کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن (یہ پھر سراقہ بن مالک کی شکل میں بنکر کہا تاکہ کافروں کو تشجیع ہو) وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ اور میں تمہارا یقیناً حمایتی ہوں فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے آگئیں (میدان بدر میں اور جبرئیل کو

Marfat.com

ایک ہزار فرشتوں سمیت مسلمانوں کی حمایت میں دیکھا) نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ تو الٹے پاؤں پیچھے بھاگا وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ
اور کہا کہ یقیناً میں تم سے بیزار ہوں اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ بے شک میں دیکھ رہا ہوں وہ چیزیں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو (یعنی فرشتے)
اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے (کہ شاید میری مہلت اس وقت تک ہو پھر موت آجائے اور عذاب میں مبتلا ہو جاؤں)
ع وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۴۸ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والے ہیں **نجم الآیۃ** التلبیسات الشیطانیۃ کانت
ھباء منثورا۔ آگے مسلمانوں کے خلاف منافقین کی شہرت بد کا بیان ہے اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
یاد کرو جبکہ کہا تھا (مدینہ منورہ کے) منافق لوگ اور وہ لوگ جن کی دل میں مرض تھی (منافقت کی کما قال اللہ تعالیٰ (فی قلوبہم مرض بقرۃ)
غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر کر (ان کو دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے کہ دین کے بھروسے اپنے کو خطرہ میں ڈال
رکھا ہے) وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (ان کے جواب فرمایا) اور جو شخص بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ پر سو اللہ زبردست
ہے (تو اس کا بھروسہ صحیح ہے) بڑے حکمت والے ہیں (کہ وقتی شکست بھی ہو تو اس میں حکمت ہوگی) **نجم الآیۃ** منافقین کی بد شہرت
کا دندان شکن جواب۔ آگے کفار بدر کی موت کی کیفیت شدیدہ اور قطعیہ کا بیان ہے وَلَوْ تَرٰٓى والمضارع بمعنی الماضی لان (لو) الامتناعیۃ
ترد المضارع ماضیا کما انّ (ان) ترد الماضی مضارعا والمعنی لو رأیت اور اگر آپ دیکھتے اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ جس
وقت کہ موت کے گھاٹ اتارتے تھے فرشتے کافروں کو (بدر میں تو ایک امر فظیع اور دہشت ناک دیکھتے) يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ
کہ وہ فرشتے مارتے تھے کافروں کے مونہوں پر اور پیٹھوں پر (کوڑے نار کے اور کہتے تھے کہ) وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۵۰ اور چکھو عذاب
جلنے کا (بوقت موت کے آگے کا اور شدید عذاب ہے) ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ بدلہ ہے اسی کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے
بھیجا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۵۱ عطف علی (ما) اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بالکل ظلم کرنے والے نہیں ہیں (کیونکہ
تم اس عذاب کے مستحق ہو تو ہر حق والے کو اس کا حق ملنا چاہیئے تو یہ عذاب تمہارا اپنا حق ہے جو تم کو مل رہا ہے تو یہ عدل ہے) كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ
جوزوا ھٰؤلاء بالقتل والسبی والضرب والعذاب کما جوزوا آل فرعون بالغرق (یہ سزاء ان کفار بدر کے بارے میں ایسی ہے) جیسے دستور
فرعون والوں کے حق میں تھا وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور ان لوگوں کے حق میں تھا جو ان سے پہلے تھے (یعنی نوح علیہ السلام کی قوم اور قوم عاد
اور قوم ثمود اور لوط علیہ السلام کی قوم اور شعیب علیہ السلام کی قوم) كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ انکار کیا انہوں نے آیات الٰہیہ کا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ
سو پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے بسبب ان کے جرائم کے اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۵۲ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں سخت عذاب
کرنے والے ہیں ذٰلِكَ یہ شدید العقاب ہمارے ایک قانون کے تحت ہے جیسا کہ فرمایا (ذلک ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واھلھا
غافلون) اور وہ قانون یہ ہے کہ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یقیناً اللہ
تعالیٰ نہیں بدلتے کسی ایسی نعمت کو جو عطاء کی ہو کسی قوم کو (یعنی نہیں چھینتے نعمت کو) جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے (یعنی اللہ

تعالی جب کسی قوم میں نبی اللہ مبعوث فرماتے ہیں پھر وہ لوگ ان کی تکذیب کرتے ہیں اور ایذائیں دیتے ہیں تو گویا کہ بجائے شکر یہ نعمت بعثت والی کے انہوں
نے کفران نعمت کا کیا تو وہ نعمت ان سے اس طریقہ سے اٹھالیتے ہیں کہ بجائے نعمت کے نقمت اور عذاب میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا
(وبدلناهم بجنتيهم جنتين ذواتي اكل خمط واثل وشيئ من سدر قليل) تو مکہ والے اگر نعمت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر کرتے
اور ایمان لاتے تو موت کے وقت ان پر فرشتے رحمت کے اترتے جیسا کہ مؤمنین کے حق میں ایسا ہے (الذين تتوفهم الملائكة طيبين يقولون
سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون) اور جبکہ انہوں نے تکذیب وکفران اس نعمت کا کیا ہے تو موت کے وقت فرشتے نقمت اور عذاب والے اترین
ہیں اور اترتے رہیں گے وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳ اور یقینا اللہ تعالی سننے والے ہیں (سب کے اقوال کو) جاننے والے ہیں (سب کے نیات کو)
آگے فرماتے ہیں کہ مکہ والوں پر نعمت کے کفران پر نقمت والا قانون ایسا ہے كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مثل قانون
وحال فرعون والوں کے ہے اور جو ان سے پہلے تھے (جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ کہ انہوں نے جھٹلایا اپنے رب کے
آیات کو فَاَهْلَكْنٰهُمْ پھر ہلاک کر دیا ہم نے ان کو بِذُنُوْبِهِمْ بسبب ان کے جرائم کے (چونکہ فرعون کی تکذیب علیحدہ قسم کی شدید
تھی کہ اس نے کہا تھا (انا ربكم الاعلى) تو ان کے عذاب کو ایک جداگانہ شکل میں ذکر فرمایا ہے) وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ہم نے غرق
کر دیا فرعون والوں کو (اس دریا میں جس کے بارے میں اس کو ناز تھا کہ کہا تھا (وهذه الانهار تجري من تحتي) وَكُلٌّ كَانُوْا
ظٰلِمِيْنَ ۝ اور تھے سب کے سب ظالم لوگ (تو ظالم کا نتیجہ ہلاکت ہے) **نجم الآيات** التحذير عن الكفر والتكذيب في
ضمن التذكير بايام الله تعالى والتحذير عن الكفران بنعم الله تعالى من نقم الله تعالى ۔ کفار جو ظالم تھے ان کی ہلاکت کے بیان کے
بعد ان کی مزید صفت شنیعہ کا بیان اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یقینا بدترین سب جانوروں میں اللہ تعالی کے
ہاں وہ ہیں جو کفر پر راسخ ہیں فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۵ سو وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ آگے ان یہود کی مذمت کا بیان ہے جنہوں نے بدر
میں نقض عہد کا کر کے کفار کی مدد کی کہ ان کو اسلحہ دیا تھا اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ بدل من (الذين كفروا) ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ
عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ جن کا حال یہ ہے کہ آپ ان سے کئی بار عہد لے چکے ہیں (عدم محاربہ کا) پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ لیتے ہیں
(جیسے یہود بنی قریظہ کہ پہلے عدم محاربہ کا عہد کیا تھا کہ نہ ہم خود جنگ کریں گے آپ کے ساتھ اور جو آپ سے جنگ کرے گا نہ ان کا تعاون
کریں گے کسی قسم کا ۔ پھر وہ نقض عہد کا کرتے ہوئے کفار مکہ کا بدر میں اسلحہ کا تعاون کیا تھا پھر دربار نبوت میں آکر معذرت
کی کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو پھر نیا عہد کیا پھر غزوہ خندق میں کفار مکہ کے ساتھ ہو گئے قالہ ابن عباس) وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝۵۶
اور وہ نہیں ڈرتے (عہد شکنی کے نتائج سے) آگے ان ناقضین کا حکم ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ سو اگر قابو پالو ان پر
لڑائی میں فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ تو (ان کو ایسی سزاء دو کہ) ان کے ذریعہ منتشر کر دو ان کے پچھلوں کو لَعَلَّهُمْ
يَذَّكَّرُوْنَ ۝۵۷ تاکہ وہ لوگ سمجھ جائیں (کہ نقض عہد کا یہ وبال ہے جیسا کہ غزوہ خندق کے نقض عہد کے نتیجہ میں یہود

Marfat.com

بنی قریظہ کو وہاں نقض کا بھگتنا پڑا کہ سات سو یا نو سو ان میں مردان قتل کئے گئے باقی نسوان وغیرہ قیدی بنائے گئے یہ علانیہ نقض عہد کا حکم ہے **نجم الآیۃ** التحذیر عن نقض العہد ۔ آگے خفیہ نقض کے حکم کا بیان ہے جیسے قبیلہ خزاعہ والے جو حلیف تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مکہ کے کفار نے بعد عہد عدم محاربۃ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے حلیفوں کے ساتھ کہ ان کے خلاف بھی کسی کا تعاون نہ کریں گے تو خزاعہ کے محاربین کا کفار مکہ نے تعاون کیا جو خفیہ نقض ہے تو اس کے بارے میں حکم ہے کہ ان کے ساتھ نبذ عہد کا کرو و کھلم کھلا کہ تمہارا ہمارا معاہدہ ختم) **وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً** اور اگر آپ اندیشہ کریں کسی قوم سے نقض عہد کا (جیساکہ کفار مکہ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف قبیلہ خزاعہ کے خلاف ان کے محاربین کا تعاون کیا تو ظاہر ہے کہ ان کو جب موقع ملا تو صلح حدیبیہ والے معاہدہ کا اچانک نقض کریں گے) **فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ** تو پھینک دو (وہ عہد) ان کی طرف کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں (کہ آپ کی طرف سے شائبہ بھی خیانت کا نہ رہے جیسے ابو سفیان اس نقض خفیہ کے بعد پھر تجدید معاہدہ کیلئے مدینہ منورہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جدید معاہدہ نہ کیا تو یہ بھی نبذ علی سواء کے قبیلہ سے ہے) **إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ** ۵۸ ع ۱۰/۲

یقینا اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے **نجم الآیۃ** بیان اجازۃ النبذ علی صورۃ خوف الغدر ۔ آگے پھر تھدید ہے کفار کو خواہ بدر میں شریک ہوئے یا نہ یا غادر عہود کے تھے یا نہ فرمایا **وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا** اور نہ گمان کریں کافر لوگ کہ وہ بھاگ نکلے ہیں (میدان بدر سے) یا معنی ہے کہ نہ خیال کریں کافر لوگ کہ وہ بچ گئے ہیں (کیونکہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے) **إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ** ۵۹ یقینا وہ کافر لوگ نہیں عاجز کر سکتے (اللہ تعالی کو اس کی گرفت سے جتنی بھی وہ چالاکیاں کریں)

نجم الآیۃ التسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آگے حکم ہے جہاد کیلئے آلات جہاد کی تیاریوں کا **وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ** اور تیار کرو کافروں کے ساتھ جہاد کیلئے جتنے قدر تم طاقت رکھتے ہو طاقت (ہتھیاری) **وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ** اور باندھنے گھوڑوں سے (یعنی پلے ہوئے گھوڑوں سے) (یعنی آلات حربی جتنے قدر تم سے ہو سکتے ہیں پوری طرح تیار رکھو) **تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ** ڈرواتے رہو ذریعہ قوت (حربی) کے اللہ تعالی کے دشمنوں کو (یعنی کافروں کو) **وَعَدُوَّكُمْ** اور اپنے دشمنوں کو (جو تمہارے ختم کرنے کی فکر میں ہیں بوجہ تمہارے مجاہد ہونے کے) **وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ** اور ڈرواؤ ان کفار کو (جو برسر پیکار ہیں) کے علاوہ دوسرے کافروں کو (جو فی الحال برسر پیکار نہیں ہیں) **لَا تَعْلَمُونَهُمُ** جو تم نہیں جانتے ہو ان کو (کہ برسر پیکار ہونے والے ہیں) **اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ** اللہ تعالی جانتے ہیں ان کو (کہ وہ برسر پیکار ہونے والے ہیں جیسے کفار فارس اور روم وغیرھم) **وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ** اور تم اللہ تعالی کے راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے پورا پورا دیا جائے گا (ان کا اجر آخرت میں) **وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ** ۶۰ اور (ثواب میں) تمہارے لیئے کمی نہ کی جائے گی **نجم الآیۃ** الاعتداد بجهاد علی نہایۃ الاستطاعۃ ۔ آگے فرماتے ہیں کہ جب جہاد کے آلات حربی کلیۃ تمہارے پاس موجود ہوں اور دشمن

مرعوب ہوکر کوئی صلح کا معاہدہ کرنا چاہے تو آپ صلح کرلیں وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور اگر کفار صلح کی طرف جھک جائیں تو آپ اس طرف جھک سکتے ہیں (اگر اس میں مصلحت ہو والضمیر فی (لها) راجع الی الجنحة ای الفعلة) وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ پر (کہ شاید صلح میں ان کی کوئی چالاکی ہو تو ایسے احتمال سے اندیشہ نہ فرمائیں بلکہ (وتوکل علی اللہ) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱ بے شک وہ وہی ہے جو سننے والا ہے (تمامی اقوال کو) جاننے والا ہے (تمامی نیات کو تو وہ ذات کافی ہے) وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ اور اگر وہ ارادہ رکھتے ہیں (ظاہری صلح سے) کہ آپ کو دھوکہ میں رکھیں (اصل میں ان کا مقصد آپ سے غدر کرنا ہے) فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ تو یقینا آپ کو کافی ہے اللہ تعالیٰ (جیسے کہ) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وہ وہی ہے جس نے آپ کو قوت دی تھی اپنی غیبی امداد سے (یعنی ملائکہ سے) وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲ اور مؤمنین سے (یعنی ظاہری امداد سے) آگے (وبالمؤمنین) کے باہمی محبت فی اللہ کو ذکر کرتے ہیں کیونکہ قبیلہ اوس اور خزرج کے باہمی عداوتیں نفسانی بہت قدیم سے آرہی تھیں تو جبتک افراد کی اجتماعی قوت نہ ہو اتنے تک دشمن پر کامیابی نہیں ہوسکتی جیسا کہ فرمایا ہے (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا) تو فرمایا وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ اور اللہ تعالیٰ نے اتفاق پیدا کیا ہے مؤمنین کے قلوب میں (تاکہ ان کی اجتماعی قوت بنکر دشمن کا مقابلہ ہو) لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اگر آپ خرچ کردیتے جو کچھ زمین میں ہے تمام کا تمام (ان کی دلیں ایسے ایک دوسرے سے متنفر تھیں کہ) مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ تو بھی ان کے قلوب میں اتفاق نہ لا سکتے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں اتفاق کو پیدا کردیا ہے (بہ برکت اسلام کے اور آپ کے صحابی ہونے کے کما قال اللہ تعالیٰ (ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمٰن ودا) اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۳ یقینا اللہ تعالیٰ زور آور ہے (تو الفت ان کے درمیان صفت عزیز کا اثر ہے) حکمت والا ہے (کہ الفت قلوب میں قوت کو مودع رکھا ہے)

نجم الآیة التحریض علی المصالحة (وان جنحوا للسلم) والتحریض علی التوکل علی اللہ تعالیٰ (وتوکل علی اللہ) پہلے فرمایا ہے کہ عند المخادعة (حسبک اللہ) آگے فرماتے ہیں کہ مطلقا (حسبک اللہ) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۴ ع اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ (فی الحقیقت) اور جتنے آپ کے ساتھ ہیں مسلمان (فی الظاہر) (یعنی یہ قلیل جماعت مؤمنین کی آپ کے فوجی کافی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (وکم من فئة قلیلة غلبت کثیرة باذن اللہ) تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کفایہ کا ذکر فرمایا ہے تو آگے ترغیب جہاد کا بیان فرماتے ہیں) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ای نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب دیں آپ مؤمنین کو جہاد بالکفار پر (آگے اللہ تعالیٰ اپنی کفایہ کی ایک اور شکل ذکر فرماتے ہیں جو کہ شکل خبر میں ہے مراد امر جس کی دلیل آگے اس امر کا نسخ ہے جو کہ امر کیلئے ہوتا ہے نہ خبر کیلئے تو شکل خبر میں تبشیر بالمؤمنین ہے جس میں ترغیب جہاد کی ہے کما قال اللہ تعالیٰ) اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ اگر ہوں تم میں بیس شخص میدان جہاد میں رعب کے ساتھ قدم جمانے والے تو غالب ہوں دو سو پر یعنی غالب آجائیں گے دو سو پر (اس وقت کے لحاظ سے بیس افراد کی قوت اجتماعی کم سے

Marfat.com

کم اتنی ضرور ہو جہاد کیلئے جیسے سریہ میں تو یہ بھی بڑی قوت ہے جیسے دو سو افراد کی اجتماعی قوت ہوتی ہے وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ اور اگر ہوں تم میں سو آدمی (جو ثابت قدم ہوں جوش کے ساتھ میدان جہاد میں) يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تو غالب ہوں ہزار کافروں پر یعنی غالب آجائیں گے ہزار کافروں پر (یعنی مسلمانوں کی طاقت دس فی کو نہ تو ضرور ہو گی یہ بوجہ اس کے ہے کہ مسلمانوں میں تفقہ فی الدین ہے تو یہ اس کی برکت ہے باقی کافر لوگ ان میں ایسی طاقت نہیں ہے) بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵ بوجہ اس کے کہ وہ ایک قوم ہے جن کو دین میں سمجھ نہیں ہے (ابتداء اسلام میں مسلمانوں میں بہت قلت تھی تو کافروں میں ظاہر ہے کہ بڑی کثرت تھی تو قلیل پر کثیر کی مدافعت کا بار تھا تو قلیل اپنے شانہ پر شدید ذمہ داری سمجھتا تھا تو بڑے جوشان تھے جیسے بدر میں پھر احد میں پھر غزوہ خندق میں تو بدر میں مسلمان تین سو تیرہ تھے اور مقابلہ میں کافر لوگ ہزار کی تعداد میں تھے اور احد میں مسلمان سات سو تھے اور کافر تین ہزار تھے۔ خندق میں مسلمان دو ہزار تین سو تھے اور مقابلہ میں کافر بارہ ہزار تھے تو ظاہر ہے کہ مدافعت کی ہر ایک مسلمان پر شدید ذمہ داری تھی۔ پھر جب اسلام کثرت میں پھیلتا جا رہا تھا تو مسلمانوں کی تعداد کثیر ہوتی جا رہی تھی اور کفار کی تعداد گھٹتی جا رہی تھی تو مسلمانوں میں طبعی طور پر ذمہ داری مدافعت کی کم ہوتی جا رہی تھی کہ مدافعت کی ذمہ داریاں سب مسلمانوں میں تقسیم ہوتی جا رہی تھیں تو طبیعت کا تقاضہ ہے کہ جوش مدافعت کا کم ہو جائے تو فرمایا اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم سے (بار مدافعت کا کہ اسلام میں قوت آگئی ہے اور کفر میں ضعف جیسا کہ فرمایا ہے (فاستوی علی سوقہ) وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا اور جان لیا ہے کہ یقیناً تم میں جوش کی کمی آگئی ہے (بوجہ ضعف کفر کے اور قوت اسلام کے کہ بار مدافعت کا اور نئے مسلمانوں میں تقسیم ہو گیا ہے تو اس میں اوائل کے مسلمانوں کی مدح ہے کہ اس میں تمہارے کارنامے جہادی کو دخل ہے تو اب مدافعت کی ذمہ داری ہر ایک سے کم کر دی ہے یعنی ایک اور دو کی نسبت کو باقی رکھا گیا ہے کہ (الاسلام یعلو ولا یُعلی) فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے جوشان کے ساتھ میدان جہاد میں (جہاد میں صبر کا یہ معنی ہے) يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ تو غالب ہوں دو سو پر یعنی دو سو پر غالب آجائیں گے وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ اور اگر ہوں تم میں ہزار (صبر کرنے والے) يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تو غالب ہوں دو ہزار پر یعنی غالب آجائیں گے دو ہزار پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے (یعنی پھر بھی غلبہ میں اصل دخل اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہے) وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶ اور اللہ تعالیٰ کی معیت ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے

نجم الآیۃ التحریض علی القتال فی ضمن بیان الغلبۃ علی الکفار (ثم قیل کان العشرون تمثیلا للسریۃ والمائۃ تمثیلا للجیش فلما اتسع نطاق الاسلام وذلک بعد زمان کان المائۃ تمثیلا للسرایا والالف تمثیلا للجیش) (ابتداء سورت میں قصہ بدر کا تھا پھر اسی کے باقی حصہ کو آخر سورت میں ذکر فرماتے ہیں جو کہ فدیہ کے قبیل سے ہے کما قال اللہ تعالیٰ (فشدوا الوثاق فاما منًّا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا) چونکہ فدیہ لینا بھی قیدی سے جائز تھا تو بدر میں جو ستر قیدی تھے ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا کما قال ابو بکرؓ ناخذ الفداء للتقوی علی الجہاد تو ظاہر ہے کہ یہ غرض محمود ہے بقاء محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا فدیہ سو اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یا چھ دنانیر کا۔ بنی اسماعیل

Marfat.com

سے جو کافر تھے وہ جب قیدی بن جائیں تو ان کے بارے میں تین اختیار تھے ۔ قتل یا مفت چھوڑ دینا جیسے ہوازن کے قیدی مفت چھوڑ دیئے گئے تھے یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا جیسے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا مفسرین محققین کا رجحان ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان قتل کا تھا اور جمہور من مباشری الحرب کا مشورہ فدیہ کا تھا کما اشار الیہ صیغۃ الجمع (تریدون عرض الدنیا) تو آگے خطاب نبوت کو ہے اور مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے فدیہ کا مشورہ دیا تھا جو ابتداءً دنیاوی سامان ہے گرچہ انتہاءً محمود تھا جبکہ اسی سے سامان اور آلات حربی صحابہ نے خریدے تھے جیسا کہ فرمایا ہے (واعدوا لهم ما استطعتم من قوة) قال اللہ تعالی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شان شایان سے نہیں ہے (جیسا کہ محققین مفسرین کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ فدیہ کا نہ تھا) أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ کہ ان کے قیدی باقی رکھے جائیں حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ جب تک کہ وہ زمین میں خوب خون ریزی نہ کرلیں (کفار قیدیوں کی) باقی جنہوں نے فدیہ کا مشورہ دیا ہے تو ان کے بارے میں یوں فرمایا تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا تم تو چاہتے تھے اسباب دنیا کا (کہ اس فدیہ کے ذریعہ آلات حربی خریدیں گے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا تھا (ناخذ الفداء لنتقوی العسکر به علی الجهاد) وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور اللہ تعالی آخرت کو چاہتے ہیں (تمہارے لئے کہ قتل ان قیدیوں کا تمہارے لئے بڑا اجر تھا بہ نسبت فدیہ کے) وَاللَّهُ عَزِيزٌ اور اللہ تعالی زور آور ہیں (کہ فتوحات کے ذریعہ تمہیں مالدار بنا دیں گے پھر ہتھیار پاس ہوں گے) حَكِيمٌ ۝۶۷ حکمت والے ہیں (کہ اگر غنائم میں قدرے دیر ہے تو اس میں حکمت ہے) (آگے فرماتے ہیں کہ تمہارے فدیہ لینے نے کفار کو مزید تم پر غضبان بنا دیا تو وہ تم پر سخت حملہ کرسکتے تھے مگر اللہ تعالی کی تقدیر نے جس میں تمہارا غالب ہونا لکھا ہوا ہے سخت حملہ سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے ایک سخت سزاء کی شکل میں وہ ان کا حملہ ہوتا) لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ اگر اللہ تعالی کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا (تقدیر میں کہ غلبہ مسلمانوں کا رہے گا) لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۶۸ تو پہنچتی تم کو اس فدیہ کے لینے میں بڑی سزاء (کہ وہ کفار تم پر سخت حملہ کرتے بوجہ ان کے ستر آدمیوں کے قتل کے اور ستر قیدیوں سے فدیہ لینے کے جیسا کہ پھر تمہارے آدمی احد میں ستر شہید بھی ہوئے ان کا اتنے تک اکتفاء کا ارادہ نہ تھا بلکہ مدینہ میں داخل ہو کر قتل عام کا ارادہ تھا ولیکن اللہ تعالی کی تقدیر نے ان کو ان عزائم ذمیمہ میں کامیاب نہ ہونے دیا) فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا سو جو فدیہ بطور غنیمت کے تم نے ان سے لیا ہے اس کو حلال ستھرا سمجھ کر کھاؤ اور استعمال کرو وَاتَّقُوا اللَّهَ
اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو (جو اصل ہے) إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ بے شک اللہ تعالی زلات کو معاف کرنے والے ہیں رَّحِيمٌ ۝۶۹ نہایت ع ۹ ۵
رحمت کرنے والے ہیں (جن قیدیوں سے فدیہ لیا گیا پھر ان میں سے بعض نے اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی کہ ہم مکہ سے واپس آکر مسلمان ہوں گے آگے ان کی خاطر خواہی کی گئی ہے کہ اگر تم مسلمان ہو کر ہجرت کرلی تو اللہ تعالی تم کو اس فدیہ والے مال سے بھی زیادہ دیگا تفسیر کبیر والے نے کہا ہے کہ ذکر علم الہی کا ہے اور مراد معلوم الہی ہے یعنی جب تمہارے ایمان کا وجود خارجی ہوگا تو تمہیں فدیہ والے مال سے بھی زیادہ دیا جائے گا چنانچہ جب بحرین سے مال آیا اور حضرت عباس کو فرمایا کہ آپ جتنا مال خود اٹھا سکتے ہو تو اٹھا کے لے جاؤ تو اس پر حضرت عباس نے کہا

Marfat.com

ھذا خیر مما اخذ منی وارجو المغفرۃ) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے
آپ ان قیدیوں کو جو آپ کے قبضہ میں ہیں اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا اگر تعلق پکڑا علم اللہ تعالیٰ کا تمہارے ایمان قلبی سے
(یعنی جب تم خلوص قلب سے ایمان لایا اور اس وقت علم الٰہی نے تمہارے ایمان سے تعلق پکڑا تو تعلق علم الٰہی کا سات معلوم کے حادث
ہے بوجہ معلوم کے حادث ہونے کے نہ علم الٰہی حادث ہے بلکہ علم الٰہی قدیم ہے جو کہ صفت ہے عز اسمہ کی) یُؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
مِنْکُمْ تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے (بطور فدیہ کے) لیا گیا ہے وَیَغْفِرْ لَکُمْ اور بخش دے گا تم کو وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ اور اللہ
بڑی مغفرت کرنے والے ہیں (کہ الاسلام یھدم ما کان قبلہ) کیونکہ بہت رحمت کرنے والے ہیں وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ اور اگر یہ لوگ (اسلام
لانے کی خواہش ظاہر کرنے میں) ارادہ کرتے ہیں آپ کے ساتھ دغا کرنے کا (کہ پھر بھی لڑائیاں کرتے رہیں گے) فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ
مِنْھُمْ تو یقیناً یہ قیدی لوگ خیانت کی تھی اللہ تعالیٰ کی پہلے سو اللہ تعالیٰ نے گرفتار کرا دیا ان کو (آپ کے ہاتھوں میں تو پھر بھی ان کی گرفتاری کوئی امر
مستبعد نہیں ہے) وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ اور اللہ پوری طرح جاننے والے ہیں (سب کے دلوں کے حالات کو) حَکِیْمٌ۝ حکمت والے ہیں (کہ
دلوں کے بھید کو ظاہر نہیں کرتے ہے حکمت کی بنا پر) **نجم الآیات** بدر کے ستر قیدیوں کے بارے میں احکامات کا بیان۔ آگے آخر سورت
تک مجاہدین کی فضیلت کا بیان ہے خواہ مہاجرین سے ہوں یا انصار سے ہوں **والتفصیل** جماعت مؤمنین کی چار قسم ہے ۱ مہاجرین
مجاہدین کی ۲ انصار مجاہدین کی ان کے بارے میں فرمایا (اولئک ھم المؤمنون حقا) یہی ہیں سچے پکے مؤمن یہ صلح حدیبیہ سے جو اول کے
مہاجر ہیں ان کی فضیلت ہے ۳ اور جو صلح حدیبیہ کے بعد کے مہاجر و مجاہد ہیں ان کے بارے میں فرمایا ہے (فاولئک منکم) سو وہ لوگ
بھی تم ہی سے ہیں ۴ مؤمن تو ہیں ولیکن فرض ہجرت کے تارک ہیں ان کے بارے میں فرمایا ہے (مالکم من ولایتھم من شیٔ) تمہارے اوپر
ان کا تعاون دفع ظلم کفار کا کوئی ضروری نہیں ہے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بے شک جن لوگوں نے ایمان لایا ہے اور ترک وطن کا کیا ہے اور جہاد کیا ہے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے اموال اور اپنے جانوں
سے وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور جن لوگوں نے مہاجرین کو جگہ دی ہے اور مدد کی ہے اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ
یہی (دونوں قسم کے لوگ یعنی مہاجر اور انصار) ایک دوسرے کے رفیق ہیں (یعنی معاون ہیں کہ ہر کام میں ان کا ایک دوسرے سے تعاون ہے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان تو لایا ہے اور ہجرت نہیں کی (باوجود قدرت علی الہجرت کے) مَا لَکُمْ مِّنْ
وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ نہیں تم پر ان کے تعاون کے بارے میں کچھ حکم حَتّٰی یُھَاجِرُوْا جب تک وہ ہجرت نہ کریں وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ
فِی الدِّیْنِ اگر یہی مؤمن جو تارک ہجرت ہیں مدد چاہیں تم سے دین کے بارے میں (یعنی قتال مع الکفار کے بارے میں) فَعَلَیْکُمُ
النَّصْرُ تو تم پر لازم ہے ان کی مدد کرنی اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ مگر اس قوم کے مقابلہ میں مدد نہیں کرنی جن
کے ساتھ تمہارا عدم محاربت کا معاہدہ ہے (کیونکہ اس میں ان کے ساتھ غدر ہوگا) وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝

Marfat.com

اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والے ہیں (تو احکام الٰہیہ میں خلاف ورزی نہ ہو) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ
اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے معاون ہیں (تو تم کو بھی مؤمنین کا تعاون ضرور کرنا ہے) اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى
الْاَرْضِ اگر نہیں کرو گے تم ایک دوسرے کا تعاون تو ہوگا ملک میں بڑا فتنہ (یعنی مسلمانوں میں اختلاف کلمہ کا اور ظہور کفر کا) وَ
فَسَادٌ كَبِيْرٌ ۞ (٧٣) اور فساد بڑا (پھیلے گا اور خون ریزیاں مسلمانوں کی کفار کے ہاتھوں) (آگے پہلے دو فرقوں کی فضیلت کا
بیان ہے) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور
اللہ تعالیٰ کے راہ میں جہاد کیا وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی ہیں مؤمن حقیقتاً (یعنی مہاجر اور انصار پکے مؤمن ہیں) لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۞ (٧٤)
ان کیلئے بخشش ہے اور روزی عزت کی ہے (آگے تیسرے درجہ کا بیان ہے) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
اور جن لوگوں نے ایمان لایا بعد (صلح حدیبیہ کے) اور ہجرت کی اور جہاد کیا (بعد صلح حدیبیہ کے) فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ سو یہ لوگ بھی تم
سے ہیں (اس لئے ان کی معونت کرنی ہے) چونکہ ابتداء ہجرت میں مہاجری اور انصاری جن کے درمیان مواخات اسلامی تھی توارث تھا بعد میں
منسوخ ہوگیا اسی کا آگے بیان ہے کذا قال ابن عباس) وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ
اور جو لوگ باہم رشتہ دار ہیں زیادہ حق دار ہیں (باعتبار میراث کے بہ نسبت دوسروں کی) فی حکم اللہ تعالیٰ کے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ
عَلِيْمٌ ۞ (٧٥) بے شک اللہ تعالیٰ ہر شیٔ کو جاننے والے ہیں (بنا بریں یہ احکام جاری کئے ہیں) **نجم الآیات** ع

ایمان والوں کے اقسام کا بیان مع ان کے فضائل کے

ربّ قنا عذابک یوم تبعث عبادک وصل اللهم علی حبیبک خیر الخلق کلهم [illegible] تفسیر ابی السعود
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرء سورة الانفال وبراءة فانا شفیع له یوم القیمة وشاهد وبریئ من النفاق واعطی عشر حسنات بعدد کل منافق و
منافقة وکان العرش وحملته یستغفرون له ایام حیاته

سورة التوبة مدنية

وهی مأة وثلاثون آیة وکلماتها الفان واربعمأة وسبع وستون وحروفها عشرة آلاف نزلت بعد سورة المائدة وعن قتادة ان سورة البراءة مع الانفال سورة واحدة ولهذا لم یکتب بینهما البسملة وعن علی ان البسملة امان و براءة نزلت بالسیف ثم فی السورة الاولی قسمة الغنا ثم وجعل خمسها الخمسة اصناف وفی هذه السورة مصرف الصدقات ای جعلها الثمانیة اصنام وفی الاولی ذکر العهود وفی هذه ذکر نبذ العهود ولها عدة اسماء التوبة بقوله تعالی (لقد تاب اللہ علی النبی الآیة) وسورة البراءة وهی نزلت کما قال ابن کیسان علی تسع من الهجرة وقال القشیری نزلت فی غزوة تبوک واول هذه السورة نزل لما رجع النبی صلی اللہ علیه وسلم من غزوة تبوک وهمّ بالحج وبعث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ابا بکر الصدیق امیرا علی الحج وان ینادی للناس بالبراءة ثم اتبعه علیّ ابی طالب لکونه عصبة له علیه الصلوة والسلام وقیل اول ما نزل من هذه السورة قوله تعالی (لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة الآیة) **(والتفصیل)** جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اس وقت مشرکین کے مختلف حالات تھے ١ ایک قسم کے وہ جنہوں نے حدیبیہ میں صلح کی پھر خود اس معاہدہ کو توڑ ڈالا جیسے مشرکین مکہ پھر انہوں نے چھ ماہ بعد معاہدہ اس شکل میں توڑا کہ جو ان کے حلیف بنی بکر والے تھے ان کا خفیہ تعاون کیا ہتھیاروں وغیرہ کے ساتھ قبیلہ خزاعہ پر رات کے وقت جو کہ حلیف تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو معاہدہ انہوں نے خود توڑا پھر انہوں نے تجدید معاہدہ کی کوشش کی لیکن نبوت نے قبول نہ فرمایا ٢ دوسرے قسم کے وہ تھے جن سے معاہدہ ایک مدت متعینہ کیلئے تھا اور جب سورت براءت کے آیات براءتیہ کا اعلان کیا گیا تو ان کی باقی مدت نو ماہ رہ گئی تھی اور وہ معاہدہ پر قائم رہے جیسے بنی کنانہ کے دو قبیلے بنی ضمرہ اور بنی مدلج ہیں ٣ تیسرے قسم کے وہ لوگ تھے جن سے معاہدہ صلح کا غیر متعینہ مدت کیلئے ہوا تھا ٤ چوتھے قسم کے وہ لوگ جن سے کسی قسم کے معاہدہ نہ ہوا تھا پھر ہر ایک حکم یوں ہوا کہ ١ پہلے قسم کی جو جماعت قریش کی تھی جنہوں نے میثاق حدیبیہ کو توڑا تھا ان کے بارے میں حکم نازل ہوا (فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم الآیة) ٢ اور دوسرے قسم کے لوگ جن کی اب سے باقی مدت نو ماہ رہ گئی ہے اور انہوں نے عہد شکنی نہیں کی ان کے بارے میں چوتھی آیت میں حکم نازل ہوا (الا الذین عاهدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا الآیة) اور ٣ تیسری اور ٤ چوتھی جماعتوں کا ایک ہی حکم ہے جو سورت کی پہلی اور دوسری آیت میں مذکور ہے (براءة من اللہ ورسوله الی وان اللہ مخزی الکافرین) اس عام اعلان کے بعد صورت حال یہ ہو گئی کہ پہلی جماعت مشرکین مکہ کو اشہر حرم کے خاتمہ تک (یعنی بعض کے نزدیک محرم سنہ ١٠ھ تک اور بعض کے نزدیک

دس ۱۰ھ ربیع الثانی تک کہ ابتداء ان اشہر حرم کا جو خصوصی ہیں دس ۹ھ ذوالحجہ سے تا دس ربیع الثانی تک ہے کہ مراد یہ چار اشہر ہیں) حدود حرم سے
خارج ہو جانا چاہیئے اور جو اس کی خلاف ورزی کریگا وہ مستحق عام قتل کا ہے اور اسی طرح کا حکم دوسری جماعت کو رمضان دس ۱۰ ہجری تک
کا ہے اور ۳ اور ۴ جماعتوں کو دس ربیع الثانی ۱۰ھ ہجری تک خارج ہونے کا حکم ہے اور خلاف ورزی پر عام قتال کا حکم ہے ہاں اگر
یہ مسلمان ہو جائیں تو (فاخوانکم فی الدین) ہیں اور اسی طرح کفار کا داخلہ حج کا اگلے سال سے بند ہو گیا فرمایا (فلا یقربوا المسجد الحرام
بعد عامهم هذا) اور حدیث میں آیا ہے (لا یحجن بعد العام مشرك) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اللہ تعالی کی طرف سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دست برداری ہے ان مشرکین کے عہد سے جن سے تم نے
عہد کر رکھا ہے (بلاتعیین مدت کے اور اسی اعلان میں داخل ہیں وہ لوگ جن سے کوئی عہد نہیں ہے یعنی مشرکین کی جماعت سوم و چہارم کو اعلان براءۃ
کا ہے) فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ سو چل پھر لو اس ملک میں چار مہینے (امن کے ساتھ یعنی دس ذوالحجہ ۹ھ سے لاکر دس
ربیع الثانی ۱۰ھ تک پھر اگر مسلمان ہو جائیں تو تمہارے بھائی ہیں ورنہ) وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ اور جان رکھو
کہ تم لوگ اللہ تعالی کو عاجز نہیں کر سکتے ہو (کہ قتل اور مقاتلت سے نہیں بچ سکتے ہو) وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور جان رکھو
کہ یقینا اللہ تعالی رسوا کرنے والے ہیں کافروں کو (دارین میں) (آگے پہلی اور دوسری کا حکم سناتے ہیں) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اور اعلان ہے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کے (یعنی
پہلی اور دوسری جماعت کے مشرکین کی طرف) بڑے حج کے دن میں (یعنی یوم عرفہ و یوم النحر) اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
وَرَسُوْلُهٗ عطف علی المستکن فی (بریئ) بے شک اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دست بردار ہیں مشرکین سے۔ (یعنی پہلی اور
دوسری جماعت کے مشرکین سے) فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ سو تم اگر توبہ کر لو (کفر سے) تو بہتر ہے تمہارے لئے (دونوں جہانوں میں
وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ اور اگر تم پھرے رہے (دخول فی الاسلام سے) فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ تو جان لو کہ یقینا تم عاجز نہیں کرنے
والے ہو اللہ کو (اس کی گرفت سے) وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اور بشارت سنا دو (یعنی خبر دیدو) کافر لوگوں کو
ساتھ عذاب دردناک کے (یعنی سنگین سزاء بھگتو گے) (مگر دوسرے جماعت کے مشرکین بنی کنانہ کے دو قبیلے بنی ضمرہ اور بنی مدلج والے
جنہوں نے نقض عہد کا نہ کیا تھا اور بقول خازن کے ان کو باقی نو مہینے تھے ان کے متعلق فرمایا) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
مگر وہ مشرک لوگ جن سے تم نے عہد لیا تھا ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا پھر انہوں نے (عہد پورا کرنے میں) ذرا بھی کمی نہیں کی تمہارے ساتھ
وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا اور نہ مدد کی ہے تمہارے مقابلہ میں کسی کی (یعنی تمہاری دشمن کی مدد بھی نہیں کی (جیسے بنی کنانہ
کے دو قبیلے مذکورہ) فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ سو پورا کر دو ان سے عہد ان کے وعدہ تک (جو کہ ۹ھ دس
رمضان شریف تک ہے) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ بے شک اللہ تعالی دوست رکھتے ہیں جو نقض عہد سے بچنے والے

ہوتے ہیں فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ پھر جب گذر جائیں اشہر حرم (یعنی مہینے پناہ کے جن کی تفصیل گذر چکی ہے) فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ سو قتل کرو مشرکین کو (یعنی جماعت اول کے مشرکین کو) جہاں پاؤ وَخُذُوْهُمْ اور قیدی بناؤ ان کو وَاحْصُرُوْهُمْ اور گھیرے میں لے لو ان کو (تاکہ بھاگ نہ جائیں) وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کے موقعوں میں (یعنی قتل و قتال میں جو ہو سکتا ہے اس کی اجازت ہے) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ پھر اگر یہ مشرکین کی جماعت جو ناقض عہود کے ہیں (جیسے قریش مکہ) توبہ کر لیں (کفر سے) اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ کو (یعنی اسلام لانے کے بعد بڑے بڑے شعائر دینی کو کرنے لگے فخلوا سبیلھم) تو چھوڑ دو ان کا راستہ (یعنی قتل و قید مت کرو) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ بے شک اللہ تعالی بخشنے والے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں اس لیئے ایسے شخص کا کفر معاف کر دیا اور اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا نیز باقی تین جماعتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ میعاد گذرنے کے بعد قتل و قید پھر اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو جان و مال ان کا محفوظ ہو گیا

نجم الآیات

نبذ العہود کے قوانین کا بیان۔ (آگے بیان ہے کہ ان جماعتوں کی میعاد امن ختم ہونے کے بعد جب وہ باہر نکل جائیں پھر ان میں سے کوئی آنے کی اجازت مانگے دین کی خوبیاں سننے کیلئے تو آنے کی اجازت دیدو پھر گھر تک پہنچنے کی مہلت بھی دیدو تاکہ اچھے طریقہ سے سوچ سکے) وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے پناہ کا طالب ہو (بعد زمانہ امن کے ختم ہونے کے) تو آپ اس کو پناہ دیدیں حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ یہاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ تعالی کا ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ پھر پہنچا دے اس کو اس کے امن کی جگہ پر (یعنی پہنچنے دیجیئے اس کو اس کے امن کی جگہ تک) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۞ ع یہ پناہ کا حکم اس لیئے دیا گیا ہے کہ وہ لوگ پوری خبر نہیں رکھتے (دین کی)

نجم الآیۃ

پھر ان کے واپس آنے کی اجازت موقوف ہے ان کے طلب دین پر (آگے کے چند آیات بطور پیشینگوئی ان کے نقض عہد کے ذکر فرماتے ہیں یعنی قریش مکہ نے حدیبیہ والا معاہدہ کا جو نقض کیا تھا ان آیات میں اس کا بطور پیشین گوئی کے ذکر فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ آیات غزوہ تبوک سے بہت پہلے کے نازل شدہ ہیں حتی کہ اس پر مرتب ہیں تیار فتح مکہ مکرمہ کی) فرمایا كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ مشرکین مکہ (جو پہلی جماعت سے ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کا نقض کیا تھا کہ خفیۃً بنی الدیل بن بکر یعنی بنو بکر کی مدد کی تھی جو ان کے حلیف تھے اور بر خزاعہ کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے) کا عہد اللہ تعالی کے نزدیک اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیسے قابل (رعایت کے) رہے گا (یعنی یہ لوگ عہد حدیبیہ کو توڑ دیں گے تو پھر ان کا عہد جو دس سال تک کا تھا وہ مسلمانوں کی طرف سے قابل رعایت کے رہے گا یہ بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مگر وہ لوگ جن سے تم نے مسجد حرام کے قریب عہد لیا ہے (یعنی بنو کنانہ کے دو قبیلے یعنی بنی ضمرہ اور بنی مدلج جن سے صلح حدیبیہ کے موقع پر حرم مکہ میں مدت متعینہ کیلئے عہد عدم محاربت کا ہوا تھا جو آیات کے اعلان کے بعد باقی ان کے نو ماہ بچ گئے تھے جس کی میعاد رمضان سنہ ۹ھ میں ختم ہونے والی تھی یہ اپنے عہد پر قائم رہے یہ مشرکین کا

دوسرا قسم ہے جن کے ساتھ حدیبیہ کے ان حدود میں معاہدہ ہوا تھا جو حدود حرم مکہ میں داخل ہیں) فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ سو یہ لوگ جب تک
تم سے عہد پر قائم رہیں فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ تو تم بھی ان سے عہد پر قائم رہو (جو کہ اعلان کے بعد ان سے باقی نو ماہ رہتے ہیں جن کی مدت رمضان
سنہ ۱۰ھ میں ختم ہو گی بقول خازن کے) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ بے شک اللہ تعالی پسند کرتے ہیں احتیاط کرنے والوں کو (بد عہدی
سے) (پھر آگے پہلی جماعت کے مشرکین بدعہدی کرنے والوں کی طرف روئے سخن کا عود ہے) كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ کیسے (پہلے
قسم کے مشرکین لوگ) عہد پر قائم رہیں گے حالانکہ (ان کی یہ حالت ہے) کہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر (کسی جگہ) لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا
ذِمَّةً تو نہ حفاظت کریں گے تمہارے بارے میں قرابت کی اور نہ عہد کی يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ تم کو راضی کرتے رہتے ہیں اپنے مونہوں
کے باتوں سے (یعنی کہتے ہیں کہ ہماری تمہاری جنگ بندی ہے بوجہ قرابت کے اور عہد کے) وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ اور نہیں مانتے ان کے دل
(ان باتوں کو) وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝ اور اکثر ان کے بدعہد ہیں اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا انہوں نے اختیار کر رکھا ہے
آیات اللہ کے عوض متاع تھوڑا (یعنی احکامات الٰہیہ کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا ہے جیسے ابو سفیان کہ نبوت کے ساتھ نقض عہد کا کیا تھا کہ بنو بکر کی
اعانت کی خزاعہ پر صرف کھانے پر اکتفاء کیا) فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهِ سو روکا انہوں نے اللہ تعالی کے راستہ سے (جس میں ایفاء عہد بھی داخل
ہے) إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یقیناً یہی لوگ برا عمل کیا ہے (آگے بیان ہے کہ ان کی بدعہدی بوجہ تمہارے مؤمن ہونے کے
ہے تو جو مؤمن ہو گا ان سے یہ بدعہد کرتے رہیں گے) لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً نہیں لحاظ کرتے کسی مؤمن کے حق میں
نہ قرابت کا اور نہ عہد کا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝ اور یہی لوگ وہی ہیں زیادتی کرنے والے (بد عہدی کے باب میں)
فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ سو اگر یہ بدعہد لوگ توبہ کر لیں (کفر سے) اور پڑھتے
رہیں نماز کو اور زکوۃ دینے لگ جائیں تو وہ تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اور ہم سمجھدار
لوگوں کیلئے تفصیل سے احکام بیان کرتے ہیں وفی البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان
لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام و
حسابھم علی اللہ **نجم الآیات** پیشین گوئی کا بیان ناقضین کے حق میں جو پہلے قسم کے مشرکین سے تھے اور جو دوسرے قسم کے
مشرکین تھے ان کی پختگی عہد کا بیان۔ آگے ناقضین ائمہ کے بارے میں بیان ہے وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِ
هِمْ اور اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں (یعنی نقض عہد کا کر لیں) وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ اور عیب جوئیاں کریں تمہارے دین
پر (جو کہ نقض عہد اس کی دلیل ہے) فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ تو قتال کرو کفر کے سرداروں کے ساتھ (کیونکہ دین پر طعن نقض عہد ہے بنا بریں)
إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ یقیناً ان کی قسمیں عہد والی باقی نہیں رہیں لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ ۱۲ تاکہ وہ لوگ باز آجائیں (طعن فی الدین
عناد کفر ہے) **نجم الآیۃ** پہلے قسم کے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم بعد اشہر حرم کے (آگے انہیں سے قتال کی ترغیب کا بیان ہے یعنی

Marfat.com

(ترغیب اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ قولہ تعالیٰ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ فتح مکہ کی تیاری کرنے کی ترغیب کا بیان ہے
فتح مکہ کیلئے اور قوم سے مراد قریش ہیں جنہوں نے تعاون کیا تھا بنی الدیل بن بکر کا اوپر خزاعہ کے جو نبوت کے حلیف تھے نیز ترغیب میں تین وجوہات کا ذکر
ہے والمعنی) ۱ کیوں نہیں لڑتے ہو (اے مسلمانوں کی جماعت) ایسے لوگوں سے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا ہے (جو عہد پر نہیں) (الا) حرف عوض
ومعناہ الحض علی قتالھم) ۲ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور تجویزیں کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاوطن کرنے کی ۳ وَهُمْ
بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور انہوں نے ابتداء کیا ہے تم پر اولا (کہ بدر میں جبکہ قافلہ ابوسفیان کا بچکر نکل گیا تھا تو کہنے لگے (لا ننصرف حتی
نستأصل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ومن معہ) اور زجاج نے کہا ہے کہ (بدؤ القتال خزاعة حلفاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی)
اور انہوں نے پہلے چھیڑ چھیڑی تھی تمہارے ساتھ (ظاہر ہے کہ یہ آیات فتح مکہ سے پہلے کے نازل شدہ ہیں) اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ
کیا ڈرتے ہو ان سے (لڑنے میں) سو اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے ڈرو (ترک جہاد میں) اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ اگر تم ایمان دار ہو
(تو ایمان کا تقاضا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے خوف ہو نہ غیر اللہ سے) **نجم الآیة** مشرکین کے پہلے قسم کے ساتھ جہاد کے تین وجوہات کا ذکر
(آگے لڑنے کے حکم کے اور پانچ وجوہات کا ذکر فرماتے ہیں جو کہ مجموعی طور پر آٹھ ہو جاتے ہیں جو کہ فرادی۔ فرادی بھی حکم قتال کے مقتضی ہیں چہ جائیکہ
مجموع من حیث المجموع ان میں موجود ہیں فرمایا) قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ قتال کرو ان مشرکین کے ساتھ (جو ناقض عہد ہیں)
۱ کہ سزا دے ان کو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے (یعنی بجائے فرشتوں کے تمہارے ہاتھوں قتل ہوں جس کا تمہیں اجر جزیل ملے) ۲ وَيُخْزِهِمْ
اور ذلیل وخوار کرے ان کو (اللہ تعالیٰ) (یعنی بے عزت کرے ان کو اللہ تعالیٰ) ۳ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ اور مدد کرے اللہ تعالیٰ تمہاری ان پر (کہ
تم کو فاتح بنائے) ۴ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ اور شفاء دے مؤمنین کے قلوب کو (جو ان سے ایذاء یافتہ تھے) ۵ وَيُذْهِبْ
غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ اور دور کرے اللہ تعالیٰ غصہ مؤمنین کے دلوں کا (کہ وہ خود مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے) وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ اور توبہ نصیب کرے گا اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا (چنانچہ بعض کفار فتح مکہ پر مسلمان ہو گئے تو یہ بھی مقاتلۃ کا نتیجہ تھا) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۝۱۵ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حکمت والے ہیں (کہ علم اور حکمت کے مطابق حکم دیتے ہیں) **نجم الآیة** ان مشرکین
کے ساتھ قتال کے مزید وجوہات کا ذکر ہے (جو پہلے تین وجوہات تھے ان کی مجموعی حیثیت جداگانہ ہے اور ان پانچ وجوہات کی مجموعی حیثیت
جداگانہ ہے پہلے تین میں اقتضاء یات جہاد کے اُن کی طرف سے تھے اور دوسرے پانچ میں اقتضاء یات جہاد کے اِن کی طرف سے ہیں والآیات
من المعجزات لما فیہا من الاخبار بالغیب آگے جہاد کے مزید وجوہ کا بیان اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
جٰهَدُوْا مِنْكُمْ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم ایسی حالت ترک جہاد پر چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ تم میں سے جو مجاہد ہیں ان کے جہاد کے
وجود خارجی سے اللہ کا علم تعلق نہیں پکڑا ہے (جس پر ثواب جہاد کا مرتب ہے) وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا
الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ایسے اپنے حال پر چھوڑ دیے جاؤ گے) حالانکہ تم میں سے جنہوں نے کسی کو خاص خصوصیت

Marfat.com

کے ساتھ دوست نہیں بنایا اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور مؤمنین کے سوا (یعنی ان کے ایسے کارنامے کے وجود خارجی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی نے تعلق نہیں پکڑا ہے) (جس پر ثواب کا ترتب ہے) ویسے تو وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ کو خبر ہے تمہارے عملوں کی (مگر اقارب کے ساتھ جہاد کرنا اور ان سے کفر کی بنا پر قطع تعلقات کا کرنا اس کے ظہور کے بعد اجر عظیم کا ترتب ہے)

نجم الآیۃ اقارب جو کافر ہیں ان سے قطع تعلقات کا کر کے جہاد کرنا یہ بڑا امتحان ہے جس پر بڑا اجر ہے قولہ (ولم یتخذوا) معطوف علی قولہ (جاھدوا منکم) والمعنی ۔ کیا تم (اے جماعت صحابہ کی) یہ خیال کرتے ہو (کہ شدید امتحانات سے آزما نبرد نہ ہوں گے) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی نے تعلق نہیں پکڑا تمہارے کارناموں کے وجود خارجی سے یعنی جو تم سے مجاہد ہیں اور جو تم میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہیں پکڑا اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور مؤمنین کے سوا کسی کو اپنا بھیدی دوست (**خلاصہ** کہ تم نے شدید امتحانات سے گذرنا ہے کہ جو مشرک متعارب ہیں ان سے قطع تعلقات کا کر کے جہاد کرنا ہے کہ محض الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مصداق بننا ہے) (اس پر مشرکین نے سوال اٹھایا کہ ہم تو معمار مسجد حرام کے ہیں اور ساقی حجاج کے ہیں تو ہم سے براءۃ کیسے تو جوابا فرمایا کہ تم میں کفر بواح ہے جو تمہارے ان کاموں کو حبط کر کے رکھدیا ہے اصل میں معمار مساجد اللہ و مسجد حرام کے مؤمن و نمازی و مؤدی للزکوۃ اور خاشی من اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں تو اولی شرط ایمان ہے اور تم تو کافر ہو لہٰذا تم مساجد اللہ کو آباد کرنے والے نہیں ہو یعنی اس کے اہل نہیں ہو مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ مشرک لوگ اس صلاحیت کے نہیں ہیں کہ آباد کریں اللہ تعالیٰ کے مسجدوں سے کسی مسجد کو (چہ جائیکہ مسجد حرام کی آبادی کی ان میں صلاحیت ہو) شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ حالانکہ وہ خود اپنے اوپر کفر کا اقرار کر رہے ہیں (جیسا کہ ان سے جب پوچھا جاتا تھا کہ تمہارا دین کیا ہے تو کہتے تھے کہ ہم عبادت کرتے ہیں لات اور عزیٰ کی) اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یہی لوگ ہیں کہ تمامی وہ اعمال (جس پر فخر کرتے ہیں) ذہب سدیٰ یعنی ضائع گئے اور خراب گئے وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے ۔

نجم الآیۃ مسجد کی آبادی کی اولین شرط ایمان ہے اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ محقق امر ہے کہ مساجد اللہ کو وہ آباد کرتا ہے جو ایمان لایا ہے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور قائم کرتا ہے نماز کو اور خوشی سے دیتا ہے زکوٰۃ کو وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور نہیں ڈرتا ہے سوا اللہ تعالیٰ کے (یعنی اس کا توکل اللہ تعالیٰ پر ہے) فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوں گے ہدایت یافتہ لوگوں سے وفی الحدیث المرفوع اذا رئیتم الرجل یتعاھد المسجد فاشھد والہ بالایمان ۔ **نجم الآیۃ** مساجد کے آباد کرنے والوں کے شرائط کا بیان

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کیا کر لیا ہے تم لوگوں نے (ای کفار مکہ) حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ برابر اس شخص کے جس نے ایمان لایا ہو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخر پر اور جہاد کیا ہو اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ یہ دونوں فریق برابر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

نزدیک وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۹ اور اللہ تعالیٰ نہیں سمجھ دیتا بے انصاف لوگوں کو (البتہ انصاف والے لوگ یعنی مسلمان
ان کو پوری طرح سمجھ ہے ان دو فریقوں کے درمیان عدم استواء کی) (آگے ان کے درمیان عدم استواء کا بیان ہے) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو شخص ایمان لائے اور ترک وطن کا کیا اور جہاد کیا دین اسلام کے اعلاء کیلئے بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
اپنے مالوں سے اور اپنے جانوں سے (کہ جہاد میں خود شریک ہوئے اور جن مسلمانوں کے پاس آلات جہاد کے نہ تھے ان سے اسلحہ سے تعاون کیا
اور سواریوں سے تعاون کیا) اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ یہی لوگ بڑے درجے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں (بہ نسبت اہل سقایہ کے اور اہل
عمارت کے کلیۃ اگر یہ بے ایمان ہیں اور جزئیۃ اگر یہ ایمان دار ہوں) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۲۰ اور یہی لوگ پوری طرح سے کامیاب
ہیں يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ خوشخبری دیتا ہے ان کو ان کا رب اپنی طرف سے رحمت کی (یہ بمقابلہ ایمان کے ہے) وَ
رِضْوَانٍ اور بڑی رضامندی کی (یہ بمقابل جہاد کے ہے) وَجَنّٰتٍ اور باغات کی لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۲۱ ان کیلئے ان باغات
میں ہمیشہ کی نعمت ہوگی خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان باغات میں وہ رہنے والے ہوں گے (یہ بمقابلہ (وہاجروا) کے ہے)
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۲۲ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر ہے **ربط الآیۃ** بیان عدم الاستواء بین الفریقین
(پیچھے فرمایا (ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة) اس آیت میں ترغیب ہے کہ مؤمن مؤمن کے سوا کسی کافر کو
بھیدی دوست نہ بنائے گرچہ وہ قریبی رشتہ دار بھی ہو) آگے مؤمن کو کافر کے ساتھ محبت رکھنے کی صاف نہی ہے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ اے ایمان والو نہ بناؤ اپنے باپوں کو اور
بھائیوں کو اپنا دوست اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان پر وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۳ اور جو شخص
تم میں سے ان کو اپنا رفیق و دوست بنائے گا تو وہی ہیں بے انصاف (کہ انصاف دین کے ترجیح پر ہے بہ نسبت قرابت کے ترجیح کے) (اس سے بھی معلوم
ہوا کہ یہ آیات فتح مکہ سے پہلے کے نازل شدہ ہیں اور نزول سورت کا بعد فتح مکہ کے منافی نہیں ہے) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ
فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمہارا کنبہ و برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے
سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ زیادہ پسندیدہ ہیں تم کو اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے (یعنی ہجرت سے) وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور لڑنے سے اس کی راہ میں (یعنی اپنے اقرباء سے
کیسے جہاد کریں) آگے ان کے ترک پر تہدید ہے) فَتَرَبَّصُوْا تو تم بھی منتظر رہو حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ بھیجے
اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی سزاء ترک ہجرت و ترک جہاد پر) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۲۴ اللہ تعالیٰ حکم کے ع ۳ ۸ ۹
نہ ماننے والوں کو مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ پہلی آیت میں آباء وغیرہ سے رفاقت کی منع تھی۔ اور دوسری آیت میں ان کی وجہ سے ترک

Marfat.com

ہجرت پر وعید شدید ہے یہ **نجم الآیۃ** ہے ان دو آیتوں کا۔ (کیف للمشرکین عھد عند اللہ وعند رسولہ سے تا واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین) یہ آیات فتح مکہ سے قبل ان کا نزول ہوا ہے سورۃ براءۃ کا نزول من حیث السورۃ بعد غزوہ تبوک کے منافی نہیں ہے ٭ اگلی آیت کما قال مجاہد اوّل آیۃ نزلت من سورت براءۃ وہی ہذہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ البتہ یقینا مدد کر چکا ہے تمہاری اللہ تعالی بہت میدان جنگوں میں (بدر اور قینقاع اور قریظہ اور نضیر اور حدیبیہ اور خیبر اور احزاب اور فتح مکہ میں وقالت ائمۃ التاریخ کانت ثمانین موطنا فلذا وصفت بالکثرۃ) وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ عطف علی (مواطن) اور دن حنین کے (جس کا قصہ عجیب و غریب ہے۔ حنین ایک وادی ہے مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان جو کہ تین میل کے فاصلہ پر ہے مکہ سے (روح) اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ جبکہ خوشی میں ڈال رکھا تھا تم کو (ای جماعت صحابہ کی) مجمع کی کثرۃ نے (کہ دس ہزار کا لشکر جرار مدینہ منورہ سے آیا اور دو ہزار نئے مسلم مکہ سے کٹھے ہوگئے جن کو طلقاء کہا جاتا تھا تو بعض سے بات نکل گئی کہ اتنی کثرت والے لشکر کا مقابلہ کون کر سکتا ہے تو اس عجب نے ان کو شکست دی کیونکہ مدد کرنے والا اللہ تعالی ہیں فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْئًا پھر وہ کثرت کارآمد نہ ہوئی تمہارے کچھ بھی۔ اس کا **واقعہ** یوں پیش آیا کہ رمضان المبارک ۸ھ میں جب مکہ فتح ہوا اور قریش نے ہتھیار ڈالدیئے تو عرب کا ایک مشہور بہادر اور مالدار قبیلہ ہوازن جس کی ایک شاخ بنو ثقیف طائف میں رہتی تھی ان میں ہل چل مچ گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ اس کے بعد طائف کی طرف ہوگا تو مناسب ہے کہ ہوازن کی جتنی شاخیں مکہ سے طائف تک پھیلی ہوئی ہیں یکجا جمع ہو کر نبوت سے مکہ میں مقابلہ کیا جائے اور شکست فاش دیجائے اس بات کا بڑا لیڈر ان کا مالک بن عوف تھا جو کہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ البتہ ہوازن کے دو چھوٹے قبیلے بنو کعب و بنو کلاب نے ان سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ تمام دنیا جمع ہو جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی غالب نہیں آسکتا کیونکہ ان کے ساتھ رب العالمین کی طاقت ہے۔ خیر ان کی بات نہ مانی گئی اور مالک بن عوف نے ان کو پوری قوت جمع کرنے کے بارے میں کہا اور یہ بھی کہا کہ اپنے عیال اور اپنے مال کو ساتھ لے چلو جس کی وجہ سے میدان سے بھاگنا نہ ہوگا تو وہ چوبیس ہزار جمع ہو گئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو حضرت عتاب بن اسید کو مکہ کا امیر بنایا جسکی عمر بیس سال کی تھی اور معاذ بن جبل کو ان کا مفتی مقرر فرمایا تاکہ ان کو مسائل کی تعلیم دیتے رہیں اور مسائل بتلاتے رہیں اور ذات نبوت کی بمع لشکر جرار کے ان کے مقابلہ کا عزم فرمالیا اور چھ شوال ۸ھ کو ہفتہ کے دن مکہ سے نکلے اور فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالی ہمارا قیام خیف بنی کنانہ کے اس مقام پر ہوگا جہاں پر قریش مکہ جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف مقاطعہ کیلئے عہد نامہ لکھا تھا اور ہر سے کافی لوگ مکہ سے اس نیت سے بھی نکلے تھے کہ اگر مسلمانوں کو شکست ہوئی تو ہمیں بھی انتقام کا موقع ملجائے گا ورنہ انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا نقصان ہوگا یا شاید ہم پیچھے کو بھاگیں تو بایں وجہ بھی مسلمانوں میں طبعا بھاگ اور دوڑ ہو جائے تو مسلمانوں کو شکست ہو ادھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے ۱۰۰ سو زرہیں اور باقی سامان جنگی عاریۃ مانگا تو اس نے دیدیا اور نوفل بن حارث سے تین ہزار ۳۰۰۰ نیزے عاریۃ مانگے تو اس نے دیدئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حنین پر پڑاؤ ڈالا تو قبیلہ ہوازن نے یکبارگی حملہ کر دیا کہ چاروں طرف گھاٹیوں میں چھپے ہوئے دستوں نے گھیرا ڈالدیا اور تیروں کی بچھاڑ کر دی تو طلقاء جو مکہ سے کٹھے ہو گئے تھے اور تماش بین تھے انہوں نے

عمداً بھاگنا شروع کر دیا تاکہ لشکر جرار میں طبعاً دوڑ اور بھاگ پڑ جائے تو ایسے ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تین سو باقی فوجی رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کی کون مثال بن سکتا ہے کہ اس وقت فرمایا انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطلب اور دعاء مانگی اللّٰھم انزل نصرك اور حضرت عباس کو فرمایا نادیا معشر الانصار یا اصحاب السمرة یا اصحاب سورة البقرة وکان رجلاً صیتاً تو سب صحابہ کرام واپس آنے لگے اور خود ذات نبوت ایک کف پتھریٹوں کی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تو سب کفار کی آنکھیں اور منہ کو مٹی سے بھر دیا تو تمام ہوازن شکست خوردہ ہو کر میدان کو چھوڑ کر بھاگ گئے ان کے ستر سردار مارے گئے اور کافی ان کے آدمی شدید زخمی ہوئے اور چھ ہزار ان کے جنگی قیدی بنائے گئے اور چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی کا مال غنیمت جمع ہوا اور جو بھاگ گئے وہ طائف کے قلعہ میں جائے پناہ حاصل کی اور نبوت نے بقیہ ایام شوال کے اسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو وہ اندر قلعہ سے تیر پھینکتے رہتے تھے جسکے نتیجہ میں بارہ مسلمان شہید ہوگئے پھر یکم ذو القعدہ کو جو کہ ماہ حرام سے ہے واپس جعرانۃ کے مقام پر تشریف لائے جہاں پر مال غنیمت پر ابو سفیان کو بٹھلا گئے تھے پھر چار اخماس مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا جو ہر ایک مجاہد کو چار اونٹ یا چالیس بکریاں ملیں اور شاہ سوار مجاہد کو بارہ اونٹ ملے اور خمس سے چند مؤلفۃ القلوب کو سو سو اونٹ دئے اور چند کو پچاس پچاس اونٹ دئے جو کہ وہ مؤلفۃ القلوب پچاس سے کچھ اوپر کو تھے - جیسے سہیل بن عمر کو سو اونٹ دئے اور ابو سفیان کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی کا دیا اور اتنے قدر کا اسکے بیٹے امیر معاویہ کو دیا اور صفوان کو سو اونٹ دئے پھر اور سو اونٹ دئے پھر اور سو اونٹ دئے الخ یہ قصہ اس کا کچھ حصہ مسلم میں ہے اور کچھ قرطبی میں ہے اور کچھ مظہری میں ہے فللہ الحمد وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اور تنگ ہوگئی تھی تم پر زمین باوجود فراخ ہونے کے (بوجہ ان کے تیراندازی کے جبکہ وہ چاروں گھاٹیوں سے نکل کر تیروں کی بچھاڑ کر دی تو اوّلاً طلقاء نے بھگ دوڑ شروع کی پھر طبعاً صحابہ میں بھگ دوڑ پڑ گئی شاید وہ (او متحرفاً لقتال) کے قبیلہ سے ہو) ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾ پھر ہٹ گئے تم پیٹھ دے کر ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ پھر نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے تسکین کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور مؤمنین پر (ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے صحابہ کے تبرکاً ہے ورنہ مطلق سکینت تو نبوت کو ہر وقت حاصل تھی) وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا اور اتارا ایسے لشکر کو (آسمان سے) جس کو تم نہ دیکھتے تھے (عن سعید بن جبیر قال فی یوم حنین امدّ اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمسة آلاف من الملائکة مسوّمین علی خیول بلق اور جمہور من العلماء کہتے ہیں کہ فرشتے صرف یوم بدر قتال کیا اور حنین میں جو اترے وہ برائے تقویت قلوب مؤمنین کے تھا الخ) وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور سزاء دی کافروں کو (قتل سے اور قید سے اور غنائم اموال سے) وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶﴾ اور یہ کافروں کی سزاء ہے ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ پھر رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ بعد اس واقعہ کے جس پر چاہا (کہ اس کو توبہ کی توفیق دی کہ وہ بعد میں مسلمان ہوگیا جیسا کہ مالک بن عوف اور اس کے ساتھی) وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۷﴾ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

نجم الآیۃ بیان الشواھد للنصرۃ الالٰھیۃ علی اعداء اللہ تعالیٰ -

Marfat.com

آگے چوتھے اعلان کا بیان ہے جیسا کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے امرتُ باربعٍ ان لا یقرب ھذا البیت بعد عامھم ھذا مشرک ۲ ولا یطوف بالبیت عریان ۳ ولا یدخل الجنۃ الا کل نفس مؤمنۃ ۴ وان یتم الی کل ذی عھد عھدہ ۵۔ علی المرتضی اعلان ان چار امور کے مامور تھے اور ابوبکر صدیق اسی سال امارت موسم حج کے مامور تھے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ اے ایمان والو یقینا مشرک لوگ پلید و ناپاک ہیں سو مسجد حرام کے نزدیک نہ جائیں اس سال کے بعد (یعنی حدود حرم میں سنہ ۹ ہجری کے بعد ان کا داخلہ ممنوع ہے) ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ان کی نجاست شرک ہے تو مشرک ایسے ناپاک ہے جیسے خمر اور خنزیر نجس ہے) باقی کافر لوگ باہر سے مالی تجارتی لے آتے تھے تو جب ان کا داخلہ بند ہو جائے گا تو مسلمانوں کی معیشت پر اثر پڑے گا تو فرمایا) وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً اور اگر تم اندیشہ کرتے ہو مفلسی کا (بوجہ ان کے داخلہ کے بندش کے جس سے تجارتی لین دین بند ہو جائیں گے) فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اگر چاہے گا اللہ تعالیٰ تو تم کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے (اتی فی جواب الشرط (بسوف) وھی اکثر مبالغۃ فی التنفیس من السین) اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے (تو غنا کی تکمیل کے اسبابوں کو پورا جانتا ہے جو کہ غنائم اور فیٔ اور انفال کے قبیلہ سے ہیں) حکمت والا ہے (اس لیئے یہ حکم دیا ہے) **نجم الآیۃ** تکمیل اعلان کے بعد ازالہ شبہ کا بیان۔

اس سے پہلے مشرکین کے ساتھ قتال کا بیان تھا آگے اہل کتاب کے ساتھ قتال مع اس کے وجوہ کے بیان ہے قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ قتال کرو ان لوگوں کے ساتھ جو نہ اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم قیامت پر صحیح ایمان رکھتے ہیں (کہ ان کا ایمان کلا ایمان ہے جیسا کہ کہتے ہیں (لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ) اور (وقالت الیھود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ) یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے بعد اُمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغزو الروم وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور نہیں حرام سمجھتے ان چیزوں کو جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے (... تورات اور انجیل میں بہت سی چیزیں حرام تھیں یہ ان کو حرام سمجھتے تھے اسی طرح رشوت وغیرہا بھی) وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ اور نہ مذہب حق دین اسلام کو قبول کرتے ہیں (یہ چار بڑے وجوہ ہیں اہل کتاب کے ساتھ قتل کے جیسے مشرکین کا نقض عہد بڑا وجہ ہے ان سے قتال کا) مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ جو کہ اہل کتاب سے ہیں حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (یعنی قتال کرو اہل کتاب کے ساتھ بوجہ ان وجوھات مذکورہ کے) یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے (یعنی خود وہ جزیہ پہنچا دیں) حالانکہ وہ ذلیل ہوں (یعنی ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر رہیں) **جزیہ** اس کو کہتے ہیں کہ کافر لوگ کہیں کہ ہم مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت زندگی گذارنے کیلئے تیار ہیں اور وقت کا صدر مملکت جو مناسب سمجھے بعوض اپنی جان اور مال کی حفاظت کے مال دینے کو تیار ہیں جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے دور حکومت میں جن ملکوں کو فتح کرتے تھے اور ان کے جائیدادوں کو ان کی ملکیت بر قرار رکھتے تھے بوجہ اس کے کہ وہ جزیہ دینے کو تیار ہو جاتے تھے تو حضرت عمرؓ سرمایہ دار سے چار درہم اور متوسط الحال سے دو درہم اور فقیر سے جو تندرست کمانے والا ہو ایک درہم سالانہ لیتے تھے جو کہ تقریبا

ع ۵
۱۰

ساڑھے تین ماشہ وزن چاندی کا ہوتا ہے یا اس کی قیمت لی جائے اور جو بالکل مفلس ہو یا معذور اپاہج ہو تو ان سے کچھ نہیں لیتے تھے اسی طرح عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں سے اور تارک الدنیا پیشواؤں سے بھی کچھ نہ لیا جائے گا اور یہ اتنا قلیل لینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدایات کے مطابق تھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے اور خود ذات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل نجران سے ایسا معاملہ فرمایا کہ کل اہل نجران سے سالانہ دو ہزار حلے اہل نجران نے دینے ہیں ہر حلّہ کی قیمت تقریباً ایک اوقیہ چاندی کی ہو جو کہ تقریباً ساڑھے گیارہ تولے چاندی کی ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت عمر نصاری بنی تغلب سے باعتبار معاہدہ کے ان کا جزیہ اسلامی زکوٰۃ کے دوہرا وصول کیا کرتے تھے بنابریں کسی مملکت اسلامیہ کو کوئی حق شرعی نہیں ہے کہ مسلمانوں سے ان کی جائداد کا ٹیکس وصول کرے یہ دوسرے لفظوں میں ان سے بدترین طریقہ کا جزیہ وصول کرنے کا ہے بلکہ ان کے مال پر غاصبانہ ضرب کاری ہے البتہ اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کی جاسکتی ہے جیسے اونٹ اور بھینس اور گائے اور بکریاں کی زکوٰۃ لی جاسکتی ہے یا عشر پیداوار کا یا نصف عشر جس کی تفصیل فقہ میں ہے وہ حکومت لے سکتی ہے) آگے اللہ تعالیٰ اہل کتاب کے مزید وجوہ قتل کو ذکر فرماتے اور ان کے قبائح کا ذکر فرماتے جو کہ ہر ایک کیلئے جداگانہ ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور بعض یہود نے کہا ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں (العیاذ باللہ) (جب بخت نصر بنی اسرائیل پر غالب آیا اور ان کے علماء تورات کو بھی قتل کر دیا اور بیت المقدس کو گرا دیا پھر جب وہ مر گیا اور بنی اسرائیل واپس بیت المقدس آکر آباد ہوئے اور تورات کے پڑھانے والا کوئی نہ تھا تو عزیر علیہ السلام سو سال کے بعد زندہ ہوئے اور انہوں نے ان کو تورات پڑھائی تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ عزیر علیہ السلام تو العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں تب تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل میں تورات کو ڈالدیا ہے (تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا) وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا ہے جماعت نصاری نے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں (العیاذ باللہ) یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ (وُلد بغیر اب) تو ھو ابن اللہ العیاذ باللہ ورد اللہ علیہم (ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم الآیۃ) وردّ علیھم بقولہ تعالی ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ایسا کہنا ان کا محض ان کے منہ کی بات ہے (جس کے تحت کوئی معنی و وجود نہیں ہے) يُضَاهِـُٔونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرتے ہیں جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں (مراد عرب ہے جو ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے تو اہل کتاب کے جب ان کو کافر کہتے ہیں تو خود بھی ان جیسے باتیں کرتے ہیں تو بقول خود خود بھی کافر ہو گئے تو مشرکین کا قول کفر یہ قول قدیم کا ہے) قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ہلاک کرے ان کو اللہ تعالیٰ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝ یہ کدھر سے اُلٹے جارہے ہیں (یعنی ایسا کہنا یہ اللہ تعالیٰ پر ایسا بہتان ہے کہ سننے والے کو متحیر کر کے رکھدیتا ہے) آگے مزید ان کے عقائد فاسدہ کا بیان جس پر ان سے قتال کا حکم ہے اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ ٹھیرالیا ہے (یہود نے) اپنے علماء کو وَرُهْبَانَهُمْ اور (نصاری نے) اپنے پیروں درویشوں کو یا معنی ہے کہ اہل کتاب نے یعنی یہود اور نصاری نے اپنے عالموں کو اور درویشوں کو بنالیا ہے أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ بہت سے رب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (کہ اللہ تعالیٰ جیسا ان کا حکم مانتے ہیں حتی کہ تحلیل الحرام میں اور تحریم الحلال میں) وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور ٹھیرالیا ہے مسیح بن مریم کو بھی اپنا رب (کہ جب ان کو ابن اللہ کہتے ہیں تو باپ کے لوازمات سے

Marfat.com

جو ہوتا ہے وہی بیٹے کے لوازمات سے ہوتا ہے تو جب عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا تو گویا ان کو (ھو اللہ کہا) وَمَآ اُمِرُوْٓا حالانکہ یہ اہل کتاب
کے نہیں امر کئے گئے تھے (اپنے کتب میں) اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا مگر اس بات کا کہ تحلیل اور تحریم میں اطاعت کریں اِلٰهًا وَّاحِدًا ایک معبود برحق کی جو کہ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ہے نہیں معبود برحق مگر وہی ایک معبود برحق جس کی یہ صفت ہے سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۳۱ پاک ہے ذات اس کی ان شرکاء
سے جن کو یہ کفار شریک ٹھیراتے ہیں **نجم الآیات** قتال مع اہل کتاب کے وجوہات کا بیان اور ان کے شرک ذاتی کا بیان اور اس کے ردّ کا
بیان آگے مزید ردّ کا بیان ہے يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ اہل کتاب کے چاہتے ہیں کہ دین اسلام کو اپنی محض
لسانی گویائی کے ردّ کر دیں (بغیر دلائل قطعیہ کے) وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ اور اللہ نہ رہیگا بدون پورا کئے اپنی روشنی کے
(اللہ تعالی اپنے نور اسلام کو کمال تک پہنچائے گا) وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۳۲ گرچہ کافر لوگ کیسے بھی ناخوش ہوں (چنانچہ) هُوَ الَّذِيْٓ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ وہ اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہدایت کے (یعنی قرآن کے)
جس کے بارے میں فرمایا ہے (شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس) اور بھیجا ہے ساتھ سچے مذہب کے (یعنی دین اسلام کے) لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ غالب کر دے دین حق کو اوپر تمام ادیان باطلہ کے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۳۳ گرچہ ناخوش ہوں مشرک لوگ (والمراد
بالکفر فیما تقدم الکفر بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم و بالشرك الکفر باللہ تعالی) **نجم الآیۃ** بیان غلبة دین الاسلام علی الادیان
الباطلة کلها. آگے اہل کتاب کے احبار اور رھبان کے قدر مشترک قبائح کا بیان ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ
وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ اے ایمان والو بے شک یہود اور نصاری کے بہت سے علماء اور درویش و گدی نشین
لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں یعنی لوگوں کے خواہش کے مطابق غلط فتوی دیکر ان سے مال وصول کرتے ہیں) وَ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالی کے راستہ سے (یعنی دین اسلام سے یا صحیح راستہ [illegible] روکتے ہیں غلط فتوی دیکر
پھر زکوۃ بھی نہیں دیتے ہیں تو وزر بر وزر کو جمع کرتے ہیں) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ اور جو لوگ سونا اور چاندی
کو جمع کرتے ہیں وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور نہیں خرچ کرتے اللہ تعالی کے راہ میں (یعنی زکوۃ نہیں دیتے (کما قال رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم ما ادی زکاته فلیس بکنز رواه الطبرنی) فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۳۴ سو آپ ان کو ایک عذاب دردناک کی بشارت
سنا دیں (یعنی خبر سنا دیں) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ جس دن ان کے سونے اور چاندی کو آگ جہنم میں تپایا جائے گا
فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ پھر اس (گرم شدہ) سونے اور چاندی سے داغ دیا جائے گا ان کے پیشانیوں کو اور
پہلوؤں کو اور پشتوں کو (پھر ان کو کہا جائے گا) هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ یہ (عذاب) اس سونے اور چاندی کی وجہ سے ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا
اپنے نفسوں کے نفع کیلئے (دنیا میں اور نہ زکوۃ نہ دیتے تھے) فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵ سو چکھو اب تم اپنے جمع کرنے کا مزہ
نجم الآیۃ اہل کتاب کے پیر اور مولوی حب مال میں ایسے شدید تھے کہ زکوۃ تک نہ دیتے تھے آگے کے دو آیتوں میں کفار کے مزید قباحتوں

نصف

کا بیان ہے جو کہ مقتضی قتال کو ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کتاب اللہ اور لوح محفوظ میں مہینے قمری ہیں اور وہ بارہ ہیں جن میں سے چار مہینے حرم کے اور احترام کے ہیں کہ ان میں ابتدائً جہاد بھی ممنوع ہے البتہ مدافعۃً جائز ہے پھر تین مہینے حرام کے سرد اور متتابع ہیں ذوالقعدہ اور ذوالحج اور محرم ایک ان میں سے اکیلا ہے وہ رجب مضر کا ہے جو کہ جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے پھر ان بارہ مہینوں کا ایسا اجراء آسمان اور زمین کی خلقت کے وقت سے شروع ہوا ہے۔ بغوی نے کہا ہے کہ عرب بوجہ دین ابراہیم علیہ السلام کے ان چار مہینوں کو حرام اور محترم سمجھتے تھے اور زیادہ تر ان کی معاش صیرنہ اور شکار پر اور ڈاکہ زنی پر تھی تو جو تین مہینے متوالیات ہیں ان پر توالی شاق گذرتی تھی تو بسا اوقات ان میں تقدیم اور تاخیر یوں کر لیتے تھے کہ اس سال محرم احترام والا مہینہ صفر کی جگہ چلا گیا ہے اور صفر والا مہینہ محرم کی جگہ آ گیا ہے تو بدیں وجہ ذوالحج والے مہینہ کے بعد صفر ہے جس میں قتل و قتال کوئی زیادہ ممنوع نہیں ہے تو قتل و غارت ذوالحج کے بعد والا مہینہ میں اس کو صفر سمجھ کر کرتے تھے اور کہتے تھے سال کے بارہ مہینوں میں چار حرم کے ہیں اس تعداد کا لحاظ رکھا جائے گا لیکن جو اللہ تعالیٰ نے ترتیب متعین کی ہے اس کا لحاظ نہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کو زیادۃ فی الکفر فرمایا ہے۔

ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ عمرو بن لحیؒ نے اولاً اس زیادۃ فی الکفر کا اجراء کیا تھا اور بعض کے نزدیک جنادۃ بن عوف کنانی نے اس کا اجراء کیا تھا کہ موسم حج میں اونٹ پر کھڑے ہو کر اعلان کرتا تھا کہ تمہارے آلھہ نے اس سال محرم کو حلال کر دیا ہے اور صفر کو حرام اور محترم کر دیا ہے اور پھر اگلے سال ایام حج میں اعلان کرتا تھا کہ محرم کا مہینہ اسی سال اپنی جگہ پر حرام اور محترم ہے تو تقدیم اور تاخیر کا ایک طریقہ ان کے ہاں یہ تھا ــــــ

دوسرا طریقہ یہ بھی تھا جیسا کہ مجاہد سے مروی ہے کہ ہر مہینہ میں دو سال حج کرتے تھے مثلاً دو سال ذوالحج میں حج کیا کہ نویں ذوالحجہ کو وقوف عرفات کا کیا پھر دو سال اگلے محرم میں حج کیا کہ نویں محرم کو وقوف عرفات کا کیا الخ پھر دو سال اس سے اگلے صفر میں اسی طرح کیا پھر اس سے اگلے دو سال ربیع الاول میں اسی طرح کا حج کیا تا ایسے دو۔ دو سال ہر مہینے میں حج کرتے تھے جس سال ابوبکر صدیقؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں امیر الحجاج بنا کر بھیجا تو وہ ذوالقعدہ میں دوسرے سال کا حج تھا (پھر یہ حج کیسا تھا اس کی تفصیل فقہ میں موجود ہے) اس کے بعد ۱۰ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج حجۃ الوداع کا کیا تو وہ حقیقتاً ذوالحج میں تھا جو کہ وقوف عرفات کا نو ذوالحجہ کو کیا اور دسویں کے دن منیٰ میں خطبہ دیا جس میں فرمایا (الا ان الزمان قد استدار کہیئتہ یوم خلق اللّٰہ السمٰوات والارض) یقیناً زمانہ پھر پھرا کر اپنی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس ہیئت پر اللہ تعالیٰ نے اس کو رکھا تھا بوقت پیدائش آسمانوں کے اور زمین کے یعنی بائیس سال کے بعد اسی ہیئت پر آ گیا ہے اور بسا اوقات ہر مہینہ میں ایک ایک سال اسی طرح کا حج کرتے تھے تو پھر گیارہ سالوں کے بعد اصلی حج ذوالحجہ میں آیا تھا فرمایا اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ یقیناً تعداد مہینوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں بارہ مہینے ہیں (سال کے) يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اس کا اجراء) اس دن سے کیا ہے جس دن سے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان میں چار مہینے ہیں احترام کے ہیں (کہ ان میں شکار ممنوع ہے اور قتل و قتال ممنوع ہے ثلاثۃ منھا سرد وھی ذوالقعدۃ وذوالحجۃ والمحرم ای متتابعۃ وواحدۃ فرد وھو رجب ومعنی الحرم ان المعصیۃ فیھا اشد عقابا والطاعۃ فیھا اکثر ثوابا والعرب کانوا یعظمونھا جدا علی

Marfat.com

الملة الابراھیمیة حتی لولقی الرجل فیھا قاتل ابیہ لم یتعرض لہ) ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی قضاء مستقیم ہے (کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں
آسکتی کہ ان میں تقدم وتاخر نہیں ہوسکتا اور نہ سال تیرھاں مہینے کا ہوسکتا ہے اور نہ گیارہ کا اور شریعت میں اعتبار مہینے قمری کا ہے نہ شمسی کا) فَلَا
تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ سو تم اپنے نفسوں پر ان کے بارے میں ظلم مت کرو (کہ ترتیب میں تقدم وتاخر نہ کرو اور نہ سال میں کمی وبیشی کرو اھ)
وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً اور قتال کرو سب مشرکین کے ساتھ (بوجہ ان کے کمی وبیشی سال مسنین کرنے کے اور تغیر وتبدل ترتیب اشہر حرم کے)
كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً جیسا کہ وہ مشرک لوگ تم سب سے قتال کرتے ہیں (حالانکہ ان کے پاس جواز قتال کا بھی نہیں ہے جبکہ تمہارے پاس ان
سے وجوب قتال کے اسباب ہیں) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اور یقینی طور پر جان رکھو کہ یقینا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ
ہے (باعتبار مدد کے بھی) جو حکموں کی خلاف ورزی سے بچنے والے ہیں) اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ یقینا (اشہر حرم میں سے کسی
کی تحریم کو) مؤخر کرنا (طرف اور مہینہ کے جیسے محرم کی تحریم صفر میں چلی گئی اور صفر کی تحلیل محرم میں آگئی) کفر میں اور ترقی ہے يُضَلُّ بِهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جس سے گمراہ کئے جاتے ہیں (عام) کفار (بایں طریق) يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا کہ وہ حلال کرتے ہیں ایک سال (مہینہ حرام کو کہ مثلا
اس سال محرم میں قتال جائز ہے کہ اس کی حرمت صفر میں چلی گئی ہے اور صفر کی حلت محرم میں آگئی ہے) وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا اور
(دوسرے) سال اس کی حرمت کی حفاظت کرتے ہیں (کہ اس سال محرم کی حرمت باقی ہے) لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تاکہ پوری کرلیں
گنتی ان مہینوں کی جن کو اللہ تعالیٰ نے محترم بنایا ہے (کہ سال میں چار مہینے حرام کے ہیں بلا لحاظ تعیین ترتیب شرعی کے) فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ سو حلال کرتے ہیں اس مہینہ کو جس میں اللہ تعالیٰ نے (قتل وقتال) شدت سے حرام کیا ہے (اصل میں فک ترتیب شرعی بہ شدت سے ممنوع
ع ۵ ۸ ۱۱ ہے) زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ان کو ان کی بداعمالیاں مستحسن معلوم ہوتی ہیں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اللہ تعالیٰ ایسے کافر ظالموں کو سیدھے راہ پر آنے کی توفیق نہیں دیتے (کیونکہ ان میں طلب نہیں جیسے کہ ان کے سامنے ان کے بداعمال بہت اچھے نظر آتے
ہیں سو ان کو ان بداعمال کی طلب ہے) **مجمع الآیۃ** النسیئ فی اشہر الحرام سبب لازدیاد الکفر وھو سبب للقتال بھم *

ان آیات سے قبل قتال باہل الکتاب کا حکم تھا جیسا کہ فرمایا (قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر) آگے **قتال بالنصاریٰ** کے
ایک واقعہ کا بیان ہے جس کا نام غزوہ تبوک ہے جو کہ ۹ھ میں ہرقل رومی کے ساتھ پیش آیا کہ وہ خود مع اپنی فوج کے مدینہ منورہ میں آکر یکبارگی
حملہ آور ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف پیش قدمی کے خیال مبارک سے اس کے مقابلہ کیلئے اس کی طرف روانگی فرمائی جو کم سے
کم ستر ہزار جماعت صحابہ کے ساتھ تھی یہ غزوہ شدید امتحان کا تھا کہ شدید گرمی تھی کھجوروں کے پکنے کا وقت تھا اور ہر سے سواریاں بہت کم تھیں اھ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسی غزوہ پر جانے کیلئے حکم قطعی فرما دیا تو اب بغیر معذورین کے تخلف فرض عین جہاد کا ترک تھا تو اب اس میں
مسلمان طبقہ کلمہ گو چہ طبقوں میں منقسم ہوگیا ایک وہ جو بالکل خلوص نیت سے روانہ ہوئے بلا تردد دوسرے وہ کہ تردد سے روانگی کی بعد
میں خلوص کے ساتھ بلا تردد چلے گئے جن کے بارے میں فرمایا ہے (والذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما یزیغ قلوب فریق منھم)

Marfat.com

تیسرےؔ وہ جو حقیقتاً معذور تھے جن کے بارے میں فرمایا (لیس علی الضعفاء ولاعلی المرضی الآیۃ) چوتھےؔ وہ جو باوجود عذر نہ ہونے کے کاہلی کے سبب
جہاد میں شریک نہ ہوئے ان کے بارے میں فرمایا (وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا الآیۃ) اور فرمایا (وآخرون مرجون لامراللہ الآیۃ) اور فرمایا (وآخرون
اعترفوا بذنوبھم الآیۃ) یہ چار طبقے خالص مؤمن تھے اول دو طبقے شامل جہاد رہے اور پچھلے دو طبقے شامل جہاد نہ ہوئے ان میں سے ایک معذورین کا طبقہ
تھا دوسرا کاہلین کا تھا پانچواںؔ منافقین کا کہ وہ کھلے جوابی ہوگئے چھٹاؔ طبقہ ان منافقین کا کہ جو بطور جاسوسی کے شامل ہوگئے جیسا کہ فرمایا (وفیکم سماعون
لھم) اور فرمایا (وھموا بمالم ینالوا) اور فرمایا (ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ بہت لشکر جرار
کا لیکر میدان جہاد میں پہنچے تو ہرقل پر رعب طاری ہوگیا تو مقابلہ کی اس میں طاقت نہ رہی تو نبوت چند دن قیام کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے
آگے کے چار آیات کا تعلق اس چوتھے طبقے کے مسلمانوں کے ساتھ ہے جو کاہلی وسستی کی بنا پر شریک جہاد نہ ہوسکے جن کے بارے میں اوپر کے تین آیات مذکور ہیں یعنی
(وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا) جو مخلص مؤمن صالح تھے۔ اور جن کے بارے میں تیسری آیت مذکور ہے (وآخرون اعترفوا بذنوبھم الآیۃ) فرمایا آیت
۱؎ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ اے ایمان والے تم کو کیا ہوا جب تم سے
کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کے راہ میں نکلو (یعنی جہاد غزوہ تبوک کیلئے نکلو) تو تم زمین کی طرف ثقیل ہوجاتے ہو (یعنی لگ جاتے ہو بوجہ اس کے کہ اب کھجوروں کے
اترنے کا وقت ہے اور موسم زراعت کی ہے ھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالی (ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ) آگے اس پر تنبیہ ہے) أَرَضِيْتُمْ
بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ کیا تم نے پسند کرلیا ہے اخروی زندگی پر دنیا کی زندگی کو (کہ جہاد کو چھوڑ کر کاروبار میں لگ گئے ہو) فَمَا مَتَاعُ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ سو نہیں نفع اٹھانا دنیاوی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا (تو یہ جملہ علاج ہے دنیاوی
زندگی کے ساتھ دل لگی کیلئے جیسے کہ اس آیت کے زیادہ تر مصداق آیت (وآخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا) والے چوتھے طبقے
کے یہی مسلمان ہیں (آیت ۲ میں ان کے بارے میں مستقبل کیلئے کہ اگر پھر ایسا کریں تو سنگین سزاء کا بیان ہے) إِلَّا تَنْفِرُوْا اگر تم نہ نکلو گے (مستقبل میں
جہاد کیلئے) يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا تو عذاب کریگا تم کو اللہ تعالی عذاب دردناک وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور تمہاری جگہ پر اور قوم
کو (جہاد کیلئے) متعین کردیگا (اور تم کو ہمیشہ کیلئے جہاد سے معزول کردیگا) وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا اور تم لوگ (ترک جہاد پر) اللہ تعالی کو کچھ بھی نقصان
نہیں پہنچا سکو گے (کہ تمہاری وجہ سے آگے کے فتوحات رک جائیں ایسا نہ ہوگا کیونکہ) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اللہ تعالی سب چیز پر قادر
ہے (تو تمہارے تبدل پر بھی قادر ہے اور بغیر اسباب کے محض غیبی مدد پر بھی قادر ہے اس کا استشہاد ہجرت والا واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ تمام اقرباء ودشمنوں
کے شدید پیچھا کرنے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکے تو یہ محض غیبی امداد تھی) کما قال اللہ تعالی آیت ۳ إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ
نَصَرَهُ اللّٰهُ اگر تم لوگ نہ مدد کروگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مستقبل میں کہ جہاد کیلئے نہ نکلو گے تو اللہ تعالی آپ کی مدد کریگا جیسا کہ) تو یقیناً مدد
کرچکا ہے ان کی اللہ تعالی إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جس وقت کہ کافروں نے آپ کو جلاوطن کیا تھا (بوجہ شدید تنگ کرنے کے تو آپ مکہ سے
جلاوطنی کو اختیار کرلیا بوجہ حکم الہی کے) ثَانِيَ اثْنَيْنِ جب کہ دو آدمیوں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے (اور دوسرا ابوبکر صدیق تھا) إِذْ هُمَا

Marfat.com

فِى الْغَارِ بدل من (اذ اخرجه الذين كفروا) جس وقت وہ دونوں تھے غار میں (یعنی غار جبل ثور والی میں تین دن وہاں تشریف فرما رہے اور کافر تلاش کرتے کرتے اس غار کے کنارے پر پہنچ گئے تو ابو بکر صدیق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان مبارک کا فکر لگ گیا کہ اب کیسا ہوگا کہ اگر نبوت اب دنیا سے رخصت ہو گئی تو قرآن پاک کا بقیہ بھی نازل ہونا ہے اور فتوحات اسلامیہ باقی ہیں اور احکامات شرعیہ کافی باقی ہیں جیسے جہاد اور زکوۃ اور حج الا علاوہ ازاں ذات نبوت کی حفاظت کیلئے ماتحت الاسباب صدیق کی ذمہ داری ہے اللہ کی طرف سے اور کل امت کی طرف سے تو بہت محزون ہوئے حتی کہ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ ان قتلت فانا رجل واحد وان قتلت هلكت الامة وذهب دين الله فقال صلى الله عليه وسلم ماظنك باثنين الله ثالثهما إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ (بدل ثالث) جس وقت فرمایا اپنے رفیق (غار) کو (وفی البحر قال العلماء من انكر صحبة ابی بكر فقد انكر كلام الله تعالى) لَا تَحْزَنْ نہ غم کرو میری جان کی تلفی کا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یقینا اللہ تعالی ہم دونوں کے ساتھ ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ پھر اتاری اللہ تعالی اپنی طرف سے تسکین قلبی کو اوپر ابو بکر کے (کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر وقت تسکین قلبی میں تھے جیسا کہ فرمایا تھا) (لصاحبہ لاتحزن) وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا اور مدد فرمائی آپ کی ایسے لشکروں سے جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى اور نیچے ڈالا اللہ تعالی نے کافروں کی بات کو (یعنی ان کی تدبیر قتل والی کو) وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اور کلمہ اللہ تعالی کا (اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا) وہی ہے غالب وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور اللہ تعالی زبردست ہے (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے) حکمت والا ہے (کہ کیسے حکمت سے بچا کر مدینہ منورہ تک پہنچا دیا) تمم هذه الآية الشهادة العالية على (فقد نصره الله) آیت ١٤ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (جب غزوہ تبوک کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے کا حکم دیا ہے تو یہ جہاد فرض عین ہے تو پھر تاکید فرماتے ہیں) کہ نکلو (جہاد کیلئے) خواہ ہلکے ہوں (باعتبار آلات جہاد کے) یا بوجھل ہوں (باعتبار آلات جہاد کے) وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جہاد کرو اپنے اموال کے ساتھ (یعنی آلات حربیہ کے ساتھ) اور اپنے جانوں کے ساتھ (یعنی خود بھی نکلو صرف چندہ دینے پر اکتفاء نہ کرو) اللہ تعالی کے راہ میں (یعنی اعلاء دین کیلئے) ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یہ جہاد کرنا (ہر حال میں) بہتر ہے تمہارے لئے (باعتبار زندگی دنیاوی کے) اگر تم کو سمجھ ہے (کیونکہ ورنہ وہ ہرقل والے تمہارے اوپر سخت حملہ کریں گے تمہارے گھروں میں آکر) آیت ٥ میں فرمایا ہے کہ تمہارا عذر عدم استطاعت والا قابل قبول نہیں ہے یہ خطاب پانچویں طبقہ کو ہے یعنی منافقین متخلفین کو ہے آگے کے کافی آیات منافقین متخلفین کے بارے میں ہیں فرمایا لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا اگر ہوتا (غزوہ میں) غنیمۃ سہل الماخذ وَّسَفَرًا قَاصِدًا اور سفر درمیانہ (یعنی لمبا نہ) لَّاتَّبَعُوْكَ تو ضرور یہ منافق (جو پیچھے رہ گئے ہیں غزوہ تبوک سے آپ کے ساتھ چلتے (لالچ غنیمت میں) وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ولیکن دور دراز نظر آنے لگی ان کو مسافت (بنابریں ان کے نفس نے ساتھ چلنے کو چرالیا) آگے اخبار بالغیب ہے ان کے حال کی کہ جب آپ واپس تشریف لے جائیں گے تو معذرۃ کیلئے حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں اٹھائیں گے کما قال اللہ تعالی وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور اب (واپسی پر) قسمیں اٹھائیں گے اللہ تعالی کی لَوِ اسْتَطَعْنَا اگر ہم طاقت رکھتے لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ تو ضرور چلتے ہم تمہارے ساتھ (مگر شدید معذوریاں تھیں تو ہم مجبور تھے) يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ہلاکت میں ڈالتے ہیں اپنے آپ کو (جھوٹی قسمیں

Marfat.com

ع ۵ ۱۲

اٹھانے پر اور بغیر عذر صحیح کے تخلف عن الجہاد پر) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ منافق لوگ جھوٹے ہیں (لو استطعنا لخرجنا معکم) کے کہنے پر ان سے مراد غالباً وہ منافق ہیں جن کے بارے میں فرمایا (وقعد الذین کذبوا اللّٰہ ورسولہ)

نجم الآیۃ التوعد علی تخلف المنافقین بلا عذر شرعی (آگے کے سترہ آیات تک زیادہ تر منافقین کے اعذار غلط کا بیان ہے جس پر انہوں نے تخلف عن غزوۃ تبوک کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی۔ قال مجاھد قال بعض المنافقین تستاذنہ فان اذن فی القعود قعدنا وان لم یاذن قعدنا مجاہد نے کہا ہے کہ بعض منافقین نے کہا تھا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد تبوک سے پیچھے رہنے کی اجازت مانگتے ہیں اگر اجازت دیدی تو پیچھے رہ جائیں گے (پھر ہم کو ملامت بھی نہ ہوگی) اگر اجازت نہ دی تاہم پیچھے رہ جائیں گے تو ان کا یہ کہنا دلیل ہے کہ ان کا کوئی عذر صحیح نہ تھا پھر اس پر ان کو اجازت نہ ملتی تو ان کا پیچھے رہ جانا دلیل ان کے نفاق کی تھی ولیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ظاہری عذر کے بیان پر اکتفاء کرتے ہوئے اجازت دیتے گئے تو اجازت نہ دینا عزیمت کے قبیلہ سے ہے اور دینا رخصت کے قبیلہ سے ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے (کہ ان کا عذر صحیح ہے یا غلط) بنا بریں شفقتاً رخصت دیدی اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے (جو بھی آپ سے صادر ہو) وھذا کما قال اللّٰہ (لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر) وھذا کما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (عفا اللّٰہ لکم عن صدقۃ الخیل والرقیق) والحال ان صدقتھما ماوجبتا قط یعنی دو شقوں سے آپ جو اختیار کریں (عفا اللہ عنک) ولیکن آپ اگر عدم رخصت والی شق کو اختیار کرتے تو ان کے نفاق معلوم کرنے میں ماتحت الاسباب سہولت تھی بنا بریں) لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ کیوں اجازت (قعود عن الجہاد کی) دیتے گئے آپ ان کو (جس میں آپ کو ان کے نفاق معلوم کرنے میں سہولت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تو آپ کی رعایت مدنظر ہے اور اگر آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو بڑی سہولت کے ساتھ ان کا نفاق معلوم ہو جاتا جیسا کہ فرمایا ہے حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپ کے سامنے سچ بولنے والے (کہ اجازت نہ ملنے پر باوجود عذر صحیح کے آپ کے ساتھ چلتے) وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اور جان لیتے آپ جھوٹوں کو (کہ اجازت نہ ملنے پر کیونکہ عذر صحیح نہیں ہے پھر بھی آپ کے ساتھ نہ چلتے جیسا کہ ان سے ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں قال ابن عباس وذلک ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن یومئذ یعرف المنافقین وانما عرفھم بعد نزول سورۃ التوبۃ ثم کشف اللّٰہ حالھم بالعلامۃ **خلاصہ** یہ ہے کہ ان کو اجازت نہ ملنے کی صورت میں ان کا جہاد پر نہ جانا یہ دلیل بھی ہے ان کے نفاق کی تو اس صورت میں ان کا نفاق معلوم کرنا سہل ہے چونکہ آپ نے ان کو اجازت دیدی ہے تو بھی آپ پر کوئی حرج نہیں ہے یہ ترجمہ ہے (عفا اللہ عنک) کا **نجم الآیۃ** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں منافقین کو اجازت دینا اور نہ دینا برابر ہے کیونکہ (عفا اللہ عنک) آپ پر کوئی شق لازم نہ تھی البتہ اجازت نہ دینے میں ان کا نفاق کھل جاتا اور دینے میں یہ مصلحت ہے کہ تخلف کی وجہ سے مجاہد کے درمیان فساد نہ پھیلا سکیں گے کما قال اللّٰہ تعالیٰ (لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولا وضعوا خلالکم یبغونکم الفتنۃ) بنا بریں معنی (لم اذنت لھم) کا ہو گا آپنے اجازت دینے میں جلدی کیوں کی ہے یعنی جلدی اجازت نہ دیتے تو ان کا حال نفاق منکشف ہو جاتا پھر قدرے توقف کے بعد اجازت دیتے تو ان کے تخلف سے مجاہدین میں فساد پھیلانے کا اندیشہ بھی نہ رہتا تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ترقی تعلیمی ہے ایسے قسم کے منافقین

سے نفاق کھل جانے کی اور رسوا ہو جانے میں ان کے فساد سے بچنے میں تو ایسے قسم کے تعلیمات ہیں امت کیلئے رہبریاں ہیں تا قیامت تک اب پھر ان کے نفاق معلوم
کرنے کیلئے علامات کو ذکر کرتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ نہیں اجازت مانگتے آپ سے (جہاد پر چلنے کی) وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر (بیچ) جہاد کرنے کے
ساتھ اپنے اموال کے اور اپنے جانوں کے (کہ نہیں اجازت ہو جہاد کی بلکہ بغیر اجازت شمولیت کے خود بخود چلتے ہیں چہ جائیکہ مؤمن لوگ تخلف عن الجہاد کی
اجازت مانگے یہ علامت ہے (الذین صدقوا) کی) وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ڈرنے والوں کو (اجازت تخلف سے
آگے علامت ہے (وتعلم الکاذبین) کی إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ یقینا اجازت مانگتے ہیں آپ سے
(تخلف عن الجہاد کی) وہ لوگ جو نہیں ایمان لایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور یوم قیامت کے ساتھ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ اور شک میں پڑے ہوئے ہیں
ان کے دل (جس کا ازالہ آسان ہے ولیکن) فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝ سو وہ مرتاب لوگ اپنے شک میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں
(ذہنا کہ ان کے ذہن نہ جانب حق پر قرار کرتا ہے نہ جانب انکار پر تا کہ شک کا ازالہ ہو) **نجم الآیات** علامت المنافق الاستیذان عن
تخلف الجہاد وعلامت المؤمن عدم استیذان الشمولیت بالجہاد۔ (اگلی آیت میں ان کے تخلف عن الجہاد کے عذر (لو استطعنا لخرجنا معکم)
کے غلط ہونے کی دلیل ذکر فرماتے ہیں) وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً اور اگر وہ چاہتے (آپ کے ساتھ جہاد تبوک پر) چلنا تو
ضرور تیار کرتے اس جہاد کیلئے کچھ سامان (جب کچھ سامان تیار نہ کیا تو یہ دلیل ہے ان کے عذر کیلئے غلط بیانیکی) وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ
فَثَبَّطَهُمْ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا اٹھنا (یعنی ساتھ چلنا) پسند نہ فرمایا سو روک دیا ان کو وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ۝
اور (تکوینی طور پر) حکم دیا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے (کیونکہ ان کے ساتھ چلنے میں مجاہدین کے درمیان بغیر ان کے چغلخوریوں کے اور کچھ نہ
ہوتا) تو اس سے معلوم ہوا کہ (لم اذنت لھم) زجر نہیں فرمایا **نجم الآیت** ان کے غلط عذر کی دلیل کا بیان لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا
زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا اگر یہ غلط بیانی کرنے والے منافق تمہارے ساتھ چلتے (غزوہ تبوک میں) تو نہ زیادہ کرتے تم کو مگر شر اور فساد کا یعنی اضطراب
رائی کا (کہ یوں نہ کرو اور یوں کرو یعنی الٹے پلٹے مشورہ دیتے تا کہ جہاد ناکام ہو) وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ اور کوششیں کرتے تمہارے درمیان
افساد ذات البین کی يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ طلب کرتے کہ تمہارے درمیان بگاڑ پیدا ہو جائے (تا کہ جہاد نہ کر سکیں تم لوگ تو معلوم ہوا کہ ان کا
تخلف منشأ الٰہی تھا تو (لم اذنت لھم) کیسے زجر ہوا) **نجم الآیۃ** فی حد ذاتہ ان منافقین کا تخلف عن الجہاد اچھا تھا وَفِيكُمْ
سَمَّاعُونَ لَهُمْ اور تم میں کچھ ان کے جاسوس موجود ہیں (مگر افساد ذات البین میں ماہر نہیں ہیں یہ چھوٹے قسم کے کلمہ گو ہیں جو حقیقت میں منافق
ہیں) وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں ان ظالمین کو **نجم الآیۃ** التہدید للمنافقین القاعدین
والخارجین۔ (آگے فرماتے ہیں کہ یہ بڑے سازشی منافق ہیں جیسے کہ انہوں نے جہاد احد میں اس کے ناکام کرنے کی سازشیں کی تھیں کہ عبد اللہ بن
ابی رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھیوں کو راستہ سے واپس پھیر لیا تا کہ مسلمان لوگ بھی بزدل پڑ جائیں جیسا کہ فرمایا (اذ ہمّت طائفتان

Marfat.com

منکم ان تفشلا واللہ ولیہما) اور غزوہ خندق میں انہوں نے بڑی ۔ بڑی سازشیں کی تعیین فرمایا (واذ قالت طائفة منهم یا اهل یثرب لا مقام

فارجعوا) لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ یہ لوگ پہلے بھی تلاش کرتے رہے ہیں سازشیں بگاڑ کی درمیان صحابہ کے) وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ

اور الٹ پلٹ کرتے رہے آپ کے جنگی امور کو (تاکہ جہاد میں ناکامی ہو) حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ یہانتک کہ سچا وعدہ آگیا (اس شکل میں کہ) وَظَهَرَ

اَمْرُ اللّٰهِ اور غالب رہا حکم اللہ تعالیٰ کا (کہ غزوہ احد میں بھی اور غزوہ خندق میں بھی غلبہ مؤمنین کو رہا) وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ اور ان منافقین کو (وہ

غلبہ) ناگوار گذرتا رہا ۔ **نجم الآیۃ** منافقین کے فتان ہونے پر استشہاد اور ان کی ناکامی کا بیان ۔ آگے اور علامت نفاق کا بیان کہ اجازت ان

لفظوں میں لیتے ہیں جیسے جد بن قیس نے کہ اس نے کہا (ائذن لی ولا تفتنی واعینك بمال) یعنی (انما یستأذنك) سے قدر مشترک علامت نفاق کا بیان تھا

آگے سے خصوصی علامت کا بیان ہے کہ بعض منافقین میں فلاں خصوصی علامت ہے اور بعض میں فلاں خصوصی علامت ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اور بعض ان متخلفین منافقین سے وہ ہے جو کہتا ہے مجھ کو اجازت دو (نہ جانیکی طرف غزوہ تبوک کے) اور نہ ڈالو مجھے گمراہی

میں (کہ میں نہ جاسکونگا خواہ مخواہ اجازت نہ دیکر مجھ کو گناہ میں نہ ڈالو) اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا متوجہ ہو کر سنو کہ وہ لوگ گمراہی میں پڑ چکے ہیں

(بوجہ عزم نہ جانے کے) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ اور بے شک جہنم (آخرت میں) گھیریگی ان کافرین کو **نجم الآیۃ**

استیذان میں ان کی سوء ادبی کا بیان اور اس کی سزا کا بیان اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اگر پہنچے آپ کو کوئی بھلائی (جیسے بدر میں فتح) تو

موبجھ میں ڈالتی ہے ان کو وہ بھلائی اور فتح وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ اور اگر پہنچے آپ کو کوئی حادثہ (شکست وغیرہ کا جیسے احد میں شہادت شہداء کی

يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ تو کہتے ہیں (خوشی میں) کہ ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا بچاؤ پہلے سے (کہ اس غزوہ میں شامل بھی نہ ہوئے

تھے) وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ اور (یہ کہہ کر) خوشیاں کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں **نجم الآیۃ** علامت نفاق کا بیان قُلْ

لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (تبکیتا) فرمادیجئے ہرگز نہیں پہنچیگا ہم کو (کوئی حادثہ شکست وغیرہ کا یا کوئی مدد اور فتح) مگر وہی جو اللہ

تعالیٰ نے ہمارے نفع کیلئے تقدیر میں لکھدی ہے (کیونکہ شہادت اور فتح دونوں میں ہم کو نفع ہے) هُوَ مَوْلٰنَا وہی متولی ہے ہمارے تمامی امور کا

(شہادت اور فتح کا بھی) بنا بریں وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اور اوپر اللہ تعالیٰ کے چاہیئے کہ سپرد کردیں مؤمن لوگ اپنے تمامی

کام کیونکہ (هو مولانا) قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ فرمادیجئے تم تو ہمارے حق میں منتظر رہتے ہو

دو خوبیوں میں سے ایک خوبی کی (غنیمت کی یا شہادت کی دونوں ہمارے حق میں نفع مند ہیں) وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ

يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اور ہم انتظار میں رہتے ہیں تمہارے حق میں کہ واقع کریگا تم پر اللہ تعالیٰ کوئی عذاب اپنی طرف

سے (دنیا میں ورنہ آخرت میں) اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا ہمارے ہاتھوں سے (جبکہ تم اپنے کفر کو ظاہر کردو تو دوسرے کفار کی طرح قتل کئے

جاؤگے یا جزیہ دینا پڑیگا) فَتَرَبَّصُوْٓا سو انتظار کرو تم (جو ہمارا نتیجہ ہے) اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ ۵۲ بے شک ہم بھی تمہارے

ساتھ انتظار کرنے والے ہیں (جو تمہارا نتیجہ ہے) **نجم الآیۃ** منافقین کے حسد کا جواب ۔ آگے جد بن قیس سے (واعینک بمال) کا جواب

مذکور ہے قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا فرما دیجئے (اے منافقین کی جماعت جیسے جد بن قیس والے) خرچ کرو (مال کو) خوشی سے یا ناخوشی سے

لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ہرگز تم سے قبول نہ ہوگا (نہ دنیا میں کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیں گے اور نہ ان کے بعد کے خلفاء اور ائمہ اور نہ آخرت میں

اللہ تعالی کے ہاں قبول ہے بنا بر اس کے کہ) اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۵۳ یقیناً تم ہو قوم بے فرمان (آگے فسق کی تفصیل ہے) وَمَا

مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اور نہیں مانع ان کے صدقات کے قبولیت سے کوئی شیئ اِلَّا اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

مگر یہ بات مانع ہے کہ یقیناً انہوں نے کفر کرلیا ہے ساتھ اللہ تعالی کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے (یہ ان کی اعتقادی کفریہ حالت ہے۔ آگے ان کی

بدنی عبادت اور مالی عبادت کے بارے میں ذکر فرماتے ہیں) وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى اور نہیں آتے نماز پر مگر وہ سستی کرنے

والے ہوتے ہیں (کہ وقت مستحب میں با جماعت مسجد میں آکر نماز پڑھنے کو دل ان کا نہیں کرتا) وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۵۴ اور نہیں خرچ

کرتے (یعنی نہیں دیتے مال زکوۃ کو) مگر وہ گران قلب والے ہوتے ہیں (کہ بوجہ حکومت اسلامی کے مجبوراً مال زکوۃ کو دیتے ہیں) نجم الآیت

منافقین کے علامات کا بیان کہ نمازوں میں متکاسل اور زکوتوں میں متکارہ ہوتے ہیں۔ آگے ازالہ شبہ کا ہے کہ وہ بڑے مال دار ہیں اور صاحب کثیر اولاد کے

ہیں تو بڑے متنعم ہیں فرمایا فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ سو تعجب میں نہ ڈالے آپ کو ان کا مالدار ہونا اور صاحب اولاد کا ہونا

(یہ استدراجاً وعذاباً ہے یہ خطاب نبوت کو ہے اور مراد صحابہ ہیں اور امت ہے) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ تحقیق اللہ تعالی نے چاہا ہے (ان کو یہ دیکر)

لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ عذاب کرے ان کو حیاتی دنیاوی میں (کہ وہ فکر و مشقتوں میں پھنسے رہیں اور ہر وقت اسی فکر میں رہیں)

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۵۵ اور مشقت سے نکلیں ان کے سانس (بوجہ درد دل جدائی اموال واولاد کے) حالانکہ وہ کافر ہوں

(موت تک) نجم الآیۃ کافروں کا مالدار ہونا استدراجاً وتعذیباً ہوتا ہے آگے ان کے مکر اور فریب کا بیان ہے وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالی کی کہ یہ منافق لوگ یقیناً تم میں سے ہیں (یعنی مسلمان ہیں) وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ حالانکہ وہ تم میں سے

نہیں ہیں (کیونکہ کافر ہیں قلباً) وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۵۶ ولیکن وہ لوگ تم سے ڈرتے ہیں (بنا بریں قسمیں کھاتے ہیں (انھم لمنکم)

نجم الآیۃ بیان التحقیر لشان المنافقین۔ آگے تشریح ہے (وماہم منکم کی) چونکہ ان کو اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے بنا بریں کہتے

ہیں (انھم لمنکم) لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اگر یہ منافق لوگ کہیں حاصل کرلیں جگہ پناہ کی (یعنی قلعہ مضبوط) اَوْ مَغٰرٰتٍ یا غاریں پہاڑوں

میں اَوْ مُدَّخَلًا یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ (جیسے چوہے کا سوراخ اور گھر ہوتا ہے مراد ہے کہ آبادی سے علیحدہ کوئی جھونپڑی وغیرہ) لَّوَلَّوْا

اِلَيْهِ تو لوٹے بھاگیں اسی طرف وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۵۷ حالانکہ وہ جلدی کرنے والے ہوں (اوپر والی جانب کو جو منہ کو رہے ہوئے ہیں۔

اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال لما قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنائم حنین سمعتُ رجلاً یقول ان ہذہ القسمۃ ما ارید بہا وجہ اللہ فنزلت

ہذہ الآیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ اور بعض ان منافقین سے وہ لوگ ہیں جو طعن دیتے ہیں آپ کو تقسیم صدقات

کے بارے میں (جیسا کہ خمس غنائم حنین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کو دیا اس پر منافق لوگ لب کشائی کرنے لگے جیسا کہ فرمایا ہے فَاِنْ

أُعْطُوْا مِنْهَا سو اگر صدقات سے ان کو ملے رَضُوْا تو وہ راضی ہوں وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۞۵۸ اور اگر نہ
ملے ان کو اس سے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اگر وہ لوگ راضی رہتے اس پر جو اللہ تعالیٰ نے
دیا ان کو اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وهذا كما قال النبي صلى الله عليه وسلم (انما انا قاسم والله يعطى) وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
اور کہتے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کا (دیا ہوا) کافی ہے سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اور دیگا ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور ان کا
ع ١٤ ١٣ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (لكان خيرا لهم ایسے کہنا ان کیلئے بہتر تھا) اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۞۵۹ ع ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہیں (یعنی منافق
لوگ تقسیم غنائم میں ان کو چار اخماس سے جو حصہ ملتا تھا اس پر اکتفاء نہ کرتے تھے بلکہ چاہتے تھے کہ خمس سے جیسے مؤلفۃ القلوب کو مل رہا ہے ہم کو
بھی اس سے ان جیسا ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ملا ہے اس پر راضی رہیں تو اس کے بہت سے فوائد ان کو حاصل ہوتے) **نجم الآية**
منافق لوگ بڑے لالچی ہیں ۔ آگے فرماتے ہیں کہ صدقات واجبہ میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے اس میں بالکل طمع نہ کریں بلکہ مصارف مذکور
ہوتے ہیں فرمایا) اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ محقق بات ہے کہ مصارف صدقات (فریضہ و واجبہ کے (جیسے زکوۃ اور عشر) لِلْفُقَرَآءِ
وَالْمَسٰكِيْنِ فقراء اور مساکین ہیں (یعنی فقراء اور مساکین صدقات واجبہ کے حقدار ہیں **والفرق بين الفقير والمسكين**
یہ ہے کہ فقیر وہ ہے کہ مالک مادون النصاب کا ہو یا قدر نصاب کا مالک ہو و لیکن وہ مال بڑھنے والا نہ ہو اور بقدر ضرورت اصلیہ کے ہو اور
مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو تو ستر بدن اور قوت کیلئے محتاج سوال کا ہو) وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا اور وصولی صدقات کے کرنے والے
بھی حقدار صدقات واجبہ کے بقدر کفایہ عمل کے ہیں وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ اور مؤلفۃ القلوب یعنی دلجوئی والے حقدار ہیں (اور وہ
تین قسم کے تھے ؏۱ ایک مؤلفۃ القلوب کہ صدقات دینے کے بعد اسلام لائیں گے ؏۲ دوسرے وہ کہ نئے ضعیف مسلم ہیں جیسے عیینہ بن حصن
ہے ؏۳ تیسرے وہ مؤلفۃ القلوب کہ مال کی وجہ سے ان کا دفع شر مسلمانوں سے ہو۔ پھر یہ صنف مؤلفۃ القلوب والا زمانہ صدیق اکبر میں
باتفاق صحابہ کے ساقط ہو گیا تھا کہ اسلام قوی ہو چکا تھا) وَفِى الرِّقَابِ اور گردنوں کے چھڑانے میں (جیسے مکاتب کی اعانت یا اعتاق
غلاموں کا یا قیدیوں کا فدیہ) وَالْغٰرِمِيْنَ اور مدیون یعنی قرضدار (جس کے پاس اپنا مال قرضہ کی ادائیگی کی کفایت نہ کرے) وَفِىْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جیسے غزاۃ اور طلبہ جن کے پاس اپنا مال نہ ہو) وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر (جس
کو اپنا مال زاد سفر منزل مقصد تک نہ پہنچا سکے پھر بغیر العاملین علیہا کے سب مصارف میں قید فقر کی مراد ہے کذا قال ابن الهمام فی فتح القدیر
صدقات واجبہ کے یہ آٹھ مصارف ہیں ۔ ان میں سے جس مصرف پر خرچ کرے فریضہ ادا ہو جائے گا ۔ خرچ کرنے میں تملیک شرط ہے ۔
مسئلہ مال زکوۃ اپنے عزیز رشتہ داروں کو دینا زیادہ ثواب ہے مگر احد الزوجین اور والدین اور اولاد آپس میں ایک دوسرے کو
زکوۃ نہیں دے سکتے اسی طرح اولاد کی اولاد کو اور دادا پر دادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اپنے غلام کو اور کافر کو دینا جائز
نہیں ہے ۔ اگر مغالطہ میں کافر یا غلام کو زکوۃ دی تو اعادہ فرض ہے اور اگر احد الزوجین یا اصول اور فروع کو مغالطہ میں دی تو زکوۃ ادا

ہوجاتی ہے فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم مصارف صدقات والا مقرر شدہ ہے وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝
اور اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں حکمت والے ہیں (تو علم اور حکمت کا مقتضیٰ ہے کہ یہی مصارف ہوں صدقات کے) **نجم الآیۃ** بیان
المستحقین للصدقات الفریضۃ ۔ آگے اور علامت نفاق کا بیان ہے فرمایا وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ اور بعض ان منافقین
سے وہ لوگ ہیں کہ بدگوئی کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جس سے ایذاء دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (پھر جب ان کو کوئی روکتا
ہے کہ ایسا نہ کرو کہ نبوت کو تمہاری یہ بات پہنچ جائیگی تو وہ جواباً کہتے ہیں) وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ اور وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات کو کان
دیکر سنتے ہیں (تو ہم جھوٹ بول کر اپنی براءت کر دیں گے) قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ فرما دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کان ہیں تمہارے بھلے کے
(یعنی توجہ دیکر وہ بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں بھلائی کا ہو نہ برائی کی ہو اور وہ بھلائی کی کیسے ہو کر) یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ
کی وحی پر (تو وحی الٰہی کو سنکر اس کی تصدیق کرتے ہیں پھر تم پر اس کی تلاوت کرتے ہیں تو ایسا (اذن خیر لکم) ہے) وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور
مؤمنین مخلصین کی باتوں کو مانتے ہیں (کیونکہ وہ سچ بولتے ہیں) وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ عطف علی (اذن خیر لکم) اور تم میں سے
جنہوں نے ظاہری طور پر ایمان لایا ہے (ان کی باتوں کو سن کر خاموشی اختیار فرماتے ہیں) شفقتاً (نہ حقیقتاً ان کو سچا مانتے ہیں) وَالَّذِیْنَ
یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے (اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ان کے جھوٹے عذر پر شفقۃً خاموشی فرما لیتے ہیں تاکہ ان کی فضیحت نہ ہو یہ ان کا کریمانہ خلق حسن ہے جس سے
عذاب الٰہی سے ان کو کوئی بچاؤ نہ ہوگا) **نجم الآیۃ** منافقین لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شدید موذی ہیں۔
آگے اور علامت نفاق کا بیان کہ جھوٹی قسمیں کے عادی ہیں جیسے کہ تخلف غزوہ تبوک پر جھوٹے معذرتوں پر جھوٹی قسمیں صحابہ کے ہاں
آکر اٹھائیں تاکہ صحابہ کرام ان سے راضی ہو جائیں فرمایا یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَکُمْ لِیُرْضُوْکُمْ قسمیں اٹھاتے ہیں تمہارے
سامنے (جھوٹی کہ فلاں عذر کی بنا پر ہم نہیں جا سکے یا فلاں بات ہم نے نبوت کے حق میں نہیں کہی تاکہ تم کو راضی کر لیں) وَاللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو راضی کرتے (و التقدیر
(واللہ احق ان یرضوہ) (و رسولہ) احق ان یرضوہ) اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ اگر یہ سچے مؤمن ہیں (تو سچے ایمان کا یہ تقاضا ہے)
آگے ایسی چالاکی پر ان کو تہدید ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کیا نہیں جانتے ہیں کہ جو شخص مخالفت کریگا اللہ تعالیٰ کی
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۝ تو اس کیلئے یقیناً آگ جہنم کی ہے جس
میں وہ شخص ہمیشہ کیلئے رہنے والا ہوگا یہی ہے رسوائی بڑی (یعنی یہ جانتے ہیں کیونکہ یہ بات واضح ہے اور دلائل سے ثابت ہو چکی ہے)
نجم الآیات منافق لوگ اگر جھوٹی قسمیں سے دنیاوی رسوائی سے بچ جائیں تو آخرت کی رسوائی سے جو بہت بڑی ہے نہیں بچ سکتے ★
آگے تنزیل ہے ماسبق کی یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ڈرتے رہتے ہیں منافق

Marfat.com

لوگ اس بات سے کہ نازل کی جائے کوئی سورت (مثلاً یا کوئی آیت) مؤمنین پر جو کہ بتلا دیوے وہ سورت ان باتیں کو جو ان کے قلوب میں ہیں
مؤمنین کے خلاف یا جیسے انہوں نے استہزاءً کہا (هو اذن) یا جیسے انہوں نے کہا أیرجو هذا الرجل ان تفتح له قصور الشام وحصونها
هيهات. هيهات فانزل الله تعالى قُلِ اسْتَهْزِءُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ۝۶۴ فرما دیجئے تم استہزاء کرتے رہو (امر تہدید
بمعنی خبر) بے شک اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والے ہیں ان اشیاء کو جن کے اظہار کا تم اندیشہ کرتے تھے (وقال ابن عباس انزل الله تعالى اسماء المنافقين
وكانوا سبعين رجلا ثم نسخ الاسماء رأفة منه لاولادهم كانوا مسلمين والناس يعير بعضهم بعضا) (وقال ابن كيسان وقف جماعة
منهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة مظلمة عند مرجعه من تبوك ليفتكوا به صلى الله عليه وسلم فاخبره جبرئيل عليه
السلام فنزلت (ان الله مخرج ما تحذرون) وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ اگر آپ ان سے پوچھیں (وجہ استہزاء کی) لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ
تو جواب میں کہیں گے ہم تو بات چیت کر رہے تھے اور دل لگی کر رہے تھے (محض مسافت کے قطع کیلئے اس کے حقیقی معنی مراد نہیں تھے تو نبکیتا) قُلْ
أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝۶۵ فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے حکموں کے ساتھ اور ان کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھے کرتے تھے تم (تو ان سے کسی صورت میں ہنسی جائز نہیں بلکہ کفر ہے) لَا تَعْتَذِرُوا تو جھوٹا عذر مت کرو قَدْ
كَفَرْتُم تم کافر ہو گئے ہو (یعنی اظہار کفر کا کر لیا ہے) بَعْدَ إِيمَانِكُمْ پیچھے اظہار ایمان تمہارے کے إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ
اگر ہم معاف کر دیں تم سے بعض کو (بعد اس کے توبہ کے) نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝۶۶ تو ضرور عذاب کریں گے بعضوں ع ۸ ۱۴
کو بسبب اس کے کہ تھے مجرم (علم ازلی اللہ تعالیٰ کے میں) یعنی جو توبہ نہ کریں گے **نجم الآية** الاستهزاء بالامور الاسلامية علامة
للنفاق آگے اللہ تعالیٰ (وما هم منكم) کی تثبیت فرماتے ہیں کہ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ منافق مرد اور منافق
عورتیں سب کے سب ایک طرح کے چلن وچال کے ہیں (تو ان کے مرد و عورتیں تم میں سے نہیں ہیں بلکہ (بعضهم من بعض) ہیں آگے اس کی دلیل ذکر
فرماتے ہیں يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ تعلیم دیتے ہیں بری باتوں کی وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ اور روکتے ہیں اچھے کاموں سے وَ
يَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ اور بند رکھتے ہیں اپنے ہاتھوں کو (فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے) نَسُوا اللَّهَ ترک کرتے ہیں طاعت اللہ تعالیٰ
کی کو فَنَسِيَهُمْ سو ترک کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۶۷ بے شک منافق لوگ خارج عن طاعة
اللہ ہیں **نجم الآية** منافقین کی علامت کا بیان کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں۔ آگے ان کیلئے وعید شدید
کا بیان ہے وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا عہد کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ منافق مردوں
کے بارے میں اور منافق عورتوں کے بارے میں اور تمامی کفار کے بارے میں آگ جہنم کا جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے هِيَ حَسْبُهُمْ
وہی آگ کافی ہے ان کو سزا؛ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ اور دور رکھیگا ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝۶۸ اور ان کیلئے
عذاب دائمی ہوگا (کہ کبھی وقفہ نہ ملے گا) **نجم الآية** الوعيد الشديد لهم۔ آگے وعید پر استشہاد ہے كَالَّذِينَ مِن

Marfat.com

قَبْلِكُمْ امم سابقہ مہلکہ مکذبہ جیسی تمہاری حالت ہے (کفر اور استحقاق عذاب میں) كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً جو تھے تمہارے بہ نسبت طاقت میں سخت وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور تمہاری بہ نسبت اموال اور اولاد میں بہت زیادہ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ سو انہوں نے خوب نفع اٹھایا اپنے (دنیاوی) حصے سے فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ سو تم بھی خوب نفع اٹھایا اپنے (دنیاوی) حصے سے كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جیساکہ خوب نفع اٹھایا تھا وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے اپنے (دنیاوی) حصے سے وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اور تم بھی ایسے گھستے ہو (استہزاؤں میں) جیسے وہ گھستے تھے (استہزاؤں میں) اُولٰٓئِكَ وہ لوگ بُرے عادتوں والے حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مٹ گئے ان کے اعمال (حسنہ مثلاً برّ الوالدین وصلۃ الارحام واطعام الطعام ونصرۃ المظلوم) دنیا اور آخرت میں (بوجہ ان کے کفر واستہزاء بالانبیاء علیہم السلام کے) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اور وہی لوگ ہیں نقصان میں پڑنے والے (کہ نہ دنیا رہی اور نہ آخرت) یہ بیان کل امم مہلکہ کا ہے آگے بعض کی ہلاکت کا بیان جن کی تاریخ مشہور تھی اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیا نہیں آئی ان کے پاس خبریں اہمیت والی ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے (یعنی آئی ہیں بذریعہ تاریخ صحیح کے) قَوْمِ نُوْحٍ بدل من (الذین من قبلھم) یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کی (کہ وہ طوفان سے غرق ہوئی) وَّعَادٍ اور قوم عاد کی (کہ وہ تند ہوا سے تباہ ہوئی) وَّثَمُوْدَ اور قوم ثمود کی (کہ وہ ہلاک ہوئی زلزلہ سے) (وغیّر الاسلوب لانھم لم یشتہر بنبیّھم) وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی (کہ ان کا رئیس نمرود مچھر سے ہلاک ہوا اور باقی بھی ہلاک ہو گئے) وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ اور مدین والے (کہ صیحہ اور زلزلہ سے ہلاک ہوئے) وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اور ان بستیوں کی جو الٹ دی گئیں (یعنی قری قوم لوط علیہ السلام کی کہ (والمؤتفکۃ اھوی فغشّٰھا ما غشّٰی) اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے تھے ان کے پاس ان کی طرف بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام صاف احکام اور معجزات لے کر (پھر ان کی قوموں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ ان کی قوموں کو ہلاک کر دیا) فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ سو اللہ تعالیٰ نے (انکی ہلاکت پر) ظلم نہیں کیا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ولیکن وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (کہ شرک کرتے تھے اور فرمایا ہے (ان الشرک لظلم عظیم) نجم الآیات التھدید فی ضمن التذکیر بایام اللہ ۔ آگے منافقین کے احوال ذمیمہ کے بعد مؤمنین کے احوال حسنہ کا بیان ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں (دینی) يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ نیک کاموں کی تعلیم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور پابندی کرتے ہیں نماز کی (جو عبادت بدنی ہے) وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور خوشی سے دیتے ہیں زکوٰۃ کو (جو عبادت مالی ہے) وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور کہنا مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ یہی لوگ عالی صفات والے جلدی رحمت کریگا ان پر اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ بیشک اللہ زبردست ہے (تو ایسا عالی شان والا جزا دے سکتا ہے) حکمت والا ہے (تو ایسی جزا میں حکمت ہے ۔ آگے رحمت کا بیان ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ایسے مؤمنین اور مؤمنات سے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ایسے باغات کا کہ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں درانحالیکہ اس میں ہمیشہ کیلئے

Marfat.com

رہنے والے ہوں گے وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور مکانات نفیسہ اور عمدہ کا فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ جو کہ باغات عدن میں ہوں گے (وہ مکانات) وَ
ع ۱۵ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کی رضاء بڑی ہے (ان سب نعمتوں سے) ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۷۲ یہ (جزاء مذکورہ) بڑی
کامیابی ہے **نجم الآیات** مؤمنین کے اوصاف مادحانہ کا بیان اور اس کی جزاء کا بیان ۔ اس سورت میں کفار کے دو قسموں کا بیان
ہے ایک قسم کے کفار ظاہراً و باطناً تھے دوسرے قسم کے ظاہراً مسلمان تھے اور باطناً کافر تھے دونوں کے متعلق فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ
الْكُفَّارَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرو کفار کے ساتھ (بالسیف والسنان) وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور منافقین کے ساتھ (باللسان قالہ ابن عباس)
وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور سختی کرو ان پر (دنیا میں اور آخرت میں جیسا کہ فرمایا) وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور ٹھکانا انکا دوزخ ہے وَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۷۳ اور بری ہے جگہ رجوع کی (دوزخ) **نجم الآیۃ** ان دونوں قسموں کے نتائج دارین کا بیان ۔ آگے منافقین کے عزائم
ذمیمہ کا بیان ہے جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کہ ہم نے نہیں کہا ہے (فلاں بات جیسے کہ عبداللہ
ابن ابی منافق نے کہا تھا (لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل) میں نے نہیں کہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ھم الذین یقولون
وہی تو ہیں جو کہتے ہیں) یہ ایک غزوہ میں واقعہ پیش آیا) وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ حالانکہ یقیناً انہوں نے یہ کلمہ کفریہ کہا ہے (کیونکہ اس میں نبوت
کی توہین ہے) وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا اور انہوں نے عزم بالجزم کیا تھا اس کام کا جس کو حاصل نہ کر سکے (جیسے کہ غزوہ تبوک کی واپسی پر بارہ
منافقین پہاڑ کی ایک گھاٹی میں اس غرض سے چھپ کر بیٹھے تھے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گذریں گے تو یکبارگی حملہ کر کے آپ کو
شہید کر دیں گے اس پر جبرئیل امین نے آپ کو خبر دیدی تو آپ پھر دوسرے راستہ سے تشریف لے گئے اور انہی کی طرف حضرت حذیفہ کو روانہ کیا کہ وہ
ان کو وہاں سے بھگا دیوے) وَمَا نَقَمُوْٓا اور نہیں بدلہ لیا (اسی بری نیت سے چھپ کر بیٹھنے سے) اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مگر
اس بات کا کہ مالدار بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (کہ غنائم سے ان کو حصے ملتے رہیں ہیں ورنہ اس سے پہلے بھوکے کنگال تھے)
فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ پھر بھی اگر توبہ کر لیں کفر و نفاق سے تو ان کیلئے بہتر ہوگا دارین میں) وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا اور اگر توبہ سے روگردانی
کی يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کریں گے عذاب دردناک دنیا میں (قتل اور قید وغیرہما کے ساتھ)
وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت میں (نار کے ساتھ وغیرہا) وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ اور نہ ہے ان کیلئے پوری روئے زمین پر مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۷۴
کوئی دوست نفع دینے والا اور نہ ضرر کو دور کرنے والا **نجم الآیۃ** منافقین کے عزائم ذمیمہ کا بیان جن میں وہ ناکام رہے اور اس
کے نتائج دارین کا بیان ۔ آگے اور علامت نفاق شخصی کا بیان ہے کہ ایک شخص ثعلبۃ بن حاطب دربار نبوت میں حاضر ہو کر اصرار کیا کہ دعا مانگیں
کہ میں مالدار ہو جاؤں اور ان کا پورا حق مالی ادا کرتا رہوں گا ۔ نبوت کی دعا کی برکت سے اتنا مال دار بن گیا کہ اس کے بکریوں کی جگہ مدینہ
منورہ میں تنگ ہو گئی کہیں باہر مدینہ منورہ کے جا کر رہنے لگا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو عاشر زکوۃ کی وصولی کیلئے اس کے
پاس بھیجے تو کہیں آکر کہا کہ اب تم جاؤ میں سوچ کر جواب دوں گا یعنی زکوۃ دینے سے انکاری ہو گیا تو اس پر یہ آیت اتری جو کل مانعین زکوۃ پر

Marfat.com

صادق ہے صرف جزوی واقع کی حکایت نہیں ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ اور بعض ان منافقین سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتے ہیں عہد پختہ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے فضل سے کثیر مال دار بنا دیا تو ہم صدقہ کرتے رہیں گے (یعنی ان کے حقوق واجبہ و نافلہ ادا کرتے رہیں گے) وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور ہوں گے ہم نیکی کرنے والوں سے (قال ابن عباس یرید الحج) فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیدیا (مال کثیر) بَخِلُوْا بِهٖ بخل کیا انہوں نے اس مال کے ساتھ (کہ زکوٰۃ دینے سے بھی انکاری ہو گئے) وَتَوَلَّوْا اور پھر گئے دینے سے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ حالانکہ تھے وہ عادی معرض فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ پھر سزا دی ان کو اللہ تعالیٰ نے نفاق راسخ کی ان کی دلوں میں تا اس دن تک کہ ملیں گے اسی دن میں اللہ تعالیٰ کو (یعنی تادم مرگ نفاق سزاءً ان کے قلوب میں پکا کر دیا تا نکہ توبہ کی توفیق بھی نہ ہو) بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی ہے (کہ مال دار بنانے پر اس کے پوری حقوق ادا کریں گے پھر اس کی خلافی کی کہ زکوٰۃ تک انکاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے سزاءً ان کو پکا منافق بنا دیا تادم مرگ) وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اور بسبب اس کے کہ تھے (ابتداء عہد میں) جھوٹ بولنے والے (کہ ابتداءً بھی ان کی نیت خراب تھی) اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ کیا وہ نہیں جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یقیناً جانتا ہے ان کے راز (بدنیتی والے) اور ان کے آپس کے مشورے سرگوشی والے (کہ ایسے دھوکہ دہی کرنی ہے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ اوّلاً دعا کرانی ہے پھر زکوٰۃ دینے سے پھر جانا ہے) وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اور بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے تمام چھپی باتوں کو (یعنی جانتے ہیں وہ لوگ پھر بھی فریب بازیاں کرتے ہیں) **نجم الآیات** منافقین کے مخادع اور دغاباز ہونے کا بیان۔ آگے اور علامت نفاق کا بیان کہ مسلمانوں کے اعمال پر اعتراض کرتے ہیں جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات نافلہ پر ترغیب دی تو عبد الرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم کے ساتھ صدقہ کیا تو منافقین نے کہا کہ یہ تو ریاءً صدقہ کیا ہے اور ابو عقیل انصاری کھجور کا ایک صاع لے آیا تو منافقین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے صاع سے غنی ہیں فرمایا اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ (خبر مبتداء محذوف ای ھم الذین والمعنی منافق لوگ وہ ہیں) جو طعن کرتے ہیں ان مؤمنین کے صدقات کرنے پر جو دل خوشی سے صدقات کرتے ہیں (جیسے عبد الرحمن بن عوف پر طعن کیا) وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ اور طعن کرتے ہیں ان لوگوں کے صدقات پر جو نہیں پاتے ہیں صدقہ کیلئے مگر اپنی محنت و مزدوری والے مال کو (جیسے ابو عقیل پر طعن کیا) فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ پھر ان پر تمسخر اور ٹھٹھا کرتے ہیں (یعنی ایسے قسم کے طعن سے مقصود منافقین کا تذلیل متصدقین کی ہوتی ہے) سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اللہ تعالیٰ ان کی تذلیل فرمائیں گے (مقابلہ ان کے تسخیر کی) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ۷۹ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے (آخرت میں) اور ان کو توبہ کی توفیق بھی میسر نہ ہو گی بنا بریں ان کی بخشش کسی صورت میں نہ ہو گی کیونکہ ان کے بارے میں (ولھم عذاب الیم) کی خبر ازلی ہے اور قطعی ہے جس میں ردّ و بدل نہ ہوگا) اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

آپ ان کیلئے بخشیش مانگے یا بخشیش نہ مانگے (امر بمعنی الاخبار) (پھر کتنی بار کیوں نہ بخشیش مانگے ان کیلئے ہرگز بخشیش نہ ہوگی - بنا بریں آپ ان کیلئے بخشیش نماز جنازہ کی شکل میں بھی نہ مانگنا کیونکہ ان کے بارے میں (ولھم عذاب الیم) کی تقدیر مستقیم ہے - پھر آگے عدد (سبعین) کا ذکر فرمایا مراد اس سے تکثیر ہے نہ تحدید گرچہ (سبعین) کا عدد مشترک ہے تکثیر اور تحدید کے درمیان مگر مراد یہاں پر تکثیر ہے جیسے سبعماۃ کا عدد الف میں تکثیر کیلئے ہے اور جیسے سبعۃ کا عدد عشرۃ میں تکثیر کیلئے ہے کیونکہ سبعۃ فی عشرۃ پہلا عدد جمع الکثیر کا ہے کیونکہ عدد دو قسم ہے قلیل اور کثیر پھر تین سے کم کا عدد قلیل ہے اور تین یا اس سے اوپر کثیر ہے نیز عدد دو قسم ہے شفع اور وتر - اول الاشفاع کا دو کا عدد ہے اور اول الاوتار کا تین کا عدد ہے - ایک تو عدد نہیں ہے تو سبعۃ یعنی سات کا عدد دونوں قسموں سے پہلا عدد ہے جمع الکثیر کا کیونکہ اس میں اوتار تین بار ہیں - تین ۳ - پانچ ۵ - سات ۷ اور اس میں اشفاع بھی تین ۳ بار ہیں - دو ۲ - چار ۴ چھ ۶ - اور دس ۱۰ کمال الحساب ہے پھر جیسے دس میں سات کا عدد کثیر ہے ویسے ستر ۷۰ سو ۱۰۰ میں عدد کثیر ہے اور سات سو ۷۰۰ ہزار ۱۰۰۰ میں عدد کثیر ہے - تو اللہ تعالی نفی بخشیش منافقین کی مبالغۃ فرمائی ہے کہ پہلے نفی فرمائی ہے بین الاستغفار لھم وعدم الاستغفار لھم یعنی دونوں حالتیں منافقین کی عدم بخشیش میں برابر ہیں پھر نفی فرمائی ہے بالاستغفار لھم بعدد اکثر کثیر میں یعنی السبعین میں یعنی مراد یہ ہے کہ جتنی بھی بار ان کے حق میں بخشیش مانگی جائے ان کی بخشیش نہ ہوگی فرمایا

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اگر بخشیش مانگے آپ ان کیلئے ستر ۷۰ بار (بھی یعنی بکثرت) تو ہرگز نہیں بخشیگا ان کو اللہ تعالی (تو مراد اللہ تعالی کی قطعی طور پر منافقین کی نفی بخشیش کی ہے نہ یہ کہ بعض مواقعات میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب الدعوات نہیں ہیں تا نکہ لازم آوے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلیۃ مستجاب الدعوات نہیں ہیں بلکہ جزئیۃ ہیں یعنی مراد اللہ تعالی کی ان آیات میں یہ ہے کہ آپ ان کیلئے ہرگز بخشیش نہ مانگنا تو ایسے تعبیرات مبالغات کے قبیلہ سے ہوتے ہیں جیسے فرمایا (سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون) تو نفی ایمان کی علی وجہ المبالغۃ مراد ہے)

ذٰلِكَ یہ عدم مغفرت بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بسبب اس کے ہے کہ یقینا یہ لوگ پکے منکر ہیں اللہ تعالی کی توحید کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ اور اللہ تعالی نہیں ہدایت دیتا ایسے سرکش لوگوں کو (تو بخشیش موقوف ہے ایمان ع ۸ ۱۶
باللہ و بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان موقوف ہے ہدایت ربانی پر تو جب ہدایت معدوم ہے تو بخشیش بھی معدوم ہے) **تاجم الآیتین**

الطعن علی المؤمنین فی طاعاتھم سبب لعدم الھدایات فی حق الطاعنین ٭ آگے منافقین کی اور علامت نفاقیہ کا بیان ہے کہ تخلف عن الجہاد پر خوشیاں مناتے ہیں فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ خوش ہو گئے وہ لوگ جن کو پیچھے رکھا گیا (بوجہ اذن لھم فی التخلف بوجہ بیٹھے رہنے ان کے بعد جانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (غزوہ تبوک پر) وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور گھبرا گئے کہ جہاد کریں اپنے اموال اور اپنے جانوں سے اللہ تعالی کی راہ میں (بوجہ کفر کے اور آرام طلبی کے کہ شدید گرمی تھی) وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ اور (دوسروں کو بھی) روکتے تھے کہ نہ نکلو (جہاد کیلئے) سخت گرمی میں قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا جوابا فرما دیجئے آگ جہنم کی سخت گرم ہے (اس گرمی سے جس کی وجہ سے ترک جہاد کا کر رہے ہو جو کہ فرض عین ہے) لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ کاش کہ سمجھتے (اس بات کو کہ (نار جھنم اشد حرا) فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا سو ہنس لیویں تھوڑا (یعنی تھوڑے دن دنیا کے جیسا کہ پیچھے رہائے جانے پر

بہت خوشیاں مناتے تھے ویسے بھی مسلمانوں پر استہزائیں کرتے تھے جہاد میں کما قال اللہ تعالیٰ (انما نحن مستھزؤن) الخ وَّلْيَبْكُوا كَثِيْرًا اور روتے رہیں بہت وہ (آخرت کے) جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (بہت رونا) سزاء ہوگی ان کاموں کی جو دنیا میں کرتے تھے (یعنی نفاق اور کفر اور تخلف عن الجہاد وغیرہا کی) **نجم الآیت** علامت نفاق کی ایک یہ ہے کہ تخلف عن الجہاد پر خوشیاں مناتے ہیں فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ سو اگر لے جاوے آپ کو اللہ تعالیٰ ان کے کسی ایک طائفہ کی طرف (لفظ (ان) کا جو تردد ہے دلالت کرتا ہے کہ یہ سفر تبوک والا اتنا شاق ہے کہ سلامتی کے ساتھ واپس مدینہ منورہ پہنچنا امر تردد ہے اور لفظ (طائفہ) کا اشارہ ہے کہ بعض منافق اس اثناء میں مر گئے ہوں گے اور بعض سفر کا راہ اختیار کیا ہوا ہوگا) فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ پھر اجازت مانگے آپ سے نکلنے کی (کسی اور غزوہ کی طرف) فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا تو فرما دیجئے تم کبھی بھی نہ نکلو گے میرے ساتھ وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اور نہ کبھی لڑو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے (وھو اخبار (جو کہ ترجمہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے) بمعنی النہی یعنی کبھی بھی میرے ساتھ ہو کر جہاد کیلئے نہ نکلو اور نہ کبھی میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے لڑو) اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ بیشک تم نے پسند کیا تھا پہلے بیٹھنے کو فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝ سو (اب بھی) بیٹھے رہو ان لوگوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جانے کے لائق ہیں (بوجہ عذر صحیح کے جیسے بوڑھے اور بچے اور عورتیں) **نجم الآیۃ** منافقین کیلئے جہاد پر جانے کی اجازت بند ہو گئی وقال قتادۃ ذکر لنا انھم کانوا اثنی عشر رجلا ای الذین محوا اسامیھم من دفتر المجاھدین ۔ پیچھے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ جہاد میں شامل نہیں ہو سکتے ہو آگے فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جنازہ میں شامل نہ ہوں گے چہ جائیکہ تمہارا جنازہ پڑھائیں یہ ایسا ہے جیسا کہ ریاستی میں ایک مقولہ ہے کہ ہماری تمہاری مرنی جیونی ختم ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (ولفظ (مات) صفۃ (لاحد) وھو ماض بمعنی المستقبل والمعنی) اور نماز جنازہ کبھی بھی نہ پڑھیں آپ ان میں سے کسی ایک کی جو مر جائے وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اور نہ کھڑے ہونا ان کی قبر پر (یعنی ... قبر کے متولی نہ ہونا والقبر فی المشھور مدفن المیت) اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بے شک یہ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اور وہ مرے ہیں حالانکہ وہ کافر تھے **نجم الآیت** منافق لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں بنابریں ان سے جیونی اور مرنی ختم وروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی المنافقین اذا ماتوا ویقوم علی قبورھم بسبب مایظھرونہ من الاسلام حتی مات عبد اللہ بن ابی فلما تقدم لیصلی علیہ جاء جبرئیل وتلا علیہ (ولا تصل الآیۃ) چونکہ (جن کے بارے میں فرمایا ہے (ولا تصل علی احد منھم مات ابدا) کہ ان سے موت کے مراسم بھی ختم) یہ مالدار ذی اولاد تھے تو فرمایا) وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے اموال اور اولاد (خطاب نبوت کو ہے مراد امت ہے) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو گرفتار عذاب رکھے (کہ ہر وقت ان کی پریشانیوں میں مبتلا مصیبت رہیں) وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اور سختی سے نکلے

Marfat.com

ارواح ان کے حالانکہ یہ کافر ہوں (معلوم ہوا کہ محبت اموال اور اولاد کی موجب صعوبت خروج روح کا ہوتی ہے اسی طرح محبت دنیا کی بسا
اوقات سبب بنتی ہے ترجیح دنیا کی اوپر آخرت کے تو کفر کا خطرہ ہے۔ نیز یہاں پر بلا تکرار (لا) کے لایا ہے فرمایا ہے (ولا تعجبك اموالهم و
اولادهم) تو یہ اشارہ ہے کہ اولاد اور اموال مجموع من حیث المجموع سبب تعجب کا ہوں کہ ہر ایک اتنے کثیر نہ ہوں کہ اموال مستقلا سبب
تعجب کے ہوں اور اولاد مستقلا بخلاف اس قسم کی آیت کے جو پہلے گذری ہے جس میں تکرار لا و لاکا ہے جس میں بہت کثرة کی طرف اشارہ ہے
کہ ہر ایک اموال اور اولاد مستقلا سبب تعجب کا ہیں والآیۃ تزییل لما سبق۔ آگے اور علامت نفاقیہ ذکر فرماتے ہیں وَاِذَآ اُنْزِلَتْ
سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ اور جس وقت نازل کیا جاتا ہے قرآنی آیات کا کچھ حصہ کہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (خالصۃ) وَجَاهِدُوْا
مَعَ رَسُوْلِهِ اور جہاد کرو ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ تو اجازت مانگتے ہیں آپ
سے صاحب قدرت کے ان میں سے وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ اور (ان لفظوں میں اجازت مانگتے ہیں کہ) کہتے ہیں چھوڑ دیجئے
ہم کو کہ رہ جائیں ہم ساتھ بیٹھنے والوں کے (یعنی بلا کسی عذر پیش کرنے کے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ بدنا و مالا صاحب طاقت کے ہیں)
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ پسند کرتے ہیں کہ رہ جائیں خانہ نشین عورتوں کے ساتھ (یعنی تخلف کی صرف یہی وجہ ہے) وَطُبِعَ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ اور مہر لگ گئی ان کے دلوں پر سو وہ نہیں سمجھتے (ایسے قسم کی خفت کو اور مضرات کو
نجم الآیت ایسے قسم کے متخلف لوگ بے وقوف ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ ترک جہاد میں کوئی خیر نہیں ہے بلکہ جہاد میں خیر ہے
کیونکہ) لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ہمراہی میں جو مؤمن ہیں جَاهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ جہاد کیا ہے اپنے اموال سے اور اپنے انفس کے ساتھ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ اور انہوں کیلئے تمام خوبیاں
ہیں (دارین کی یا جیسا کہ فرمایا ہے (فیہن خیرات حسان) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ آگے کامیابی کا بیان
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا تیار کر رکھا ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ باغات جن کے نیچے نہریں
ع ۹ ۱۷ جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ کیلئے رہا کریں گے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ یہی ہے بڑی کامیابی نجم الآیت مسلمانوں
کے کارناموں کا بیان اور ان کے نتائج کا بیان۔ اتنے تک منافقین اہل مدینہ کا بیان تھا۔ آگے منافقین من الاعراب کا بیان ہے یعنی دیہاتی منافق
کا بیان ہے۔ پھر وہ دو قسم کے تھے ایک وہ جو جھوٹے عذر بیان کر کے پیچھے بیٹھنے کی اجازت لے لی دوسرے وہ جو تکبر اور جرأۃ کیساتھ گھروں
بیٹھے رہے اور تخلف کی اجازت تک نہ مانگی وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ اور آئے جھوٹا عذر بیان کرنے والے
دیہاتوں سے کہ ان کو اجازت دی جائے (گھروں میں رہنے کی) (والمعذر) وہ ہے جو غلط عذر بیان کرے) وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ اور گھروں میں بیٹھے رہے (بعض دیہاتی منافق) جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے (دعوائے
ایمان میں) سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ جو ان سے کفر پر مریں گے ان کو پہنچے گا عذاب دردناک (دنیا میں ساتھ قتل و قید

وغیرہما کے اور آخرت میں ساتھ نار کے) **نجم الآیۃ** الوعید للفریقین منہم آگے ان متخلفین کا بیان ہے جن کو عذر صحیح تھے بیماری
کے یا فقدان سواری کے کہ وعید میں داخل نہیں ہیں ۔ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ
حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ نہیں کوئی گناہ (تخلف عن الجہاد پر) کم طاقت لوگوں پر (جیسے بوڑھے اور خلقۃً نحیف لوگ) اور نہ مریضوں پر (پھر
مرض عارضی ہو جیسے بخار سخت وغیرہا یا مرض خلقی ہو جیسے نابینے اور لنگڑے وغیرہا) اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ (جہاد میں جیسے
سواریوں کا فقدان وغیرہ) جبکہ یہ لوگ مخلص ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایمان میں اور اطاعت میں) مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
مِن سَبِيلٍ **خلاصہ** یہ ہے کہ نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں ہے وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۹۱ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (یعنی
عند اللہ قدرے عذر کم ہے یعنی جانا عزیمت ہے اور نہ جانا رخصت ہے تو بسا اوقات ایسے حالات میں عزیمت پر عمل کرنا مطلوب ہوتا ہے تو اگر عذر میں
رخصت پر عمل کر لیا جائے تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ) (واللہ غفور رحیم) آگے بیان ہے ان لوگوں کا جنہوں نے وقتی طور تیاری جہاد کی ختم کر دی بوجہ فقدان
سواری کے ولیکن اس پر بہت روئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے سواریوں کا انتظام کر دیا تو فرمایا عارضی تیاری ختم ہونے پر ان پر کوئی گناہ نہیں ہے
جیسے بعد میں چھ اونٹ آگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیدیئے اور تین سو اونٹوں کا انتظام حضرت عثمان نے کر دیا علاوہ ان اونٹوں کے
جو پہلے دئے تھے جیسے ابو موسیٰ اشعری والے جن کا ذکر بخاری شریف میں ہے) فرمایا وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ
لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ اور نہیں گناہ ان لوگوں پر کہ جب آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کو سواری کا انتظام کر دیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تو ایسے
کوئی چیز نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کر دوں ۔ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝۹۲ تو پھرے
آپ سے (کہ اب بغیر تخلف کے کوئی چارہ کار نہیں ہے) حالانکہ آنکھیں ان کی بہہ رہی تھیں آنسو بوجہ غم اس بات کے کہ نہیں پاتے ہیں وہ جو خرچ کریں (جہاد
میں یعنی نہ رقم اور نہ سواریاں) **نجم الآیتین** بیان مدح الاعذار الحقیقۃ ۔ اتنے تک ذکر فرمایا کہ اعذار حقیقت پر تخلف کا کوئی
عتاب نہیں ہے ۔ آگے ذکر فرماتے ہیں کہ اعذار غیر حقیقت پر شدید عتاب ہے إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ
أَغْنِيَاءُ یقیناً عتاب شدید ان لوگوں پر ہے جو آپ سے (تخلف کی) اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مال دار ہیں (یعنی بے سرو سامانی کا عذر
ان کا جھوٹ ہے) رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ پسند کرتے ہیں کہ رہیں ساتھ پیچھے رہنے والیوں عورتوں کے وَطَبَعَ اللَّهُ
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۹۳ اور مہر کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے ہیں (نقصان دارین
ملنے جانے میں) **نجم الآیۃ** بیان ذم الاعذار بغیر الحقیقۃ آگے ان لوگوں کے بارے میں بیان ہے جو واپسی پر جھوٹے عذر
پیش کریں گے تو ان کے بارے میں تین احکام ہیں فرمایا ۔

Marfat.com

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بمع جماعت صحابہ کے ان کے پاس (مدینہ منورہ میں) واپس جاؤ گے تو آپ کے سامنے جھوٹے عذر پیش کریں گے
(نہ جانے پر) ۱ ایک حکم قُلۡ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ فرما دیجئے جھوٹے عذر مت پیش کرو (نہ جانے پر) ہم ہرگز نہ مانیں
تمہاری بات کو (کیونکہ) قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ ہم کو خبر دے چکے ہیں اللہ تعالی (کہ تمہارا کوئی عذر صحیح نہ ہے) وَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ اور ابھی دیکھیں گے اللہ تعالی تمہارے عملوں کو اور ان کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کہ مستقبل میں تم مخلص ہو جاتے ہو
تو یہ قبول ہے اور اگر ویسے کے ویسے رہ گئے تو جھوٹا عذر تمہیں کیا فائدہ دیگا کچھ بھی نہ دیگا) ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ
پھر مرنے کے بعد تم لوٹائے جاؤ گے طرف جاننے والے پوشیدہ کے اور ظاہر کے فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۹۴ پھر وہ تم کو بتلا دے
جو کچھ تم کرتے تھے (دنیا میں اگر اخلاص تھا تو ثواب دیگا اور اگر نفاق تھا تو سزا دیگا) آگے فرماتے ہیں کہ منافقین کا مقصد جھوٹے عذر و
پر قسم کھانے کا یہ ہوگا) فرمایا سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ جھوٹی قسمیں اللہ تعالی کی اٹھائیں
تمہارے سامنے جس وقت تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تاکہ تم ان سے درگذر کر دو ۲ دوسرا حکم فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ سو تم درگذر کر دو
(اور دار و گیر نہ کرو) اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ یقیناً وہ لوگ پلید ہیں وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا
يَكۡسِبُوۡنَ ۹۵ (ای یجزون جزاء یعنی) سزا دئے جائیں گے سزا دیا جانا ان کاموں کا جو وہ کرتے تھے (دنیا میں) آگے فرماتے ہیں کہ جھوٹی قسم
سے ان کا مقصد ہوگا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ فرمایا يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ (جھوٹے عذروں پر) قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ
کہ تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ ۳ تیسرا حکم فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ۹۶ اگر تم ان سے
بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالی راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے **ترجمۃ الآیات** صحابہ کرام کی واپسی پر منافقین قاعدین کے جھوٹے عذروں
کھانے کے تین مقاصد ہوں گے ایک یہ عذر غیر صحیح مقبول ہو دوسرا یہ کہ تم انسے درگذر کرو تیسرا یہ کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ ان کا بیان اور ان کے
کا بیان اور متخلفین کی تعداد تراسی ۸۳ سے لیکر اُنانوے ۸۹ تک تھی۔ اتنے تک منافقین مدینہ منورہ کے نفاق کا بیان تھا۔ آگے ان منافقین کا
بیان ہے جو مضافات مدینہ منورہ و دیہات کے رہنے والے تھے جن کو اعراب کہا جاتا ہے یہ اسم جمع ہے مفرد اس کا اعرابی ہے فرمایا
اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا دیہاتی (منافق لوگ) بہت زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں (بوجہ سخت مزاجی کے) وَّاَجۡدَرُ اَلَّا
يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ اور وہ اس لائق ہیں کہ نہ جانیں احکامات شرعیہ جو نازل کئے ہیں اللہ تعالی اپنے

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر (بوجہ بعد کے مجالس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مجالس علماء کرام سے) وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ اور اللہ خوب جاننے والے ہیں (ان کے طبائع سے بھی) حَکِیْمٌ۝ حکمت والے ہیں (کہ ہر ایک کی جو طبیعت ہے حکمت کے مطابق ہے) پھر آگے ان کی ایک شاخ کا بیان ہے کہ وہ بخیل شدید ہیں اور مسلمانوں سے بڑے حسد یہ ہیں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا اور بعض اعراب اور بدوی ایسے ہیں کہ جو خرچ کرتے ہیں (مثلاً زکوۃ دیتے ہیں) اس کو جرمانہ اور تاوان شمار کرتے ہیں وَّیَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَآئِرَ اور انتظار کرتے ہیں تم پر زمانہ کی گردشوں کا (تاکہ تم انہوں کی وجہ سے ختم ہو جاؤ یا کمزور ہو جاؤ) عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انہی پر ہو گردش بری (جس کی وجہ سے وہ ذلیل ہوں یہ بددعاء ہے ان پر) وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝ اور اللہ سننے والے ہیں (ان کی باتیں نفاقیہ کو) جاننے والے ہیں (ان کے دلوں کے رازوں کو) **ربط الآیة** دیہاتی منافقین کے نفاقی حال کا بیان۔ آگے فرماتے ہیں کہ کل اعراب منافق نہیں ہیں بلکہ بعض اعراب مؤمن مخلص ہیں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور بعض دیہاتی لوگ وہ بھی ہیں کہ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور یوم آخر کے ساتھ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ اور بناتے ہیں جو خرچ کرتے ہیں (زکوۃ وغیرہا کو) ذریعہ قربات و نزدیکی کا اللہ تعالیٰ کے ہاں وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اور ذریعہ دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لینے کا (کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے والے کو دعاء دیتے تھے) اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ توجہ سے سن لو کہ یقیناً وہی صدقات ذریعہ قرب الٰہی کا ہے ان کیلئے (بوجہ دعائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے نیت خالصہ کے) سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ضرور داخل کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ میں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں (کہ ان کی لغزشیں معاف کر کے اپنی رحمت میں لے لیں گے قال الکلبی نزلت فی اسلم وغفار وجھینة۔ وقیل نزلت التی قبلها فی اسد وغطفان وبنی تمیم

ع ۱۰ ۱۲

ربط الآیة بعض دیہاتی مؤمنین کا بیان۔ آگے اشراف المؤمنین کے فضائل کا بیان ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اور مہاجرین اور انصار جو سب سے مقدم ہیں (ایمان لانے میں) وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور پیروکار ہوئے ہیں ان کے (ایمان لانے میں) ساتھ اخلاص کے (باقی امت سے) رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ راضی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے (بوجہ تقدم فی الاسلام کے پہلوں کیلئے اور اقتداء فی السلام میں دوسروں کیلئے اور عمل بالاخلاص کے سب کیلئے) وَرَضُوْا عَنْهُ اور یہ سب بھی اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں (بوجہ توفیق ایمان کے اور عمل بالاخلاص کے) وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اور تیار کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کیلئے باغات کو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ۔ ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے ان میں ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝ یہ بڑی کامیابی **ربط الآیات** منازل السابقین الاولین اعلی من منازل الاعراب المسلمین۔ قوله تعالی (والسابقون الاولون) کے مصداق میں اقوال مختلف ہیں ثم اول من اسلم من الرجال ابو بکر ومن النساء خدیجة ومن الصبیان علیؓ ومن الموالی زید بن حارثة ومن العبید بلال وقال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضلهم الخلفاء الاربعة ثم الستة الباقون الی تمام عشرة ثم البدریون ثم اصحاب احد ثم اهل بیعة الرضوان بالحدیبیة واقوال اُخر۔ آگے ان منافقین کا بیان ہے جو اہل برادری کے نہیں ہیں

بلکہ مضافات مدینہ منورہ کے ہیں یعنی اردگرد قریب مدینہ منورہ کے ہیں اور خود اہل مدینہ کے بھی بعض ایسے منافقین ہیں جن دونوں کے بارے میں ۔ آگے کا
بیان ہے کہ (مردوا علی النفاق لا تعلمہم) فرمایا وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ اور بعض تمہارے اردگرد کے گنوار منافق ہیں وَمِنْ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اور بعض اہل مدینہ کے (منافق ہیں کہ) مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ مہارت رکھتے ہیں نفاق پر (ایسی مہارت کہ) لَا تَعْلَمُهُمْ آپ
نہیں جانتے ہیں انکو (علامات سے) نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ہم ہی جانتے ہیں ان کو (کہ ہم ہی عالم الغیب ہیں) سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ دوہری اور دگنی
سزا دیں گے ہم ان کو (ایک نفاق کی دوسری مہارت نفاق کی) ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ پھر بھیجے جائیں گے عذاب عظیم کی طرف
آخرت میں) **نجم الآیۃ** تضعیف العذاب لهذا الصنف من المنافقين وَاٰخَرُوْنَ معطوف على قوله (منافقون) (یعنی تمہارے
مضافات سے اور خود اہل مدینہ سے) اور قوم ہے (جو منافق نہیں ہیں بلکہ ان کی صفت یہ ہے) اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ کہ اقرار کیا ہے انہوں نے
اپنے گناہوں کا (کہ ہم سے تکاسلا و تساہلا تخلف عن غزوہ تبوک ہوگیا ہے) خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا ملے جلے عمل کئے ہیں کچھ عمل صالح (کہ مؤمن ہیں
اور مصلی للصلوات الخمس ہیں اور کئی غزوات میں شامل ہوئے ہیں الخ) وَّاٰخَرَ سَيِّئًا اور کچھ برے عمل کئے ہیں (کہ غزوہ تبوک میں تکاسلا شامل نہیں
ہوئے نہ نفاقا) عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر توجہ فرمائیں گے ساتھ رحمت کے (کیونکہ وہ نادم و تائب ہیں)
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے **نجم الآیۃ** بيان لحال طائفة من المسلمين ضعيفة الهمم
فى امور الدين والجهاد وكانوا فى رتبة النفس اللوامة ۔ آگے ان کے بارے میں فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ان کے اموال سے صدقہ
کو آپ لے لیں (اگر یہ لے آئیں) تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا کہ آپ ان کو پاک اور صاف کر دیں گے اس صدقہ کے ذریعہ سے (ان کے آثار
گناہوں سے جو تخلف کے ہیں) وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اور دعا کیجئے ان کے حق میں (بعد اخذ صدقات کے ان سے) اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
بیشک آپ کی دعا ان کیلئے موجب اطمینان قلبی ہے (اور موجب توجہ الی الحق کے) وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں (ان کے اعتراف ذنب
تخلف عن الغزوہ کو) عَلِيْمٌ ۝ جاننے والے ہیں (ان کے ندامات کو) **نجم الآیۃ** بيان فضيلت اعتراف الذنوب وقبول العذر
من المعترف وبركة العمل من الصدقات اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا نہیں جانتے توبہ کرنے والے (یعنی جانتے ہیں) اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ
عَنْ عِبَادِهٖ یقینا اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں اپنے بندے مخلصین سے وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ اور قبول فرماتے ہیں صدقات کو (کہ اس پر
ثواب دیتا ہے) وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اور یقینا اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والے رحمت کرنے والے ہیں ۔
نجم الآیۃ صفت التوابية لله تعالى ظاهر على كل مؤمن ومؤمنة ۔ آگے اسی فرقہ (وآخرون اعترفوا بذنوبهم) کو جو غزوہ
تبوک سے تکاسلا متخلف رہے جن کی تعداد سات تک تھی اور روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا تھا ان کو خطاب
ہے) وَقُلِ اور فرما دیجئے اعْمَلُوْا کہ عمل کئے جاؤ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ پھر آگے دیکھ لیں گے اللہ تعالیٰ
تمہارے عملوں کو اور ان کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنون (کہ غزوات سے مختلف رہتے ہو یا شامل رہتے ہو) وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اور تم جلدی لوٹائے جاؤ گے طرف چھپی اور کھلی اشیاء کے جاننے والے کے
پھر وہ تم کو خبر دیدیں گے جو کچھ تم کرتے تھے (دنیا میں عمل صالح یا سیئہ) **نجم الآیۃ** تنبیہ للذین (خلطوا عملا) (مسلمانوں سے غزوہ
تبوک سے متخلف دس تھے سات نے سخت ندامت کا اظہار کیا جن کا حکم اوپر مذکور ہوا ہے باقی تین کا بیان ہے ایک کعب بن مالک تھے دوسرے ھلال
ابن امیہ تھے تیسرے مرارہ بن ربیع تھے جو کہ باوجود دولت مندی کے غزوہ تبوک سے متخلف رہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس
تشریف لائے تو انہوں نے صاف عرض کر دیا کہ ہمیں کوئی عذر نہ تھا تو آپ نے ان کے بارے میں قطع کلامی کا تعزیرًا حکم دیدیا بان لایسلموا علیھم
ولایکلموھم وفوضوا امرھم الی اللہ تعالی) فرمایا وَاٰخَرُوْنَ عطف علی (اٰخرون) مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اور کچھ اور ہیں (جو
کہ تین تھے) ملتوی ہے ان کا معاملہ اللہ تعالی کے حکم آنے تک اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ یا عذاب کرے ان کو (بوجہ عدم اخلاص توبہ کے) وَاِمَّا
يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ یا ان کی توبہ قبول کرے (بوجہ اخلاص توبہ ان کے) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠٦ اور اللہ جاننے والے ہیں (ان کے تمامی احوال
کو) حکمت والے ہیں (کہ خلوص قلب سے توبہ کو قبول کرنے میں حکمت ہے) **نجم الآیۃ** بیان حکم المتخلفین من المؤمنین الصالحین
آگے منافقین کی مسلمانوں کے خلاف ایک سخت سازش کا بیان ہے جو کہ ابو عامر راہب نصرانی نے کی تھی کہ اس نے قیصر ملک الروم کو مدینہ منورہ
چڑھائی پر آمادہ کیا اور ہر سے وہاں شام سے منافقین کو خط لکھا کہ میں قیصر کو مدینہ منورہ پر حملہ آوری کیلئے تیار کر رہا ہوں تم ایک مسجد کے نام سے
مکان بناؤ جس میں تم منافق لوگ بیٹھکر مسلمانوں کے خلاف اسی میں میری مہم کے مشورے کیا کرو اور اس تہہ خانہ میں اسلحہ وغیرہ کو جمع کرو تو منافقین نے محلہ
قبا میں ایک مسجد بنائی اور اسی کے استحکام کیلئے یہ کوشش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز پڑھوائیں تو دربار نبوت میں ان کا وفد آکر عرض
کیا کہ قبا کی پہلی مسجد تنگ ہے نیز بوڑھے۔ ضعیف لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے بنا بریں ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپ ایک نماز تبرکا اس میں آکر
پڑھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو ہم کو سفر تبوک کا درپیش ہے واپسی پر آکر پڑھیں گے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپسی
پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آیات کریمہ نازل ہوئے جس سے ان کا راز کھل گیا تو آپ نے چند اصحاب کو حکم دیا کہ جاؤ اس مسجد کو ڈھاؤ اور
اس میں آگ لگاؤ اور غزوہ تبوک کا بھی اس بدقسمت ابو عامر راہب کی وجہ سے پیش آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیصر کے مقابلہ کیلئے اس کی طرف جہاد کیلئے
تشریف لے گئے تاکہ قیصر اور اس کے لشکر کو وہاں پر روک دیا جائے اور وہ مدینہ منورہ نہ آئیں چنانچہ ایسا ہی ہوا وفی القرطبی قال علماءنا وکل مسجد
بنی علی ضرار وریاء وسمعۃ فھو فی حکم مسجد الضرار لا تجوز الصلوۃ فیہ۔ وقال الواحدی قال ابن عباس الذین اتخذوا مسجدا
ضرارا کانوا اثنی عشر رجلا من المنافقین۔ وقال ابن جریج فرغوا من اتمام ذلک المسجد یوم الجمعۃ فصلوا فیہ ذلک الیوم ویوم
السبت والاحد وانھار فی یوم الاثنین۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا عطف علی (واٰخرون مرجون) اور بعض ایسے
منافق ہیں) جنہوں نے بنائی ہے مسجد (اسلام کو) ضرر پہنچانے کی نیت سے وَّكُفْرًا اور عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنے کی نیت سے
وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ایمان داروں میں تفریق ڈالنے کی نیت سے وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ

Marfat.com

اور بہ نیت انتظار گاہ اس شخص کے جو مخالف ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے سے (وھو ابو عامر الراھب والد حنظلة غسیل
الملائکة) وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ اور قسمیں اٹھاتے ہیں (اس کے بنانے والے) بجز بھلائی (ضعفاء اور شیوخ الخ) کے ہمارا اور کوئی
(بنانے کا) ارادہ نہیں ہے وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ اور اللہ تعالیٰ گواہ ہیں کہ وہ یقینا جھوٹے ہیں (اس دعویٰ میں) لَا تَقُمْ فِيهِ
أَبَدًا اور نہ کھڑے ہونا اس میں کبھی بھی (نماز کی نیت سے) لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ البتہ وہ مسجد جو بنائی گئی ہے اول
دن سے اوپر تقویٰ من اللہ کے (مراد مسجد قباء ہے) أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ وہ اس لائق ہے کہ آپ اسی میں کھڑے ہوں (نماز کیلئے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اکثر ہفتہ والے دن اور کبھی کبھی سوموار کے دن وہاں جاکر نماز پڑھتے تھے) (آگے اس مسجد التقویٰ کی اضافی فضیلت کا بیان ہے بعد اس کی اصلی فضیلت کے
کہ وہ مسجد التقویٰ ہے) فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا بیچ اس مسجد التقویٰ (قباء والی) میں ایسے آدمی رہتے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ پاک
رہیں وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ اور اللہ پسند کرتے ہیں پاک رہنے والوں کو (یعنی ان سے راضی رہتے ہیں آیت کے نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ثناء فرمائی ہے پاک رہنے میں تو کس قسم کا تمہارا پاک رہنا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ
نماز کیلئے وضو کرتے (یعنی حدث اصغر سے) اور جنابت سے غسل کرتے ہیں پھر پوچھا کہ اس کے سوا کوئی اور طہارت بھی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم استنجا بالماء
بھی کرتے ہیں جب قضاء حاجت سے فارغ ہوتے ہیں تو فرمایا یہی مراد ہے تو لازم کرنا ایسی قسم کی طہارت کو یعنی استنجاء بالماء کو اور غسل من الجنابت کو اور
للصلوٰة کو) **نجم الآیة** الفرق بین مسجد الضرار و مسجد التقوی والفرق بین اھلیھما ۔ آگے مزید فرق ایضاحی کا بیان ہے
أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ کیا وہ شخص جو اپنی تعمیر (مسجد کی) بنیاد رکھتا ہے اوپر ڈر عذاب اللہ تعالیٰ کے
اور اوپر رضامندی اللہ تعالیٰ کے وہ بہتر ہے أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ یا وہ شخص بہتر ہے جو تعمیر (مسجد کی) بنیاد رکھتا ہے عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ
هَارٍ درآنحالیکہ اس کی عمارت مسجد والی اوپر کنارے ایک کھائی کے ہے (یعنی گڑھ اور غار کے ہے) جو کنارہ گرنے والا ہے فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ
جَهَنَّمَ پھر جلدی میں گر پڑا وہ کنارہ ساتھ اس عمارت کے فی نار جہنم میں (اپنے معمار کو بھی لیکر تو انصاف سے بتلاؤ کہ ان معماروں سے کون بہتر
اور کون بدتر ہے) وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ اور اللہ تعالیٰ (دین کی راہیں) نہیں بتلاتا ایسے ظالمین کو (کہ دین سے مقصد دنیا ہو)
نجم الآیة الفرق بین المعمارین لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ ہمیشہ رہیگی وہ عمارت (مسجد والی
جو انہوں نے بنائی تھی سبب شک فی الدین کا ان کے قلوب میں إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ہاں اگر ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل (یعنی تادم مرگ
وہ مسجد الضرار ان کے دلوں میں مزید نفاق کا سبب بنتی رہے گی) وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ اور اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں (ان کے دلوں کے نفاق کو) ع ۱۳
والے ہیں (کہ حکمت کے مطابق ان کو سزا ہوگی) **نجم الآیة** العمارت النفاقیة سبب لمزید النفاق ۔ اتنے تک متخلفین عن الغ
کی مذمت کا بیان تھا ۔ آگے مجاہدین فی الغزوات کی مدح کا بیان ہے اور ان کی فضیلت کا بیان ہے إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَ
وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یقینا اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کے جانوں کو اور ان کے مالوں کو بعوض اس کے کہ ان کیلئے جنت ہے خرید کر

Marfat.com

(سبحان اللہ کہ اللہ مشتری اور مؤمنین بائع اور ان کی جانیں اور مال مبیع اور جنت زرثمن) يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کہ قتال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے
راہ میں فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ سو (کبھی) قتل کرتے ہیں (کفار کو) اور (کبھی) قتل کیے جاتے ہیں (کفار کے ہاتھوں) وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي
التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ اور کون ہے
جو اللہ تعالیٰ کی نسبت سے زیادہ ایفاء عہد کی کرنے والا ہے (یعنی کوئی نہیں ہے تو اللہ کا وعدہ جنت کا تفضلا ضرور پورا ہو کر رہے گا) فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ سو بہت زیادہ خوش ہو جاؤ ساتھ اس بیع (اپنے نفس اور اپنے مالوں) کے جو تم نے وہی بیع کر لی ہے وَ
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ۱۱۱ اور یہی وہی بڑی کامیابی ہے **نجم الآیة** جہاد کی نہائی فضیلت کا بیان التَّائِبُونَ (مبتدا
(من اہل الجنۃ) خبر محذوف والمعنیٰ) توبہ کرنے والے اہل جنت سے ہیں (اگرچہ مجاہد بھی نہ ہوں کما قال اللہ تعالیٰ (وکلا وعد اللہ الحسنیٰ) اور تمامی مؤمنین
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے ولیکن مجاہدین سے معاملہ بیع شراء والا ہے اور غیر مجاہدین سے وہ معاملہ نہیں ہے بلکہ اس سے کم ہے ۔
اسی طرح باقی اوصاف حمیدہ کہ ان پر بھی جنت ہے ولیکن مجاہدین سے کم درجہ پر الْعَابِدُونَ عبادت کرنے والے (اللہ تعالیٰ کی بھی اہل جنت
سے ہیں) الْحَامِدُونَ حمد کرنے والے (اللہ تعالیٰ کی سراء اور ضراء میں بھی اہل جنت سے ہیں) السَّائِحُونَ روزہ رکھنے والے (یا سیر کرنے والے
طلب علم میں بھی اہل جنت سے ہیں) الرَّاكِعُونَ رکوع کرنے والے السَّاجِدُونَ سجدہ کرنے والے (اللہ تعالیٰ کو یعنی نماز پڑھنے والے بھی اہل
جنت سے ہیں) الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ حکم کرنے والے نیک بات کی (یا تعلیم دینے والے اچھے کاموں کی یہ بھی اہل جنت سے ہیں) وَالنَّاهُونَ
عَنِ الْمُنكَرِ اور منع کرنے والے برے کاموں سے (یہ بھی اہل جنت سے ہیں) وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ اور حفاظت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے
حدود کی (یعنی احکامات شرعیہ کی یہ بھی اہل جنت سے ہیں) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ۱۱۲ اور خوشخبری (جنت کی) آپ دیدیں (ایسے صفات کے ساتھ متصف
مؤمنین کو **نجم الآیة** مؤمنین کے اوصاف حمیدہ کا بیان ۔ یہ آیت کریمہ مکی ہے یہ بیعۃ العقبہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں (**عقبہ**)
پہاڑ کے حصہ کو کہتے ہیں یہ وہ عقبہ ہے جو منیٰ میں جمرہ پہاڑ کے حصہ کے ساتھ ملصق تھا اگرچہ اب وہ میدان صاف ہے اسی عقبہ پر مدینہ منورہ کے حضرات
تین دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی بعثت سے گیارھویں سال چھ حضرات مسلمان ہو کر بیعت کی اور بارھویں سال بارہ حضرات نے بیعت
کی جس میں پانچ پہلے والے تھے اور سات نئے تھے اور تیرھویں سال میں ستر مرد اور دو عورتوں نے یہاں پر بیعت کی اور یہ جگہ چھپنے کی اچھی جگہ تھی بنابریں
اسی جمرہ کو جمرۃ العقبہ کہتے ہیں ۔ آگے کفار سے براءۃ بعد الموت کا بیان ہے کہ ان کے حق میں بعد الموت استغفار نہیں کرنی خواہ تمہارے ہاتھ جہاد میں مریں
یا حتف انفہم یعنی دوسرے کسی سبب سے مریں فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا
أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ ۱۱۳ نہیں مناسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور نہ مؤمنین کیلئے کہ بخشش
مانگیں (اللہ تعالیٰ سے) مشرکین کیلئے گرچہ ہوں (وہ مشرکین) رشتہ دار (مؤمنین کے) جبکہ ظاہر ہو چکا ہو مؤمنین پر کہ وہ ہیں دوزخ والے (کہ مرے ہیں
کفر پر) (قال ابن عباس نزلت بسبب جماعۃ من المؤمنین قالوا نستغفر لموتانا (المشرکین) کما استغفر ابراهیم علیہ السلام لابیہ فقال

Marfat.com

الله تعالیٰ) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اور نہیں تھا دعاء مغفرت کی مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ (آذر) کیلئے (کہ کہا تھا (واغفر لابی) ای اوّلا اس کو ایمان کی توفیق دے (انہ کان من الضالین) کہ ہے وہ کافروں سے) اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ مگر ایک وعدہ کے سبب کہ وعدہ کیا تھا اس کا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے (یعنی باپ آذر سے کہ کہا تھا (ساستغفر لك ربی) فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ پھر جب ظاہر ہوگئی یہ بات کہ یقینا وہ اب دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا (کہ بتوں کی عبادت پر راسخ ہے) تَبَرَّاَ مِنْهُ تو وہ اس سے بیزار ہوگئے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ بے شک ابراہیم علیہ السلام تھے بہت دعا مانگنے والے متضرع الی اللہ حَلِيْمٌ ١١٤ بہت صبر کرنے والے ایذاؤں پر **تمم الآیۃ**

مشرک کے حق میں دعا بخشش کی ممنوع ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ گمراہ کردے کسی قوم کو پیچھے اس کے کہ ہدایت یافتہ بنا دے اس کو جب تک صاف صاف نہ بتلادے ان کو وہ چیزیں جن سے ان کو بچنا ضروری ہے (جیسے مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہم اپنے موتیٰ مشرکین کیلئے استغفار کریں گے تو یہ اسلام کے بعد ضلالت ہے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی دعا سے صاف صاف منع کر دیا ہے پھر جو نہ رکیگا تو اس کیلئے ضلالت ہے) **تمم الآیۃ** فیه تسلیة للذین استغفروا من المؤمنین للذین أشرکوا قبل البیان اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ١١٥ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری طرح سے جاننے والے ہیں (کہ کون اضلال کا مستحق ہے اور کون نہیں) اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ بیشک اللہ تعالیٰ کی ہی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی (چنانچہ وہی ہے جو) جلاتا ہے اور مارتا ہے (اس لئے جو چاہے اپنی سلطنت میں احکام دیدے) وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ١١٦ اور تمہارا کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا حمایتی نفع دینے والا اور نہ مددگار نقصان کو دور کرنے والا **تمم الآیۃ**

حصر المالکیت فی ذات اللہ تعالیٰ ۔ آگے کے آیات کا تعلق جملہ (التائبون) سے ہے کہ جب غزوہ تبوک کا فرض عین ہوگیا تو منافقین کے دو نوں قسم ایک معذّرین کی جماعت دوسرے قاعدین کی جماعت جو متخلف بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے جن کے بارے میں تفصیلی احکام پیچھے گذرے ہیں اور مؤمنین مخلصین کے تین قسم تھے ایک وہ کہ بلا تردد روانہ ہوگئے دوسرے وہ کہ قدرے تردد کے بعد سنبھل گئے جن کے بارے میں فرمایا (من بعد ما یزیغ قلوب فریق منھم) تیسرے وہ مخلص مؤمن کہ تکاسلا و تساہلا پیچھے رہ گئے جو دس ۱۰ تھے پھر ان میں سے سات وہ تھے جو اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا اور فوری توبہ کر کے اپنا تدارک کر لیا جن کے بارے میں فرمایا (وآخرون اعترفوا بذنوبھم الآیۃ) اور ان میں سے تین ۳ وہ تھے جن کے بارے میں فرمایا (وآخرون مرجون لامر اللہ الآیۃ) تو گویا کہ کلمہ گو مسلمان پانچ قسم کے ہوگئے دو قسم کے منافق اور تین قسم کے مؤمن مخلص ۔ آگے کے آیات مخلصین کے بارے میں نازل ہوئے ہ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ البتہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور توجہ فرمائی مہاجرین اور انصار کے حال پر الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ جو چلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ بیچ تنگی کے وقت کے (یعنی غزوہ تبوک میں حتیٰ کہ دو آدمیوں کو ایک کھجور ملتی تھی زاد سفر میں اور دس ۱۰ آدمی نوبۃ بنوبۃ ایک اونٹ پر سواری کرتے تھے) مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ

Marfat.com

فَرِيۡقٍ مِّنۡهُمۡ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ متزلزل ہو جلیں ولیں ایک فریق کی ان مخلصین سے (ولیکن یہ فریق جلدی میں سنبھل گئے جیساکہ فرمایا)
ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ پھر متوجہ ہوئے اللہ تعالی ان پر (کہ سنبھل گئے) اِنَّهٗ بِهِمۡ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝۱۱۷ بیشک اللہ تعالی ان سب پر (یعنی
ان دونوں قسموں پر جو کہ بلا تردد چلے گئے اور جو تردد کے بعد جلدی میں سنبھل گئے کہ اب تردد ختم ہو گیا) بے حد مہربان ہے رحمت کرنے والا ہے
وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا اور توجہ فرمائی رحمت کے ساتھ اور توبہ قبول کر لی ان تین کی جن کا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا (کعب بن مالک
اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع والے تین حضرات کی توبہ بھی قبول ہو گئی) حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ (یعنی
ان تین کا معاملہ مؤخر رکھا گیا) یہاں تک کہ تنگ ہو گئی زمین ان پر باوجود کشادہ ہونے کے (بوجہ شدید پشیمانی کے) وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ
اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں (یعنی وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آگئے) وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيۡهِ اور انہوں نے یقین کر لیا کہ
نہیں کوئی جائے پناہ گرفت اللہ تعالی سے بجز رجوع الی اللہ کے ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ پھر مہربانی فرمائی ان پر (یعنی اتنی شدید پریشانی
ع ۳ ۸ کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی) لِيَتُوۡبُوۡا تاکہ رجوع کیا کریں (اللہ تعالی کی طرف مستقبل میں) اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۝۱۱۸
بیشک اللہ تعالی ہی ہیں اپنے بندوں پر رجوع کرنے والے کیونکہ مہربان ہیں **نجم الآیۃ** غزوہ تبوک کے بارے میں مسلمان مخلصین
کے تین قسموں کیطرف اللہ تعالی رحمت سے متوجہ ہیں۔ آگے ایسے مخلص مسلمانوں کی اتباع کا حکم ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والے
ڈرتے رہو اللہ تعالی سے (ای عذاب الہی سے تاکہ توبہ کی توفیق نصیب ہو اور توبہ قبول ہوتی رہے) وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝۱۱۹ اور رہو ساتھ
سچوں کے (یعنی ان کے ساتھ رہو اور ان کی اتباع کرو جن کے بارے میں فرمایا ہے (اولئك الذين صدقوا واولئك هم المتقون)

نجم الآیۃ الامر بصحبت الصادقین (آگے متخلفین کو تخلف عن الجہاد پر ملامت ہے اور شرکاء جہاد کے فضائل کا بیان ہے) مَا
كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ نہیں مناسب اہل مدینہ کو اور نہ ان کے گرد
میں رہنے والے اعراب اور گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (جہاد سے) وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ
اور نہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں **نجم الآیۃ** لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من
نفسه ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ یہ (عدم تخلف مناسب نہیں) بسبب اس کے کہ نہیں پہنچتی جہاد کرنے والوں کو پیاس
وَّلَا نَصَبٌ اور نہ تھکاوٹ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ اور نہ بھوک فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اللہ تعالی کی راہ میں وَلَا يَطَئُوۡنَ مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ
اور نہیں قدم رکھتے کہیں جگہ کہ موجب غیظ ہو کفار کیلئے وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ عَدُوٍّ نَّيۡلًا اور نہیں چھینتے دشمن سے کوئی چیز اِلَّا كُتِبَ
لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ مگر لکھا جاتا ان کیلئے اس کے عوض نیک عمل اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝۱۲۰ یقینا اللہ تعالی مخلصین
کا اجر ضائع نہیں کرتے وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اور نہیں خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا وَّلَا
يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اور نہیں طے کرتے ہیں (سفر میں) کوئی میدان اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ مگر لکھ لیا جاتا ہے ان کے واسطے لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ

Marfat.com

أَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے **نجم الآیۃ** بیان فضیلۃ اعمال المجاھدین سوی القتل والقتال ۔ (چونکہ غزوہ تبوک جو کہ فرض تھا اس سے تخلف بلا عذر پر وعید شدید کا ذکر ہے اصل اس وعید کے مصداق منافق تھے مگر بعض مخلص مؤمن جو کہ دس تھے تکاسلا متخلف ہوئے پھر انہوں نے توبہ کی تو ان کی توبہ قبول ہو گئی اور پھر جہاد کی شمولیت کے فضائل کا ذکر ہوا ہے تو مؤمنین نے عزم کر لیا کہ مستقبل میں گرچہ کوئی غزوہ فرض نہ بھی ہوگا تاہم بھی شمولیت کریں گے اس پر ان آیات کا نزول ہوا وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً اور نہیں مناسب مؤمنین کیلئے (کہ جہاد جو کہ فرض عین نہ ہو اس کیلئے) نکل پڑیں سب کے سب فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ سو ایسا کیوں نہ کریں کہ نکلتی رہے ہر ان کی بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تاکہ دینی احکام (اور مسائل کو) سمجھیں وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ اور ڈرائیں اپنی قوم کو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر) جس وقت لوٹیں طرف اپنی قوم کے لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ع تاکہ ان کی قوم بچ جائے (عذاب ع ١٥ ٤

الٰہی سے نافرمانی پر) **نجم الآیۃ** طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (جبکہ جہاد فرض کفایہ ہو تو ہر ایک طائفہ کے ذمہ طلب العلم ہے جو کہ جہاد باللسان ہے اور ایک طائفہ کے ذمہ جہاد بالسنان ہے پہلے میں ترتیب الاقرب فالاقرب کی ہے فرمایا (وانذر عشیرتك الاقربین) دوسرے میں بھی ترتیب الاقرب فالاقرب کی ہے) فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ اے ایمان والے قتال کرو آس پاس والے کفار سے ۔ قیل ھم الیھود حوالی المدینۃ کبنی قینقاع و بنی النضیر و بنی قریظۃ و یھود خیبر و قیل ھم الروم فانھم کانوا اقرب بالنسبۃ الی العراق وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً اور وہ کفار معلوم کریں تم میں سختی (ان کے خلاف) وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد متقی لوگوں کے ساتھ ہے (سو تم کفار سے ڈرو نہ بلکہ وہ تم سے ڈریں) ربع

نجم الآیۃ الترتیب الجھادی باعتبار الاقرب فالاقرب کالانذار باعتبار الاقرب فالاقرب (آگے اور علامت نفاق کا بیان ہے ابن عباس نے فرمایا یہ آیت اور اگلی آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جب کوئی سورت ایسے اترتی تھی جس میں منافقین کا عیب ذکر ہوتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبوں میں منافقین کی طرف تعریض فرماتے تھے تو منافقین ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے کہ یہاں سے نکل جائیں پھر جب نکل جاتے تھے تو ایک دوسرے کو طنزاً کہتے تھے کہ تم میں کس کو اس آیت نے ایمان میں اضافہ دیا ہے) وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا سو بعض منافقین سے وہ ہیں جو کہتے ہیں (دوسرے منافق کو طنزاً) تم میں سے کس کو ترقی دی ہے ایمان میں اس سورت نے (اللہ تعالیٰ جواباً فرمایا) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ سو جو لوگ ایمان والے ہیں تو زیادہ کر دیا اس سورت نے ان کو ایمان میں (باعتبار نور ایمان کے قلب میں) اور وہ خوش ہوتے ہیں (ترقی ایمان میں) وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ اور وہ لوگ جن کے دل میں مرض نفاق کا ہے سو بڑھا دیتی ہے وہ سورت گندگی کو ساتھ گندگی کے (کہ پہلے پہلی سورتوں کے کفر کی نجاست تھی اب مزید اسی سورت

Marfat.com

کے کفر کی نجاست ملگئی) وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ[125] اور وہ تادم مرگ کافر ہی رہے (بوجہ نجاست برنجاست کے) آگے ان کو تعدید ہے اَوَ
یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ کیا نہیں دیکھتے اور سمجھتے کہ ہر سال یہ منافق لوگ (سزا دنیاوی کی بنا پر)
معذب کئے جاتے ہیں ایک بار یا دو بار (یعنی سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے) کما قال اللہ تعالی ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَ
لَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ[126] پھر باز نہیں آتے ہیں (نفاق اور تمسخر سے) اور نہ وہ سمجھتے ہیں وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ (اس سے پہلے سورت کے
نزول پر قول قبیح کا ذکر تھا اور یہاں سے فعل قبیح کا ذکر ہے) اور جس وقت کہ نازل ہوتی ہے کوئی سورت (جس میں ان کے علامات قبیحہ کا ذکر
ہوتا ہے) نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (یعنی آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارات کرتے ہیں تمسخرا
بالسورت نیز یہ کہ تم کو کوئی مسلمان دیکھ تو نہیں رہا تاکہ اس مجلس سے بھاگ نکلیں) هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ کہ تم کو کوئی مسلمان دیکھ
تو نہیں رہا کیونکہ صحابہ کرام مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بیٹھتے تھے تو (کان علی رؤسھم الطیر) کی حالت ہوتی تھی) ثُمَّ
انْصَرَفُوْا عطف علی (نظر بعضھم) پھر (فرصت پانے پر) چل دیتے ہیں (مسجد نبوی سے) صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ پھیر دئے اللہ
تعالی ان کے دلوں کو (ایمان لانے سے بوجہ انصراف ان کے) بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ[127] بوجہ اس کے کہ وہ بے سمجھ لوگ ہیں (تب تو
(انصرفوا) کو اختیار کیا) **منجم الآیۃ** علامة النفاق التمسخر القولی والفعلی بالآیات التنزیلیة والانصراف علی العجلة
من صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آگے فرماتے ہیں کہ ایسی ہستی سے انصراف کیونکر ہو لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ البتہ آگئے ہیں تمہارے پاس رسول عظیم الشان جو تمہارے نوع بنی آدم سے ہیں نہایت گراں ہوتی ہے ان پر وہ
جو تم کو تکلیف پہنچے حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ خواہش مند ہیں تمہاری بھلائی پر بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ[128] ایمان والوں پر بڑے
مہربان ہیں مہربان ہیں فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر بھی اگر منافق لوگ روگردانی کریں فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ تو فرما دیجئے کافی ہے مجھ کو اللہ تعالی (یعنی
اظہار تنگی نہیں کرنا) لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں معبود برحق مگر وہ ذات پاک عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا ہے (تم مجھ کو کوئی گزند
نہیں پہنچا سکتے) وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ[129] اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا (اسی پر ہے سہارا میرا) ع ١٦ ٧ ٥
منجم الآیۃ (بالمؤمنین رؤف رحیم) اللّٰھم زحزحنا عن النار وادخلنا الجنة الفردوس بغیر حساب
بجاہ الرءوف الرحیم وصل اللّٰھم علی سید المرسلین وفی الخبر المرفوع سورة قل ھو اللہ احد وسورة براءة
انزلتا علیّ ومعھما سبعون الف صف من الملائكة

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ یونس مکیۃ

علی المشہور وقیل انہا مدنیۃ وعن ابن عباس روایتان وقالت طائفۃ نزل من اولہا نحو اربعین آیۃ بمکۃ وباقیہا بالمدینۃ و **نزلت** ہذہ السورۃ بعد الاسراء **وآیاتہا** مأۃ وتسع **وکلماتہا** الف وثمان مأۃ واثنان و **حروفہا** سبعۃ آلاف وخمس مأۃ وسبعۃ وستون ۔ **وفی** السورۃ الاولی بیان لما یقولہ المنافقون عند نزول سورۃ من القرآن وفی ہذا بیان لما یقولہ الکفار فی القرآن حیث قال اللہ تعالی (ام یقولون افتراہ) (**نجوم الآیات** من الابتداء الی (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین) بیان صداقت القرآن واثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اثبات التوحید واثبات البعث بعد الموت

بسم اللہ الرحمن الرحیم **الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ** ۝ یہ آیات (جن کا ذکر قرآن میں ہے) کتاب کی ہیں جو کتاب پُرحکمت ہے جو کتاب کہ ایسی محکم ہے جس میں باطل اور کذب کا شائبہ تک نہیں ہے (من ھنا ابتدأت من المداد المکی) **اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ** قولہ تعالی (عجبا) خبر (لکان) و (ان اوحینا) اسم (لکان) کیا کفار عرب کو تعجب ہے اس بات سے کہ ہم نے وحی بھیجی ہے ایک مرد کی طرف جو ان میں سے ہیں (آگے وحی کا بیان ہے) **اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ** کہ ڈراؤ لوگوں کو (اللہ تعالی کے عذاب سے ان کے حکموں کی خلاف ورزی پر) **وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ** اور بشارت اور خبر خوش کن سناؤ ایمان والوں کو کہ ان کے نفع کیلئے ہے وہ ذات جو ہر صفت حمیدہ کی مصداق ہے (اللہ تعالی کے ہاں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی کفار کیلئے نار ہے اور مؤمنین کیلئے ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو باقی انبیاء علیہ السلام کیلئے صفات حمیدہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات میں ان سب سے مقام تقدم کا رکھتے ہیں) (وفی البخاری قال زید بن اسلم (ان لہم قدم صدق) قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وقال الحسن وقتادۃ ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ شفیع مطاع یتقدمہم کما قال انا فرطکم علی الحوض وفی تفسیر ابن الجریر عن قتادۃ او الحسن (ان لہم قدم صدق) **عِنْدَ رَبِّھِمْ** قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع لہم والمعنی اور خبر خوش کن سناؤ مؤمنین کو کہ ان کے رب کے ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت میں مقام تقدم کا رکھتے ہیں (بجائے اس کے کہ اب کافر لوگ ان کے مقام عالی کو سنکر مؤمن ہو جائیں مؤمن نہیں ہوتے ہیں بلکہ یوں کہتے ہیں کما قال اللہ تعالی) **قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ** ۝ کہتے ہیں کافر لوگ یقینا یہ شخص کھلا جادوگر ہے (کافروں کا یہ کہنا ایسا ہے جیسا کہ فرعون والوں نے موسی علیہ وسلم کے حق میں کہا تھا (ان ھذا الساحر علیم) اور قوم عیسی علیہ السلام نے کہا تھا (ان ھذا الا سحر مبین)

Marfat.com

نجم الآیۃ اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ضمن البشارۃ آگے اثبات التوحید کا بیان ہے فی ضمن شئون خلقتہ تعالی کما قال اللہ تعالی اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ یقینا رب تمہارا اللہ ہے (جو معبود برحق ہے) وہ ہے جس نے خاص انداز سے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں نجم الآیۃ بیان سعۃ قدرتہ تعالی من خلق ھاتیک الاجرام العظام ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر جلوہ گر ہوا عرش پر (کما ھو لائق بشانہ تعالی) نجم الجملۃ بیان لجلالۃ سلطانہ تعالی يُدَبِّرُ الْاَمْرَ خاص انداز سے امور (آسمانوں کے اور زمین کے اور عرش کے وغیر ذلک من الجزئیات الحادثۃ کے) چلا رہا ہے (والتدبیر ھھنا التدبیر علی الوجہ الاتم الاکمل) نجم الجملۃ بیان لحکمۃ استوائہ تعالی مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ بدون اجازت اللہ تعالی کے کوئی سفارشی نہیں ہے (کسی امر میں بھی) نجم الجملۃ ھو المستبد فی الخلق والاستواء والتدبیر والاذن ذٰلِكُمُ اللّٰهُ انہیں صفات والا اللہ ہے (جو معبود برحق ہے خبر اول ہے بلئے (ذلکم) رَبُّكُمْ (اور انہیں صفات والا) تربیت کرنے والا ہے تمہاری (بنابریں) فَاعْبُدُوْهُ سو عبادت کرو صرف اس کی (نہ شریک کرو اس کے ساتھ عبادت میں نہ کسی فرشتہ کو اور نہ کسی نبی اللہ کو اور نہ جمادات میں سے کسی کو جو کہ لایبصر ولایسمع ولایضرّ ولاینفع کا مقام رکھتے ہیں) اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ کیا (جبکہ تم جانتے ہو کہ واقعات یوں ہیں) پھر بھی نہیں سمجھتے ہو (اور توجہ نہیں کرتے ہو) نجم الآیۃ بیان حصر العبادۃ فی ذات اللہ تعالی فی ضمن بیان ھذہ الامور العظام اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا خالص اللہ تعالی کی طرف ہے تم سب کا لوٹنا (مرنے کے بعد قیامت میں) وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا یہ وعدہ ہے اللہ تعالی کا سچا (کہ پورا ہو کر رہے گا بنابریں لا فاعبدوہ) اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ یقینا اللہ تعالی نے پہلی بار پیدا کیا ہے مخلوق کو (ویسے وہی) ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر دوبارہ پیدا کرے گا خلق کو لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ تاکہ (دوبارہ پیدا کرنے کے بعد) جزاء خیر دیوے مؤمنین کو اور صالحین کو ساتھ انصاف کے (کہ عدل کا تقاضا ہے کہ مؤمنین الصالحین کو جزاء خیر ملے) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ اور جن لوگوں نے کفر کو پکا اختیار کر رکھا ہے انہیں کیلئے پانی پینے کا انتہائی گرم ہوگا اور عذاب دردناک ہوگا بسبب ان کے تادم مرگ کفر کے اختیار کرنے کے نجم الآیۃ اثبات البعث بعد الموت فی ضمن الوعد للموحدین والوعید للمشرکین۔ آگے اللہ تعالی ذکر فرماتے ہیں جوہرین نیّرین کا جو عالم علوی میں موجود ہیں فرمایا هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وہ (اللہ ربکم) وہی ہے جس نے کیا ہے سورج کو چمکنے والا وَّالْقَمَرَ نُوْرًا اور کیا ہے چاند کو چاندنی والا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ اور مقرر کی ہیں چاند کیلئے منزلیں لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ تاکہ پہچان سکو گنتی برسوں کی وَالْحِسَابَ اور حساب مہینوں کا (چاند کیلئے اٹھائیس منزلیں ہیں پھر ایک رات یا دو راتوں میں محق رہتا ہے تو چاند جس منزل میں ہوتا ہے اس کی تاریخ کھلی طور پر معلوم ہو جاتی ہے مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ نہیں پیدا کیں اللہ تعالی نے یہ چیزیں بے فائدہ (اور عبث بلکہ ہر ایک چیز میں فوائد کثیرہ ہیں من جملہ ان سے دلائل توحید کے ہیں مثلاً چاند کے پیدا کرنے والا ایک الٰہ برحق ہے

یا متعدد الٰہ ہیں مثلاً دو ہیں پھر یہ دوسرا متفق ہے چاند کے پیدا کرنے میں یا خلاف ہے اگر دوسرا اخلاف ہے تو جب چاند پیدا ہوگیا ہے تو دوسرے کے حق میں عجز اور تطارد لازم آئے گا اور تطارد الٰہ کے حق میں ممتنع عقلاً ہے اور اگر دوسرا متفق ہے تو پھر دونوں نے ملکر بنایا ہے کہ مجموع قوتین نے بنایا ہے تو ہر ایک کے حق میں عجز لازم آئے گا کہ ہر ایک اکیلا بنانے میں عاجز ہے تو یہ الٰہ کے حق میں ممتنع عقلاً ہے یا ہر ایک بنانے میں مستقل ہے کہ ایک نے بنایا پھر دوسرا آکر اسی بنے ہوئے کو بنایا اس کو توارد کہتے ہیں یہ بھی عقلاً ممتنع ہے یا ایک نے بنایا ہے اور یہ بنانے والے نے دوسرے کو نہیں بنانے دیا تو اس کو تطارد کہتے ہیں یہ بھی الٰہ کے حق میں ممتنع عقلاً ہے اس دلیل توحیدی کو دلیل برہانی کہتے ہیں جو کہ تطارد اور توارد سے مرکب ہے تو آسمان اور زمین اور سورج اور چاند نے دلائل برہانیہ تمانعیہ سے توحید اللہ تعالیٰ پر دلالت کیا تو ثابت ہوگیا (ماخلق اللہ ذلک الا بالحق) نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ ان اشیاء عظیمہ کو مگر ساتھ دلائل برہانیہ تمانعیہ برحق کے اوپر توحید اللہ تعالیٰ کے **نجم الآیۃ** اثبات التوحید بالدلائل البرھانیۃ التمانعیۃ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں دلائل برہانیہ کو (اوپر توحید کے) برائے نفع قوم عقل مندوں کے دلائل سے نفع مند عقلاء علماء ہوتے ہیں **نجم الجملۃ** اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ بیشک رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں پیدا کیا ہے (یعنی ملائکہ وغیرہا) وَالْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں پیدا کیا ہے (جبال و انہار و اشجار و نباتات و حیوانات الخ) لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝ البتہ دلائل (برہانیہ) ہیں (اوپر توحید اللہ تعالیٰ کے) برائے نفع متقی لوگوں کے **نجم الآیۃ** بیان دلائل البرھانیۃ الغیر المتناھیۃ علی توحید اللہ تعالیٰ کہ ان کے بنانے والا ایک ہے اور اگر متعدد ہوں تو لازم آئے گا تطارد اور توارد اور یہ دونوں عقلاً ممتنع ہیں تو ثابت ہوگیا (ذلکم اللہ ربکم فاعبدوہ)

آگے بیان ہے کہ جو لوگ ان دلائل برہانیہ سے نفع مند نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان سے غافل رہتے ہیں تو ان کی جگہ جہنم ہے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا بے شک جو لوگ ہمارے پاس آنے کی امید نہیں رکھتے وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور دنیاوی زندگی پر خوش ہیں وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا اور دنیاوی زندگی پر دل لگا بیٹھے ہیں وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اور جو لوگ کہ وہ ہمارے آیات برہانیہ علی التوحید سے بے خبر ہیں یا معنی ہے اور جو لوگ کہ وہ ہمارے آیات بعث بعد الموت سے بے خبر ہیں اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ انہی لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے بسبب اس کے جو کسب کرتے تھے **نجم الآیۃ** منکرین دلائل کے نتیجہ کا بیان۔ آگے مصدقین دلائل کے نتیجہ کا بیان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یقینی بات ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لایا اور اچھے عمل کئے یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ پہنچا دیگا ان کو ان کا رب بسبب ایمان ان کے (جنات تک) تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ بہتی ہوں گی ان کے (مسکن کے) نیچے نہریں آرام کے باغوں میں دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پکاران کی جنات میں (اللہ تعالیٰ کو یہ ہوگی) کہ پاک ہے ذات تیری یا اللہ (ہر شائبہ نقص سے اور تخلف وعدہ سے) وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ اور تحفہ ان کا (باہمی) جنات میں السلام علیکم کا ہوگا وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ع اور آخری کلمہ

Marfat.com

ان کی پکار کا (اپنے رب کو یہ ہوگا) کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو رب ہے تمام عالموں کا (وقال البغوی یفتتحون کلامھم بالتسبیح ویختمون کلامھم بالتحمید ویتکلمون فیمابینہما بماارادوا **نجم الآیات من قولہا الی ھھنا** التوحید لرب العالمین والرسالۃ لرحمۃ للعالمین والصداقۃ لکلامہ المجید والبعث للاموات بین یدی مالک یوم الدین۔ (آگے فرماتے ہیں کہ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں جبکہ ان کو انکار آخرت پر عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ عذاب کی جلدی کرتے ہیں تمسخراً کما قال اللہ تعالیٰ (ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین)

ولیکن اللہ تعالیٰ عذاب کی جلدی نہیں کرتے بوجہ حکمتوں کے کہ مثلاً وہ توبہ کرلیں اور اگر جلدی عذاب نازل کردیں توان کی عمریں ختم کردی جائیں) وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ اور اگر اللہ تعالیٰ جلدی پہنچادیں لوگوں کو برائی (یعنی عذاب کو) مثل جلدی مانگنے ان کے بھلائی کو (یعنی جیسے لوگ بھلائی کے مانگنے میں جلدی کرتے ہیں ویسے برائی کے مانگنے میں بھی جلدی کرتے ہیں توان کی بھلائی جیسے جلدی منظور کرلی جاتی ہے ویسے برائی بھی جلدی منظور کرلی جائے) لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ توختم کردی جائے ان کی عمر (یعنی کبھی کا پورا کردیا جاتا ان کا وعدہ عذاب کا) ودخل فیہ ایضاً کما قال قتادۃ (ھو دعاء الرجل علی نفسہ ومالہ بمایکرہ ان یستجاب لہ) (اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی ہے کہ وہ کسی دوست عزیز کی بددعاء اس کے دوست عزیز کے متعلق قبول نہ فرماویں) (قرطبی) فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۞ سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ان کی شرارتوں میں سرگرداں (قال ابو البقاء قولہ (فنذر) معطوف علی محذوف تقدیرہ ولکن نمہلھم (فنذر) **نجم الآیۃ** ازالۃ الشبھۃ علی عدم وقوع العذاب العاجل للکفار والتحیر فی المعیشۃ۔ آگے (استعجالھم بالخیر) کا نمونہ ذکر فرماتے ہیں وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ اور جب پہنچتی ہے بعض کافروں کو کوئی تکلیف مرض کے قبیلہ سے ہو یا فقر کے قبیلہ سے ہو الخ دَعَانَا پکارتا ہے ہم کو (اس کے رفع کیلئے نہ کسی بت کو) لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا درانحالیکہ لیٹنے والا ہو یا بیٹھنے والا ہو یا کھڑا ہونے والا ہو (یعنی ہر حال میں کما قال اللہ تعالیٰ (ضل من تدعون الا ایاہ) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ پھر جس وقت کھول دیتے ہیں اس سے وہ تکلیف (بعد اس کی پکار کے ہم کو) مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ تو وہ اپنی حالت پر آجاتا ہے (کہ ہم سے بے تعلق ایسا ہوجاتا ہے) گویا کہ جو تکلیف اس کو پہنچی تھی ہم کو اس کے کشف کیلئے پکارا ہی نہ تھا کما قال اللہ تعالیٰ (نسی ماکان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ انداداً) كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ ۱۲ مثل اس تزیین بد کے مستحسن معلوم ہوتے ہیں حد سے نکلنے والوں کو اعمال بد **نجم الآیۃ** المعاودۃ العملی من المشرکین فی الشدائد۔ آگے کفر پر تہدید ہے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا اور ہم نے تم سے پہلے بہت قرنوں اور امم کو ہلاک کردیا جبکہ انہوں نے ظلم اور کفر اور شرک کیا تھا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ حالانکہ لائے تھے ان کے پاس رسول جو ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے کھلے دلائل اور معجزات وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا اور نہ تھے کہ ایمان لاتے كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۞ مثل اس کے سزا دیتے ہیں ہم مجرم لوگوں کو **نجم الآیۃ** التعدید الشدید لاھل مکۃ فی ضمن اھلاک الامم السابقۃ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ پھر (ان کی ہلاکت کے بعد) ہم نے تم کو زمین

Marfat.com

میں آباد کیا لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ تاکہ جانیں ہم جاننا مشاہدہ کا کہ کونسا تم عمل کرتے ہو (ایمان لاتے ہو یا کفر کرتے ہو) لیکن ہوا یہ کہ تم کفر پر رہے) کما قال اللہ تعالی وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کفار پر آیتیں ہماری جو اپنے مطلب پر واضح الدلالت ہیں (قال ابن عباس نزلت فی المستهزئین بالقرآن من اهل مکة) قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا تو کہتے ہیں وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔ یا معنی ہے تو کہتے ہیں وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے خائف نہیں ہیں ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا لے آؤ آپ کوئی قرآن سوا اس کے (جس میں ہمارے آلہ کی مذمت نہ ہو اور قیامت کا بیان نہ ہو) أَوْ بَدِّلْهُ یا اس کو بدل ڈالو (یعنی صرف ترمیم کر لو انہی مضامین کی جن کو ہم پسند نہیں کرتے) قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي جوابا فرمادیجئے میرے لئے ممکن بھی نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے بدل ڈالوں (یعنی انہی مضامین میں ترمیم کر لوں جن کو تم پسند نہیں کرتے سو چہ جائیکہ میرے لئے ممکن ہو نفس قرآن کا بدل ڈالنا کہ سالم قرآن اس کے سوا اور لے آؤں) إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ نہیں اتباع کرتا ہوں میں مگر اسکی جو وحی کیا جائے میری طرف إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾ میں تو خوف کرتا ہوں بڑے دن کے عذاب سے اگر نافرمانی کروں میں رب اپنے کی (اتباع وحی میں یعنی تبدیلی وحی میں) قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ فرمادیجئے اگر چاہتا اللہ تعالی (قرآن کی عدم تلاوت کو تمہارے اوپر) مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ تو میں تم کو یہ قرآن پڑھ کر نہ سناتا وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ اور نہ اطلاع دیتا تم کو اللہ تعالی اس قرآن کی (میرے ذریعے تو جب میں نے تم کو اس قرآن سے مطلع کر دیا ہے اور پھر پڑھ کر سناتا ہوں تو یہ محض اللہ تعالی کے حکم سے ہے جس کی پیروی کرنا مجھ پر لازم ہے تو بالفرض والمحال اگر میں اللہ تعالی کے حکم کی پیروی نہ کروں تو میں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں بخلاف تمہارے کہ تم حکم کی خلاف ورزی پر عذاب سے نہیں ڈرتے ہو یعنی تم مامن عذاب میں نہیں ہو) فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ کیونکہ میں اس قرآن کے نزول سے پہلے ایک بڑا حصہ حیاتی کا (یعنی چالیس سال کا) تم میں گذار چکا ہے (تو جب اسی حصہ عمر میں قرآن نہ پڑھتا تھا کیونکہ نازل نہ ہوا تھا تو اب جب پڑھ رہا ہوں تو محض اللہ تعالی کے حکم سے ہے) أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۶﴾ تو کیا اتنی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے ہو

نجم الآیات

تحقیق لحقیقة القرآن بانه من عند اللہ تعالی فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا سو اس شخص سے کون زیادہ ظالم ہوگا جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھے (جیسا کہ تم میرے بارے میں کہتے ہو) أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یا اس کی آیتوں کو جھوٹا کہے (جیسا کہ تم ہو یعنی لا احد اظلم منه) إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۷﴾ یقینا نہیں فلاح ہوگی ایسے قسم کے مجرموں کی (یعنی جو مفتری علی اللہ ہوں یا مکذب آیات الٰہیہ کے ہوں)

نجم الآیات

بیان نتیجة المفتری والمکذب۔ آگے کفار کے اور خباثت کا بیان ہے وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عطف علی (واذا تتلی علیهم آیاتنا) اور یہ لوگ اللہ تعالی کی توحید کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں مَا لَا يَضُرُّهُمْ ان کی جو انکو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے (اگر ان کی عبادت نہ کریں) وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں (اگر ان کی عبادت کریں بخلاف اللہ تعالی کے کہ اس کی عبادت نہ کرنے پر نقصان ہے اور عبادت کرنے پر نفع ہی نفع ہے) وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ اور (نفع کی غلط دلیل بناتے ہوئے) کہتے ہیں کہ یہ معبودان باطلہ ہمارے لئے سفارشی ہیں اللہ تعالی کے ہاں (امور دنیاوی اور اخروی میں اگر آخرت ہے تو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) (آگے ان کے شفعاء

Marfat.com

ہونے کا رد علیٰ وجہ الابلغ ہے کہ کسی شئ کا وجود ذہنی ہو یا خارجی ہو اس کے وجود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم تعلق پکڑتا ہے تو پھر وہ شئ معلوم الٰہی بن جاتی ہے تو کسی شئ سے نفی علم الٰہی کی مستلزم ہے واسطے نفی وجود اس کے جیسا کہ فرمایا ہے) قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فرما دیجئے کیا تم بتلاتے ہو اللہ تعالیٰ کو ایسے شفعا جن کے وجود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم تعلق نہیں پکڑتا (کیونکہ وہ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں) فِي السَّمٰوٰتِ نہ ان کا وجود آسمانوں میں ہے (جیسے کہ ملائکہ کی عبادت کرتے تھے اور شمس اور قمر اور کواکب کی عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے (هؤلاء شفعاءنا عند الله) وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ ان کا وجود زمین میں ہے (جیسے کہ اصنام کی اس نیت سے عبادت کرتے تھے اور اس نیت سے بھی ان کی عبادت کرتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ (ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وہ ذات پاک ہے اور برتر ہے ان سے جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھیراتے ہیں **نجم الآیۃ** بیان لبطلان الشرک (آگے بتلاتے ہیں کہ اصل توحید ہے شرک بعد میں زمانہ نوح علیہ السلام سے یا قدرے ان کے زمانہ سے پہلے پیدا ہوا) وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور نہیں تھے لوگ (زمانہ آدم علیہ السلام سے) مگر ایک ہی امت (یعنی ایک ہی طریقہ توحید پر تھے) فَاخْتَلَفُوْا پھر انہوں نے اختلاف کیا (کہ بعض تو توحید پر قائم رہے اور بعض نے شرک کو اختیار کیا تو جدا جدا ہو گئے اور فرقے فرقے بن گئے اور شرک پر فوری دنیا میں عذاب نازل ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا کا اصلی وقت قیامت کا رکھا ہے ورنہ اس کا تقاضا فوری عذاب کا ہے کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اور اگر نہ ہوتی ایک بات (یعنی اصلی وقت شرک کے عذاب کا قیامت کا دن ہے) جو آپ کے رب سے پہلے ٹھیر چکی ہے لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ تو ان کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا اس بات میں جس میں یہ لوگ فرقے فرقے بن گئے ہیں (کہ تمام مشرکین کی ہلاکت کا فیصلہ ہو جاتا اور موحدین کی نجات کا) **نجم الآیۃ** التحذیر عن الاختلاف فی الدین آگے ان کی اور جنایت کا بیان ہے وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ عطف علی (ویعبدون) اور کہتے ہیں کیوں نہیں اترا کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے (ہمارے فرمائشی معجزات میں سے جیسے عصا موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور اونٹنی صالح علیہ السلام کی تھی الخ) تو جواب یہ ہے کہ اس کا تعلق علم غیب سے ہے کہ کیوں نہیں نازل ہوتے) فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ سو فرما دیجئے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے (مجھے نہیں ہے ورنہ میں بتلا دیتا) فَانْتَظِرُوْا سو انتظار کرو (عذاب کے نزول کا معجزات اقتراحی کے سوالات پر) اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ع میں بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں سے ہوں (تمہارے اوپر نزول عذاب کا) **نجم الآیۃ** بیان العلۃ الاعتراضیۃ علی الرسالۃ والتحذیر عنہا - آگے کفار کی اور جنایت کا بیان ہے روی ان اللہ تعالیٰ سلط علیہم القحط سبع سنین حتی کادوا یہلکون فطلبوا منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یدعولہم بالخصب ووعدوہ بالایمان فلما دعا لہم ورحمہم اللہ تعالیٰ طفقوا یطعنون فی آیاتہ تعالیٰ ویعادونہ علیہ الصلوۃ والسلام ویکیدونہ ویقولون مطرنا بنوء کذا وکذا بعقیدۃ ان للکواکب تاثیرا اختیاریا ذاتیا فی ذلک والا فالاعتقاد ان التاثیر عندہا لا بہا کما ہو المشہور من مذہب الاشاعرۃ فی سائر الاسباب - وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اور جب ہم نے چکھایا تھا کفار مکہ کو فراخی رزق کا مزہ بعد قحط سالی کے جو پہنچی تھی ان کو اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا تو فوراً حیلے بنانے لگے ہماری قدرتوں میں (کہ دوری

Marfat.com

قحط نبوت کی دعاء کا اثر نہیں ہے بلکہ فلانہ ستارا فلانے برج میں گیا ہے اور اس کی تاثیر سے بارشوں کا نزول شروع ہوا ہے اور اناج پیدا ہونے لگا ہے اور قحط دور ہوا ہے) قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا فرمادیجئے اللہ تعالیٰ بہت جلد سزاء دینے والے ہیں تمہارے ان حیلوں کی اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۞ یقینا ہمارے فرشتے (کراما کاتبین) لکھ رہے ہیں تمہارے ان حیلے بازیوں کو **نجم الآية** التحذير عن الانتقام الربانیّ علی استهزاء الآیات الربّانیة۔ آگے ان کی اور جنایت کا بیان ہے جو قبیلے حیلے بازیوں سے ہے هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وہ اللہ ایسا ہے جو پھراتا ہے تم کو برّ میں (دواب اور سیارات پر) اور بحر میں (کشتیوں اور مراکب دخانی پر) اور جوّ میں طیارات پر حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ یہاں تک کہ (بعض اوقات) جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں (والفلك مشترك بين الواحد والجمع والمراد ههنا الجمع بقرينة) وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ اور وہ کشتیاں لیکر چلتی ہیں لوگوں کو بذریعہ موافق ہوا کے وَّفَرِحُوْا بِهَا اور خوش ہوتے ہیں لوگ ان کشتیوں کی رفتار سے جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ آتا ہے کشتیوں پر جھونکا مخالف سخت ہوا کا وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ اور آجاتی ہیں ان لوگوں پر (جو سوار ہیں) موجیں ہر طرف سے وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہر طرف سے گھیرے میں آگئے ہیں دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اس وقت پکارتے ہیں (وہ کشتی سوار) اللہ تعالیٰ کو درانحالیکہ مختص کرنے والے ہوتے ہیں اس کیلئے عبادت کو (اور یوں کہتے ہیں) لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ کہ اگر نجات دیدیں اے اللہ ہم کو اس مصیبت سے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۞ تو ضرور ہو جائیں گے ہم شکر گذار تیری نعمتوں کے (یعنی ضرور موحد ہو جائیں گے) فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ پھر جب اللہ تعالیٰ بچالیتا ہے ان کو اس ورطہ اور مہلکہ سے اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ تو فوراہی وہ لوگ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین (کے مختلف خطوں) میں ناحق (کہ ان کے نزدیک بھی وہ سرکشی ظلم ہوتی ہے کہ عمل کرتے ہیں ارض میں شرک کا معاصی کا اور ظلم کا اور جو انابت تھی بوقت مہلکہ کے وہ ختم ہو جاتی ہے حالانکہ نجات ہلاکت سے اس کا مقتضی انابت ہے نہ سرکشی) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اے (سرکشی کرنے والے) لوگو یقینا تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال ہے (نہ ان کیلئے جن پر زیادتی کرتے ہو) مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ای تمتعوا یعنی نفع اٹھالو نفع اٹھالینا حیاتی دنیا کا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ پھر ہماری طرف لوٹنا ہوگا تمہارا فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ پھر ہم بتلادیں گے تم کو جو کچھ کرتے تھے **نجم الآية** تهديد شديد على مثل هذه الجنايات۔ پھر آگے (متاع الحیوة الدنیا) کی سرعت زوال کو ذکر فرماتے ہیں فرمایا اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یقینا مثال حیاتی دنیا کی كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مثل بارشی پانی کے ہے جو اتارتے ہیں ہم اس کو آسمان سے فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ پھر مختلط ہو جاتی ہے ساتھ اس پانی کے نباتات زمین کے جن کو آدمی اور جانور کھاتے ہیں (والباء للمصاحبة ثم الاختلاط مشاهد یعنی پانی کا اختلاط نبات کے ساتھ مشاہد ہے کہ کیسے پانی سے سرسبز ہوتی ہیں) حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا یہاں تک کہ پکڑا زمین نے اپنی رونق (کہ ہر طرف سے زمین نباتات سے سرسبز و شاداب نظر آنے لگی) وَازَّيَّنَتْ اور خوب زیبائش والی ہوگئی زمین وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ اور خیال کیا زمین کے مالکوں نے کہ یقینا یہ لوگ اب زمین کے نباتات پر قابض

Marfat.com

ہوچکے ہیں (یعنی کھیتی اور پھلوں پر ہاتھ پانے والے ہیں) اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا آگیا اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ دن میں یا رات میں
(کہ نباتات تیار شدہ کو چکنا چور کر دیا) فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا پھر کر دیا ہم نے ان نباتات کو محصود (یعنی کاٹ کر ڈھیر) كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ
بِالْاَمْسِ گویا کہ نہ تھی آبادی کل کے دن (یہ تشبیہ مرکب ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی ایسے قسم کے نباتات سے تشبیہ دی ہے تو کھیتی کا جیسے اولاً
بڑا نما ہونا ہے پھر فنا ایسے ہے انسانی حیات کا اولاً نما پھر فنا كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اسی طرح ہم کھول کر
بیان کرتے ہیں مضامین آیاتیہ کو برائے نفع اس قوم کے جو سوچتے ہیں (ان آیات میں) **نجم الآیة** بیان مثال فناء الدنیا۔
گزشتہ آیت میں دنیاوی حیاتی کی مثال اس کھیتی سے دی گئی تھی جو آسمانی پانی سے سیراب ہو کر لہلہانے لگی اور مزارعہ اس کو دیکھکر خوش ہونے
لگا کہ اب ہماری تمامی ضرورتیں اس سے پوری ہوں گی مگر اس مزارع کی معصیت کے سبب اس کھیتی پر عذاب کا کوئی حادثہ آپڑا جس سے وہ
ہلاک ہو گئی یہ تو دنیاوی زندگی من حیث ہی ہی کا حال ہے۔ آگے اخروی زندگی کا حال بیان فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ
اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے (یعنی جنت کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا امتثال کرو اور نواہی سے اجتناب کرو یہ دعوت کل انسانوں
کو شامل ہے مگر) وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ۲۵ اور توفیق دیتا ہے صراط مستقیم پر چلنے کی جس کو چاہتا ہے (جس کے
ذریعہ جنت تک پہنچ جائے گا) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی کہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں کما قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم (اعبد ربك كانك تراه) الْحُسْنٰى ثواب اچھا ہے (یعنی جنت) وَزِيَادَةٌ اور زیادتی (وهی النظر الی وجه اللہ تعالیٰ)
وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ اور نہیں چھاویگی ان کے مونہوں پر کدورت (غم کی) اور نہ ذلت اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۲۶ یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے **نجم الآیة** بیان بقاء الآخرة
وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ اور جن لوگوں نے کمائیں برائیاں جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ان کو بدلہ برائی کا اس کے برابر ملے گا وَتَرْهَقُهُمْ
ذِلَّةٌ اور ڈھانک لیگی ان کو رسوائی مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ نہ ہو گا ان کیلئے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانے والا كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ
وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا گویا کہ ڈھانک دئے گئے ان کے منہ اندھیری رات کے ٹکڑوں سے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ۲۷ وہی ہیں دوزخ والے وہی اس میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے **نجم الآیة** بیان الذلة والعذاب
للعاصین۔ اتنے تک فریقین کے احوال عالم معاد کا ذکر ہے۔ آگے اہل النار کے عالم حشر کے حال کا ذکر ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا اور یاد کرو اس
دن کو جس میں جمع کریں گے ہم ان سب کو (یعنی تمام خلائق کو) ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا پھر (ان میں سے) کہیں گے ہم شرک کرنے والوں کو
مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ٹھیرو اپنی اپنی جگہ تم اور تمہارے شرکاء (جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک فی العبادت تجویز کر لیا تھا)
۲۸ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ پھر پھوٹ ڈال دیں گے ہم درمیان ان کے (یعنی عابدین کے اور معبودین کے) وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝
اور کہیں گے ان کے (تجویز کردہ) شرکاء (مثلاً عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام اور ملائکہ اور اصنام کہ اللہ تعالیٰ ان کو قوت گویائی کی عطا

Marfat.com

کریں گے) تم تو ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (دنیا میں بلکہ اپنے خواہشات نفسانی کے تم پجاری لوگ تھے کما قال اللہ تعالیٰ (افرئیت من اتخذ
الٰھہ ھواہ) فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ
لَغٰفِلِيْنَ ۝ یقیناً ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے (والغفلۃ عبارۃ عن عدم الارتضاء والا فعدم شعور الملائکۃ بعبادتھم لھم
غیر ظاھر) تو فرشتوں کے معبود ہونے کی صورت میں معنی ہوگا کہ ہم تو تمہاری عبادت پر جو ہماری تھی راضی نہ تھے هُنَالِكَ اس (وحشت ناک مقام
پر) تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ جانچ لیگا ہر شخص اس عمل کو جو اس نے کیا تھا دنیا میں وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ عطف علی (زیّلنا) اور لوٹائے
جائیں گے طرف اللہ تعالیٰ کے (برائے فیصلہ) مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ جو ان کا مولا حقیقۃ ہے (نہ شرکاء کی طرف کہ مولا ان کے مجازی بھی نہیں ہیں) وَ
ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۳۰ اور غائب ہو جائیں گے ان سے وہ معبودان جن کا جھوٹ باندھا تھا (یعنی پھر وہ شرکاء ان کے
نظروں سے غائب کر دیئے جائیں گے) **نظم الآیۃ** معبودان کا اظہار تبرّی کا عابدان سے ۔ آگے شرک کے بطلان پر دلائل عقلیہ کا بیان
ہے قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آپ ان سے پوچھیں کہ کون ہے کہ رزق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے (کہ آسمان
سے بارش رزق کو نازل کرتا ہے پھر زمین سے رزق مودَع کو ظاہر کرتا ہے جس سے تمہاری زندگی وابستہ ہے اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
یا کون مالک ہے کان کا اور آنکھوں کا (جن سے منافع زندگی کے وابستہ ہیں) وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ
سے (جیسے کہ جاندار کو بیضے سے نکالتا ہے) وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور (کون) نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے (جیسے نطفہ) (یعنی نفس حیا
کا کون مالک ہے) وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اور کون تدبیر کرتا ہے تمام کاموں کی (تمام کیلئے ورنہ تمام عالم درہم برہم ہو جائے گا) فَسَيَقُوْلُوْنَ
اللّٰهُ سو جواب دیں گے اللہ تعالیٰ (رزق دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مالک ہیں کان اور آنکھوں کے اور اللہ تعالیٰ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ
سے اور اللہ تعالیٰ مدبر ہیں تمام امور کے نہ ان کے معبودان باطلہ) فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۳۱ تو آپ فرمائیے کیا پھر ڈرتے نہیں ہو (اتمام
حجت کے بعد غیر اللہ کی عبادت سے کیونکہ معبود کیلئے یہ صفات لازم ہیں) فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ سو انہیں صفات کے ساتھ متصف اللہ
ہے جو تربیت کنندہ ہے تمہارا جو کہ برحق (رب وہی) ہے (نہ معبودان باطلہ بقول تمہارے بھی) فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ پھر کیا رہ گیا
بعد حق کے سوا گمراہی کے فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۳۲ پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں پھیرے جاتے ہو (گمراہی کی طرف یعنی توحید کو چھوڑ کر
شرک کی طرف لوٹائے جا رہے ہو) كَذٰلِكَ جیسے ربوبیت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہو گئی ہے بقول شما بھی کما قال اللہ تعالیٰ (فسیقولون اللہ)
ویسے حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا ثابت اور ٹھیک آئی ہے بات رب آپ کے کی نافرمانوں پر کہ اَنَّهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۳ (بدل من (کلمۃ) بدل الکل من الکل) یقیناً یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے (کیونکہ اقرار حق کے بعد (ایمان نہیں لائیں گے) جیسے
کہ ایمان نہیں لایا یہ ازلی بات ان کے حق میں ایسے برحق ہے جیسے کہ رب حقیقی کی ربوبیت برحق ہے **نظم الآیۃ** احتجاج علیہم بالتوحید
آگے اور احتجاج ہے اوپر حقیقت التوحید اور بطلان شرک کے قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

ربع

Marfat.com

آپ ان سے پوچھئے کیا تمہارے تجویز کردہ شرکاء میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کرے (تو
ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے بلکہ جواب نفی والے سے خاموش رہیں گے تاکہ اتمام حجت کی نہ ہو) قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ تو
آپ جواب دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کریگا (نہ تجویز کردہ تمہارے شرکاء پیدا کر سکتے ہیں نہ اولاً نہ ثانیاً)۔
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳۴ پھر کہاں (حق سے) پھیرے جاتے ہو (کہ تجویز کردہ شرکاء کی عبادت کرتے ہو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت
کو چھوڑ کر) نجم الآیۃ احتجاج علیہم علی بطلان الشرک بالطریق الآخر۔ پہلے (قل) کے بعد سوال کمالات الٰہیہ کے بارے میں
تھا تو انہوں نے خود جواب دیدیا کما قال اللہ تعالیٰ (فسیقولون اللہ) اور دوسرے اور تیسرے (قل) کے بعد سوال ان کے شرکاء کے
عجز سے تھا تو ظاہر ہے کہ مشرک اس کا جواب نہ دیں گے تو فرمایا آپ ہی جواب دیدو (قل اللہ) سے پھر اس کا رد بھی نہ کر سکیں گے کہ جواب بالکل
ظاہر ہے۔ آگے اور احتجاج علی بطلان الشرک کا بیان ہے قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ان سے آپ پوچھیں
کہ کیا تمہارے معبودان میں سے کوئی ایسا ہے کہ بتلائے راہ صحیح (بذریعہ بعثت ان کے رسل کے اور انزال کتب کے اور ساتھ عطاء عقل صحیح کے تو
ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے تو جب جواب نفی میں ہے ولیکن وہ نفی کرنے سے خاموشی اختیار کریں گے تاکہ اتمام حجت کا نہ ہو تو) قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ
لِلْحَقِّ آپ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے راہ صحیح (بذریعہ رسل علیہم السلام کے اور انزال کتب کے اور اعطاء عقل صحیح کے نہ تمہارے معبودان)
اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ تو کیا جو ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) بتلاتا ہے راستہ صحیح (بذریعہ وحی کے) زیادہ لائق ہے اتباع
کے اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى یا وہ شخص کہ خود بخود نہ پائے راستہ مگر یہ کہ اس کو راستہ بتلایا جائے (جیسے کہ اصنام کہ اپنی جگہ
سے خود منتقل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کو منتقل نہ کیا جائے تو ظاہر ہے کہ اتباع کے لائق پہلا ہے نہ دوسرا یعنی اتباع کے لائق اللہ تعالیٰ ہیں
نہ معبودان باطلہ) فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ سو کیا ہو گیا ہے تم کو کہ کیسے کیسے فیصلے کرتے ہو (غلط کہ اللہ تعالیٰ کی اتباع کو چھوڑ کر بے بس
معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو) نجم الآیۃ احتجاج علی بطلان اتباع المعبودان الباطلۃ علی عبادتہم وَمَا يَتَّبِعُ
اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اور نہیں چلتے اکثر ان کے مگر بے اصل خیالات پر اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا یقیناً بے اصل خیالات حق
کے اثبات میں کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں جو کچھ یہ کر رہے ہیں
نجم الآیۃ مدار العقیدۃ الشرکیۃ علی الظنیات لا علی القطعیات۔ آگے کفار کی اور خیانت کا بیان ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں
کہتے ہیں کہ کما قال اللہ تعالیٰ (ام یقولون افتراہ) تو اللہ تعالیٰ نے اولاً رد فرمایا کہ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اور نہیں ممکن یہ قرآن کہ غیر اللہ سے صادر ہو وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ولیکن (نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو)
در انحالیکہ سچا کہنے والا ہے ان (کتب و صحف) کو جو اس سے پہلے (نازل ہو چکی) ہیں (کہ جو مضامین قرآن میں ہیں جیسے توحید اور رسالت اور وقوع
قیامت الخ اگر بعینہٖ ہی مضامین تورات اور انجیل وغیرہا میں موجود ہیں تو وہی آیات اصلیہ ان کتب کے ہیں ورنہ وہی آیات محرفہ ہیں تو قرآن مجید ان کتب

Marfat.com

وصحف سماویہ کیلئے حجت اور دلیل ہے تو خود قرآن مجید کیسے افتراء علی اللہ ہوگا) وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ اور احکام مکتوبہ و فرضیہ کی تفصیل بیان
کرنے والا ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک کی کوئی بات اس میں (بلکہ جو باتیں واحکام اس میں ہیں سب کے سب یقین کا درجہ رکھنے والی ہیں) مِنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے (نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی طرف سے بنایا ہوا ہے جیسا کہ یہ کافر کہتے ہیں) اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ والتقدیر (بل ایقولون) بلکہ کیا کہتے ہیں (کفار لوگ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا کر نسبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف (والاستفہام
للانکار یعنی ایسا تو کہتے ہیں ولیکن کیوں کہتے ہیں یہ تقدیر بر اور ایسا معنی علی نحو کے لحاظ سے کیا گیا ہے) آگے اس کے رد میں فرماتے ہیں قُلْ فَاْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (ان کے رد میں) فرما دیجئے کہ پھر تم بھی لاؤ ایک ہی سورت اس کی مثل وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور (مدد کیلئے) بلاؤ جن جن کو بلا سکو اللہ تعالیٰ کے سوا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ اگر تم سچے ہو (کہ قرآن کو آپ نے اپنی طرف سے بنایا ہے تو تم بھی
اس جیسا فصاحت میں اور بلاغت میں اور اخبار بالغیب میں بنا لو) (سورت بقرہ میں فرمایا (فاتوا بسورۃ من مثلہ) ای من مثل محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فی الامیّت اور یہاں پر (من مثلہ) ای من مثل القرآن) فلا تکرار بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ بلکہ جھوٹا کہا
انہوں نے اس کو جس کو اپنے احاطہ علم پر نہیں لائے (تو بلا احاطہ علمی کے اس کو جھوٹا کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ جھوٹا تو تب کہتے جب اس کے جھوٹے
ہونے پر ان کے پاس پورا علم ہوتا) وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ اور ابھی تک ان کو آخری نتیجہ (تکذیب کا) نہیں ملا (تو معلوم ہوا کہ تکذیب پر نزول
عذاب کا بعد میں احتمال قوی ہے) كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مثل ان کی تکذیب (بلا تدبر و بلا احاطہ علمی) کے جھوٹا کہا تھا ان لوگوں نے
جو ان سے پہلے تھے (اپنے انبیا علیہم السلام کی وحی کو اور کتب اور صحف سابقہ کو) فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ سو توجہ کرو کیسا
انجام ہوا تھا ان ظالموں کا **نجم الآیة** جواب الافتراء علی سبیل التحدّی واعلان المقابلة فی ضمن التذکیر بایام اللہ۔ آگے فرماتے
ہیں کہ سب کا انجام بد نہ ہوگا کیونکہ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ اور بعض ان مکذبین سے وہ ہیں جو مستقبل میں ایمان لائیں گے (قرآن کے ساتھ تو وہ
انجام بد سے بچ جائیں گے) وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ اور بعض ان مکذبین سے وہ ہیں جو مستقبل میں بھی ایمان نہیں لائیں گے (قرآن کے ساتھ
تو وہ انجام بد سے نہ بچ سکیں گے) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ اور رب آپ کا خوب جاننے والے ہیں مصرین علی الکفر کو وَاِنْ ع ۱۰
كَذَّبُوْكَ اور اگر آپ کی تکذیب پر مصر رہیں (بعد الزام حجت کے تو) فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ سو فرما دیجئے میرے لئے میرا عمل ہے وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ
اور تمہارے لئے تمہارا کام ہے اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ تم میرے عمل کے جواب دہ نہیں ہو وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ اور میں
تمہارے عملوں کا جواب دہ نہیں ہوں (یعنی لی جزاء عملی ولکم جزاء اعمالکم۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جس وقت ماننے کی امید ختم ہو جائے تو یہ بطور
سخت تہدید کے ہے) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اور بعض ان میں سے وہ ہیں (کہ جب آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور آپ ان کو قرآن سنا
ہیں) تو ظاہرا کان لگا کر بیٹھتے ہیں (استہزاءً ولیکن دل اس کی منکر ہوتی ہے بنا بریں بہرے ۔ بے عقل ہوئے) اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ کیا پھر آپ سنوائیں گے سنوانا نافع کا (کہ ہدایت کو قبول کرلیں) ایسے بہروں کو جو سمجھ بھی نہیں رکھتے (البتہ وہ بہرا جو جانا ہو

Marfat.com

اپنے عقل کے زور سے اشارات سے بات سمجھ لیتا ہے اور جو بے عقل ہو تو وہ اشارات سے بھی بات نہیں سمجھ سکتا ہے تو ایسے زندہ کافروں کو ایسے بہروں سے
اللہ نے تشبیہ دی ہے) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ دیکھتے ہیں آپ کی طرف (یعنی آپ کے معجزات کی طرف (ولیکن دل کی
آنکھ جو ماننے کی ہے اس سے نہیں دیکھتا تو گویا کہ وہ اندھا ہے) اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۴۳ تو پھر آپ ہدایت دے
سکتے ہیں اندھے کو گرچہ وہ دل کی بصیرت نہ رکھتے ہوں (تو اللہ تعالی نے کفار کو ایسے اندھوں سے تشبیہ دی ہے تو ایسے قسم کے بھرے اور اندھے ان کے
ایمان لانے کی توقع نہ رکھیں تو وہ (ومنھم من لایؤمن) میں داخل ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا بے شک اللہ تعالی نہیں ظلم کرتے لوگوں
پر کچھ بھی (کہ (ومنھم من لایؤمن) بنادیا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۴ ولیکن لوگ اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں (جیسا کہ فرمایا
ہے (ومنھم من یستمعون الیک الی ولو کانوا لایبصرون) **نجم الآیۃ** بیان تقسیم المکذبین الی المؤمن والی الکافر ثم اظہار التبری
عن الکفار ثم تقسیم غیر المؤمن الی الصم الذی لا یعقل والی الاعمی الذی لا یبصر ثم التنبیہ الی تضییع الاستعداد الفطری وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ
والتقدیر (واذکرھم) اور (یاد دلاؤ ان کو) اس دن سے جس دن میں ان کو جمع کریں گے كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ (جس کی
کیفیت یوں ہوگی) کہ گویا کہ نہیں ٹھیرے (دنیا میں یا برزخ میں مگر ایک تھوڑا سا وقت دن کا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ایک دوسرے کو پہچانیں گے (مگر
ایک دوسرے کا تعاون نہ کرسکیں گے تو مزید حسرت ہوگی) قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵ بے شک نقصان والے
ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹا کہا اللہ تعالی کی لقاء کو (یوم قیامت کو) اور نہ ہوئے راہ پانے والے **نجم الآیۃ** بیان الخسران لمن لا یؤمن بہ۔
آگے (ومنھم من لایؤمن بہ) کے دنیاوی عذاب کے بارے میں فرماتے ہیں وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اور اگر دکھلا دیں ہم
آپ کو کچھ تھوڑا سا (عذاب) جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے (کہ اگر نہیں مانو گے تو دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے) اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا (ان پر نزول عذاب
سے) پہلے آپ کو وفات دیدیں (پھر آپ کی وفات کے بعد ان پر نزول عذاب کا ہو یا نہ ہو) فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ سو ہمارے ہے ان کا (مرکر) لوٹنا
(تو وہاں کے عذاب اخروی سے نہیں بچ سکیں گے) ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۶ پھر اللہ تعالی مطلع ہیں ان کے تمام کاموں پر (تو
ان کو سزا دیگا) **نجم الآیۃ** وعید شدید للکفرۃ - آگے ان کی سزا کی کیفیت کا بیان ہے کہ ہر امت کا فیصلہ اس امت کے نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیا جائے گا وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ اور ہر امت کا ایک رسول ہے فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ سو جس وقت آجائے گا ان کے پاس (موقف حساب میں) ان کا رسول تو فیصلہ کیا جائے گا ان کا ساتھ عدل کا (بعد شہادت ان کے
رسول کے) وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۴۷ اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے **نجم الآیۃ** العدالۃ العدلیۃ کا بیان
چونکہ یہ لوگ مکذب ہیں وعیدات کے تو استہزاءً کہتے ہیں کما قال اللہ تعالی وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۸
اور کہتے ہیں کافر لوگ کب ہوگا وقوع اس وعید عذاب کا اگر تم سچے ہو (العناد بعذاب المکذبین میں) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا
نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ (جوابا) فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کے دفع ضرر کا اور جلب نفع کا مالک نہیں ہوں مگر اتنے قدر کا کہ جتنے قدر کا

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ چاہے (تو دوسرے کیلئے دفع ضرر اور جلب نفع کا کیسا مالک ہوں تو عذاب کا واقع کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے باقی رہا عذاب کے وقوع کا وقت اس کے بارے میں یہ ہے) لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ہاں ہر امت کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک وقت متعین ہے عذاب الٰہی کیلئے إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ جس وقت آجاتا ہے وہ وقت متعین عذاب کا فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً سو نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں (اس عذاب سے) ایک گھڑی (گرچہ تاخیر کی کیوں نہ طلب کرتے رہیں جیسا کہ وہ عذاب وقت متعین سے پہلے نہیں آسکتا جیسے کہ کہتے ہیں جلدی عذاب کرنے میں (متی ہذا الوعد) وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ اور نہ (وقت متعین سے) پہلے عذاب کو لا سکتے ہیں (گرچہ جلدی کیوں نہ کرتے رہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقت متعین سے نزول عذاب کی تاخیر ممتنع وقوعاً ہے جیسا کہ تقدیم عذاب کی ممتنع عقلاً ہے **نجم الآیۃ** التقدیر الالٰہی مُبرم فی تعذیب المکذبین لا ینسخ ولا یتبدل تاخیراً کما لا یتبدل تقدیما قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا فرما دیجئے (جس عذاب کی تقدیم چاہتے ہو) خبر دو تم اگر آجائے تمہارے اوپر عذاب اس کا رات کو یا دن کو مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۝ تو کون سی چیز اس عذاب میں ایسی ہے جس کو مجرم لوگ جلدی مانگ رہے ہیں (بلکہ اس سے تو پناہ مانگنی چاہیے نہ جلدی کی استدعاء کرنی چاہیئے پھر جبکہ وہ عذاب آجائے گا اس وقت تو ایمان لاؤ گے مگر وہ ایمان کلا ایمان ہوگا کما قال اللہ تعالیٰ) أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ کیا پھر جب کہ عذاب واقع ہو جائے گا اس وقت ایمان لاؤ گے (تو پھر تمہیں توبیخا کہا جائے گا) آلْآنَ ابھی ایمان لایا ہے وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ حالانکہ تھے تم ساتھ اس عذاب کے جلدی کرتے تھے (استہزاء اور کہتے تھے (ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین) لیکن اب کا ایمان بوقت مشاہدہ کے کلا ایمان ہے) ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا پھر کہا جائے گا ظالم لوگوں کو (بوقت نزول عذاب کے) ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ کہ چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ ۵۲ نہیں سزا دئے جا رہے ہو مگر صرف اس کا جو تم دنیا میں کماتے تھے

نجم الآیۃ بیان الاجزاء للتقدیر الالٰہی فی تعذیب المجرمین وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ (حق) خبر مقدم و (ھو) مبتداء اور (غایت تعجب میں) دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا سچ ہے وہ عذاب (جو آپ فرماتے ہیں کہ تکذیب پر مرتب ہوگا) قُلْ إِي فرما دیجئے ہاں سچ ہے
وَرَبِّي قسم ہے رب میرے کے إِنَّهُ لَحَقٌّ بیشک وہ عذاب سچ ہے (تکذیب پر) وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ ۵۳ اور نہیں تم عاجز کرنے والے ع ۱۳
(اللہ تعالیٰ کو اس کے عذاب کرنے پر کہ کسی طرح بچ جاؤ) **نجم الآیۃ** (البیان الحلقی علی اثبات الحق۔ آگے تکذیب عذاب پر عذاب کی شدت کا بیان ہے وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ اور اگر (بالفرض) ہو ہر نفس مشرک کیلئے جتنا کہ زمین میں ہے لَافْتَدَتْ بِهِ البتہ فدیہ دیدیگا اس سب کو (کہ اگر اس کے بدلے اس کی جان عذاب الٰہی سے بچ جائے تو بچ جائے) وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ اور جب دیکھیں گے عذاب کو تو پوشیدہ رکھیں گے پشیمانی کو (تاکہ مزید رسوائی نہ ہو) وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ اور ان میں فیصلہ کیا جائے گا ساتھ عدل کے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ ۵۴ اور نہ وہ ظلم کیے جائیں گے (تاکید للاول)

نجم الآیۃ بیان العدل یوم القیامۃ۔ آگے بیان ہے کہ (ولو ان لکل نفس ظلمت ما فی الارض لافتدت بہ) یہ بات

Marfat.com

بالفرض ہے برائے بیان شدت عذاب کے ورنہ (ما فی الارض) کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ متوجہ ہوکر
سنو یہ بات کہ یقیناً خالصۃً اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اور لا فتدت بہ) والی بات بالفرض ہے نہ حقیقتاً ہے) اَلَآ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ توجہ سے سن لو کہ یقیناً وعدہ اللہ تعالیٰ کا ساتھ قیامت کے اور عذاب کے سچ مچ ہے (نہ کہ محض فرضاً ہے) وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ولیکن اکثر لوگوں کے یقین نہیں رکھتے (اس وعدہ پر) هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے (دنیا میں) وَ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور طرف اس کے لوٹائے جاؤگے (بعد البعث من الموت بالاحیاء) **نجم الآیات** مالک حقیقی اور محی وممیت اللہ تعالیٰ
ہے - اتنے تک کفار کی فضیحت ورسوائی کا بیان ہے - آگے اس سے نجات کا بیان ہے کہ وہ قرآن مجید ہے فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ
مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے انجام کار یاد دلوانے والی چیز (یعنی قرآن مجید) (والوعظ والعظة
التذکیر بالعواقب سواء کان بالزجر والترهیب الخ) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ اور شفاء ہے دلوں کے روگ کی وَهُدًى اور رہنمائی کرنے
والی ہے وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہے (یعنی ذریعہ ثواب ہے) لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مؤمنین کیلئے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ (والتقدیر (قل
لیفرحوا) فرما دیجئے (چاہئے کہ خوش ہو جائیں مؤمن لوگ) ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ اس کی رحمت کے (یعنی قرآن کے جو کہ فضل الٰہی ہے اور اس
کی رحمت ہے) فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (والتقدیر) ان فرحوا بشیئ (فبذلك) ای فبالقرآن والاسلام لیفرحوا لابشیئ آخر الفاء الاولیٰ
جزائیۃ والثانیۃ للدلالۃ علی السببیۃ والمعنی (اگر خوش ہوں کسی شیئ کے ساتھ) تو ساتھ قرآن کے چاہئے کہ خوش ہوں (نہ اور کسی شیئ کے ساتھ خوش ہوں
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ یہی فضل اللہ اور اس کی رحمت بہت بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں (اسباب دنیا سے)
نجم الآیة بیان حقیقۃ القرآن والترغیب الی تعلمه وتعلیمه لان القرآن خیر مما یجمعون - حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک روایت میں ہے
کہ (فضل) سے مراد قرآن مجید ہے اور (رحمت) سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - جب قرآن مجید (شفاء لما فی الصدور) ہے تو حلال و حرام کے معاملہ
میں اپنی ذاتی رائے کو کوئی دخل نہیں دینا چاہئے بلکہ حلال و حرام بتلانے میں قرآن اور حدیث کو دخل ہے قال اللہ تعالیٰ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فرما دیجئے کہ خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کیلئے جو رزق اتارا ہے فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا پھر تم نے (اپنی طرف سے)
کچھ کو حرام اور کچھ حلال ٹھیرایا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو (ایسا) حکم دیا ہے اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ یا اللہ
تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو (آگے ان کو تہدید شدید ہے) وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور کیا
گمان ہے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں قیامت کی بہ نسبت (کہ ان سے پھر کیسے کیا جاویگا) اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ بیشک
اللہ تعالیٰ صاحب بڑے فضل کے ہیں اوپر لوگوں کے (کہ سزا جلدی نہیں دیتا بلکہ توبہ کیلئے مہلت دیتا ہے) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ع ٦ ١١
ولیکن اکثر لوگ بے قدر ہیں (ورنہ توبہ جلدی کر لیتے) **نجم الآیة** بیان القباحۃ لبعض رسوم الشرکیۃ - آگے اللہ تعالیٰ کی وسعت
علمی کا بیان ہے پھر اس میں اشارہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے وسیع علم کا بیان ہے وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ اور نہیں ہوتے آپ کسی شان اور

Marfat.com

حال میں احوال میں سے وَمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ اور نہیں پڑھتے ہو اس سے یعنی قرآن سے (تخصیص بعد التعمیم) وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ
عَمَلٍ اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کوئی کام (تعمیم بعد التخصیص) اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ مگر ہوتے ہیں ہم تمہارے
تمامی اعمال پر باخبر جبکہ تم مصروف ہوتے ہو اس میں وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ اور نہیں غائب ہوتا ہے
تیرے رب سے بمقدار نملہ صغیرہ کے (یعنی ذرّہ بھر) درانحالیکہ وہ ذرہ بھر زمین میں (اس کے کسی حصہ میں ہو) وَلَا فِي السَّمَآءِ اور
نہیں غائب ہوتا وہ ذرہ بھر درانحالیکہ وہ آسمان کے کسی حصہ میں ہو وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۱ اور نہ
چھوٹا اس ذرّہ سے اور نہ بڑا مگر ہے وہ مکتوب کھلی کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) **خلاصہ** یہ ہے کہ ہر عمل انسان کا محفوظ ہے علم الٰہی میں اور لوح
محفوظ میں ۔ آگے بیان ہے کہ اگر عمل اچھا اور تقوی کا ہے تو اس کا عامل ولی اللہ ہے اور اس کی فضیلت یہ ہے کما قال اللہ تعالی اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲ یاد رکھو اور توجہ سے سنو کہ اللہ تعالی کے دوستوں پر یقیناً نہ خوف ہوگا اور نہ وہ مغموم ہوں گے (کسی
محبوب شیئ کے فوات پر) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۶۳ اولیاء اللہ وہ ہیں جنہوں نے ایمان لایا اور بچتے رہے گناہوں سے ۔
(وفی حدیث مرفوع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل مَن اولیاء اللہ فقال الذین یذکر اللہ برؤیتہم) لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ان کیلئے خوشخبری ہے حیاتی دنیا میں (کما جاء فی الحدیث ھی الرؤیاء الصالحۃ یراھا المؤمن او تری لہ) وَفِي الْاٰخِرَةِ اور ان کیلئے خوشخبری
ہے آخرت میں (کما جاء فی الحدیث فانھا بشارۃ المؤمن عند الموت ان اللہ قد غفرلک ولمن حملک الی قبرک) لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ
اللّٰهِ نہیں تبدیلی ہوتی اللہ تعالی کے باتوں میں (یعنی وعدوں میں) ذٰلِكَ یہ بشارت دارین میں هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۶۴ یہی بڑی کامیابی ہے
نجم الآیۃ بیان الوسعۃ لعلم الالٰھی وبیان فضیلت عمل التقوی ۔ وسعت علمی و حفاظت الوحی کے بعد وسعت غلبہ الٰہی کا بیان
ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کا بیان ہے فرمایا وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اور مغموم نہ ہونا کفار کی باتوں سے (جو شرکیہ و کفریہ ہیں)
اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا یقیناً تمام تر غلبہ اللہ تعالی کیلئے ہے (تو اللہ تعالی حسب وعدہ دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ دیگا کما قال اللہ
تعالی ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون) هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۵ وہی ہے سننے
والا (سب کی باتوں کو) جاننے والا (سب کے نیات کو) **نجم الآیۃ** التسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آگے (ان العزۃ
للہ جمیعا) کیلئے شاہد کو ذکر فرماتے ہیں اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ توجہ سے سنو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو
کچھ زمین میں ہے سب کے سب اللہ تعالی کے ملک میں ہیں (تو ثابت ہوگیا کہ پورا غلبہ اللہ تعالی کو ہے) وَمَا يَتَّبِعُ شرکاء الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اور جو لوگ کہ اللہ تعالی کے سوا (تجویز کردہ) شرکاء کو پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں (اصل میں) وہ لوگ تجویز
کردہ شرکاء کی اتباع بھی نہیں کر رہے (کیونکہ ان کے شرکاء اور صنموں نے ان کو کوئی مذہب نہیں دیا ہے) اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں اتباع
کرتے مگر بے سند خیالات کا وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۶۶ اور نہیں وہ مگر محض بے سند خیالی باتیں کرتے ہیں (تو ان کے مذہب شرکیہ کا

مستدل محض بے سند خیالات ہیں جو وہ جہ اعتبار سے ساقط ہیں) **نجم الآیۃ** اصل مذہب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو مالک
ہے آسمانوں کا اور زمین کا نہ محض خیالات فاسدہ جو مذہب کفار اور مشرکین کا ہے ۔ آگے مذہب حقہ توحیدیہ کا استدلال ہے هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ
لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وہ ذات وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے نفع کیلئے رات کو تاکہ تم آرام حاصل کرو اس میں وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اور بنایا
ہے دن کو دکھلانے والا (تاکہ اپنے حوائج کو حاصل کرسکو) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۞ ۶۷ یقیناً ان میں دلائل براہینہ ہیں (اوپر توحید
اللہ تعالیٰ کے) برائے نفع اس قوم کے جو سنتے ہیں (سننا نفع کا) **تفصیل** یوں ہے کہ رات اور دن کے بنانے والا ایک اللہ تعالیٰ ہیں کیونکہ اگر دو الٰہ
ہوں تو دونوں کا ان کے بنانے میں اختلاف ہے یا اتحاد اگر اختلاف ہے کہ ایک کہتا ہے کہ یہ ہوں دوسرا کہتا ہے کہ یہ نہ ہوں تو جب یہ پیدا ہوگئے
ہیں تو دوسرے کے حق میں عجز اور تطارد لازم آئے گا تو معلوم ہوا کہ دوسرا الٰہ نہیں ہے کیونکہ الٰہ کے حق میں عجز اور تطارد عقلاً ممتنع ہے اور
اگر ان کے بنانے میں دونوں کا اتحاد ہے کہ یہ ہوں پھر دونوں نے ملکر بنایا ہے کہ دونوں کی قوت اجتماعیہ ان کی خلقت میں مؤثر ہے تو ہر ایک کے حق
میں لازم آئے گا کہ وہ مستقلاً نہیں بنا سکتا تو ہر ایک کے حق میں عجز لازم آئے گا یہ بھی الٰہ کے حق میں عقلاً ممتنع ہے یا ہر ایک نے ان کو بنایا ہے مستقلاً
ومستبداً کہ ایک نے بنایا ہے پھر دوسرا اگر ان بنے ہوئے کو بنایا ہے اس کو توارد کہتے ہیں یہ بھی الٰہ کے حق میں عقلاً ممتنع ہے یا ہر ایک کو مستقلاً بنانے کی
قوت تو ہے مگر بنایا ان کو ایک نے ہے نہ دوسرے نے تو دوسرے کے حق میں لازم آئے گا تطارد یہ بھی الٰہ کے حق میں عقلاً ممتنع ہے تو دلیل تمانعی سے
(جو مرکب ہے تمانع وتوارد وتطارد سے) ثابت ہوگیا کہ رات اور دن کے بنانے والا ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو ثابت ہوگیا کہ (لا الٰہ الا اللہ)
توحید باری تعالیٰ **نجم الآیۃ** ہے ۔ آگے ان کی جنایت کا بیان ہے یعنی ان میں سے بعض کا عقیدہ تھا الملائکۃ بنات اللہ او کما قال اللہ تعالیٰ
(وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ) اس کو شرک فی الذات کہتے ہیں قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وہ کہتے ہیں کہ ٹھیرالیا ہے
اللہ تعالیٰ نے اولاد کو سُبْحٰنَهٗ پاک ہے اللہ تعالیٰ کہ ٹھیرائے اولاد کو کیونکہ یہ اس کے حق میں نقص ہے کہ اولاد اس کی ہوتی ہے جو محتاج ہو اور وہ ذات)
هُوَ الْغَنِيُّ کسی کی محتاج نہیں ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اس کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے (اور اولاد منافی ملکیت کے ہے اور جن کو اولاد ٹھیرایا ہے وہ سماوی ہے یا ارضی ہے تو کیسے ان میں سے اولاد بن سکتی ہے کیونکہ یہ سب مملوک
ہیں) اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا نہیں تمہارے پاس اس دعویٰ پر کوئی دلیل اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ ۶۸
کیا کہتے ہو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات (کہ اتخذ اللہ ولدا) جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
لَا يُفْلِحُوْنَ ۞ ۶۹ فرما دیجئے کہ جو لوگ باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ یقیناً وہ لوگ کامیاب نہ ہوں گے مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا دنیا میں تھوڑا
سا نفع (دنیاوی زندگی کا) اٹھالینا ہے ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ پھر ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے (مرکر) ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ
الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۞ ۷۰ ع پھر چکھائیں گے ہم ان کو مزہ سخت عذاب کا بسبب ان کے کفر کے **نجم الآیۃ**
بیان بطلان عقیدۃ (اتخذ اللہ ولدا) سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیرا ۔ آگے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں قصہ نوح علیہ السلام کا برائے شہادت

Marfat.com

عدم فلاح مفترین کے فرمایا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اور آپ پڑھکر سناؤ ان کفار مکہ پر خبر عظیم الشان نوح علیہ السلام کی (مقصد اس قصہ سے تسلی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے جیسے نوح علیہ السلام کی قوم نوح علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑا بلکہ خود تباہ ہو گئے یہ کفار مکہ بھی خود تباہ ہوجائیں گے الخ) اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جب کہ فرمایا تھا اپنی قوم کو يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ اے قوم میری اگر بھاری لگتا ہے تمہارے اوپر میرا طویل مدت رہنا اور میرا قائم رہنا اوپر دعوت الی التوحید کے وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور نصیحت کرنا میرا ساتھ آیات اللہ تعالی کے۔ یا معنی ہے اور یاد دلوانا میرا احکامات الٰہیہ کو فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ (تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ) میں صرف اللہ تعالی پر بھروسہ کرتا ہوں۔

فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ سو تم پختہ کر لو اپنے تدابیر کو (جو میرے خلاف ہیں) وَشُرَكَآءَكُمْ اور (پکارو تم) اپنے تجاویز کردہ شرکاء کو ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً پھر نہ ہو تجویز تمہاری (میرے خلاف) مخفی (بلکہ کھلم کھلا ہو کیونکہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے) ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ پھر کر گذرو میرے ساتھ (جو میرے خلاف تجاویز ہوں جو بھی ہوں) وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ اور مجھ کو مہلت بھی نہ دو (یہاں سے نفی خوف کی فرمائے)۔ آگے ان سے نفی لالچ کی فرماتے ہیں فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پھر بھی اگر تم معرض رہو فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ سو میں نے تم سے کوئی مزدوری تو نہیں مانگی (تمہارے ماننے پر) اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ نہیں ہے مزدوری میری (تبلیغ پر) مگر اوپر اللہ تعالی کے (تفضلا) وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ اور مجھ کو امر کیا گیا ہے کہ رہوں میں مطعین سے (تو احکام کا پہنچانا میرا کام ہے جسمیں میں مطیع ہوں منوانا میرا کام نہیں ہے) فَكَذَّبُوْهُ سو جھٹلایا ان کی قوم نے ان کو (باوجود موعظۃ بلیغۃ کے) فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ سو بچا لیا ہم نے ان کو اور ان کو جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے (غرق ہونے سے) وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ اور کیا ہم نے ان کو آباد (زمین پر) وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور غرق کر دیا ہم نے پانی میں ان کو جو ہمارے باتوں کو جھٹلاتے تھے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ پس توجہ تو کر کہ کیسے انجام بد ہوا ان لوگوں کا جو ڈرائے گئے تھے (اللہ تعالی کے عذاب سے) **نجم الآیات** التهديد لكفار مكة في ضمن قصة قوم نوح عليه السلام والتسلية لرسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ (پھر زمانہ طویل کے بعد) بھیجے ہیں ہم نے کئی رسول عظیم الشان طرف قوموں ان کے (یعنی ہر رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا) فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ سو لائے وہ رسل علیہم السلام اپنی قوموں کے پاس کھلے معجزات

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ سو نہ ہوا قوموں سے کہ ایمان لاتے اس چیز کے ساتھ (یعنی توحید اور رسالت اور قیامت اور معجزات کے ساتھ) جس کو پہلے سے جھٹلا چکے تھے (یعنی ابتداء سے لاکر انتہا تک تکذیب پر مستمر رہے) كَذٰلِكَ مثل ان کی سخت دلی کے نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ مہر لگا دیتے ہیں حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر (یہ اشارہ کفار مکہ کی طرف ہے) **نجم الآیۃ** عادات کفار کا بیان اور قانون الٰہی کا بیان اوپر تکذیب کے کہ وہ طبع علی القلوب کا ہے۔ یہ تو نوح علیہ السلام سے لاکر زمانہ موسی علیہ السلام تک امم سابقہ کی تاریخ کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔ آگے موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے قصہ کا بیان ہے جو فرعون کے ساتھ پیش آیا کہ معرکہ شدیدہ تھا اسی طرح کا بعینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ اسی امت کے فرعون ابی جہل کے ساتھ پیش آیا تو جو نتیجہ ان کا نکلا یعنی ہلاکت وہی نتیجہ ان کا نکلا

یعنی ہلاکت یوم بدر کفار کیلئے اور فتح مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ پھر زمانہ طویل کے بعد بھیجا ہم نے ان رسل علیہم السلام
کے بعد مُّوسٰى وَهٰرُوْنَ موسی علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ طرف فرعون کے اور سردار اس کی قوم کے
بِاٰيٰتِنَا ساتھ معجزات اپنے کے (جیسے عصا اور ید بیضاء وغیر ذالک من الآیات) فَاسْتَكْبَرُوْا سو انہوں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا (معجزات کے
ماننے سے یا ان کو نبی اللہ ماننے سے کما قال اللہ تعالی (الم نربك فينا وليدا ولبثت فينا من عمرك سنين) وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ اور
تھے وہ لوگ جرائم پیشہ (ایسا ہی حال کفار مکہ کا تھا) فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا پھر جب آیا ان کے پاس دعوی صحیح نبوت موسی علیہ السلام پر
ہماری ہاں سے قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ تو کہنے لگے وہ لوگ کہ یہ تو یقینا صریح جادو ہے (یعنی معجزات کو کھلا جادو کہا جیسے مکہ والے بھی ایسا کہتے تھے
اس پر موسی علیہ السلام نے ان کو تہدید فرمائی قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ فرمایا موسی علیہ السلام نے کیا تم حق
کو اور معجزات کو جبکہ تمہارے پاس آئے ہیں کہتے ہو کیا یہ جادو ہے (یہ موسی علیہ السلام سے ان کے جادو کہنے پر انکار ہے) وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝
حالانکہ ساحر لوگ (جبکہ دعوی نبوت کا کریں تو اظہار خلاف عادت میں) کامیاب نہیں ہوتے (دعوی نبوت میں) چونکہ موسی علیہ السلام کے اس قول کا جواب
ان کے پاس نہ تھا بنا بریں انہوں نے تقلید آباء کی طرف رجوع کیا) قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کہنے لگے کیا آئے ہو
آپ ہمارے پاس اس لئے کہ پھیر دو ہم کو اس راستہ سے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے (کہ وہ فرعون کی اور اصنام کی عبادت کرتے تھے)
دوسری دلیل انہوں نے سیاسی رخ کی دی) وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ اور ہو تم دونوں (بھائیوں) کیلئے ملک میں سرداری
اور ریاست وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم تو نہیں ہیں تم کو (کسی صورت میں) ماننے والے (ان کا یہ جواب موسی علیہ السلام کی بات کا کوئی
جواب نہ تھا محض بات میں بات تھی جس کا معنی کوئی وزن نہ تھا بنا بریں انہوں نے دوسرا رخ اختیار کیا کہ ان کے فعل کو جو حقیقت میں معجزہ تھا توڑا جائے
جس کے مبادی یہ ہیں) قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ اور کہا فرعون نے (لملأہ) کو لاؤ میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو (تاکہ
ان کے جادو کو وہ توڑ دیں) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ سو جب (ماہر) جادوگر آگئے قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝
تو فرمایا ان کو موسی علیہ السلام نے ڈالو (میدان میں) جو کچھ تم نے ڈالنا ہے فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا پھر جب انہوں نے ڈالا (اپنے لاٹھیوں کو اور رسیوں کو)
قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ فرمایا ان کو موسی علیہ السلام نے جس چیز کو تم نے لایا ہے (یعنی لاٹھیاں اور رسیاں) یہ تو جادو ہے
اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ یقینا اللہ تعالی اس کو جلدی میں ختم کر کے رکھدیگا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ کیونکہ اللہ تعالی یقینا
ایسے فسادی لوگوں کے کام کو رہنے نہیں دیتا وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اور سچا کر کے دکھاتا ہے اللہ تعالی حق بات کو اپنے وعدوں کے مطابق
ع ۱۲ ۱۳ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ گرچہ ناگوار سمجھتے رہیں مجرم لوگ ۔ (پھر جب موسی علیہ السلام نے سحرہ کے جواب میں اپنا عصا ڈالا کما قال اللہ تعالی
(والق ما في يمينك تلقف ما صنعوا) تو موسی علیہ السلام کی قوم کے چند نوجوانوں نے ایمان لایا کما قال اللہ تعالی فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى
اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ پھر نہ ایمان لایا موسی علیہ السلام پر (اولا) مگر چند

Marfat.com

نوجوان ان کی قوم میں سے ڈرتے ہوئے فرعون سے اور ان کی قوم کے سرداروں سے کہ ان کو وہ معذب نہ کرے یا ڈرتے ہوئے بوجہ ناپسند کرنے اس بات کے کہ ان کو وہ معذب کرے (کیونکہ) وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ اور بیشک فرعون البتہ غالب تھا ملک مصر میں وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ اور بیشک وہ فرعون تھا حد (ظلم) سے بہت تجاوز کرنے والا (اور موسیٰ علیہ السلام نے جب شبان مؤمنین کا خوف دیکھا) وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اے قوم میری اگر تم نے (سچے دل سے) ایمان لایا ہے اللہ تعالیٰ پر (تو اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ) فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا تو صرف اسی پر بھروسہ رکھو (اور اس کے غیر سے مت خوف کرو) اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝ اگر ہو تم ماننے والے قضاء الٰہیہ کو (کہ جو کچھ ہوگا قضاء الٰہی سے ہوگا تو رضاء بالقضاء کا مقام حاصل کرو) فَقَالُوْا عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا تو انہوں نے (موسیٰ علیہ السلام کو) عرض کیا کہ ہم خالص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لیا ہے (کیونکہ ہم پکے مؤمن ہیں اور قضاء الٰہی کے سامنے مستسلم ہیں) پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی دربار میں عرض کیا) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اے رب ہمارا نہ بنا نا ہم کو جگر عذاب قوم الظالمین کی (کہ وہ ہم کو معذب کریں) وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اور نجات دے ہم کو بصدقے اپنی رحمت کے قوم کافرین سے (اور دعاء کو قبول کرتے ہوئے) وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون) علیہ السلام کی طرف کہ بدستور مصر میں اپنی قوم کیلئے گھروں کو باقی رکھو (یعنی وہ فرعونیوں سے ڈر کر گھر جو مصر میں ہیں ان کو چھوڑ نہ جائیں ہم ان کے محافظ ہیں) وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رو۔ یا معنی ہے کہ اپنے گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دو وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کے پابند رہو وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور خوشخبری دیدو مؤمنین کو (کہ توکل کا بیڑا پار ہونے والا ہے یعنی تمہارا دشمن ہلاک ہونے والا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کا مالدار ہونا رضاء الٰہی کی دلیل نہ تھا بلکہ استدراج تھا کہ لوگوں پر اپنا دبدبہ ڈال کر لوگوں کو راہ حق سے ہٹاتے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے یوں دعا کی) وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے (کہ اب ہمیں یقیناً معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سامان تجمل ان کیلئے استدراج ہے کیونکہ ان کا ایمان لانے سے یأس ہو گیا ہے تو یہ سامان وغیرہ تیرے رضاء سے نہیں ہے) اے رب ہمارا آپ نے جو دیا ہے فرعون کو اور اس کی قوم کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے اموال دنیاوی زندگی میں رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ اے رب ہمارا تاکہ یہ لوگ (اپنی حشمت مالی سے) گمراہ کریں تیرے راہ سے (لوگوں کو) رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ اے رب ہمارے (ان کا یہ مال جو سبب گمراہی کا بنا ہوا ہے) ان کے تمامی اموال کو طمس کر دے (یعنی مال کی اصلیت و شکل تبدیل کر دے تاکہ ان کی حشمت لوگوں پر نہ رہے اور وہ ان سے خائف نہ ہوں) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ دعاء کے اثر سے ان کے تمام نقد سکے اور جواہرات اور باغات اور کھیتیاں سب کے سب پتھر حقیقۃ بن گئے تھے (یہ تو ان کی مال کی ہلاکت کا بیان ہے۔ آگے ان کے نفوس کی ہلاکت کی شکل کا بیان ہے) وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور ان کے دلوں کو مزید سخت بنا دیں (جس سے ہلاکت کے مزید حقدار بن جائیں) فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ سو (بوجہ سخت دلی کے) ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ دیکھ لیں عذاب دردناک کو (اس کے بعد کا ایمان کلا ایمان ہے۔ درمنثور میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی

Marfat.com

اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے رہے۔ پھر موسی علیہ السلام کی یہ بددعاء اصل میں اس تمنا میں تھی کہ اللہ تعالی ان سے سخت انتقام لیں جبکہ ان کو ان کے ایمان کی ناامیدی ہوچکی تھی تو کسی قوم سے یأس ایمان کی حالت میں ان کیلئے ہلاکت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے عرض کیا (ولا تزد الظالمین الا ضلالا) (وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا انك ان تذرهم یضلوا عبادك ولا یلدوا الا فاجرا کفارا)

الخلاصہ یہ ہے کہ ان کے اموال اور ان کے نفوس سبب اضلال ہیں تو ان کے مال کو ختم کر اور ان کے نفوس کو سخت عذاب میں ختم کر دے کر وہ (اشد قسوۃ) کی حالت میں ختم ہوں یعنی ان کے دلوں کا سخت و ناقابل ایمان ہونا من جانب اللہ مقرر ہوچکا تھا موسی علیہ السلام نے بصورت بددعا کے اس کا اظہار فرمایا

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فرمایا اللہ تعالی نے تم دونوں کی دعاء منظور ہوگئی ہے فَاسْتَقِيمَا سو آپ دونوں (اپنے کام تبلیغی پر) ثابت رہنا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اور نہ چلنا راہ ان لوگوں کا جو نہیں جانتے حکمتیں اللہ تعالی کی کو (یعنی دیر میں خیر ہوگی) پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو ہلاک کرنا چاہا تو موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر لے جاؤ پھر راستہ دریا شور کا آگیا تو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کیلئے اس میں بارہ راستے بنا دئے تو بنی اسرائیل تو پار نکل گئے اور فرعون بیچ دریا کے پھنس گیا جیسا کہ فرمایا ہے وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کردیا فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ بَغْيًا وَعَدْوًا پھر پیچھے پڑگیا ان کے فرعون مع اپنے لشکر کے بہ نیت ظلم اور زیادتی کے (کہ دریا سے پار نکل کر ان سب کو قتل کردیں گے) حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ (ولیکن وہ دریا سے پار نہ ہوسکا) یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے تو) قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓاْ إِسْرَآءِيلَ کہنے لگا کہ میں نے یقین کرلیا ہے کہ یقینا نہیں معبود برحق مگر وہ ذات جس کے ساتھ بنی اسرائیل نے ایمان لایا ہے وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں ءَآلْـَٰٔنَ اب یہ کہتا ہے وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ حالانکہ تم اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ اور تھا تو بڑا فسادی فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ (جب غرق ہوگیا تو فرمایا) سو آج [illegible] ڈالتے ہیں تجھ کو زمین کی اونچی جگہ پر (تاکہ تجھ کو سب بنی اسرائیل اور باقی قبطی دیکھ لیں کہ فرعون مرا ہوا ہے) وفی البحر المحیط قال ابن عباس (ننجیك) نلقیك بنجوۃ من الارض وھی المکان المرتفع وکان قصیرا اشقر ازرق قریب اللحیۃ من القامۃ وفی الروح فقد اخرج ابن الانباری وابو الشیخ عن یونس حبیب النحوی انه قال المعنی نجعلك علی نجوۃ من الارض کی یراك بنو اسرائیل فیعرفوا انك قد مت (ننجیك) نلقیك علی نجوۃ من الارض وھو النشز المکان المرتفع (بخاری ص۲/۶۷۲ سورۃ یونس) (وفی القرطبی) وابتلع البحر کما کان۔ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ ءَايَةً تاکہ ہوں تو عبرت ان لوگوں کیلئے جو تیرے بعد موجود ہیں (کہ تیری بدحالی دیکھ کر مخالفت احکام الٰہیہ سے کرک جائیں) وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ اور بے شک بہت لوگ (کفار سے) عَنْ ءَايَٰتِنَا لَغَٰفِلُونَ ۝ ع ۹ ہمارے آیات سے اور عبرتوں سے غافل ہیں (یعنی نہیں ڈرتے اسی قسم کا نتیجہ بد ابوجہل کا جو فرعون اس امت کا تھا ہوا تھا قد تمت قصۃ موسی علیہ السلام مع الفرعونیین وکانت شبیھۃ باتم الوجوہ بقصۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع قومہ۔ یہ ایک قسم کا بنی اسرائیل پر انعام تھا کہ ان کا دشمن ہلاک ہوگیا۔ آگے اور قسم کا انعام جو ان پر تھا اس کو

ع ۹/۱۰/۱۴

ذکر فرماتے ہیں کہ ان کیلئے رہائشی بھی اچھے انتظام کر دیئے کما قال اللہ تعالی وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ اور جگہ دی ہم نے
بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ (یعنی فرعون کے غرق ہونے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا کہ اس وقت تو مصر کے مالک ہوگئے
پھر ان کی نسل کو ملک شام عمالقہ پر فتح دیکر ملک شام عطاء فرمایا) وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ اور رزق دیا ہم نے ان کو نفیس چیزیں
حلال کا فَمَا ٱخْتَلَفُوا۟ سوانہوں نے نہ اختلاف کیا (امور دین اسلام کے بارے میں) حَتَّىٰ جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ یہاں تک کہ ان کے پاس
پہنچ گیا علم (تورات کے ذریعے احکام کا یا نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلفین سے مراد ان کے اخلاف ہیں جو زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں
موجود تھے تو یہ ان کا شدید شکوہ ہے کہ علم سبب اختلاف کا نہیں ہے بلکہ سبب اتفاق کا ہے) إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا
كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ یقینا رب آپ کا فیصلہ کریگا ان کے درمیان دن قیامت میں ان امور میں جن میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے (بعد
آنے علم کے یعنی ان کو معذب کریں گے) (آگے فرماتے ہیں کہ یہ قصص مذکورہ فی القرآن سچے ہیں اگر کسی کو شک ہے تو بنی اسرائیل کی طرف رجوع کرے
ان میں سے جو مؤمن ہیں وہ ان کی تصدیق کریں گے بنابریں شک نہ ہونا چاہیئے یہ خطاب تو نبوت کو ہے ولیکن مراد امت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو وحی پر کلی یقین تھا) فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ پھر اگر آپ شک میں ہوں ان قصص کے بارے میں جو آپ کی طرف
ہم نے نازل فرمائے ہیں (قرآن میں یہ بظاہر خطاب نبوت کو ہے ولیکن مراد امت ہے) فَسْـَٔلِ ٱلَّذِينَ يَقْرَءُونَ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكَ
تو آپ پوچھیں (ان کی تصدیق کے بارے میں) ان لوگوں سے جو دیئے گئے ہیں آپ سے پہلے کتاب کو یعنی تورات اور انجیل کو (تو وہ ان کی تصدیق
کریں گے ظاہر ہے کہ مراد نئے مسلم ہیں کما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا اشك ولا اسئل بل اشهد انه الحق ثم المراد
(من قبلك) من آمن من اهل الكتاب كعبد الله بن سلام واصحابه وهذا خطاب مع اهل الشك من الناس وكان الناس في
عهده صلى الله عليه وسلم بين مصدّق ومكذب وشاك كما في حاشية تفسير البحر المحيط) لَقَدْ جَآءَكَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ یقینا
آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آچکی ہے فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿٩٤﴾ سو نہ ہونا آپ شک کرنے والوں سے (بلکہ
ہمیشہ کیلئے یقین پر رہیں جیسے کہ یقین پر ہیں یہ بھی خطاب امت کو ہے) وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ اور نہ ہونا ان
لوگوں سے جنہوں نے اللہ تعالی کے آیات کو جھوٹا کہا ہے فَتَكُونَ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٩٥﴾ (ورنہ) پھر آپ بھی (نعوذ باللہ) خاسرین سے ہو جا
گے (یعنی نفع اٹھانے والوں سے نہ ہوں گے یہ بھی خطاب نبوت کو ہے اور مراد امت ہے ایسے قسم کے خطابات امت کیلئے تهدیدی ہوتے ہیں کو تکذیب
بآیات اللہ کسی کو معاف نہیں جبکہ تکذیب کا صدور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممتنع وقوعا ہے بلکہ عقلا بھی ہے پھر بھی ان کو تاکیدا روکا گیا ہے
ان الفاظ میں تو جن سے تکذیب واقع ہے ان کا کیا حال ہوگا) إِنَّ ٱلَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ یقینا
وہ لوگ جن کے بارے میں (ازل میں) ثابت ہو چکا ہے کلمہ رب تیرے کا (کہ لا یؤمنون) وہ ایمان نہیں لائیں گے وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ ءَا
گرچہ آجائیں ان کے پاس ہر قسم کے دلائل (حق کے حق ہونے میں) (چونکہ اللہ تعالی کو علم ازلی تھا کہ مثلا ابوجهل باوجود مشاہدہ تمام دلائل کے اپنی

Marfat.com

ارادہ کے ذریعہ کفر کو ترجیح دیگا تو اللہ تعالیٰ بمقتضاء اپنے علم کے لکھدیا تھا ان ابا جہل لایؤمن ولو رأی کل آیۃ) حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِیْمَ ۝۹۷ یہانتک کہ دیکھ لیں عذاب دردناک کو (بوقت غرغرہ کے ولیکن اس وقت کا ایمان کلا ایمان ہے) فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ
سو کیوں نہ تھی کوئی بستی کہ ایمان لاتی (قبل نزول العذاب) فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ پھر نفع دیتا ایمان ان کو (یعنی اہالی اس بستی کے کو کیونکہ قبل نزول
العذاب ایمان مقبول ہے) اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ مگر قوم یونس کی (بستی کے اہالی کہ نزول عذاب سے قبل علامات عذاب کو دیکھکر ایمان لایا تو انکو ایمان نے نفع دیا کہ نزول عذاب سے
بچ گئے کما قال اللہ تعالیٰ) لَمَّاۤ اٰمَنُوْا جب انہوں نے ایمان لایا کَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ہم نے ان سے عذاب رسوائی کا ٹال دیا دنیا کی زندگی میں
(کہ جب علامات عذاب کو دیکھکر ایمان لائے تو ان کا ایمان مقبول ہوگیا (تفسیر ابی السعود) وقال الزجاج انهم لم یقع بهم العذاب وانما
رؤا العلامة التی تدل علی العذاب ولو رأوا لعذاب لما نفعهم الایمان ومعنی (کشفنا عنهم العذاب الخزی) ای عذاب الذی وعدهم
به یونس علیه السلام ان لم یؤمنوا الی ثلاثة ایام فلما خرج عنهم فی الیوم الثالث ولم یجدوه فتابوا وکان خروج یونس علیه السلام علیهم
علامة العذاب الموعود فاسلموا وتابوا وتضرعوا فعلی هذا لاخصوص بهم وکانوا سعداء فی سابق العلم الالٰهی وقال علیؓ وذالك
یوم عاشوراء (قرطبی) وکان یوم الجمعة ان دو قصوں کے درمیان اشتباہ ہے کہ فرعون نے غرغرہ کے وقت ایمان لایا تو مقبول نہ ہوا اور اہل نینوی
نے علامات کو دیکھکر ایمان لایا تو مقبول ہوگیا اور وہ علامت خروج یونس علیہ السلام کا تھا تیسرے دن میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی پھر اس میں نہیں رہتا)
وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ۝۹۸ اور ایک خاص وقت تک (یعنی موت تک) ان کو خیر وخوبی سے جینے دیا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی
الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا اور اگر چاہتا تیرا رب تو ضرور ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں تمام کے تمام (مگر اس میں حکمت نہ تھی بنابریں
یہ نہ چاہا (تو جب رب نے ایسے نہیں چاہا) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝۹۹ سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے
کہ ہو جائیں سب کے سب مؤمن۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور نہیں ممکن کسی شخص کیلئے کہ وہ ایمان لائے سوا
مشیت وحکم اللہ تعالیٰ کے وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ اور واقع کرتا ہے اللہ تعالیٰ گندگی کفر کو ان لوگوں پر جو
سوچتے نہیں ہیں (تاکہ امتیاز کریں حق اور باطل میں) **نجم الآیۃ** ایمان و کفر مشیت الٰہی پر موقوف ہے اور مشیت الٰہی حکمتوں پر موقوف
ہے اور حکمتیں الٰہیہ ان کے علم ازلی پر موقوف ہیں (پہلے نہ سوچنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔ آگے پھر امر فرماتے ہیں کہ سوچ لو اب وقت ہے
سوچنے کا) قُلِ فرما دیجئے (اہل مکہ کو) انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ کہ نظر غور کی کرو کہ کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں (عجائبات قدرت
سے کالشمس والقمر والکواکب وحرکاتها المتسقة) وَالْاَرْضِ اور کیا (عجائبات) ہیں زمین میں (من الجبال والبحار والانهار والاشجار
کہ یہ سب دلالت کرتے ہیں اوپر وحدانیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلائل تمانعیہ کے پھر بھی ان کا حال یہ ہے کہ) وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ اور نہیں نفع دیتے
دلائل (تمانعیہ جو اوپر (ماذا فی السمٰوات والارض) میں مذکور ہیں وَالنُّذُرُ اور نہ نفع دیتے ہیں ڈرانے والے (مبلغین کی جماعت
عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۰ اس قوم کو جو (عنادا) ایمان نہیں لاتے **نجم الآیۃ** کفر عنادی پر کوئی دلیل نفع مند نہیں ہوتی

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ سو یہ لوگ جو کافر ہیں عناداً انہیں انتظار کررہے مگر صرف ان لوگوں جیسے واقعات (عذابیہ) کا انتظار کررہے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا فرمادیجئے سو تم انتظار کرو (ان جیسے واقعات عذابیہ کا) اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۰۲ میں بھی تمہارے ساتھ (تمہارے اوپر عذاب کا) انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (پھر جیسے بدر میں ان پر عذاب واقع ہوا) ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پھر (ہم جب امم سابقہ پر عذاب نازل کرتے تھے تو) نجات دیتے تھے اپنے رسل کو اور ایمان والوں کو كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ اسی طرح حق ہے اوپر ہمارے (تفضلا) کہ بچالیں گے مؤمنین کو

ع ۱۱
۱۵

نجم الآیۃ التذکیر بایام اللہ بعد الامر فی النظر بآیات اللہ الآفاقی والانفسی ۔ تھدید علی الکفر کے بعد حقیقت دین اسلام کی وضاحت کا بیان فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ آپ ان کو فرمادیجئے کہ اے لوگو اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ اگر تم ہو بیچ شک کے میرے دین سے (وقال الراغب (**الشک**) وقوف النفس بین شیئین متقابلین بحیث لا یترجح احدھما علی الآخر بامارۃ والمعنی اے لوگو اگر ہو تم میرے دین اسلام کے بارے میں ایسے شک میں کہ تمہارا دل دین اسلام کی طرف بھی ٹھیرتا ہے اور تمہارا دل اس کی ضد جو کفر ہے اس کی طرف بھی ٹھیرتا ہے پھر کسی طرف بھی رجحان نہیں ہوتا ۔ تو تمہارا منشأ میرا عقیدہ تو واضح ہے اور اسی کا نام دین اسلام ہے جس کی خوبی یہ ہے کہ) فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں تو عبادت نہیں کرتا ان کی جن کی تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (تو اسی دین میں اسی خامی کی بنا پر کفر و شرک ہے) وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ولیکن میں عبادت کرتا ہوں اُس اللہ تعالی کی جو تمہاری جان قبض کرتا ہے (تو میری دین اسلام میں توحید کی خوبی ہے) وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴ اور میں مأمور ہوں اس بات کا کہ میں مؤمنین میں سے رہوں (بخلاف تمہارے کہ تم کہاں اپنے معبودان باطلہ سے مأمور ہو کر تم مشرکین میں سے رہو) وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا عطف علی (ان اکون) اور (نیز) میں مأمور ہوں اس بات کا کہ قائم رکھ ذات اپنی کو درانحالیکہ باقی رہ تمامی زندگی اس کے دین پر جس کے آپ مأمور ہوں جو کہ حنیف ہے وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۵ عطف علی (ان اکون) اور میں مأمور ہوں اس بات کا کہ کبھی بھی نہ ہونا شرک کرنے والوں میں سے وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ اور میں مأمور ہوں اس بات کا کہ نہ پکارنا اللہ تعالی کے سوا ان کو جو نہ نفع پہنچائیں آپ کو (ان کی عبادت) اور نہ نقصان دیں آپ کو (ان کی ترک عبادت) فَاِنْ فَعَلْتَ سو اگر آپ نے غیر اللہ کی عبادت کرلی فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۶ سو ہوں گے آپ رکھنے والے عبادت کو غیر محل پر (تو یہ خطاب نبوت کو ہے مراد امت ہے کیونکہ آپ سے صدور شرک کا ممتنع ہے وقوعاً عقلاً وھذہ الآیۃ کما قال اللہ تعالی (ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك)

نجم الآیۃ حقائق دین اسلام کا بیان اور مضرات شرک اور کفر کا بیان جس سے نفس سلیمہ صرف اسلام پر پختہ ہوگا اور ٹھیر جائے گا تو شک کی حالت ختم ہو کر یقین کا مقام حاصل ہوگا ۔ آگے مزید حقائق اسلامیہ توحیدیہ کا بیان ہے

Marfat.com

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی مرض وغیرہ تو کوئی نہیں اس کا ہٹانے والا مگر
وہی وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ اور اگر ارادہ کرے آپ کو کوئی بھلائی پہنچانے کا تو کوئی پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو
يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ مبذول فرماتا ہے اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝
وہ بڑی مغفرت کرنے والا ہے بڑی رحمت کرنے والا ہے **نجم الآیۃ** حقائق اسلامیہ کا بیان۔ آگے افادیت قرآن کا بیان ہے قُلْ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فرما دیجئے اے لوگو بالحقیقت آچکا ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے قرآن برحق
فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ سو جو شخص (قرآن کے ذریعہ) دین اسلام کو حاصل کریگا سو نفع اس کا اس کی ذات
کو ہوگا وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا اور جو شخص (اس کے ذریعہ) اسلام کو حاصل نہ کریگا تو یقینا وبال بے راہی کا اس پر ہی
ہوگا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اور نہیں میں تم پر مسلّط (کہ منوا کر رہوں) وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ اور (مجھے تو حکم ہے) کہ اتباع
کرتے رہو ان عقائد و اخلاق و اعمال کی جو بطور وحی کے بھیجے گئے ہیں طرف آپ کے وَاصْبِرْ اور (تبلیغ پر جتنی تکلیفیں پہنچیں) صبر کرتے رہو
حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ یہاں تک کہ فیصلہ کریں اللہ تعالیٰ (کفار کے بارے میں) وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ع اور وہ سب سے بہتر ع ۹ ۱۷
فیصلہ کرنے والا ہے **نجم الآیۃ** حقانیت قرآن و وحی کا بیان کہ یہی ہیں قابل اتباع کے جس میں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی داخل ہیں۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورة يونس اعطى له من الاجر عشر حسنات بعدد
من صدق بيونس عليه السلام وكذب به وبعدد من غرق مع فرعون اللهم زحزحنا عن
النار وادخلنا الجنة الفردوس الاعلى بغير حساب ربنا تقبل منا
انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصل اللهم على
نبيك ورسولك محمد صلى الله عليه وسلم
سورت یونس کی تفسیر کچھ مکہ مکرمہ میں اور کچھ مدینہ منورہ میں لکھی گئی ہے جو کہ آج یکم رجب ۱۴۱۲ھ کو مدینہ منورہ میں یہ
سورت اختتام پذیر ہوئی ہے قد تم الجزء الثالث من التفسير الكوثري ويتلوه الرابع انشاء الله تعالى۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عله وكلماتها الف وستمائة وخمسة وعشرون وحروفها ستة آلاف وتسعمائة وخمسة

سُوۡرَةُ هُوۡدٍ مَكِّيَّةٌ

واستثنى بعضهم منها ثلاث آيات (فلعلك تارك الآية) (افمن كان على بينة من ربه الآية) (اقم الصلوة طرفى النهار) وآياتها مأة وعشرون آية عله نزلت بعد سورة يونس ارتباط اس سورت کا پہلی سورت کے ساتھ یہ ہے کہ پہلی سورت میں نوح علیہ السلام کا قصہ مختصرا ہے اور اس سورت میں مفصلا ہے - واخرج الدارمی فی مسنده عن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأوا سورة هود يوم الجمعة - وروى الترمذى عن ابن عباس قال قال ابو بكر يا رسول الله قد شبت قال شيبتنى هود والواقعة والمرسلات وعم يتساءلون واذا الشمس كورت - اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چار اہم مضامین کا ذکر فرمایا ہے - التوحید - والرسالة - وصداقت القرآن - واثبات البعث بعد الموت. بسم الله الرحمن الرحيم - الٓرٰ كِتٰبٌ یہ عظیم الشان کتاب ہے أُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ محکم ہیں اس کے آیات (کہ مجموعی حیثیت سے یہ قرآن محکم غیر منسوخ ہے الی یوم القیامت) ثُمَّ فُصِّلَتۡ پھر مفصل اور جدا جدا کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے آیات کو (جو کہ مشتمل ہیں عقائد عبادات. معاملات - معاشرہ - اخلاق وغیرہا کے مضامین پر) مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ (اس کے آیات نازل شدہ ہیں ایسی ذات کی طرف سے جو کہ حکیم ہے (کہ اس کے ہر حکم میں کئی حکمتیں اور فوائد مضمر ہیں) خَبِيۡرٍۙ جو کہ باخبر ہے (کائنات کے ذرہ ذرہ سے اور اس کے ضروریات اور فوائد سے اور سب سے جو اول ضروریات سے ہے وہ یہ ہے) اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ تعالیٰ کی (کہ نہ شریک کرو اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو) اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌۙ تحقیق میں تم کو اس کی طرف سے ڈرانے والا ہوں (عذاب سے شرک پر) اور خوشخبری دینے والا ہوں (ساتھ ثواب کے توحید پر) وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اور (یہ بھی ضروریات انسانی سے ہے) کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے (کہ جو گناہ ہم سے ہو گئے ہیں یا اللہ ہم کو وہ سب کے سب بخش دے) ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ پھر (یہ بھی اصل ضروریات سے ہے) کہ عبادات میں اس کی طرف رجوع کرو يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فائدہ پہنچائے گا تم کو بہت اچھا فائدہ ایک وقت مقرر تک (کہ زندگی اچھے حالات میں گذریگی تا دم مرگ) یہ دنیاوی زندگی کا بیان ہے آگے اخروی فوائد کا بیان ہے کہ وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ اور دیگا ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی (یعنی جس کے حسنات زیادہ ہوں گے سیآت سے اس کو جنت دیں گے جو کہ فضل الٰہی ہے) نجم الآية اثبات المضامين الاربعة اى التوحيد والرسالة والصداقة والبعث وَاِنۡ تَوَلَّوۡا اور اگر تم پھر جاؤگے (اوپر کے مضامین کے ماننے سے والصيغة صيغة المضارع الجمع المخاطب كما قال الله تعالى (وان تتولوا يستبدل قوما غيركم) وحذفت منها احدى التائين فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ

Marfat.com

کَبِیۡرٍ ۝ تو میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب بڑے دن کا (یعنی قیامت کے دن کا) اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ خالص اللہ تعالی کی طرف ہے تم کو لوٹ کر

جانا وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (جس میں تمہارا مرجع بھی داخل ہے) نجم الآیۃ التعدید

علی التولی عن الایمان وعلی الکفر۔ آگے منافقین کی صفت قبیحہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی مجلس منورہ میں جلوہ گر ہوتے

تھے تو بسا اوقات منافقین کا اس مجلس سے گذر ہوتا تھا تو نبوت کی نظر مبارک شناخت والی سے بچنے کی نیت سے اپنے سینہ کو دوسری طرف پھیر

تھے تاکہ نبوت پہچان کر مجلس میں بیٹھنے کیلئے نہ بلالیں یا اپنے اوپر اسی نیت سے کپڑا اوڑھ لیتے تھے تو پھر یہ آیت مدنی بنے گی یا خود مکہ مکرمہ میں اس

قسم کے منافق تھے یا مشرک بھی ایسا کرتے تھے تاکہ ان کی پہچان نہ ہو تو تھدیدًا فرمایا اَلَاۤ اِنَّھُمۡ یَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَھُمۡ متوجہ ہو جاؤ

کہ بے شک یہ لوگ پھیر لیتے ہیں اور دوسرے کر لیتے ہیں اپنے سینوں کو لِیَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡہُ تاکہ چھپائیں (اپنے آپ کو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اَلَا حِیۡنَ یَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِیَابَھُمۡ متوجہ ہو جاؤ کہ جس وقت اوڑھتے ہیں (اپنے روؤس کو) اپنے کپڑوں سے (تاکہ نہ دیکھیں ان کو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم تو نبوت سے چھپ سکتے ہیں مگر اللہ تعالی سے نہیں چھپ سکتے) یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ جانتا ہے اللہ تعالی جو چھپاتے ہیں

اور جو ظاہر کرتے ہیں اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝ یقینا اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں اسرار سینوں کے

نجم الآیۃ التھدید علی النفاق وعلی التولی من ھذا النوع۔ وسعت علمی من قبیل علم الاسرار کے بعد وسعت رزق کا بیان

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ

رِزۡقُھَا اور نہیں ہے کوئی چلنے والا حیوانات سے زمین پر مگر اللہ تعالی پر تفضلاً اس کا رزق ہے نجم الآیۃ بیان وسعۃ

الترزیق وَیَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّھَا ای محل قرارھا فی اصلاب الآباء وَمُسۡتَوۡدَعَھَا ای موضعھا فی الارحام وقیل الاول موضعھا

فی الارحام والثانی موضعھا فی القبور کُلٌّ فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۝ سب کچھ مکتوب ہے کھلی کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں۔

نجم الآیۃ کل شیئ محفوظ فی العلم الالٰھی و فی اللوح المحفوظ۔ آگے وسعت خلقت کا بیان وَھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ اور وہ ذات وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین بیچ (مقدار اوقات) چھ دن کے (ای

دنیا سے) وخلقھما مدرّجا مع القدرۃ التامۃ علی خلقھما دفعۃ دلیل علی قادر مختار واعتبار للنظار ای الملائکۃ) وَکَانَ

عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ اور تھا اس وقت اس کا عرش پانی پر (یعنی عرش اور پانی آسمان اور زمین سے پہلے کے پیدا شدہ تھے

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات کی تقدیریں آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پچاس

ہزار سال پہلے اللہ تعالی نے لکھ دی تھیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کا مقصد تمہارا امتحان لینا ہے لِیَبۡلُوَکُمۡ

اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا تاکہ معاملہ کرے تمہارے ساتھ معاملہ ممتحن جیسا کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے عمل (یعنی ایکم ازھد فی الدنیا

واطوع للّٰہ واورع عن محارمہ) **خلاصہ** یہ ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش مقصود اصلی نہیں ہے بلکہ یہ وسیلہ ہے کہ (ایکم
احسن عملا) کا کہ ان سے معاشی فائدہ حاصل کر کے کون زیادہ شکر گذار بنتا ہے اپنے منعم حقیقی کا **نجم الآیۃ** الترغیب الی
الطاعۃ فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ ۔ آگے یوم الجزاء علی (احسن عملا) کا بیان ہے کہ کفار اس کے منکر ہیں وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ
مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ اور اگر آپ کہو کہ تم یقینا اٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد (ثواب اور عقاب کیلئے) لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا
سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ تو البتہ کافر لوگ کہنے لگیں نہیں یہ (بیان آپ کا) مگر کھلا جادو (کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈراتے ہو) آگے فرماتے ہیں کہ عذاب
موعود جو کہ فرمایا (فانی علیکم عذاب یوم کبیر) اس میں تاخیر استدراجا ہے وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ
اور اگر ہم ان سے تھوڑی مدت تک عذاب (موعود) ملتوی رکھتے ہیں لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ تو کہتے ہیں (استہزاء) کہ کون چیز روک رہی ہے عذاب
کو (ومرادھم انکار مجیٔ العذاب) أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ توجہ سے سن لو کہ جس دن آجائے گا ان پر عذاب لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ تو نہ ہوگا
وہ عذاب کہ ان سے پھیرا جائے وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ اور گھیر لیگا ان کو وہ عذاب جس پر ٹھٹھے کیا کرتے تھے
نجم الآیۃ بیان استحقاق العذاب علی استہزاء العذاب ۔ آگے انسان کی جبلت حیوانی کا ذکر ہے کہ وہ کفور اور فخور ہے پھر اس سے
ایمان والوں کو ترہیب ہے کہ تم شکور اور صبور رہنا ہے وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً اور اگر ہم چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے کوئی
نعمت (یعنی صحت کی اور فراخی رزق کی الخ) ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ پھر وہ نعمت اس سے واپس لے لیتے ہیں إِنَّهُ لَيَئُوسٌ تو یقینا وہ ناامید ہونے
والا ہوتا ہے (اس کی واپسی پر) كَفُورٌ ۝ ناشکر ہوتا ہے (کہ کہتا ہے کہ میں نے کبھی نعمت کا مزہ چکھا بھی نہیں ہے) وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ
بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ اور اگر ہم چکھا دیں اس کو نعمت کا مزہ بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو (یعنی صحت بعد مرض کے اور فراخی رزق کی بعد تنگدستی کے
لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي تو کہنے لگتا ہے چلے گئے ہیں مجھ سے سب مصائب (یعنی انہیں مصائب کی دوری کی نسبت دھر اور زمانے کی
طرف کرتا ہے) إِنَّهُ لَفَرِحٌ یقینا وہ اترانے والا ہوتا ہے اور کبر کی خوشیاں کرنے والا ہوتا ہے فَخُورٌ ۝ فخر کرنے والا ہوتا ہے (لوگوں پر بسبب
اس نعمت کے) إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا فی الضراء وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ای الذین یشکرون فی السراء أُولَٰئِكَ الصابرون الشاکرون
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ عظیمۃ لذنوبھم وَأَجْرٌ ای ثواب لاعمالھم الحسنۃ كَبِيرٌ ۝ یعنی رضوان اللہ تعالی **نجم الآیۃ** بیان کفران
النعمۃ من المشرک وشکران النعمۃ من المؤمن ۔ پہلے بیان تھا کہ مشرک کہتے ہیں کما قال اللہ تعالی (لیقولن مایحبسہ) آگے بیان ہے ان
کے سوالات اقتراحی وعنادی کا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی قلبی کوفت ہوتی تھی کہ بظاہر کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے کہ نبوت شاید ان آیات
کی تبلیغ کو چھوڑ دیں جن میں ان کے بتوں کی تردید ہے کما قال اللہ تعالی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ سو شاید آپ چھوڑ دینے
والے ہیں (ان کے سوالات اقتراحی سے تنگ آکر تبلیغ) بعض ان احکامات کی جو آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ عطف علی
(تارک) أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اور شاید تنگ ہوتا ہے ساتھ تلاوت قرآن مجید کے آپ کا دل مبارک کہ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں نازل ہوا

Marfat.com

ان پر خزانہ (بڑا جو کر تقسیم کرتے ماننے والوں کے درمیان) اَوْجَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ یا (وہ کہتے ہیں) کہ کیوں نہیں آیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ (کہ ان کے رسول ہونے کی تصدیق کرتا تو یہ اشارہ ہے کہ کفار نبوت کے خلاف ہر قسم کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں جس سے نبوت کے قلب لطیف کو بہت کوفت پہنچی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کے ردّ میں فرمایا) اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ یقیناً آپ صرف ڈرانے والے ہیں (کفار کو نہ ماننے پر باقی آیات اقتراحی کا لانا میرے بس میں نہیں ہے وصرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۱۲ اور اللہ تعالیٰ ہیں ہر شیٔ پر پورا اختیار رکھنے والے (جن میں معجزات فرمائشی بھی داخل ہیں) نجم الآیۃ بیان سوالاتھم الاقتراحیۃ الشدیدۃ والتشنیع علیہا۔ آگے بیان ہے کہ کفار کا صرف سوالات اقتراحی پر اکتفاء نہ تھا کما قال اللہ تعالیٰ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بلکہ کفار کہتے ہیں کہ اس قرآن مجید کو آپ نے اپنی طرف سے بنا کر نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی ہے قُلْ فرما دیجئے (ان کو کہ اگر بات ایسی ہے جیسے تم کہتے ہو) فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ تو تم بھی لاؤ اس جیسی دس سورتیں (بلاغت میں اور حسن نظم میں) مُفْتَرَیٰتٍ جو سورتیں بنائی ہوئی ہوں (تمہاری طرف سے) وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۱۳ جس جس غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو (کہ یہ قرآن مجید غیر اللہ کی کلام ہے) فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ پھر اگر نہ پورا کریں تمہارا یہ کہنا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ تو یقین کر لو کہ یہ قرآن اتارا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے علم سے (نہ علم غیر اللہ سے) وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور یقین کر لو کہ نہیں معبود برحق مگر وہی اللہ تعالیٰ (جس نے قرآن کو اپنے علم سے اتارا ہے اور معبودان باطلہ اگر معبود برحق ہوتے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم جیسا اپنی طرف سے صرف دس آیات بنا لیتے) فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۱۴ سو کیا اب بھی مانتے ہو (کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام برحق ہے اور مضامین توحید یہ برحق ہیں اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برحق ہے) نجم الآیۃ بیان صداقت القرآن علی وجہ التحدی آگے بیان ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو چھوڑ کر آخرت سے غافل ہو کر دنیاوی زندگی سے دل لگی کر لیتا ہے تو فرمایا کہ ان کیلئے آخرت میں نار ہے مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا جو شخص ارادہ کرتا ہے (اعمال سے) محض حیاتی دنیا کا (یعنی محض اس کے منافع کا) اور اس کی رونق کا (جیسے کہ کفار کہ جب ان کو عذاب کی وعید سنائی جاتی تھی تو کہتے تھے کہ خدمت خلق اور رفاہ عوام کے ہم نے بہت کام کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ردّ میں فرمایا) نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا تو پوری طور پر ان کے اعمال کی (جزاء) دنیا میں بھگت دیتے ہیں (جس کیلئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشآء لمن نرید) وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۱۵ اور ان کیلئے دنیا میں کچھ کمی نہیں کی جاتی اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ یہی لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں بجز نار کے اور کچھ نہیں ہے وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا اور ناکارہ ثابت ہوں گے ان کے اعمال آخرت میں (خدمت خلق اور رفاہ عامہ والے) وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۱۶ اور اب بھی بے اثر ہیں وہ اعمال جو کرتے ہیں (خدمت خلق والے کیونکہ نیت ان کی ان کے اعمال سے دنیاوی مفادات ہیں) انتہے تک ان لوگوں کا بیان ہے جن کے مقصد مفادات دنیاوی ہیں۔ آگے ان کا بیان ہے جن کے مقاصد صرف اخروی ہوتے ہیں فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الفاء للتعقیب (ومن کان) مبتدأ وخبرہ محذوف کمن لیس کذلک) جو شخص قرآن پر قائم ہے کیا ہو سکتا ہے مثل اس کے جو ایسا نہیں ہے وَیَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ اور پڑھتا ہے اس قرآن کو ایک گواہ من اللہ نے (یعنی

Marfat.com

جبرئیل امین نے یہ ایک دلیل قرآن کے صدق کی ہوگئی دوسری دلیل اس کے صدق کی یہ ہے کہ) وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اور اس
قرآن سے پہلے کتاب موسیٰ علیہ السلام کی تھی (یعنی تورات جوکہ مصدق للقرآن تھی) جس کا حال یہ تھا کہ وہ کتاب مقتدی فی الدین تھی اور رحمت تھی باعتبار ثواب کے)
(تو ایسی کتاب کی تصدیق قرآن کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے نہایت پختہ ہے) اُولٰٓئِكَ ایسے لوگ جو قرآن پر قائم ہیں يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
ایمان رکھنے والے ہیں قرآن پر وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ اور جو شخص انکار کریگا قرآن کے ساتھ دوسرے فرقوں میں سے فَالنَّارُ
مَوْعِدُهٗ تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ سو نہ ہونا آپ ہیچ شک کے قرآن سے (یہ خطاب نبوت کو ہے مراد امت
ہے ایسے خطابات تعدیدی ہوتے ہیں) اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ یقیناً یہ قرآن مجید آپ کے رب کی طرف سے ایک سچی کتاب ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۱۷ ولیکن (باوجود اس کے دلائل حقانیت کے) بہت سے آدمی اس کو برحق نہیں مانتے (تو قصور نہ ماننے والوں کا ہے
نہ قصور قرآن کی حقانیت میں ہے) **نجم الآیة** منکرین قرآن کے نتائج کا بیان ۔ آگے مفتری علی اللہ کے نتائج کا بیان ہے فرمایا وَ
مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور کون زیادہ ظالم ہے بہ نسبت اس شخص کے کہ باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کو (کہ کہتے تھے الملائکۃ
بنات اللہ اور کہتے تھے ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ یعنی کافر لوگ علاوہ کفرہم بآیات اللہ کے مفتری علی اللہ بھی ہیں ۔ آگے ان کی سزاء کا بیان ہے)
اُولٰٓئِكَ یہی مفتری علی اللہ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ پیش کئے جائیں گے اپنے رب کے سامنے (موقف حساب میں) وَيَقُوْلُ
الْاَشْهَادُ اور (ان کے خلاف) ان کے اعمال کے گواہ (فرشتے کراما کاتبین) کہیں گے هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ کہ یہ وہ لوگ
ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھوٹ کہا تھا (کہ اس کی اولاد ہے) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۱۸ سب توجہ سے سن لو کہ لعنت
ہے اللہ تعالیٰ کی ظالمین پر (بوجہ مفتری علی اللہ ہونے کے) الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو کہ روکتے تھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے
(یعنی دین اسلام میں داخل ہونے سے دوسروں کو روکتے تھے) وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے تھے دین اسلام میں کجی کو (یعنی جو داخل
ہوجاتے تھے انہیں کے دل میں اسلام کے خلاف شبہات ڈالتے تھے تاکہ نئے مسلمان مرتد ہوجائیں) وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ ۱۹
اور یہ لوگ وہی ہیں جو آخرت کے منکر تھے (ھؤلاء سے تا کافرون تک فرشتے کراما کاتبین کا علی الاعلان بیان ہے ۔ آگے ان کے خلاف کلام الٰہی کا
بیان ہے ۔ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ایسے قسم کے خسیس صفات والے لوگ نہیں عاجز کرنے والے (اللہ تعالیٰ کو)
تختہ زمین پر کہ کہیں بھاگ کر عذاب الٰہی سے بچ جائیں وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ اور نہیں ہے ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا
کوئی مددگار (کہ گرفتاری کے بعد ان کو چھڑالے) يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ان کو دگنی سزا دی جائے گی (ایک کافر ہونے کی دوسری دوسروں
کیلئے صد عن سبیل اللہ بننے کی) مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ (ان کے بارے میں یہ بھی اعلان ہوگا) یہ لوگ نہ طاقت رکھتے تھے
سننے کی (یعنی بوجہ نفرت عن القرآن کے دنیا میں احکامات الٰہیہ کو سن نہ سکتے تھے) وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ ۲۰ اور نہ دیکھتے تھے (آیات
آفاقی کو اور انفسی کو) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا تھا (کہ بجائے عبادت اللہ تعالیٰ

کے آلہ باطلہ کی عبادت کرتے تھے) وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝۲۱ اور غائب ہوں گے ان سے جو جھوٹ باندھتے تھے (کہ ھؤلاء شفعائنا عند اللہ الخ) لَا جَرَمَ ضرور بالضرور أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝۲۲ یقیناً یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہوں گے **نجم الآیۃ** بیان نتائج المفترین علی اللہ۔ آگے مصدقین کا بیان ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ یقیناً جنہوں نے ایمان لایا اور کئے اچھے اعمال وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ اور مطمئن رہے اپنے رب کی طرف أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۳ ایسے عالی صفات والے لوگ جنت والے ہیں جس میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے **نجم الآیۃ** بیان نتائج المصدقین مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ حال عجیب وغریب ان دو فریقوں کا (یعنی مصدقین اور مکذبین کا) كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ ایسا ہے جیسا کہ ایک آدمی اندھا بھی ہو اور بہرا بھی ہو وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ اور (دوسرا اس کے مقابلہ میں) دیکھنے والا بھی ہو اور سننے والا بھی ہو هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا کیا یہ دونوں شخص برابر ہیں حال میں (جواب ظاہر ہے کہ ایسے دو شخص برابر نہیں تو جیسے ان دو شخصوں کا حال برابر نہیں ہے ویسے کافر اور مؤمن کا حال برابر نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝۲۴ کیا (غافل رہو گے اس فرق کے سمجھنے سے) پھر نہیں سمجھو گے (ان دو کے درمیان فرق کو) **نجم الآیۃ** المثل الامثل بین الفریقین۔ آگے بیان فرماتے ہیں کہ تکذیب پر عذاب الٰہی دنیا میں بھی آسکتا ہے جیسا کہ امم سابقہ مکذبہ پر آیا تھا تو گویا کہ (لیقولن مایحبسہ) کا جواب تاریخ سے دیا گیا ہے نیز ان قصص انبیاء علیہم السلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلیہ بھی ہے

ع ۲ ۱۲

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا (وھو فی المشہور نوح بن لمک بن متوشلخ ابن ادریس علیہما السلام وھو اول نبی بعث بعدہ ثم قیل بعث وھو ابن مأتین وخمسین سنۃ یدعو قومہ تسعمأۃ وخمسین سنۃ و عاش بعد الطوفان مأتین سنۃ اومأتین وخمسین سنۃ (فقال) إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۲۵ پھر (انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا) کہ میں تم کو ڈرانے والا ہوں کھول کر أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ بدل من (انی لکم نذیر مبین) یہ کہ نہ عبادت کرو سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کی (نہ ودّ کی اور نہ سُواع کی اور نہ یغوث کی اور نہ یعوق کی اور نہ نسر کی بصورت عبادت غیر اللہ کے) إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝۲۶ تحقیق میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک دن کے عذاب سے فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ سو (جواب میں) کہا ان کی قوم کے کافر سرداروں نے (وصفھم بالکفر لذمھم بذلک من اول الامر لالان بعض اشرافھم لیسوا بکفرۃ) مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ہم تو آپ کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں (تو پھر آپ کو ہم پر کونسی فضیلت ہے جس سے آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں) ایک سوال یہ ہے دوسرا یہ ہے کہ) وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ اور ہم دیکھتے ہیں آپ کو کہ آپ کا اتباع انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل قوم کے ہیں (جن کی عقل بالکل خفیف ہوتی ہے) ورنہ حالانکہ وہ خفیف العقل قوم نے آپ کی جو اتباع کی ہے وہ بھی بالکل سرسری نظر سے کی ہے (تیسرا سوال یہ ہے کہ) وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ اور نہیں دیکھتے تم کو اپنے اوپر کچھ بڑائی (باعتبار مال کے) بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ۝۲۷ بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ آگے نوح علیہ السلام نے ان کو جواباً فرمایا قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

مِّنْ رَّبِّيْ فرمایا ای میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے (اپنی نبوت پر) دلیل پر ہوں (جس سے میری نبوت ثابت ہے) وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ اور (میرے رب نے) مجھے اپنی طرف سے نبوت عطاء کی ہو فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ پھر نبوت تمہارے آنکھوں سے مخفی ہو (بوجہ تمہارے دل کے آنکھوں کے نابینے ہونے کے) اَنُلْزِمُكُمُوْهَا کیا ہم تم کو نبوت کے ماننے پر مجبور کر سکتے ہیں وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ ٢٨ حالانکہ تم اس نبوت سے متنفر ہوں (ثم النبوة كانت محققة عنده لكنها صدرت بكلمة الشك اى (ان) اعتبار الحال المخاطبين ورعاية لحسن المحاورة لاستنزالهم من المكابرة) یعنی میرے دعوی نبوت کی تصدیق موقوف ہے غور و فکر پر کہ اگر یہ دعوی نبوت پر سچے بھی ہوں تو غور و فکر تو کرنا چاہیئے تم نے تو سرے سے فکر تک بھی نہیں کیا کیونکہ تم تو میرے دعوی نبوت سے متنفر ہو اور ایمان بالنبوت کی دولت متنفر کو نہیں ملا کرتی تو بسا اوقات خصم کو ایسی قسم کی دلیل استنزالی دیجاتی ہے تاکہ دعوی اور دلیل میں غور اور فکر کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے نیز دعوی نبوت پر مجھے کوئی لالچ مالی بھی مقصود نہیں جو کہ وجہ تکذیب کا بنتی جیسا کہ فرمایا وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا اور اے قوم میری نہیں مانگتا ہوں میں تم سے اس پر کچھ مال اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ نہیں مزدوری میری مگر اللہ تعالی پر (یعنی مجھے صرف رضاء الہی مقصود ہے نہ لالچ مالی تو یہ بھی میرے دعوی نبوت پر صدق کی دلیل ہے اگر تم اس طرف غور کرتے تو علاوہ میرے معجزات کے لالچ نہ ہونا بھی دلیل بیّن ہے اوپر صدق دعوی نبوت کے کیونکہ لالچ نہ ہونا بالذات لوازمات نبوت سے ہے پھر ان کے اتباع میں لالچ مالی کا نہ ہونا بواسطہ ذوات انبیاء علیہم السلام کے ہوتا ہے یہ جواب ہے (بل نظنكم كاذبين کا) آگے دوسرے سوال کا جواب میں فرمایا) وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور میں تو نہیں ہوں نکالنے والا ان ایمان والوں کو (جو تمہارا مقصد ہے کہ میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں پھر ہم اتباع کریں گے) وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ ٢٩ ولیکن میں سمجھتا ہوں تم لوگوں کو خواہ مخواہ کی جہالت کر رہے ہو (یعنی بے ڈھنگی باتیں کر رہے ہو ان کے حق میں کہ ان کو اولا نکالدو پھر ہم مانیں گے) وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اور اے قوم میری اگر (بالفرض) میں ان کو نکال بھی دوں تو کون چھڑائے گا مجھ کو اللہ تعالی کی گرفت سے (کیونکہ ان مقربان بارگاہ الہی کو اپنے پاس سے بھگانیکی سنگین سزا ہو سکتی ہے وهذا كما قال الله تعالى فى حق الصحابة (فتطردهم فتكون من الظالمين) اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ٣٠ کیا مستمر رہو گے اوپر جہل مذکور کے پھر نہیں سمجھتے ہو جواب کو۔ آگے تیسرے سوال کا ذکر فرماتے ہیں کہ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزائن ہیں (تاکہ ان کے نہ ہونے پر تم دلیل پکڑو میری عدم نبوت پر کیونکہ مالدار ہونا یہ لوازمات نبوت سے نہیں ہے) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ عطف على (عندى خزائن الله) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں مغیبات کو جانتا ہوں (جواب ہے ان کے سوال کا کہ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ اپنے دعوی نبوت میں صادق ہو تو فلان۔ مغیب کی خبر دو اور فلان مغیب کی خبر دو آگے پہلے سوال کا جواب ہے) وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (نہ بشر کیوں بشریت منافی نبوت کے نہیں بلکہ لوازمات نبوت سے ہے۔ آگے جواب ہے جو انہوں نے کہا تھا (هم اراذلنا بادى الراى) وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اور جو لوگ تمہاری نظروں میں حقیر فقیر بادی الرأی ہیں ان کے بارے میں یہ نہیں کہتا ہوں (جیسا کہ تم کہتے ہو) کہ اللہ تعالی ان کو ہرگز خیر دارین کی نہیں دے گا

Marfat.com

اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ جو ان کے دلوں میں (ایمان اور محبت اور حسن اخلاق ہیں) ان کو اللہ تعالی خوب جانتے ہیں (پھر اس کے مطابق اللہ
تعالی ان کو اجر دیگا) اِنِّیۡۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۳۱ یقینا میں اسوقت (جس وقت ان کو اپنی صحبت سے ہٹا دوں جبکہ یہ اہل ہیں اور حقدار ہیں
میری صحبت کے اور ان کی جگہ تم کو اپنا صحبتی بنا دوں جبکہ تم میرے متنفر ہو) تو ہو جاؤں گا میں واضع الشئ فی غیر محلہ والوں میں سے پھر جب نوح علیہ
السلام نے ان کے تمام سوالات کا ایسا جواب دیدیا جس سے وہ لاجواب ہوگئے تو پھر انہوں نے عناد والا رخ اختیار کیا) قَالُوۡا یٰنُوۡحُ قَدۡ جٰدَلۡتَنَا
فَاَکۡثَرۡتَ جِدَالَنَا تو انہوں نے کہا کہ ای نوح علیہ السلام آپ ہم سے بحث کر چکے ہو اور بہت بحث مباحثہ کیا ہے (کہ اب اس کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی
پھر بھی ہم نہیں مانتے تو) فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۳۲ اگر آپ نبی اللہ برحق ہو تو لاؤ وہ عذاب جس سے ہم کو ڈراتے ہو
جیساکہ انہوں نے ان کو فرمایا تھا (انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم) تو جوابا فرمایا) قَالَ اِنَّمَا یَاۡتِیۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ اِنۡ شَآءَ فرمایا اگر اللہ
تعالی نے چاہا تو عذاب کو اللہ تعالی لائے گا (اس کا لانا میرے اختیار میں نہیں ہے) وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ ۳۳ اور تم نہیں ہو عاجز کرنے والے
(اللہ تعالی کو عذاب لانے پر) وَلَا یَنۡفَعُکُمۡ نُصۡحِیۡۤ اِنۡ اَرَدۡتُّ اَنۡ اَنۡصَحَ لَکُمۡ اِنۡ کَانَ اللّٰہُ یُرِیۡدُ اَنۡ یُّغۡوِیَکُمۡ (فرمایا کہ جو
کچھ میں نے تم کو سمجھایا ہے وہ بطور جدال کے نہیں ہے بلکہ بطور نصیحت کے ہے پھر بھی تم اگر نہ مانو تو میں جبرا تو نہیں منوا سکتا جبکہ قانون الہی ہے کہ جو متنفر
ایمان سے ہو اس کو اللہ تعالی سزائے ایمان سے مشرف نہیں کرتا) (والتقدیر ان کان اللہ یرید ان یغویکم فاردتُّ ان انصح لکم لاینفعکم نصحی
(والنصح) تحری قول او فعل فیہ صلاح) والمعنی اور نہیں نفع مند ہو سکتیں میری کوششیں تمہارے بھلائیوں کی گرچہ میں کتنی ہی
کوششیں کیوں نہ کروں جبکہ اللہ تعالی کا ارادہ تمہارے بارے میں گمراہی کا پکڑ چکا ہو (بوجہ تمہارے تنفر عن الایمان کے) ہُوَ رَبُّکُمۡ وہی
تمہاری پرورش کرنے والا ہے (ازلا وابدا تو تم پر اس کے تمام حقوق واجب ہیں تو عدم ادائے گی کی صورت میں سزائیں دینے کا ان کو پورا حق حاصل ہے
وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ۳۴ اور طرف اس کے لوٹائے جاؤ گے (پھر اس وقت اشد عذاب کا اجراء ہوگا) اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ بلکہ کفار مکہ کہتے
ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے افتراء باندھا ہے اللہ تعالی پر (کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالی کی کلام ہے حالانکہ اخبار ماضیہ صحیحہ دال ہیں کہ یہ اللہ
تعالی کی کلام ہے تو جوابا فرما دیجئے) قُلۡ اِنِ افۡتَرَیۡتُہٗ فَعَلَیَّ اِجۡرَامِیۡ کہ اگر میں نے یہ قرآن مجید اپنی طرف سے بنا کر نسبت اللہ تعالی کی طرف
کی ہے تو یہ جرم میرے اوپر عائد ہوگا (جیساکہ ایسا یقینا نہیں ہے مگر خصم سے ایسی بات کی جاتی ہے تاکہ خصومت سے باز آجائے) وَاَنَا بَرِیۡٓءٌ
مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ۳۵ اور (جب کہ ایسا نہیں ہے یہ صرف تمہاری الزام تراشیاں ہیں) تو میں بھی تمہارے جرائم سے بریئ الذمہ ہوں۔ آگے پھر ع ۱۱ ۳ ۲
نوح علیہ السلام کے قصہ کی طرف عود ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی تبلیغ کو ایک لمبا زمانہ جاری رکھا پھر بھی ان کی قوم پر کچھ اثر نہ ہوا بغیر قلیل آدمیوں کے
تو ان کو حکم دیا گیا جیساکہ فرمایا وَاُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ اَنَّہٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِکَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ اور وحی بھیجی گئی طرف نوح علیہ
السلام کے کہ آپ کی قوم سے جنہوں نے ایمان لایا ہے ان کے سوا اور کوئی شخص بھی نیا ایمان نہیں لائے گا فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ۳۶
سو غمگین نہ ہونا ان کاموں پر جو کر رہے ہیں (تکذیب اور ایذاء اور استہزاء پر کیوں ان کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے جو کہ طوفان پانی سے ہلاک ہوں گے

اور اپنے بچاؤ کیلئے وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا اور بناؤ کشتی کو ہماری نگرانی میں وَوَحْيِنَا اور ہمارے حکم سے (کہ کیسی بنائی ہے) وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور نہ گفتگو کرنا (سفارشی) میرے ساتھ ظالموں کے بارے میں اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝٣٧ (کیونکہ) یہ سب غرق کئے جائیں گے پانی میں وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ اور وہ کشتی تیار کرنے لگے وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ اور جب گذر ہوتا تھا ان پر ان کے کسی رئیس گروہ کا تو ان سے ہنسی کرتے تھے (کہ دیکھو کہ پانی کا کہیں نام نشان نہیں ہے اور یہ کشتی اس پانی سے بچاؤ کیلئے تیار کر رہے ہیں)

قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا تو فرماتے تھے کہ اگر تم ہم پر (اس کے بنانے پر) ہنسیاں کرتے ہو فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝٣٨ سو ہم بھی تم پر ہنستے ہیں جیسے ہم پر تم ہنستے ہو (کہ عذاب قریب آگیا ہے تو اس سے بچنے کی ان کو کوئی فکر نہیں ہے جو کہ واحد ذریعہ ایمان ہے) یہ علی سبیل المشاکلت ہے کما قال اللہ (فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم) فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ اب جلد معلوم کر لوگے کہ کون ہے جس پر آتا ہے ایسا عذاب جو اس کو رسوا کر دیگا (دنیا میں اور مرنے کے بعد) وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٣٩ اور نازل ہوگا اس پر عذاب دائمی (اور اسی طرح کے فریقین کے درمیان مکالمات ہوتے رہے) حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا یہانتک کہ جب ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہنچا وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور جوش مارنے لگا پانی سے تنور خبزی (اور اسی طرح زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا کما قال اللہ تعالی (وفجرنا الارض عیونا) اور بہادئے ہم نے زمین سے چشمے اور شعبی نے کہا کہ یہ تنور خبزی شہر کوفہ کے ایک گوشہ میں تھا اور جہاں اب کوفہ کی مسجد ہے کشتی اس کے اندر بنائی اور اسی مسجد کے دروازہ پر یہ تنور خبزی تھا بنا بریں شعبی نے کہا کہ اسی مسجد کوفہ کا چوتھا مقام شان امتیاز میں ہے بعد مسجد حرام کے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسجد اقصی کے) قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ کہا ہم نے کہ چڑھالو کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد (یعنی ہر قسم کے جانوروں میں سے جو کہ انسان کیلئے کارآمد ہیں اور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے اور ان کی پیدائش توالد کے طریقہ سے ہے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد کشتی میں چڑھالو وَاَهْلَكَ اور اپنے گھر والوں کو بھی چڑھالو یعنی آپ کی بیوی مسلمہ اور اس سے جو تین لڑکے مسلمان ہیں یعنی سام وہ ابو العرب ہے اور حام وہ ابو السودان ہے اور یافث وہ ابو الترک اور ابو یاجوج وماجوج ہے اور ان تین لڑکوں کی بیویاں مؤمنات تو یہ سب آدمی ایک خاندان کے ہیں اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ باستثناء اس کے جس کے غرق ہونے پر حکم نافذ ہو چکا ہے وہ نوح کی بیوی واعلہ اور اس کے بطن سے ان کا لڑکا کنعان جو کہ دونوں منافق تھے وَمَنْ اٰمَنَ اور چڑھالو ان کو جنہوں نے ایمان لایا ہے وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝٤٠ اور ایمان نہ لایا تھا ان کے ساتھ مگر تھوڑے (جو کہ کل بہتر تھے چھتیس مرد تھے اور چھتیس ان کی بیویاں مؤمنات تھیں۔ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پچاس ہاتھ تھی اور اونچائی تیس ہاتھ تھی اور ساگ وان کی لکڑی سے تھی جو کہ دو سال میں تیار ہوئی جس کے تین منزلیں تھیں پہلی منزل میں وحوش اور سباع اور ہوام کو سوار کیا دوسری منزل میں دواب اور انعام کو سوار کیا گیا اوپر والی آخری منزل میں خود اور اپنے خاندان کے مؤمن اور مومنین اور مؤمنات کو سوار کیا اور ضروری خوردنی اشیاء بھی اسی میں رکھے کل مرد اور عورتیں اسّی کی تعداد میں تھیں اور سوار ہوتے وقت فرمایا کما قال اللہ تعالی قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا اور فرمایا سوار ہو جاؤ اس میں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا

Marfat.com

ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے اس کا چلنا اور ٹھیرنا (غرق ہونے کا اندیشہ نہ کرنا پھر نوح علیہ السلام اس کے چلنے کا ارادہ کرتے تھے تو پڑھتے تھے (بسم اللہ مجریہا) تو چل پڑتی تھی اور جب ٹھیرانے کا ارادہ کرتے تھے تو پڑھتے تھے (بسم اللہ مرسٰہا) تو ٹھیر جاتی تھی اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ یقیناً میرا رب بخشنے والا ہے رحمت کرنے والا (تو اپنے گناہوں سے اندیشہ غرق کا نہیں کہ وہ بخشتا بھی ہے اور حفاظت بھی کرتا ہے پھر جب سب کے سب کشتی پر سوار ہوگئے اور پانی بڑھ گیا تو کشتی چلنے لگی کما قال اللہ تعالیٰ) وَهِیَ تَجۡرِیۡ بِهِمۡ فِیۡ مَوۡجٍ كَالۡجِبَالِ اور وہ کشتی ان کو لیکر پہاڑ جیسے موجوں میں لے جا رہی تھی وَنَادٰی نُوۡحُ ۨابۡنَهٗ اور آواز دیا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو (جو کہ منافق تھا اور ان کو اس کے کفر کا علم نہ تھا (تفسیر ابی السعود) واختارہ کثیر من المحققین کالماتریدی وغیرہ (روح المعانی) وانما ناداہ ظناً انہ مؤمن (بحر المحیط) وقال الحسن کان منافقا ولذلک استحل نوح علیہ السلام ان ینادیہ (قرطبی) وَكَانَ فِیۡ مَعۡزِلٍ اور تھا (کشتی سے) علیحدہ مقام پر (اور اس وقت کشتی ایک ایسے کنارے سے گذری جس کنارے پر وہ تھا) یّٰبُنَیَّ ارۡكَبۡ مَّعَنَا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا وَلَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِیۡنَ اور مت رہ کافروں کے ساتھ قَالَ سَاٰوِیۡۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیۡ مِنَ الۡمَآءِ کہنے لگا کہ ابھی میں کسی پہاڑی کی پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی کے غرق ہونے سے بچالیگی قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے لَا عَاصِمَ الۡیَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ نہیں بچانے والا آج کے دن عذاب الٰہی سے کوئی اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ مگر جس پر وہی رحم کرے (تو وہ عذاب سے بچ سکتا ہے) وَحَالَ بَیۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ اور حائل ہوگئی موج درمیان باپ۔ بیٹے کے (اور درمیان کنعان کے اور باقی کشتی سوار مؤمنین کے) فَكَانَ مِنَ الۡمُغۡرَقِیۡنَ پھر ہوگیا وہ کنعان بھی مغرق (باقی کافروں کی طرح پھر جب سب کفار غرق ہوگئے تو حکم ہوا) وَقِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَكِ اور حکم ہوا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی وَیٰسَمَآءُ اَقۡلِعِیۡ اور اے آسمان تو بھی اپنا پانی نگل جا (وقیل امسکی ای تھم جا کیونکہ جیسے زمین سے پانی کے چشمے نکلے تھے ویسے آسمان سے شدید بارش نازل ہوئی تو ہر ایک کو حکم ہوا کہ ہر ایک اپنا۔ اپنا پانی واپس لے لے کما قال اللہ تعالیٰ (ففتحنا ابواب السمآء بماء منھمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی المآء علی امر قد قدر) وَغِیۡضَ الۡمَآءُ اور سوکھا دیا گیا پانی وَقُضِیَ الۡاَمۡرُ اور پورا کیا گیا وعدہ (جو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا ان کی مدد کا اور کفار کی ہلاکت کا) وَاسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ اور ٹھیری کشتی جودی پہاڑ پر (جودی پہاڑ اس کا محل وقوع حضرت نوح علیہ السلام کے وطن اصلی عراق میں موصل کے شمال میں آرمینیہ کے سرحد پر ہے مظہری وقرطبی میں ہے کہ نوح علیہ السلام دس رجب کو سوار ہوئے چھ مہینے یہ کشتی طوفان پر چلتی رہی جب بیت اللہ شریف کے مقام پر پہنچی نو سات مرتبہ طواف کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت کو بلند کر کے غرق سے بچالیا تھا پھر اس محرم یوم عاشورا میں طوفان ختم ہوکر کشتی جبل جودی پر ٹھیری حضرت نوح علیہ السلام اسی دن روزہ شکریہ کا رکھا اور سب کشتی والے انسان اور جانوروں نے بھی روزہ رکھا۔ وَقِیۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اور کہا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور ہیں وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّهٗ اور عرض کیا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو (آگے نداء کا بیان ہے) فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ سو عرض کیا اے میرا رب میرا بیٹا (کنعان) میرے گھر والوں سے ہے وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ اور یقیناً وعدہ آپ کا برحق ہے (جو بھی آپ وعدے فرمائیں منجملہ اس سے یہ بھی ہے

Marfat.com

(واھلک) آپ کے اہل بیت کو بچالوں گا) وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۝۴۵ اور آپ سب سے بڑے حاکم ہیں (تو آپ کے حکم کے سامنے سر بتسلیم خم ہے)
قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نوح علیہ السلام وہ (کنعان) نہیں ہے آپ کے گھر والوں سے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ
صَالِحٍ یقیناً اس کے عمل غیر صالح ہیں (یعنی اس کے عمل نفاقی ہیں عمل وہ صالح ہیں جن کی بنیاد ایمان پر ہو) فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ
عِلْمٌ سو نہ سوال کرو اس کا جس کی آپ کو خبر نہیں ہے (تو معلوم ہوا کہ اس کے کفر نفاقی کا ان کو علم نہ تھا) اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْجٰهِلِیْنَ ۝۴۶ قال ابن العربی والمعنی انی ارفعک بے شک میں آپ کا مقام اونچا کرتا ہوں کہ رہیں آپ اس کے کفر سے بے خبر (بنا بریں بتلا دیا
ہے (انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح) قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ عرض کیا نوح علیہ السلام نے
اے رب میرا بیشک میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی کہ سوال کروں آپ سے اس امر کا جس کی مجھ کو خبر بھی نہ ہو (اس سے بھی معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کو کنعان
کے نفاق کا علم نہ تھا ورنہ نبی اللہ سے کیسے ممکن ہے کہ باقی کفار کی ہلاکت کی دعا کریں اور اپنے بیٹے کافر کی نجات کی دعا کریں) وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ اور اگر آپ
نے نہ معاف کیا مجھے (میرا سوال لاعلمی میں) وَتَرْحَمْنِیْۤ اور نہ رحم کیا مجھ پر (کہ میری توبہ قبول نہ فرمائی) اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۴۷ تو ہو جاؤں
گا میں نقصان والوں میں سے (مقربان را بیش بود حیرانگی وھذا کما قال اللہ تعالیٰ فی حق موسی علیه السلام (قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی
فغفرله) والحال انه علیه السلام (قال فعلتها وانا من الضالین) ای قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکا سے اس
کا دم نکل جائے گا) پھر جودی پر چند روز کشتی ٹھیرنے کے بعد جب پانی خشک ہو گیا تو حکم ہوا کما قال اللہ تعالیٰ) قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا
کہا گیا اے نوح علیہ السلام اترو (کشتی سے) ساتھ سلامتی کے ہمارے طرف سے (کل مکارہ ومصائب سے) وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ اور برکتوں کے ساتھ اوپر
آپ کے (کہ آپ ہی کے نسل میں برکات ہوں گی الخ) وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ اور اترو ساتھ برکتوں کے اوپر ان فرقوں کے جو آپ کے ساتھ ہیں
(یعنی آپ کے ساتھ جو تین لڑکے ہیں۔ سام۔ حام۔ یافث۔ انہوں کے نسلوں میں برکت ہو گی ھذا من اطلاق العام وارادۃ الخاص سے واھذا
کما قال اللہ تعالیٰ (وجعلنا ذریته ھم الباقین) چونکہ یہ کلام بعد والے مسلمانوں پر بھی برکات کے نازل ہونے پر دلالت کرتا ہے بنا بریں بعد
والے بعض کافر بھی ہوں گے ان کا حال بیان فرماتے ہیں وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ اور دوسرے فرقے بھی ہوں گے کہ ہم ان کو (چند روز دنیا
میں) فائدہ دیں گے (یعنی چند روز زندگی کے دیدیں گے اور ان کو عیش دیں گے) ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴۸ پھر پہنچے گا ان
کو ہمارے طرف سے عذاب دردناک (بعد ان کے مرنے کے) آگے اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَیْبِ یہ قصہ (نوح علیہ السلام کا اور ان کی قوم مھلکہ کا) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ وحی کے ذریعہ ہم پہنچاتے ہیں آپ
کی طرف مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا نہ جانتے تھے آپ اور نہ آپ کی قوم پہلے ہمارے وحی کرنے کے (تو جب
علم کے سب اسباب مفقود ہیں بغیر وحی کے تو اس قصہ سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ ہیں (ولا قومک) سے معلوم ہوا کہ پوری قوم کی
ع ۴ ۱۴ قوم اس قصہ سے بے خبر تھی تو پھر بھی آپ کی رسالت کو تسلیم نہ کریں فَاصْبِرْ سو صبر کیجئے اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۴۹

Marfat.com

یقیناً نیک انجام (دارین میں) متقیوں ہی کیلئے ہے (نہ کفار کیلئے جیسے نوح علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہوگیا ہے قد تمت قصة نوح علیه السلام بما
فیها من الغرائب والبدائع والفوائد الجدیدة والفرائد العجیبة وذکر الله هذه القصة لاجل ان الکفار کانوا یبالغون فی ایحاش النبی
صلی الله علیه وسلم ۔ سورت ہود میں سات انبیاء علیہم السلام اور ان کے امتوں کے واقعات کا ذکر ہے نوح علیہ السلام کا قصہ عالمی تھا لیکن قریش
کو خبر نہ تھی باقی انبیاء علیہم السلام کے قصوں سے عرب باخبر تھے پھر ان سب میں سے صرف ہود علیہ السلام سے یہ سورت موسوم ہے کیونکہ ان کے
قصہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ای وارسلنا الی عاد معطوف علی (ولقد ارسلنا نوحا الی قومه) (هودا)
عطف بیان (لاخاهم) فانه هود بن عبدالله بن رباح بن الخلود بن العوص بن ارم بن سام بن نوح علیه السلام اور بھیجا ہم نے قوم
عاد کی طرف ان کے برادری بھائی ہود علیہ السلام کو ۔ پھر انہوں نے تین قسم کی تبلیغ کی قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ انہوں نے فرمایا اے میری
قوم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ نہیں ہے تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود برحق إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۵۰
نہیں ہو تم (غیر اللہ کے معبود ٹھیرانے میں) مگر افتراء باندھنے والے (اللہ تعالیٰ پر کہ یہ معبودان اللہ تعالیٰ کے عبادت وغیرہ میں شریک ہیں) دوسری
یہ بات ان کو سمجھائی کہ مجھے اس تبلیغ سے کوئی مادی فوائد مقصود نہیں ہیں یعنی مجھے کوئی لالچ مالی مقصود نہیں ہے میری تبلیغ محض رضاء الٰہی کیلئے
ہے تو معلوم ہوا کہ یہ محض فرمان الٰہی کی تبلیغ ہے جس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں لینی ہے) يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اے قوم میری میں
تم سے نہیں مانگتا ہوں اس تبلیغ پر کوئی مزدوری إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي نہیں ہے میری مزدوری مگر اس ذات پر جس نے مجھے بغیر
مثال سابق کے پیدا کیا ہے (تو معلوم ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں) ۳ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اور اے قوم میری تم (سابقہ گناہوں کی)
معافی مانگو اپنے رب سے ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ پھر (مستقبل کیلئے) رجوع رکھو اس کی طرف (چونکہ ان سے بوجہ نحوست شرک وتکذیب وغیرہ کے تین سالوں سے
ان پر بارشیں بند ہوگئی تھیں اور اناج کی بہت کمی ہوگئی تھی اور اسی طرح ان کے بیویوں کے ارحام عقیم ہوگئے تھے تو فرمایا پھر) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم
مِّدْرَارًا چھوڑ دیگا تم پر موسلا دھار بارش وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ اور زیادہ کریگا تم کو باعتبار قوت کے بہ نسبت موجودہ قوت کے
یعنی (ویمددکم باموال وبنین) وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۵۱ اور نہ اعراض کرو (ایمان لانے سے) گنہگار رہ کر ۔ آگے قوم کا جواب مذکور ہے ۔
قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ کہا ان کی قوم نے اے ہود علیہ السلام نہیں لائے آپ ہمارے پاس کوئی دلیل واضح (اپنی نبوت پر یہ عناداً
کہا کیونکہ دلیل تو تھی ولیکن عناداً اس کو دلیل نہ سمجھا) وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ اور نہیں ہیں ہم چھوڑنے والے اپنے آلہ
کو محض آپ کے کہنے پر وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۵۲ اور نہیں ہیں ہم آپ کے ساتھ ایمان لانے والے (چونکہ آپ نے ہمارے معبودان کی
مخالفت کی ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں نے آپ کو آسیب پہنچایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ) إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ
آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ کو آسیب پہنچایا ہمارے کسی معبود نے (یعنی کسی ہمارے معبود نے آپ کو مبتلا کر دیا ہے کسی دماغی
خرابی میں یعنی جنون وغیرہ میں (پھر ہود علیہ السلام نے بڑی جرأت کے ساتھ ان کو اس کا جواب دیا) قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فرمایا کہ میں بیشک اللہ تعالی کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی سنکر گواہ ہو جاؤ کہ میں یقینا بیزار ہوں ان
ماسوی اللہ سے جن کو تم اللہ تعالی کا شریک ٹھیراتے ہو عبادت میں (تو جب میری ان سے عداوت کا اعلان ہو چکا ہے) فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا
تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾ تو تم اور تمہارے معبود ان سب ملکر میرے خلاف برائی کر لو پھر مجھے مہلت بھی نہ دو (میں تم سے اس لیئے نہیں ڈرتا ہوں کہ) اِنِّیْ
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ یقینا میں نے پورا اعتماد کیا ہوا ہے اس اللہ پر جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا (کہ مجھے بچا لیگا تمہارے گزندوں
سے کیونکہ اس میں تمہیں بے بس کر دیگا کیونکہ ہم سب پر اس کا تصرف ہے) آگے اس کی دلیل مذکور ہے مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا
نہیں ہے روئے زمین میں کوئی شیئ چلنے والی مگر وہی ذات ہے سب کی چوٹی پکڑنے والی (تو سب اس کے آگے بے بس ہیں تو تم بھی اس کے آگے بے بس ہو
تو یہ بھی ان کا نیا معجزہ ہو گیا کہ ایک آدمی تن تنہا ان سے بے ڈر ہے صرف اللہ تعالی پر سہارا کیئے ہوئے ہے) اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٥٦﴾ یقینا
رب میرا صراط مستقیم پر ہے (جو صراط مستقیم پر چلے گا اس کو رب تعالی کی مدد حاصل ہوتی ہے تو توکل علی اللہ بھی صراط مستقیم ہے) فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر تم پھرے
رہو گے (راہ حق سے) فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ تو میں تو پہنچا چکا ہوں وہ احکام جن کے پہنچانے کیلئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں (تو
فریضہ ادا ہو گیا ہے آگے تمہارا فریضہ ہے کہ مانو اور اگر نہیں مانو گے تو تمہاری ہلاکت سامنے ہے) وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ اور (تمہاری ہلاکت
کے بعد) آباد کریگا رب میرا دوسرے لوگوں کو وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا اور نہ نقصان دو گے اللہ تعالی کو کچھ کا (بلکہ اپنا نقصان کرو گے) اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى
كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿٥٧﴾ یقینا رب میرا ہر شیئ پر نگہداشت کرنے والا ہے (وہ تمہارے ہر عقیدہ اور ہر کام پر باخبر ہے) وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور
جب کہ آگیا وقت عذاب ہمارے کا (بوجہ ان کے کفر و تکذیب و استہزاء مستمر کے) نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ تو بچا لیا ہم نے ہود علیہ
السلام کو اور ان کو جو ان کے ہمراہ ایمان والے تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اپنی رحمت سے (جو کہ ان کے مؤمن ہونے کی شکل میں تھی جن کی تعداد چار ہزار تھی
بچا لیا طوفان ہولسے یہ دنیا میں بچانا ہوا اور آخرت کا بچانا کر فرمایا) وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿٥٨﴾ اور بچا لیا ان مؤمنین کو ایک بہت سخت
عذاب سے۔ آگے بطور عبرت دلانے کے فرماتے ہیں وَتِلْكَ عَادٌ اور یہ قبیلہ عاد کا جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ کفر جحود کا کیا اپنے رب کے
احکام و دلائل سے (کہ ان کی دل تو مانتی تھی ولیکن زبان سے اقرار نہ کرتے تھے) وَعَصَوْا رُسُلَهٗ عطف علی (جحدوا) اور اس کے رسولوں کا
کہنا نہ مانا (کہ ایک رسول کا کہنا نہ ماننا سب رسل علیہم الصلوات کے کہنے نہ ماننے کو مستلزم ہے کما قال اللہ تعالی (لا نفرق بین احد من رسلہ)
وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عطف علی (عصوا) اور چلتے رہے ہر جبار کے کہنے پر (جبار وہ ہے کہ جس پر اس کو سخت غصہ آئے اس کو قتل کرا دے
اور جو اس کا کہنا نہ مانے اس کو سخت عذاب کرے کذا قال الکلبی) عَنِیْدٍ ﴿٥٩﴾ جو کہ سرکش تھا (یعنی حق کو پہچاننے کے بعد بھی اس کی مخالفت کرتا ہو
کذا قال الجوہری) وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور (تباہی کے بعد) اس دنیا میں لعنت ان کے ساتھ رہی اور دن
قیامت کے بھی لعنت ان کے ساتھ رہے گی اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ متوجہ ہو کر سنو کہ یقینا قبیلہ عاد نے اپنے رب کا کفر کیا (بنا بریں معذب
ہوئے) اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ تو جر سے سن لو کہ قبیلہ عاد کیلئے رحمت الہی سے دوری ہے قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦٠﴾ ع عطف بیان (لعاد) (کیونکہ قوم عاد

ع ٥

Marfat.com

دو قبیلوں میں تھی ایک عاد اولی جس کو ارم بھی کہتے ہیں دوسری عاد ثانیہ جس کو ثمود بھی کہتے ہیں تو (قوم ہود) کے فرمانے سے تعین ہوگیا کہ یہ عاد اولی تھی تو اس میں کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ تم بھی قوم عاد جیسا کفر و تکذیب کر رہے ہو تو شدید عذاب کی انتظار میں رہو قد تمت القصة الثانية

ولهذه القصة ايضا ارتباط قوي بالقصة النبوية على صاحبها الصلوة والسلام وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا عطف على (والى عاد اخاهم هودا) ای (ولقد ارسلنا الی ثمود اخاهم صالحا) اور ہم نے بھیجا قوم ثمود کی طرف ان کے قومی بھائی صالح علیہ السلام کو قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ صالح علیہ السلام نے فرمایا ای میری قوم عبادت کرو صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ نہیں ہے واسطے تمہارے اس کے سواء کوئی معبود برحق ۔ آگے خصوصی انعام کا ذکر ہے ۔ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ اسی ہی نے پیدا کیا ہے تم کو زمین سے (بواسطہ آدم علیہ السلام کے یا اغذیہ کے) وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا اور آباد کیا تمکو زمین میں (یعنی ایجاد اور ابقاء دونوں عطاء فرمائیں تو اس میں سب نعمتوں کا ذکر آگیا یا معنی ہے ابتدأ خلقکم من الارض و عمّرکم ای لمبا کیا ہے تمہاری عمروں کو حتی کہ تین سو سال سے ہزار سال تک بھی ان کی عمریں تھیں و کذالک قوم عاد یا معنی ہے وفقکم علی عمارتھا فَاسْتَغْفِرُوهُ سو معافی مانگو اللہ تعالی سے سابقہ گناہوں سے ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ثم متوجہ رہو اس کی طرف (عبادات سے بقیہ زندگی میں) إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿۶۱﴾ بیشک میرا رب قریب ہے (اس کی طرف جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے عبادات سے) قبول کرنے والا ہے (دعاؤں کو) انہوں نے تردید کہا قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا کہنے لگے اے صالح علیہ السلام آپ سے تو ہم کو امید تھی اس سے پہلے (کہ آپ اپنی استعداد و اخلاق کے وجہ سے فخر قوم و مایۂ ناز بنو گے ہم میں باقی اب جو باتیں آپ نے فرمائی ہیں سب امیدیں ہماری خاک میں مل گئی ہیں) أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا کیا ہم کو منع کرتے ہو ان کی عبادت سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے آباء ۔ اجداد (یعنی ہم غیر اللہ کی عبادت میں تقلید کرتے ہیں آباء و قدماء کی تو یہ بڑی دلیل ہے) وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۶۲﴾ اور بیشک ہم تو شک میں ہیں اس دین سے جس کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہو ایسا شک جو تردد میں ڈال رکھا ہے (کسی طرف دل ٹکتا ہے نہ آپ کے دین کے حق ہونے کی طرف اور نہ ناحق ہونے کی طرف تو معلوم ہوا کہ دین حق کے بارے میں تردد میں تھے بنا بریں صالح علیہ السلام نے بھی کلمہ (ان) کا فرمایا جو تردیدی ہے کہ (ان کنت علی بینة من ربي) پھر انہوں نے جامع جواب الجواب دیا) قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي فرمایا کہ قوم میری خبر دو مجھ کو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک دلیل بین پر ہوں (جیسا کہ تمہارا بھی تردد ہے اس دین کے حق ہونے میں اور فی الواقع یہ حقیقت ہے ۔ بسا اوقات خصم کے ساتھ علی سبیل التنزل ایسا خطاب کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے مخاصمین سے خطاب فرمایا کہ (فلما رأى الشمس بازغة قال هذا ربي هذا اكبر فلما افلت قال يا قوم اني بريء مما تشركون) وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت یعنی نبوت عطاء فرمائی ہو فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ سو اگر میں اللہ تعالی کا حکم تبلیغ والا نہ مانوں تو کون مجھے بچائے گا اللہ تعالی کے عذاب سے (تو تم مجھے (قد کنت فینا مرجوا) والا کلمہ کہکر فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿۶۳﴾ سو تم تو کچھ نہیں بڑھاتے ہو میرا سوا نقصان کے (چونکہ ان کی قوم نے ایک پتھر معین سے اونٹنی گابھن نکالنے کا بطور ان کے معجزہ کے مطالبہ کیا تھا) تو فرمایا

Marfat.com

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً اور اے قوم میری یہ اونٹنی ہے اللہ تعالیٰ کی جو تمہارے لئے بطور معجزہ میرے کے ہے (آیۃ) حال من (ناقۃ

اللہ) فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرا کرے اللہ تعالیٰ کی زمین میں (یہ بحیثیت ناقۃ اللہ ہونے کے اس کے اعزاز

میں یہ حکم ہے) وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور مت ہاتھ لگانا اس کو ادنیٰ سا تکلیف سے فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝٦٤ پھر آپکڑیگا تم کو عذاب

جلدی میں فَعَقَرُوْهَا سو (باوجود اس واضح معجزہ کے) انہوں نے اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ لے (پھر جب بھاگنے سے رک گئی تو اس کو ذبح کر لیا)

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تو صالح علیہ السلام نے ان کو فرمایا فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝٦٥

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا (اور پھر صالح علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ کل کے دن میں تمہارے منہ پیلے ہو جائیں گے اور وہ بدھ کا دن تھا اور پرسوں

یعنی خمیس کو تمہارے منہ سرخ ہو جائیں گے اور ترسوں یعنی جمعہ کے دن تمہارے منہ سیاہ ہو جائیں گے) فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا سو (تین دن گذر

جانے کے بعد) جب آگیا وقت نزول عذاب ہمارے کا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ تو بچالیا ہم نے صالح علیہ السلام کو اور ان کے ہمراہ جو مؤمنین

کی جماعت تھی بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ساتھ عنایت ورحمت اپنی کے وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ یعنی اسی دن کی بڑی رسوائی سے (بچالیا) اِنَّ رَبَّكَ

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝٦٦ بے شک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے (کہ کافروں کو سزا دی اور مؤمنین کو بچالیا) وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

الصَّيْحَةُ اور پکڑ لیا ان ظالموں کو آواز (جبرئیل امین کے جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور یہ صیحۃ چوتھے دن تھا یعنی سنیچر کے دن تھا۔ سورت اعراف میں

ہے (فاخذتهم الرجفة) پھر آپکڑا ان کو زلزلہ نے تطبیق یوں ہے کہ دونوں عذابوں سے ہلاک ہوئے پھر ان میں سے ایک پہلے تھا دوسرا اس کے بعد متصل ۔

قصہ صالح علیہ السلام میں (واخذ) صیغہ مذکر کا ہے اور قصہ شعیب علیہ السلام میں (واخذت) صیغہ مؤنث کا ہے حالانکہ دونوں صیغوں کا فاعل (الصیحۃ)

ہے چونکہ (الصیحۃ) تانیث معنوی ہے بنا بریں فعل کے مذکر یا مؤنث لانے کا اختیار قرآن مجید کے آیات سے مفہوم ہے وغیرہ وغیرہ فَاَصْبَحُوْا

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝٦٧ سو ہو گئے (اس صیحۃ و رجفۃ سے) اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا گویا کہ کبھی

ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ خوب سن لو کہ ثمود منکر ہوئے اپنے رب کے اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝٦٨ ع خوب

سن لو کہ پھٹکار ہے ثمود کو قد تمت القصة الثالثة من قصص هذه السورة ولها ايضا ارتباط قوى بالوقائع النبوية على صاحبها الصلوة والسلام

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى اور یقینا آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل انسانی) ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت

(ان کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی لیکر (اور وہ تین تھے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل علیہم السلام کذا قال ابن عباس ۔ نحویوں نے کہا ہے کہ

قد امر متوقع پر آتا ہے چونکہ یہاں پر سلسلہ قصص انبیاء علیہم السلام کا چل رہا ہے تو سامعین کو متوقع ہوئی کہ آگے بھی کسی نبی اللہ کا قصہ مذکور

ہوگا تو (قد کو لایا گیا) چونکہ بعض قوم ابراہیم علیہ السلام کی ہلاکت کا بیان ہے جو لوط علیہ السلام کی قوم تھی تو اسلوب بیان بدل گیا پھر آگے اسلوب

وہی اختیار کیا گیا کہ فرمایا (والی مدین اخاهم شعیبا) قَالُوْا سَلٰمًا تو انہوں نے کہا نسلّم علیك (سلامًا) قَالَ سَلٰمٌ جوابا فرمایا

علیکم (سلامٌ) فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝٦٩ پھر نہ دیر کی کہ لایا ایک بچھڑا (موٹا) تلا ہوا (قتادہ نے کہا ہے کہ اکثر مال ابراہیم

علیہ السلام کا بقر کا یعنی گائے ۔ بیل کا تھا اور یہاں سے آداب ضیافت کے معلوم ہوگئے کہ اولاً ضیف کا اکرام بالانزال ہو ثانیاً بالطعام ہو) فَلَمَّا
رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ طعام کو نہیں پہنچ رہے (کیونکہ وہ فرشتے تھے اور انہوں نے سمجھا کہ
ان کے مخالف ہیں) نَكِرَهُمْ تو ان سے متوحش ہوئے (بتقاضائے بشریت) وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً اور محسوس کیا ان سے کچھ خطرہ
کو (یعنی کہ یہ مخالف معلوم ہوتے ہیں تب کھانا نہیں کھا رہے) اور سورت حجر میں ہے (انا منکم وجلون) تو انہوں نے جواب میں کہا کما قال اللہ تعالیٰ
قَالُوْا لَا تَخَفْ وہ بولے (ہم سے دشمن ہونے کا) خوف نہ کرو اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ہم لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں
وَامْرَاَتُهٗ اور بیوی ان کی (سارہ بنت ھاران بن ناحور وھی بنت عمہ) قَآئِمَةٌ کھڑی تھی (ان مہمانوں کی خدمت کیلئے جس کے بطن سے
کوئی بچہ نہ تھا اور بڑی خواہش منددی بچہ کی تھی اور اس سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہو چکی تھی بطن بی بی ھاجرہ سے اور قتادہ نے کہا کہ اس
وقت ان کی شریعت میں حجاب شخصی واجب نہ تھا خصوصاً بوڑھیوں پر اور بی بی سارہ بہت بوڑھی تھی) فَضَحِكَتْ سو (اولاد کی خبر سنکر) ہنس پڑی
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ پھر ہم نے (فرشتوں کے ذریعے) خوشخبری دی ان کو اسحاق علیہ السلام کی (ان کے بطن سے پیدا ہونے کی) وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ
يَعْقُوْبَ ۞ اور بعد اسحاق علیہ السلام کے ان کے لڑکے یعقوب علیہ السلام کی قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا
کہنے لگی ہائے خرابی (یعنی ہائے تعجب کی بات ہے) کہ میں اب بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے (کہ وہ خود ننانوے سال
کی تھیں اور اس وقت ابراہیم علیہ السلام ایک سو بیس سال کے تھے) اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۞ یقیناً یہ ایک تعجب ناک بات ہے قَالُوْۤا
اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ کہنے لگے وہ فرشتے کیا آپ تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے کاموں پر (باوجود خاندان نبوت کے ہو کر کہ تمہارا کئی بار مشاہدہ
ہو چکے ہیں) رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ رحمتیں اللہ تعالیٰ کی اور برکات اس کی تم پر (نازل ہوتی رہتی ہیں) اے اس خاندان
کے لوگوں پر اِنَّهٗ حَمِيْدٌ یقیناً وہ ایسے کام کرنے والا ہے جس پر حمد واجب ہو جاتی ہے مَّجِيْدٌ ۞ بہت احسان کرنے والا ہے فَلَمَّا ذَهَبَ
عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ پھر جب چلا گیا ابراہیم علیہ السلام سے خطرہ (کہ یہ ہمارے دشمن ہیں) وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى اور آگئی تھی ان کے پاس
خوشخبری (اولاد کے پیدا ہونے کی) يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۞ تو جدال کرنے لگے ہم سے لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بارے میں
(کہ قال ان فیہا لوطا) یعنی قوم لوط علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ سے سفارش کرنے لگے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے بعد میں مسلمان ہو جائیں اِنَّ
اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ یقیناً ابراہیم علیہ السلام حلیم الطبع تھے اَوَّاهٌ رحیم المزاج تھے مُّنِيْبٌ ۞ رقیق الطبع تھے يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا
(ہم نے کہا) اے ابراہیم علیہ السلام اس بات کو جانے دو (کیونکہ ایمان نہیں لائیں گے) اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ یقیناً آچکا ہے وقت عذاب رب
تیرے کا (ان پر) وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۞ اور یقیناً ان پر عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں ہے

قد تمت قصة ابراهيم عليه السلام مع اضيافه الملائكة ومجادلته على وجه الانابة اى الشفاعة وفيها اشارات غامضة مرتبة
بقصة النبى صلى الله عليه وسلم مع قومه الكفار كما قال الله تعالى (فلعلك باخع نفسك على آثارهم الآية) وَلَمَّا جَآءَتْ

Marfat.com

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا اور جب وہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو بہت مغموم ہوئے اور بسبب ان کے بہت تنگدل ہوئے (کیونکہ وہ فرشتے بہت حسین نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے تو لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا اور قوم کی خراب عادت لواطت والی ان کو معلوم تھی تو مہمانوں کی بے عزتی کا خطرہ لاحق ہو گیا اور خود تن تنہا تھے) وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ اور فرمایا کہ آج کا دن بہت بڑا سخت ہے (لوط علیہ السلام کی قوم نے جب یہ خبر سنی) وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ اور آئی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم (جب کہ وہ اپنے مہمانوں کے پاس تھے) درانحالیکہ جلدی میں آئی ان کے پاس (کہ ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ جلدی سے لوط علیہ السلام کے گھر پہنچو) وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اور پہلے سے تھے کہ کرتے تھے بُرے کام یعنی لواطت کے (تو روکنے کیلئے ان کو فرمایا یہ میری بیٹیاں ہیں میں ان کو تمہارے بڑوں کے نکاح میں دیتا ہوں تاکہ تم مجھے ان سرداروں کا سسرال سمجھ کر میرے مہمانوں کی بے حرمتی سے رُک جاؤ) قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ فرمایا اے میری قوم یہ لڑکیاں ہیں میری (تو میں ان کو تمہارے بڑوں کے نکاح میں دیتا ہوں) هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ یہ پاک ہیں تمہارے (بڑوں) کیلئے (بعد ان کی تزویج کے فان تزویج المسلمات من الکفار کان جائزا فی شریعته (تفسیر ابی السعود) فَاتَّقُوا اللّٰهَ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اور میرے مہمانوں میں میری فضیحت نہ کرو اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ کیا نہیں ہے تم میں ایک مرد بھی جس کی نیک چلن ہو تو وہ تم کو روکے قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وہ بولے آپ تو جانتے ہو کہ ہم کو آپکی بیٹیوں میں کچھ غرض نہیں ہے یا معنی ہے کہ کچھ جواز نکاح کی گنجائش نہیں ہے (کیونکہ ان کے دو سرداروں نے لوط علیہ السلام سے ان لڑکیوں کے نکاح کے بارے میں کہا تھا تو لوط علیہ السلام نے ان کی بوجہ بدچلن کے انکار کر دیا تھا اور ان کا رواج تھا کہ جہاں پر اس قسم کا انکار ہو جاتے تو ہمیشہ کیلئے ان سے نکاح کا جواز ختم ہو جاتا تھا) وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ اور آپ تو جانتے ہیں جو ہمارا مطلوب ہے (یعنی ان مہمانوں سے بدفعلی) تو نہایت تنگ دل ہو کر قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً فرمایا کاش کہ تمہارے مقابلہ میں مجھ کو زور (بازو) ہوتا اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ یا پکڑتا کوئی مضبوط پناہ (کہ میں اپنے قبیلہ میں ہوتا تو وہ بوجہ قومیت کے میرا تعاون کرتے) جب لوط علیہ السلام کا فرشتوں نے بے کسی کی حالت کو دیکھا قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ تو فرشتوں نے کہا اے لوط علیہ السلام ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں (آپ بالکل فکر چھوڑ دیے) آپ تک ان کی رسائی ہرگز نہ ہو گی (جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ایک پر ان پر مارا تو سب اندھے ہو گئے اور واپس چلے گئے کما قال اللہ تعالیٰ (ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینھم) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جاؤ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اور تم سے کوئی پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھے اِلَّا امْرَاَتَكَ مگر آپ کی بیوی (بوجہ کفر کے نہ جاویگی) اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ یقیناً اسپر وہی مصیبت آویگی جو اوروں پر آویگی اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ بے شک ان کے عذاب کا وقت موعود وقت صبح کا ہے (تو اس پر انہوں نے فرمایا اس سے بھی جلدی ہو تو جواباً فرشتوں نے کہا) اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ کیا صبح کا وقت قریب نہیں ہے (یعنی قریب ہے) فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا سو جس وقت آگیا وقت عذاب ہمارے کا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا کر دیا ہم نے ان قریوں کا اوپر والا حصہ نیچے (اور نیچے والا حصہ اوپر

کر دیا جو کہ پانچ یا چار مدائن تھے جن کو مؤتفکات کہا جاتا ہے روی ان جبرئیل علیہ السلام جعل جناحه فی اسفلها ثم رفعها الی السماء حتی سمع اهل السماء نباح الکلاب وصیاح الدیکة ثم قلبها وفی روایة فرفعها من تخوم الارض الخ واتبعهم الله تعالی بالحجارة) وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ اور برسائے ہم نے ان بستیوں کے اہالی پر پتھر سنگ گِل کما قال الله تعالی (لنرسل علیهم حجارة من طین) مَّنۡضُوۡدٍ ۙ‏ ۸۲ جو لگاتار یکے بعد دیگرے گر رہے تھے مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ‌ جن پر آپ کے رب کی طرف سے خاص نشان بھی لگے ہوئے تھے (جس سے اور پتھروں سے وہ ممتاز تھے اور جن پر گرے ان کے نام ان پر مکتوب بھی تھے) و ذکر هنا نوعین من العذاب الائتفاك والامطار وذکر فی سورة الحجر ثلثة اصناف من العذاب قال الله تعالی (فاخذتهم الصیحة مشرقین فجعلنا عالیها سافلها وامطرنا علیهم حجارة من سجیل) فکان الابتداء للعذاب حین اصبحوا ای صیحة جبرئیل کما قال الله تعالی (ان موعدهم الصبح) وتمامه حین اشرقوا کما قال الله تعالی (مشرقین) والفاء فی (فجعلنا) تدل علی تقدم الصیحة علی قلب الارض وامطار الحجارة ولعل الترتیب الذکری یدل علی ترتیب الزمانی کما جاء فی روایة فرفعها من تخوم الارض الخ واتبعهم الله تعالی بالحجارة کما فی سورة الذاریات (لنرسل علیهم) ای بعد قلب قراهم عالیها سافلها (روح) وجاء فی سورة القمر (انا ارسلنا علیهم حاصبا) ای تحصبهم ای ترمیهم بالحصباء (یعنی آندھی پتھر والی) ولعل هذا یکون من النوع الاٰخر من العذاب فیکون اربعة اصناف من العذاب الاول هذا الحاصب والثانی الصیحة والثالث تقلیب الارض والرابع الامطار) وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ ۸۳ ع اور نہیں یہ بستیاں مهلکہ ان ظالمین مکہ سے کچھ دور (کہ شام والے راستہ پر ان کے آثار موجود ہیں یا معنی ہے ما الحجارة من ظالمی قومك یا محمد صلی الله علیه وسلم ببعید

قد تمت القصة الخامسة مع ذکر الافعال الخبیثة ونتائجها لیعتبر اولوا الاحلام والنهی وَاِلٰى مَدۡيَنَ ای وارسلنا الی اولاد مدین بن ابراهیم علیه السلام او المعنی ای وارسلنا الی اهل مدین ای المدینة التی بناها مدین فسمیت به اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا‌ ؕ وهو ابن میکیل بن یشجر بن مدین وکان یقال له خطیب الانبیاء علیهم السلام لحسن مراجعة قومه اور مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے قومی بھائی شعیب علیہ السلام کو قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ فرمایا اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالی کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود برحق سواء اللہ تعالی کے (من اله) محلا مرفوع مبتداء (غیره) اس کی صفت ہے (مالکم) خبر مقدم ہے ان میں ایک شرک اور بت پرستی تھی دوسری وصف ذمیمہ بخس کی تھی تو فرمایا) وَلَا تَـنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ‌ اور نہ کم کر کے دو مکیلی اشیاء اور موزونی اشیاء کو (یعنی نہ کمی کرو ناپ اور تول میں کیونکہ ان کیلئے دینے کے آلے مقدار کے اور تھے اور لینے کے اور تھے) اِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ بِخَيۡرٍ بے شک میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال (تو کمی کی کیا ضرورت ہے علاوہ ازاں یہ ناشکری بھی ہے آسودگی کی) وَّاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ مُّحِيۡطٍ‏ ۸۴ اور میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب ایک گھیر لینے والے دن سے وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ‌ اور اے میری قوم ناپ اور تول پوری پوری طرح کیا کرو (اراد بالامر بعد النهی اصلاح ما افسدوه) وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ اور نہ کمی کر کے دو لوگوں کو ان کے تمامی اشیاء (خواہ جس قبیلہ سے ہوں۔ تعداد کے قبیلہ سے یا ذراع کے قبیلہ سے ہوں یا تخمینہ کے قبیلہ سے ہوں) وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ‏ ۸۵ (والعثی) فی الارض

Marfat.com

السرقة وقطع الطریق والغارة اور نہ ڈاکے زنیاں کرو ملک میں درانحالیکہ امن امان کو درہم برہم کرنے والے ہوں بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا جو (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لیئے بہتر ہے اگر ہو تم ماننے والے (میری بات کو) وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۸۶ اور نہیں ہوں میں تم پر پہرہ دینے والا (اگر تم نہ مانو تو) قَالُوْا يٰشُعَيْبُ کہنے لگے وہ لوگ شعیب علیہ السلام کے (یہ مواعظ سنکر) اے شعیب علیہ السلام اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ کیا نماز آپ کی امر کرتی ہے آپ کو (کہ آپ ہم سے یہ کہیں) کہ ہم چھوڑ دیں (عبادت ان کی) جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے آباؤ اجداد (وکان علیہ السلام کثیر الصلوۃ وکانوا اذا رأوہ یصلی یتغامزون ویتضاحکون) اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا معطوف علی لفظ (ما) یا چھوڑ دیں اپنے اموال میں وہ تصرف جو کرنا چاہتے ہیں ہم اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝۸۷ واقعی آپ تو بڑے باوقار ہیں نیک چلن والے ہیں (یہ لفظ انہوں نے تمسخراً کہا مراد ان کی برعکس معنی ہے جیسے قول خزنہ جہنم کا ذق انک انت العزیز الکریم) قَالَ يٰقَوْمِ فرمایا اے میری قوم اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ خبر دو مجھکو اگر مجھ کو سمجھ آ گئی ہو میرے رب کی طرف سے (کہ توحید اور عدل برحق ہے جیسا کہ وحی کے ذریعہ توحید اور عدل سمجھ میں آ گئے ہیں) وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے اچھی روزی دی ہو (یعنی رزق حلال کا وافر یا معنی ہے) کہ دی ہو اس نے مجھ کو اپنی طرف سے نبوت (تو پھر بھی تم کو ضلالت سے نہ روکوں) وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف وہ کام کروں جن سے تم کو روکتا ہوں (مطلب یہ ہے کہ میری تم سے خیر خواہی ہے کہ میں بھی وہی باتیں تم کو بتلاتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں) اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ نہیں ارادہ کرتا ہوں مگر تمہاری اصلاح کا جتنے قدر طاقت رکھتا ہوں وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ اور نہیں ہے توفیق میری (اوپر عمل اور اصلاح کے مگر ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ خالص اللہ تعالیٰ پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں (اپنے تمام امور میں) وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ اور اے میری قوم میرے ساتھ تمہاری ضد اور عداوت باعث نہ ہو جائے کہ پہنچے تم کو وہ مصیبت جو مصیبتیں پہنچی تھیں قوم نوح علیہ السلام کی کو (من الغرق) یا قوم ہود علیہ السلام کی کو (من الریح) یا قوم صالح علیہ السلام کی کو (من الصیحۃ والرجفۃ) وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ اور نہیں ہے قوم لوط علیہ السلام کی تم سے دور (باعتبار زمانہ کے یا باعتبار مکان کے (یہ مضمون ترہیبی ہے آگے ترغیبی ہے وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اور معافی مانگو اپنے رب سے (سابقہ شرک و گناہوں سے) پھر رجوع کرو (اپنے رب کی عبادت کی طرف) اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰ بیشک رب میرا بڑا مہربان ہے بڑی محبت کرنے والا ہے (آگے قوم کا جواب مذکور ہے) قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ (والفقہ معرفۃ غرض المتکلم من کلامہ) کہا قوم نے اے شعیب علیہ السلام بہت سی باتیں آپ کی ہم کو سمجھ میں نہیں آتیں (یہ بات انہوں نے تحقیراً کہی یا اس بنا پر کہی کہ توجہ سے نہ سنتے تھے) وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا اور ہم سمجھتے ہیں آپ کو کمزور (اپنے مجمع میں) وَلَوْلَا رَهْطُكَ اور اگر نہ ہوتا تمہارا خاندان (ہمارے مذہب میں جن کی وجہ سے ہم تم کو کچھ نہیں کہتے) لَرَجَمْنٰكَ تو ہم تم کو سنگسار کرتے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱

Marfat.com

اور نہیں ہیں آپ ہماری نظروں میں باعزت (قوم نے شعیب علیہ السلام کو پہلے تمسخر کے طور پر تبلیغ سے روکا کہ کہا (اصلوٰتک تامرک الخ) اب دھمکی
دیکر روکا) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فرمایا کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے (کہ خاندان
کا پاس ہے) وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اور ڈالدیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کو پیٹھ پیچھے بھلا کر (یعنی پس پشت ڈالدیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ
کو کر ۔۔۔ اس کا پاس نہ کیا سو اس کے خمیازہ عنقریب بھگتو گے کیونکہ) اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۹۲ یقینا میرا رب تمہارے تمامی اعمال
کو احاطہ کئے ہوئے ہے (پھر بھی اگر تم کو عذاب کا ڈر نہیں ہے تو) وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اور اے قوم میری تم اپنی حالت پر عمل کرتے
رہو اِنِّيْ عَامِلٌ یقینا میں بھی عمل کر رہا ہوں (اپنی حالت پر) سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ سو جلدی میں جان لوگے
کہ کون شخص ہے وہ جس پر ایسا عذاب آجائے گا کہ اس کو رسوا کریگا وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا ہے وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ
رَقِيْبٌ ۹۳ اور انتظار کرو (اس بات کی جو میں نے کہی ہے) میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور جب آپہنچا ہمارا حکم (عذاب
کیلئے) نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا تو خاص اپنی رحمت سے بچالیا ہم نے شعیب علیہ السلام کو اور جو ان کے ہمراہی
تھے اہل ایمان سے وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ اور پکڑا ظالموں کو ایک سخت آواز نے فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۹۴
سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ
ثَمُوْدُ ۹۵ ع خوب سن لو مدین والوں کو رحمت سے دوری ہوئی جیسے ثمود رحمت سے دور ہو گئے تھے (روی الکلبی عن ابن عباس رض ان صیحة
ثمود کانت من تحتهم وصیحة مدین کانت من فوقهم تمت القصة السادسة من هذه السورة تحذیرا لهذه الامة من الکفر
والتطفیف وغیر ذلك الشاملة علی الفرائد والفوائد۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اور ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ آیات
اپنے کے (جو کہ نو تھے وهی العصاء والید البیضاء والطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ونقص من الثمرات وفلق البحر) وَ
سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۹۶ اور ساتھ غلبہ باہرہ کے بھیجا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ طرف فرعون کے اور اس کے ارکان دولت کے فَاتَّبَعُوْٓا
اَمْرَ فِرْعَوْنَ پھر ارکان دولت وغیرہ چلتے رہے رأی فرعون پر وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۹۷ اور نہ تھا رأی فرعون کا کچھ بھی صحیح
(بلکہ سراسر غلط ہی غلط تھا) يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے وہ فرعون اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا فَاَوْرَدَهُمُ
النَّارَ پھر داخل کر دیگا ان سب کو نار میں وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۹۸ اور بری ہے جگہ اترنے کی جس میں فرعون داخل کیا جائے گا (مع
اپنی قوم کے) یعنی النار (یہ تو قیامت میں ان کے حال کا بیان ہے آگے ان کے حال دنیا و آخروی کا بیان ہے باعتبار لعنت کے) وَاُتْبِعُوْا
فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور پیچھے کئے گئے وہی فرعونی لوگ (بعد غرق ہونے کے) اس دنیا میں لعنت کو اور دن قیامت
بھی (لعنت کو بعد دخول فی النار کے) بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۹۹ بری ہے زیادتی جو کہ فرعون زائد دیا گیا (بعد غرق ہونے کے) یعنی
قد تمت القصة السابعة الموسوية علی صاحبها الصلوة والسلام باعتبار نتائج الکفر والتکذیب والاسـ

Marfat.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى یہ قصص سبعہ مذکورہ کی کچھ خبریں ہیں ان اہل قریٰ اور شہریوں کی نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ (خبر بعد خبر) جن کو ہم نے آپ کو
بتلایا ہے مِنْهَا قَآئِمٌ بعض ان قریٰ کی ابتک قائم ہیں (جیسے شہر مصر کہ ابتک قائم ہے) وَّحَصِيْدٌ ۝ ۱۰۰ اور بعض ان قریٰ کی جڑ کٹ
گئی ہے (جیسے اصحاب الحجر وغیرہا والے) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ولیکن انہوں
نے خود اپنے اوپر زیادتی کی تھی (کہ ایسے قصور کئے جن کی سزاء مستوجب بنے) آگے ان کے آلہ کی بے بسی کا ذکر فرماتے ہیں) فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ
اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ سو جبکہ آپ کے رب کا حکم عذاب کا ان پر آپہنچا تو کچھ
بھی فائدہ نہ دیا ان کے وہ معبود جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ ۱۰۱ اور نہ زائد کیا ان معبودوں نے
اپنے عابدین کو سواء ہلاک کرنے کے (کہ یہ ان کی ہلاکت بوجہ عبادت ان معبودوں کے تھی) وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى
وَهِيَ ظَالِمَةٌ اور ایسی ہی ہے پکڑ رب تیرے کی جبکہ وہ پکڑتا ہے شہریوں کو حالانکہ وہ شہری زیادتیاں کرنے والے ہوتے ہیں اِنَّ اَخْذَهٗٓ
اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ ۱۰۲ بے شک اسکی پکڑ دردناک ہے شدت کی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ
الْاٰخِرَةِ ان واقعات میں بڑی عبرت ہے اس شخص کیلئے جو ڈرتا ہے عذاب آخرت سے (یعنی فائدہ اسکو ہوگا جس کی دل میں خوف آخرت کا ہے)
ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وہ (آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا جسمیں جمع کئے جائیں گے سب لوگ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ ۱۰۳ اور وہ
دن ہے سب کی حاضری کا وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝ ۱۰۴ اور نہیں مؤخر کیا اس دن کو ہم نے مگر بوجہ تھوڑی مدت کے (جو
باقی رہ گئی ہے) يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے فَمِنْهُمْ
شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ ۱۰۵ پھر لوگوں میں بعض بدبخت ہوں گے (یعنی کافر) اور بعض نیک بخت ہوں گے (یعنی مؤمن) فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي
النَّارِ (والفاء) للتفصيل سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ نار میں ہوں گے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ ۱۰۶ کہ ان کیلئے اس نار میں چیخنا ہوگا
اور دھاڑیں مارنا ہوگا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ درآنحالیکہ ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہونگے دوزخ میں جب تک
کہ رہیں گے آسمان اور زمین (یہ محاورہ ہے ابدیت سے اور اگر تعلیق مراد ہے تو آسمان اور زمین سے آسمان اور زمین آخرت کی مراد ہے
کقولہ تعالیٰ (یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات) وکقولہ تعالیٰ (واورثنا الارض نتبوء من الجنة حیث نشاء) اِلَّا مَا شَآءَ
رَبُّكَ مگر جتنے قدر کہ چاہے گا رب آپ کا (کہ فیصلہ دخول فی النار کے بعد کتنے وقت کیلئے جہنم سے باہر رہیں تو یہ استثناء مقدم سے ہے
وبقیة البحث فانظر فی التفسیر البدیع) اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ ۱۰۷ یقیناً آپکا رب جو ارادہ کرتا ہے وہ کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ
سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اور جو لوگ کہ نیک بخت ہیں سو
وہ جنت میں ہوں گے ہمیشہ کیلئے جب تک کہ آسمان اور زمین رہیں گے (یہ بھی محاورہ ابدیت سے ہے) مگر جتنے قدر کہ چاہیگا رب آپ کا
(کہ فیصلہ دخول فی الجنت کے بعد کتنے وقت کیلئے جنت سے باہر رہیں یہ استثناء مقدم سے ہے) عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ ۱۰۸ (ای یعطون عطاء)

Marfat.com

یہ عطیہ غیر منقطع ہوگا فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ سو جس چیز کی
یہ عبادت کرتے ہیں نہ ہو تا کچھ شک میں کہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں غیر اللہ کی جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے
وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ اور ہم یقیناً ان کو بھی پورا پورا حصہ (عذاب کا) پہنچا دیں گے (یوم القیامۃ) بلا کم ع ۱۴ ۹
و کاست کے **نجم الآیۃ** التحذیر فی ضمن التذکیر بایام اللہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور ہم نے دی تھی موسیٰ علیہ
السلام کو کتاب یعنی تورات فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ سو اختلاف کیا گیا اس میں (جیسا کہ اختلاف کیا جا رہا ہے قرآن میں) وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ
رَّبِّكَ اور اگر نہ ہوتا ایک کلمہ جو کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں ہوگا) لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ تو قطعی فیصلہ (دنیا میں)
ہو چکا ہوتا (یعنی وہ عذاب موعود دنیا میں واقع ہو جاتا) وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ اور بیشک یہ لوگ البتہ فی اشتباہ کے قرآن
مجید میں ہیں جو ان کو مطمئن نہیں ہونے دیتا وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۚ اور یقیناً یہ سب کے سب (جب مبعوث ہوں گے
تو ضرور آپ کا رب ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء دیگا اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ یقیناً رب آپ کا انکو ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے
نجم الآیۃ الوعد والوعید ۔ آگے ذکر فرماتے ہیں کہ تمامی اوامر کے امتثال اور نواہی کے اجتناب پر استقامت سے ایسے پکے رہیں جیسے
کہ منشاء الٰہی ہے فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ (راہ دین پر) ایسے مستحکم رہیئے جیسا کہ آپ مامور ہیں اور لوگ بھی
اسی طرح محکم رہیں (دین اسلام پر) جنہوں نے کفر سے توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہیں وَلَا تَطْغَوْا ۚ اور (راہ دین سے) باہر نہ نکلو اِنَّهٗ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ یقیناً وہ ذات دیکھنے والی ہے یعنی خوب جاننے والے ہیں تمہارے تمامی عملوں کو **نجم الآیۃ** الامر الشدید
علی الاستقامۃ للمؤمنین المخلصین ۔ پہلے فرمایا کہ دین کے حدود سے باہر نہ نکلو آگے فرماتے ہیں کہ طاغین اور ظالمین کے کاموں کو پسند
بھی مت کرو کہ المرأ مع من احب وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور نہ جھکا کرو ظالموں کی طرف (کہ ان کے اعمال کو پسند کرو)
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ پھر تم کو لگیگی آگ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ اور (پھر) نہ ہوگا تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد کرنے
والا (کہ آگ سے تم کو بچالے) ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ پھر تمہاری مدد کسی طرف سے بھی نہ ہوگی **نجم الآیۃ** بیان امر الاستقامۃ
والنھی عن الرکون الی الظلمۃ ۔ پہلے فرمایا (واستقم کما امرت) مأمورات میں جو عماد الدین ہے آگے سے اس کا امر ہے وَاَقِمِ
الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ اور آپ پابندی رکھیئے نماز کی دونوں طرف دن کے (ای غدوۃ وعشیۃ) وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ اور کچھ حصوں
رات میں (والمراد من غدوۃ صلوۃ الصبح ومن عشیۃ صلوۃ الظھر والعصر لان مابعد الزوال عشی والمراد من الزلف صلوۃ المغرب
والعشاء) اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ بیشک نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو (وفی الحدیث ان الصلوۃ الی الصلوۃ کفارۃ لما
بینھما) ذٰلِكَ یہ بات (کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں) ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کیلئے
نجم الآیۃ بیان فضیلۃ الصلوات الخمس وَاصْبِرْ اور صبر کیجئے (جو منکرین کی طرف سے ایذا رسانیاں ہوتی ہیں) فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

Marfat.com

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۱۵ یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا (یعنی جو عبادات کرتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والے ہیں تو
صبر مطلقاً یا صبر علی الصلوۃ بھی اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وامر اهلك بالصلوة واصطبر عليها)
نجم الآیۃ بیان فضیلت الصبر پہلے امم سابقہ کی ہلاکت کے واقعات کا ذکر تھا آگے بعض اس کے اسباب کا بیان ہے
نہی عن المنکر کلیۃ ترک ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد نہی عن المنکر کے ترک ہونے پر سب پر عذاب نازل ہوا مگر تھوڑے ان سے جو بوجہ نہی عن المنکر
کے بچ گئے کما قال اللہ تعالیٰ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ سو کیوں نہ ہوئے پہلے امم سے سمجھدار لوگ کہ روکتے فساد (شرک وکفر) کے پھیلانے سے زمین میں بجز چندان آدمیوں کے
جن کو ان میں سے ہم نے بچا لیا تھا (عذاب سے) وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش
وعشرت رہے تھے وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۱۱۶ اور ہوگئے تھے عادی مجرم (یعنی ظالم لوگ عیش وعشرت سے رہتے تھے اور ترک نہی عن المنکر سے
غیر مفسد بھی فسادی بن گئے تو سب پر عذاب نازل ہوا مگر ناہی عن المنکر والے لوگ بچ گئے جو کہ بالکل تھوڑے تھے) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۱۱۷ اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں ہے کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی حالانکہ وہاں کے لوگ نیک ہوں
نجم الآیۃ التعدید الشدید علی ترك النهی عن المنکر وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً
اور اگر چاہتا آپ کا رب تو کر دیتا لوگوں کو ایک راستہ برحق پر (ولیکن ایسا نہیں چاہا بنا بریں سب کے سب متفق علی الحق نہ ہوئے) وَلَا يَزَالُوْنَ
مُخْتَلِفِيْنَ ۱۱۸ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ اور ہمیشہ رہتے ہیں لوگ اختلافات مذہبی میں (بنا بریں اللہ تعالیٰ نے مختلفین کے بارے
میں نہیں چاہا کہ ان کو راہ حق پر رکھیں) مگر جن پر تیرے رب نے رحمت کی (تو وہ اختلافات سے بچے رہے اور ان کو راہ حق پر رکھا)
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (قال ابن عباس) اور رحمت کیلئے پیدا کیا ہے لوگوں کو (مگر جو رحمت کے دائرہ میں داخل نہ ہونا چاہے جیسے کافر
تو ان کے حق میں راستہ حق کا چاہا بھی نہیں ہے) وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ لَاَمْلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۱۱۹ میں بھر دوں گا جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے یعنی دونوں کو بوجہ کفر کے
اور رحمت کے دائرہ میں داخل نہ ہونے کے) آگے خلاصہ مذکور ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ اور انبیاء
علیہم السلام کے قصوں سے یہ مذکورہ قصے مکمل بیان کئے ہیں ہم نے آپ پر مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ جن کے ذریعہ سے آپ کے دل کو تسلی
اور تقویت دیتے ہیں (کہ آپ ادائے رسالت پر مذبذب باشوق ہو جائیں گے کہ ایسے اذیتیں امم سے ملتی رہتی ہیں (جیسا کہ ابتداء سورۃ میں
فرمایا (فلعلك تارك بعض مایوحی الیك وضائق به صدرك ۱۲) وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ اور آیا ہے آپ کے
پاس اس سورت میں یا ان قصوں میں مضامین جو کہ بالکل عین حقیقت ہیں وَمَوْعِظَةٌ اور برے باتوں سے روکنے کیلئے زجر ہیں (جن کا
فائدہ مؤمنین کو پہنچے گا) وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۲۰ اور (یہ مضامین) یاددہانی ہیں مؤمنین کیلئے وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ

Marfat.com

لَا يُؤْمِنُوْنَ اور فرما دیجئے جو نہیں مانتے حق کو اِعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کہ عمل کرتے رہو اپنی حالت پر جس پر تم متمکن ہو
اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝ ۱۲۱ ہم بھی عمل کرتے والے ہیں اپنی حالت پر جس پر ہم متمکن ہیں (یعنی ہر ایک فریقین سے اپنے منہج
پر عمل کرے تو یہ امران کیلئے تہدید ہے) وَانْتَظِرُوْا اور تم منتظر رہو (ہمارے بارے میں دوائر اور حوادثات کا) اِنَّا
مُنْتَظِرُوْنَ ۝ ۱۲۲ ہم منتظر رہیں گے (تمہارے بارے میں عذاب مثل امم سابقہ کے کا) نجم الآیة
بيان حكم القصص والتهديد لمن لم يتعظ بها وَلِلّٰهِ غَيْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خالص اللہ تعالیٰ کیلئے علم ہے پوشیدہ اشیاء کا جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں (تو تمہارے
اور ہمارے پوشیدہ عقائد کا علم بھی اللہ تعالیٰ کو ہے) وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ اور تمام امور کے (فیصلے
اس کی طرف رجوع ہوں گے (تو مجھے تو امر ہے کہ) فَاعْبُدْهُ سو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
اور خالص اس پر بھروسہ رکھے رہو (جتنی بھی اذیتیں آپ کو ان سے پہنچائی جائیں) وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۲۳
اور آپ کا رب بے خبر نہیں ہے ان سے جو تم عمل کر رہے ہو (پھر اس کے مطابق ثواب اور عقاب ہوگا۔

نجم الآيته

ماهي ظاهرة من الجمل الخمسة اى العلم المحيط
لله تعالى بالكائنات كلها والقدرة النافذة لله تعالى على
الكائنات كلها والعبادات لله تعالى خاصة والتوكل على
الله تعالى خاصة فى الامور كلها والتنبيه على مجازاة الاعمال كلها ؛
وقال كعب الاحباران فاتحة التوراة فاتحة الانعام وخاتمتها
خاتمة هود ؛ اللهم زحزحنا عن النار وادخلنا الجنة
الفردوس الاعلى بغير حساب وصل اللهم على نبيه
محمد وآله اجمعين وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم
من قرء سورة هود اعطى من الاجر عشر حسنات بعدد من
صدق كل واحد من الانبياء عليهم الصلوات
والتسليمات المعدودين فيها وبعدد من كذبهم وكان يوم
القيامة من السعداء بفضل الله تعالى

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة يوسف مكية

الاثلث آيات من اولها عند ابن عباس **وايٰها** مأة واحدى عشرة آية **وكلماتها** الف وسبعمأة وست وسبعون **و**
حروفها سبعة آلاف ومأة وست وتسعون ـ وهى **نزلت** بعد سورة هود **وارتباط** هذه السورة بالسورة السابقه ظاهر
باعتبار القصص فى تلك السورة وفى هذه السورة كما قال الله تعالى فى سورة هود (وكلا نقص عليك من انباء الرسل) وفى هذه السورة
قال الله تعالى (نحن نقص عليك احسن القصص) اور اس سورت کو احسن القصص فرمایا گیا ہے کیونکہ اس کے اندر یوسف علیہ السلام کا اپنے
بھائیوں سے عفو اور درگذر کا بیان ہے باوجود قدرت علی الانتقام کے اور اس کے اندر سیر ملوک اور ممالیک کا بیان ہے اور سیر علماء کا بیان
ہے اور مکر النساء کا بیان ہے اور یہ کہ صبر چابی ہے حل مشکلات کی اور اس میں بیان ہے سیاست ملکی وحسن المعاشرۃ مع الرعایا اور تدبیر المعاش
لاهل المملکت اور اشارات ہیں فتوحات اسلامیہ کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حتی کہ فتح مکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا
(انا فتحنا لك فتحا مبينا) ہم نے آپ کیلئے فتح مکہ کا فیصلہ کر دیا ہے مزید براں یہ قصہ عجائب وعبر وحکم ونکت و فوائد و فرائد غیر متناہیہ
پر مشتمل ہے **شان نزول** کے لحاظ سے اسی سورت کا نزول ہوا جبکہ یہود نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ نبی اللہ برحق ہیں تو بتلائیں کہ آل
یعقوب علیہ السلام کی منتقلی ملک شام سے مصر کی طرف کیوں ہوئی تو اسی قصہ کے وہ تمامی واقعات بذریعہ وحی نازل ہوئے جو توراۃ
میں مذکور تھے بلکہ مزید بتلا دیا گیا تھا جو تورات میں مذکور نہ تھے اور مقصود تاریخی قصص سے تجربات انسانی زندگی سے تربیت انسانی ہوتی
ہے نہ محض قصے تو قرآنی قصے ایک خاص زندگی انسانی کی تربیت کے حامل ہیں کہ اچھے اثر انداز ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم ، الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۱ یہ آیات عظیمۃ الشان آیات ہیں واضح کتاب کے (جس کا نام قرآن مجید
ہے) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲ ہم نے اتارا ہے اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو (اس لئے کہ اول مخاطب
عربی تھے پھر عربیوں کے واسطہ سے دوسری لغت والے سمجھیں گے) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک عمدہ قصہ بذریعہ اس قرآن کے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے (تو اولا صداقت قرآن
کا ذکر ہوا تاکہ اس عمدہ قصہ کی قطعیت ثابت ہو جائے) وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۳ اور یقینا آپ بے خبر تھے اس

Marfat.com

بیان سے پہلے (آگے خلاصہ قصہ کا ذکر ہے) اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ یاد کرو اسوقت کو جبکہ کہا تھا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد (ماجد کو) يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ اے باپ میرا میں نے دیکھا ہے (خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو دیکھا ہے میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے (واخوج الحاکم فی المستدرك نزلن من السماء و سجدن له وقال ابن عباس الکواکب اخوته والشمس امه والقمر ابوه وقال قتادة الشمس خالته لان امّه کانت قدماتت وکانت خالته تحت ابیه (فعلم منه ان هذه الاشخاص کانت فی الارض بمنزلتهن) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت کل روئے زمین پر تیرہ سلطنتیں تھیں ایک بمنزلہ شمس کے اور دوسری بمنزلہ قمر کے اور گیارہ بمنزلے کواکب کے جو کل ان کی یوسف علیہ السلام کے دور حکومت میں اصل معیشت میں جو کہ اناج ہے ان کی محتاج ہوں گی حتی کہ ان کے گھرانے والے بھی ان کے محتاج ہوں گے چونکہ اس رؤیا کیساتھ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا بھی تعلق تھا تو یعقوب علیہ السلام نے مصلحت کے خلاف سمجھا اظہار رؤیا کا تو فرمایا قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فرمایا اے بیٹا میرا نہ بیان کرنا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا سو تدبیر کریں گے تیرے خلاف سخت تدبیر إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (کہ وہ بھائی جو تیرے علاتی بھائی ہیں ان کے دلوں میں کئی قسم کے وسوسے ڈالیگا مثلاً یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اباجان یوسف علیہ السلام کو گھر کا سربراہ بنادیں گے حالانکہ حق دار تم میں سے ایک ہے الخ) وَكَذَٰلِكَ اور (جس طرح اللہ تعالی آپ کو یہ عزت دیگا کہ یہ سب آپ کے مطیع ہوں گے) اسی طرح يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ منتخب کریگا آپ کا رب تم کو (دوسری عزت نبوت کیلئے بھی کیونکہ اتنی اطاعت جس کی شکل خوابی سجدہ ہے وہ نبی کیلئے ہو سکتی ہے) وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ اور تعلیم دیگا (آپ کا رب) آپ کو تعبیر خوابات کا (کیونکہ اتنا عظیم الشان خواب اس کو آتا ہے جس کو تعبیرات خواب کا علم ہو وقال الزجاج المراد بیان مطالب احادیث الانبیاء علیهم الصلوات والتسلیمات وبیان مطالب الکتب المنزّلة فعلم منه ان بیان مطالب الاحادیث النبویة علی صاحبها الصلوة والسلام من العلوم الاجلة) وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ اور کامل کریگا انعام اپنے کو (بمع اور نعمتوں کے) اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوب علیہ السلام کے (جو کہ انبیاء علیہم السلام ہوں گے تیری پشت سے اور آپ کے بھائیوں کے پشتوں سے جو کہ بمنزلے ستاروں کے ہیں بوجہ اس کے کہ ان کے اصلاب میں اب انبیاء علیہم السلام ہیں) كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ جیسا کہ کامل کیا تھا انعامات کو اوپر دادا۔ پردادا تیرے کے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے پہلے سے (یعنی جیسے اللہ تعالی ان بڑے دو حضرات کو نبوت سے نوازا تھا ویسے نوازیگا نبوت سے تم کو اور گھرانے یعقوب علیہ السلام کے بعض افراد کو کہ نبوت ان کے گھرانے میں بند رہے گی بغیر گیارہ یا بارہ انبیاء علیہم السلام کے) إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ یقیناً رب تیرا بڑا علم والا ہے بڑی حکمت والا ہے (یعنی ایسا علیم ہے کہ ہر ذی علم پر فائق ہے پھر جس آدمی کو جتنے قدر کا علم عطا کرتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے) لَّقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ۝ ع ۱۱
(آگے امر متوقع کا بیان ہے) البتہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی (علاتی) (و بھائی حقیقی) کے قصہ میں (اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی

Marfat.com

نبوت پر) دلائل موجود ہیں ان لوگوں کیلئے جو پوچھتے ہیں (آپ سے ان قصہ کے بارے میں کہ جب مکہ مکرمہ میں اس قصہ کی کسی کو خبر نہیں ہے تو جیسے یہ قصہ تورات اور انجیل میں موجود ہے ان سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ قرآن میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ آپ نبی اللہ برحق ہیں نیز قدرت پر بھی دال ہے کہ بھائیوں نے گھر سے بے گھر کر کے کنوئیں کی سخت جیل میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت کیلئے باعزت طریقہ پر عزیز مصر کی بیوی کو خدمت گذار بنا دیا پھر دوسرا مرحلہ امتحان کا مکر النساء کا پیش آیا تو پاکدامنی کا کیسا ثبوت دیا حتی کہ پاکدامنی کے بقاء کی بناء پر جیل کو مقدم رکھا پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت باہرہ کہ ایک قیدی بے بس کو عزیز مصر بنا دیا الخ) یعقوب علیہ السلام کے بارہ لڑکے تھے دس لڑکے حضرت لیّا بنت لیّان کے بطن سے تھے ان کی وفات کے بعد یعقوب علیہ السلام نے لیّا کی بہن راحیل سے نکاح کر لیا ان کے بطن سے دو حضرات کی پیدائش ہوئی یوسف علیہ السلام کی اور بنیامین کی راحیل علیہا السلام کا انتقال یوسف علیہ السلام کے ایام طفولیت میں بنیامین کی ولادت کے وقت ہو گیا تھا چونکہ یوسف علیہ السلام کا حسن نبوّتی تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت نبوی ان سے بہت زیادہ تھی تو باقی دس بھائی شاید ضناً باللہ و برسولہ ای یعقوب علیہ السلام کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے فراق کے تجاویز بنانے لگے تاکہ (یخل لکم وجہ ابیکم) حاصل ہو جائے تو بسا اوقات فناء فی المحبوب کی وجہ سے ایسے کام محبین سے ہو جاتے ہیں جس سے بجائے توجہ محبوب کے ایذاء محبوب ہو جاتا ہے شاید یہ اس قبیل سے ہو والعلم عند اللہ) إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا یاد کرو جب کہ کہا تھا (دس بھائیوں علاتی نے) کہ البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی (عینی بنیامین) زیادہ پیارے ہیں ہمارے اباجان کو ہم سے (وافعل من کذا لایفرق فیہ بین الواحد وما فوقہ ولا بین المذکر و المؤنث) وَنَحْنُ عُصْبَةٌ حالانکہ ہم ایک بڑی قوت جماعت ہیں (عن ابن عباس ان العصبة ما بین العشرة الى الاربعين) إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ یقیناً ہمارا باپ (یوسف علیہ السلام کے ساتھ) کھلی شدید محبت میں ہے (اس معنی کے شواہد کما قال اللہ تعالیٰ (تاللہ انک لفی ضلالک القدیم) اخرج ابن جریر عن مجاهد ان الضلال هنا بمعنی الحب ای انک لفی حبک القدیم وفی الکبیر عن قتادة ای حبک القدیم وقال قتادة وسفیان لفی محبتك القدیم (قرطبی) تو باپ کے یوسف علیہ السلام کی طرف سے توجہات کو ہٹانے کیلئے دو صورتوں سے کوئی صورت اختیار کرنی چاہیئے) اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا یا قتل کر ڈالو یوسف علیہ السلام کو یا اس کو ڈال آؤ کسی سرزمین میں (جو بہت دور دراز ہو) يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ (بالجزم جواب الامر) کہ خالص ہو جائیں گے توجہات تمہارے باپ کے تمہاری طرف (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فناء فی الاب و فی الرسول تھے لیکن طریقہ توجہ کے مبذول کرنے کا غلط تھا بلکہ برعکس تھا کہ دل آزاری کا سبب بن گئے توجب بقاء بالشیخ کا مقام حاصل ہوتا ہے تو توجہات کے مبذول کرنیکا ایسے طرق سے اجتناب ہوتا ہے جیسا کہ مقام صدیق اکبر کا تھا والی هذا اشار القرآن (فقد صغت قلوبکما) وَتَكُونُوا بالجزم عطف علی (یخل) مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝ اور ہو سکتے ہو تم بعد فراغت اس کام کے قوم نیک (بوجہ توبہ کرنے کے) قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ انہیں میں سے کہا ایک کہنے والا کہ مت قتل کرو یوسف علیہ السلام کو (کہ یہ بڑا جرم ہے وکان اسمہ یھوذا)

Marfat.com

وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ اور ڈال دو ان کو کسی اندھیرے کنویں میں یا گمنام کنویں میں (قیل وکان البئر علی ثلثة فراسخ من بیت یعقوب
علیہ السلام نیز اس کنویں کا پانی اتنا نہ ہو جس میں ڈوبنے کا خطرہ ہو ورنہ وہ بھی قتل کی ایک صورت ہے) یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ تاکہ
کوئی راہ چلتا مسافر نکال لے جائے اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۞ اگر تم کو یہ کام کرنا ہی ہے (تو اس پر اتفاق رائے ہو گیا) قَالُوْا یٰۤاَبَانَا
مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى یُوْسُفَ (تو سب نے ملکر اپنے اباجان سے ان لفظوں میں اجازت مانگی) کہنے لگے اے اباجان کس وجہ سے ہمیں
یوسف علیہ السلام پر اعتباری نہیں سمجھتے ہو (کہ کبھی بھی ہمارے ساتھ گھر سے باہر ان کو جانے نہیں دیتے ہو) وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۞
حالانکہ ہم ان کے حق میں خیر خواہ ہیں اور بڑے مشفق ہیں (وقال مقاتل فی الکلام تقدیم وذلك انهم قالوا له) اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا کل کے
دن ان کو ہمارے ساتھ (جنگل کی طرف) بھیجئے یَّرْتَعْ کہ کھل کر جنگلی میوہ جات کھائیں وَیَلْعَبْ اور جنگلی محاورات میں تجربے کار ہو جائیں وَ
اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۞ ۱۲ اور ہم ان کی پوری طرح نگرانی کریں گے (جنگلی درندوں سے) پھر یعقوب علیہ السلام نے دو وجہ بیان فرمائے
ایک کا انہوں نے جواب نہ دیا جو ان کے بس میں نہ تھا جو فراق پر حزن ہے دوسرے کا انہوں نے جواب دیا جو کہ غلط بیانی سے کام لیا قَالَ اِنِّیْ
لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ فرمایا (یعقوب علیہ السلام نے) کہ مجھے یہ بات موجب میں ڈالتی ہے کہ لے جاؤ یوسف علیہ السلام کو (میری
نظروں سے ہٹا کر کیونکہ یہ حقیقتاً میرے محو نظر ہیں وهذا کما قال الله تعالی لنبیه صلی الله علیه وسلم (ولا تعد عیناك عنهم) وَاَخَافُ
اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۞ ۱۳ اور (فرمایا) کہ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کھا جائے ان کو بھیڑیا در انحالیکہ ہوں تم اس سے (بوجہ
مشاغل رتع کے اور لعب کے) بے توجہ (وقیل رأی فی المنام انه قد اشتد علیه ذئب) قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۞ ۱۴ تو (جواب میں) انہوں نے کہا کہ اگر کھا گیا یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا حالانکہ ہم دس افراد ہیں (ان کے محافظ) تو ہوں
ہم سب نقصان اٹھانے والے (کہ گویا کہ ہم سب کو بھیڑیا کھا گیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم دس سے ایک بھیڑیا غالب آجائے **خلاصہ** یہ کہ
حضرت یعقوب علیہ السلام نے رخصت مرحمت فرمادی تاکہ وہ بدگمانی پر عدم رخصت نہ دینے کو محمول نہ کریں) فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ پھر جب وہ یعقوب
علیہ السلام سے رخصت لیکر ان کو لے گئے (جنگل کی طرف) وَاَجْمَعُوْۤا ای عزموا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ اور عزم بالجزم
یعنی پختہ ارادہ کر لیا کہ ان کو ڈالدیں اندھیرے کنویں میں (پھر اس تجویز کو عملی جامہ بھی پہنایا کہ گمنام کنویں میں ڈال دیا) وَاَوْحَیْنَاۤ
اِلَیْهِ والواو زائدة لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا تو وحی بھیجی ہم نے یوسف علیہ السلام کی طرف (کہ غمگین نہ ہونا ہم تم کو تمام مصائب
سے نکالکر ایک عظیم مرتبت پر پہنچائیں گے پھر اس وقت) آپ ان کو خبر دیں گے ان کے اس واقعہ کی وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۞ ۱۵ اور یہ لوگ
تم کو اس وقت نہیں پہچانیں گے (بوجہ بعد رتبت تیرے کے اور بعد زمانے کے (وهذا کما قال الله تعالی (هل علمتم ما فعلتم
بیوسف) پھر یہ وحی لغوی بمعنی الہام کے ہے یا وحی اصطلاحی ہے کما قال البعض بالاول والبعض بالثانی) وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً
یَّبْكُوْنَ ۞ ۱۶ اور وہ دس بھائی اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے وقت عشاء کے ای بین المغرب والعشاء (باپ نے سبب رونے کا پوچھا تو جواب

میں کہا) قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ انہوں نے کہا کہ اے ابا ہمارا ہم سب لگ گئے آپس میں دوڑ لگانے کو یعنی دوڑ میں آگے نکلنے
کو برائے مشقیں جہاد کے جو کہ مدلول ہے (ویلعب) کا وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا اور چھوڑا ہم نے یوسف علیہ السلام کو اپنے اسباب کے
پاس (جہاں پر کوئی خطرہ نہ تھا) فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ پھر کھا گیا ہے ان کو بھیڑیا وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۱۷
اور نہیں ہیں آپ ماننے والے ہماری اس بات کو اگر چہ ہیں ہم سچ کہنے والے (ثم خر یعقوب علیہ السلام مغشیا علیہ فلم یفق الی السحر
وذلك انهم لما سمعوا اباهم يقول (اخاف ان ياكله الذئب) (وكلمة (لو) فى امثال هذه المواقع لبيان تحقيق ما يفيده الكلام
السابق من الحكم الموجب او المنفى على كل حال مفروض من الاحوال المقارنة له على الاجمال الخ) وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ
كَذِبٍ اور لائے وہ دس بھائی (علاتی) ان کے قمیص پر جھوٹ کا خون لگا کر (کہ کسی جانور کا خون ان کی قمیص پر ڈال کر کہا کہ یہ خون بھی ان کی قمیص کو
لگا ہوا ہے حالانکہ قمیص تو کسی جگہ سے پھٹی ہوئی نہ تھی تو خود قمیص جھوٹ کی سند بن گئی تو فرمایا) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فرمایا
(بات ایسی نہیں ہے جیسے تم کہتے ہو) بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک بات بنادی ہے (جو کہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے) فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ سو وہ صبر جس
میں خلق کے سامنے شکوی بھی نہ ہو (وہ بہتر ہے میرے لئے) وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۱۸ اور اللہ تعالی مددگار کافی ہیں ان باتوں
میں جو بیان کرتے ہو (پھر یوسف علیہ السلام تین دن کنویں میں رہے پہلے کنویں کا پانی کڑوا تھا پھر میٹھا ہو گیا ادھر سے ایک قافلہ مدین سے مصر
کی طرف جارہا تھا جن کا گذر اس کنواں کے قریب سے ہوا) وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ آیا قافلہ جانے والا (طرف مصر کے) فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ
پھر قافلہ والوں نے ایک اپنا آدمی پانی لانے والا بھیجا فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ سو اس آدمی نے اپنا ڈول ڈالا (پانی نکالنے کیلئے تو یوسف علیہ السلام نے اس
ڈول کو پکڑ لیا تو جب یوسف علیہ السلام باہر تشریف لائے تو ادھر سے کنواں رونے لگا اور ادھر سے پانی لانے والا نے کہا) قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ
کہا وارد نے کیا خوشی کی بات ہے کہ یہ ہے ایک لڑکا (یعنی بڑا اچھا لڑکا نکل آیا ہے) وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً اور قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو مال
تجارت کا بنا کر چھپا لیا (وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی یوسف شطر الحسن رواہ احمد وقال البغوی قال انه ورث ذلك الجمال من جدته
سارة وكانت اعطيت سدس الحسن) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۱۹ اور اللہ تعالی خوب جاننے والے تھے ان کی تمام کاروائیوں کو (ادھر
سے ان کے بھائی ان کی خبر گیری میں رہتے تھے کہ قدرے کھانا بھی پہنچاتے تھے اور اس خواہش میں رہتے تھے کہ ان کو کوئی قافلہ والا باہر کسی اور ملک
میں لے جائے اور باپ کو بھی خبر نہ لگے ادھر سے اللہ تعالی نے یوسف علیہ السلام پر مہر صبر جمیل کی لگا کر اس تمام اثنا میں خاموشی میں رہے اور
اپنا راز فاش نہ فرمایا **خلاصہ** یہ ہے کہ بھائیوں نے جب کنویں میں یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھا اور قریب میں قافلہ والوں کے پاس
دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ ہمارا غلام ہے ہم سے بھاگ آیا ہے اب ہم اس کو واپس لے جائیں گے اگر تم نے خریدنا ہے تو ہم ان کو بیچ دیتے ہیں) وَشَرَوْهُ
بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ اور بھائیوں نے بیچ دیا یوسف علیہ السلام کو (قافلہ والوں کے ہاں) عوض ناقص ثمن پر دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (بدل من
الثمن) یعنی گنتی کی چونیاں کے بدلے بیچ دیا (وقال ابن عباس كان عشرين فاقتسموا درهمين درهمين) وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۲۰ ع

Marfat.com

اور تھے وہ بھائی علاتی اپنے بھائی علاتی سے بے زار (بنابریں اتنے سستے دام بیچدیا بلکہ ان کا مقصد بیچنے سے یہاں سے ٹالنا تھا پھر قافلہ جب
مصر پہنچا تو یوسف علیہ السلام کی خریداری کا سلسلہ شروع ہوا تو بیع من یزید کی بنا پر ثمن میں ترافع بڑھتا گیا حتی کہ یوسف علیہ السلام کا اصلی وزن
تو چار سو رطل تھا اس کے کئی گنا مشک اور عنبر اور ریشم اور چاندی اور سونا اور موتی و جواہرات طے ہوا وقال ابن عباس اشتراہ قطفیر وزیر ملك
مصر وملك مصر هو الريان بن الوليد وهو فرعون يوسف عليه السلام وكان فرعون موسى عليه السلام من اولاد فرعون يوسف عليه
السلام وكان هذا العزيز الذى اشترى يوسف عليه السلام على خزائن الملك) وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ
اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ اور کہا اس شخص نے جس نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں خریدا اپنی بیوی سے کہ یوسف علیہ السلام کے ٹھہرانے کا اچھا
انتظام کرو (اس کی بیوی کا نام راعیل تھا اور اس کا لقب زلیخا تھا اور اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر ستارہ سال کی تھی پھر جب وزیر
خزانہ بنے یا وزیر اعظم بنے تو ان کی عمر مبارک تیس سال کی تھی اور جب اللہ تعالی نے ان کو علم اور حکمت عطا فرمائی تو ان کی عمر مبارک
تینتیس سال کی تھی اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر مبارک ایک سو بیس سال کی تھی کذا قال البعض) عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ
شاید (بڑا ہو کر) ہمارے کام آوے اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا بنالیں ہم اس کو بیٹا (کیونکہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی) وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا
لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ اور (جیسے ہم نے عزیز مصر کے گھر میں ان کو باوقار جگہ دی) ویسے ہم نے سرزمین مصر میں یوسف علیہ السلام کو
قوت دی (کہ ملک میں با اختیار وزیر بن گئے گویا کہ عزیز مصر کے گھر میں باقدر بنانا یہ تمہید تھی ملک میں با اثر وزیر بنانے کی) وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اور (یوسف علیہ السلام کو اس لئے مصر کی حکومت دی تاکہ حکومت کے ذریعہ عدل وانصاف اور امن وامان قائم کریں) اور
سکھا دیں ہم ان کو باتوں کا ٹھکانے لگانا (کہ اسی طرح اپنے احکامات عدلیہ کو جاری کریں) یا معنی ہے تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر بتلا دیں (کہ
خوابات میں جو ان کو ہدایات اللہ تعالی کی طرف سے ملیں ان کی تعبیر سے پوری طرح واقف ہوں تاکہ اس کی جو صحیح تعبیر ہو اس کے مطابق حکومت
چلائیں) وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ اور اللہ تعالی زور آور رہتا ہے اپنے کام میں (تو ان کی ظاہری غلامی سے غلط فہمی میں کوئی مبتلا نہ ہو جائے
کہ کیسے ان کو تمکین فی الارض ہوگی) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اللہ تعالی کے دقائق فعل کو کہ خود ہی
غلامی ذریعہ بنے گی ان کے ملکی خزائن پر قابض ہونیکا) وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اور جب وہ پہنچ گئے کمال شباب اپنے کو (جس کا اطلاق تیس سال
کی عمر سے لے کر چالیس سال کی عمر تک ہے) اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا دی ہم نے ان کو حکومت لوگوں پر یا دی ہم نے ان کو نبوت وَّعِلْمًا اور تفقہ فی الدین
وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیک لوگوں کو (مراد اس سے اولاً ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ یہ
اشارہ فتوحات ملکی کی طرف ہے) پھر آگے ان کے محسن ہونے کا بیان ہے اور ان مقدمات کا ذکر ہے جن کے ذریعے تمکین مملکت کا مقام حاصل
ہوا وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا اور (یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر میں شاہانہ انداز میں جب رہنے لگے تو اسی دوران ایک سخت امتحان یہ
پیش آیا کہ اس کی بیوی یوسف علیہ السلام پر بے حد مفتون ہو کر حیاء والے پردہ کو پھاڑ ڈالا کما قال اللہ تعالی) کہ جس عورت کے گھر میں یوسف

Marfat.com

علیہ السلام رہتے تھے (جو کہ عزیز مصر کی بیوی تھی) نہایت نرمی کے ساتھ پھسلانے لگی ان سے اپنا جی تھامنے کی نیت سے کہ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ اور گھر
کے تمام دروازے (شدت) کے ساتھ بند کر دیئے (جو کہ کہا گیا ہے کہ سات گھر تھے اور ہر ایک کا ایک دروازہ تھا جو کہ یکے بعد دیگرے ایک دوسرے
کے ارد گرد محیط تھے) وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور کہنے لگی کہ تم ہی سے کہتی ہوں آجاؤ (هَيْتَ) اسم فعل بمعنی اَسْرِعْ و (لكَ) للتبيين
ای لك اقول هذا كما فی هلم لك) قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ کہا یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالی بچائے (اس بات سے جس کی طرف تم مجھے بلاتی ہو) اِنَّهٗ
رَبِّيْٓ تحقیق شان یہ ہے کہ وہ (یعنی شوہر تیرا) میرا سید ہے اَحْسَنَ مَثْوَايَ کہ مجھ کو اچھی طرح سے رکھا ہے (اپنے گھر میں تو کیسے میں اس کی
عزت کی خیانت کر سکتا ہوں کیونکہ یہ طبعا اور عقلا قبیح ہے) یا معنی ہے کہ وہ اللہ تعالی حقیقی رب ہے میرا (اور اس نے اچھا کیا ہے میرے رہنے کو) (تو کیسے میں
فعل ممنوع کا ارتکاب کر سکتا ہوں) **خلاصہ** یہ ہے کہ ایسا فعل شرعا و عقلا و طبعا قبیح و ممنوع ہے تو مجھ سے توقع ختم کرو) اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ۲۳ یقینا کامیاب نہیں ہوتے ایسے بے انصاف (حق فراموش کہ اپنے سید اور مولی حقیقی کے حقوق کی رعایت نہ کریں تو رب کا اطلاق سید
پر صرف شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ممنوع نہ انبیاء سابقین کے شرائع میں) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ اور البتہ اس عورت نے عزم بالجزم
کر لیا تھا یوسف علیہ السلام سے (اپنا جی تھامنے کیلئے) وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اور یوسف علیہ السلام بھی ہجس کے درجہ تک
اس کی طرف مائل ہو جاتے اگر نہ دیکھے ہوتے دلائل قطعی رب اپنے کے (اور یہ حرمت زنا کے یعنی اگر نبوت کے مقام کے نہ ہوتے بلکہ صرف ولایت
کے مقام کے ہوتے تو پھر ہجس کے درجہ تک مائل ہو جاتے جو کہ وسوسہ کا پہلا درجہ درجہ ہجس کا ہے پھر درجہ خطر کا ہے پھر حدیث النفس کا ہے پھر
ہمّ کا ہے پھر عزم بالجزم کا ہے پہلے چار درجات میں اگر خیال گناہ کا ہو تو گناہ نہیں ہے البتہ پانچویں درجہ کا خیال گناہ کا ہو تو گناہ ہے تو جیسے ہمّ کا
معنی چوتھے درجہ کے خیال کا نام ہے ویسے پانچویں درجہ کے خیال کا نام بھی ہمّ ہے) كَذٰلِكَ اسی طرح کا ان کو علم برہانی دیا (جو کہ تمام انبیاء علیہم
السلام کے علوم۔ علوم برہانی ہوتے ہیں جو کہ قطعیت کے آخری درجات کا نام ہے) لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ تاکہ دور رکھیں ہم یوسف
علیہ السلام سے صغائر کو اور کبائر کو (کہ خلوت اجنبیہ سے بھی نہ ہو چہ جائیکہ زنا کا صدور ہو اللہ تعالی کے نبی اللہ سے العیاذ باللہ) اِنَّهٗ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۲۴ یقینا وہ تھے ہمارے برگزیدہ بندوں سے (یعنی نبی اللہ تھے) آگے بیان ہے ان کی عصمت فعلی کا کہ وَاسْتَبَقَا
الْبَابَ اور یوسف علیہ السلام (اس فعل سے بچنے کیلئے) آگے آگے دوڑے دروازہ کی طرف (تاکہ کمرہ سے نکل جاؤں) اور امراۃ العزیز ان کے پیچھے
دوڑی دروازہ کی طرف (کہ ان کو دروازہ سے نکلنے سے پہلے پیچھے سے پکڑ کر اپنی حاجت پوری کر الوں) وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ اور
کھینچا ان کی قمیص کو (لمبائی میں) پیچھے سے (تو قمیص پیچھے سے اوپر سے لاکر نیچے تک پھٹ گیا اس کو قد کہتے ہیں) وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ
اور پایا دونوں نے عورت کے شوہر کو (جو کہ خاوند اپنی بیوی کا سید ہوتا ہے حکما اور یوسف علیہ السلام کا سید نہ تھا نہ حقیقتا نہ حکما بلکہ صرف
ظاہرا کیونکہ اصل میں یوسف علیہ السلام حر تھے) (روی کعب الاحبار انه لما هرب یوسف علیه السلام جعل فراش القفل يتناثر و يسقط
حتی خرج من الباب) قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۲۵ تو بول پڑی امراۃ العزیز

Marfat.com

نہیں ہے سزاء اس آدمی کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا (یعنی معانقہ وغیرہا کا) بجز اس کے کہ قید کیا جائے (مدت العمر) یا سزاء دردناک (یہ تو اس نے اپنی صفائی میں جھوٹ بولا آگے بیان ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنی صحیح طور پر صفائی پیش کی تاکہ ان کی براءت ہو جائے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اتقوا مواضع التهمت) اور ان کی صفائی پر ایک معجزانہ دلیل قائم ہو گئی تاکہ جو حق ہے اس میں کسی کو شک اور شبہ کی گنجائش نہ رہے) قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي فرمایا یوسف علیہ السلام نے اس نے پھسلایا ہے مجھ کو رفق کے ساتھ مجھ سے اپنے مطلب براری کیلئے (المراودة) المطالبة برفق ولين والمفاعلة للمبالغة لا المشاركة الاعجاز من حيث ان احد الجزئين فيه كان وهو جمال يوسف عليه السلام)

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا اور عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی (جو کہ شیر خوار بچہ عورت کے ماموں کا لڑکا تھا) إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۲۶ اگر ہے کرتہ یوسف علیہ السلام کا پھٹا ہوا آگے سے تو عورت سچی ہے (اپنی براءت میں کما ہو ظاہر) اور یوسف علیہ السلام نے سچ نہیں بولا (اپنی براءت میں) وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۲۷ اور اگر ہے کرتہ یوسف علیہ السلام کا پھٹا ہوا پیچھے سے تو عورت نے جھوٹ بولا ہے (اپنی براءت میں اور یوسف علیہ السلام نے سچ بولا ہے (اپنی براءت میں) فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ سو جب دیکھا عزیز مصر نے کہ کرتہ یوسف علیہ السلام کا پھٹا ہوا ہے پیچھے سے قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ تو بولا کہ بیشک یہ ایک چالاکی ہے تم عورتوں کی (کہ قصور تیرا ہے اور جب اس پر اطلاع ہوئی تو فوراً پاکدامن کو پھسلانے سے گریز نہ کیا تو ایسے قسم کی چالاکیاں تم سب ناپاکدامن عورتوں کی عادت ہے) إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۲۸ یقیناً تمہاری ایسے قسم کی چالاکیاں بڑی ہوتی ہیں (کہ اگر یہ ان کا معجزہ ظاہر نہ ہوتا تو کون یوسف علیہ السلام کی براءت کو مانتا) پھر کہا اس شاہد نے یا اس کے خاوند نے يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا اے یوسف علیہ السلام جانے دو اس بات (کے ذکر) کو وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ اور (اے امرأة العزیز) تم اپنے قصور کی معافی مانگ (یوسف علیہ السلام سے یا اپنے خاوند سے یا اللہ تعالی سے) إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۲۹ ع یقیناً تو ہی قصوروار ہے (ان کے پھسلانے میں اور یہ بری الذمہ ہیں (**خلاصہ** یہ ہے کہ مؤمن ہر صورت میں عفیف اور پاکدامن رہے جہاں پر عیب جوئی ہو تو پردہ پوشی ضروری ہے اور ایسا قسم کا امتحان بھی شدید ہے وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ اور کہا چند عورتوں نے جو شہری تھیں (قیل وکن خمسا ۱ ایک عورت بادشاہ کے ساقی کی تھی ۲ اور عورت روٹیاں پکانے والے کی تھی ۳ اور عورت صاحب الدواب کی تھی ۴ اور عورت صاحب السجن کی تھی ۵ اور عورت دربانی کی تھی جن کے شوہر بڑے عہدوں پر فائز تھے کذا قال مقاتل - قال الواحدی تقدیم الفعل یدعو الی اسقاط علامة التانیث علی قیاس اسقاط علامة التثنية والجمع) امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ کہ عورت عزیز (مصر) کی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اپنے مطلب براری کیلئے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا فریفتہ ہو گیا ہے اس کا دل اس کی محبت میں إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۳۰ ہم دیکھتی ہیں اس کو صریح غلطی میں (کہ یہ عقل کے بھی خلاف ہے کہ غلام پر سیدہ عاشق ہو اس میں ان کی بڑی بدنامی ہے) فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ پھر جب سنا اس عورت نے خفیہ باتیں ان عورتوں کی اس سے

Marfat.com

خلاف اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ بلوابھیجا ان کو (کسی کے ذریعہ کہ تمہاری دعوت ہے) وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً اور تیار کیا ان کیلئے مسند تکیہ والی (کہ تکیہ
لگاکر بیٹھیں پھر مختلف کھانے کی چیزیں حاضر کیں جن میں میوہ جات بھی تھے جو چاقو سے کاٹ کر کھائے جا سکتے تھے) وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا
اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری (جو میوہ جات کو کاٹ کر کھالیں پھر جب وہ میوہ جات کے کاٹنے میں مشغول تھیں تو یوسف علیہ السلام کو
کہا کما قال اللہ تعالیٰ) وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ اور بولی کہ آپ نکل آؤ ان پر (شاید ان کی خدمت کے قبیلہ سے حضرت نے کوئی چیز دینی ہو والعلم عند اللہ)
فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ سو جب دیکھا ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو تو بڑا سمجھا ان کو (یعنی حیران اور ششدرہ رہ گئیں ان کے حسن پر) وَقَطَّعْنَ
اَيْدِيَهُنَّ اور کاٹ لئے اپنے ہاتھ (یعنی اتنی مدہوش ہوگئیں کہ بجائے پھل کاٹنے کے اپنے ہاتھوں کو سخت زخمی کرلیا) وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور لگیں کہنے
لگیں حاش للہ یعنی بولیں پناہ بہ اللہ کہ مَا هٰذَا بَشَرًا نہیں ہیں یہ شخص آدمی اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝٣١ یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ (یہ انہوں
نے باعتبار محاورہ کے کہا کہ اتنا حسن ایک فرشتہ میں تو ہوسکتا ہے) قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ بولی عزیز کی بیوی یہ شخص وہی ہے
کہ طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے بارے میں (کہ تم نے کہا تھا (انا لنرٰاھا فی ضلال مبین) وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ اور یقینا
میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی کوشش کی تھی سو یہ معصوم رہا (کہ میرے طرف جس تک کا خیال بھی نہ آیا تو سبحان اللہ کہ اس نے یوسف
علیہ السلام کی براءت کیسے بیان کردی تو گویا کہ اس مجلس کا یہ فائدہ بہت ہوا اور آگے کیلئے شدید دھمکی دے دی کہ) وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ
اور بے شک اگر نہ کریگا وہ کام جس کا میں ان کو کہتی ہوں لَيُسْجَنَنَّ تو ضرور جیل خانہ بھیج دیا جائے گا وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝٣٢
اور ہوگا بے عزت بھی (پھر ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی کے بارے میں موافقت کی سفارشیں کیں) قَالَ رَبِّ السِّجْنُ
اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ تو دعاء کی کہ اے رب میرا مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس طرف مجھ کو یہ سب بلا رہی ہیں وَ
اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اور اگر آپ نے مجھ سے ان کے فریب کو دفع نہ کیا اَصْبُ اِلَيْهِنَّ تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا
وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝٣٣ اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ سو منظور فرمالی ان کی دعاء کو ان کے رب نے
فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ سو دفع کیا ان سے ان کا فریب اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٣٤ بیشک وہ ہے بڑا سننے والا خوب جاننے والا
ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝٣٥ پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد (ان کی براءت کے
بارے میں) ان لوگوں کو یہ مصلحت معلوم ہوئی کہ ان کو قید میں رکھیں ایک مدت تک (تو شاید سات سال تک ان کی مراد ہو کہ اس واقعہ کی اشاعت
اس مدت تک ختم ہو جائے گی نیز یہ جیل یوسف علیہ السلام کی دعاء کی تکمیل بھی تھی کہ عزیز مصر کے گھر میں پھر اسی قسم کے مکر و فریب عورتوں کے
پیش آتے رہیں گے اسی اثناء میں بادشاہ کو ایک واقعہ پیش آگیا اس کے قتل کی سازش کا کہ شہر والے ملکر باورچی اور ساقی کے ساتھ ساز
باز کرلی کہ تم دونوں میں سے جس کو موقع ملجائے بادشاہ کو زہر پلالے یا کھلالے یہ راز فاش ہونے پر بادشاہ نے دونوں کو تا اختتام تفتیش جیل
بھیج دیا اور راز ساقی سے فاش ہوا کہ اس نے بادشاہ کو بتلا دیا تھا) وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ اور داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے

Marfat.com

ساتھ دو غلام بادشاہ کے (پھران دونوں نے الگ الگ خواب دیکھے) قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا کہا ان میں سے ایک نے کہ میں اپنے
آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑ رہا ہوں (انگوروں کا شیرہ) شراب بنانے کیلئے (یہ ساقی تھا جس کا نام بنو تھا دوسرا باورچی تھا جس کا نام مجلث
تھا اس نے کہا) وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ اور کہا دوسرے نے کہ میں اپنے آپ کو
دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں لے جاتا ہوں اس میں سے پرندے کھاتے ہیں نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ بتلاؤ ہم کو اس کی تعبیر اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِیْنَ ۳۶ ہم آپ کے حق میں عقیدت رکھنے والے ہیں کہ آپ بڑے نیک آدمی ہیں (کہ انہوں نے آپ کو بڑا عبادت گذار اور راست گو دیکھا تھا
پھر جب یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنا عقیدت مند پایا تو پہلے اپنی نبوت کے صدق پر معجزہ ظاہر کیا پھر اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی پھر خواب
کی تعبیر بتلائی جو کہ عین قضاء الٰہی کے مطابق تھی) قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا
فرمایا طعام جو تم کو (جیل خانہ) سے ملتا ہے اس کے ملنے سے پہلے میں تم کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر دوں گا (کہ فلاں فلاں طعام آئے گا جس سے
میری نبی اللہ ہونیکا تم کو یقین آئے گا) ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ تم کو یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے
(اثبات اپنی نبوت کے بعد اثبات توحید کا بیان فرمایا) اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۳۷
میں نے تو ان لوگوں کا پہلے سے مذہب چھوڑ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ
اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اور میں نے اختیار کر رکھا ہے مذہب اپنے آباؤ اجداد کا یعنی ابراہیم علیہ السلام کا اور اسحاق علیہ السلام کا اور یعقوب
علیہ السلام کا (اور اس مذہب کا لُبِّ لباب یہ ہے) مَا كَانَ لَنَآ نہیں ممکن ہم جماعت انبیاء علیہم السلام کیلئے اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ
شَیْءٍ کہ شریک کریں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا یہ عقیدہ توحید یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے ہم پر وَعَلَى النَّاسِ
اور دوسرے لوگوں پر بھی (کہ اس سے نجات دارین کی مدار ہے) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۳۸ ولیکن اکثر لوگ (اس نعمت توحید
کا) شکر ادا نہیں کرتے (کہ توحید کو اختیار نہیں کرتے) یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اے میرے قید خانہ کے رفیقو ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ کیا
متفرق معبود اچھے ہیں اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۳۹ یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا ہے (یعنی عبادت متفرق معبودوں
کی بہتر ہے یا عبادت ایک اللہ الواحد القہار کی بہتر ہے اس کا موازنہ ہر صاحب عقل کر سکتا ہے کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ جو زبردست ہے سب سے
اس کی عبادت بہتر ہے وھذا کما قال اللہ تعالیٰ (ءاللہ خیر اما یشرکون) مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ نہیں عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مگر چند بے حقیقت ناموں کی جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے تجویز کر لیا ہے (یعنی
ان اصناموں کے صرف نام ہیں باقی ان کی حقیقت کوئی نہیں ہے جس کی وجہ سے حقدار عبادت کے ہوں کہ وہ اصنام رزاق نہیں ہیں خالق نہیں ہیں الخ)
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل (ان کے معبود ہونے پر) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے
حکم (عبادت وغیرہا پر) مگر اللہ تعالیٰ کا (اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ) اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ نہ عبادت

Marfat.com

کرو کسی کی مگر خالص اس اللہ تعالیٰ کی ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہ ہے سیدھا طریقہ (کہ صرف عبادت کا حقدار اللہ تعالیٰ ہیں) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۰ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اس سیدھے طریقہ توحید یہ کو اثبات توحید کے بعد اخبار تعبیر کی فرمائی) يٰصَاحِبَيِ
السِّجْنِ اے میرے قید خانہ کے دو رفیقو اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا تم میں ایک (یعنی ساقی جرم سے بری ہو کر) فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا سو اپنے
آقا کو (بدستور) شراب پلاتا رہے گا وَاَمَّا الْاٰخَرُ اور دوسرا (یعنی خبازـ باورچی مجرم قرار پاکر) فَيُصْلَبُ سو سولی دیا جائے گا فَتَاْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ سو کھائیں گے اس کے سر کو پرندے قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱ مقدر ہو چکا ہے ایسا فیصلہ جس
کے بارے میں تم پوچھتے ہو (چنانچہ تفتیش کے بعد ساقی بری ثابت ہوا کہ اسنے ملک کو سازش سے مطلع کر دیا تھا تو وہ وفادار نکلا اور اپنے پہلے عہدہ پر مامور ہو گیا
اور خباز یعنی باورچی مجرم قرار پایا تو سولی پر لٹکایا گیا پھر دونوں جب جیل خانہ سے جانے لگے) وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ
عِنْدَ رَبِّكَ اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کو جس کے بارے میں یقین کرتے تھے کہ یہ یقیناً بری ہونے والا ہے کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ
کرنا (کہ ایسے قسم کا ایک قیدی بھی بے قصور ہے اس کی تحقیق بھی خود کرائیں تو اس نے وعدہ کر لیا) فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ پھر بھلا دیا اس
ع ۵ کو شیطان نے تذکرہ کرنا اپنے آقا کے سامنے (یوسف علیہ السلام کا) فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝۴۲ پھر ٹھیرے رہے قید خانہ میں
۱۵ چند سال (پھر جب ان کی رہائی و عروج و تمکن علی الملک کا وقت قریب آگیا تو بادشاہ مصر نے ایک پریشان کن خواب دیکھا جس کی تعبیر سے سب عاجز آگئے
تو اس وقت ساقی کو وہ بات یاد آگئی جو یوسف علیہ السلام نے ان کو فرمائی تھی کہ (اذکرنی عند ربک) وَقَالَ الْمَلِكُ اور کہا بادشاہ (مصر نے
جس کا نام ریان تھا ارکان دولت کو کہ) اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ بیشک میں نے خواب میں دیکھا ہے
سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات گائیں دبلی وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ اور (میں نے دیکھا ہے) سات بالیں سبز
اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں (اور اسی طرح ان خشک بالوں نے ان سات سبز پر لپٹ کر ان کو خشک کر دیا ہے) يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ
اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝۴۳ اے دربار والو بتلاؤ مجھ کو میرے خواب کی تعبیر اگر تم خواب کی تعبیر دے
سکتے ہو (کہتے ہیں کہ اس نے کہنہ اور سحرہ اور معبرین کو جمع کر لیا اور اسی زمانہ میں خوابوں کی تعبیر کا زیادہ چرچا تھا) قَالُوْۤا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ سب نے ملکر جواب دیا کہ آپ کا یہ خواب پریشان خیالات ہیں (کوئی حقیقی خواب نہیں ہے جس کی تعبیر کا جاننا ضروری ہو) وَمَا
نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝۴۴ اور نہیں ہیں ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا
اور بولا وہ جو بچا تھا ان دو سے (یعنی ساقی) وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اور یاد آیا اس کو مدت طویل کے بعد اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ
فَاَرْسِلُوْنِ ۝۴۵ میں اس کی تعبیر کی خبر لا دیتا ہوں سو مجھ کو ذرا اجازت دیجئے (چنانچہ اجازت کے بعد قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچکر کہا
يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اے یوسف علیہ السلام اے صدق کے مجسم اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ تعبیر بتلا ہم کو (خواب کی)
جس میں سات گائیں موٹی ہیں کھا گئیں ان کو سات گائیں دبلی وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ اور سات بالیں ہری ہیں اور

Marfat.com

دوسری سوکھی ہیں (کہ ان خشک بالیں کے لپٹنے سے وہ ہری بالیں بھی خشک ہو گئی ہیں آپ ان کی تعبیر بتلائیے) لَعَلِّیٓ اَرۡجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمۡ
یَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۶ تاکہ میں جاؤں ان لوگوں کے پاس (جنہوں نے مجھ کو بھیجا ہے) تاکہ وہ لوگ معلوم کر لیں (آپ کے قدر و منزلت کو اور تعبیرات کو) قَالَ
تَزۡرَعُوۡنَ سَبۡعَ سِنِیۡنَ دَاَبًا فرمایا (فربہ سات گائیں سے اور سات سبز بالوں سے مراد پیداوار اور بارش کے سات سال ہیں) تو تم سات سال
متواتر غلہ بونا فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡهُ فِیۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دو (تاکہ گھن نہ لگے اسی علاقہ میں حفاظت اناج کے
ایسے تدابیر تھے) اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تَاۡكُلُوۡنَ ۝ مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آئے ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ سَبۡعٌ شِدَادٌ پھر آئیں گے
اس کے بعد سات برس سختی کے یَّاۡكُلۡنَ مَا قَدَّمۡتُمۡ لَهُنَّ کھا جائیں گے ان کو جو رکھا تھا تم نے ان کے واسطے پیشگی کے طور پر اِلَّا قَلِیۡلًا
مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ۝ مگر تھوڑا سا جو محفوظ رکھ چھوڑو گے (اگلے سال کے بیج کیلئے) ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیۡهِ یُغَاثُ
النَّاسُ پھر آئے گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں بارش برسیگی لوگوں پر وَفِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ ۝ اور اس سال میں رس نچوڑیں گے لوگ (بوجہ
کثرت پیداوار انگوروں کے اور کھیتی دھنیات کے) (یوسف علیہ السلام بذریعہ وحی کے مزید ایک سال خوشحالی والے کا بیان فرما کر ایک خوشخبری سنادی تاکہ
مایوسی من (روح اللہ) نہ ہو ای یأس من تنفیس اللہ نہ ہو شاید جتنے سال جیل میں رہے اتنے سال ملک پر قحط مسلط ہوا ہو والعلم عند اللہ بہر حال بادشاہ
نے بنور فراست معلوم کر لیا کہ بات ایسی ہو گی جیسے یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے تو جو سات سال قحط والے ہوں گے ان میں رعایا کی معیشت کو برقرار رکھنے کے
تدابیر بھی صرف یوسف علیہ السلام کی فراست کر سکتی ہے نہ کسی اور کی تو معلوم ہوا کہ صدر مملکت کی نظر رعایا کی معیشت پر مرکوز ہونی چاہیئے نہ کہ ٹکس عائد
کرنے پر) وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖ اور کہا ملک نے کہ لاؤ ان کو میرے پاس (جیل کی قید کو ختم کر کے) فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ
اِلٰی رَبِّكَ سو جب آیا یوسف علیہ السلام کے پاس قاصد (ملک کا جو کہ وہی پہلے والا مستفتی ساقی تھا) تو فرمایا یوسف علیہ السلام نے کہ واپس لوٹ اپنے
سردار ملک کی طرف فَسۡـَٔلۡهُ سو پوچھ تو اس ملک سے مَا بَالُ النِّسۡوَةِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں
نے کاٹے تھے اپنے ہاتھ (پھر واپس آ کر مجھے بتلا) اِنَّ رَبِّیۡ بِكَیۡدِهِنَّ عَلِیۡمٌ ۝ یقیناً میرا رب تو ان کے فریب بازیوں کو پوری طرح جاننے والا ہے
(کیونکہ وہ عالم الغیب ہے) پھر ملک نے امرأۃ العزیز اور اس کی دعوت کھانے والی عورتوں کو بلایا اور گویا کہ اسی مسل کو اپنے پاس منگالیا) قَالَ مَا
خَطۡبُكُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِهٖ کہا بادشاہ نے (ان عورتوں کو) کیا حقیقت ہے تمہاری جبکہ تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام
کو اس کے نفس کی حفاظت سے (کہ امرأۃ العزیز کے بارے میں سفارشیں کی تھیں تم نے) قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ سب نے متفقہ جواب دیا کہ حاشا للہ
ای پناہ باللہ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡهِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ہم نے تو ان پر ذرا بھر بھی برائی نہ جانی تھی (یعنی ہماری طرف دیکھا تک بھی نہ) قَالَتِ امۡرَاَتُ
الۡعَزِیۡزِ بول پڑی امرأۃ العزیز (برائی تلاف مافات کے جو کہ شاید (الا الذین تابوا واصلحوا) کے قبیلہ سے ہو) الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ الۡحَقُّ
اب واضح ہو گئی ہے جو صحیح بات ہے (آگے اس کی تشریح ہے) اَنَا رَاوَدۡتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ میں نے پھسلا دیا تھا اس کو اسکی نفس سے (بڑے
حیلوں سے) نہ انہوں نے جیسا کہ میں نے اس وقت کہا تھا (ما جزاء من اراد باهلك سوء) وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝۵۲ اور یقیناً وہ تھے

Marfat.com

بالکل سچے (کہ انہوں نے کہا تھا (ھی راودتنی عن نفسی) پھر جب تمامی واقعہ عورتوں کی براءت والا یوسف علیہ السلام کے حق میں یوسف علیہ السلام
کو پہنچایا گیا تو فرمایا) ذٰلِكَ یہ اظہار حق اس لیئے کروایا لِيَعْلَمَ تاکہ مزید معلوم کرلے عزیز مصر اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ کہ یقینا
میں نے ان کی عزت نہیں لوٹی تھی چھپ کر وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲ اور (یہ بھی جان لے ہر شخص) کہ یقینا اللہ تعالی نہیں چلنے
دیتے فریب خیانت کرنے والوں کا (یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ والے لوگ وقار دین کو بلند رکھتے ہیں اپنے آرام طلبی پر آگے کی کلام ان کی (فلا تزکوا انفسکم
کے قبیلہ سے ہے کہ فرمایا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ

اور میں (بالذات) پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو (کیونکہ نفس من حیث ھی ھی) کما قال
اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ یقینا نفس (من حیث ھی ھی) سکھاتا ہے برائی مگر وہ نفس جس پر رحمت کرے میرا
رب (کہ وہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے) یعنی نفس حیوانی خلاصہ ہے اربع عناصر کا یعنی نار کا اور ارض کا اور پانی کا اور ہوا کا اور عنصر نار کا مقتضی غضب
اور کبر ہے اور عنصر ارض کا مقتضی دناءۃ اور خستہ ہے اور عنصر پانی کا مقتضی تلون اور قلت صبر ہے اور عنصر ہوا کا مقتضی ہزل اور لھو ہے (الا ما رحم ربی) کما
قال اللہ تعالی (قد افلح من تزکی) یقینا کامیاب ہوا وہ شخص کہ اربع عناصر کے اقتضاءیات سے پاک ہوا پھر وہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اِنَّ رَبِّىْ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ یقینا رب میرا بخشنے والا ہے (ھم النفس و خطراتھا و وساوسھا کو کیونکہ) رحمت کرنے والے ہیں (پھر جب بادشاہ نے
ان کی نزاہت نفس کو اور زکاوت ذھن کو معلوم کرلیا تو ان کی ملاقات کا بڑا شائق مند ہو گیا بلکہ ان کے قابلیتوں سے مستفید ہونے کا عزم کرلیا
تو کہا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ ان کو میرے پاس ان کو خالص اپنے کام
کیلئے رکھوں گا (یعنی جو میں نے ملکی کام کرنے ہیں وہی کام ان سے لوں گا نہ اوروں سے اور نہ ان کو عزیز مصر کے حوالے کروں گا) پھر جب یوسف
علیہ السلام اس پر اپنے انبیاءانہ وقار سے تشریف فرما ہوئے تو بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے مملکت کے امور اصلاحی اور سیاسی پر باتیں کی
اور یوسف علیہ السلام اپنے خاص انداز حیرت کن میں اس کو جوابات سے نوازا تو کما قال اللہ تعالی فَلَمَّا كَلَّمَهٗ سو جب باتیں فرمائیں یوسف
علیہ السلام نے ملک سے قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴ تو بادشاہ نے کہا کہ آپ آج کے دن سے (تا مدت العمر) یقینا
ہمارے ہاں متمکن ہو اپنے عہدہ پر (جو میں آپ کو دینا چاہتا ہوں مزید بر آں ہمارے اذہان میں آپ) امین بھی ہو (کہ آپ سے ہمیں آپ کے ذمہ
داریوں میں خیانت کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا پھر بادشاہ نے کہا کہ قحط کے زمانوں میں معیشت کے اعتدال کا کام کس کے سپرد کیا جائے) قَالَ
اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ تو فرمایا کہ کر دو مجھ کو ملکی خزانوں پر (یعنی مجھے وزیر اعظم بنا کر عزیز مصر کا عہدہ دیدو) اِنِّىْ حَفِيْظٌ
یقینا میں پورا نگہبان ثابت ہوں گا عَلِيْمٌ ۝۵۵ (ملکی حساب وکتاب سے بھی) واقف کار ہوں (تو ملک نے یوسف علیہ السلام کو وزیر اعظم یعنی

عزیز مصر بنا دیا بلکہ اپنے اختیار ملکی یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور خود برائے نام ملک رہا وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ
يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں با اختیار بنا دیا کہ اس ملک میں جہاں سے چاہیں
جگہ پکڑ سکتے تھے نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ پہنچا دیتے ہیں ہم اپنے انعامات (دارین کے) جس کو چاہتے ہیں (جیسے کہ یوسف علیہ السلام کو
قید سے نکال کر عزیز مصر بنا دیا اور سب سے مزید انعامی نعمہ یہ کہ نبی اللہ بنا دیا تو اس میں بھی اشارہ فتح مکہ کی طرف ہے کما ہو ظاہر) وَلَا نُضِيعُ
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ ۵۶ اور ہم مطلق نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (دنیا میں) وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَ
كَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ۵۷ اور ثواب آخرت کا کئی حصے بہتر ہے (دنیاوی اجر سے گرچہ شاہی تک کیوں نہ ہو) ان کیلئے جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری ع ۸
میں (یوسف علیہ السلام کو جب پوری طرح سے تمکین ہوگئی اور مکمل اختیارات شاہی مل گئے تو پہلے سات سالوں میں اناج کو اتنا جمع کر لیا کہ دوسرے
سات سالوں کیلئے ملکی و غیر ملکی کی کفایت بلکہ وفرت سے تھا تو جب دوسرے سات سالوں کا دور قحط کا شروع ہوا تو اپنے ملک کے علاوہ دوسرے
ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آگئے حتی کہ کنعان والے بھی پوری طرح قحط کی زد میں آگئے تو یوسف علیہ السلام کے دس بھائی علاتی بھی مصر میں بہ
نیت خریداری غلہ کے آئے۔ اور یوسف علیہ السلام غلہ کی مدّ کو یعنی خوراک کی مد کو اپنے پاس رکھکر ایک خاص انداز سے بیچتے تھے کہ بقدر کفایت
کے تھی تاکہ سب کا یہ زمانہ قحط والا آرام سے گذر جائے قال اللہ تعالی وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ اور آئے (دس) بھائی (علاتی) یوسف علیہ السلام
کے (مصر میں) فَدَخَلُوا عَلَيْهِ پھر داخل ہوئے یوسف علیہ السلام پر فَعَرَفَهُمْ تو یوسف علیہ السلام نے تو ان کو پہچان لیا وَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ ۵۸
اور ان کے بھائیوں نے ان کو نہ پہچانا (پھر یوسف علیہ السلام نے ایک ایک بھائی کو ایک ایک اونٹ غلہ کا دیدیا یا ایک ایک بار گدھا کا دیدیا کیونکہ
کنعان میں اس وقت اونٹ نہ تھے بلکہ گدھیں تھیں تو بھائیوں نے ان سے کہا کہ ایک بھائی ہمارا ابّی کے پاس رہ گیا ہے اس کیلئے بھی ایک
اونٹ یا گدھا کا بار دیدو تو ان کے کہنے پر دیدیا پھر فرمایا کہ اگر دوسری بار آؤ تو اس کو ساتھ لانا ورنہ تمہیں بھی اناج نہیں ملے گا وَلَمَّا
جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ اور جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب (سفری کھانے وغیرہ کا) یا معنی ہے کہ جب تیار کر دیا ان کا سامان (غلہ) کا
قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ تو فرمایا لے آنا میرے پاس اپنا بھائی علاتی (جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ ایک ہمارا بھائی علاتی ہمارے
ابا جان کے پاس رہ گیا ہے اگر تم دوسری بار آؤ تو) أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے (اس کے حصہ کی بھی) پوری
کر دی ہے ناپ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ ۵۹ اور (دوسری بات یہ ہے) کہ میں مہمان نوازی بہت اچھی کرتا ہوں (جس میں اکرام ضیف کا پوری
طرح سے ملحوظ ہوتا ہے) فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ پھر اگر (دوسری دفعہ میں) نہ لائے اس کو میرے طرف فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي تو نہ ہوگی
تمہارے لئے میرے پاس بھرتی (غلہ کی) وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ اور نہ میرے پاس آنا قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ تو وہ بولے کہ ہم (اپنا حد
وسع تک) اس کے ابّی سے اس کی اجازت مانگیں گے وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ ۶۰ اور اس کام کو (حد وسع تک ضرور کریں گے) وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ
اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ اور فرمایا اپنے خدمتگاروں کو کہ رکھدو ان کی پونجی کو (جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے کیونکہ

یہ غلہ مفت دینے کے حقدار ہیں کیونکہ یہ سب فقیر ہیں) ان کے اسباب میں (چھپاکر) لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ شاید
پہچانیں اس کو جب پھر کر جائیں اپنے گھر لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٦٢ شاید پھر وہ دوبارہ آئیں (کہ ان کی فقیری اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ دوبارہ
خریدنے کی ان میں سکت بھی نہیں ہے) فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس بولے اے
باپ ہمارا روک دیا گیا ہے ہم سے (دوبارا) بھرتی غلہ کی (جب تک ہم بنیامین کو ساتھ نہ لے جائیں) فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا سو بھیجدینا ہمارے
ساتھ ہمارے بھائی (بنیامین کو) نَكْتَلْ کہ ہم غلہ لاسکیں وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٦٣ اور ہم اس کی پوری حفاظت کریں گے (ہرگزند سے)
قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فرمایا کیا اعتماد کروں تمہارا اس کے بارے میں جیسا کہ اعتماد کیا تھا اس
کے بھائی کے بارے میں اس سے پہلے (یعنی دل تو میرا نہیں مانتا مگر اس کے جانے بغیر جیسا کہ تم کہتے ہو غلہ نہیں ملے گا بنا بریں اجازت دوں گا مگر تمہاری حفاظت
پر میرا اعتماد نہیں ہے بلکہ) فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا سو اللہ تعالیٰ سب سے بہتر نگہبان ہیں وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٦٤ اور وہ سب سے زیادہ مہربان
ہیں وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو پایا پونجی
اپنی کو (جس کے عوض انہوں نے اناج لیا تھا) کہ واپس کی گئی ہے ان کو قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ کہنے لگے اے باپ ہمارا ہم کو اور کیا چاہیئے هٰذِهٖ
بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا یہ پونجی ہماری واپس کر دی گئی ہے ہم کو وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا اور ہم (پھر جاکر) اور رسد لائیں گے اپنے گھر والوں کیلئے
وَنَحْفَظُ اَخَانَا اور ہم پوری طرح سے حفاظت کریں گے اپنے بھائی کی وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ اور (بوجہ بھائی کے) زائد لائیں گے بھرتی ایک گدھا
کی (کما قال مجاهد فی الروح بان تفسیره هنا بالحمار وذکران بعض العرب یقول للبعیر حمار) ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝٦٥ یہ غلہ (جو لائے
ہیں) تھوڑا ہے (تو جلدی ختم ہو جائے گا) قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ فرمایا ہرگز
نہیں بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو مجھ کو عہد اللہ تعالیٰ کا کہ ضرور لاؤ گے اس کو میرے پاس اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم سب
گھیرے جاؤ (کسی مصیبت میں تو وہ تم سب جیسا برابر ہو گا تو یہ اور بات ہے) فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ سو جب سب نے دیدیا ان کو عہد اپنا
(بوقت روانگی کے طرف مصر کے) قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝٦٦ تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہماری باتوں پر نگہبان ہے وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا
تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ اور (چلتے وقت) یعقوب علیہ السلام نے (ان سے) فرمایا اے میرے بیٹو (جب شہر مصر میں داخل ہوں) تو نہ داخل
ہونا ایک ہی دروازہ سے (سب کے سب) وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ اور داخل ہونا کئی دروازوں سے جدا جدا ہو کر (تاکہ نظر بد نہ لگے
کیونکہ یہ حضرات بڑے حسین تھے آخر انبیاء علیہم السلام کے آباؤ-اجداد تھے) وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں بچا سکتا ہوں میں
تم کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم کسی کا نہیں چل سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (باوجود اس تدبیر ظاہری کے)
صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں (نہ اسباب پر) وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝٦٧ اور صرف اللہ تعالیٰ پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ
کرنے والے (نہ اسبابوں پر) وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ (پھر وہاں سے رخصت ہو کر مصر پہنچکر) جب (شہر میں)

Marfat.com

داخل ہوئے اس کیفیت سے جس کیفیت سے ان کے ابو نے ان کو فرمایا تھا مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ نہ تھا (ان کے عقیدہ

میں بھی) کہ (یہ تدبیر) بچالیگی اللہ تعالی کے حکم سے کچھ بھی ان کو اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا مگر ایک خواہش تھی یعقوب

علیہ السلام کی دل میں کہ اس کو ظاہر کر دیا وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ اور یقینا یعقوب علیہ السلام بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا

تھا (بنا بریں تو انہوں نے فرمایا تھا (ان الحکم الا للہ) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ٦٨ ع اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اسرار

تقدیریہ) بلکہ کہتے ہیں الحذر یغنی عن القدر) وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اور جب وہ گیارہ بھائی پہنچ گئے یوسف علیہ السلام تک

(اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی علاتی بنیامین ہے جس کے لانے کا آپ نے فرمایا تھا) اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ تو یوسف علیہ السلام اپنے حقیقی بھائی

بنیامین کو اپنے پاس (تنہائی میں رکھا) قَالَ اِنِّيْ اَنَا اَخُوْكَ فرمایا کہ یقینا میں تیرا حقیقی بھائی (یوسفؑ) ہوں فَلَا تَبْتَئِسْ

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ٦٩ سو غمگین نہ ہوں ان کاموں سے جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں (تیرے اور میرے ساتھ) پھر اللہ تعالی کے حکم سے بنیامین کو

یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس رکھنا ہے مگر ایک خاص تدبیر سے جو اللہ تعالی نے ان کو بتلائی جیسا کہ فرمایا فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ پھر جب

تیار کر دیا یوسف علیہ السلام نے ان کیلئے اسباب (سفر کا غلہ وغیرہ) جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ تو رکھ دیا (یعنی رکھوا دیا بادشاہ کے

پانی پینے کا برتن جس کی شکل ایسی تھی) اپنے (حقیقی) بھائی کے اسباب میں ثُمَّ پھر (وہ لوگ جب مصر کی آبادی سے نکل گئے) اَذَّنَ

مُؤَذِّنٌ پکارا پکارنے والا اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اے قافلہ والے اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ ٧٠ بیشک تم تو البتہ چور رہو (بایں معنی کہ ان میں سے دس نے

یوسف علیہ السلام کا ان کے باپ سے اغواء کیا تھا تو یہ کنایۃً انہوں نے کہا تھا) قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝ ٧١ ان کی طرف

متوجہ ہو کر انہوں نے کہا تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے (یعنی ہم نے تمہاری کوئی چیز چوری نہیں کی) قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ کہنے لگے ہم

نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ (جو اس کے پینے کا برتن بھی ہے) وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ اور جو شخص اس کو خود بخود دیدیوے (توشاہی

خزانہ سے انعاماً) اس کو ایک بوجھ اونٹ کا یا گدھا کا ملے گا وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝ ٧٢ اور میں ہوں اس کا ضامن۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ

مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ جواباً سب نے بولا قسم ہے اللہ تعالی کی کہ تم تو جانتے ہو (ہمارے رویہ و اخلاق سے) کہ ہم نہیں آئے تھے مصر

میں کہ فساد (سرقہ وغیرہا سے) پھیلائیں وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝ ٧٣ اور نہ ہمارے خاندان سے کوئی چور رہے قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ

كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ ٧٤ مفتشین نے جواب الجواب میں کہا پھر کیا ہے سزاء اس کی اگر تم اپنی صفائی میں جھوٹے نکلے (کہ ہم میں سے کسی کے پاس صواع

الملک نہیں ہے تو انہوں نے سزاء میں یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں جو سزاء تھی اس کی بات کی کہ) قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ

فَهُوَ جَزَآؤُهٗ وہ کہنے لگے سزاء اس کی یہ ہے کہ جس کے اسباب میں سے صواع الملک برآمد ہو بس وہی شخص اس کا بدلہ ہے (کہ وہ صاحب مال کا غلام

ہوگا) كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ٧٥ ہم (اپنی شریعت میں) ایسی سزاء دیتے ہیں ایسے قسم کے ظالموں کو (کہ سارق غلام ہو جاتا ہے

صاحب مال کا) فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ پھر شروع کی یوسف علیہ السلام نے (تلاشی) ان کی خرجیان سے (یعنی ان کے اسباب

Marfat.com

کے تھیلوں سے پہلے (تلاشی) خرجین یعنی پہلے تھیلے اپنے حقیقی بھائی (بنیامین) سے ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ پھر برآمد کر لیا صواع الملک کو خرجین (یعنی تھیلے) اپنی حقیقی بھائی سے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ اسی طرح (بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کی) تدبیر بتلائی ہم نے یوسف علیہ السلام کو (تو معلوم ہوا کہ کسی عظیم مقصد کیلئے ایسے قسم کے حیلے جائز ہیں کہ بغیران حیلوں کے وہ مقصد حاصل نہ ہوسکتا ہو) مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نہ تھے یوسف علیہ السلام کہ اپنے بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو لے سکیں مگر (اپنے پاس) رکھا بہ مشیت اللہ تعالی کے (یہ استثناء منقطع ہے) نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ہم جس کو چاہیں (علم میں) خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں (جیسے یوسف علیہ السلام کو ایسے تدابیر سے نوازا) وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ اور ہر علم والے کے اوپر بڑا عالم ہے (یعنی علماء کے بھی درجات ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام کے درجات ہیں) یا معنی ہے اور تمام علم والوں پر ایک بڑا عالم ہے (وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے)

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ وہ بولے (نہایت غم میں جبکہ صواع الملک بنیامین کے تھیلہ سے برآمد ہوا تو سمجھ گئے تھے کہ بنیامین کو ابو کے پاس لے جانا مشکل ہوگیا) اگر اس نے چرایا ہے (صواع الملک) تو چوری کی تھی اس کے بھائی حقیقی نے بھی اس سے پہلے (تو پھر اس نے اپنے بھائی سے یہ عادت سیکھ لی ہے مراد ان کی اس کے بھائی سے یوسف علیہ السلام تھے کما قال سفیان بن عیینۃ کہ ایک سائل نے یوسف علیہ السلام سے ان کے بچپن کی حالت میں ان سے مرغی مانگی تو یوسف علیہ السلام نے اپنے گھر سے ایک مرغی پکڑ کے سائل کو دیدی اس پر اس کے بھائیوں نے ملامت کی کہ کیوں ایسے کیا ہے آپ تو چور ہیں حالانکہ اس کو حقیقی چوری نہیں کہی جاتی ایسے قسم کے گھر والوں کو حکما اختیارات ہوتے ہیں کما قال اللہ تعالی (ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت آباءکم او بیوت امھاتکم الآیۃ) فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ سو یوسف علیہ السلام نے (اگلی بات کو جو آتی ہے) اپنی دل میں چھپا کے رکھا اور اسی بات کو ان کے سامنے ظاہر نہ کیا (کہ شرمندہ نہ ہوں وہ لوگ اور وہ کونسی بات تھی وہ یہ تھی) قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا خیال کیا دل میں کہ تم تو بدتر مرتبہ درجہ میں (باعتبار چوری کے کہ تم نے یوسف علیہ السلام کو جو تمہاری بھائی ہے اس کے باپ سے اغواء کر لیا تھا جو کہ بدترین چوری ہے بہ نسبت یوسف علیہ السلام کے کہ سائل کو گھر سے صرف مرغی دیدی کہ نبی اللہ کے مکارم اخلاق سے ہے کہ کسی سائل کو خالی نہیں لوٹاتا) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ اور اللہ تعالی تو خوب جاننے والے ہیں جو کچھ تم بیان کر رہے ہو (ہم دو بھائیوں کے چوری کے بارے میں) قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ پھر انہوں نے کہا اے عزیز (یعنی ای وہ شخص جو ملکی اختیار رکھنے والے ہو) اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ کہ اس کا باپ یقینا بہت بوڑھا بڑی عمر والا ہے تو لے لے ایک ہمارے کو اس کی جگہ (کہ اس کے بغیر ان کی زندگی بہت مغموم گذریگی مراد ان کی یہ تھی کہ یوسف علیہ السلام والی تانیس قدرے بنیامین سے یعقوب علیہ السلام کر رہے تھے) اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ تحقیق ہم سمجھتے ہیں آپ کو نرم مزاج صاحب اخلاق کریمانہ کا قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ فرمایا یوسف علیہ السلام نے کہ ہم کو بچائے اللہ تعالی (ایسی بے انصافی سے) کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سواء دوسرے شخص کو پکڑ کر اپنے پاس رکھ لیں اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ اس حالت میں ہم بے انصاف سمجھیں جائیں گے

(یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے خلاف کرنے والے ہوں گے) فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوا مِنْهُ پھر جب ناامید ہوئے ان سے (یعنی جب انہوں نے یقین کر لیا کہ اب کوئی منت سماجت نہیں مانی جائیگی) خَلَصُوا نَجِيًّا تو ان سے علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے (کہ اب کیا کیا جائے) قَالَ كَبِيرُهُمْ بولا ان کا بڑا (باعتبار سن کے جس کا نام روبیل تھا قالہ قتادہ یا باعتبار عقل کے جس کا نام یہودا تھا قالہ وہب بن منبہ یا باعتبار ریاست کے جس کا نام شمعون تھا قالہ مجاہد) أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ (پھر سب نے واپس جانے کا مشورہ پاس کیا مگر ان کے بڑے نے کہا) کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ یقینا تمہارے ابو نے تم سے اللہ تعالیٰ کا عہد لیا تھا (لتأتننی به الا ان یحاط بکم) نیز وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ اور اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کتنے قدر تم زیادتی کر چکے ہو (تو شرمندگی بر شرمندگی کی بنا پر) فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي سو میں تو اس ملک سے ٹلتا نہیں ہوں یہاں تک کہ میرا باپ مجھے وہاں آنے کی اجازت نہ دیں أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي یا اللہ تعالیٰ بذات خود فیصلہ دیں میرے لئے (یہاں سے خروج کا) وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ اور وہی ذات خوب فیصلہ کرنے والے ہیں (جس میں عدل ہی عدل ہوگا) ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ واپس جاؤ تم اپنے باپ کے پاس فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ سو ان کو جا کے کہو بیشک تیرے بیٹے نے چوری کی ہے (کہ اس کے اسباب کے تھیلہ سے صواع الملک نکلا ہے) وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا اور جو کچھ ہم کو مشاہدہ ہوا ہے ہم تو صرف وہی بات کہتے ہیں وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ۝ اور نہیں تھے ہم غیب کے باتوں کے (یعنی جواب واقعات سامنے آئے ہیں) نگہبان (تو ہم نے جو آپ سے معاہدہ کیا تھا ہم با اختیار اس کے خلاف ورزی نہیں کی) وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا (مزید اطمینان کیلئے) پوچھ لیجئے مصر والوں سے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے (کہ واقعہ کیسا ہوا تھا) وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا اور پوچھ لیجئے اس قافلہ والوں سے جن میں ہم شامل ہو کر آئے ہیں وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ اور (اصل بات یہ ہے کہ آپ یقین فرماویں) کہ ہم بالکل سچ بول رہے ہیں قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فرمایا یعقوب علیہ السلام نے (بات ایسے نہیں ہے جیسے تم نے بتلائی ہے کہ (ان ابنک سرق) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ہے (اصل مراد یہ ہے کہ کسی بڑے حیلہ سے اس کو وہاں روکا گیا ہے کہ اس کے اندر بری ہستیوں کا دخل ہے) فَصَبْرٌ جَمِيلٌ سو صبر جس میں غیر اللہ کی طرف شکوی تک نہ ہو وہ بہت بہتر ہے (جیسے یوسف علیہ السلام کے صدمہ میں میرا رویہ (صبر جمیل) کا تھا اب بھی بنیامین کے بارے میں میرا رویہ (صبر جمیل) کا ہے عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ لائے گا میرے پاس ان سب کو (یعنی تینوں کو یوسف علیہ السلام کو اور بنیامین کو اور تمہارے بڑے بھائی کو) وقال هذا لانه كان عنده ان يوسف عليه السلام لم يمت) إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ یقینا وہی ذات اللہ تعالیٰ کی (اصل حالات سے) خوب واقف ہے بڑی حکمت والے ہیں (جب حکمت کا تقاضا ہوگا تو ہم سب کو آپس میں ملا دیگا) وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ اور ان سے گفتگو میں رخ کو موڑ لیا وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ اور فرمایا ہائے یوسف یعنی اے افسوس یوسف پر (یہ ان کی شریعت میں ایسا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں ہے (انا لله وانا اليه راجعون) وقال الامام الرازي ان مثل هذه المحبة الشديدة تزيل عن القلب المنول ويكون صاحبها كثير الرجوع الى الله تعالى كثير الدعاء والتضرع فيصير ذالك سببا لكمال الاستغراق وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ

Marfat.com

اور غم سے یعقوب علیہ السلام کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں (بوجہ کثرت پانی بہنے سے آنکھوں کا) فَهُوَ كَظِيمٌ ۝ سو وہ شدید غم سے ان کا دل بھرا ہوا تھا (پھر زبان اظہار شکوی سے بند تھی غیر اللہ کے سامنے سے تو اللہ تعالی نے ان کی آنکھیں کی کیفیت بتلائی جو کہ اس وقت سے چھ سال سے ایسے ہو گئی تھی کما قال مقاتل اور دل کی کیفیت بتلائی کہ دل میں ان کا شدید غم بھرا ہوا تھا اور لسان کی کیفیت بتلائی کہ فصبر جمیل تھی) (فھو کظیم) سو وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے (کیونکہ شدت کے ساتھ جب شدت ضبط ہوگا جیسا کہ صابرین کی شان ہے تو کظم کی کیفیت پیدا ہوگی) قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا بیٹے تو کہنے لگے (ترحما علی ابیہ) قسم ہے اللہ تعالی کی آپ ہمیشہ لگے رہو گے یاد یوسف علیہ السلام میں یہاں تک کہ گھل گھل کر جان بر لب ہو جاؤ گے أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝ یا ہو جاؤ گے مردہ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي فرمایا یعقوب علیہ السلام نے کہ اظہار کرتا ہوں میں اپنا اضطراب اور غم إِلَى اللَّهِ صرف اللہ تعالی کے آگے وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ اور جانتا ہوں میں اللہ تعالی کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ہو (یعنی وحی کے ذریعہ ان کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام حی ہیں قیل رأی ملک الموت فی المنام فسئله عنه فقال هو حی) يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ اے میرے بیٹے (ماتحت الاسباب) تم جاؤ سو تلاش کرو یوسف علیہ السلام اور اس کے حقیقی بھائی کی (التحسس) طلب الشیء بالحواس ویروی ان ملک الموت قال اطلبه من ههنا واشار الی ناحية المصر) وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ اور لا تقنطوا من تنفیس اللہ ای ناامید نہ ہونا اللہ تعالی سے مصیبت کی کشادگی سے إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ۝ بے شک ناامید نہیں ہوتے اللہ تعالی سے مصیبت کی کشادگی سے مگر کافر لوگ (پھر یوسف علیہ السلام کے بھائی اولا مصر کی طرف رخ کیا کیونکہ بنیامین کی سمت معلوم تھی اور پھر اناج بھی لے لیں گے پھر یوسف علیہ السلام کی تلاش کریں گے فرمایا) فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ پھر تو بھائی (مصر پہنچکر) جب کہ داخل ہوئے یوسف علیہ السلام پر (تو اناج لینے کی یوں درخواست کی) قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ کہا انہوں نے اے عزیز (ای اختیارات شاہ کے مالک) پہنچی ہے ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو دبلا پن اجسام کا بوجہ شدت بھوک کے (اور ناداری گھیر رکھا ہے کہ غلہ خریدنے کیلئے) وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ اور لایا ہے ہم نے (غلہ خریدنے کیلئے) پونجی ناقص فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ سو پوری دے ہم کو بھرتی (غلہ کی جیسے دراہم جیاد کی دیتے ہو ویسے دراہم زیوف کی بھرتی دیدو یہ ظاہر ہے کہ ہمارا کوئی استحقاق نہیں ہے بلکہ خیرات سمجھکر دیں کما قال اللہ تعالی) وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اور خیرات کرو ہم پر (ایسے قسم کا سوال ملک اور عزیز سے جائز ہے کہ گویا کہ بیت المال میں اتنا فقراء کا حق اصلی کے بمنزلہ ہے) إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝ بیشک اللہ تعالی جزائے خیر دیتا ہے خیرات دینے والوں کو (پھر انہوں نے یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کو ایک خط دیا جس میں لکھا تھا من جانب یعقوب صفی اللہ ابن اسحق ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ الی عزیز مصر اما بعد ہمارا پورا خاندان آزمائشوں اور امتحانوں میں معروف ہے میرا دادا ابراہیم خلیل اللہ کا نمرود کی آگ سے امتحان لیا گیا اور میرا والد اسحق کا امتحان لیا گیا (کہ بیت المقدس میں اس کو ذبح کیلئے تیار کیا گیا کہ اللہ تعالی نے پھر

Marfat.com

بچالیا پھر میرا ایک لڑکے کے ذریعہ امتحان لیا گیا جو مجھ کو سب سے زیادہ پیارا تھا یہاں تک کہ اس کی مفارقت میں میری بینائی جاتی رہی ہے اس کے بعد اس کا ایک چھوٹا بھائی میرے لئے غم زدہ کی تسلی کا سامان تھا جس کو آپ نے چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے اور میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ہم اولاد انبیاء علیہم السلام ہیں نہ ہم نے کبھی چوری کی ہے اور نہ ہماری اولاد میں کوئی چور پیدا ہوا ہے۔ والسلام۔

پھر جب یوسف علیہ السلام نے یہ خط پڑھا تو کانپ گئے اور بے اختیار رونے لگے اور اپنے راز کو بحکم رب العالمین کے ظاہر کر دیا کذا فی القرطبی)۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ۝٨٩ فرمایا (بطور تمہید تعارف کے) کیا تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہارا جہالت کا زمانہ تھا (پھر وہ اس بات سے متحیر ہوگئے کہ عزیز مصر کو یوسف علیہ السلام کے قصہ سے کیا واسطہ ہے پھر سوچا کہ شاید یہ یوسف علیہ السلام ہوں تا نکہ ان کے خواب کی تعبیر پوری ہو پھر علامات سے بھی قدرے پہچانا اور مزید تحقیق کیلئے قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ انہوں نے پوچھا کہ کیا سچ مچ آپ ہی ہیں یوسف علیہ السلام (یعنی کیا یقیناً آپ یوسف علیہ السلام ہیں) قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي فرمایا (ہاں) میں یوسف علیہ السلام ہوں (اور مزید اپنے تشخص کیلئے فرمایا) اور یہ (بنیامین) بھائی ہے میرا (تو ہم دونوں تم کو مل گئے ہیں تو اباجان کی مراد پوری ہو گئی ہے کہ (فتحسسوا من یوسف واخیہ) قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ہم پر احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے (جو کہ گنتی سے باہر ہے مثلاً ہم دونوں کو ایک جگہ اعزاز میں جمع کر دیا وغیرھا) إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ یقیناً جو شخص بچتا ہے گناہوں سے (خواہ حقوق اللہ کے قبیلہ سے ہوں یا حقوق العباد کے قبیلہ سے ہوں) اور مصائب پر صبر کرتا ہے فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝٩٠ سو یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں رائیگاں فرماتے اجر (دارین میں) ایسے متقین اور صابرین کا (پھر انہوں نے اپنے کئے پر نادم ہوتے ہوئے معذرت کی قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا کہا انہوں نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے آپ کو ہم پر وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ ۝٩١ اور ہم لوگ یقیناً غلطیوں میں مبتلا تھے (ان) مخفف من مثقلہ ہے) قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرمایا یوسف علیہ السلام نے آج کے دن سے (ہمیشہ کیلئے) تم پر (میرے طرف سے) ملامت تک نہ ہوگی (کیونکہ انہوں نے نادم ہو کر فرد جرم کا اقرار کر لیا تھا) يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ بخش دے تم کو بھی اللہ تعالیٰ (کیونکہ ہمارے معاملہ کا تعلق جیسے حقوق العباد سے ہے ویسے حقوق اللہ سے بھی ہے) وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝٩٢ اور وہ ہے سب سے زیادہ مہربان (تو جب ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ تو بطریق اولیٰ معاف کرنے والا ہے کیونکہ ہم تو بڑے محتاج ہیں وہ تو کسی شیئ کا محتاج نہیں ہے) اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا لے جاؤ یہ کرتا میرا (قیل کان ھذا القمیص ھو القمیص المتوارث الذی کان فی شکل التعویذ امرہ جبرئیل علیہ السلام بارسالہ الیہ واوحی الیہ ان فیہ ریح الجنۃ لا یقع علی مبتلی الا عوفی) فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا پھر ڈالو اس کرتہ کو اوپر چہرے باپ میرے کے ہو جائے گا آنکھوں سے دیکھنے والا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝٩٣ اور لے آؤ میرے پاس اپنے تمام گھر والوں کو (کلبی نے کہا ہے کہ ان کے اہل کے لوگ تقریباً ستر یا اسی تھے پھر جب بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے جانے لگے تھے تو چھ لاکھ اور پانچ سو اور کچھ ستر اوپر افراد تھے بوڑھوں اور ذریت کے سوا اور ذریۃ

یارہ لاکر تھے اور کہتے ہیں کہ یہودا نے سر ننگے اور پاؤں ننگے تواضعاً وہ کرتہ پیش کیا اور مصر سے کنعان تک کی مسافت کو ایسے طے کیا جو کہ اسّی فرسخ
یعنی تقریباً اڑھائی سو میل کی تھی) وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ اور جب قافلہ جدا ہوا (شہر کی آبادی سے) قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ
يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۹۴ فرمایا ان کے ابو (یعقوب علیہ السلام) نے یقیناً میں پاتا ہوں بو یوسف علیہ السلام کی اگر نہ سمجھو تم مجھ
کو ناقص العقل بوجہ بوڑھاپے کے (کہ تم کہو کہ یہ بوڑھا بہک گیا ہے) قَالُوْا ساتھ والے لوگوں نے کہا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۹۵
قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ یقیناً آپ (یوسف علیہ السلام کے ساتھ) پرانی محبت میں مبتلا ہیں (واخرج ابن جریر عن مجاهد ان الضلال هنا بمعنى
الحبّ ای انك لفی حبك القديم وفی الكبير عن قتادة ای حبك القديم وقال قتادة وسفيان لفی محبتك القديم (قرطبی) فَلَمَّآ اَنْ
جَآءَ الْبَشِيْرُ پھر جب پہنچا خوشخبری والا اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ ڈالا وہ کرتا ان کے چہرے پر فَارْتَدَّ بَصِيْرًا پھر ہو گیا یعقوب علیہ السلام
دیکھنے والا (بعد اس کے کہ تھے نابینے) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۹۶ فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہ
تھا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ۹۷ بھائیوں نے
عرض کیا کہ اے باپ ہمارا بخشوا ہمارے گناہ (ہمارے رب سے) یقیناً تھے ہم غلطی کرنے والے (یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں) قَالَ سَوْفَ
اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعاء مغفرت کی کروں گا و(سوف) للتنفيس یعنی دم لو اور تہجد کا وقت آنے
دو کذا فی الدر المنثور مرفوعا) پھر سب کے سب مصر کی طرف چلے اور ادھر سے یوسف علیہ السلام ان کی آنے کی خبر سنکر مصر سے باہر ان کے استقبال
کی یوں تیاری کی کہ دو سو اونٹ تھے اور چار ہزار عظماء اور جنود مصر کے تھے اور خود بادشاہ بھی استقبال کیلئے نکلا اِنَّهٗ هُوَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۹۸ وہی ہے بخشنے والا مہربان فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ پھر جب سب
کے سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ (تو سب سے ملکر) جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو (تعظیم کی) وَقَالَ
ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۹۹ اور کہا یوسف علیہ السلام نے سب کے سب داخل ہوں مصر میں انشاء اللہ تعالیٰ دل جمعی سے
(کہ مفارقت ختم اور قحط بھی ختم اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا) وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا
اور اونچا بٹھایا اپنے ماں۔ باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدے میں (ترجمہ شیخ الہند) (اور اسوقت یوسف علیہ السلام کی ایسی عظمت
غالب آگئی ان کے قلوب پر کہ) سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے بیان القرآن) (وفی المظهری وكان ذلك جائزا فی الامم السابقة
فنسخت فی هذه الشريعة) وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَایَ مِنْ قَبْلُ اور کہا یوسف علیہ السلام نے اے ابا جان یہ ہے
تعبیر خواب میرے کی جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا (شمس و قمر اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں) قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا میرے
رب نے اس خواب کو سچا کر دیا ہے قَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ اور احسان کیا میرے ساتھ میرے رب نے اسوقت جس
وقت مجھ کو قید سے نکالا (پھر اس کے بعد اس مرتبہ تک مجھ کو پہنچایا ہے) وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ اور تم سب کو بدو سے لے آیا (وقال ابن

Marfat.com

عباس انہ کان یعقوب علیہ السلام قد تحول الی بدا وسکنہا ومنہا قدم علی یوسف علیہ السلام وقال ابن الانباری ان (بدا) اسم موضع معروف) مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ بعد اس کے کہ فساد اور جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں (ان دو انعاموں کو ذکر کیا شکریۃً اور کنویں والا واقعہ کو ذکر نہ کیا کہ پھر وہ ملامت اور تثریب کے قبیلہ سے ہو جاتا) اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ میرا رب جو کرتا ہے اسکو اپنی تدبیر لطیف سے کر دیتا ہے اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ یقیناً وہی ہے جاننے والا (ساتھ وجوہ مصالح کے) الْحَكِيْمُ ۱۰۰ حکمت والا ہے (کہ جو کام کرتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے۔ جیسے کنویں کی جیل کے ذریعہ عزیز مصر کے گھر تک آیا وہاں سے قید میں آیا پھر اس کے ذریعہ اس مرتبت بلند تک پہنچا تو ایسا ہوا کما قال اللہ تعالیٰ (ان مع العسر یسرا) واخرج جماعۃ عن سلمان الفارسی ان المدۃ بین الرؤیا وظہور تأویلہا اربعون سنۃ واقوال اُخر) وروی ان یعقوب علیہ السلام اقام مصر اربعا وعشرین سنۃ ثم مات واوصی ان یدفنہ بالشام الی جنب ابیہ اسحاق علیہ السلام فمضی بنفسہ ودفنہ ثمہ ثم عاد الی مصر وعاش بعد ابیہ ثلاثا وعشرین سنۃ وقیل عاش یوسف علیہ السلام بعد ابیہ ستین سنۃ فلما تم امرہ تاقت نفسہ الی الملک الدائم الخالد فتمنی الموت فقال) رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ اے میرے رب آپ ہی نے مجھے سلطنت کا بڑا حصہ دیا ہے وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اور آپ ہی نے مجھ کو خوابات کی تعبیر کا علم دیا ہے اور آپ ہی نے مجھ کو مطالب احادیث انبیاء علیہم السلام کی تعلیم دی ہے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے بغیر مثال سابق کے اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۱۰۱ اور شامل رکھیئے مجھ کو کامل نیک بندوں میں (یعنی انبیاء علیہم السلام میں قولہ (توفنی) کان دعاءہ علیہ السلام منہ من قبیل تمنی الموت علی الاسلام کما قال النبی صلی اللہ علیہ والسلم (اللہم بالرفیق الاعلی) ثم مات وکان عمرہ علیہ السلام عشرین ومأۃ سنۃ (

ربط الآیات

)ختم القصۃ علی دعاء حسن الخاتمۃ۔ آگے اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کیونکہ کسی واقعہ کی خبر کیلئے ضروری ہے کہ یا خود مُخبر اس واقعہ پر موجود ہو یا کوئی اس کو خبر دے۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود نہ تھے تو پھر دوسری شق کی طرف رجوع کیا جائے گا پھر اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی تاریخ دان سے آپ کو یہ خبر ملی ہو یا وحی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہو جس پر آپ کا رسول اللہ ہونا ثابت ہو گیا جب کہ مسلمات سے تھا کہ آپ کو کسی تاریخ دان نے خبر نہیں دی تو ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے تو آپ کا رسول اللہ ہونا ثابت ہو گیا ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ یہ قصہ (عزیبہ عجیبہ یوسف علیہ السلام اور ان کے برادران کا) غیب کی ان خبروں سے ہے جو ہم نے بذریعہ وحی کے آپ کو بتلایا ہے (کیونکہ) وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ اور آپ موجود نہ تھے برادران یوسف علیہ السلام کے ہاں جس وقت انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کا کیونکہ آپ حاضر وناظر اور عالم الغیب نہیں ہیں اور اس وقت آپ اس عالم ناسوت میں نہ تھے بلکہ عالم ارواح میں تھے) وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ

Marfat.com

اور وہ (اس کے متعلق) تدبیریں کر رہے تھے (چونکہ یہود اور قریش نے ملکر آپ سے یوسف علیہ السلام کے قصہ کا سوال کیا تھا اور پھر ان کو تشفی بخش جواب ملا تاہم بھی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی کہ آپ غمگین نہ ہوں) وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ (باوجود جواب بتلانے کے) اور نہیں ہیں اکثر لوگ ایمان والے گرچہ آپ کتنا ہی چاہیں (کہ ایمان لائیں) (آگے فرماتے ہیں کہ آپ کا تبلیغ سے مقصد صرف رضاء الٰہی ہے وہ آپ کو حاصل ہے نہ مفاد دنیاوی کہ اجرت پھر ان کے نہ ماننے پر وہ فوت ہوگئی تو آپ کو غم لاحق ہو) وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور نہیں چاہتے آپ ان سے اس تبلیغ قرآن پر کوئی معاوضہ (کہ یہ بوجھل ہو رہے ہوں) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع نہیں ہے یہ قرآن مگر ایک نصیحت نامہ ہے تمام جہان والوں کے فائدہ کیلئے (تو جو نہیں مانے گا اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا)۔

ع ۱۱ ۵

نجم الآیۃ اثبات الرسالۃ وصداقت القرآن فی ضمن الاخبار بالغیب آگے نہ ماننے پر تہدید ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں (جیسے کواکب وغیرہ) اور زمین میں (جیسے جبال و بحار وغیرہا) يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا جن پر ان کا گذر رہتا ہے (یعنی ان کا مشاہدہ کرتے رہتے جو سب کے سب دال علی التوحید ہیں) وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اور وہ ان کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے (یعنی ان سے استدلال نہیں پکڑتے) وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اور نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اکثر ان کفار کے مگر وہی اکثر شریک بھی ٹھہراتے ہیں (ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خالق مانتے ہوئے پھر بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو یہ انکا ایمان باللہ کہ خالق وہی ہے کلا ایمان ہے کیونکہ عبادت تو غیر اللہ کی کرتے ہیں) اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ کیا پھر بھی مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ آ دھانکے ان کو آفت اللہ تعالیٰ کے عذاب کی (اوپر انکار توحید کے اور انکار صداقت قرآن کے اور انکار رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکار قیامت کے) اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ یا آپہنچے ان پر قیامت اچانک اور ان کو (اس کے آنے کی پہلے سے) خبر بھی نہ ہو (یعنی ان عقائد کے انکاروں پر ایسے عذاب آسکتے ہیں)۔ **نجم الآیۃ**

التهديد علی الانکار للکفار قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ فرما دیجئے یہ (توحید) راہ ہے میرا اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ بلاتا ہوں میں طرف (توحید) اللہ تعالیٰ کے درانحالیکہ میں دلیل پر قائم ہوں اَنَا میں بھی وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ اور جو میرے ساتھ ہیں وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اور پاک ہے اللہ (شریکوں سے) وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اور میں نہیں ہوں شریک بنانے والا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو) **نجم الآیۃ**

اثبات التوحید وبطلان الشرک وظیفۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن تبعہ من المؤمنین۔ آگے ان کے شبہ کا ازالہ ہے کہ بشریت منافی رسالت کے ہے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے (کوئی رسول اور نبی) مگر سب ہی مرد تھے نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ کہ ہم ان رسولوں کی طرف (جو کہ مرد تھے) وحی بھیجتے تھے مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى درانحالیکہ وہ اہل مدن اور اہل شہروں سے ہوتے تھے (باقی یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا (وجاء بکم من البدو) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اگر (بدو) کا معنی قریہ صغیرہ ہے تو پہلے شہر میں تھے بعد نبوت کے بادیہ کی طرف منتقل ہوئے کما قال ابن عباس دوسرا یہ کہ (بدو) (بدا) ایک ہے اور ابن الانباری نے کہا ہے

Marfat.com

کر (بدا) ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مشہور ہے) آگے پھر تہدید ہے بیچ ضمن تذکیر بایام اللہ کے أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ کیا (مستمر رہیں گے کفر پر) اور ملک میں پھرے چلے نہیں ہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان
سے پہلے تھے (کافر لوگ کہ ان کا کیا برا انجام ہوا بوجہ کفر کے باقی جس دنیا فانی میں مدہوش ہو کر کفر کو اختیار کیا ہے وہ سب فانی اور ہیچ ہے) وَلَدَارُ
الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا اور آخرت کا گھر تو بدرجہا بہتر ہے پرہیزگاروں کیلئے أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ کیا (بہک رہے گے تکذیب میں)
اور نہیں سمجھو گے (عقل سے کہ (ولدار الآخرۃ خیر) آگے تاخیر عذاب پر دفع شبہ کا ہے کہ پچھلے امتوں کے کافروں کو لمبی مدتیں دی گئیں تھیں کما قال اللہ
تعالی حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے رسل اللہ تعالی (علیہم الصلوات والتسلیمات قوم کفار کے ایمان لانے سے ھذا
غایۃ لامھال من کان قبلھم من الکفار) وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا اور (یہاں تک کہ) گمان کیا رسل اللہ تعالی نے کہ یہ جماعت رسل اللہ تعالی کی
جھوٹ بولے گئے ہیں (اللہ تعالی کی طرف سے عذاب کی دھمکیوں کے بارے میں فی اعتقاد قوم کفار کے یعنی اعتقاد قوم کفار یہ ہو گیا کہ ایمان کے نہ لانے
پر عذاب کی دھمکیاں اللہ کی طرف سے العیاذ باللہ محض ایک افسانہ بے بنیاد تھا) جَاءَهُمْ نَصْرُنَا تو آپہنچا ان رسل اللہ کے پاس مدد ہماری کہ فَنُجِّيَ
مَن نَّشَاءُ سو بچا گیا (ہمارے عذاب سے) جس کو ہم نے چاہا (یعنی رسل اللہ تعالی یقینا وقطعا اور مومنین بھی) وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ
اور نہیں ہٹتا عذاب ہمارا قوم مجرمین وکافرین سے **نجم الآیۃ** التہدید بالعذاب للقوم الکفار فی ضمن التذکیر بایام اللہ تعالی لَقَدْ كَانَ فِي
قَصَصِهِمْ البتہ ہے فی بیان احوال یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ قیاس اپنے احوال کا سلیم عقل والوں کیلئے (والعبرۃ
النظر فی الاحوال (الیاقوت والمرجان) وقال الراغب الحالۃ التی یتوصل بھا من معرفۃ المشاھدۃ الی مالیس بمشاھد وفی البحر انھا الدلالۃ
التی یعبر بھا الی العلم۔ واصل (اللب) الخاص من الشیء۔ آگے فضیلت قرآن کا بیان ہے۔ ابتداء میں صداقت قرآن کا بیان تھا۔ مَا كَانَ
حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ نہیں ہے یہ قرآن بنایا ہوا غیر اللہ کی طرف سے وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ولیکن موافق ہے اس کلام کے
جو اس سے پہلے ہے (یعنی آسمانی کتب کو سچا کہنے والا ہے بایں مطلب کہ انہیں کے جو مضامین قرآن مجید کے موافق ہیں تو وہی ان کے آیات غیر محرف
ہیں اور جو ان کے مضامین قرآن مجید کے مخالف ہیں تو وہ ان کے آیات محرفہ ہیں جیسے اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآیات الرجم وغیرھا کے) وَ
تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ اور تفصیل بیان کرنے والا ہے ہر بات دین کی (جو ضروری ہے بالتشریح اور بالاجمال خواہ وہ از قبیل اعتقادیات
ہوں یا عبادات ہوں یا معاملات ہوں یا از قبیل اخلاق ہوں یا معاشرات ہوں یا از قبیل حکومت وسیاسات کے ہوں پھر سیاست منزلی ہو
یا مدنی ہو یا ملکی ہو یا خارجی ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے قصہ سے بالتفصیل مفہوم ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل فی مثل ھذہ القصص مثـ
قصۃ سلیمان علیہ السلام ومن قصۃ ذی القرنین ؏ وَهُدًى اور راہ بتلانے والا ہے (تاکہ ضلالت سے بچاؤ ہو سکے) وَرَحْمَةً اور رحمت ہے
(اس پر عمل کرنے والوں کیلئے) لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ قوم مومنین کیلئے (کہ قرآن سے فوائد مومنین کو حاصل ہوں گے) عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علموا ارقاءکم سورۃ یوسف فانہ ایما مسلم تلاہ وعلمہ اھلہ وما ملکت یمینہ ھون اللہ علیہ سکرات الموت واعطاہ القو

Marfat.com

ان لایحسد مسلما۔ وقال وھب بن منبہ ان اللہ تعالی لم ینزل کتابا الا وفیہ قصۃ یوسف تامۃ کما ھی فی القرآن اللّٰھم زحزحنا عن النار وادخلنا الجنۃ بغیر حساب وصل اللّٰھم علی سیدنا محمّد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الرعد مدنیۃ

وھی ثلاث واربعون آیۃ وقیل مکیۃ غیر آیتین من قولہ تعالی ولا یزال الّذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ الی آخرھا وقولہ تعالی ویقول الذین کفروا الی ومن عندہ علم الکتاب فانھما مدنیتان **وکلماتھا** ثمانمأۃ وخمس وخمسون و**حروفھا** ثلاثۃ آلاف وخمسماۃ وستۃ احرف وقیل ھذہ السورۃ مدنیۃ و**نزلت** بعد سورۃ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم واخرج ابن ابی شیبۃ فی الجنائز انہ کان یستحب اذا حضر المیت ان یقرأ عندہ سورۃ الرعد فان ذلک یخفف عن المیت وانہ اھون یقبضہ وایسر لشانہ **وجہ المناسبت** لما قبلھا انہ تعالی قال فیما قبلھا (وکاین من آیۃ فی السمٰوت والارض یمرّون علیھا وھم عنھا معرضون) فاجمل اللہ تعالی الآیات السماویۃ والارضیۃ ثم فصّل جلّ شانہ ذالک اتم تفصیل فی ھذہ وایضا فی کل من السورتین ما فیہ تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما فیہ صداقت للقرآن المجید ★ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۝

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ یہ آیات کریمہ آیات ہیں کتاب کے یا سورت کے **وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ** اور جو کچھ نازل کیا جاتا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے سو وہ عین حقیقت ہے (نفس الامر میں) (تو اس کا مقتضاء یہ ہے کہ سب کے سب اس کو مانتے) **وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝** ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے (اس حق المبین کو) **نتجہ الآیۃ** بیان صداقت القرآن اثبات توحید کا بیان ہے **اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا** اللہ تعالی وہ ایسا (قادر ہے) کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستونوں کے اونچا کھڑا کر دیا (جیسا کہ) تم بھی بغیر ستونوں کے اس کو دیکھ رہے ہو (تو یہ اس کی قدرت باہرہ تمہاری بھی مشاہدہ ہے) (عمد) بمعنی دعائم جمع عماد وایراد صیغۃ الجمع لجمع السمٰوات) **ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ** پھر قائم ہوا ای جلوہ گر

Marfat.com

ہوا عرش پر (جیسا کہ اس کے شان شایان کے لائق ہے یعنی احکامات عرشی کا اجراء فرمایا آسمانوں پر والعلم عند اللہ) قال العلماء ان الاستواء علی العرش صفۃ اللہ تعالی بلا کیف) وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور سورج اور چاند کو مذلل کر دیا اور چلا دیا كُلٌّ يَّجْرِيْ ہر ایک (اپنے مدار میں) چلتے رہتے ہیں لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ایک وقت متعین میں (کالسنة للشمس والشهر للقمر) يُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہی اللہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (یعنی تمام کا نظام اس کی قدرت میں جکڑا ہوا ہے) يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ صاف صاف بیان کرتا ہے دلائل (امور تشریعیہ کے اور امور تکوینیہ کے) لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کر لو (کہ جو ذات قادر مطلق ہے اس کے آگے کونسا مستبعد ہے دوبارہ ہم کو پھر ایسا بنانا جیسا کہ ہم پہلے تھے) **نجم الآیۃ** بیان اثبات البعث عقب اثبات القدرۃ الکاملۃ - آگے شواہد و دلائل علویہ کے بعد دلائل سفلیہ کا بیان ہے

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ اور وہ وہ ذات ہے جس نے پھیلا دیا ہے زمین کو (طولا وعرضا) (اَلْمَدُّ) هو البسط الى ما لا يدرك منتهاه ففيه دلالة على بعد مدارها وسعة اقطارها (وقيل كانت الارض مجتمعة فدحاها من مكة من تحت البيت وقيل كانت مجتمعة عند بيت المقدس في شكل الفهر (اى دَوَّرَ) ثم جيئت من تحت البيت ثم بسطت طولا وعرضا شرقا وغربا شمالا وجنوبا) اى قيل لها اذهبى كذا وكذا وهو المراد بالمدّ - وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا اور پیدا کئے زمین میں پہاڑ اور نہریں وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ اور پیدا کئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم (باعتبار رنگ کے مثلاً سفید اور سیاہ اور باعتبار ذائقہ کے مثلاً میٹھا اور کھٹا یا کڑوا یا باعتبار جسم کے جیسے چھوٹا اور بڑا یا باعتبار کیفیت کے جیسے گرم اور سرد **خلاصہ** اس زمین سے طرح طرح کے پھل پیدا کئے اور ہر ایک پھل کے دو دو قسم پیدا کئے یا صرف دو دو پیدا کئے پھر ان کو پھیلایا یا معنی ہے کہ پیدا کئے ہر قسم کے پھلوں سے نر اور مادہ صرف دو عدد پھر ان کو پھیلایا

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ڈھانکتا ہے رات کو دن پر یا معنی ڈھانکتا ہے رات پر دن کو (گویا کہ لیل و نہار بھی ایک زوجین کا قسم ہے) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ یقیناً ان سب خلائق میں دلائل برہانیہ ہیں (اوپر وحدت ذات عز اسمہ کے) لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ برائے فائدہ اس قوم کے جو فکر کرتی ہے (یعنی اپنے عقل کو جانبین میں متحرک کرتی ہے یعنی اس طرف کہ ان کے پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ تعالی ہیں یا العیاذ باللہ متعدد الٰہ ہیں تو تعدد الہ کی صورت میں تطارد اور توارد اور تمانع لازم آئے گا جو کہ عقلا ممتنع ہے تو ثابت ہو گیا برہان تمانعی سے بطلان تعدد آلہ کا کما مرّ)

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ اور بیچ زمین کے مختلف ٹکڑے ہیں ایک دوسرے کے قریب (یعنی زمین باوجود ایک شکل ہونے کے ٹکڑے ٹکڑے ہے باعتبار مختلف الاثر ہونے کے تو یہ بھی اسکی قدرت باہرہ پر دلالت ہے) وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ اور (زمین میں) باغات ہیں انگوروں کے وَزَرْعٌ اور (زمین میں) کھیتیاں ہیں وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ اور (زمین میں) کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی ہیں (یعنی کھجور (کے درخت) ہیں جن میں بعض تو ایسے ہیں کہ ایک تنہ اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں) وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ اور (کھجوریں ہیں) جو نہ ملی ہوئی ہیں (یعنی بعض ایسے ہیں جو دو تنے نہیں ہوتے بلکہ جڑ سے شاخوں تک ایک ہی تنہ ہوتا ہے) يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ یہ سب ایک ہی طرح کے پانی سے پلائی جاتی ہیں وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اور ہم فوقیت دیتے ہیں ایک کو دوسرے پر پھلوں اور میووں میں

Marfat.com

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ یقینا ان سب میں دلائل برہانیہ ہیں (اوپر توحید عزاسمہ کے) لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ برائے فائدہ سمجھدار لوگوں کے۔
نجم الآیۃ اثبات التوحید بالدلائل السماویۃ والارضیۃ (آگے منکرین توحید ومنکرین قیامت کی غباوت کا بیان ہے کہ یہ بالکل لا یعقل
ہیں آخرت اور توحید کے سمجھنے سے) وَاِنْ تَعْجَبْ اور اگر آپ متعجب ہوں (ان کے انکار توحید پر باوجود دلائل مشاہدہ کے) فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
تو زیادہ تعجب والا ہے ان کا یہ کہنا (اوپر انکار قیامت کے) ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا جبکہ ہم ہو جائیں گے بالکل مٹی تو کیا ہم نئے
سرے سے بنائے جائیں گے (اذا کنا الخ) بدل من (قولھم) **نجم الآیۃ** انکار توحید اور انکار قیامت عقل کے خلاف ہے ۔
آگے ان کی سزا کا بیان ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہی منکرین توحید ومنکرین قیامت وہی ہیں جو انکار کر لیا ہے (قدرت) رب
اپنے کا وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اور یہ وہی لوگ ہیں جو طوق ہوں گے ان کے گردنوں میں (دن قیامت کے) وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اور یہی لوگ ہیں نار والے جو کہ نار میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے **نجم الآیۃ** نتیجۃ المنکرین
للتوحید والقیامۃ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ اور یہی لوگ تقاضا کرتے ہیں آپ سے مصیبت کا پہلے (ختم ہونے
میعاد) عافیت کے (یعنی اگر آپ نبی اللہ ہیں تو عذاب کیوں لاؤ ہم نہیں آپ کو مانتے) وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ حالانکہ گذر
چکے ہیں ان سے پہلوں میں واقعات عقوبت کے جو ان کے مثل تھے تکذیب میں (تو ان پر نزول عذاب کا مستبعد نہیں ہے چہ جائیکہ یہ خود عذاب کو
مانگتے ہیں تو بطریق اولی عذاب واقع ہو سکتا ہے ولیکن رب آپ کا جلدی نہیں کر رہا کیونکہ) وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى
ظُلْمِهِمْ اور یقینا رب آپ کا درگذر کرنے والے ہیں لوگوں سے باوجود ان کے ظلم کے وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اور یقینا رب
آپ کا سخت عذاب والا بھی ہے (ظالموں پر) **نجم الآیۃ** بیان الاستدراج للمنکرین ۔ آگے کفار کی جرأت علی انکار الرسالت
کا بیان ہے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اور کہتے ہیں کافر لوگ کیوں نہیں اتاری جاتی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پر ان کے رب کی طرف سے نشانی (جو ہم مانگے ہیں) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (جوابا فرما دیجئے) آپ تو ڈرانے والے ہیں (نہ ماننے والوں
ع کو نشانی اقتراحی کا لانا آپ کے ذمہ نہیں ہے) وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اور ہر قوم کیلئے راہ بتلانے والے آئے ہیں (تو آپ بھی ان کو راہ بتلانے والے ہیں)
نجم الآیۃ بیان جرأتھم علی انکار الرسالۃ ۔ پہلے وسعت قدرت کا بیان تھا جس سے اثبات بعث الموت کا ثبوت تھا آگے وسعت علمی
کا بیان ہے جو کہ لوازمات اثبات بعد الموت کے ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى اللہ تعالی جانتا ہے جو پیٹ میں اٹھاتی ہے ہر مادہ وَمَا
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اور جو سکڑواتے ہیں پیٹ وَمَا تَزْدَادُ اور بڑھتے ہیں (یعنی اللہ تعالی جانتا ہے جو حمل میں ہوتا ہے بچہ ہے یا بچی ہے اور جو رحم میں
حمل کی کمی ۔ بیشی ہوتی ہے کہ خدیج ہے یا پورا انسان ہے الخ) وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ اور ہر چیز اللہ تعالی کے ہاں ایک
خاص انداز سے ہے (تو حمل میں بھی جو کچھ ہے ایک خاص انداز حکمت سے ہے تو جیسے انسان کے پیٹ میں جو ہے وہ اللہ تعالی کو معلوم ہے اور
خاص انداز سے ہے ویسے زمین کے پیٹ میں جو مردے ہیں وہ سب اللہ تعالی کو معلوم اور خاص انداز سے ہیں **نجم الآیۃ**

Marfat.com

وسعت علم باری تعالیٰ کا بیان ۔ آگے مزید وسعت علمی کا بیان عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ جاننے والا ہے تمام پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر کا الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ۝ سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے (یعنی مخلوقات کے صفات سے بڑا اور بلند ہے بنا بریں نہ اس کیلئے کوئی اولاد ہے اور نہ اس کے لئے انسانی عضو جیسا کوئی عضو ہے) سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ برابر ہے تم میں سے جو چپکے سے بات کہے وَمَن جَهَرَ بِهِ اور جو پکار کر کہے وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ اور (برابر ہے تم میں سے) جو رات کو کہیں چھپ جائے وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ۝ اور (جو) ظاہر ہے دن میں نجم الآیۃ بیان وسعت العلم للہ تعالیٰ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ واسطے انسان کے پہرے والے ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے (صبح و شام کو) مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ کچھ آگے انسان کے ہوتے ہیں اور کچھ پیچھے اس کے يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ حفاظت کرتے رہتے ہیں انسان کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے (بہت سے مصائب سے) إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں تغیر کرتا کسی قوم کی (اچھی) حالت کو حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدلتے (یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت امن و عافیت کو آفت و مصیبت سے اس وقت تک تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اعمال و اعتقادیات کو برائی میں تبدیل نہ کرے (اس آیت میں اشارہ مجموع قوم پر عذاب کے نزول کی طرف ہے) وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ اور جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنے کا (بوجہ اس کی تبدیلی اچھی حالت کے) تو پھر اس مصیبت کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ۝ اور نہیں ہوتا اس قوم کیلئے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی مدد کرنے والا (کہ ان کی مصیبت کو دفع کرے) نجم الآیۃ بیان الحفاظت والتہدید علی الانکار * نعم و نقم کے بیان کے بعد نمونہ نعم و نقم کا بیان هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ وہ وہی (ذات عالی شان) ہے کہ دکھلاتا ہے تم کو بجلی (کی چمک بوقت بارش کے) خَوْفًا (اس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے وَطَمَعًا اور اس سے (بارش کی) امید بھی ہوتی ہے وَيُنشِئُ السَّحَابَ اور وہ بلند کرتا ہے بادلوں کو الثِّقَالَ۝ جو کہ (پانی سے) بھاری ہوتے ہیں وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ اور تسبیح بیان کرتا ہے رعد فرشتہ جو کہ ملتبس ہوتی ہے ساتھ حمد اللہ تعالیٰ کے (کہ کہتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول سبحان من یسبح الرعد بحمدہ و اذا اشتد یقول اللھم لا تقتلنا بغضبك ولا تھلکنا بعذابك وعافنا قبل ذلك ۔ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ اور (تسبیح بالتحمید بیان کرتے ہیں) دوسرے فرشتے (جو رعد فرشتہ کے اعوان ہیں) اس کے ڈر اور ہیبت سے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ اور بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ کڑک بجلیاں (زمین کی طرف) فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ پھر گرا دیتا ہے وہ کڑک بجلیاں جس پر چاہتا ہے وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ اور (کفار) لوگ جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں (باوجود اس کے عظیم الشان ہونے کے) وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ۝ ۱۳ حالانکہ وہ شدید القوت ہے ، شدید الاخذ ہے نجم الآیۃ اثبات التوحید فی ضمن کمال القدرۃ و تسبیح الملائکۃ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ اسی کیلئے خاص ہے پکارنا برحق وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں (اپنے حوائج و مصائب میں) لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ سو وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ

Marfat.com

إِلَى الْمَآءِ مگر جیسے کسی نے پھیلا دئے دونوں ہاتھ اپنے پانی کی طرف لِيَبْلُغَ فَاهُ کہ آپہنچے وہ پانی (جوکہ مثلاً کسی کنوئیں میں ہے) وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ
اور نہیں ہے وہ پانی کہ پہنچے اس آدمی تک (از خود) تو جیسے پانی انکی درخواست کے پورے کرنے میں عاجز ہے کہ از خود وہ پانی اس کے ہاتھوں تک یا منہ
تک پہنچ جائے اسی طرح ان کے معبود بھی عاجز ہیں کہ ان کی درخواست پورے کریں جتنا بھی ان کو پکاریں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ) وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝١٤ اور نہیں پکارنا کافروں کا (اپنے معبودان کو) مگر خسارہ میں اور گمراہی میں **نجم الآية** غیر اللہ کے آگے سر خم کرنا بے
اثر ہے بلکہ ضلالت ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کے آگے سر خم کرنے کے باثر ہونے کا بیان ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور
خالص اللہ تعالیٰ کے آگے سر خم اور سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں (من الملائکۃ) اور جتنے زمین میں ہیں (من الثقلین) طَوْعًا خوشی سے (جیسے مؤمنین)
وَّكَرْهًا اور زور سے (جیسے منافقین کہ تلوار کے ڈر سے اور کفار کہ بوقت موت کے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے اپنا سر خم کرتے ہیں ولیکن ان کا سر خم مقبول نہیں ہے)
وَّظِلٰلُهُمْ اور سایہائے ان کے (یعنی جن کے سایہائے ہیں جیسے انسان کہ ان کے سایہائے بھی سر خم ہیں) بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝١٥ السجدة صبح
اور شام کے وقتوں میں (ان دو وقتوں کی تخصیص کا **مطلب** یہ ہے کہ ان دو وقتوں میں سایوں کا ظہور زیادہ ہوتا ہے ورنہ ان دو وقتوں کے علاوہ بھی تو
سایہ ہوتا ہے (والآصال) جمع اصیل وهو ما بین العصر والمغرب وجآء فی سورة الحج (الم تر ان الله یسجد له من فی السموات ومن فی الارض
والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس) ثم قیل وسجود الشمس میلها من الاستواء الی الغروب وهی عند الطلوع
شبهت بالقاعد وعند الاستواء کالقائم وعند الدلوك کالراکع وعند الغروب بالساجد **نجم الآية** حصر السجدة فی ذات الله تعالیٰ
آگے بیان ہے کہ تمام مظروف کے ظرفوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہیں قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرما دیجئے یعنی ان سے پوچھئے کہ کون ہے رب
آسمانوں کا اور زمین کا (یعنی اجرام و اجسام علویہ و سفلیہ کا رب کون جو کہ ظرف ہیں ان مظروفات کے جن کے ذکر آیا ہے) قُلِ اللّٰهُ فرما دیجئے
کہ اللہ تعالیٰ (ان کے رب ہیں چونکہ جواب یہ جو دیا گیا ہے متعین ہے اس لئے آپ جواب دیجئے کفار جواب سے خاموش ہیں گو [illegible] پر اتمام حجت کا ہو جائے گا)۔
قُلْ آپ (ان کو) فرمائیں (کہ دلائل توحید کے منکر) اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ کیا پھر بھی تم نے پکڑے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں
کو مددگار لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا جو مالک نہیں ہیں اپنے لئے جلب نفع کے اور نہ دفع ضرر کے (تو تمہاری کیسے مدد
کر سکیں گے نفع اور نقصان میں) قُلْ آپ فرما دیجئے (ان کو برائے اظہار فرق درمیان اہل شرک اور اہل توحید کے تاکہ یہ فرق بمنزلہ محسوس اور
مشاہد کے ہو جائے) هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى کیا برابر ہے اندھا (جو کہ مشرک ہے کیونکہ وہ بمنزلہ اندھے کے ہے) وَالْبَصِيْرُ اور آنکھوں والا
(جو کہ موحد ہے کیونکہ وہ بمنزلہ دیکھنے والے کے ہے) تو یہ مثال مشرک اور موحد کی ہے آگے مثال خود شرک اور توحید کی ہے اَمْ هَلْ تَسْتَوِي
الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ یا کہیں برابر ہیں اندھیرے اور روشنی (یعنی شرک اور توحید برابر نہیں ہیں) اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ کیا انہوں نے
ٹھیرائے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ کہ ان شرکاء نے بھی پیدا کیا ہو (کوئی شیئ) مثل پیدا کرنے اللہ تعالیٰ کے (جیسا کہ
ان کے مسلمات سے ہے کہ رب السماوات والارض اللہ تعالیٰ ہیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے خالق ان کے معبودان ہوں) فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ پھر ان کو (دونوں کا) پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو (تو اس سے انہوں نے استدلال پکڑا ہو کہ جیسے اللہ معبود برحق ہے بوجہ خالق ہونے
کے تو ان کے معبود ان بھی معبود ان برحق ہیں بوجہ خالق ہونے کے تو ایسا نہیں ہے کما قال اللہ تعالی) قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فرما دیجئے آپ
کہ اللہ تعالی ہی ہیں خالق ہر شیئ کے (نہ ان کے معبود ان کہ کسی شیئ کے بھی خالق نہیں ہیں) وَّهُوَ الْوَاحِدُ اور وہی ہے (اپنی ذات وصفات کمال میں) اکیلا
الْقَهَّارُ ۱۶ (تمامی مخلوقات پر) غالب ایسا غالب کہ ہر چیز اس کے سامنے بےبس ہے تو جو صفات لوازمات عبادت ہیں ان میں اللہ تعالی اکیلا ہے
تو صرف اللہ تعالی معبود برحق ہے اُن کے معبود کسی میں بھی صفات کمال کے جو لوازمات عبادت ہیں موجود نہیں ہیں تو اس کے سوا کوئی بھی معبود برحق
نہیں ہے تو ثابت ہوگیا (لا الہ الا ہو) **نتیجۃ الآیۃ** حصر العبادۃ فی ذات اللہ تعالی فی ضمن حصر الخالقیت فی ذات اللہ تعالی ــــ

آگے حق اور باطل کی مثال باعتبار اضمحلال باطل کے اور احقاق حق کے ہے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اللہ الواحد القہار) اتارا آسمان سے پانی کو
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا پھر بہنے لگے نالے (یعنی پانی نالوں کا) بمقدار نالوں کے (اگر نالہ چھوٹا ہے تو پانی اس میں تھوڑا ہوگا اگر بڑا ہے تو
پانی زیادہ ہوگا) ایسی مثال ہے وحی کی جو اوپر سے اتری پھر جیسے جیسے سینوں کی فراخی۔ تنگی ویسے ہی ان کے سینوں میں وحی کی مقدار کہ علماء کے
سینے وحی کیلئے بمنزلہ ظروف اور نالوں اور برتنوں کے ہیں) فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا پھر بہا لایا سیلاب (کا پانی) جھاگ کو پھولا
ہوا (تو جھگ (جو کہ خس وخاشات) سے پھولی ہوئی پانی کی سطح کے اوپر آرہی ہوتی ہے یہ بمنزلہ ان شبہات کے ہے جو وحی میں وساوس شیطانی سے
ہوتے ہیں) یہ مثال پانی کی ہے جس میں جھگ اور خس وخاشات اوپر اوپر پانی کے ہوتی ہے۔ آگے مثال دھات کی اور اس میں جو جھگ ہوتی ہے اس
کی ہے (دھات) وہ چیز ہے جو پگھلنے سے پگھل جائے جیسے سونا۔ چاندی۔ سٹیل۔ تانبا۔ کلّی۔ لوھا۔ فولاد۔ جست وغیرھا جن سے اسباب
اور نفع کی چیزیں تیار ہوتی ہیں) وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ اور جن دھاتوں کو گرم کرتے ہیں نار میں رکھکر ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ
مَتَاعٍ بوجہ بنانے زیور کے یا اسباب (نفع کے) جیسے سونا چاندی سے زیورات بنائے جاتے ہیں ان کو پگھال کر اور جیسے لوہ سے دروازے۔ گاڈر
ٹیر وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اور جیسے سٹیل کے کئی قسم کے برتن وغیرھا بنائے جاتے ہیں الخ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ (انہیں دھاتوں میں پگھلنے کے بعد
جھگ ایسے اوپر آجاتی ہے جیسے کہ پانی کی جھگ اوپر آجاتی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ
تو شاید دوسری مثال فطرت سلیمہ کی ہو کہ سلیم الطبع کو بھی وساوس شیطانی آتے ہیں تو وساوس بمنزلہ جھگ اور خس وخاشات کے ہیں
اور فطرت سلیمہ کا مرکز صدور اور قلوب انسانی ہیں تو مظروف اور ظرف دونوں کی مثالیں ہیں كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
اسی طرح مثال بیان کرتا ہے اللہ تعالی حق کی اور باطل کی (کہ حق بمنزلہ اصل پانی کے ہے اور بمنزلہ اصل دھات مثلا سونا۔ چاندی کے ہے اور
باطل یعنی وساوس شیطانی بمنزلہ جھگ اور خس وخاشات کے ہیں) فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً سو وہ جھاگ (خواہ پانی کے اوپر
ہو یا دھات کے اوپر ہو) تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر (یعنی جو میل کچیل جھگ کی شکل میں ہوتی ہے تو وہ چلی جاتی ہے پھینکی ہوئی) وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور جو چیز کہ نفع دیتی ہے لوگوں کو (خواہ خالص پانی ہو یا دھات خالص ہو) فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ سو وہ

Marfat.com

زمین میں ٹھیری رہتی ہے (اگر وہ پانی ہے تو زمین کو صحیح طریقہ سے سیراب کرتا ہے اور اگر وہ دھات ہے تو اس سے اسباب صحیح طور پر تیار ہوتے ہیں تو ایسے وحی ہے کہ اس کا اصل مطلب سینے اور قلوب میں راسخ ہو جاتا ہے اور وساوس شیطانی تو وہ دور ہوتے ہیں بفضل اللہ تعالی قلوب راسخین فی العلم سے) كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۱۷ جیسے اللہ تعالی نے یہاں پر دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ویسے بیان فرماتے ہیں اللہ تعالی (ہر ضروری مضمون کی) مثالیں - پھر دو مثالیں بیان کرنے کے بعد آگے ممثلین لہما کا نتیجہ بیان فرماتے ہیں کہ جنہوں نے وساوس شیطانی جو بمنزلہ جھاگ کے ہیں ان کو دور کر لیا اور وحی کو جو بمنزلہ اصل پانی کے ہے اپنے سینہ میں راسخ کر لیا ان کیلئے جنت ہے اور جنہوں نے شبہات اور وساوس شیطانی کو جگہ دیا اپنے سینوں میں اور فطرت اصلی جو سلیم ہے اس کو ضائع کر دیا تو ان کیلئے جہنم ہے قال اللہ تعالی لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ جنہوں نے مان لیا حکم رب اپنے کا (باعتبار اعتقادیات کے اور اعمال فرعیہ کے اور معاشرات کے اور سیاسیات کے) الْحُسْنٰى ان کے واسطے بھلائی ہے یعنی جنت وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ تو وہ (قیامت کے دن میں) تمنا کریں گے کہ کاش کے ہوان کے ملک میں جو کچھ کہ زمین میں ہے تمام کا تمام بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو لَافْتَدَوْا بِهٖ تو سب کا سب دیدیویں اپنے بدلہ میں (تاکہ فدیہ اور بدلہ دیکر اپنی رہائی کرالیں عذاب الٰہی سے) لیکن یہ تمنا خاک میں رہے گی کیونکہ) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ان لوگوں کیلئے سخت حساب ہوگا وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۱۸ اور بری جگہ آرام کی (وہ جہنم ہے) تمم الآیۃ نتائج فریقین کا بیان آگے فریقین کے درمیان فرق کا بیان اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ بھلا جو شخص کہ جانتا ہے کہ جو کچھ اترا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے الْحَقُّ وہ برحق ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى برابر ہو سکتا ہے اس کے جو کہ اندھا ہے (تو دونوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا کہ بصیر اور اعمی کے درمیان فرق ہے مگر اس فرق کو) اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۱۹ یقینا سمجھتے ہیں وہ لوگ جو صاحب عقل سلیم کے ہیں۔ آگے سلیم عقل والوں کے صفات کا ذکر ہے۔ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالی کے عہد و عقد کو (جو ازل میں کیا ہے یا بوقت اسلام لانے کے جو حکما عہد ہو گیا ہے کہ تمام حکموں کو مانیں گے) وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۲۰ اور نہیں توڑتے اس عہد و عقد کو (وھو تعمیم بعد التخصیص فی شکل النفی) وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس کو جو اللہ تعالی نے امر فرمایا ہے کہ اس کو ملایا جائے (یعنی یہ کہ صلہ ارحام کی جائے اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو مانا جائے کہ ان میں تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو تو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے جیسے یہود کہ موسی علیہ السلام کو مانتے ہیں اور نصاری کہ عیسی علیہ السلام کو مانتے ہیں اور ہر ایک فرق والے دوسرے کو نبی نہیں مانتے اور دونوں فرقوں والے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو نہیں مانتے ہیں) وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے (یعنی ان کی دل میں اللہ تعالی کی ہیبت اور عظمت اور جلال کا جلوہ رہتا ہے) وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۲۱ اور ڈرتے رہتے ہیں برے حساب سے وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اور جو لوگ مضبوط رہتے ہیں اوپر طلب رضاء رب اپنے کے (کہ ہر کام میں طالب رضاء الٰہی ہوتے ہیں) وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور سیدھا کرتے ہیں نماز کو

Marfat.com

(جیساکہ سیدھا ہوتا ہے تیر ۔ سیدھائی تیر کی عرب میں ضرب المثل تھی جیساکہ آج کل فی زمانتا بندوق کی نالی سیدھائی میں ضرب المثل ہے)
وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ اور خرچ کرتے ہیں ہمارے دیئے ہوئے سے بعض کو سِرًّا پوشیدہ وَّعَلَانِيَةً اور ظاہرا وَّيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ اور ٹال دیتے ہیں حسن سلوک سے بدسلوکی کو (یعنی برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں) اُولٰٓئِكَ ایسے نوصفات عالیہ والے لَهُمۡ
عُقۡبَى الدَّارِ ۝٢٢ ان کیلئے اچھا نتیجہ ہے اس دار میں آنے کا (کہ اس دنیا سے اچھا نتیجہ لیکر گئے ۔ آگے اس اجمال کی تشریح ہے کہ) جَنّٰتُ عَدۡنٍ
يَّدۡخُلُوۡنَهَا باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے کہ ان میں داخل ہوں گے وہ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ بمع ان کے آباء وامہات کے (قولہ
من آبائهم) جمع ابوی کل واحد منہم فکانہ قیل من آبائهم وامهاتهم وَاَزۡوَاجِهِمۡ اور بمع خاوندوں کے اور بیویوں کے وَذُرِّيّٰتِهِمۡ
اور بمع اولادوں کے جو کہ جنت میں داخل ہونے کی صلاحیت رکھیں گے (یعنی مؤمن ہوں گے تو ان اوصاف والوں کے درجہ پر ہوں گے ان کے یہ
اقربا ، بوجہ ان کی سفارش کے ولیکن سفارش کا فائدہ ایمان پر موقوف ہے نہ انساب پر) وقال الزجاج (الواو بمعنی مع) وَالۡمَلٰٓئِكَةُ
يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ۝٢٣ اور فرشتے آتے ہوں گے ان کے پاس ہر (سمت) کے دروازہ سے سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ سلامت رہو گے
تم (ہر آفت سے) بِمَا صَبَرۡتُمۡ بدلے مضبوط رہنے کے (دنیا میں دین اسلام پر) فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ۝٢٤ سو کیا خوب ہے انجام گھر کا یا
انجام کا گھر (وقال مقاتل يدخلون عليهم في مقدار يوم وليلة من ايام الدنيا ثلاث مرات معهم الهدايا والتحائف ۔ سعداء کے ذکر کے
بعد اشقیاء کا ذکر ہے فرمایا) وَالَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ اور جو لوگ توڑتے ہیں عہد اللہ تعالیٰ کا بعد مضبوط کرنے اس کے
وَيَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ اور توڑتے ہیں اس چیز کو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو ملایا جائے (جیسے ایمان
بجميع الانبياء علیہم السلام اور صلۃ الارحام) وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اور فساد کرتے ہیں ملک میں (کہ خون ریزیاں کرتے ہیں اور چوریاں
کرتے ہیں اور زنا کرتے ہیں اور لوگوں میں بدامنی پھیلاتے ہیں الخ) اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ ایسے صفات والوں کیلئے رحمت الٰہی سے دوری
ہے وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ۝٢٥ اور ان کیلئے برا نتیجہ ہے اس دار دنیا میں آنے کا ۔ آگے ازالہ شبہ کا ہے کہ کافروں کو دنیا میں جو ثروت مالی ہے یہ دلیل رحمت
الٰہی کی نہیں ہے کیونکہ امور تکوینی دنیاوی مشیۃ الٰہی پر موقوف ہیں جن میں رضاء الٰہی کا ہونا ضروری نہیں ہے تا نکہ ثروت مالی دلیل رضاء الٰہی کی ہو فرمایا
اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہتا ہے (تو مشیت الٰہی میں رضاء الٰہی لازم نہیں ہے تو کافروں
کا مالدار ہونا دلیل رضاء الٰہی کی نہیں ہے) وَيَقۡدِرُ اور بقدر کفایت کے (رزق دیتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے تو بعض مسلمانوں پر جو تقتیر رزق
کی ہے یہ دلیل ناراضگی کی نہیں ہے (روح) وَفَرِحُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا اور کفار لوگ دنیوی زندگی کے (عیش وعشرت پر) اتراتے ہیں (یعنی
اکڑ اور کبر کی خوشیاں کرتے ہیں (حالانکہ ان کا اسپر کبر کرنا اور اترانا غلط ہے کیونکہ) وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا اور نہیں ہے حیاتی دنیوی (اور اس
کل دنیا کا متاع اسباب) فِى الۡاٰخِرَةِ مقابلہ آخرت کے اِلَّا مَتَاعٌ ۝٢٦ مگر ایک متاع حقیر (جیسے ایک پیالہ بمقابلہ کل اشیاء کے جیسے
ان دو کا تقابل میں کوئی توازن نہیں ویسے کل دنیا کے متاع واسباب کا آخرت کے ایک پیالہ کے مقابلہ میں کوئی توازن نہیں ہے تو کافروں کا

دنیوی عیش و عشرت پر اکڑنا اور اترانا فضول ہے (نجم الآیۃ) بیان حقارۃ متاع الدنیا فی جنب الآخرۃ - آگے بیان ہے کہ کافر
لوگ دنیا کی عیش و عشرت کی مستی میں آکر تکبرا کہتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
رَّبِّهٖ اور کہتے ہیں کافر لوگ (تکبرا و عنادا) کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ پر ان کے رب کی طرف سے معجزہ (مقترحہ یعنی وہ معجزہ جو ہم کہتے ہیں جیسا
کہ کہتے تھے کہ (اسقط السماء علینا کسفا) تو اس کے جواب میں فرمایا کہ معجزات منہ مانگے پر ان کا ایمان موقوف نہیں ہے بلکہ ان کا ایمان مشیت
الٰہی پر موقوف ہے) قُلْ إِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ فرما دیجئے اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جس کو چاہے (اور اللہ تعالیٰ کی عدم
مشیت ان کی ہدایت کے بارے میں بوجہ عدم طلب ہدایت کے ہے) وَيَهْدِيْٓ إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝۲۷ اور اپنی ذات تک پہنچنے کے راستے
کھول دیتا ہے اس پر جو دل کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اس کی طرف الَّذِينَ اٰمَنُوا بدل من (اناب) بدل کل من کل یعنی وہ لوگ منیب ہیں جنہوں
نے ایمان لایا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اور اطمینان حاصل کرتے ہیں ان کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور یاد سے (واطمینان
القلوب) سکونها بعد الاضطراب من خشیة اللہ تعالی - أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝۲۸ توجہ سے سن لو کہ خالص اللہ تعالیٰ کے
ذکر سے چین پاتے ہیں قلوب اور دلیں کما قال اللہ تعالیٰ (ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ) یعنی خشیۃ الٰہی سے جو اضطراب پیدا ہوتا ہے
وہ رحمت الٰہی کی یاد سے اطمینان پاتا ہے) الَّذِينَ اٰمَنُوا بدل من (القلوب) یعنی قلوب (الذین آمنوا) والمعنی دلیں ان لوگوں کی (جو مطمئن
ہیں ذکر اللہ پر) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور کئے کام اچھے آگے ان کی جزاء کا بیان ہے طُوبٰى لَهُمْ خوشحالی ہے ان کیلئے (دنیا میں) وَحُسْنُ
مَاٰبٍ ۝۲۹ اور نیک انجامی ہے (آخرت میں) کما قال اللہ تعالیٰ (فلنحیینه حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون) وقال
ابن عباس طوبی اسم الجنة بالحبشية وقيل شجرة في الجنة اصلها في قصر النبي صلی اللہ علیہ وسلم ثم تنقسم فروعها على منازل اهل
الجنة كما انتشر منه العلم والايمان على جميع اهل الدنيا (نجم الآیۃ) بيان الفضائل الذكرية في تضاعيف المضامين التوحيدية
والرسالتية والقرآنية والقيامتية كَذٰلِكَ أَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ أُمَمٌ مثل اس ارسال عظیم الشان کے
(جس کا معجزہ ایسا طوبی والا ہے) ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور امم بہت سی گذر چکی ہیں
لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ تاکہ آپ پڑھ کر سناویں ان کو وہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے
(یعنی جیسے جنت میں آپ کا بڑا معجزہ درخت طوبی والا ہے ویسے اس دنیا میں آپ کا سب معجزات سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے) وَهُمْ يَكْفُرُونَ
بِالرَّحْمٰنِ اور یہ کفار (بدقسمت) بڑے رحمت والے سے کفر کرتے ہیں (کہ قرآن پر جو کہ آپ کا بڑے سے بڑا معجزہ ہے ایمان نہیں لاتے) قُلْ
فرما دیجئے (ان کو جبکہ انہوں نے رحمٰن سے کفر کر لیا ہے) هُوَ وهی رحمٰن رَبِّيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رب ہے میرا نہیں کوئی معبود برحق مگر وہ
رحمٰن عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ خالص رحمٰن پر میں نے بھروسہ کیا ہوا ہے وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰ اور طرف رحمٰن کے ہم کو جانا ہے (نجم الآیۃ)
اثبات التوحید والرسالۃ آگے بیان ہے کہ کفار نے قرآن کی حقانیت پر تعین اس کے معجزات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیا کہ اگر

Marfat.com

یہ ان کے فرمائشی معجزے ان کو مل جائیں تاہم بھی ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے نہ کسی معجزہ پر جیسا کہ پہلے
فرمایا ہے (قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب) قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ (وقال الزجاج المعنی
اور اگر قرآن مجید ایسا ہوتا (کہ اس کے پڑھنے کا یہ اثر ہوتا) کہ ہٹا دئے جاتے پہاڑ (اپنی جگہ سے) اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ یا شق ہوتی اس کے ذریعہ زمین
(پھر اس سے چشمے پھوٹ پڑتے) اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ باتیں کرادی جائیں (یعنی اس کی تلاوت کے یہ اثرات
ہوں) وجواب (لو) محذوف ای (لم یؤمنوا) نظیرہ قول اللہ تعالیٰ (ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم
کل شیئ قبلا ما کانوا لیومنوا) بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا بل سب کام اللہ تعالیٰ کے قبضے قدرت میں ہیں (تو ہدایت بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے
قدرت میں ہے نہ کسی معجزات میں ہدایت بند ہے) اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا (دفی الروح
افلم یعلموا وھی لغۃ ھوازن والمعنی) کیا (غافل ہوگئی ہے مؤمنین کی جماعت اس بات سے کہ (بل للہ الامر جمیعا) سو نہیں معلوم ہوا ایمان والوں
کو کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ (تمام لوگوں کی ہدایت کو) تو ہدایت دیدیتا تمام لوگوں کو (ولیکن ایسا نہیں چاہا کہ اکثر لوگوں میں طلب ہدایت کی نہیں ہے چونکہ
مؤمنین میں طلب تھی تو ان کو ایمان والی نعمت سے مشرف فرمادیا) آگے کفار کو تکذیب پر تہدید ہے فرمایا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اور یہ کافر لوگ تو ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا
رہتا ہے (کہ کبھی قتل ہوتے ہیں کبھی قیدی ہوتے ہیں کبھی شکست کا سامنا ہوتا ہے کبھی شدید مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں) اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا
مِّنْ دَارِهِمْ یا نازل ہوتا ہے ان کے داروں کے قریب حادثہ جا بیجا (اگر ان پر نہیں پڑتا تو قریب والوں پر جب حادثہ مذکورہ آکر پڑا تو یہ خوف
زدہ ہوجاتے ہیں) حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ یہاں تک کہ (ان کی انہیں حالات میں) آجاویگا وعدہ اللہ تعالیٰ کا (یعنی عذاب آخرت کا جو کہ مرنے
کے بعد شروع ہوجائے گا) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے (ابن عباس نے کہا ہے کہ ع ٥ ١٠
(قارعۃ) سے مراد سرایا ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اور (تحل) سے خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے
جس کا اظہار حدیبیہ والا واقعہ سے ہوا اور (حتی یاتی وعد اللہ) سے مراد وعدہ فتح مکہ کا ہے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے) نجم الآیۃ
فیہ اشارۃ الی فتح مکۃ۔ آگے تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور استہزاء کئے
گئے آپ سے پہلے بہت رسول فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سو ڈھیل دیتا رہا میں ان کافروں کو (یعنی نہ پکڑا) ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر
بعد میں پکڑلیا میں نے ان کو فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ سو کس طرح کی تھی سزا میری (جیسے کہ تم کو تواریخ سے معلوم ہے)

نجم الآیۃ التسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ضمن التذکیر بایام اللہ۔ تو جو ذات مستبد ہے اوپر سزاء مستہزئین کے
اور مطلع ہے ہر شخص کے اعمال پر کیا برابر ہے ان صنموں کے جو ان صفتوں سے متصف نہیں ہیں یا عبادت کے کہ جیسے ذات مستبد کی
عبادت ویسے ان غیر مستبدین کی بھی عبادت ہرگز برابر نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا

كَسَبَتْ کیا (شریک کرتے ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اصناما کو (فتجعلون پھر کرتے ہو) (من هو قائم الخ) اس ذات کو جو نگران ہے ہر شخص کے اعمال پر (کمن
لیس کذلك) مثل اس کے جو ایسا نہیں ہے کہ ذات نگران کی عبادت اور غیر نگران کی بھی عبادت ایسا کیوں) وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ اور (باوجود
برابر نہ ہونے کی بھی) مقرر کرتے ہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کیلئے شریک قُلْ آپ (ان سے تبکیتا) فرمائیے سَمُّوهُمْ نام بتلاؤ ان کا (جبکہ تمہارے
زعم میں یہ متصرف ہیں جبکہ تمہارے زعم میں کوئی تصرف کریں کہ کسی کو زندہ کریں یا ماریں تو نام بتلاؤ کہ فلاں صنم نے یہ تصرف کیا ہے) اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ
بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ کیا تم خبر دیتے ہو اللہ تعالیٰ کو جس کو (موجود) نہیں جانتے اللہ تعالیٰ زمین میں (تو جس کو اللہ تعالیٰ موجود نہ جانیں وہ موجود
ہی نہیں بلکہ وہ معدوم ہے تو لازم آگیا کہ جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں وہ شریک نہیں ہیں باقی (الارض) کی قید اس لئے فرمائی ہے کہ وہ
اصنام ارضی تھے) اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا محض لفظی اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو (نہ حقیقتا یعنی اگر حقیقتا ان کو شریک کہتے ہو تو یہ غلط ہے
کیونکہ یہ علم الٰہی میں معدوم ہیں اور اگر محض لفظی قول کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو تو محض لفظی جمع خرچی کا اعتبار نہیں ہے تو ثابت ہو گیا لا الٰہ الا
ھو **نجم الآیۃ** رد لشرکائهم بالدليل العقلی بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ بلکہ ان کافروں کو اپنی غلط باتیں مرغوب
معلوم ہوتی ہیں (تو محض مرغوبات نفسانی ہونا یہ کوئی دلیل برحق ہونے کی نہیں ہے) وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ اور یہ راہ حق سے محروم اور روک
دئے گئے ہیں (بوجہ اس کے کہ محض نفسانی باتیں کے پیچھے لگ گئے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (افرئیت من اتخذ الٰهه هواه) وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
اور جو شخص کو پیدا کرے اللہ تعالیٰ اس میں ضلالت کو (بوجہ گم کرنے اس کے اپنی استعداد اصلی کو) فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (۳۴) سو نہیں ہے اس کیلئے
کوئی کہ اس کو توفیق بالہدایت دیدیوے **نجم الآیۃ** تقطيع الطمع عن ايمان الماكرين لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ان کیلئے دنیوی حیاتی میں عذاب ہے (کہ قید و قتل و ذلت اور امراض و مصائب) وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ اور البتہ عذاب آخرت کا
اس سے بدرجہا سخت ہے وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۳۵) اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا
نجم الآیۃ نتیجہ ماکرین کا بیان دارین میں مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ حال عجیب و غریب اس بہشت کا جس کا وعدہ
کیا گیا ہے متقین سے (یعنی شرک و کفر سے بچنے والوں سے) فیما یقص علیکم خبر (مثل) تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (جملة مفسرة لذلك
المثل) بہتی ہیں نہریں اس کے (عمارات اور اشجار کے) نیچے اُكُلُهَا دَآئِمٌ ہمیشہ رہے گا اس کا پھل وَّظِلُّهَا اور اس کا سایہ (بھی
ہمیشہ رہے گا) تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ایسی صفت والی جنت نتیجہ ہے متقین کا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ (۳۶) اور انجام کار
کافروں کا نار ہے **نجم الآیۃ** بیان نتیجة الفریقین - آگے قرآن کے ماننے والے من اہل الکتاب کا بیان ہے اور ان میں سے نہ ماننے والوں
کا بیان ہے وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب (یعنی توراۃ اور انجیل جیسے عبداللہ بن سلام والے من الیہود
اور اسی آدمی من النصاری جو کہ چالیس نجران سے تھے اور آٹھ یمن سے تھے اور بتیس حبشہ سے تھے) يَفْرَحُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ خوش ہوتے ہیں
اس سے جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف (یعنی قرآن سے کیونکہ یہ قرآن موعود فی التوراة والانجیل ہے تو اس میں تصدیق قرآن کا ذکر ہے) وَمِنَ الْاَحْزَابِ

اور بعض فرقے (جو کہ نبوت پر متحزب اور چڑھائی کرنے والے ہیں ان میں سے جیسے کعب بن الاشرف والے من الیہود اور عاقب اور سید من النصاری اور مطلق فہم فقے

متحزب جیسے کفار) مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ وہ ہیں جو نہیں مانتے بعض قرآن کو (جو محرف من الکتاب کے منافی ہے یا جو کہ توحیدی آیات ہیں الخ) قُلْ

فرما دیجئے (ان کو ردًّا علیہم کہ جو عقائد حقہ قدر مشترک بین الانبیاء علیہم السلام ہیں جیسے مثلاً توحید کا مسئلہ) اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ حق

امر ہے اور یقینی بات ہے کہ حکم دیا گیا ہوں میں کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اور نہ ٹھیراؤں اسی کا کسی کو شریک اِلَيْهِ

اَدْعُوْا خالص اسی کی عبادت کی طرف بلاؤں لوگوں کو وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۳۶ اور خالص اسی کی طرف ہے رجوع میرا اور ٹھکانا (تو توحید کا مسئلہ مأمور بہا

ہے سب کا تو یہ مسئلہ متفق علیہا ہے) نجم الآیۃ صداقت قرآن اور توحید کا بیان وَكَذٰلِكَ اور (جیسے کہ تمہاری طرف اتارا ہم نے کتب

کو کہ عقائد میں سب متفق اور بعض فروع میں اختلاف ہے بوجہ حکم کے تو اختلاف بعض فروع میں دلیل بطلان مذہب کی نہیں ہے) اسی طرح بعینہٖ ـ

اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا اتارا ہم نے قرآن کے حکم کو عربی زبان میں (پھر بعض فروع میں اختلاف یہ دلیل بطلان مذہب کی نہیں ہے جبکہ عقائد حقہ اس میں

من التوحید والقیامت الخ متفقہ ہیں) وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور اگر آپ کی ذات معصومہ (بالفرض والمحال) اتباع کرنے لگیں ان کے

خواہشات نفسانی کا (احکام منسوخہ میں یا احکام جو ان کے کتب سابقہ میں محرّف ہیں) بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس علم اور وحی کے

جو آپ تک پہنچ چکا ہے مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ تو نہ ہوگا آپ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نفع دینے والا وَّلَا وَاقٍ ۳۷ ع اور نہ کوئی بچانے

والا مضرات سے (تو یہ حکم امت کو ہے بیچ خطاب نبوت کے کہ ایسے قسم کے خطابات امّت کیلئے تہدیدی ہوتے ہیں یا مطلب ہے کہ صدق مقدم کا تقاضا

نہیں کرتا صدق تالی کو) نجم الآیۃ تقطیع طمع الکفار عن الرجوع الیہم بعد ما جاءک من العلم والوحی (آگے ان کے شبہ کا ازالہ

ہے جیسا کہ وہ کہتے تھے (وما لِ ھذا الرسول یاکل الطعام الخ تو ویسا کہتے تھے کہ ان کیلئے ازواج اور اولاد ہے تو یہ رسول کیسے ہوئے تو ردًّا فرمایا)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم آپ سے پہلے کتنے رسل عظیم الشان وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً اور دیا

تھا ہم ان کو بیبیاں اور بچے ۔ (پھر انہوں نے آیت اقتراحیہ کے نہ ملنے پر شبہ بر نبوت کا اظہار کیا تو ردًّا فرمایا) وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ

يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور نہیں ممکن کسی رسول اللہ کو کہ لے آئے کوئی معجزہ سوا حکم اللہ تعالیٰ کے نجم الآیۃ ازالہ شبہ بر رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (پہلے بیان تھا کہ احکام منسوخہ کی اتباع ان کے اھواء اور خواہشات نفسانی کی اتباع ہے آگے بیان ہے کہ وہ

احکام نسخ سے پہلے احکام شرعیہ تھے بعد نسخ کے احکام شرعیہ نہ رہے کیونکہ وہ احکام موقت تھے کما قال اللہ تعالیٰ) لِكُلِّ اَجَلٍ

كِتَابٌ ۳۸ واسطے وقت ہر شیئ کے (خواہ وہ شیئ قبیلہ شرعیہ سے ہو یا امور تکوینیہ سے ہو) ایک کتاب لکھی ہوئی ہے (یعنی ہر زمانہ اور ہر امت کے مناسب خاص

خاص احکام لکھے ہوئے ہوتے ہیں) يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے (فرائض اور شرائع سے) وَيُثْبِتُ اور باقی رکھتا ہے

(فرائض اور شرائع سے قال ابن عباس یُسمّی بالقضاء المعلق یعنی اس کو تقدیر معلق کہتے ہیں) وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۳۹ اور اسی کے پاس

ہے اصل کتاب (جس کو تقدیر مبرم کہتے ہیں) تو احکام منسوخہ اول کے قبیلہ سے ہیں اور غیر منسوخہ ثانی کے قبیلہ سے ہیں تو اس سے بطلان شریعت

Marfat.com

سامنا ہوا) **نجم الآیۃ** بیان تقدیر المبرم وغیر المبرم - آگے پھر بھی جس نے نہ مانا تو اس پر تہدید ہے **وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ** (فیہ ادغام نون الشرطیۃ فی ما الزائدۃ) اور اگر دکھلا دیں ہم آپ کو کوئی وعدہ (عذاب کا انکار نبوت پر) جو ہم نے ان سے کیا ہے **أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ** یا آپ کو اٹھالیں اپنے پاس (اس عذاب سے پہلے پھر ان پر عذاب واقع ہو تو کوئی بڑی بات نہیں ہے کیونکہ) **فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ** سو آپ کے ذمہ پہنچا دینا ہے **وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ** اور ہمارے ذمہ ہے حساب لینا (آپ بالکل فکر نہ کریں ان سے پوری طرح نمٹا جائے گا) **نجم الآیۃ** التہدید علی الانکار - آگے (واما نرینک بعض الذی نعدھم) کی ایک جھلک کا بیان ہے **أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا** کیا (مقدمات عذاب میں سے) اس امر کو نہیں دیکھتے کہ گھٹاتے آرہے ہیں زمین کو (جو ان کے قبضے میں ہے) ہر چہار طرف سے (یعنی فتوحات اسلامیہ روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کے قبضہ سے ملک کم ہوتا جا رہا ہے تو یہ بھی تو ایک قسم کا ان کے حق میں عذاب ہے جو اصلی عذاب کا مقدمہ ہے کما قال اللہ (ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) **وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ** اور اللہ حکم کرتا ہے (جو چاہتا ہے) اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہے **وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ** اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے (یعنی کافرین سے جلدی انتقام لیگا اور مومنین کو جلدی ثواب دیگا) **نجم الآیۃ** الاشارۃ الی الفتوحات الاسلامیۃ **وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** ان سے پہلے لوگ بھی تدبیریں کرتے رہے (انبیاء علیہم السلام کے خلاف جیسے یہ آپ کے خلاف تدبیریں کر رہے ہیں آپ بالکل فکر نہ کریں کیونکہ) **فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا** سو اصل تو سب تدبیریں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں (کیونکہ وہ خالق ہے ہر چیز کا تو ان کی تدبیریں جو آپ کے خلاف ہیں نہیں چلنے دے گا) **يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ** جانتا ہے جو کچھ بھی کرتا ہے ہر شخص (پھر اس کو وقت متعین پر سزا دیتا ہے) **وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ** اور جلدی معلوم کرلیں گے یہ کافر لوگ کہ کس کیلئے ہے نیک انجامی اس دار (دنیا) میں (کہ کون اس دنیا سے اچھا انجام لیکر آخرت میں چلا گیا) **نجم الآیۃ** التہدید للماکرین **وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا** اور کہتے چلے جا رہے ہیں کافر لوگ کہ آپ (نعوذ باللہ) نہیں ہیں بھیجے ہوئے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) **قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ** فرما دیجئے کہ کافی ہیں اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان (میرے نبوت پر کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا ہے میری نبوت کو تو شہادت سے مراد اثبات النبوت بالدلائل القاطعۃ ہے) **وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ** اور (کافی ہے گواہ میری نبوت پر وہ شخص جس کے پاس علم ہے آسمانی کتاب کا (یعنی علماء حقہ من الیہود والنصاریٰ) **نجم الآیۃ** الشہادۃ العالیۃ فی حق الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم والصلوۃ والسلام علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم - خیر الختام ربنا اننا آمنا فاکتبنا مع الشاہدین - وامکر لنا ولا تمکر علینا یا خیر الماکرین وتوفنا مسلما والحقنا بالصالحین آمین یارب العالمین

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء سورۃ الرعد اعطی من الاجر حسنات بوزن کل سحاب مضی وکل سحاب یکون الی یوم القیامۃ وبعث یوم القیامۃ من الموفین بعہد اللہ عز وجل

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ مَكِّيَّةٌ

الآیتین منعامد نیتین وھی قولہ تعالیٰ (الم تر الی الذین بدلوا نعمة اللہ) الی قولہ (فانّ مصیرکم الی النار) وھی خمس وخمسون آیة وقیل
اثنان وخمسون آیة وکلماتھا ثمان مأة واحدی وثلاثین **وحروفھا** ثلاثمأة آلاف واربعمأة واربع وثلاثون **وھی نزلت** بعد
سورة نوح **وارتباط** مطلع ھذہ السورة بختام تلك السورة ظاھر باعتبار اثبات رسالة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ** ای ھذا الکتاب یعنی یہ ایک کتاب ہے (آگے اس کی صفت ہے) کہ اتاری ہے
ہم نے اسکو آپ کی طرف **لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ** تاکہ آپ نکالیں تمام لوگوں کو تمام انواع ضلالت سے
طرف ہدایت کے (جو کہ (نور ہی نور ہے) ان کے رب کے حکم سے (کہ رب الناس کا یہ حکم ہے کہ تمام اقسام ضلالت سے نکل کر راہ ہدایت کی طرف آجائیں
جو کہ نور ہی نور ہے تو اخراج کا ذریعہ کتاب اللہ ہے) **اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ** بدل من (الی النور) یعنی طرف راستہ غالب کے **الْحَمِيْدِ** ١
جو کہ خوبیوں والا ہے **اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** جو ایسا اللہ ہے کہ خالص اس کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (باعتبار ملکیت کے و خلقت کے و عبدیت کے) **وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ** ٢ اور شدید
عذاب ہے ان کافروں کو **الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ** جو ترجیح دیتے ہیں اور پسند کرتے ہیں
زندگانی دنیوی کو آخرت پر **وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** اور روکتے ہیں (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ تعالیٰ کے راہ (اختیار کرنے) سے
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راہ میں کجی کو (یعنی شبہات ڈالتے ہیں تاکہ نئے مسلم پھر مرتد ہو جائیں یا از سر نو کوئی مسلمان بھی
نہ ہوسے) **اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ** ٣ ایسے قسم کے کفار بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں (کہ ایسے قسم کے کفار کا مسلمان ہونا بعید از قیاس ہے)
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی رسول کی قوم کی لغت اور بولی سے (تاکہ ان کی قوم بوجہ ہم
زبان ہونے کے ان کی بات کو جلدی سمجھ سکے تو اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربی بولی والے ہیں کیونکہ ان کی قوم عربی بولی والی ہے تو اس سے
ان کا اعتراض ختم ہو گیا کہ وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربی نہ ہوتے تو ہم یقین کر لیتے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے ان کی اپنی بنی ہوئی نہیں
ہے آپ جبکہ عربی ہیں تو وہ کہتے تھے کہ یہ قرآن بھی عربی اور آپ بھی عربی تو شاید آپ نے یہ کلام خود بنالی ہو پھر دعوی نبوت کا کر لیا ہے بنا بریں
آپ عجمی ہوتے اور کلام اللہ عربی تو یقین ہو جاتا کہ ان کی اپنی بنی ہوئی کلام نہیں ہے بلکہ یہ کلام اللہ ہے اس کا اوّلا جواب تو یہ ہے کہ آپ صادق

Marfat.com

المصدوق ہیں پھر بھی اگر تم کو شبہ عربیت والا باقی ہے تو اس کا جواب آیت کریمہ میں ہے پھر بھی اگر تم نہ مانو تو یقین کر لیجئے کہ نہ ماننے والے) فَيُضِلُّ
اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ (کا مصداق ہیں اور ماننے والے) وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (کا مصداق ہیں) یعنی جنہوں نے قرآن مجید کو سچا نہ مانا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ مانا) تو صحیح راستہ نہیں بتلاتا اللہ تعالی جس کو چاہے (اس کا مصداق مکذب ہیں) اور صحیح راستہ بتلاتا ہے اللہ تعالی
جس کو چاہے (اس کا مصداق مصدق ہیں) وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ زبردست ہے (کہ اس کی مشیت کے خلاف پر کوئی غالب نہیں ہے) الْحَكِيْمُ ۝
حکمت والا ہے (کہ ہدایت مصدقین کی اور ضلالت مکذبین کی پر حکمت ہے) **نجم الآیۃ** بیان حقانیۃ القرآن والرسالۃ وهدايتهما
الی الصراط المستقیم واخراجهما عن الظلمات کاخراج موسی علیه السلام قومه من الظلمات الی النور بالتوراۃ وبالمعجزات وبرسالته
صلی الله علیه وسلم وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اور ہم نے موسی علیہ السلام کو اپنی (نو) نشانیاں اور معجزات دیکر بھیجا یا معنی
ہے کہ ہم نے موسی علیہ السلام کو اپنے آیات توراتیہ دیکر بھیجا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کہ اپنی قوم کو اندھیروں
سے نکال کر روشنی کی طرف لے آؤ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اور یاد دلاؤ ان کو دن اللہ تعالی کے (امم ماضیہ کے کہ نہ ماننے والوں کا کیا
حشر ہوا) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ یقینا ان وقائع میں (جو امم سابقہ کے گذرے ہیں) لَاٰيٰتٍ البتہ کئی عبرتیں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ جن کا فائدہ پہنچے گا ہر
صبر کرنے والا کو (اوپر طاعت کے اور مصائب کے اور معصیت سے بچنے والا کو) شَكُوْرٍ ۝ جو کہ بہت شکر کرنے والا ہے نعمتوں کا (پھر اس ارشاد
کے موافق موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کی نعمت عظمی کا تذکرہ کیا تا کہ اس کو یاد کر کے اللہ تعالی کا شکر ادا کریں پھر مزید نعمتوں
کے حق دار بنیں) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسی علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم کو اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ یاد کرو احسان اللہ تعالی کا جو تم پر ہے اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ جبکہ چھڑایا تھا (اللہ تعالی نے) تم کو فرعون کی قوم سے
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ کہ تلاش کرتے تھے تمہارے لئے شدید عذاب (کہ کس کس عذاب میں تم کو مبتلا کریں) یا معنی ہے کہ مکلف کرتے تھے
تم کو احکامات شاقہ میں وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ اور ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور زندہ چھوڑتے
تھے تمہاری عورتوں کو (نہایت ذلت کی زندگی میں) وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ اور اس (قتل و ذلت) میں (اور ع ٦ ١٣
اس سے پھر نجات میں) ایک بڑا امتحان ہے (جو کہ مصیبت کی شکل میں امتحان نقمت سے ہے اور نجات میں امتحان نعمت کی شکل میں ہے تا کہ تم میں
سے جو صبار شکور ہے ظاہر ہو جائے) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ اور یاد کرو (اے بنی اسرائیل) جبکہ تمہارے رب نے (میرے
ذریعہ) یہ اطلاع کر دی کہ اگر تم شکر کرو گے (میرے نعمتوں کا خصوصا نجاۃ من آل فرعون والی نعمت کا) لَاَزِيْدَنَّكُمْ تو زیادہ دوں گا
تم کو (اپنی نعمتیں) وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اور اگر ناشاکری کرو گے (میری نعمتوں کی) اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ تو یقینا میرا عذاب سخت ہے
(کہ دنیا میں نعمتیں سلب کر لوں گا اور آخرت میں کفران نعمت پر عذاب کروں گا) آگے ان کے ازالہ شبہ کا ذکر ہے وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ
تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ اور فرمایا موسی علیہ السلام نے کہ اگر کفر کرو گے تم وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا اور جو لوگ زمین میں ہیں تمام کے تمام

Marfat.com

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ تو یقینا اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے (تمام کے شکریہ سے) کیونکہ وہ خوبیوں والا ہے (تو جس کی خوبیاں ذاتی ہوں اس کو دوسروں کی خوبیاں بیان کرنے سے استغناء ہوتا ہے) نجم الآیۃ التوبیخ علی کفران النعمۃ فی ضمن التذکیر بایام اللہ تعالیٰ آگے (وذکرھم بایام اللہ) کی قدرے تفصیل ہے تاکہ کفار مکہ کو ترہیب ہو فقال اَلَمْ یَاْتِكُمْ کیا نہیں پہنچی تم کو (اے کفار مکہ) نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ خبر ان لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے قَوْمِ نُوْحٍ بدل من (الذین) یعنی قوم نوح علیہ السلام کی خبر وَّعَادٍ اور (خبر) عاد کی (جو کہ ہود علیہ السلام کی قوم تھی) وَّثَمُوْدَ اور (خبر) ثمود کی (جو کہ قوم صالح علیہ السلام کی تھی) وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور (خبر) ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوئے ہیں لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ نہیں جانتا ان کو (یعنی ان کی تعداد کو اور ان کے مفصل حالات کو) مگر اللہ تعالیٰ (والھمزۃ للتوبیخ والتقریر) جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ لے آئے تھے ان کے پاس انکی طرف بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام دلائل واضح (اپنی نبوت پر اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر) فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ سو (ان میں سے جو کافر تھے) انہوں نے اپنے ہاتھ ان انبیاء علیہم السلام کے مونہوں میں دیئے (تاکہ یہ بات تک نہ کرسکیں) وھذہ ایضا جریمۃ مستقلۃ زائدۃ علی الکفر بسبب سوء الادب) وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ اور کہنے لگے ہم منکر ہیں اس حکم کے جس کے ساتھ بھیجے گئے ہو تم (بزعم تمہارے کے) وَاِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ اور یقینا ہم البتہ شبہ میں ہیں اس راہ (توحید) میں جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو مُرِیْبٍ ۝ جو کہ ہم کو تردد میں ڈالنے والا ہے (یعنی ان میں سے دو فرقے ہوگئے ایک طائفہ نے بلا تردد ان کی تکذیب کرلی دوسرے طائفہ نے کہا کہ ہمیں آپ کی باتوں میں شبہ تردد ی ہے اور یہ بھی تو کفر ہے) قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فرمایا جماعت رسل نے جو ان کی طرف بھیجی گئی تھی کیا اللہ تعالیٰ کی توحید میں شبہ و تردد ہو سکتا ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا بلامثال سابق کے یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ تم کو (توحید اور ہماری رسالت کے قائل ہونے کی طرف (ہمارے ذریعہ) بلاتا ہے تاکہ معاف کردے تمہارے گذشتہ گناہ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّى اور حیات دیوے تم کو ایک وقت معین تک (جو کہ تقدیر معلق میں لکھا ہوا ہے کہ اگر انہوں نے تکذیب نہ کی تو ان کی عمریں فلاں مدت تک ہے اور اگر انہوں نے تکذیب کی تو اس مدت سے پہلے ان پر عذاب استیصالی آئے گا (یعنی وکان فی القضاء المعلق انھم لو آمنوا الطال اعمارھم) قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو قوموں نے جواب میں کہا کہ تم محض ایک انسان ہو جیسے ہم انسان ہیں (تو انسانیت اور رسالت امر متضاد ہیں چونکہ انسانیت ان کی مشاہد تھی تو ان کی رسالت کا انکار کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجنا بھی تھا تو فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتا کما قال اللہ تعالیٰ (لوشاء اللہ لانزل ملائکۃ) تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ارادہ کرتے ہو تم (اپنے رأی سے) کہ ہم کو روک دو ان بتوں کی عبادت سے جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے آباء اجداد فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ سو لاؤ کوئی دلیل زیادہ واضح (ہماری دلیل سے جو ہم نے سند میں آباء اجداد کی تقلید بتلائی ہے) پھر انکار توحید پر جو انہوں نے سند میں تقلید آباء کی پیش کی اس کا جواب پہلے دیدیا گیا کہ (فاطر السمٰوٰت والارض) اللہ تعالیٰ ہیں نہ تمہارے اصنام تو پھر کیسے حقدار عبادت کے ہوگئے اور انکار رسالت پر انہوں نے بشریت کو وجہ

Marfat.com

انکار رسالت کا بنایا تو اس کا جواب دیا قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ فرمایا ان کے رسل نے جو ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں (یعنی بشریت منافی رسالت کے نہیں ہے) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ولیکن
اللہ تعالیٰ احسان فرماوے (ساتھ نبوّت کے) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (یعنی نبوّت محض احسان الٰہی ہے اور احسان الٰہی مخصوص بالملائکہ نہیں
ہے کما قال اللہ تعالیٰ (اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس) باقی تم اگر ہمارے معجزات سے مزید کوئی معجزہ دلیل مانگتے ہو) وَمَا كَانَ
لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے ہمارے قبضہ میں یہ بات کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں اور تمہارے پاس لائیں بغیر حکم
اللہ تعالیٰ کے ۔ پھر جو لوگ مؤمن تھے ان کو تسلی دی وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ اور اللہ تعالیٰ پر سب مؤمنوں کو بھروسہ
کرنا چاہیئے (یہ جواب ہے کفار کی اس دھمکی کا جس کا ذکر آرہا ہے پھر مؤمنوں نے اپنے توکل علی اللہ پر اگلے کلمات سے اسکا اظہار کیا کہ انہوں نے کہا کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ
عَلَى اللّٰهِ اور کونسا امر باعث ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے راہیں بتلائی ہم کو (ہمارے
دارین کی بھلائیوں کی) پھر انہوں نے مؤمنوں کو جو اذیتیں دے تھے اس کا جواب دیا) وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا اور ہم صبر کریں
گے ایذاؤں پر جو تم ہم کو دیتے ہو (اور حاصل اس صبر کا بھی توکل علی اللہ ہے) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۱۲ ع اور خالص
اللہ تعالیٰ پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے ۔ پھر کفار جب لاجواب ہو گئے تو دھمکیاں دینا شروع کیا کما قال اللہ تعالیٰ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ اور کہا کفار نے اپنی طرف بھیجے ہوئے رسولوں کو لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ ہم تم کو نکال دیں گے اپنے
علاقہ سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا یا داخل ہو جاؤ ہمارے مذہب میں ۔ آگے بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان رسولوں کو تسلی دی فَاَوْحٰٓى
اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ پھر وحی بھیجی ان رسولوں کی طرف ان کے رب نے لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۳ ضرور ہم ایسے ظالمین مشرکین کو ہلاک
کر دیں گے وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور بعد ہلاک کرنے ان ظالمین کے آباد کریں گے ہم تم کو ان کے علاقہ والی
زمین میں ذٰلِكَ یہ وعدہ آباد رکھنے والا ظالمین کے جگہ پر لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ ہر اس شخص کیلئے ہے جو ڈرتا ہے میرے سامنے کھڑے
ہونے سے (یعنی میری پیشی سے ڈرتا ہے) وَخَافَ وَعِيْدِ ۝۱۴ اور ڈرتا ہے میرے وعید عذاب سے وَاسْتَفْتَحُوْا اور طلب نصرت کی
مانگی (انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کے خلاف جو کافر تھے) وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۱۵ اور بے مراد ہو گئے جتنے سرکش اور
ضدی لوگ تھے **مجمل الآیۃ** امم سابقہ کے مکذبین کے قدر مشترک ہلاکت کا بیان تا نکہ کفار مکہ کو تذکیر ہو ۔ اتنے تک مکذبین
کے نتیجہ دنیوی کا بیان تھا آگے ان کے نتیجہ اخروی کا بیان ہے مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ جبار عنید کی ہلاکت دنیوی کے بعد آگے ان کے جہنم ہے
وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝۱۶ اور (جہنم میں دخول کے بعد) پلایا جائے گا (جبار عنید کو) پانی پیپ کا يَتَجَرَّعُهٗ گھونٹ گھونٹ
کر کے پیوے گا وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ اور آسانی سے گلے سے نہیں اتار سکے گا اس پانی پیپ والے کو وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
اور آمد ہوگی اس کی طرف اسباب موت کی ہر طرف سے وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ اور وہ (جبار عنید) نہ ہوگا مرنے والا وَمِنْ وَّرَآئِهٖ

Marfat.com

عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝ اور اس کے پیچھے (یعنی اس عذاب کے سوا) اور عذاب سخت کا سامنا ہوگا (کقولہ تعالی (کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا
غیرھا لیذوقوا العذاب) **نجم الآیۃ** التنائج الاخرویۃ للمعاندین (آگے بیان ہے کہ کفار کے اعمال اگر اچھے بھی ہوں جیسے بر الوالدین
اور صلۃ الارحام وغیرھا تو قیامت کے دن بوجہ کفر کے غیر نافع ہوں گے ان کی مثال ایسی ہے) فرمایا مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ
حالت ان لوگوں کی جو کفر کرتے ہیں اپنے رب کے ساتھ باعتبار اعمال ان کے كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ جیسے وہ راکھ کہ زور
کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن میں (تو اس صورت میں جیسے راکھ کا نام ونشان نہ رہے گا ویسے کفار کے اعمال جو کہ اچھے تھے جیسے اطعام الطعام بوجہ
ان کے کفر کے قیامت کے دن ان کا نام ونشان نہ ہوگا تو) لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ نہ قادر ہوں گے (دن قیامت کے) کچھ بھی
اوپر کمائی اپنی کے ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝ یہی ہے دور دراز کی گمراہی (کہ دنیا میں ایک کام نفع مند سمجھ کر کیا ولیکن اس کا فائدہ آخرت میں نہ ہوا)
نجم الآیۃ التمثیل الاخروی علی بطلان اعمال الکفار۔ چونکہ کفار کہتے تھے کہ آخرت کا وجود ہی سرے سے نہیں ہے تو اس تمثیل
کا کیا فائدہ تو فرمایا کہ قادر مطلق کے سامنے دوبارہ پیدا کرنا کونسا امر مستبعد ہے آگے اس کی قدرت باہرہ کا بیان ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ کیا نہیں جانتے ہو (اے مطلق مخاطب) کہ یقینا اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حکم
کے اور مصالح کے اور منافع کے (تو کتنی قدرت کاملہ کا مالک ہے) إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ اگر چاہے تو لے جائے تم کو (صفحہ ہستی سے)
وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ ۱۹ اور لائے (یعنی پیدا کرے) دوسری نئی مخلوق (تمہاری جگہ پر) وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ ۲۰ اور
نہیں ہے ایسا کرنا (کہ تم کو معدوم کرے اور دوں کو لائے) اللہ تعالی پر گران اور مشکل (تو جب اللہ تعالی کو ایسی قدرت ہے تو تم کو دوبارہ ایسا ہی پیدا
کرنے پر قدرت ہے پھر جب سب کو ایسا پیدا کر کے اپنے سامنے لائے گا تو آگے کا پھر یہ نقشہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے) وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا
اور روبرو سامنے کھڑے ہوں گے اللہ تعالی کے تمام کے تمام (یعنی مسلمان اور کفار پھر کفار کے حال کا ذکر ہے (یہ ایسا موقف ہے کہ اس میں
سب کے سب حاضر دربار الہی ہوں گے) فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا پھر کہیں گے کمزور تابعین بڑائی والے متبوعین
کو إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ہم تو (دنیا میں) تمہارے تابع تھے فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
سو کیا تم بچا سکتے ہو ہم کو اللہ تعالی کے عذاب سے کچھ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ تو کہیں گے متبوعین ذرا اور کہ اگر راہ بتلاتا ہم کو
اللہ تعالی (دنیا میں بچاؤ کا) تو ہم بھی تم کو (بچاؤ کا) راہ بتلاتے (یعنی اگر ہم کو اللہ تعالی حق پر لاتا تو ہم بھی تم کو حق پر لاتے جس سے ہم سب کی نجات
عذاب سے ہو جاتی مگر طلب حق کے بغیر حق نہیں ملتا) سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا اب ہم سب کے حق میں یہ بات برابر ہے کہ ہم
سب جزع وفزع کریں یعنی دھاڑیں ماریں یا خاموش رہیں (کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ) مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ۝ ۲۱ نہیں ہے ہمارے لئے بچاؤ ع ۹ ۱۵
کی کوئی صورت (یہ متبوعین مضلین کا میدان حشر میں جواب مایوسی کا ذکر ہے۔ آگے بیان ہے شیطان ابلیس کا جو مضلین کا مضل اصل ہے
اس کا جواب مایوسی کا جبکہ یہ سب ضال اور مضل دوزخ میں ہوں گے تو شیطان محفل اشقیاء میں منبر نار پر کھڑا ہو کر اپنا بیان جاری کرے گا

Marfat.com

جوکہ تمام خلائق سنے گی وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اور جبکہ تمام فیصلے ہو جائیں گے (کہ جنتی جنت میں آجائیں گے اور جہنمی جہنم میں جائیں گے
تو کہے گا شیطان ابلیس اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدے کئے تھے سچے پکے (کہ مؤمن جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم
میں جائیں گے) وَوَعَدْتُّكُمْ اور میں نے وعدہ کیا تھا (کہ قیامت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہ اصنام شرکاء ہیں اور کتب سماوی کوئی سماوی نہیں ہیں
اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی برحق نہیں ہے الخ) فَاَخْلَفْتُكُمْ سو (ان وعدوں میں) میں نے جھوٹ بولا تھا (کہ وہ باتیں ایسی نہ تھیں جیسے کہ میں
نے کہی تھیں) وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہ تھی میری تم پر کوئی حکومت (کہ میں تم سے بازو بازو منواتا) اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ
مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو (شیاطین من الانس کے ذریعے) فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ پھر تم نے مان لیا میری باتوں کو (جوکہ بذریعہ شیاطین من الانس
کے تھیں) فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ سو الزام لگاؤ میرے اوپر (کہ میں نے تم پر جبر کیا تھا گمراہی کا) وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور الزام لگاؤ اپنے اوپر (کہ
خواہ مخواہ میری باتوں کے پیچھے لگ گئے) مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں (کہ تم کو عذاب سے بچاؤں) وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُصْرِخِيَّ اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو گے (کہ تم مجھے عذاب سے بچاؤ گے) اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ یقیناً میں بے زار ہوں
جو تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے (دنیا میں کہ میرے وعدوں کو ایسا سچا مانا جیسے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچا مانا جاتا ہے الخ) اِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۲۲ یقیناً ظالمین اور مشرکین کیلئے عذاب دردناک ہے (**خلاصہ** یہ کہ جب معبودان کا
معبود ابلیس لعین جوابی ہو گیا تو اور معبودوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے تو مشرک لوگ سب سے مایوس ہو کر دردناک عذاب میں پڑے رہیں گے

نجم الآیۃ اعلان الشیطان اللعین علی رؤس الاشھاد فی الیأس عن النجاۃ من النار۔ پیچھے فرمایا (وبرزوا للّٰہ جمیعا)
تو جمع فرمایا فریقین یعنی مؤمنین اور کافرین کو پھر اس کے بعد متصل کفار کا حال بیان فرمایا اب آگے مؤمنین کا حال بیان فرماتے ہیں وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اور داخل کئے جائیں گے جو لوگ
کہ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے باغات میں جن کے نیچے جاری ہوں گی نہریں درانحالیکہ وہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہوں گے اپنے پروردگار
کے حکم سے تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۲۳ تحیہ ان کی ان باغات میں السلام (علیکم کے لفظ) سے ہو گی ایک دوسری کی ملاقات میں یا فرشتوں کی
طرف سے) **نجم الآیۃ** مآل الایمان الدخول فی الجنۃ * آگے کلمہ ایمانیہ و توحیدیہ کی فضیلت کا بیان ہے فرمایا اَلَمْ تَرَ
کیا آپ کو معلوم نہیں (والھمزۃ للاستقرار) یعنی اب معلوم ہو گیا) كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً کیسی (اچھی) مثال
بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی (یعنی کلمہ ایمان کی جوکہ (لا الٰہ الا اللہ) ہے (اس میں داخل ہے کلمہ تسبیح کا یعنی (سبحان اللہ) اور تحمید
کا یعنی (الحمد للہ) الخ) كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کہ وہ (کلمہ طیبہ توحیدیہ) مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے (یعنی مشابہ ہے درخت کھجور کے
کما جاء مرفوعا) اَصْلُهَا ثَابِتٌ جس کی جڑھ خوب مضبوط ہے (زمین میں) وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۲۴ اور اس کی شاخیں آسمان کی
طرف اونچائی میں جا رہی ہوں تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا اور لاتا ہے وہ درخت طیبہ (یعنی کھجور) پھل اپنا ہر وقت پر

Marfat.com

یا ہر فصل پر اپنے رب کے حکم سے (اسی طرح کلمہ توحیدیہ (لا الہ الا اللہ) کی جڑ یعنی اعتقاد توحیدی مؤمن کی قلب میں ثابت اور راسخ ہے اور اس کی شاخیں
یعنی اعمال صالحہ بارگاہ الٰہی میں قبولیت کیلئے اوپر جا رہے ہوتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ (الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ)
پھر ایسے کلمہ طیبہ پر جس کا اعتقاد راسخ فی القلوب ہو اور اس کے عمل صالح اونچے جا رہے ہوں تو ایسے کلمہ پر رضاء الٰہی کا ثمرہ دائماً مرتب ہوتا ہے)
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے نفع کیلئے ایسے قسم کی مثالیں لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۲۵ تاکہ
لوگ خوب سمجھ لیں (معانی مقصودہ کو) **نجم الآیۃ** بیان فضائل التوحید والاعمال الصالحۃ بضرب المثل ۔ آگے کلمہ کفریہ کی مذمت
کا بیان ہے وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ اور مثال کلمہ کفریہ و شرکیہ کی كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ‌ مثل درخت خراب کے ہے (یعنی درخت حنظل کے ہے)
اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ کہ وہ درخت حنظل کا اکھاڑ لیا جاوے زمین کے اوپر ہی اوپر سے مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۲۶ کہ نہ ہو اس درخت
خراب کو زمین میں ثبات اور ٹھیراؤ (کلمہ کفر کا گرچہ کافروں کی دلوں میں پختہ ہوتا ہے ولیکن حق اور کلمہ توحید کے مقابلہ میں اس کی گویا کہ جڑ ہی
نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ (حجتھم داحضۃ) یعنی کلمہ کفریہ کو حق کے مقابلہ میں اضمحلال ہی اضمحلال ہے اور مغلوبیت ہی مغلوبیت ہے کہ
اس کا ختم کرنا بالکل آسان ہے جیسا کہ حنظل کے درخت کو زمین کے اوپر سے اکھوڑ لیا جاتا ہے) آگے کلمہ توحید کے اثر کا بیان ہے کہ اس
کا اثر یعنی ایمان اور رنگ ایمان کا یعنی عمل صالح پختہ ہی پختہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ مضبوط رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط بات کے ساتھ (جو کہ ایمان ہے کلمہ توحید کے ساتھ)
حیاتی دنیا میں (جتنے کے جتنے امتحان کا سامنا کیوں نہ ہو) اور آخرت میں وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور بچلا دیتا ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کو
(کلمہ کفریہ کی نحوست کی وجہ سے جیسے جب کافر سے قبر میں سوال ہوگا من ربک ۔ ما دینک ۔ من نبیک ۔ تو ہر ایک کے جواب میں کہے گا ھا ھا
لا ادری) وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۲۷ اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے (جس میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں تو مؤمنین کی تثبیت اور کافروں ع ۴ ۱۷
کی تضلیل میں بھی کئی حکمتیں ہیں ۔ باقی رہا کلمہ کفر کا کہ وہ علت ہے اعمال کی بے اثری کا اس کا ذکر پہلے ہو گیا ہے قال اللہ تعالیٰ (مثل الذین
کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف) **نجم الآیۃ** بیان ذمائم الشرک والکفر بضرب المثل ★
پیچھے انکار توحید پر مذمت کا بیان تھا آگے انکار نبوت پر (جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے) اس کا انکار پر مذمت کا بیان ہے فرمایا اَلَمْ
تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کیا آپ نے ان لوگوں کا (حال عجیب کو) نہیں دیکھا جنہوں نے بدل ڈالا نعمت الٰہی کو (بجائے
شکر کے) کفر کے ساتھ (مراد ان سے کفار مکہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کو نعمت عظمیٰ ذات نبوت کی عطاء فرمائی تھی حق تو یہ تھا کہ اوّلین مؤمنین سے
ہوتے ولیکن وہ اوّلین کافرین سے ہو گئے تو صرف اپنا نقصان نہ کیا بلکہ اپنی قوم کو جو ان کے کہنے پر چلی انہیں کو بھی جہنم کے گڑھے میں ڈلوایا ۔ اس
آیت سے لا کر تا (فان مصیرکم الی النار) یہ آیات مدنی ہیں) وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۲۸ اور اتارا قوم اپنی کو ہلاکت کے گھر
میں (ای یوم بدر) جَهَنَّمَ عطف بیان (ای البوار) يَصْلَوْنَهَا یعنی جہنم میں جو کہ داخل ہوں گے اس میں وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۲۹

Marfat.com

اور وہ جہنم رہنے کی بری جگہ ہے وَجَعَلُوْا عطف علی (احلوا) لِلّٰهِ اَنْدَادًا (یہاں سے اسی بد نتیجہ کے وجہ کا بیان ہے) اور انہوں نے ٹھیرائے اللہ
تعالی کیلئے امثال متقابل (کہ جیسے اللہ تعالی کی عبادت ہے ویسے ان امثال متقابلین اصنام کی عبادت ہے) لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ تاکہ گمراہ کریں
یہ مشرکین (اپنی قوم کو ان اصنام کے ذریعہ اللہ کے راستہ سے (جو کہ اسلام ہے) قُلْ ان کو (تهدیدًا) فرما دیجئے تَمَتَّعُوْا چندے عیش کر لو (دنیا میں)
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۳۰ یقینا انجام تمہارا دوزخ کی طرف جانا ہے (والامر للتهدید) نجم الآیۃ بیان المذمت علی انکار
النبوت آگے مومنین کو ایسے انکار سے بچنے کیلئے تلقین خاص ہے قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرما دیجئے میرے ان بندوں کو جنہوں نے ایمان
لایا ہے (کہ وہ اس نعمت عظمی کا شکریہ اس طریقہ سے کریں) يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہ پابندی رکھیں نماز کی وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً اور خرچ کرتے رہیں ہماری دی ہوئی روزی سے پوشیدہ اور ظاہر مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۳۱
اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی (دنیوی فائدہ دے گی کما قال اللہ تعالی (الاخلاء یومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقین) نجم الآیۃ التاکید علی القیام بالصلوۃ والانفاق فی سبیل اللہ ای الشکر لنعمت اللہ تعالی بالعبادات
البدنیۃ والمالیۃ * آگے مطلق نعمتوں کا بیان کہ انکا بھی شکریہ ادا کرو اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ تعالی وہ ذات ہے جس
نے بنایا ہے ایک خاص انداز سے آسمانوں کو اور زمین کو (ومافیهما من انواع المخلوقات) وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور برساتا ہے آسمان
سے پانی (بارش) کو فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پھر اس پانی کے ذریعہ سے نکالا پھلوں کو تمہاری روزی وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ
اور مسخر بنایا تمہارے نفع کے واسطے کشتی کو (اور جہاز سمندری کو) لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ کہ وہ چلے دریا میں اللہ تعالی کے حکم و قدرت سے
(تاکہ تمہارا سفر دریائی طے ہو) وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۳۲ اور مسخر بنا دیا تمہارے نفع کیلئے نهروں و ندیوں کو وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ اور تمہارے نفع کیلئے مسخر کر دیا سورج اور قمر کو جو ہمیشہ ایک دستور پر چلتے رہتے ہیں وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۳۳
اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن کو (تاکہ تمہاری آسائش لیل کو اور معیشت دن کو بحال رکھے) (و التسخیر) کسی چیز کو جبرا کسی مخصوص
کام میں لگا دینا وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ اور جو کچھ تم نے اللہ تعالی سے (اپنی حوائج کی چیزیں مانگتے ہو خواہ زبان قال سے یا زبان
حال سے) وہ تم کو دیتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر گنتی کرو اللہ تعالی کے نعمتوں کی تو شمار میں نہیں لا سکو گے
(ان تین آیات میں جو نعمتیں مذکور ہیں ان کا مقتضی عبادت اللہ تعالی کی ہے تو بڑے اصولیں نعمتوں کا ذکر فرما کر پھر ان کے علاوہ باقی نعمتوں کا
ذکر اجمالا فرمایا کہ الانسان عبید الاحسان ہے ولیکن آگے ناشکر لوگوں کا شکوہ فرمایا کہ) اِنَّ الْاِنْسَانَ یقینا انسان (جو کہ الم تر الی الذین
ع ۵ ۱۷ بدلوا نعمت اللہ کفرا) کا مصداق ہیں) لَظَلُوْمٌ بڑا بے انصاف ہے كَفَّارٌ ۳۴ کیونکہ وہ بڑا ناشکر ہے نجم الآیات
بیان عشرۃ انواع من الدلائل علی التوحید وبیان عشرۃ انواع من النعم لایجاب الشکر علیها - چونکہ کفار مکہ بنو ابراہیم علیہ السلام تھے تو آگے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعاء مذکور ہے جس کرتہ اصنام و معبودان باطلہ کا ہے تاکہ کفار مکہ کو توحید کی طرف جاذبیت ہو - فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

Marfat.com

اور یاد کرو اس وقت کو جس وقت کہ عرض گزار ہوئے ابراہیم علیہ السلام (اپنے رب کی دربار میں بایں الفاظ) رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اے رب
میرا کردے اس شہر (مکہ) کو امن والا (کہ یہ شہر حرم امن والا ہو جائے) وَّاجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ۳۵ اور دور رکھ اور بچا مجھ کو
اور میرے فرزندوں کو (جو کہ آٹھ تھے) کہ ہم پوجیں مورتوں کو اور عبادت کریں بتوں کی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ اے رب میرا ان
اصنام اور بتوں نے گمراہ کیا ہے بہت سے آدمیوں کو (کہ ان کی گمراہی کا سبب بنے ہیں) فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ جو شخص کہ پیروی کی اس نے میری
(کہ میرے راہ توحید ہی پر چلا) سو وہ تو میرا ہے وَمَنْ عَصَانِیْ اور جو شخص کہ کہنا نہ مانا میرا (باب توحید میں) (ثم تاب) کذا قال السدی وقال
مقاتل (ومن عصانی) فیما دون الشرك) فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ تو یقینا آپ کثیر المغفرت کثیر الرحمت ہیں۔ (خلاصہ اس
دعا کی شفاعت مؤمنین کیلئے ہے گرچہ کبیرہ کے مرتکب بھی ہوں) نجم الآیة الدعاء الابراهیمیة علی ردّ الشرك والاصنام - رَبَّنَآ (التكرار
للمبالغة فی التضرع) اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ اے رب میرا بسایا ہے میں نے اپنی بعض اولاد کو (یعنی اسماعیل علیہ السلام کو) بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ
ایک میدان میں جو کہ کھیتی والا نہیں ہے (یعنی زراعت کے قابل نہیں ہے) عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ آپ کے گھر محترم کے قریب رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ
اے رب ہمارے تاکہ وہ لوگ نماز کا خاص اہتمام رکھیں فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ سو کر دے بعض لوگوں کے دل کہ مائل
ہوں ان کی طرف (تاکہ اس میدان کی آبادی ہو) وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور روزی دے ان کو میووں سے (اپنی قدرت باہرہ سے کیونکہ یہ
میدان (غیر ذی زرع ہے) لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ؕ۳۷ تاکہ یہ لوگ شکر ادا کریں (تیری نعمتوں کا ادائیگی نمازوں سے اور تیرے احکام کی اطاعت
سے) نجم الآیة الفرض الاصلی من الاولاد الاطاعت لامر الله تعالی وهو الشکر لنعم الله تعالی رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ
اے ہمارے رب یقینا آپ جانتے ہیں جو کچھ ہم دل میں چھپاتے ہیں (اپنے نیات کو) وَمَا نُعْلِنُ اور جو ظاہر کرتے ہیں (اپنے اعمال کو) وَمَا
یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؕ۳۸ اور نہیں مخفی اللہ تعالی پر کوئی چیز نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (کیونکہ اللہ
تعالی کا علم ذاتی ہے بنا بریں اس کے معلومات میں کوئی فرق نہیں ہے) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ
حمد و ثناء اللہ تعالی کی جس نے بخشا ہے مجھ کو بڑھاپے کی عمر میں اسماعیل اور اسحاق (علیہما السلام جیسے دو بیٹے) اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ
بے شک میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے (یعنی قبول کرنے والا ہے کیونکہ انہوں نے دعا کی تھی (رب هب لی من الصالحین) تو دعا کی اجابت
پر شکر ادا کر کے آگے پھر دعائیں شروع کرتے ہیں کہ نعمت پر شکر کو اجابت دعاء میں بڑا دخل ہے) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ
اے رب میرا بنا مجھکو نماز کا خاص اہتمام کرنے والا اور میری بعض اولاد کو (جو کہ مؤمن ہو) رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ؕ۴۰ اے رب ہمارا قبول کر میری دعا کو رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ
ع اے رب ہمارے بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور سب ایمان والوں کو یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ؕ۴۱ جس دن قائم ہو
۱۸ حساب (وهذه الآیة تدل علی ان والدیه علیه السلام کانا مسلمین وانما کان آذر عماله علیه السلام وکان اسم ابیه تارخ ثم لدفع تطرق التوهم
الی آذر قال الله تعالی (ولوالدی) ولم یقل ولابوی) نجم الآیة بیان الکلمات الاجابتیة (ربنا انك تعلم الخ) والشکر علی الاجا

Marfat.com

ایضا موجب للاجابة وبیان بقیة دعاء الابراھیمیة - ثم نبّهه اللہ تعالٰی علی انه مطلع علی احوالھم وافعالھم فیحاسب عن الظالم للمظلوم اور جب بیان فرمایا کہ ان کے اصل ابراہیم علیہ السلام کے یہ عقائد تھے اور تم تو اے کفار مکہ ان کے برعکس عقائد شرکیہ وافعال شرکیہ میں منہمک ہو تو پھر شدید محاسبہ کا تم کو سامنا ہوگا فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اور اے مخاطب نہ خیال کرنا اللہ تعالٰی کو کہ ظالم اور مشرک لوگوں کے اعمال کی حقیقت سے بے خبر ہے (بوجہ تاخیر عذاب کے) (والغفلة) عبارة عن عدم الاطلاع علی حقیقة الامور اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ صرف ان کو مہلت دے رکھی ہے اللہ تعالٰی نے اس دن کیلئے جس میں پُھٹی رہ جائیں گی ان لوگوں کی نگاہیں (ہیبت کی وجہ سے) مُهْطِعِيْنَ دوڑتے ہوں گے (موقف حساب کی طرف) مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ درانحالیکہ اوپر کی طرف اٹھانے والے ہوں گے اپنے سروں کو لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ان کی نظر اور ان کی آنکھیں ہٹ کر اور پھر کر نہیں آئیں گی (یعنی ایسی ٹکٹکی بندھے گی کہ آنکھ نہ جھپکیں گے) وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے اور باطل بدحواس ہوں گے (بوجہ شدت ھول کے) **نجم الآیة** شدت ھول قیامت کا بیان وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ اور آپ ڈرائیں لوگوں کو اس دن سے جس دن آپڑیگا ان پر عذاب فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پھر کہیں گے ظالم لوگ رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اے رب ہمارا مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت اور قلیل وقت کیلئے (یعنی ہمیں دنیا میں پھر قلیل وقت کیلئے بھیجے) نُّجِبْ دَعْوَتَكَ ہم آپ کا کہنا مان لیں گے وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اور ہم اتباع کریں گے رسل علیہم الصلوات کی (جواباً حکم ہوگا) اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ کیا (تم کو دنیا میں طویل مدت نہ دی تھی) اور (کیا) تم قسمیں نہ کھاتے تھے اس سے پہلے (دنیوی زندگی میں) کہ نہیں ہوگا تم کو ٹلنا (اس دنیا سے برائے حساب آخرت کے کما قال اللہ تعالٰی (واقسموا باللہ جهد ایمانهم لایبعث اللہ من یموت) وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ حالانکہ تم رہتے تھے ان لوگوں کی جگہوں میں جنہوں نے (بوجہ تکذیب انبیاء علیہم السلام کے) اپنا نقصان کیا تھا (کہ ہلاک ہو گئے پھر تم کو اس سے سبق نہ آیا) وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ اور (تواتر اخبار سے) تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان سے کیسا کیا تھا وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝ اور ہم نے تم کو بتلائے بھی تھے ان کے سب قصے (ہلاکت کے جو بمنزلے ضرب المثل کے مشہور تھے کفار کے سوال واپسی الی الدنیا پر چار جواب مذکور ہوں گے جس سے وہ لاجواب ہو جائیں گے۔ **نجم الآیة** قیامت میں ایک مایوسی کا منظر۔ آگے کفار مکہ کی تدبیریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو تھیں اس کا ذکر ہے وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ اور انہوں نے اپنی بہت سی تدبیریں کی ہیں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف) وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ اور ان کی سب تدبیریں اللہ تعالٰی کے سامنے ہیں وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ اور یقیناً ان کی تدبیریں (نبوت کے خلاف) ایسی تھیں کہ (مثلاً) ہٹ جائیں اس سے پہاڑ بھی (اپنی جگہ سے اگر پہاڑوں کے خلاف ہوتیں تو) **نجم الآیة** کفار مکہ کی شدید مخالفت کا بیان فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ سو مت سمجھو اللہ تعالٰی کو کہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے (جو ان کے مکذبین کی سزاؤں کا ذکر ہوا ہے وہ ضرور

پورا ہوگا گویا کہ یہ اپنے رسل کے ساتھ بمنزلہ وعدہ کے ہے) اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۴۷ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے (کہ کوئی طاقت اس کی مد
مقابل نہیں ہے) بدلہ لینے والا ہے (تو یہ بدلہ تکذیب کا بھی اسی روز قیامت میں ہوگا جس کا پہلے بیان ہوا ہے اور آگے بھی اس کا بیان ہے کہ) يَوْمَ
تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ جس دن بدلی جائے گی اس زمین سے اور زمین اور بدلے جائیں گے آسمان بھی (وعن علیؓ
تبدل الارض ارضا من فضة وسموات من ذهب وعن عائشة رضؓ انها سئلت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاين يكون الناس
يومئذ قال على الصراط) وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۴۸ اور نکل کھڑے ہوں گے لوگ (قبروں سے) اللہ تعالیٰ کے سامنے جو ایک ہے
(الوہیت میں) جو ایسا زور آور ہے کہ سب کے سب اس کے سامنے بے بس ہیں وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۴۹
عطف علی (برزو) اور دیکھیں گے اے مخاطب مجرمین اور کافروں کو اس دن میں کہ باہم جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ
قَطِرَانٍ کرتے ان کے پتل پگھلے ہوئے کے ہوں گے (یعنی ان کے بدن کو پتل پگھلا ہوا لپٹا ہوا ہوگا تاکہ آگ کی شدت گرمی کی زیادہ اثر کرے
وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۵۰ اور آگ ان کے موہنوں پر لپٹی ہوئی ہوگی لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ تاکہ سزا
دے اللہ تعالیٰ ہر نفس (کافر) کو اس کی کمائی (کفر یہ کی) کا اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۵۱ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے جلد حساب لینے والا
ہے (سب کے سب کا فیصلہ مقدار آدھے دن دنیا میں ہو جائے گا) **تجم الآیۃ** کافرین کی سزاء کا بیان هٰذَا بَلٰغٌ
لِّلنَّاسِ یہ قرآن مجید سب لوگوں کیلئے احکام کا پہنچانا ہے وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ (عطف علی مقدر ای (ليفهموه) تاکہ لوگ سمجھیں اس
قرآن کو) اور تاکہ لوگ اس قرآن کے ذریعہ ڈرائے جائیں (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور تاکہ
لوگ (اس قرآن کے ذریعہ) یقین کرلیں کہ یقیناً وہ (ذات واجب الوجود) معبود برحق وہی ایک ہی ہے وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۵۲ ع ۱۱ ۱۹
اور تاکہ نصیحت حاصل کرلیں دانشمند لوگ (اسی قرآن کے ذریعہ)

تجم الآیۃ فوائد قرآن کا بیان (رب اجعلنى مقيم الصلوة ومن ذريتى ربنا وتقبل دعاء
ربنا اغفرلى ولوالدى وللمؤمنين يوم يقوم الحساب وصل اللهم على حبيبك خير الخلق
كلهم - عن النبى صلى الله عليه وسلم من قرء سورة ابراهيم اعطى من
الاجر عشر حسنات بعدد من عبد الاصنام ومن لم يعبدها * * - * - *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الحجر مکیۃ بالاتفاق

وھی تسع وتسعون آیۃ ۹۹ وکلماتھا ستمائۃ وخمسون واربع ۶۵۴ وحروفھا الفان وسبعمائۃ وسبعون ۲۷۷۰ وھی نزلت بعد سورۃ
یوسف و **وجہ المناسبۃ** لما قبلھا بان قال فی آخر الاول (ھذا بلاغ للناس) وقال فی اول ھذہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ یہ سورت عظیمۃ الشان آیات ہیں کتاب کی وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ اور قرآن کی جو واضح ہے
آگے بیان ہے قرآن پر ایمان نہ لانے والوں کی حسرت کا

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲

بار بار تمنا کریں گے کافر لوگ (آخرت میں) کاش کہ ہو جاتے یہ کافر لوگ (دنیا میں) مسلمان (لفظ (ربما) کا مشیر ہے کثرت حسرت پر کہ حسرت تازہ بہ تازہ ہوتی رہے گی تو یہ ایک نوع عذاب کا بیان ہے) چونکہ یہ کافر لوگ کفر پر پکے ہیں کہ رجوع ان کا کفر سے نہ ہوگا تو آپ بھی ان کی طرف سے توجہ مبارک ہٹا دیں بلکہ) ذَرْهُمْ ان کو اپنے حال پر رہنے دیجئے (یہ امر ان کے حق میں تہدید ہے) يَاْكُلُوْا خوب طرح سے کھالیں (معلوم ہوا کہ کھانے پینے کے بڑے شائق تھے) وَيَتَمَتَّعُوْا اور خوب نفع اٹھالیں (سامان آرائش سے) وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اور خیالی امیدیں اور منصوبے (مستقبل کی زندگی کے) ان کو آخرت سے غفلت میں ڈالے رکھیں ہیں فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳ سو جلدی ہی معلوم کر لیں گے (مرنے کے بعد غفلت کے نتائج بد کو) باقی جلدی سزا ر نہ ملنے کا وجہ یہ ہے کہ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴ اور نہیں ہلاک کی ہم نے بستیاں (بوجہ ان کے کفر کے) مگر ان سب کیلئے ایک وقت متعین تھا ہلاکت کیلئے اور ہمارا قانون ہے کہ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵ نہیں ہلاک ہوتی ہے کوئی امت اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے اور نہ پیچھے رہتی ہے۔ **نجم الآیۃ** اظہار الحسرۃ للکفار علی تکذیب القرآن مع الوعید الشدید علی التکذیب آگے بیان ہے کہ کفار مکہ نبوت کے حق میں سخت گستاخ ہیں کما قال اللہ تعالیٰ

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ اور کفار کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے (اس کے دعوی کے مطابق وھذا کما قال فرعون (ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون) یقیناً آپ مجنون ہو (العیاذ باللہ) قال مقاتل نزلت فی

الجزء الرابع عشر ۱۴

عبد الله بن امية والنضر بن الحارث ونوفل بن خويلد والوليد بن مغيرة قالوه على وجه الاستهزاء لَوْ مَا تَأْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ کیوں نہیں لاتے ہو آپ ہمارے پاس فرشتوں کو اگر آپ سچے ہو (دعوی نبوت میں تو فرشتے آکر گواہی دیں ہمارے
سامنے آپ کی نبوت کی) وھذا کما قال اللہ تعالی (لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا) (آگے ان کے رد میں فرمایا کہ جیسا ہمارا قانون ہے
ویسا ہوگا وہ یہ ہے) مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ نہیں اتارتے ہم فرشتوں کو مگر فیصلہ ہلاکت کے وقت وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝
اور نہیں ہوتے (وہ مہلک لوگ) بوقت اترنے فرشتوں کے مہلت دیے ہوئے (جبکہ کافر لوگ اس وقت بھی ایمان نہ لائیں گے کما فی العلم الالٰہی
کما قال اللہ تعالی (ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ الخ) **نجم الآیۃ** التہدید الشدید علی توھین الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یقینا ہم ہی نے اتارا ہے قرآن کو تدریجا فتدریجا (اس کے حقانیت کی دلیل ہے) وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ اور یقینا
ہم ہی ہیں اس قرآن کے نگہبان (کہ اس میں کمی اور بیشی کوئی نہیں کر سکتا اگر کوئی کریگا تو پکڑا جائے گا پھر اس کی اصلاح ہوگی کیونکہ قرآن کا محافظ اللہ
تعالی ہیں بخلاف تورات و انجیل کے کہ ان کے محافظ ان کے علماء و پیران ٹھہرائے گئے تو پھر جب انہوں نے محافظت نہ کی تو ان کی حفاظت نہ رہی کما
قال اللہ تعالی (بما استحفظوا من کتاب اللہ) **نجم الآیۃ** صداقت قرآن کی دلیل کا بیان۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور ہم نے بھیجے تھے آپ سے پہلے بھی (رسولوں کو) اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں اور فرقوں میں (والشیع
جمع شیعۃ کی ہے جس کے معنی کسی شخص کے پیروکار اور مددگار کو کہتے ہیں اور ایسے فرقہ کو بھی شیعہ کہتے ہیں جو کسی خاص عقائد پر متفق ہوں) وَمَا
يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اور نہیں آیا تھا ان فرقوں کے پاس کوئی رسول مگر ان کے ساتھ استہزاء اور
ٹھٹھا کرتے رہے (جیسے کہ آپ کو کفار مکہ نے استہزاء (انک لمجنون) کہا ہے كَذٰلِكَ مثل فرق اولین کے نَسْلُكُهٗ استہزاء کو داخل کر دیتے
ہیں اور بٹھا دیتے ہیں فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ گنہگاروں کے دلوں میں (جس کی وجہ سے) لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ مجرم لوگ قرآن
کے ساتھ ایمان نہیں لاتے (آگے مجرمین کیلئے تہدید ہے) وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور گذر چکا ہے طریقہ اور قانون (الٰہی
شیع الاولین یعنی پہلے امتوں میں (ہلاکت کا اوپر استہزاء بالانبیاء علیہم السلام کے (تو ان میں بھی وہی قانون ہلاکت والا جاری ہوگا)
نجم الآیۃ التہدید علی الاستہزاء بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (آگے (لوما تاتینا بالملائکۃ) کا دوسرا جواب مذکور ہے) وَلَوْ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان سے (تاکہ آسمان پر جا کر خود ملائکہ کو دیکھ لیں) فَظَلُّوْا
فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝ پھر یہ (دن کے وقت) اس دروازہ میں سے چڑھ جاویں (آسمان پر) (اور وہاں جا کر سب کچھ کو دیکھیں) لَقَالُوْٓا اِنَّمَا ع
سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا تو بھی کہیں گے کہ باندھ دیا گیا ہے ہمارے نگاہوں کو (کہ جو کچھ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ان کی حقیقت نہیں ہے ۱۵
ایسے بلا حقیقت یہ چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں) بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝ بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے (اس جادو کے وجہ
سے ہمیں یہ ملائکہ وغیرہ نظر آرہے ہیں حقیقت میں یہ ملائکہ نہیں جیسے علم مسمریزم کا ہوتا ہے ہم سے وہی کیا گیا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ سحرہ

Marfat.com

فرعون نے کیا تھا کما قال اللہ تعالی (وسحروا اعین الناس) **خلاصہ** یہ ہے کہ اگر کفار مکہ کو اس دنیا میں فرشتے اگر نبوت کے حق میں شہادت
بھی دیویں تب بھی نہیں مانیں گے پھر فوری ہلاک کر دئے جائیں گے اور اگران کو آسمان پر چڑھنا آسان کر دیں پھر یہ وہاں پہنچ کر کہیں گے (بل نحن
قوم مسحورون) ہم پر علم سیمریزم کا اثر کر لیا ہے اصل حقیقت کوئی نہیں ہے **نظم الآیۃ** تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین ۔
آگے عجائبات قدرت سے اثبات التوحید کا بیان ہے **وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا** اور پیدا کئے ہیں ہم نے بڑے بڑے ستارے
آسمان میں کذا قال الحسن وقتادۃ (یعنی آسمانی فضاء میں یعنی جو اور خلا میں قال اللہ تعالی (وکل فی فلك یسبحون) اور فلک آسمان
کے نیچے جو اور خلا میں ہے) **وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ** ۞ ۱۶ اور مزین کیا ہے ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کیلئے (ستاروں سے) **وَحَفِظْنَاهَا**
مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۞ ۱۷ اور محفوظ رکھا ہے ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود سے (بذریعہ ستاروں کے) وعن ابن عباس انهم كانوا
لا يحجبون عن السموات فلما ولد عيسى عليه السلام منعوا من ثلاث سماوات ولما ولد النبي صلى الله عليه وسلم منعوا من السموات
كلها) وقال اللہ تعالی (انا کنا نقعد مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد له شهابا رصدا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین
امر تکوینی کی بعض باتیں فرشتوں سے چپکے میں سن سکتے تھے نہ امور تشریعی کی کما قال اللہ تعالی (انهم عن السمع لمعزولون) **إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ**
السَّمْعَ مگر جو شیطان (کہ فرشتوں سے خلا اور جو میں کوئی امر تکوینی کی بات کو) چوری چپکی میں سنکر بھاگا **فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ** ۞ ۱۸
سو اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے انگارہ چمکتا ہوا (جو کہ بعض ستاروں سے نکلتا ہے) قال اللہ تعالی (وجعلناها رجوما للشیاطین) دلائل توحیدی
سماویہ کے بعد دلائل توحیدی ارضیہ کا بیان ہے **وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا** اور ہم نے زمین کو پھیلایا (من ام القرى اى من مكة دحيت الارض
وبسطت اى قال الله لها انبسطي فانبسطت) **وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ** اور ہم نے ڈال دئے زمین میں بھاری پہاڑ جو کہ اپنی جگہ پر بہت مضبوط
ہیں (تاکہ زمین ہلنے نہ پائے) **وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ** ۞ ۱۹ اور ہم نے اگائی زمین میں ہر چیز (جو ضرورت کی تھی) ایک
معین مقدار سے **وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ** اور کیا ہے ہم نے تمہارے لئے زمین میں اسباب معیشت کے (یعنی ضروریات زندگی کے کھانے
کے پینے کے پہننے کے) **وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ** ۞ ۲۰ اور (کیا ہے ہم نے زمین میں ضروریات زندگی) ان کی جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو (بلکہ
ان کو بھی ہم روزی دیتے ہیں جیسے بکری، گائے، گھوڑا وغیرہم من الحیوانات الخ یعنی جو چیزیں تمہاری پرورش میں ہیں یا تمہاری پرورش سے باہر ہیں سب
کیلئے رزاق اللہ تعالی ہیں تم نہیں ہو) **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ** اور ہر چیز کے ہمارے ہاں خزائن بھرے پڑے ہیں (یعنی اناج کے ہر قسم کے
خزائن ہیں اسی طرح کپاس کے، چینی، چائے، دودھ وغیرھا کے) **وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ** ۞ ۲۱ اور نہیں اتارتے ہم کسی شیئی کو (اپنے
خزانہ سے) مگر ایک معین مقدار سے (علی حسب الحاجۃ الیہ کما قال اللہ تعالی (ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء)
وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ اور بھیجتے رہتے ہیں ہم ہواؤں کو گابھا کرنے والی (پھلدار درختوں کو کہ مثلاً نر کھجور سے مادہ پھلوں کو نکال کر مادہ
کھجوروں میں داخل کرتی ہیں پھر مادہ کھجوریں بہت زیادہ پھل دار ہوتی ہیں یا معنی ہے کہ ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو بارشی جھرموں کو اٹھانے والی ۔

Marfat.com

فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً پھر ہم اتارتے ہیں جھڑوں سے (جو آسمانی جو میں ہوتے ہیں) بارش کے پانی کو وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۲۲
اور نہیں تم اس پانی کا خزانہ بنانے والے (آگے چشموں میں کنوؤں میں یا معنی ہے کہ بارش کے پانی کے خزائن ہمارے پاس ہیں تمہارے پاس نہیں ہیں)
وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ اور ہم ہی ہیں زندہ کرنے والے (ان اجسام کو جو قابل حیات کے ہوتے ہیں) اور مارنے والے (ان اجسام کو جن
میں حیات ہوتی ہے) وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۲۳ اور ہم ہی ہیں باقی رہنے والے (تمام کے مرنے کے بعد) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
مِنْكُمْ اور ہم جانتے ہیں تم میں سے ان کو جو پہلے گذر چکے ہیں وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۲۴ اور ہم جانتے ہیں جو پیچھے آنے والے ہیں (تم
میں سے) وقیل الاموات والاحیاء وقال الشعبی الاوّلین والاخرین جیسا کہ معنی لکھا گیا ہے وقال مجاهد الامم السابقة وامة محمد صلی اللہ علیہ
وسلم) وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اور یقینا آپ کا رب ہی ہے جو کہ سب کو اکٹھا کر کے موقف حساب میں لائے گا (نہ جیسا کہ وہ کہتے ہیں (من یحی
العظام وهی رمیم) اِنَّهٗ حَكِيْمٌ یقینا وہ متقن ہے اپنے کاموں میں عَلِيْمٌ ۲۵ وسیع ہے علمہٗ ہر چیز سے تجم الآیة اثبات ع ۲ ۱۰ ۲
التوحید والبعث بعد الموت بالقدرة الباهرة ۔ جبکہ اللہ تعالی حشر کو بیان فرمایا ہے جو کہ منتہی خلق الثقلین کا ہے باعتبار نتیجہ کے تو آگے مبدأ خلق انسانی کا ذکر
فرماتے ہیں یعنی آدم علیہ السلام کا اور اس کے عدو مبین کا یعنی ابلیس لعین کا جو کہ مبدأ ضلالت انسانی کا ہے تو یہاں پر ان دونوں کے قصہ کا مقصد مذکور بالا
ہے اور جگہوں میں اور ہیں مثلا سورت بقرہ میں آدم علیہ السلام کی خلافت کا بیان ہے پھر اس پر اعزازا مسجود ملائکہ بنے تو جب ابلیس کو بھی حکم ملا تو حسدا سجدہ سے
انکار کر دیا اور یہی ان دو کا قصہ سورۃ اعراف میں بھی ہے وہاں پر مقصد اور ہے جو کہ وہاں پر مذکور ہے (ثم لاٰتینهم من بین ایدیهم ومن
خلفهم الآیة) یعنی اولاد آدم علیہ السلام کے ساتھ شدت عداوت کا ذکر ہے جو کہ ان کے اضلال کی صورت میں ہے اور سورۃ کہف میں جو مذکور ہے
وہاں پر (فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی) اصلی وجہ ہے اور سورۃ صٓ میں بھی مذکور ہے وہاں پر (لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم
اجمعین) کا ذکر ہے اور سورت اسراء میں جو مذکور ہے وہاں پر (واستفزز (ای گھبرالے) من استطعت منهم الآیة) هی وغیرها وغیرها من الوجوه
المختلفة کثیرة ۔ فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ اور بنایا ہم نے انسان کو (ای آدم علیہ السلام کو جو اصل ہے انسانوں
کا) بجتی ہوئی مٹی سے (یہ اصل قریب ہے) مِّنْ حَمَاٍ جو کہ (صلصال سے پہلے) سڑے ہوئے گارے سے تھا مَّسْنُوْنٍ ۲۶ (جو سڑا ہوا گارا
کے آخر میں) مصور ہو گیا تھا (صورت انسانی میں) یہ اصل انسانی قدرے ابعد ہے جو کہ صلصال سے پہلے تھا) (اس (حمأ) سے پہلے آدم علیہ السلام
(طین) تھے یعنی مبلول مٹی یعنی پانی سے ملی ہوئی مٹی تھے) فرمایا (هو الذی خلقکم من طین) (سورۃ انعام) اور اس (طین) سے پہلے تراب تھے
یعنی محض مٹی جو کہ پانی سے مخلوط نہ ہو وہ تھے (والله خلقکم من تراب) تو (طین) اصل بعید ہے (حمأ) سے اور (تراب) سب سے ابعد
اصل ہے وفی المظهری کان فی الاول ترابا فعجن بالماء فصار طینا فمکث فصار حمأ فخلص فصار سلالة فصوّر فصار مسنونا فیبس
فصار صلصالا یعنی خشک ہو گیا کہ وہ خشک ہونے سے کھن کھن آواز کرنے لگا جیسا کہ مٹی کا برتن چٹکی مارنے سے بجا کرتا ہے وقال البغوی
روی عن ابی هریرة رض خلق الله آدم من تراب وجعله طینا ثم ترکه حتی کان حمأ مسنونا ثم خلقه وصوّره وترکه حتی صار

Marfat.com

صلصالا كالفخار ثم نفخ فيه روحه (انتهى) وقال ابو عبيدة (مسنون) اى مصبوب فهو كالجوهر المذابة تصبّ فى القوالب من السّن وهو الصبّ كانه افرغ من الحمأ فصور منها تمثال انسان اجوف فيبس حتى اذا نقر صلصل ۔ وعن ابن عباس رض انه خلق من طين فاقام اربعين سنة ثم من حمأ مسنون اربعين سنة ثم من صلصال اربعين سنة فتم خلقه بعد مأة وعشرين سنة وزاد ابن مسعود فقال اقام وهو من تراب اربعين سنة فتم خلقه بعد مأة وستين سنة ثم نفخ فيه الروح فصار مذكورا فقال ابن عباس وهو ملقى بين مكة والطائف **نجم الآية** بيان التاريخ القديم لآدم عليه السلام واصلية الخلقية الاطوارية

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ (اى من قبل آدم عليه السلام) **مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ** ٢٧ قال الحسن يعنى ابليس عليه اللعنة خلق الله تعالى قبل آدم عليه السلام وسمّى جانًّا لتواريه عن الاعين وقال قتادة هو ابليس ابو الشياطين (اى اوّله) وفى الجنّ مسلمون وقاسطون ويحيون ويموتون وليس من الشياطين مسلم ويموتون اذا مات ابليس **فالحرف** ان آدم عليه السلام ابا البشر خلق من طين وابليس ابا الشياطين (من نار السموم) عن ابن عباس رض (السّموم) نار لا دخان لها وقد اخرج ابن مسعود رض عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال رؤيا المسلم جزأ من سبعين جزء من النبوّة وهذه النار جزأ من سبعين جزأ من السموم التى خلق منها الجان وتلا هذه الآية اخرج ابن مردوية هذا الحديث فعلم منه ان الجان وهو ابليس ابو الشياطين خلق من نار الآخرة التى هى نار الدنيا جزأ من سبعين جزأ هى السموم والجان الذى فى سورة الرحمٰن هو الجانّ ابو الجن وليس بابليس قال الله تعالى (وخلق الجان من مارج) وهو لهب خالص لادخان فيه كما روى عن ابن عباس (من نار) وهى النار نار الدنيا فلا تعارض بين الآيتين لا فى الحجر المراد من الجان ابليس لا فى سورة الرحمٰن المراد من الجن ابو الجن وليس ابليس. فالاوّل مخلوق من نار الآخرة والثانى نار الدنيا فوالله تعالى اعلم بالصواب واما الملائكة فمخلوق من النور (والمعنى) اور جان یعنی ابلیس پیدا کیا تھا ہم نے اس کو آدم علیہ السلام سے پہلے آگ سموم سے (یعنی آخرت کی اس نار سے جس کا دخان نہیں ہے اور وہ نار سموم دنیا کی آگ سے ستّر حصے تیز ہے) **نجم الآية** بيان التاريخ القديم للجان اى ابليس عليه اللعنة واصلية الخلقية ۔ آگے آدم علیہ السلام کے سجدہ اعزازی کا بیان (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برائے اکرام آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو حکم ہوا اور ساتھ ساتھ ابلیس کو بھی حکم ہوا) اور ابلیس کی عداوت کا بیان۔ **وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ** اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ فرمایا تھا رب کریم آپ کے فرشتوں کو **اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا** کہ بیشک میں پیدا کرنے والا ہوں ایک انسان کو **مِنْ صَلْصَالٍ** (جس کا مبدأ قریب) بجتی ہوئی مٹی سے ہوگا **مِّنْ حَمَاٍ** (جو کہ صلصال سے پہلے) سڑے گارے سے ہوگا **مَّسْنُوْنٍ** ٢٨ (جو سڑا ہوا گارا کہ آخر میں) مصور ہوگا (شکل انسانی میں) **فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ** سو میں جب بنا لوں اس کو پوری طرح شکل انسانی میں **وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ** اور (بعد مدت صلصال کے) میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں **فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ** ٢٩ تو تم سب کے سب گر پڑنا اس کے آگے سجدہ میں (یہ سجدہ اکرامی تھا نہ تعبدی تو آدم علیہ السلام اسی سجدہ سے مسجود ملائکہ بنے نہ معبود ملائکہ) **فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ** ٣٠

Marfat.com

پھر (جب اللہ تعالیٰ نے ان کو سوّاہ بنایا و نفخ فیہ الروح کیا) تو تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا (اعزازی نہ عبادتی) اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ (الا استثناء منقطع)
اَبٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۱﴾ مگر ابلیس کہ انکار کیا کہ ساجدین میں شامل ہو (وقال اللہ تعالیٰ (مامنعک الا تسجد اذ امرتک)
تو معلوم ہوا کہ یہ گرچہ ملائکہ سے نہ تھا مگر مامور بالسجود تھا) قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰۤاِبۡلِیۡسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ﴿۳۲﴾
اے ابلیس تجھ کو کونسا امر مانع بنا (جس کی وجہ سے) تم ساجدین میں شامل نہ ہوا (وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاعراف (مامنعک الا تسجد اذ امرتک)
تو وجہ توبیخ کا امرالٰہی کو نہ ماننا ہے اور سورۃ صٓ میں ہے (یاابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی) تو وجہ توبیخ کا اس کا مکرّم ہونا بوجہ
(لما خلقت بیدی) کے ہے اور یہاں پر وجہ توبیخ کا (ساجدین میں شامل نہ ہونا ہے) جیسا کہ نماز باجماعت نہ پڑھنا بھی وجہ توبیخ کا ہے تو
ان تین مواطن میں ایک-ایک وجہ توبیخ کا مذکور ہے تو فلا تکرار باقی چار مواطن میں سورۃ بقرہ میں اور سورۃ بنی اسرائیل میں اور سورۃ کہف
میں اور سورۃ طٰہٰ میں وجہ توبیخ ہی مذکور نہیں ہیں بلکہ ہر ایک میں اور وجوہ مذکور ہیں تو فلا تکرار) قَالَ لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ
مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۳۳﴾ کہنے لگا ابلیس کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ بشر کو (جو کہ محض انسانی مجسم کثیف ہے) سجدہ کروں
جس کو آپ نے بنایا ہے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے گارے سے مصور ہوئی (یعنی وہ خاکی ہے اور میں ناری ہوں) قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پھر نکل جا زمرہ ملائکہ سے فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ پھر بیشک تو رد ہو گیا ہے مردود وَّاِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَةَ اِلٰی یَوۡمِ
الدِّیۡنِ ﴿۳۵﴾ اور یقیناً تجھ پر لعنت (میری) رہے گی تا قیام قیامت (تو اتنے تک توبہ کی توفیق مسلوب رہے گی اس کے بعد قیامت میں تو کوئی توبہ
مقبول نہ ہو گی) قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۳۶﴾ کہا ابلیس نے اے رب پھر مہلت دے مجھ کو (موت سے) قیامت کے دن تک
(یعنی نفخہ ثانیہ تک کیونکہ اس کے بعد موت نہ ہو گی) قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ﴿۳۸﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے (جوابا لا اجابۃً لدعائہ) بشک تجھ کو معین وقت تک مہلت دی گئی ہے (وہ وقت نفخہ اولیٰ کا وقت ہے یہ وقت موت کا تیرے لئے تقدیرًا ایسا
مقرر ہوا ہے نہ تیری دعا کی اجابت ہے) قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ (جب اس نے موت کا وقت لمبا معلوم کر لیا تو) کہنے لگا اے ربّ بوجہ
اس کے کہ آپ نے میری دل میں غیّ اور گمراہی کو پیدا کیا ہے (بحکم تکوینی کے) لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ قسم اٹھاتا ہوں میں کہ بنی آدم کی نظروں
میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھلاؤں گا یا معنی ہے کہ میں بھی بنی آدم سب کو زمین میں بہاریاں دکھلاؤں گا (کہ دنیاوی اشیاء ان کو مرغوب اور بہ
اچھے لگیں گے بمقابلہ اخروی نعمتوں کے تو پھر دنیوی حیاتی کو ترجیح دیں گے اور پر اخروی زندگی کے) وَلَاُغۡوِیَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۳۹﴾
اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۴۰﴾ مگر آپ کے بندے (جو آپ کی ذات کیلئے) مخلص ہیں (ان پر میرا
داؤ نہ چل سکے گا (والمخلص) الذی یعمل ولایحب ان یحمدہ الناس) قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ ﴿۴۱﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ
نے یہ (یعنی اخلاص) سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ یقیناً جو بندے میرے (مخلص
ہیں) نہیں ہے تیرا ان پر تسلط (گمراہ کرنے کا) اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۴۲﴾ مگر جو گمراہ لوگوں میں تیرے پیچھے چلیں گے (تو ان پر تیرے

Marfat.com

گمراہ کرنے کا اثر ہوگا کہ تیری دعوت پر وہ لبیک کہیں گے پھران کا ٹھکانہ جہنم ہے کما قال اللہ تعالی وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۴۳
اور یقینا دوزخ پر وعدہ ہے ان غاوین سب کے سب کا لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ اس جہنم کے سات دروازے ہیں لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
ع ۱۹ ۳/۳ مَّقْسُومٌ ۝۴۴ ہر دروازہ سے ان کیلئے الگ الگ حصے ہیں (عذاب کے کہ جس قسم کے عذاب کا مستحق ہوگا اسی قسم کے عذاب کے دروازہ سے داخل ہوگا
کما قیل الباب الاول للعصاة من الموحدین و الثانیة للیهود والثالثة للنصاری و الرابعة للصابئین والخامسة للمجوس والسادسة
للمشرکین والسابعة للمنافقین وعن ابن عباس رض ان جهنم لمن ادعی الربوبیة ولظی لعبدة النار والحطمة لعبدة الاصنام وسقر للیهود
والسعیر للنصاری والجحیم للصابئین والهاویة للموحدین وقال علیؓ باب فوق باب ای لها سبعة ابواب فیملأ الاول ثم الثانی ثم الثالث ثم الرابع
ثم الخامس ثم السادس ثم السابع وقال ان الله تعالی وضع الجنان علی الارض (ای ارض الجنة) ووضع النیران بعضها فوق بعض وعن
ابن عباس فی هذه الآیة اول الابواب جهنم ثم لظی ثم الحطمة ثم السعیر ثم السقر ثم الجحیم ثم الهاویة یعنی اسفلها جهنم وفوق
کلها الهاویة وکل باب اشد حرا من الذی یلیه سبعین مرة **نجم الآیة** ابلیس کی عداوت اغوائی کا بیان اور اس کی سزاء (لها
سبعة ابواب) کا بیان - اہل نار کے عذاب کے بعد (جو غاوین کو ہوگا) اہل الجنة کے نعم کا بیان جو مخلص من العباد کیلئے ہیں فرمایا إِنَّ
الْمُتَّقِينَ یقینا جو لوگ بچنے والے تھے (کفر اور شرک سے اور ان کیلئے ایسے معاصی تھے جن کو صلوات وغیرہ جاتے ان کا کفارہ کر دیا تھا کذا
فی الکشاف عن ابن عباس) فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝۴۵ وہ قرار پکڑنے والے ہوں گے باغات میں اور چشموں میں ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ
آمِنِينَ ۝۴۶ (ان سے کہا جائے گا کہ) داخل ہو جاؤ ان باغات میں سلامتی اور امن کے ساتھ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ
غِلٍّ اور نکال ڈالیں گے ہم جو ان کے سینوں میں (دنیا میں) خفگی تھی (اور ایک دوسرے سے جو ناخوشی تھی) إِخْوَانًا درانحالیکہ ایک دوسرے
کے ساتھ بھائی بھائی کی طرح ہوں گے عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝۴۷ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ
نہ پہنچے گی ان کو جنت میں کچھ تکلیف وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝۴۸ اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے - (آگے خلاصہ ما سبق کا
ہے) نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝۴۹ آپ اطلاع دیدیں میرے بندوں کو کہ میں ہی ہوں بخشنے والا - بڑا مہربان (تو کفر
وشرک کے بچنے والوں کیلئے میرا معاملہ مغفرت اور رحمت کا ہوگا) وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝۵۰ اور (یہ بھی خبر دیدو)
کہ یقینا میرا عذاب اصل میں وہی ہے عذاب دردناک **نجم الآیة** نتائج فریقین کا بیان - آگے اللہ تعالی ذکر فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام
کی بشارت کو جو کہ محض رحمت ہی رحمت ہے اور لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کو جو کہ عذاب ہی عذاب ہے فرمایا وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ
إِبْرَاهِيمَ ۝۵۱ اور حال سنادو ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ جبکہ داخل ہوئے ابراہیم علیہ السلام پر فَقَالُوا
سَلَامًا پھر کہا انہوں نے السلام علیکم یا کہا انہوں نے سلمنا علیکم سلاما (پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کو مہمان سمجھ کر کھانا لایا چونکہ
وہ فرشتے تھے تو کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو سمجھے کہ شاید دشمن ہوں کما قال اللہ تعالی (قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما

Marfat.com

(اذ ایدیہم لاتصل الیہ نکرھم واوجس منہم خیفۃ) قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝۵۲ فرمایا ہم تم سے خوف محسوس کرتے ہیں (قتل کا)۔ قَالُوْا لَا
تَوْجَلْ کہا فرشتوں نے آپ خوف محسوس نہ کریں (ہم سے قتل کا) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝۵۳ ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں ایک فرزند کی جو کہ بڑا
عالم ہوگا (یعنی نبی ہوگا) مراد اس سے اسحاق علیہ السلام ہیں دوسری آیت میں پھر ان سے فرزند یعقوب علیہ السلام کی بشارت بھی منقول ہے قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ
عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فرمایا کیا خوشخبری دیتے ہو مجھ کو (فرزند کی) جبکہ مجھ پر بڑھاپا آگیا ہے فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝۵۴ سو کس چیز کی خوشخبری
دیتے ہو (یعنی یہ بشارت عجائب قدرت سے ہے نہ بعید از رحمت ہے) قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فرشتوں نے کہا ہم نے آپ کو ایک امر واقعی کی بشارت
دی ہے فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝۵۵ سو آپ ناامید نہ ہوں (ایسے بڑھاپے میں اولاد سے) قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ
اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝۵۶ فرمایا اور کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے بجز گمراہ لوگوں کے (تو میں تو نبی ہوں تو کیسے رحمت سے ناامیدی سے
متصف ہو سکتا ہوں تو میرا یہ کہنا تعجب عجائبات قدرت الٰہی کے قبیلہ سے ہے نہ یاس کے قبیلہ سے ہے) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۷
فرمایا کونسا تمہارا عظیم مقصد ہے (علاوہ بشارت کے) اے بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (کیونکہ نور نبوت سے معلوم کر لیا کہ ان کو اور مہم بھی ہے)
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝۵۸ کہا فرشتوں نے ہم (علاوہ بشارت کے) بھیجے گئے ہیں قوم مجرمین کی طرف (ان کو سزا دینے
کیلئے) اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ مگر لوط علیہ السلام کا خاندان اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۵۹ کہ ہم یقیناً بچا لیں گے اس پورے خاندان کو اِلَّا امْرَاَتَهٗ
سوائے عورت لوط علیہ السلام کے قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۶۰ ہم نے تجویز کر لیا ہے اس کی نسبت کہ وہ قوم مجرمین میں رہ جانے ع ۱۴ ۴
والی ہوگی (کہ ان کے ساتھ وہ بھی عذاب میں مبتلا ہوگی) فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۶۱ پھر جب وہ فرشتے بھیجے ہوئے خاندان
لوط علیہ السلام کہاں یعنی ان کے گھر پہنچ گئے قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۶۲ فرمایا تم تو اوپرے اور اجنبی معلوم ہوتے ہو (اور شہر والے ایسے
قسم کے لوگوں کو جیسے تم ہو بہت پریشان کرتے ہیں) قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝۶۳ کہنے لگے وہ فرشتے (نہیں پریشان
کر سکتے ہم کو) بلکہ (وہ خود پریشان ہوں گے کیونکہ) ہم آپ کے پاس لیکر آئے ہیں وہ (عذاب) جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے وَاَتَيْنٰكَ
بِالْحَقِّ اور لائے ہیں ہم آپکے پاس پکی بات (یعنی عذاب الٰہی) وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۶۴ اور ہم یقیناً سچ بول رہے ہیں فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کر کچھ حصہ رات کا رہتا ہو وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ اور آپ سب کے پیچھے ہوں وَلَا يَلْتَفِتْ
مِنْكُمْ اَحَدٌ اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی ایک وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝۶۵ اور آپ کو جہاں پر جانے کا حکم ہے اس طرف سب
کے سب چلے جاؤ (اور وہ جگہ شام ہے) وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝۶۶ اور ہم نے
حکم بھیجا تھا لوط علیہ السلام کے پاس (بذریعہ ان فرشتوں کے) یہ کہ صبح ہوتے ہی اس قوم کی جڑ کٹ جائے گی وَجَاۗءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۶۷ (ذکر میں یہ قصہ مقدم ہے ان کی ہلاکت سے ولیکن ان کی ہلاکت کو ذکر میں مقدم فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ نافرمانوں کی
ہلاکت مقصود بالذکر ہے) اور پہنچ گئے شہر والے (لوط علیہ السلام کے گھر) خوشیاں مناتے ہوئے (کہ لوط علیہ السلام کے گھر حسین لڑکے کہیں سے

Marfat.com

سے آگئے ہیں) قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝۶۸ فرمایا لوط علیہ السلام نے بیشک یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو نہ رسوا کرو مجھ کو
(ان کی بے عزتی کرکے) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وَلَا تُخْزُوْنِ ۝۶۹ اور بے آبرو مت کرو مجھ کو (ان مہمانوں کے سامنے) قَالُوْٓا
اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۰ بولے وہ شہر والے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا دنیا بھر کے لوگوں کی حمایت سے قَالَ هٰٓؤُلَآءِ
بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۷۱ فرمایا لوط علیہ السلام نے اگر ہو تم عمل کرنے والے (میری بات پر) تو یہ بیٹیاں حاضر ہیں (کہ میں تمہارے
بڑوں کے نکاح میں دیتا ہوں تاکہ میری اس قربانی کی وجہ سے تم مہمانوں کی بے عزتی سے باز آجاؤ) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ۝۷۲ قسم ہے آپ کی ذات کی سوانح حیات کی کہ بیشک وہ شہر والے اپنی بدمستی میں (یعنی مہمانوں کی بے عزتی کرنے میں)
بے ہوش تھے (کہ لوط علیہ السلام کی اس قربانی کو قبول نہ کرتے ہوئے اپنے اس عزم پر پختہ تھے) فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝۷۳
پھر آپکڑا ان کو سخت آواز نے سورج نکلتے وقت (تو ابتداء عذاب کا صبح سے شروع ہوکر اشراق تک رہا تو (مصبحین) کے لفظ سے انطباق
ہوگیا) فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا پھر (اس سخت عذاب کے بعد) کردیا ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ نیچے (اور نیچے کا تختہ اوپر کردیا)
یعنی کر ڈالا ہم نے وہ بستیاں اوپر نیچے وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۷۴ اور برسائے ہم نے ان پر پتھر کنکر کے۔ اس اثناء میں
کما قال البعض یا بعد زیر و زبر کے کما قال البعض (والفاء فی (فجعلنا) تدل علی تقدم الصیحة علی قلب الارض وامطار الحجارة۔
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝۷۵ بے شک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں برائے فائدہ اہل بصیرت کے وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ
مُّقِيْمٍ ۝۷۶ اور بیشک وہ (بستی بڑی سدوم والی) یا وہ بستیاں واقع ہیں سیدھی راہ پر (جو شام کو جاتا ہے اور کفار مکے کا وہاں سے گذر رہتا ہے
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۷۷ بیشک اس میں (یعنی اس بستی میں یا بستیاں میں) البتہ نشانی ہے برائے فائدہ مؤمنین کے
(یعنی ان کھنڈرات کو دیکھکر بالخصوص مؤمنین کو عبرت ہوتی ہے) **نجم الآیة** بیان نجاة المؤمنین واهلاك المجرمين
فی ضمن القصتین وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝۷۸ اور یقیناً تھے درخت ملتف اور بن والے یعنی گھنے درختوں والے
بڑے ظالم (یہ شعیب علیہ السلام کی امت تھی) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ سو ہم نے ان سے بدلہ لیا وَاِنَّهُمَا اور بیشک سدوم اور ایکہ لَبِاِمَامٍ ع ۵ ۱۹ ۵
مُّبِيْنٍ ۝۷۹ البتہ تھیں صاف سڑک پر (یعنی شام کو جاتے ہوئے راستہ میں دکھائی دیتی ہیں **نجم الآیة** التحذیر عن التکذیب فی
ضمن قصة اصحاب الایكة وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۸۰ اور بیشک جھوٹا کہا حجر والے رسولوں کو (کیونکہ انہوں
نے صالح علیہ السلام کو جو جھوٹا کہا تو گویا کہ تمام مرسلین کو جھوٹا کہا کیونکہ عقائد تو تمام نبیوں کے قدر مشترک ہیں) وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا اور دیں
ہم نے ان کو اپنی نشانیاں (یعنی معجزات من الناقة وسقیها وشربها ودرها) فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۸۱ سو رہے وہ اصحاب
الحجر ان نشانیوں سے روگردانی کرنے والے وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝۸۲ اور تھے وہ لوگ کہ تراشتے
تھے پہاڑوں کو امن کے گھر بنانے والے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝۸۳ پھر پکڑا ان کو آواز سخت نے صبح کے وقت

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۴ سو نہ کام آیا ان کے جو دنیوی ہنر رکھتے تھے یا سیکھتے تھے (کہ پہاڑوں میں بڑے بڑے محلات
بناتے تھے) وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ اور نہیں بنایا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو ان کے بیچ
میں ہے بغیر حکمت کے (کہ ان سے استدلال پکڑا جائے اوپر وجود صانع کے جو اللہ واجب الوجود ہے پھر جو اللہ واجب الوجود کا حکم نہ مانے تو حکمت
کا تقاضا ہے کہ اس کو معذب کر کے نیست و نابود کیا جائے تاکہ دوسروں کو سبق ہو) وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ اور یقینا قیامت آنے والی ہے (تو
منکرین کا اصل دن عذاب کا قیامت کا دن ہے) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝۸۵ سو نہایت خوبی کے ساتھ درگذر کیجئے (ان کے ایذاؤں سے کہ
کسی کے سامنے ان کا شکوہ تک بھی نہ ہو) اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۶ یقینا آپ کا رب وہی ہے بڑا خالق (تو اس سے لازم ہوا کہ) وہی
ہے بڑا جاننے والا (تو ان کی تمام شرارتوں سے آپ کا رب باخبر ہے کہ قیامت کے دن ان سے پورا بدلہ لیگا جیسا کہ پہلے امم کفار سے بدلہ لیا تھا۔

نجم الآیۃ التحذیر عن التکذیب فی ضمن قصۃ الحجر وفی ذکر اتیان الساعۃ لاریب فیھا۔ جب امر ہوا کہ (فاصفح الصفح الجمیل)
تو تقویت قلبی وتسکین کیلئے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ اور دی ہیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو کہ مکرر ہیں (باعتبار
بار بار پڑھنے کے نماز میں اور باعتبار نزول کے کہ ایک بار مکہ میں نازل ہوئیں اور ایک بار مدینہ میں جو کہ سورۃ فاتحہ ہے کذا قال علی
وابن مسعود وعمر وغیرھم من الصحابۃ والتابعین) وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷ اور دیا ہم نے آپ کو قرآن عظیم (باعتبار مضامین
عالیہ کے اور درجات کے وہ بھی یہی سورۃ فاتحہ ہے وعن ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ فی
التوراۃ ولا فی الانجیل مثل ام القرآن وھی السبع المثانی رواہ الترمذی) آگے فرماتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں اموال دنیوی کچھ
بھی نہیں ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اور آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ طرف اس اسباب دنیویہ کے جو ہم
نے بطور نفع اٹھانے کے دے رکھی ہیں اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ان میں سے مختلف قسم کے کافروں کو (یہ سب کچھ کافروں کیلئے استدراجا ہے
اور آپ کیلئے قرآن عظیم اصل نفع کیلئے رضاء الٰہی کے طور پر ہے (تو فاصفح الصفح الجمیل) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور نہ غم کھا ان پر
(یعنی ان کے ایمان نہ لانے پر بوجہ (ما متعنا بہ) کے کیونکہ یہ دولت ان کیلئے آثار غضبیہ کے قبیلہ سے ہے) **نجم الآیۃ** الترغیب
الی تحصیل القرآن العظیم والتحذیر عن ذوات الکفار واموالھم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۸ اور جھکا اپنے
بازو اور اپنا جانب مؤمنین کیلئے (یعنی مؤمنین پر شفقت رکھیئے کہ وہ قرآن سے ضرور متمتع ہوں اور کافر لوگ جب قرآن سے متمتع نہیں ہیں تو
(ولا تحزن علیھم) **نجم الآیۃ** نظر شفقت کی مرکوز ہے مؤمنین پر وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝۸۹ اور
فرما دیجئے کہ میں یقینا کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ ماننے والوں کو) كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝
الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝۹۱ جیسا کہ وہ عذاب نازل کیا تھا ہم نے اوپر بانٹنے والوں کے کہ کیا تھا قرآن مجید کو مختلف اجزاء (کہ
کہا بعض نے کہ یہ قرآن سحر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن شعر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ کہانت ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اساطیر الاولین الکاذبۃ ہے ال

کہ مقاتل نے کہا ہے کہ وہ سولہ آدمی تھے جن کو ولید بن مغیرہ نے ایام حج میں مکہ مکرمہ کے رستوں پر مقرر کیا تھا کہ یہاں سے گذرنے والوں کو کہیں
کہ قرآن حقیقت میں کلام اللہ نہیں ہے بلکہ شعر ہے اور سحر ہے اور کہانت ہے اور اساطیر الاولین ہے تو ان سب پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ گندی موت
مرے آگے ان کے بارے میں فرمایا کہ مرنے کے بعد فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ٩٢ سو قسم ہے رب تیری کی کہ ان مقتسمین سب کے
سب سے ضرور پوچھیں گے (پوچھنا توبیخی کا قیامت کے دن) عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ٩٣ اس سے جو (دنیا میں) عمل کرتے تھے

نجم الآیۃ بیان مناقشۃ الحساب للمقتسمین فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ سو آپ کھلا بیان کر دیں وہ احکام جن کے بیان کرنے کا
آپ کو حکم ہے وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ٩٤ اور پرواہ نہ کریں ان مشرکین کی (کہ نہ مانیں سو نہ مانیں) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ ٩٥
یقیناً ہم کافی ہیں آپ کیلئے ان ٹھٹھا کرنے والوں سے الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا
معبود ٹھیرالیا ہے (یعنی ان کے دو بڑے جرم بھاری ہیں ایک شرک دوسرا آپ کی سوء ادبی) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ ٩٦ سو عنقریب معلوم
کر لیں گے (کہ کیسی سزا ہے) اور وہ پانچ بڑے سردار قریش کے تھے۔ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل۔ حارث بن قیس۔ اسود بن عبد یغوث۔ اسود بن
المطلب یہ پانچوں کے پانچ جبرئیل امین کے اشارے سے گندی طرح سے ہلاک ہو گئے تھے ایک ہی دن میں قبل وقعۃ البدر

نجم الآیۃ بیان الھلاکت للمستھزئین وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ ٩٧ اور ہم جانتے ہیں
کہ بیشک آپ کا دل تنگ ہو جاتا ہے ان کی باتوں سے (جو شرکیہ اور استھزائیہ ہیں کیونکہ یہ طبعی امر ہے تو ازالہ دل تنگی کیلئے) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
سو تسبیح و تحمید بیان کیا کرو رب اپنے کی وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ ٩٨ اور نماز پڑھتے رہیئے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ
ع ۶ ۲۰ ۶ الْيَقِيْنُ ۝ ٩٩ اور (ویسے ہر حال میں) اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہانتک کہ آپ کو موت آجائے وھذا کما قال اللہ تعالیٰ (واوصانی
بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا) **نجم الآیۃ** التسبیح والتحمید والصلوۃ والعبادۃ ان سب کا ازالہ غم میں بڑا دخل ہے۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء سورۃ الحجر کان لہ من الاجر عشر حسنات بعدد
المھاجرین والانصار والمستھزئین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللھم نجنا عن النار وادخلنا الجنۃ بغیر حساب
والصلوۃ علی رسولہ ونبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ النحل مکیۃ

وتسمی **بسورۃ النعم** بسبب ماعد اللہ تعالی فیہا من نعمہ **وآیاتہا** مأۃ وثمانیۃ وعشرون آیۃ و **کلماتہا** الف وثمانمأۃ واحدی واربعین **وحروفہا** ستۃ آلاف وسبعمأۃ وسبعۃ احرف **وروی** انہا مکیۃ غیرا ربع آیات نزلت بالمدینۃ قولہ وان عاقبتم فعاقبوا الی آخرہا وقولہ واصبر وما صبرک الا باللہ الی آخر الآیۃ وقولہ ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا الی آخر الآیۃ وقولہ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا الی آخر الآیۃ **وہی نزلت** بعد سورۃ الکہف **وجہ الارتباط** اولہا بآخرہا شدید بان قال فی آخرہا (حتی یأتیک الیقین) وقال فی اولہا (اتی امر اللہ) ای یوم القیامۃ اتی بمعنی یاتی کقولہ تعالی (ونادی اصحٰب الجنۃ اصحاب النار) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ **اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ** ای یاتی یوم القیامۃ (یعنی آرہی ہے قیامت) یا امر سے مراد عذاب الٰہی ہے یعنی آپہنچا ہے حکم اللہ تعالیٰ کا ساتھ سزا کے کفار کے **فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ** سو تم اس عذاب کی جلدی مت کرو (کما قالوا (ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین) **سُبۡحٰنَہٗ** پاک ہے وہ ذات **وَ تَعٰلٰی** اور برتر ہے **عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝۱** ان کے شریک بتلانے سے **یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ** نازل فرماتے ہیں فرشتوں کو (یعنی فرشتوں کی جنس سے جبرئیل کو) **بِالرُّوۡحِ** ساتھ وحی کے (جو کہ ایک بھید الٰہی ہے) **مِنۡ اَمۡرِہٖ** اپنا حکم دیکر **عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ** (بھیجتا ہے) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (یعنی اپنے انبیاء علیہم السلام پر) **اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا** (وہ حکم یہ دیکر بھیجتا ہے کہ) خبردار کر دو (لوگوں کو) کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے **فَاتَّقُوۡنِ ۝۲** سو مجھ سے ڈرتے رہو (کہ اگر کسی کو میری بندگی میں شریک کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے اور آرہا ہے عنقریب میں) **نجم الآیۃ** اثبات التوحید والرسالۃ وصداقت القرآن۔ آگے توحید پر دلائل عقلیہ کا بیان ہے **خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ** پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک ٹھیک اور حکمت سے (کہ کوئی چیز ان میں فائدہ سے خالی نہیں ہے اور جب خالق ان عظیم اجسام کا صرف اللہ تعالیٰ ہیں نہ ان کے شرکاء تو) **تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝۳** بلند ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرکاء کی شرکت فی العبادات سے تو ثابت ہوگیا (لا الٰہ الا انا) آگے اثبات قیامت کا دلیل انفسی سے بھرا نکار کلامات کا بیان ہے **خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ** بنایا ہے انسان کو نطفہ سے (تو جس کو نطفہ سے ایسا شکیل انسان بنانے پر قدرت ہے تو کیا جو اس کے اپنے ذرات مٹی کے ہیں اس سے دوبارہ ایسا بنانا کونسا مشکل ہے تو اس کا کہنا کہ (من یحیی العظام وہی رمیم) سراسر غلط ہے کما قال اللہ تعالی **فَاِذَا ہُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ۝۴** پھر وہ انسان اچانک ہی ہوگیا جھگڑا کرنے والا (کہ کہتا ہے (من یحی العظام

Marfat.com

وھی میم) نجم الآیۃ بیان کفران النعمۃ الانفسی - آگے بیان ہے نعم انعامی کا کہ الانسان عبید الاحسان وَالْاَنْعَامَ
خَلَقَهَا لَكُمْ اور (آٹھ قسم کے) جانوروں کو پیدا کیا تمہارے نفع کیلئے کما قال اللہ تعالی (ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز
اثنین) وقال اللہ تعالی (ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین) فِيهَا دِفْءٌ بیچ ان جانوروں کے جاڑے اور سردی کے دفع کا سامان ہے
(جیسے ان کے اصواف اور اوبار اور اشعار کہ ان سے لحافیں اور بستر ے اور پہننے کے گرم کپڑے بنائے جاتیں ہیں) وَمَنَافِعُ اور بھی ان کے علاوہ ان میں فوائد
ہیں (جیسے دودھ - سواری - بار برداری - کھیتی باڑی کا کاروبار اور ان سے نسل لینے کا کام اور ان کا بیچنا لینا الخ) وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝
اور بعضوں کو کھاتے بھی ہو (جو بعض کھانے کے قابل ہے) وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ اور تمہارے لیئے ان میں رونق بھی ہے حِينَ
تُرِيحُونَ جبکہ شام کو چرا کر لاتے ہو وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ اور جبکہ چرانے لے جاتے ہو (وتقدیم الاراحۃ لان الجمال فیہا اظہر فانہا
تروح ملأ البطون حافلۃ الضروع فالرواح الرجوع بالعشی من المرعی (والسراح بالغدوۃ الی المرعی) وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى
بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ اور اٹھا کر لے چلتے ہیں وزنی اشیاء تمہارے یا بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ نہ پہنچتے تم خود وہاں
پر بدون شدید محنت اپنے جانوں کے (جیسے اونٹ) إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ بیشک تمہارا رب بہت زیادہ رحمت کرنے والا ہے نہایت
رحمت والا ہے (بنا بریں ان سب کو تمہارے ان منافع کی خاطر مسخر بنا دیا ہے) نجم الآیۃ نعمت انفسی کے بعد نعمت خارجی کا بیان جو کہ از قبیلہ
ثمانیہ ازواج ہے وَالْخَيْلَ عطف علی (الانعام) ای خلق الخیل وھو اسم جنس للفرس لا واحد لہ من لفظہ کالابل) اور پیدا کیا
ہے گھوڑوں کو وَالْبِغَالَ اور خچروں کو وَالْحَمِيرَ اور گدھوں کو لِتَرْكَبُوهَا تاکہ تم ان پر سوار ہوں وَزِينَةً اور تاکہ تمہارے لئے زینت
ہو (عطف علی محل (لترکبوھا) وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو (تمہاری سواری و منافع کیلئے) یا
معنی ہے اور پیدا کریگا جن کو تم نہیں جانتے ہو (تمہاری سواری کیلئے جیسے سائکل و سائکل موٹر و کار [illegible] بس وغیرہ و بحری جہاز و بری
جہاز وغیرھا) قرآن مجید نے گھوڑا - گدھا - خچر کے فوائد میں اکل ان کے لحم کا ذکر نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کا گوشت حلال نہیں ہے جیسا کہ ایک
حدیث میں ان کی حرمت کا ذکر آیا ہے تو اس پر جمہور من الفقہاء کا اتفاق ہے مگر گھوڑے کے معاملہ میں ایک حدیث متعارض بھی آئی ہے تو قانون ہے
کہ مبیح اور محرم جمع ہوں تو ترجیح محرم کو دیجاتی ہے نجم الآیۃ التذکیر بآلاء اللہ کے ضمن میں دعوت الی التوحید کا بیان کہ الانسان
عبید الاحسان وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ اور اللہ تک پہنچتا ہے سیدھا راستہ (جو توحید و دین اسلام ہے) وَمِنْهَا جَائِرٌ اور بعض راہ
ع ۹ ۷ (جو شرکیہ عقیدے کے ہیں) ٹیڑھے اور کج ہیں (جو اللہ تعالی تک نہیں پہنچتے) وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ اور اگر چاہتا اللہ
تعالی تو تم سب کو چلاتا سیدھے راہ پر (تاکہ تم اصل مقصد تک پہنچ جاؤ) ولیکن بعض حکمتیں کے وجہ سے ایسا نہیں چاہا) جبکہ اللہ تعالی نے ذکر فرمایا
ہے احسان علی الاحسان کا جو کہ اس کی پیدائش سے متعلق ہے پھر جو کہ منافع من الانعام کے متعلق ہے آگے ذکر فرماتے ہیں جو کہ متعلق ہیں باغذیۃ
الحیوانات فرمایا هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ وہ اللہ تعالی ایسا ہے جس نے نازل کیا یا کرتا ہے تمہارے نفع کیلئے آسمانی

فضاء سے بارش پانی کو مِنْهُ شَرَابٌ جس سے تم کو پینے کو ملتا ہے وَّمِنْهُ شَجَرٌ اور جس کے سبب سے درخت ہوتے ہیں فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ ۱۰
جن میں تم چراتے ہو (اپنے مویشی جانوروں کو) يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ اگاتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے فائدہ کیلئے پانی کے ذریعہ الزَّرْعَ کھیتی کو وَ
الزَّيْتُونَ اور زیتوں کو وَالنَّخِيلَ کھجوروں کو وَالْأَعْنَابَ اور انگوروں کو وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ اور ہر قسم کے پھل إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَةً بیشک ان سب میں البتہ دلیل ہے (اوپر وحدانیت عزاسمہ کے جس دلیل کا نام برھان تمانعی ہے جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے) لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ۱۱
برائے فائدہ ان لوگوں کے جو اپنے عقل کو متحرک کرتے ہیں جانبین کی طرف کہ ان کے پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے متعدد آلہ نہیں الخ) **منجم الآية**
الدليل التفكري على التوحيد ۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور مسخر کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفع کیلئے رات کو اور دن کو (کہ ان میں
تمہاری نوم ہے اور معاش ہے اور عقد شمار کا ہے اور اسی طرح ان کا نفع بھی ہے الخ) وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور (مسخر کردیا ہے تمہارے نفع کیلئے)
سورج کو اور چاند کو (کہ ان کے اثرات سے کئی منافع مضمر ہیں) وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ اور ستارے بھی مسخر ہیں اس کے حکم سے (کہ
ان میں بھی کئی منافع ہیں) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ بیشک ان کی تسخیر میں دلائل توحید کے ہیں لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ ۱۲ برائے فائدہ ان لوگوں کے
جن کو عقل ہے اور عقل سے کام لیتے ہیں (عقل کو جانبین کی طرف متحرک کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی) **منجم الآية** الدليل العقلي على التوحيد
وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ اور جو چیزیں کہ پھیلائیں تمہارے نفع کیلئے زمین میں مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ درانحالیکہ ان کے اقسام مختلف ہیں (جیسے
جمادات ، مفردات ، مرکبات الخ) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً بے شک ان میں البتہ دلیل ہے توحید کی لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ ۱۳ برائے فائدہ ان آدمیوں
کے جو یاد کرلیں گے (جو بھولا ہوا ہوگا تسخیر مکنونات من الارض کی) **منجم الآية** الدليل التذكيري على التوحيد ۔ پھر دلیل تفکری
میں (لآية) مفرد ذکر کیا کیونکہ اس میں استدلال بانبات الماء تھا اور وہ مفرد ہے اور دلیل عقلی میں (لآيات) جمع ذکر فرمایا کیونکہ اس
میں آثار علوی متعدد تھے اور دلیل تذکری میں (لآية) مفرد ذکر فرمایا کیونکہ لفظ (ما ذرأ) کا مفرد ہے ۔ ثم في اختلاف (سخر
و مسخرات) باعتبار الصيغة اشارة الى اختلاف تسخير النهار والشمس والقمر وتسخير النجوم باعتبار التجدد والانقراض
في الاولين والاستمرار في الثانية وغيرهما من التفاوت كثير ۔ پھر جبکہ اللہ تعالیٰ دلیل توحید کی (بما ذرأ) ذکر فرمائی تو آگے ذکر فرماتے
ہیں انعام تسخیر بحر کا پھر اس میں سے جو اعم ہے (وهو الاكل) اس کو پہلے ذکر فرمایا وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ اور وہ وہی ذات
ہے جس نے کام میں لگا دیا بحر کو لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا تاکہ اس میں سے (مچھلی کو نکالکر) کھاؤ گوشت تازہ (وفيه اشارة الى ان
تناوله بعد ذهاب طراوته من اضر الاشياء وعليه اتفاق الاطباء ففيه اندماج لحكم طبي) پھر آگے اور امتنان کا ذکر ہے وَتَسْتَخْرِجُوا
مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا اور تاکہ نکالو اس میں سے (موتیوں کا) گہنا جس کو تم پہنتے ہو (یعنی موتی اور جواہرات جو کہ ایک قسم کی عورتوں کی
زینت ہے کہ ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالتی ہیں چونکہ یہ زینت عورتوں کی دراصل مردوں کیلئے ہوتی ہے تو نسبت پہننے کی مردوں کی طرف کی ہے کہ
(تلبسونها) اس کے علاوہ جواہرات کا استعمال مرد بھی انگوٹھی میں کر سکتے ہیں **منجم الآية** الدليل على التوحيد بالتسخير البحري

نعمة الاكل من البحر ونعمة استخراج الحلية کے بعد نعمت تصرف الفلک فی البحر کو ذکر فرماتے ہیں فرمایا وَتَرَى الْفُلْكَ عطف علی
قولہ (تاکلوا) مَوَاخِرَ فِيهِ اور دیکھتے ہو آپ کشتیوں کو اس دریا میں کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلی جارہی ہوتی ہیں وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
عطف علی (تستخرجوا) اور تاکہ تم تلاش کرو تم اس کے فضل سے (یعنی سعۃ روزی کو بذریعہ تجارۃ سفری بحری کے تلاش کرو) وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿۱۴﴾ اور تاکہ تم شکر ادا کرو (ان نعمتوں کا) نجم الآیۃ تذییب لما قبلہ۔ آگے اور نعمت کا بیان ہے وَأَلْقَى فِي
الْأَرْضِ رَوَاسِيَ اور اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے ہیں زمین میں پہاڑ جو اپنی جگہ پر بہت مضبوط ہیں أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ ای لئلا (تمید بکم)
تاکہ وہ زمین کبھی تم کو لیکر جھک نہ پڑے وَأَنْهَارًا اور بنایا اللہ تعالیٰ نے نہریں وَسُبُلًا اور راستے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵﴾ تاکہ تم
پہنچ سکو منزل مقصود تک وَعَلَامَاتٍ اور بنائیں بہت سی نشانیاں (راستوں کی پہچان کیلئے جیسے پہاڑ۔ درخت۔ مکانات) وَبِالنَّجْمِ هُمْ
يَهْتَدُونَ ﴿۱۶﴾ اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں (وقال محمد بن کعب المراد بالعلامات الجبال فھی علامات النھار والنجوم علامات
اللیل نجم الآیۃ ذکر الآیات الرواسی والعلامات النجمی علی وحدانیۃ الخالق لکل شیئ آگے خلاصہ ذکر فرماتے ہیں
أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ بھلا جو پیدا کرتا ہے برابر ہے اس کے جو پیدا نہیں کر سکتا (ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے تو پھر دونوں کی عبادت
کیسے بلکہ صرف ایک پیدا کرنے والے ذات کی عبادت ہو جس کا نام اللہ ہے تو ثابت ہو گیا لا الہ الا ہو) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۷﴾ کیا (جبکہ عدم مساوات
کو جانتے ہو) تو پھر سوچتے نہیں ہو (کہ عبادت غیر خالق کی بالکل نہ ہو) نجم الآیۃ الدلیل العقلی علی توحید اللہ تعالیٰ فی
العبادت وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا اور اگر شمار کرو اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کو تو نہ گن سکو گے (اللہ تعالیٰ کی نعمتیں
ہر انسان پر بے شمار ہیں کہ ان کیلئے کوئی عدد نہیں ہے کہ انکا احصاء کرے بخلاف ان کے معبودان باطلہ کے کہ ان کی طرف سے کسی پر بھی
ایک احسان نہیں ہے تو پھر ان کے معبودان عبادت کے حقدار کیسے) نجم الآیۃ خلاصہ احسان اللہ کا بیان فان الانسان عبید الاحسان
إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے (تقصیر شکر ادا نہ ہو اگر ایمان ہو تو کیونکہ) رَحِيمٌ ﴿۱۸﴾ نہایت رحمت کرنے والا ہے
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم چھپاتے ہو (من الاعتقادات) اور جو تم ظاہر کرتے ہو (من
الاعمال) نجم الآیۃ اللہ تعالیٰ کی وسعت علمی کا بیان۔ نیز یہ کہ ان کے معبودوں کو تو اس قسم کے علم کی بو تک نہیں ہے۔
آگے بیان ہے کہ ان کے معبودان میں صفت خالقیت کی ذرہ بھر بھی نہیں ہے وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اور یہ لوگ
اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وہ نہیں پیدا کر سکتے کسی چیز کو بھی وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۲۰﴾ اور وہ خود پیدا
کئے گئے ہیں (تو جو خالق نہ ہو وہ معبود کیسے) أَمْوَاتٌ وہ مردے ہیں (ایسے مردے کہ) غَيْرُ أَحْيَاءٍ کہ ان میں حیات کی صلاحیت بھی نہیں ہے
(وفی القرطبی ھم اموات یعنی الاصنام لا ارواح فیھا ولا تسمع ولا تبصر ای ھی جمادات وکیف تعبدونھا وانتم افضل منھا بالحیوۃ
(انتھی) فکانہ قیل ھم اموات حالا وغیر قابلین للحیاۃ مآلا) تو اس آیت کریمہ کو نفی سماع موتی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

Marfat.com

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اور نہیں جانتے (ان کے معبودان) کہ کب اٹھائے جائیں گے (مردے اور ان کے عابدین۔ معبود ع ۱۲
کیلئے تو لازم ہے کہ اس کو اس کے عابدین کے بعث بعد الموت کا وقت معلوم ہو تاکہ ان کو ثواب دیوے) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (انہیں دلائل
سے یہ ثابت ہوا کہ) معبود برحق تمہارا معبود ایک ذات ہے (جو کہ وحدہ لاشریک لہ ہے فی الذات والصفات والافعال) فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ سو جو لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ ان کے دل نہیں مانتے (اعتقادات برحقہ کو) وَّهُمْ
مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اور وہ تکبر کرتے ہیں (قبول حق سے) لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ یقینا اللہ تعالی جانتے
ہیں جو چھپاتے ہیں (عقائد باطلہ کو) وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور جو ظاہر کرتے ہیں (استکبار کو کہ یہ قرآن اساطیر الاولین ہے) اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ ۲۳
یقینا اللہ تعالی مبغوض رکھتے ہیں مستکبرین (عن القرآن وعن قبول التوحید) کو **نجم الآیۃ** ذکر حقیقۃ الاصنام واستکبار عبدتھم
ونتائجھم۔ اتنے تک کفرہ کے ضلال کا بیان تھا ۔ آگے ان کے اضلال وگمراہ کرنے کا بیان ہے کہ کفار جو مقتسمین میں سے تھے کہ انہوں نے جو راہوں
کو آپس میں تقسیم کرلیا تھا کہ ادھر سے گذرنے والوں کو نبوت کے خلاف گمراہ کریں گے پھر جب ان راستوں سے باہر والا گذرتا ان مقتسمین میں سے کسی سے
پوچھتا تھا کما قال اللہ تعالی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ اور جبکہ کہا جاتا ہے ان سے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے (اس ذات
پر جس نے دعوی نبوت کیا ہے) قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ تو جواب میں کہتے ہیں (کہ وہ ہمارے رب کا نازل شدہ نہیں ہے بلکہ) وہ تو کہانیاں
ہیں پہلے لوگوں کی (یعنی بے سند صرف تاریخیں ہیں ماضی کے لوگوں کی) پھر آگے فرمایا کہ ان لوگوں کا نتیجہ قیامت میں یوں ہوگا لِيَحْمِلُوْٓا
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ تا نکہ اٹھائیں قیامت کے دن بوجھ اپنے گناہوں کا پورا پورا (کیونکہ خود بھی تو گنہگار ہیں) وَمِنْ اَوْزَارِ
الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اور کچھ گناہ ان لوگوں کے کا جن کو گمراہ کرتے ہیں بغیر تحقیق کے (کہتے ہیں دوسروں کو (اساطیر الاولین) اَلَا
سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ ۲۵ توجہ سے سن لو کہ برا بوجھ ہے وہ جس کو اٹھاتے ہیں یا اٹھائیں گے **نجم الآیۃ** الوعید الشدید علی ع ۸
الضلال وعلی الاضلال قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ بڑی سخت تدبیریں کیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے (اپنے انبیاء علیہم السلام
کے خلاف) فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ سو اللہ تعالی نے ڈھا دیا ان کا گھر (تدبیروں کا) جڑ سے فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ
فَوْقِهِمْ پھر (وہ ایسے ناکام ہوئے جیسا کہ گویا کہ) گر پڑی (اس گھر تدبیریں والا کی) چھت اوپر سے ان پر وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ ۲۶ اور (علاوہ تدبیروں کے ناکام ہونے کے) آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو خبر بھی نہ تھی ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ ثم دن قیامت
کے رسوا کریگا ان کو اللہ تعالی (علاوہ اس عذاب دنیوی کے) وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ اور (وہ رسوائی
ایک یہ ہوگی کہ) فرمائیں گے اللہ تعالی کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے بارے میں تم جھگڑتے تھے (انبیاء علیہم السلام کے ساتھ) قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ تو (جواب میں وہ کفار نہ بولیں گے بلکہ) بولیں گے وہ لوگ جن کو خبر ہے علم (توحید) کی اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۲۷
یقینا رسوائی آج کے دن اور عذاب ایسے کافروں پر ہے الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ جن کی جان قبض کی تھی فرشتوں نے

Marfat.com

درانحالیکہ برا کرنے والے تھے اپنے حق میں فَاَلْقَوُا السَّلَمَ پس کافر لوگ ظاہر کریں گے اطاعت کو (کہ کہیں گے) مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ کہ
ہم تو نہ کرتے تھے کوئی برائی بھی بَلٰٓى کیوں نہیں (کہ تھی تم سے برائیاں بلکہ برائیاں ہی تھیں) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٢٨ یقینا اللہ
تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں جو کچھ تم کرتے تھے (برائیاں) فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سو داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے رہا کرو گے
اس میں ہمیشہ کیلئے فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝٢٩ سو کیا برا ٹھکانا ہے متکبرین کا (قرآن سے اور عقائد حقہ سے) **نجم الآیت**
بیان مآل المتکبرین عن التوحید والقرآن ۔ اتنے تک قرآن سے روکنے والوں کا بیان تھا آگے قرآن کی طرف رغبت دینے والے مؤمنین کا بیان ہے

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اور (جب) کہا جاتا ہے شرک سے بچنے والوں کو مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ کیا چیز نازل فرمائی ہے تمہارے رب نے و
(ماذا) اسم واحد مرکب للاستفہام بمعنی ای شیئ محلہ النصب (بانزل) قَالُوْا خَيْرًا تو کہتے ہیں (انزل خیرا) نازل فرمائی ہے بڑی
خیر (آگے ان کے نتائج خیر کا ذکر ہے) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کیلئے جنہوں نے نیک کام کئے ہیں (جن میں (قالوا خیرا) بھی داخل ہے) فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ اس دنیا میں بھلائی ہے (یعنی نصرۃ علی الاعداء اور رزق حسن الخ) وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ اور آخرت کا گھر
تو بہت بہتر ہے وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٠ اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا (آخرت کا گھر) جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وہ (گھر
آخرت کا) ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن میں متقی لوگ داخل ہوں گے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان باغوں کے (اشجار و عمارات کے) نیچے بہتی
ہوں گی نہریں لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ان متقی لوگوں کیلئے ان جنات میں وہی چیز ہوگی جو وہ چاہیں گے كَذٰلِكَ اسی طرح کا يَجْزِي
اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝٣١ بدلہ دیگا اللہ تعالیٰ سب ان لوگوں کو جو شرک سے بچنے والے ہیں الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ جن کی روح
قبض کرتے ہیں فرشتے طَيِّبِيْنَ درانحالیکہ وہ پاک ہوتے ہیں (گناہوں سے) یا معنی ہے درانحالیکہ وہ خوش ہونے والے ہوتے ہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف
جانے کو) يَقُوْلُوْنَ وہ فرشتے ان کو کہتے جاتے ہیں سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ السلام علیکم ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٣٢ داخل
ہو جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال (خیر) کے سبب جو تم کرتے تھے (دنیا میں) (وفی القرطبی) اذا استنقعت نفس المؤمن جاءہ ملک الموت
فقال السلام علیک یا ولی اللہ ۔ اللہ تعالیٰ یقرأ علیک السلام وبشرہ بالجنۃ ۔ **نجم الآیۃ** مآل المتقین البشارۃ بالجنۃ عند
الموت ۔ آگے ایمان نہ لانے پر سخت وعید ہے فرمایا هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں منتظر یہ کافر لوگ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مگر اس
بات کے آجائیں ان کے پاس فرشتے (موت کے) اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ یا آجائے حکم رب تیرے کا (یعنی قیامت) یا حکم عذاب استیصالی کا)

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح کیا تھا ان سے پہلے لوگوں نے (پھر ان پر عذاب استیصالی آیا تھا) وَمَا ظَلَمَهُمُ
اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا (عذاب استیصالی بھیجکر) وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٣٣ ولیکن وہ خود ہی اپنے
اوپر ظلم کرتے رہے (کہ اول سے لاکر آخر تک شرک میں مبتلا رہے) فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا پھر آپہنچیں ان پر انکے اعمال بد کی
سزائیں وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٣٤ اور آگھیرا ان کو وہ عذاب (جس کی خبر پانے پر) وہ ہنستے تھے (تو اگر ع ٩ ١٠

Marfat.com

تم اے کفار باز نہیں آؤ گے تو تمہارا بھی ان جیسا حال ہوگا **نجم الآیۃ** التعدید علی انکار القرآن و تکذیب الرسالۃ و انکار القیامت والکفر بالوحدانیت للہ تعالی ۔ آگے کفار مکہ کے قول شنیع کا ذکر ہے جو کہ اس جیسے قول کے امم سابقہ میں سے بھی تھے جیسا کہ فرمایا ہے آگے (کذلک فعل الذین من قبلھم) یہ ایسی کلام ہے جیسے کی پہلے آئی ہے (کذلک فعل الذین من قبلھم) فرمایا **وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ** اور کہتے ہیں مشرک لوگ کہ اگر چاہتا اللہ تعالی **مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا** تو نہ عبادت کرتے ہم اللہ تعالی کے سوا کسی چیز کی ہم اور نہ ہمارے آباؤ اجداد **وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ** اور نہ حرام کرتے ہم سوا حکم اس کے کسی چیز کو (من السوائب والبحائر وغیرھا) شرک ان کے مذہب میں ایک اصل کی حیثیت رکھتا تھا اور تحریم سوائب وغیرھا کی ایک فرع کی حیثیت میں تھی یعنی ہمارے دونوں طریقے مشیت الٰہی کے تحت ہیں تو رضاء الٰہی کے تحت ہوئے اس کا جواب ظاہر ہے کہ مشیت اور ہے اور رضاء اور ہے مشیت رضاء کیلئے مستلزم نہیں ہے البتہ رضاء مشیت کیلئے مستلزم ہے یعنی توحید میں رضاء اور مشیت دونوں ہیں اور کفر میں مشیت ہے اور رضاء نہیں ہے تو یہ ان کا سوال پہلے امم جیسے سوال ہے بس کا خمیازہ امم سابقہ نے بھگتا یا تھا تو تم بھی بھگتاؤ گے فرمایا **کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ** ان جیسی حرکت کے امم سابقہ نے بھی حرکت کی تھی (تو جیسے انہوں نے سزا بھگتی یہ بھی بھگتیں گے اس جیسے سوالات سے نبوت پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ) **فَھَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۞ ۳۵** سو رسل پر تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے (یعنی دعوی واضح ہو اور اس کی دلیل بھی واضح ہو) اس جیسی آیت سورۃ انعام میں بھی آئی ہے (سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباؤنا ولا حرمنا من شیء کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا) تو دونوں جگہوں میں جواب مختلف ہے تو فلا تکرار بلا فائدۃ جدیدۃ)

نجم الآیۃ ازالۃ شبھۃ الکفار **وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا** اور بھیجتے رہے ہیں ہم ہر امت میں رسول (تاکہ ان کو بلاغ مبین کرے اس مسئلہ کی اوّلا) **اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ** کہ تم عبادت کرو اللہ تعالی کی خالصۃ **وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ** اور بچتے رہو غیر اللہ کی عبادت سے (تو معلوم ہوا کہ شرک مرضی عند الٰہی نہیں ہے ولیکن مشیت الٰہی تو ہے ورنہ تو کیسے ان سے صدور شرک کا ہوتا کما قال اللہ تعالی (وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ) وکما قال اللہ تعالی (اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون) **فَمِنْھُمْ مَّنْ ھَدَی اللّٰہُ** پھر ان میں سے بعض وہ ہوئے جن کو اللہ تعالی نے راستہ بتلا دیا (توحید کا) **وَمِنْھُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْہِ الضَّلٰلَۃُ** اور بعض ان میں سے ایسے ہوئے کہ ان پر گمراہی ثابت ہوئی (تا دم مرگ بوجہ ان کے اختیار کرنے گمراہی کے) **فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ** سو سفر کرو ملک میں **فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۞ ۳۶** پھر دیکھو (ان کے گھروں کے کھنڈرات کو) کیسا تھا انجام جھٹلانے والوں کا (تاکہ تم کو ان سے سبق آئے)

نجم الآیۃ التعدید علی الشرک فی ضمن التذکیر بایام اللہ **اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی ھُدٰىھُمْ** اگر آپ بہت زیادہ متمنی ہیں ان لوگوں کے راہ راست لانے پر جو کہ (ومنھم من حقت علیہ الضلالۃ) کے مصداق ہیں (والحرص) فرط الارادۃ **فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ** تو اللہ تعالی تو نہیں ہدایت کرتا اس کو جس کو بچلاتا ہے (یعنی جو کہ (ومنھم من حقت علیہ الضلالۃ) کا مصداق ہے تو آپ ان کی ہدایت

کی متمنی نہ رہیں کیونکہ یہ لوگ ختم اللہ علی قلوبہم میں داخل ہوچکے ہیں) تو وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّاصِرِينَ ۳۷ اور نہیں ہے ایسے لوگوں کا کوئی مددگار
(نہ ہدایت پر لانے کا نہ آپ اور نہ اللہ تعالیٰ یہ دنیا میں اور آخرت میں بھی ان کا کوئی مددگار نہیں نہ آپ کہ ان کی شفاعت کریں گے اور نہ اللہ تعالیٰ کہ
ان کو عذاب سے بچائے (ای ان اللہ تعالیٰ لایخلق الھدایۃ جبرا فیمن یخلق فیہ الضلالۃ بسوء اختیارہ والمراد بہ قریش مکۃ)

نجم الآیۃ تقطیع الطمع عن ایمان المعاندین آگے کفار مکہ کا (ومنہم من حقت علیہ الضلالۃ) کے ایک وجہ کا بیان ۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ عطف علی (وقال الذین اشرکوا) اور یہ لوگ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں لَا يَبْعَثُ اللَّهُ
مَنْ يَمُوتُ کہ نہ اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ (دوبارہ قیامت میں) اس کو جو مرجائے (یعنی قیامت نہیں آئے گی) بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا کیوں نہیں اٹھائے گا
بلکہ ضرور اٹھائے گا اسے اللہ تعالیٰ وعدہ کرچکا ہے پکا وعدہ (جس کا خلف نہ ہوگا بیان کے قسم کا ردّ ہے ساتھ وعدہ اللہ تعالیٰ کے) وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۳۸ ولیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے (یہ دوبارہ زندہ کرنا اس لئے ہے جیسا کہ فرمایا ہے) لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
يَخْتَلِفُونَ فِيهِ تاکہ ظاہر کردے ان منکرین پر وہ مسائل جن میں اختلاف کرتے تھے (انبیاء علیہم السلام کے ساتھ) وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ۳۹ اور تاکہ جان لیں منکر لوگ کہ وہ تھے جھوٹے (انکار حق میں) إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ
كُنْ فَيَكُونُ ۴۰ جب ارادہ کرتے ہیں ہم کسی چیز کے کرنے کا تو ہمارا کہنا اس کے وجود کے بارے میں صرف یہ ہوتا ہے کہ کہیں ہم اس کو یا کہتے ہیں ہم
اس کو کہ ہوجا سو فوراً وہ چیز ہوجاتی ہے **نجم الآیۃ** کفار مکہ کے ردّ قیامت کا ردّ ہے علی وجہ الابلغ ۔ اگلی آیت مدنی ہے وَالَّذِينَ
هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا اور جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ہیں (تو یہ آیت مدنی ہے) یا حبشہ چلے گئے ہیں
(تو پھر یہ آیت مکی ہے) اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کیلئے (وطن چھوڑا ہے) بعد ظلم اٹھانے کے (کہ ہجرت پر مجبور ہوگئے تھے) لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي
الدُّنْيَا حَسَنَةً تو ضرور ٹھکانا دیں گے ہم ان کو دنیا میں بہت اچھا وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ ۴۱ کاش کہ ان کو خبر ہوتی (تو کافر بھی مسلمان ہوکر ہجرت کرتے (تو کافروں کے (ومنہم من حقت علیہ الضلالۃ) کے اور وجہ کا بیان
ہے کہ کافروں نے علاوہ کفر کے مسلمانوں پر اتنے ظلم کئے ہیں کہ مسلمانوں کو ترک وطن پر مجبور کر دیا ہے) الَّذِينَ صَبَرُوا جو مہاجر کہ ثابت
قدم رہے (ایمان پر شدید مظالم کی حالت میں) وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۴۲ اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کیا (ترک وطن پر)

نجم الآیۃ ۔ مہاجرین کی فضیلت کا بیان ۔ آگے کفار کے شبہ بر رسالت کا جواب ہے فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا
نُوحِي إِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجے تھے ہم آپ سے پہلے بھی مگر مرد انسان کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کی طرف (یعنی کفار کا یہ سوال کہ آپ جب انسان ہیں تو
آپ نبی کیسے ہوئے کیونکہ یہ دو امر متضاد ہیں تو آپ جواب میں فرمایا کہ یہ دو امر متضاد نہیں ہیں کیونکہ آپ سے پہلے جتنے بھی رسول تھے سب کے سب مرد
انسان تھے اسے اہل کتاب کے گواہ ہیں جن کی بات کو تم بھی سچا مانتے ہو بوجہ ان کے اہل علم ہونے کے) فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا
تَعْلَمُونَ ۴۳ سو پوچھ لو اہل علم سے (جو کہ اہل کتاب کے ہیں) اگر تم کو اس بات کا علم نہیں ہے تو بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ (بھیجا تھا ان کو) معجزات اور

ع ۱۱

Marfat.com

کتابیں اور صحیفے جیسکہ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ اور اتارا ہمنے آپ پر بھی یہی قرآن مجید لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ تاکہ واضح
سمجھادیں آپ لوگوں کو وہ احکامات جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں (آپ کے واسطہ سے) وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اور تاکہ وہ فکر و غور
کریں (اور عقل کو انہیں احکامات کے جانب حق کی طرف متحرک کریں کہ یہ احکامات حق ہیں اور ان کے جانب باطل کی طرف عقل کو متحرک کریں تاکہ سمجھیں
کہ یہ احکامات غلط اور باطل نہیں ہیں) **نجم الآیۃ** ازالۃ شبهة الکفار علی رسالته صلی الله علیه وسلم علی انه انسان فکیف کان
رسولا فازاله الله تعالی بقوله تعالی (وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم) آگے شرک پر تھدید کا بیان ہے اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا
السَّيِّاٰتِ کیا نڈر ہو گئے ہیں وہ لوگ جو تدبیریں کرتے ہیں۔ بری بری (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہ آپ کو قتل کریں یا قید کریں یا جلاوطن
کردیں) اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ کہ دھنسا دیوے ان کو اللہ تعالی زمین میں (جیسا کہ دھنسایا تھا قارون کو) اَوْ يَاْتِيَهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ یا آجائے ان کے پاس عذاب جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو (جیسے بیماری جو جان لیوا ہو وغیرہ وغیرہ) اَوْ
يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ یا پکڑ لے ان کو بیچ آنے جانے ان کے (سفری حالات میں کہ کسی حادثہ کا شکار ہو جائیں) فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۴۶ سو
نہیں ہیں یہ لوگ عاجز کرنے والے (اللہ تعالی کو کہ وہ پکڑے اور یہ پکڑ میں نہ آسکیں ایسا نہیں ہوگا) اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ یا پکڑے ان کو گھٹاتے
گھٹاتے (جیسے قحط سے مالی گھٹاؤ ہو جائے تو مالی قوت ختم یا وباء سے کہ بدنی گھٹاؤ ہو جائے تو بدنی قوت ختم یا معنی ہے کہ یا پکڑے ان کو ڈرانے کے بعد
(کہ ایک جماعت کو عذاب میں پکڑا تا قریب والے ڈر گئے ولیکن وہ سدھرے نہ تو ان کو بھی عذاب نے پکڑ لیا) فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۷
(ولیکن جلدی نہیں پکڑتا) کیونکہ رب تمہارا بہت زیادہ مہربان ہے۔ نہایت رحم والا ہے **نجم الآیۃ** الوعید بالعذاب للذین مکروا
السیآت بالنبی صلی الله علیه وسلم ۔ آگے اللہ تعالی منقادین کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ یہ غیر منقاد۔ منقاد بن جائیں فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا
خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے اللہ تعالی کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ
کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے (یعنی کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو) سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝
سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کو حالانکہ وہ سایہائے عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں (اللہ تعالی کے آگے) ثم یمین الفلك هو المشرق وشماله
هو المغرب ثم العرب اذا اجتمعت علامتان فی شیئ واحد تجمع احدیهما وتفرد الاخری کقوله تعالی (ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم
(سُجَّدًا) ای حال کونها لاصقة بالارض علی هیئة الساجد ولعل المراد بالموصول ای لفظ (ما) الجمادات والاشجار والاحجار التی
لا یظهر لظلالها اثر سوی التفیئ ابما ذکر من ارتفاع الشمس وانحدارها او اختلاف مشارقها ومغاربها واما الحیوانات فظلها تتحرك
بتحركها ★ (**خلاصہ** یہ ہے کہ سایہ دار اشیاء (جن میں قوت متحرکہ نہیں ہے جیسے جمادات وغیرہا) ان کے سایہائے سجدا للہ ہیں یعنی
زمین پر پڑے ہوئے ہیں شکل ساجدین میں تو یہ منقاد ربانی ہیں) آگے سایہ دار اشیاء اور غیر سایہ دار اشیاء جو کہ متحرک بالارادہ ہیں ان کے منقاد ہونے
کا بیان ہے فرمایا وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اور اللہ تعالی کو خالص سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں (جیسے فرشتے) وَمَا فِي

الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ اور جو زمین میں ہیں حیوانات سے وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۹ اور فرشتے (بھی سجدہ کرتے ہیں (اور
وہ فرشتے (باوجود رفعت شان کے) تکبر نہیں کرتے (اللہ تعالیٰ کی عبادت سے) يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے
رہتے ہیں جو کہ ان پر بالادست اور فائق ہیں وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۵۰ سجدہ اور کرتے رہتے ہیں وہ کام جن کا ان کو امر کیا جاتا ہے (فرشتوں کے چار
اوصاف کا بیان ہے۔ نیز یہ کہ سب چیزیں اللہ کے آگے منقاد ہیں تو اے کفار تم کیوں منقاد نہیں ہوتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ
نجم الآیۃ ذکر انقیاد الخلائق کلھا تقربا باللہ تعالیٰ وَقَالَ اللّٰهُ عطف علی (وللہ یسجد) لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ
اور حکم دیدیا ہے اللہ تعالیٰ نے (تمام مکلفین کو) کہ نہ بناؤ معبود دو (اور نہ دو سے زائد) اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ محقق امر ہے اور پختہ بات ہے
کہ معبود ایک ہی ہے فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۵۱ سو خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو (نافرمانیوں پر عذاب میرے سے) وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور خالص اسی ایک معبود کے ملک میں ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اور خالص اسی
ایک معبود کی عبادت بجالانا ہے لازما اور دائما اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝۵۲ سو کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے سواء اوروں سے ڈرتے ہو (پھر خواہ مخواہ
غیر اللہ سے ڈر کر ان کی عبادت کرتے ہو حالانکہ ان کی ملکیت میں کچھ بھی نہیں ہے اور نہ وہ عبادت کے حق دار بھی ہیں) آگے (ولہ الدین واصبا)
کے مزید دلائل کا بیان ہے کہ) وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ اور جو بھی تمہارے پاس کوئی نعمت ہے سو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے
(نیز) ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝۵۳ پھر جب تم کو پہنچتی ہے کوئی تکلیف اور سختی سو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف فریاد کرتے ہو
(بنابریں بھی (ولہ الدین واصبا) اور خالص اسی کا حق ہے اطاعت اور عبادت کا بجالانا) نجم الآیۃ (انما ھو الٰہ واحد)
ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ پھر جب کھول دیتا ہے اس تکلیف کو تم سے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۵۴ تو اسی
وقت تم سے ایک جماعت (بدستور سابق) اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگ جاتی ہے (کہ فلاں صنم نے یہ تکلیف اور سختی [illegible] سے ہٹائی ہے)
نجم الآیۃ کفار کے خدع بالرب کا بیان لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناشکری کرتے ہیں ہماری دی ہوئی نعمت
کی (جو کہ دفع سختی کے قبیلہ سے تھی) فَتَمَتَّعُوْا سو نفع اٹھالو چند دن کی زندگی سے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۵۵ سو جلدی معلوم کر لوگے (مرنے
کے بعد ناشکری کے نتیجہ کا) نجم الآیۃ نتیجہ خدع کا بیان آگے (مزید ان کے انواع شرکیہ کا بیان کہ) وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا
يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان (معبودان) کا حصہ ٹھہراتے ہیں (من الزرع والانعام وغیرھما
تقربا الیھما) جن کے (معبود ہونے کے) متعلق کچھ بھی نہیں جانتے (کہ یہ بھی حقیقتا معبود ہیں) آگے اسپر تہدید ہے تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
تَفْتَرُوْنَ ۝۵۶ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم سے ضرور پوچھا جائے گا تمہارے ان بہتان پردازیوں سے (کہ یہ اصنام معبودان ہیں) (یہ ان کے شرک فی
العبادۃ المالیۃ کا بیان ہے آگے ان کے شرک ذاتیہ کا بیان ہے) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے (ملائکہ کو
بیٹیاں سُبْحٰنَهٗ وہ ذات پاک ہے اس سے (نیز مزید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے اور اپنے

لئے تو بیٹے پسند کرتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ) وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ ۝۵۷ اور ان کیلئے وہ ہو جس کو وہ پسند کرتے ہیں (یعنی بیٹے نہ بیٹیاں جیساکہ

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ اور جب خبر دی جائے ان میں سے کسی کو ساتھ بیٹی کے (کہ تیرے گھر پیدا ہوئی) ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا

ہو جاتا ہے منہ اس کا متغیر اور بے رونق وَهُوَ كَظِيمٌ ۝۵۸ اور وہ دل میں بہت غمگین ہو جاتا ہے يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا

بُشِّرَ بِهِ (اور شرم کا مارا) چھپا چھپا رہتا ہے لوگوں سے بوجہ عار مو نجہ کی خبر سے أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ (پھر سوچتا ہے کہ) اس مولود کو

ذلت کی حالت میں اپنے پاس زندہ رکھے (جیسے کہ بعض ایسا کرتے تھے کہ زندگی تو ذلت کی ہے مگر یہ زندہ رہے برائے نسل کے) أَمْ يَدُسُّهُ

فِي التُّرَابِ یا اس کو (زندہ) درگور دفن کر دے (تاکہ ذلت کی زندگی سے بچ جائے کما قال اللہ تعالیٰ (واذا الموءدة سئلت بای ذنب

قتلت) أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۵۹ تیقظ سے سن لو کہ کتنا برا ہے ان کا یہ فیصلہ (کہ اللہ تعالیٰ کیلئے بنات ہیں قال اللہ تعالیٰ (انی یکون لہ

ولد ولم تکن لہ صاحبة) اور بنات اپنے لئے کسی حال میں پسند نہیں کرتے (الکم الذکر ولہ الانثی تلک اذا قسمة ضیزی) (حدیث

میں آیا ہے کہ وہ عورت مبارک ہے جس کے پیٹ سے پہلے پہلے لڑکی پیدا ہو آیت قرآنیہ (یھب لمن یشآء اناثا الآیة) بھی اسی طرف مشیر ہے)

نجم الآیۃ اگلی آیت ہے یعنی لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ جو لوگ کہ آخرت کو نہیں مانتے مَثَلُ السَّوْءِ برے عقیدہ

والے ہیں (جو کہ برے ہونے میں ضرب المثل ہیں) وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ اور اللہ تعالیٰ کا شان اعلیٰ ہے (ان کے عقائد سوء سے) وَهُوَ الْعَزِيزُ

اور وہی ہے زبردست (سب سے تو کیسے اس کے شرکاء ہو سکتے ہیں) الْحَكِيمُ ۝۶۰ حکمت والے ہیں (کہ ایسے عقائد باطلہ والوں کو جلدی عذاب ع ۱۰ ۱۴

نہیں کرتے کیونکہ اگر عذاب فی الفور کریں جو کہ نہایت غضب کی دلیل ہے تو جہانگیر سیلاب عذاب کا آئے گا کہ کوئی بھی نہ بچ سکے گا پھر آخرت میں بے

گناہوں کی نجات ہو گی ولیکن جوش غضب کے فرو ہونے کے بعد صرف اصل مجرمین کی گرفت ضرور ہوتی ہے خواہ اس کی شکل جو بھی ہو جیسے کہ مرض ہلاک

وغیرہ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم اور اگر پکڑے اللہ تعالیٰ کافروں کو (جو اول درجہ کے ظالم ہیں) بسبب ظلم

وشرک وکفران کے (پکڑے فی الفور جوشان غضب میں) مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ تو نہ چھوڑے زمین پر کوئی چلنے والا وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ولیکن مہلت دے رکھتا ہے اصل درجے کے ظالموں کو ایک میعاد متعین تک فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ پھر جب (نزدیک

آ پہنچتا ہے وقت متعین ان کے عذاب کا) لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً تو پیچھے ہٹ سکیں گے (اس عذاب سے) ایک گھڑی (جیسے کہ) وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

اور نہ پہلے ہو سکتے ہیں (تو جیسے کہ تقدم ممتنع عقلا ہے ویسے تاخر بھی ممتنع وجوداہے) وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ اور تجویز کرتے

ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے وہ امور جن کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے (جیسے کہ فرمایا ہے ویجعلون للہ البنات اور جیسے کہ آگے فرمایا ہے (فما الذین

فضلوا برادی رزقھم علی ماملکت ایمانھم الآیة) وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اور اس کے ساتھ ساتھ) بیان کرتی ہیں ان کی

زبانیں جھوٹ کو (وہ یہ ہے کہ) أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ یقیناً ان کیلئے بھلائی ہے (قیامت میں اگر بالفرض قیامت ہے تو (آگے ان کے رد میں فرمایا

لَا جَرَمَ ضرور بالضرور أَنَّ لَهُمُ النَّارَ یقیناً ان کیلئے ہی ہے نار وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ۝۶۲ اور یقیناً یہ لوگ (یعنی ایسے عقیدہ والے)

Marfat.com

پہلے بھیجے جائیں گے (دوزخ میں) (آگے فرماتے ہیں کہ یہ کفار مکہ بھی مثل امم سابقہ کے کفر کر رہے ہیں - تو آپ مغموم نہ ہو جائیں) تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ

اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم نے رسول بھیجے تھے مختلف امم اور فرقوں کی طرف آپ سے پہلے فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

اَعْمَالَهُمْ سو ان کو بھی شیطان نے مستحسن کر کے دکھلائے ان کے اعمال کفریہ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ سو وہی شیطان ان کا رفیق ہے آج کے دن

میں (یعنی دنیا میں) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٦٣ اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے (آخرت میں) وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اور نہیں نازل کی ہم نے آپ پر یہ کتاب (یعنی قرآن مجید) مگر اس لئے کہ آپ کھول کر بیان فرما دیں وہ امور دینی جن میں یہ

اختلاف اور جھگڑ رہے ہیں (یعنی عقائد اصلیہ اور اعمال فرعیہ میں جیسے توحید وغیرہ اور سائبہ وغیرہا) وَهُدًى وَّرَحْمَةً معطوفان علی محل

(لتبین) اور یہ کتاب عین ہدایت ہے اور عین رحمت ہے لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٦٤ برائے فائدہ جماعت مؤمنین کے (تو آپ کے ذمہ صرف بیان کر دینا ہے منوانا

آپ کے ذمہ نہیں ہے تو جو نہ مانے اس کی وجہ سے آپ نے مغموم نہیں ہونا) التعدید علی الشرك والاثباتُ للرسالة والصداقةُ للقرآن - جبکہ اللہ تعالیٰ

نے انزال قرآن کا بیان فرمایا ہے جو کہ حیاۃ للارواح ہے اور شفاء لما فی الصدور ہے اس لئے آیت کو ختم فرمایا بقوله (یؤمنون) آگے ذکر فرماتے ہیں انزال مطر

کا جو کہ حیات الاجسام ہے فرمایا وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

پھر اس زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے (یعنی زمین کی قوت نامیہ کو قوت دیتا ہے جو کہ زمین کے خشک ہونے پر کمزور ہو گئی تھی تو جیسے احیاء الارض بعد

ع ٨ ٥ ١٧ موتها بانزال الماء ہے ویسے احیاء القلوب بعد موتها بانزال القرآن ہے) اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝٦٥ یقیناً اس بات (مذکور)

میں بڑی دلیل ہے - (اوپر توحید اپنے منعم کے) جس کا فائدہ اس جماعت کو ہو گا جو توجہ سے سنتے ہیں (ان دلائل توحید یہ کو)

نجم الآیۃ الاستدلال بالوحدانیة بالدلیل المائی - آگے دلیل بر توحید لبنیہ کا بیان ہے وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً

اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں (دودھ والے حلال جانوروں) میں سوچنے کی جگہ ہے (اور دلالۃ عظیمہ علی قدرۃ اللہ تعالیٰ و وحدانیتہ ہے) نُسْقِيْكُمْ

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے (والضمیر راجع الی الانعام وھو اسم جمع یجوز فیه التذکیر والافراد

باعتبار اللفظ والتانیث والجمع باعتبار المعنی ولذا جاء فی القرآن بالوجهین کما قال الله تعالیٰ فی سورۃ المؤمنون (وان لکم فی الانعام

لعبرة نسقیکم مما فی بطونها) مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ گوبر اور خون کے بیچ میں سے لَّبَنًا خَالِصًا دودھ ستھرا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝٦٦

خوشگوار پینے والوں کیلئے - حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جانور (مادہ) جو گھاس کھاتا ہے جب وہ اس کے معدہ میں جمع ہو جاتا ہے تو معدہ

اس کو پکاتا ہے پھر معدہ کے اس عمل سے غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور اوپر دودھ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر خون ہو جاتا ہے پھر جگر ہر ایک

کی تقسیم علیحدہ علیحدہ یوں کر دیتا ہے کہ خون کو جدا کر کے رگوں میں منتقل کر دیتا ہے اور دودھ کو جدا کر کے تھنوں میں پہنچا دیتا ہے اور معدہ میں

جو فضلہ بن گیا تھا وہ گوبر کی شکل میں نکلتا ہے **نجم الآیۃ** الاستدلال بالوحدانیة بالدلیل اللبنی ٭ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ

وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بناتے ہو تم نشہ کی چیز (قوله (ومنه) بدل من

قولہ (من ثمرات) لانہ جمع یقع مکانہ المفرد کانہ ومن ثمر النخیل والسکر فی اللغۃ الخمر والآیۃ نزلت قبل تحریم الخمر قالہ ابن عباس وقیل السکر العصیر الحلو الحلال پھر معنی ہوگا اور تم کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے بناتے ہو وہ شراب ان کا **وَرِزْقًا حَسَنًا** اور (ان سے بناتے ہو تم) عمدہ کھانے کی چیزیں (جیسے خرمائے خشک اور کشمش الخ) **اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ** یقینا اس (مذکور) میں بڑی دلیل ہے (اوپر توحید اپنے منعم کے) برائے فائدہ اس قوم کے جو عقل اور سمجھ رکھتے ہیں (یعنی دلیل مائی میں غور سے سننا بھی کافی ہے بخلاف ان دلائل کے کہ ان کیلئے عقل اور سمجھنا بھی ضروری ہے تو یہاں پر اللہ تعالی نے چار دلائل توحیدی ذکر فرمائے ہیں مائی ۔ لبنی ۔ خمری ۔ عسلی اور یہ ترتیب مذکورہ کے اور ایسے ہے ترتیب انہار جنت کی کما قال اللہ (فیھا انھار من ماء غیر آسن وانھار من لبن لم یتغیر طعمہ وانھار من خمر لذۃ للشاربین وانھار من عسل مصفی) **ننجم الآیۃ** الاستدلال بالوحدانیۃ بالدلیل النخیلی والاعنابی ۔ آگے دلیل نحلی کا ذکر ہے اوپر توحید عزاسمہ کے **وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ** اور (اگلی بات) تیرے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں ڈالی (والنحل جنس واحدہ نحلۃ والتانیث لغۃ اھل الحجاز ولذلك جاء) **اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا** کہ تو بناتے جا پہاڑوں میں گھر (یعنی چھتہ) **وَّمِنَ الشَّجَرِ** اور درختوں میں (گھر بناتے جا) **وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ** اور جو لوگ عمارتیں بناتے ہیں یا جو ٹٹیاں باندھتے ہیں (ان میں بھی گھر بناتے جا) **ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ** پھر کھاتی جا ہر قسم کے میووں سے (جو تجھے مرغوب ہوں یعنی چوستی جا) **فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا** پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو آسان ہیں (تیرے لئے یعنی پھلوں کو چوس کر واپس اپنے چھتہ کی طرف لوٹ آ ان راستوں سے جو تیرے لئے صاف پڑے ہیں تمہیں واپسی میں کوئی بھول نہ ہوگی) **یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ** نکلتی ہے اس کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز (یعنی شہد) **مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ** جس کی رنگیں مختلف ہوتی ہیں **فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ** اس (شہد) میں لوگوں (کی بہت سے بیماریوں) کیلئے شفا ہے **اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ** یقینا اس (مذکورہ) میں بڑی دلیل ہے (اوپر توحید اپنے منعم کے) برائے فائدہ اس قوم کے جو اپنے عقل کو متحرک کرتے ہیں جانبین کی طرف (کہ اس کے پیٹ میں شہد بنانے والا ایک ہے یا متعدد آلہ ہیں اگر متعدد ہوں تو دلیل تمانعی سے متعدد آلہ کا ہونا ممتنع ہے عقلا اور وجودا تو ثابت ہوگیا کہ اس کے بنانے والا ایک الہ ہے کما مر تفصیلہ غیر مرۃ **ننجم الآیۃ** الاستدلال بالوحدانیۃ بالدلیل النحلی ۔ شہد کی مکھی کی فراست کا اندازہ اس کے نظام حکومت سے ہوتا ہے کہ اس کا نظام حکومت بھی انسان جیسا نظام حکومت ہے کہ اس کا بھی اس کے گھر اور چھتہ میں ایک مکھی امیر ہوتی ہے کہ ان کا انتظام زندگی اس کے قبضے میں ہوتا ہے جو کہ وہ بخوبی سر انجام دیتی ہے بنا برین اللہ تعالی نے اس کے بارے میں فرمایا (واوحی ربك الی النحل) بخلاف اور خلق حیوانی کے کہ ان کے بارے میں فرمایا ہے (واعطی کل شیئ خلقہ ثم ھدی) اور وہ مکھی جو باقی مکھیوں کیلئے بطور امیر کے ہوتی ہے اس کے قوانین مستحکم اور ضوابط تقسیم شدہ ہوتے ہیں اور ہر ایک ان میں امیرہ کے حکم کی تعمیل میں پابند رہتے ہیں ۱ ان میں بعض افراد معمار اور بنائی کا کام کرتے ہیں پھر ان کے تیار کردہ اکثر چھتوں کے خانے بیس ہزار سے تیس ہزار تک ہوتے ہیں ۲ اور بعض افراد موم جمع کر کے معماروں کے پاس پہنچاتے ہیں جن سے وہ معمار چھتے تیار کرتے ہیں یہ موم نباتات پر جمے ہوئے

Marfat.com

سفید قسم کے سفوف سے حاصل کرتے ہیں ۳ اور بعض افراد دربانی کا کام کرتے ہیں کہ نا معلوم خارجی فرد کو اندر نہیں داخل ہونے دیتے ۴ اور بعض افراد ان کے انڈوں کی حفاظت کرتے ہیں اور خود وہ امیرہ مکھی تین ہفتوں تک چھ ہزار سے بارہ ہزار تک انڈے دیتی ہے ۵ اور بعض افراد بقیہ کے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی تدریت کرتے ہیں ۶ اور ان کی امیرہ سب افراد کو حکم دیتی ہے کہ اچھے اور مفید پھل پھول کو چوسیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک گندی چیز پر صرف بیٹھ بھی جائے تو اس کو دربان اندر نہیں داخل ہونے دیتے بلکہ اسی کو امیرہ کے حکم سے قتل کر دیا جاتا ہے اور جو افراد پھلوں کو چوسنے پر مامور ہیں ان میں ایک خاص انداز ہوتا ہے حتیٰ بعض پھل پھول ایسے بھی ہیں کہ سال بھر میں ان کو صرف ایک دفعہ چوستے ہیں۔ نیز شہد کے مکھی کے مسام ناک کے جن کے ذریعہ دور سے بو سونگھ لیتی ہے اور پھر اس کے مطابق اس پھل پھول تک پہنچتی ہے وہ دس ہزار تک ہوتے ہیں لفظ (بیوتًا) کا مشیر ہے کہ ایک خاص انداز سے ہو وہ بشکل مسدس کے ہوتا ہے نہ مربع اور مخمس کہ ان شکلوں میں گھر کے بعض کونے بے کار رہ جاتے ہیں اور (من الجبال الخ) سے اشارۃ معلوم ہوا کہ وہ کسی خاص بلندی پر ہوں تاکہ خالص ہوا ان کو پہنچتی رہے اور شہد تازہ رہ جائے اور (ومن کل الثمرات) سے وہ کل ثمرات مراد ہیں جن کے عقیرہ سے ادویہ کی طرح فوائد ہوں پھر وہ شیرہ جس بوتل میں ہوتا ہے گویا کہ اس کے اوپر ایک ڈھکنا سا ہوتا ہے کہ ہوا گندگی اندر داخل نہ ہو پھر فرمایا (فاسلکی سبل ربک ذللا) چونکہ شہد کی مکھی پھول چوسنے کیلئے بعض وقت دور چلی جاتی ہے کہ قریب میں اس کو اس قسم کا پھل میسر نہیں ہوتا جو اس کا مطلوب ہے تو فرمایا کہ تیرے خلا میں واپسی کیلئے راستے آسان ہیں چنانچہ وہ بخوشی واپس اپنے چھتہ میں آجاتی ہے **خلاصہ** یہ ہے کہ شہد اور عسل مختلف جڑی بوٹیاں اور مختلف پھل۔ پھل جو ادویہ کے قسم سے ہیں جیسے گل گلاب۔ گل بنفشہ وغیرہ۔ وغیرہ کے جواہرات ہیں جس کے فوائد کثیرہ ہیں پھر جس شخص کو جو بیماری ہوگی اسی قسم کے گل اور جڑی بوٹی کا اثر اس میں ظاہر ہوگا اور شفا یابی ہوگی فسبحان ما اعظم شانہ وجل جلالہ ★

اتنے تک نعم انسانی کا بیان تھا جو کہ از قبیل خارج ہیں آگے نعم انسانی کا بیان ہے جو کہ از قبیل داخل ہیں یہ ... مشتمل ہے قدرت ربانی و وسعت علم الٰہی بنا بریں آیت کو اختتام فرمایا صفت (علیم قدیر) پر فرمایا **وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ** اور اللہ تعالیٰ نے ایک خاص انداز سے پیدا فرمایا ہے تم کو **ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ** پھر مارتا ہے تم کو (صبیانا او شبانا او کہولا او شیوخا) **وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ** معطوف علی مقدر ای فمنکم من تعجل وفاتہ (ومنکم من یرد الخ) اور بعض تم سے وہ جو پہنچائے جاتے ہیں اخس عمر کو (جو کہ وہ وقت ھرم کا ہوتا ہے جس کی اصلاح جسدی بالکل نہیں ہوتی) **لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا** تاکہ باخبر نہ ہو کسی چیز کا بعد باخبر ہونے اس کے یعنی بالکل اسیر نسیان کا غلبہ ہو (حضرت علی فرماتے ہیں ایسا انسان پچھتر سال کی عمر میں ہوتا ہے قتادہ کہتا ہے کہ نوے سال کی عمر میں ایسا ہوتا ہے

ع ۹ ۱۰ ۱۵ اور بعض نے کہا کہ پچانوے سال کی عمر میں ایسا ہوتا ہے اور عکرمہ نے کہا ہے کہ عالم بالقرآن اس سے مستثنیٰ ہے) **اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ** بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے (بمقادیر اعمارکم) **قَدِيْرٌ** قدرت والا ہے (ہر شیئ پر کہ نوجوان کو مار ڈالے اور بوڑھے کو زندہ رکھے۔

نجم الآیۃ التفاوت فی الآجال دلیل علی واحد قادر تفاوت اعمار کے بعد تفاوت فی الارزاق کا بیان ہے پھر اسی بیان سے نفی شرک

کا بیان ہے ایک مثال کے ذریعہ جو کہ ماخوذ عن انفسنا ہے فرمایا وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے (کہ مثلاً کسی کو غنی اور غلاموں کا مالک بنا دیا اور کسی کو ان کا غلام اور فقیر بنا دیا کہ روزی بھی غلام کو اس کے مالک غنی کے ہاتھ سے پہنچتی ہے) فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے (روزی میں کہ وہ غنی ہونے کے علاوہ ان کے مملوک اور غلام بھی ہیں) وہ اپنے حصہ کا مال اور رزق نہیں دینے والے اپنے ممالیک کو جو فقراء ہیں کہ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ وہ اغنیاء (جو اپنے غلاموں کے سردار ہیں) اور ان کے غلام اس مال اور روزی میں سب یکساں ہو جائیں (تو جیسے تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو کہ تمہارے غلام تمہارے مال میں برابر کے حصہ دار بن جائیں تو تم اللہ تعالیٰ کیلئے کیسے پسند کر لیتے ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کے باندھے ہیں ان کے اصنام وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک فی الالوہیۃ و فی العبادت ہو جائیں یہ تو عقلاً نہایت قبیح بات ہے) اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے منکر ہوتے ہیں (کہ منعم تو اللہ تعالیٰ ہیں نہ ان کے اصنام پھر عبادت میں ان کے اصنام بھی شریک باری تعالیٰ کے ہیں یہ تو سراسر نعم اللہ تعالیٰ کا انکار ہے باوجود علم کے کہ صرف باری تعالیٰ منعم ہیں) **نجم الآیۃ** بیان قباحت الشرک بالدلیل العقلی الانفسی

آگے مزید قدرت باری تعالیٰ کا بیان من قبیل انعامات الانفسی کہ الانسان عبید الاحسان۔ فرمایا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری قسم سے عورتیں وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ اور پیدا کئے تمہاری عورتوں سے بیٹے وَحَفَدَةً اور پوتے (تمہارے بیٹوں سے یعنی تمہاری نسل بڑھائی) وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تم کو ستھری چیزوں سے اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ سو کیا بے بنیاد باتوں کو مانتے ہیں (کہ یہ اصنام حق تعالیٰ کے شریک فی العبادت ہیں باوجود اس کے کہ ان کو انعامات دینے میں کوئی بھی دخل نہیں ہے) وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے (کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اصنام کو شریک فی العبادت بنا دیتے ہیں یہ بے حد درجہ کی اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے کہ) وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا اور کفار اور مشرکین عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی جو نہیں اختیار رکھتے ان کیلئے روزی پہنچانے کا نہ آسمانوں میں سے اور نہ زمین میں سے وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہ قدرت رکھتے ہیں (کسی چیز کی چہ جائیکہ ان کیلئے روزی رساں ہوں) فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ سو نہ بیان کرو اللہ تعالیٰ کیلئے امثال (اور اکفار کہ یہ اصنام اللہ تعالیٰ کے امثال ہیں عبادت میں حالانکہ یہ اصنام نہ روزی رساں ہیں اور نہ اولاد دینے والے ہیں اور نہ بیویاں اور نہ کوئی نعمت اور نہ خالق تو کیسے اللہ تعالیٰ کے مثل ہو گئے عبادت میں یہ تو نہایت درجہ کا اعتقاد قبیح ہے) اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتے ہیں (کہ تمہارے اصنام شریک فی العبادت و فی الترزیق و فی التخلیق الخ نہیں ہیں) وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم تو (ای مشرکین) کچھ بھی نہیں جانتے ہو (کہ ان اصنام کو شریک فی العبادت سمجھتے ہو تو یہ تمہارے جہل مرکب کی دلیل ہے تو مذاہب جہل مرکب پر مبنی نہیں ہوا کرتے) **نجم الآیۃ** بطلان الشرک فی ضمن التذکیر بآلاء اللّٰہ ۔ آگے مزید شرک کے بطلان پر لور مثال بیان فرماتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ (شرک کے بطلان کے اظہار میں) ایک مثال عَبْدًا مَّمْلُوْكًا

Marfat.com

غلام کی کر مملوک ہے (کسی کا) لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کہ اختیار نہیں رکھتا کسی شیئ کے تصرف پر (بلا اجازت مولی کے) وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا
رِزْقًا حَسَنًا اور (دوسرا) ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا سو وہ
خرچ کرتا ہے اس روزی و مال سے پوشیدہ اور علانیہ (یعنی وہ مال کے تصرف میں خود مختار ہے بوجہ مالک ہونے اس مال کے) هَلْ يَسْتَوٗنَ
کیا اس قسم کے دو شخص (آپس میں) برابر ہو سکتے ہیں (نہیں برابر ہو سکتے تو جب مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو مالک حقیقی اور
مملوک حقیقی جو کفار کا معبود ہے کیسے برابر ہو سکتے ہیں استحقاق عبادت میں) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ تعالی کیلئے ہیں (کیونکہ وہ جمیع النعم کا
مالک حقیقی ہے تو عبادت کا صرف وہ حق دار ہے نہ کوئی صنم) بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے (کہ جو جمیع النعم کا مالک
ہے وہی عبادت کا حق دار ہے بنا بریں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ وہ کسی بھی نعمت کے مالک حقیقی نہیں ہیں تو وہ کیسے عبادت کے حق دار ہوئے۔

نجم الآیۃ بطلان الشرك فی ضمن مثال التفاوت بین الحر والعبد المملوك اور اس سے مزید ایضاحی مثال بیان فرماتے
اوپر بطلان شرک کے کما قال اللہ تعالی وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان فرماتے ہیں اللہ تعالی (مزید توضیح کیلئے) ایک اور مثال رَّجُلَيْنِ
مثلا دو مرد ہیں اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ ایک ان کا گونگا (بہرا بھی) ہے لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کوئی کام نہیں کر سکتا (بوجہ بے عقل ہونیکے
علاوہ غلام ہونے کے) وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اور وہ نِج بوجھ ہے اپنے مولا پر (بوجہ اس کے کہ کمانیکی اس میں بالکل صلاحیت نہیں ہے) اَيْنَمَا
يُوَجِّهْهُّ (مزید براں یہ ہے کہ) مولا اسکو جدھر بھیجتا ہے (کسی کام کیلئے) لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا هَلْ يَسْتَوِيْ
هُوَ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ شخص (جس کا ذکر اوپر آیا ہے) وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ اور وہ شخص جو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور انصاف سے
حکم دیتا ہے وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور وہ خود بھی (ہر امر میں) معتدل طریقہ پر ہے (تو جب مخلوق مخلوق میں فرق امتیازی ١٠ ع ٩ ١٧
بڑا ہے باوجود اشتراک ماہیت کے تو خالق اور مخلوق کے جو ان کے اصنام ہیں ظاہر ہے کہ مالا نہایہ فرق ہے تو [illegible] ہے یہ اصنام جو ایک محض عاجز
مخلوق ہیں کیسے عبادت کے حق دار بن سکتے ہیں) **نجم الآیۃ** اثبات التوحید فی ضمن مثال آخر اوضح من المثال الاول۔★
چونکہ پچھلی دو شخصوں کی مثال میں پہلا شخص مثال صنم کی ہے تو بعض کے ذہن میں یہ خیال جائے کہ شاید دوسری مثال اللہ تعالی کی ہے حالانکہ
اللہ تعالی برتر ہیں کہ اس کی یہ مثال بنے کیونکہ وہ ذات آسمانوں اور زمین کے مغیبات سے عالم ہے تو دوسری مثال بھی ایک شخص کی ہے تو دونوں
شخص مخلوق میں سے مراد ہیں تو مخلوق میں سے ایسے دو شخص برابر نہیں تو خالق کائنات اور صنم جو مطلقا عاجز ہے کیسے برابر ہو سکتے ہیں تو اسی
ازالہ شبہ کیلئے فرمایا وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خالص اللہ تعالی کیلئے علم ہے تمامی مغیبات آسمانوں کا اور زمین کا (اللہ
تعالی کی یہ وسعت علمی کا بیان ہے آگے اللہ کی وسعت قدرت کا بیان ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اور نہیں ہے معاملہ قیامت
کا اور قیام قیامت کا مگر جیسے لپک نگاہ کی اور جیسے آنکھ کا جھپکنا اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یا اس سے بھی جلدی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
یقینا اللہ تعالی ہر شیئ پر قادر ہے (تو ایسے علیم قدیر کے برابر عبادت میں کیسے ہو سکتا ہے وہ جو مطلقا عاجز ہے)

Marfat.com

نجم الآیۃ عزاسمہ کے صفات عالیہ کا بیان توکیسے عبادت کے حقدار ہو سکتے ہیں وہ جن سے یہ صفات کلیۃً مسلوب ہیں ۔ آگے امتنان
الٰہی کا بیان کہ ان کے معبودان سے امتنان و احسان کلیۃً مسلوب ہے تو پھر عبادت کے حقدار کیسے ہوسکتے ہیں فرمایا **وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ**
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ عطف علی (واللہ جعلکم من انفسکم ازواجا) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو نکالا تمہارے ماؤں کے پیٹوں سے **لَا تَعْلَمُوْنَ**
شَیْئًا کہ نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو (تو اس سے ثابت ہوگیا کہ (ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون) پھر بقدر ضرورت کے علم دیا یعنی علمی وسائل
دیئے جو کہ کان اور آنکھیں آلہ ہیں اور اصل محل علم کی قلب ہے **وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ** اور دیئے تم کو اللہ تعالیٰ نے کان
اور آنکھیں (جو کہ دونوں آلہ ہیں واسطے علم قلب کے) **وَالْاَفْـِٕدَةَ** اور دیا ہے تم کو دل (جو کہ اصل محل علم اور معرفت کی ہے) **لَعَلَّكُمْ**
تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم احسان مانو (اللہ تعالیٰ کا) **نجم الآیۃ** الاستدلال بھذہ النعم الجلیلۃ علی وحدانیتہ تعالیٰ
وکمال قدرتہ تعالیٰ فکیف یکون استحقاق العبادت للاصنام التی بمعزل عنھا ★ آگے استدلال توحیدی ہے بطریق تسخیر جوی للطیور
کے فرمایا **اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ** جمع طائر **مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ** کیا نہیں جانتے لوگ پرندوں کو کہ مسخر ہیں فضاء آسمان میں
(کہ جو السماء مسخر کردی گئی ہے پرندوں کیلئے کہ گرنے سے بچے ہوئے ہیں کہ) **مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ** نہیں تھام رہا ان کو (گرنے سے
باوجود ان کے ثقل کے) مگر اللہ تعالیٰ (تو کیا ان کے معبودان میں سے کوئی ایسی قدرت والا ہے ۔ بلکہ نہیں ہے) **اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ**
یُّؤْمِنُوْنَ بیشک اس (امر مذکور) میں البتہ کئی دلائل ہیں (اوپر کمال قدرت اور وحدت عزاسمہ کے) برائے فائدہ جماعت مؤمنین
کے (کہ جماعت مؤمنین کی ان دلائل سے قوت باہرہ پر استدلال پکڑیں گے) **نجم الآیۃ** الاستدلال بالتسخیر الجوی علی وحدانیتہ
تعالیٰ وکمال قدرتہ ۔ جب ہمارے اخراج من بطون الامہات کا ذکر فرمایا تو آگے ہماری رہائشی مکانات اور سہولتی لباس کا ذکر فرماتے ہیں کہ الانسان
عبید الاحسان بخلاف پرندوں کے کہ ان کیلئے ایسی قسم کی سہولتیں نہیں ہیں پھر بھی پرندے ذکر اللہ سے خالی نہیں رہتے کما قال اللہ تعالیٰ
(الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ) فرمایا **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ**
بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا اور اللہ تعالیٰ بنائے ہیں تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں آرام سے رہنے کی جگہ (حضر میں) **وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ**
الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا اور (حالت سفر میں) تمہارے واسطے جانوروں کے کھالوں سے گھر بنائے ہیں **تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ**
اِقَامَتِكُمْ جن کو تم اپنے کوچ کرنے کے دن اور (کہیں) اپنے ٹھہرنے کے دن ہلکا پاتے ہو (کہ ان کا بڑا وزن نہیں ہوتا تاکہ تم کو ان کے نصب کرنے اور
اٹھانے کی تکلیف نہ ہو مراد اس سے خیمے ہیں) **وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ** اور (بنائے ہیں اللہ تعالیٰ نے) ضان سے یعنی
بھیڑوں کے اون سے اور ابل سے یعنی اونٹوں کی وبر سے یعنی اونٹوں کی ببریوں سے اور بکریوں کے بالوں سے **اَثَاثًا** گھر کا اثاث البیت اور سامان
(قبیلے بستروں سے اور لباسوں سے اور اوڑھنے کے چادروں سے اور لحافوں سے) **وَّمَتَاعًا** اور فائدے کی چیزیں (جو کہ اثاث البیت سے
مزید فائدے کی چیز ہوتی ہیں جیسے تجارت وغیرہ) **اِلٰى حِیْنٍ** تا معینہ مدت تک کیلئے (یعنی یہ متاع الحیوۃ الدنیا قدرے دیرپا ہوتا ہے

Marfat.com

برنسبت اثاث البیت کے) **نجم الآیۃ** اثبات التوحید فی ضمن الانعامات البیوتی - آگے انعام ظلالی کا ذکر ہے وَاللّٰہُ
جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا اور اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں تمہارے واسطے اپنی بعض مخلوقات کے سائے (جیسے درخت ، مکانات وغیرہ)
آگے انعام اکنانی کا بیان وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا اور بنائی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں (یعنی
غاریں جن میں گرمی ، سردی ، بارش ، موذی دشمن وغیرہ سے حفاظت رہتی ہے) وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ اور بنائے
ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے کرتے جو بچاتے ہیں تم کو گرمی سے (پھر ایسے سردی سے بھی بچاتے ہیں قال المبرد اکتفی بذکر احد الضدین عن
الآخر اعنی البرد) وَسَرَابِيْلَ اور (بنائے ہیں تمہارے واسطے کرتے (لوہ سے اور اصلی ریشم سے یعنی دروع القز سے) تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ
کہ حفاظت کرتے ہیں تمہاری وہ کرتے لوہے کے یا دروع القز کے (یعنی زرہیں وغیرہ) تمہاری آپس کی لڑائیوں میں (یعنی تلوار ، تیر سے الخ) كَذٰلِكَ
يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اسی طرح کی پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں کو (جو معاشی قبیلہ سے ہیں) لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ ۸۱
تاکہ تم حکم مانو (اللہ تعالیٰ کا حق شناسی کی وجہ سے) **نجم الآیۃ** الدعوۃ الی التوحید والاستسلام للاحکام فی ضمن التذکیر
بآلاء اللہ فَاِنْ تَوَلَّوْا سو اگر یہ لوگ ایمان لانے سے معرض رہیں (باوجود اتنے انعامات جلیلہ کے) فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ۝ ۸۲ تو آپ اس پر غمگین نہ ہونا (کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے (ان کا منوانا آپ کے ذمہ نہیں ہے)
نجم الآیۃ فریضہ نبوۃ کا بیان - يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ پہچانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کو (کہ یہ تمام نعمتیں اللہ کی طرف
سے ہیں نہ غیر اللہ کی طرف سے) ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا پھر اس کے منکر ہوتے ہیں (عملاً کہ نعمت کا شکریہ جو عبادت ہے وہ غیر اللہ کی کرتے ہیں) وَاَكْثَرُهُمُ
الْكٰفِرُوْنَ ۝ ۸۳ ع اور زیادہ ان میں ایسے ہی ناشکرے ہیں **نجم الآیۃ** کفران النعمۃ مفض الی الکفر الحقیقی - جب اللہ تعالیٰ ع ۱۱ ۱۷
نے ان کا کفران النعم للہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا ہے تو آگے ان کے حال سخت کا ذکر کہ جو کہ ان کو یوم القیامت میں پیش آئے گا تو معلوم ہوا کہ ناشکری کی
سنگین سزا ہے فرمایا وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا اور وہ دن قابل یاد کے ہے جس دن میں ہم قائم کریں گے ہر امت میں سے
ایک - ایک گواہ (یعنی اس امت میں جو نبی مبعوث تھا ان کی موجودگی میں جنہوں نے کفر کو اختیار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کا نبی ان کے خلاف گواہی دیں گے
وھذا کما قال اللہ تعالیٰ فی حق عیسی علیہ السلام (وکنت علیھم شہیدا ما دمت فیھم) اور ایسا جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیں گے
کہ فرمایا فاقول کما قال العبد الصالح الخ اوکما قال علیہ السلام) ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر (اس گواہ سے زیادہ سخت یہ
ہوگا کہ) کافروں کو اجازت نہ دی جائیگی (معذرت پیش کرنیکی کیونکہ ان کا عذر نہ تھا دنیا میں کہ ان کو کفر پر مجبور کرتا تھا) وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ ۸۴
اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کا کہا جائے گا (کہ اب بھی وقت ہے کہ جہنم میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو) وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الْعَذَابَ اور جس وقت مشرک اور کافر لوگ دیکھیں گے عذاب کو (بوقت دخول جہنم کے) فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ سو وہ عذاب ان سے
نہ ہلکا کیا جائے گا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ ۸۵ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے (ایک منٹ کی دخول نار سے پہلے) وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

شُرَكَآءَكُمْ اور جب مشرک لوگ دیکھیں گے اپنے اصناموں کو (جن کی عبادت کرتے تھے تو بطورِ اقرار جرم کے) قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا
الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ کہیں گے ای رب ہمارا وہ ہمارے شریک یہی ہیں جن کی ہم عبادت کرتے تھے آپ کو چھوڑ کر فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ
الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ سو وہ شرکاء اور اصنام (جن کو اللہ تعالیٰ قوت گویائی دیں گے) رد کریں گے ان کے اس قول کا (جو انہوں نے
کہا ہے اقرار جرم میں کہ وہ اصنام کہیں گے) یقیناً تم جھوٹ بولتے (لما قال اللہ تعالی (ماکنتم ایانا تعبدون) وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ
السَّلَمَ اور پیش کریں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس دن فرمانبرداری کو (کہ آج جو حکم دیں گے ہم حاضر ہیں جبکہ وہ دنیا میں تو حکم کے استلام سے متکبر
تھے) وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اور بھول جائیں گے ان کو جو جھوٹ باندھتے تھے (دنیا میں کہ ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ) وغیرہ وغیرہ
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جو لوگ کہ کافر ہیں اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ سے (یعنی دین اسلام سے یعنی وہ ضال
اور مضل ہیں) زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ تو ہم بڑھائیں گے ان کو عذاب پر عذاب کے (ایک عذاب بوجہ ضال ہونے ان کے دوسرا عذاب)
بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ بسبب ان کے فسادی ہونے کے (کہ اللہ تعالیٰ کے دین سے روکتے تھے) **نجم الآیۃ** کفار کے حالات دائمہ
کا بیان جو ان کو قیامت میں پیش آئیں گے وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور وہ دن قابل یاد کرنے
کے ہے جس دن میں ہم قائم کریں گے ہر ہر امت کے مقابلہ میں ایک ایک گواہ جو انہی میں کا ہوگا (مراد اس سے اللہ تعالیٰ کا نبی ہے باقی (من
انفسھم) باعتبار نسب کے ہو یا باعتبار سسرال کے ہو جیسے لوط علیہ السلام) وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ اور لائیں گے ہم آپ کو
گواہ ان کے شہداء پر (جو کہ انبیاء علیہم السلام ہوں گے کہ ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو احکامات الٰہی پہنچائے تھے لعلمہ صلی اللہ
علیہ وسلم بالوحی بتبلیغ الانبیاء علیہم السلام الاحکامات الالٰھیۃ لاممھم) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
اور اتارا ہے ہم نے تدریجاً فتدریجاً آپ پر قرآن کو جو کہ بیان کرنے والا ہے دین کے کل مسائل مہمّہ کو وَّهُدًى اور عین ہدایت ہے وَّرَحْمَةً ع ۱۲ ۱۸
اور عین رحمت ہے وَّبُشْرٰى اور عین خوشخبری ہے لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع ماننے والوں کیلئے **نجم الآیۃ** بیان شہادۃ انبیاء
علیہم السلام یوم القیامۃ علی اممھم و شہادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانبیاء علیہم السلام لتبلیغ الاحکام و بیان فضیلت
الکتاب الذی نزّل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگے (تبیانا) کی وضاحت کا بیان ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتے
ہیں (تبیان الفرقان میں) بِالْعَدْلِ ساتھ اعتدال کے (ای ساتھ بین الافراط والتفریط کے تینوں قوی میں ۱۔ قوت عقلیہ ملکیہ میں ۲۔ قوت
شہویہ بہیمیہ میں ۳۔ قوت غضبیہ سبعیہ میں پہلی قوت کا توسط اور اعتدال حکمت ہے جو کہ اعتدال ہے جزمۃ اور بلادۃ کا دوسری قوت کا اعتدال
عفت ہے جو کہ توسط ہے خداعۃ اور خمود کا تیسری قوت کا توسط شجاعت ہے جو کہ اعتدال ہے تہور اور جبن کا وعن سفیان بن عیینۃ ان
العدل استواء السریرۃ والعلانیۃ فی العمل یعنی ظاہر اور باطن میں عمل ایک جیسا ہو اور بعض نے (عدل) کا معنی کیا ہے عقیدہ کا
اعتدال عمل کا اعتدال۔ اخلاق کا اعتدال ہو۔ اور بعض نے (عدل) کا معنی کیا ہے اچھے اعمال و اخلاق کی پابندی اور برے اخلاق و اعمال سے

Marfat.com

اجتناب ہو تو آیت میں سب ہی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ لفظ (عدل) کا جامع تمامی معانی کیلئے ہے **وَالْاِحْسَانِ** اور (امر فرماتے ہیں ساتھ اتقان عمل کے اور
نفع خلق کے (یعنی اپنے عمل میں پختگی ہو ہر قسم سے یہ متعلق ذات سے ہے اور نفع خلق میں دوسروں سے نفع ہی نفع کے معاملات ہوں) **وَاِيْتَآئِ**
ذِي الْقُرْبٰى اور امر فرماتے ہیں رشتہ داروں کے حسب رشتہ داری کے حقوق دینے کے کما قال اللہ تعالی (وَآتِ ذا القربی حقه) یہ تین امور ماموراتِ
اسلامیہ میں اصل الاصول کے قبیلے سے ہیں **وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ** اور اللہ تعالی منع فرماتے ہیں بے حیائی اور کھلی برائی سے (یعنی جس کو کھلے طور
پر برائی کہا جاتا ہے جیسے زنا، عریانی، گندے قسم کی گالیاں وغیرھا) **وَالْمُنْكَرِ** اور (اللہ تعالی منع فرماتے ہیں) ہر اس کام سے جو شرعاً حرام ہے
بالاتفاق **وَالْبَغْيِ** اور (منع فرماتے ہیں) ظلم اور زیادتی سے (بسا اوقات زیادتی عالمی جنگ تک بھی مفضی ہوتی ہے بنابریں منکر سے اس کو علیحدہ ذکر
فرمایا ورنہ اس کے مفہوم میں داخل ہے اور (فحشاء) جو کہ انتہائی درجہ کی برائی ہے اس کو بھی اسلئے جدا ذکر کیا ہے ورنہ وہ بھی داخل ہے لفظ (منکر)
میں ۔ ۔ ۔ ۔ **وقال** عبد اللہ بن مسعودؓ ھی اجمع آیة فی القرآن للخیر والشر ولو لم یکن فیه غیر ھذہ الآیة الکریمة لکفت فی
کونھا تبیانا لکل شیئ **وقال** الامام الرازی ان اللہ تعالی امر بثلاثة ونھی عن ثلاثة **يَعِظُكُمْ** (ان کی تعمیل کا) حکم زجرا دیتے ہیں تم
کو (کہ اوامر پر عمل ہو اور نواہی سے اجتناب ہو ورنہ سزا ہوگی) **لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ** تاکہ تم یاد رکھو (اوامر کو اور نواہی کو)
نجم الآیة الثلاثة والثلاثة کفایة فی الاسلام (آگے بھی ایک خاص مسئلہ کا بیان ہے جس کو بھی اسلام میں بڑی اہمیت ہے کہ
ایفاء عہود کا ہو اور نقض عہود کا نہ ہو یہ بھی امر اور نہی پر مشتمل ہے پھر ایک خصوصی عہد کا بیان ہے جس کا تعلق بیعة الاسلام والہجرة والجہاد سے ہے اور
دوسرا عمومی عہد کا بیان ہے جس کا تعلق باقی لوگوں سے ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں ۔ پھر پہلے پہلے کا بیان فرمایا) **وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ**
اِذَا عَاهَدْتُّمْ اور پورا کرو عہد اللہ تعالی کا جبکہ اس کے پورے کرنے کا عہد کر لیا ہے تم نے (اللہ تعالی سے وہ بیعة برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
علی الایمان والجہاد الخ یہ امر ہے آگے نہی عن النقض ہے صراحة للتاکید) **وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا** اور نہ توڑو عہود
(بیعة بالایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو بعد پکا کرنے اس کے (اوپر ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علی الایمان کے الخ) **وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ**
عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا حالانکہ کر تے ہو تم اللہ تعالی کو اپنا ضامن (بوجہ بیعة بالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گویا کہ اس بیعة کے ایفا کا ہمارا
ضامن اللہ تعالی ہیں ۔ آگے دوسرے عمومی عہود کا بیان ہے پہلے تمہید انقض عہد کی قباحت عقلی کا بیان ہے بیچ میں مثال پاگل عورت کے جو
مکہ مکرمہ میں رہتی تھی اور اپنا سوت کاتا ہوئے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی) فرمایا **وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ**
قُوَّةٍ اَنْكَاثًا اور نہ ہونا (نقض عہود میں) مثل اس (پاگل) عورت کے کہ توڑ دیتی ہے اپنا سوت کاتا ہوا ٹکڑے ٹکڑے کر کے بعد محنت کے (یعنی
نقض عہود کی مثال اس پاگل جیسے عورت کی ہے تو نقض عہد عقلا بھی قبیح ہے اور اوّلا عہد کرنے میں بڑی محنت ہوتی ہے) **تَتَّخِذُوْنَ**
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ درانحالیکہ بنانے لگو اپنے قسموں اور عہود کو فساد ڈالنے کا ذریعہ (کہ اولا کسی قوم سے معاہدہ کر لیا پھر اس کو
توڑ ڈالا تو جھگڑے اور بڑھ جائیں گے اس کی مثال اس پاگل عورت جیسی ہے کہ تمام محنت کو یک لخت سوخت کر دیا تو ایسا نہیں چاہیئے) (آگے وجہ نقض

Marfat.com

کا بیان ہے کہ اکثر یہی وجوہات ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مثلاً دو پارٹیاں ہیں آپس میں مد مقابل تو ان میں سے ایک پارٹی کے ساتھ معاہدہ کر لیا
عدم محاربۃ کا پھر جب دیکھا کہ اس پارٹی کی مد مقابل دوسری پارٹی کا پلہ بھاری ہو گیا ہے باعتبار قوت افرادی کے یا قوت مالی کے یا
دونوں کے تو پہلی پارٹی سے صرف اسی وجہ سے عہد کو توڑ کر دوسری بھاری پلہ والی پارٹی سے عدم محاربۃ کا معاہدہ کر لیا ایسے کرنے سے عذاب
الٰہی کے علاوہ دنیا کا تم سے اعتبار ختم ہو جائیگا حتی کہ خود معاہد پارٹی کا بھی اعتماد ختم ہو جائے گا) أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ
(معاہد پارٹی سے معاہدہ اس لئے ختم کر دو کر) ہو گیا ہے ایک فرقہ بڑھنے والا دوسرے فرقہ سے (جو معاہد ہے اب اس سے غیر معاہد وزن قوت میں بڑھ گیا
ہے تو معاہد سے عہد ختم کر کے غیر معاہد سے عہد کر لو ایسا بالکل نہ کرو یہ دوسری پارٹی کی جو قوت بڑھ گئی ہے اس میں تمہارا امتحان بھی ہے تو پاسداری
کے ساتھ امتحان سے گذرو اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہے) إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتے ہیں دوسری پارٹی
کی قوت سے وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝٩٢ اور ظاہر کریں گے اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے دن قیامت
کے سب وہ راہیں جن میں تم اختلاف کرتے رہے (کہ وفاء عہد والی راہ برحق ہے اور نقض عہد والی راہ باطل تھی پھر اسی پر ثواب عقاب مرتب ہوگا)
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو کر دیتا تم سب کو ایک ہی فرقہ (تو نقض عہد کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ولیکن
کئی حکمتوں کی بنا پر ایسا نہ چاہا) وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ ولیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے (کیونکہ ان میں راہ حق اور ایفاء کی طلب بھی نہیں ہوتی)
وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ اور راہ (حق اور ایفاء) پر چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے (کیونکہ ان میں طلب ہوتی ہے حق کی) وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ۝٩٣ اور ضرور تم سے تمہارے سب اعمال کی بازپرس ہوگی (تو نقض عہد اور شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا) (آگے مضرات نقض عہود
کا بیان ہے) وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اور نہ ٹھہراؤ تم اپنے عہود اور قسموں کو دھوکا آپس میں (کہ بوقت عہد اور قسم کے
نیت ہی بد عہدی کی ہو کہ جس وقت موقع ملا کھلا مخالفت کے میدان میں آجائیں گے جیسا کہ بعض منافق ایسے بھی تھے) فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ
ثُبُوتِهَا پھر پھسل جائیں گے قدم بعد مضبوطی اس کے (کہ جب عہد کیا تھا تو معاشی زندگی مضبوط ہو گئی تھی اب نقض کے بعد وہ بات ختم مزید
برآں نسبتاً ایمان کا بھی خطرہ اگر ایسی حرکت مسلم سے صادر ہو تو) وَتَذُوقُوا السُّوءَ اور چکھو گے عذاب کو (یعنی دنیوی تکلیف بھی
بھگتنی پڑیگی) بِمَا صَدَدتُّمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بسبب اس کے کہ مانع بنے تم (اللہ تعالیٰ کے راہ سے (کہ لوگ پھر دین اسلام میں
داخل ہونے سے رک جائیں گے کہ جب مسلمانوں کے ایسے کرتوت ہیں تو ہم پھر کیسے اسلام میں داخل ہوں) وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٩٤
اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہے (آخرت میں بوجہ نقض عہد کے اور بوجہ رکاوٹ بننے دخول فی الاسلام کے) آگے بیان ہے ان لوگوں کا جن کو کافر
لوگ لالچ دنیوی دیتے تھے ارتداد پر اور نقض بیعۃ علی الاسلام پر فرمایا وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا اور نہ حاصل کرو
عوض عہد اللہ تعالیٰ کے (جو کہ بوقت بیعۃ علی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا تھا کہ ہم پکے مؤمن ہیں) ثمن تھوڑا (اگرچہ وہ کتنا بڑا ثمن کیوں
نہ ہو مگر مقابلہ ثواب آخرت کے تو بہت تھوڑا ہے جیسا کہ فرمایا) إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ بے شک جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے

Marfat.com

(تمہارے لئے اور پختگی علی الایمان کے) وہ بدرجہا بہتر ہے تمہارے لئے بہ نسبت لالچ دنیوی کے) اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۹۵ اگر تم جانتے ہو
آگے اس فرق کا بیان ہے مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے
وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ (آگے بیان ہے بیعۃ کی ایفاء کرنے والوں کا اور مطلق عہد کی ایفاء کرنے والوں کا) وَلَنَجۡزِيَنَّ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡۤا
اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۹۶ اور جو لوگ عہد اور احکام دین پر پکے ہیں ان کے اچھے کاموں میں ان کا اجر ان
کو ہم ضرور دیں گے **نجم الآیۃ** الترغیب الی وفاء العہود والترهیب عن نقض العهود والثواب والعقاب للفريقين - پیچھے
بیان ہے (والموفون بعهد هم اذا عاهدوا) کے بارے میں (ولنجزين الذين صبروا اجرهم باحسن ما كانوا يعملون) آگے بیان
ہے کہ) مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ جو شخص کہ کریگا نیک کام خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو
فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً تو ہم اس کو حیوۃ طیبہ کی زندگی دیں گے (قال عطاء هي الرزق الحلال وقال الحسن هي القناعة وقال مقاتل ابن
حبان هي العيش في الطاعة) وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۹۷ اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا
اجر دیں گے **نجم الآیۃ** الوعد بالاجر بالمؤمنين الصالحين ★ اگلی آیت کریمہ کا تعلق (ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيئ)
سے ہے فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ (ای اذا اردت قراءة القرآن) سو جس وقت آپ ارادہ کریں قراءۃ قرآن کا فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۝۹۸ سو پناہ لیں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے (یعنی قراءۃ قرآن سے پہلے پڑھ لیا کریں (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)
ع ۱۳ ۱۱ ۱۹ اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۝۹۹ یقینا اس کا زور اور قابو نہیں چلتا ان لوگوں پر جو ایمان
رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ ۝۱۰۰ بیشک
اس کا زور و قابو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں (یعنی جو شیطانی کام کرتے ہیں) اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ قراءۃ قرآن مجید میں شیطانی عمل کو دخل نہ ہو کہ ریاء وغیرہ آجائے اسی طرح عمل صالح بھی وہی ہے جس میں
ریاء وغیرہ نہ ہو پھر سب میں شرط اول مقبولیت کی ایمان کا وجود اور شرک کی نفی ہے **نجم الآیۃ** آداب تلاوت کا بیان اور اعمال
صالحہ کی مقبولیت کے شرائط کا بیان کہ ان سب میں شیطانی عمل کو دخل نہ ہو کہ شیطان مردود ہے اور اس کے عمل کو جن عملوں میں
دخل ہو وہ بھی مردود ہیں آگے شیطانی وساوس سے جو متاثر ہیں انہی مشرکین کے تاثر کا بیان ہے تاکہ مسلمان شیطانی تاثر سے گریز کریں
فرمایا وَاِذَا بَدَّلۡنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت کو (یعنی جب کوئی آیت منسوخ التلاوت
ہوتی ہے یا منسوخ الحکم کہ تلاوت اس کی باقی ہوتی ہے یا دونوں طریقوں سے منسوخ ہوتی ہے پھر اس کی جگہ دوسری آیت کو نازل کرتے ہیں) وَّاللّٰهُ
اَعۡلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے (پہلی بار یا اس کی جگہ پر اور کو) قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُفۡتَرٍ تو کہتے ہیں کافر
لوگ کہ یقینا آپ افتراء کرنے والے ہیں (اللہ تعالیٰ پر کہ جب یہ آیات اللہ کے طرف سے ہیں تو نسخ کیسے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازی

Marfat.com

ہے تو فرمایا یہ سب کچھ شیطانی وساوس سے ہے تو مسلمانوں کو ایسے وساوس کا احتراز کرنا ہے) بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ بلکہ اکثر ان کے جاہل
ہیں (کہ منسوخ ۔ ناسخ کو کلام الٰہی نہیں سمجھتے اور وہ کافر ہیں کیونکہ کفار کی اکثریت ہے) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ
آپ (ان کے جواب میں) فرمائیے نازل کرتے ہیں اس (قرآن) کو (خواہ ناسخ ہو یا منسوخ ہو (جبرئیل امین جو کہ) روح القدس ہے آپ کے رب
کی طرف سے جو کہ حکمت کے موافق ہوتا ہے لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا تاکہ ثابت رکھے ایمان والوں کو (کہ جس وقت مسلمان ناسخ کو سنتے ہیں اور
اس میں مصالح کو سمجھتے ہیں تو ان کا ایمان مزید راسخ ہو جاتا ہے) وَهُدًى اور (وہی ناسخ بھی) عین ہدایت ہے وَبُشْرَىٰ اور عین خوشخبری
ہے لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾ منقادین کیلئے (جیسا کہ فرمایا ہے (لیثبت الذین آمنوا) تو اس سے مزید خوشخبری کیا ہو **نجم الآیۃ**

نسخ آیات پر شیطانی وساوس کا بیان اور اس کا جواب ۔ آگے مزید نسخ آیات پر وساوس شیطانی کا بیان وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ
إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ اور ہم پوری طرح جانتے ہیں کہ کفار کہتے ہیں کہ سکھاتا ہے ان کو (فلاں) آدمی ۔ آگے اس کا جواب ہے لِّسَانُ الَّذِي
يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ زبان اس بشر کی جس کی طرف نسبت کرتے ہیں (کہ یہ سکھاتا ہے) تو عجمی ہے (جس کا نام جبر ہے یہ غلام تھا عامر بن
حضرمی کا) وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ اور یہ قرآن تو صاف عربی ہے **نجم الآیۃ** مزید کفار کا سوال اور اس کا
جواب إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے آیات کے ساتھ ایمان نہیں لاتے (خواہ منسوخ ہوں یا ناسخ غیر منسوخ
ہوں) لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ (سزاءً) ان کو اللہ تعالیٰ صحیح راہ پر نہیں لائیں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ اور ان کیلئے (آخرت میں) عذاب
دردناک ہوگا إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ بیشک (آپ پر) جھوٹ کا افترا باندھنے والے (کہ آپ کو کہتے ہیں کہ (انما انت مفتر) الَّذِينَ لَا
يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وہی ہیں کہ آیات اللہ پر ایمان نہیں رکھتے (تو ان کے بارے میں حکم ہے (لایھدیھم اللہ) وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾
اور یہی لوگ ہیں پورے جھوٹے (آپ کو مفتری کہنے میں) **نجم الآیۃ** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہنے والے خود مفتری ہیں)
اگلی آیت جبر کے حق میں نازل ہوئی ہے جس جبر کے حق میں کفار کہتے تھے کہ (انما یعلمہ بشر) کہ اس جبر کو اس کا مولیٰ عامر بن حضرمی نے مکرہ بنا دیا تھا
ارتداد پر جبکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا پھر اس نے جبراً و مکرھاً کفر کو اختیار کر لیا کذا قال مقاتل وقال البغوی پھر بعد میں وہ جبر مسلمان ہو گیا
تھا اور مع اپنے سید عامر بن حضرمی کے ہجرۃ کی تھی) مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ اور جس نے کفر باللہ کو اختیار کر لیا بعد ایمان لانے اس کے
إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ مگر جس پر زبردستی کیجائے اور دل اس کا مطمئن اور برقرار ہو ایمان پر وَلَٰكِن مَّن
شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ولیکن جو کوئی دل کھول کر کفر کیا ہو (بعد ایمان لانے کے) فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ سو ایسے لوگوں پر غضب ہے
اللہ تعالیٰ کا (یعنی جو مرتد ہو گئے شرح صدر سے سو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے انتقام لینے کا) وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ اور ان کو
بڑا عذاب ہوگا ذَٰلِكَ یہ غضب اور عذاب عظیم بِأَنَّهُمُ بسبب اس کے کہ انہوں نے اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ
ترجیح دے رکھی حیوٰۃ دنیوی کو اوپر آخرت کے وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ اور (یہ عذاب اس سبب سے ہوگا کہ) یقیناً

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ایسے قسم کے کافرین اور مرتدین کو (سزاء) راہ راست پر نہیں لاتا (تادم مرگ) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ

سَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ایسے صفات رذیلہ والے لوگوں کے قلوب پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے وَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۰۸ اور ایسے لوگ ہی ہیں وہی بے ہوش (ہوس دنیا میں کہ آخرت کا ہوش بھی نہ رہا) لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰۹ ضرور بالضرور آخرت میں یہی ہوں گے گھاٹے میں **نجم الآیۃ** بیان حکم المکرہ والمختار۔ پہلے بیان تھا کہ مکرہ

پر غضب الٰہی نہ ہوگا آگے بیان ہے کہ مکرہ جب پھر کھلے طور پر ایمان لائے گا اور ہجرۃ کریگا اور جہاد کریگا یا مطلق کافر جب ایمان لائے گا اور ہجرۃ کریگا

ع ۱۴ ۱۰ ۲۰ اور جہاد کریگا تو اس کے ماسبق والے گناہ معاف ہوجائیں گے ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ

صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۰ ع (یہ آیت مدنی ہے) پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ انہوں نے وطن چھوڑا بعد

اس کے کہ مبتلا کفر ہوئے یا بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے (ایمان اور ہجرت اور جہاد پر) بیشک رب آپ کا ان باتوں کے بعد

(یعنی ہجرت اور جہاد کے بعد) البتہ بڑا بخشنے والا ہے۔ بڑا رحمت کرنے والا ہے (**نجم الآیۃ**) فضائل ہجرت وجہاد وصبر کا بیان۔ آگے بیان ہے کہ یہ

ثواب اور عقاب مذکورہ دن قیامت میں واقع ہوگا فرمایا يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا (سزاء وجزاء اس دن واقع ہوگی)

جس دن آئے گا ہر شخص کہ بات کریگا صرف اپنی طرف داری کی (نہ کسی دوسرے کی طرف داری کی اس سے نفی شفاعت بالاذن کی نہیں ہوتی) وَتُوَفّٰى

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ اور پورا دیا جائے گا ہر شخص جو عمل کیا تھا (نہ اجر میں کمی ہوگی نہ سزاء میں زیادتی ہوگی جیسا کہ فرمایا ہے) وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۱۱

اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا **نجم الآیۃ** ذکر الکیفیات النفسیۃ ای نفسی۔ نفسی والعدالۃ الألھیۃ۔ آگے بیان ہے کہ کبھی کبھی سزاء

دنیا میں بھی بشکل بھوک اور خوف کے ظاہر ہوسکتی ہے جیسے کہ مکہ کے کفار کو ایسی سزاء دی گئی کما قال البعض وقال البعض یہ مثال عام قریہ

کی ہے فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً اور بیان فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت [illegible] ہے) كَانَتْ اٰمِنَةً

مُّطْمَئِنَّةً کہ تھے اہل اس شہر کے امن واطمینان سے (کہ نہ خوف دشمن کا تھا اور نہ فکر رزق کا) يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

آتا تھا رزق اس شہر کے اہل کا ہر طرف سے فراغت کے ساتھ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ پھر اس کے اہل نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ سو چکھایا اہل بستی کے کو اللہ تعالیٰ مزہ بھوک اور خوف دشمن کا (کہ بھوک اور خوف ان سب کیلئے بمنزلہ

لباس کے محیط ہوگیا) بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۱۲ بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے (برے کام حتیٰ کہ ان کے سمجھانے کیلئے) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ اور آیا ان کے پاس انہیں میں کا ایک رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَكَذَّبُوْهُ سو انہوں نے اس رسول اللہ کی تکذیب کی اور

ان کو جھوٹا کہا فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۱۳ سو پکڑا ان کو عذاب (بھوک اور خوف وغیرہا کا) اور تھے وہی لوگ بالکل ظالم۔

نجم الآیۃ ناشکر اور ظالم لوگوں کو دنیا میں سنگین سزائیں مل سکتی ہیں جیسے اس شہر کے اہل کو ملی تھیں۔ یہ والی آیت میں جو مثال بیان

کی گئی ہے بعض ائمہ تفسیر نے اس کو عام مثال بنایا ہے اور اکثر نے اس کو مکہ مکرمہ کا واقعہ بنایا ہے کہ اہل مکہ بوجہ تکذیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور

Marfat.com

آپ کے ایذاؤں کے اور کفر و شرک کے اور بوجہ بحیرہ سائبہ وصیلہ حام کے حرام قرار دینے پر سات سال شدید قحط میں مبتلا رہے حتی مردار جانور
اور کتے وغیرھا کے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے اور مسلمانوں کے حملہ کا خوف بھی ان پر مسلط ہوگیا پھر ابوسفیان بحالت کفر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی دربار میں مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ تو صلہ رحمی اور درگذر کی تعلیم دیتے ہو ادھر سے آپ کی قوم بھوک سے ہلاک ہو رہی ہے آپ
اللہ تعالی کی دربار میں دعاء کریں کہ یہ قحط ہم سے دور ہو جائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی تو قحط ختم ہوگیا اور آپ نے مدینہ
منورہ سے ان کیلئے اشیاء خوردنی بھی بھجوائیے وصلی اللہ علی رسولہ الذی ارسل رحمۃ للعالمین (پہلے بیان تھا کہ کفار کو اللہ کے نعمتوں
کی ناشکری پر بھی سزاء ملی اور مزید براں ان میں یہ بات بھی تھی کہ بعض حلال اشیاء کو حرام کرتے تھے جیسے سائبہ۔ وصیلہ وغیرہما اور بعض
حرام اشیاء کو حلال کرتے تھے جیسے والمنخنقۃ والموقوذۃ وغیرہما تو اللہ تعالی نے اگلی آیات میں مسلمانوں کو متنبہ فرمایا فَكُلُوْا مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا سو کھاؤ ان جانوروں کو جن کو اللہ تبارک وتعالی نے تم کو بطور رزق کے حلال اور پاک بنا کر دیا ہے
وفی تفسیر ابی السعود وذروا (ایھا الکفار) ما تفترون من تحریم البحائر ونحوھا) وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اور شکر کرو نعمت
اللہ تعالی کی کا (کہ حلال کو حرام بھی نہ سمجھو پھر ان کے استعمال پر اللہ تعالی کا شکر بھی ادا کرو) اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۱۱۴ اگر تم ہو
اللہ تعالی کے حکموں کو ماننے والے **نجم الآیۃ** الخطاب لاھل مکۃ بعد التعجیز عن اھلاك اھل القریۃ (پھر جن کو اللہ تعالی
نے حرام کیا ہے ان میں سے مجملہ آگے مذکور ہیں تو تم ان کو حلال نہ سمجھو) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ محقق
امر ہے کہ اللہ تعالی نے حرام کیا ہے تم پر مردار کو اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور جس چیز کو غیر اللہ کے نام زد کر دیا
گیا ہو فَمَنِ اضْطُرَّ پھر جو شخص مجبور ہو گیا ہو (بوجہ شدید بھوک کے کہ ان کے سوا اور کوئی چیز کھانے کو نہیں ہے) غَيْرَ بَاغٍ درانحالیکہ طالب
لذت نہ ہو وَّلَا عَادٍ اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو (کہ شدید جوع کا صرف سد ہو) فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۱۵ سو یقینا اللہ تعالی
بخشنے والا ہے بہت رحم کرنے والا ہے (گرچہ وہ حرام کو کھا رہا ہے تو اس حالت اضطراری کیوجہ سے اللہ تعالی اس کو معاف کر دیں گے)
نجم الآیۃ بعض اشیاء حرمتی کے احکام کا بیان وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ اور محض جھوٹے زبان
دعووں کی بنا پر نہ کہو هٰذَا حَلٰلٌ کہ فلاں چیز حلال ہے وَّهٰذَا حَرَامٌ اور فلاں چیز حرام ہے (یعنی حلال کو حرام نہ کہو اور حرام کو حلال
نہ کہو) لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کہ باندھو اللہ تعالی پر جھوٹا بہتان (کہ ایسا ملت ابراہیمی میں ہے) اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ
عَلَى الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۱۱۶ یقینا جو لوگ اللہ تعالی پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں (کہ ایک جھوٹ خود بنایا پھر کہا کہ مثلاً ملت ابراہیمی میں ایسا
ہے) وہ فلاح نہ پائیں گے مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ان کیلئے منفعت قلیلہ ہے (اس دنیا میں) وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۱۷ اور ان کے واسطے
عذاب دردناک ہے (آخرت میں) **نجم الآیۃ** تذییل للمضمون الاول - آگے بیان ہے کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ جب یہود کو
تحریم ما احل اللہ کا اختیار تھا جیسا کہ سورۂ انعام میں بیان ہے تحریم کل ذی ظفر کا باستثناء ان اشیاء کے جن کا سورۂ انعام میں بیان ہے

تومشرک کہتے تھے کہ پھر ہمیں ایسے قسم کا اختیار کیوں نہ ہو تو ان کے ردّ میں فرمایا) وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اور ہم ہی نے یہود پر وہ اشیاء حرام کئے تھے جن کا ذکر ہم آپ پر کر چکے ہیں اس سے قبل (سورۂ انعام میں بوجہ ان کے زیادتیوں کے سزاءً تو انہوں نے
خود بخود ان اشیاء کو حرام کیا تھا تو تمہارا قیاس ان پر غلط ہے) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے ان پر کوئی سختی نہ کی تھی (ان اشیاء کی تحریم میں)
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۱۱۸ ولیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتیاں کرتے تھے (جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہے کہ (فبظلم
من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم الآية) نجم الآية ردّ لقياس المشركين على اليهود - (آگے بیان ہے کہ ایسے
قسم کے جرائم پیشہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں کہ اگر توبہ کرلیں گے تو گناہ معاف ہوسکتے ہیں) ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ پھر بھی آپ کا رب (باوجود
ان کے اتنے مفتری ہونے کے) لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ایسے لوگوں کیلئے جنہوں نے نادانی سے برا کیا ہو ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
پھر تائب ہوگئے ان کاموں کے بعد وَاَصْلَحُوْٓا اور درست کرلئے (اپنے اعمال کو) اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا یقیناً رب آپ کا بعد توبہ و اصلاح کے
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۱۹ ع بڑی مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں نجم الآية النهي عن التحريمات النفسانية ولاجتناب ۱۵ ع ۹ ۲۱
عن التحريمات الالهية نجم لهذه الآيات السابقة الى رحيم - آگے ردّ ہے کفار کے ان دعاوی کا - جن میں وہ کہتے تھے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں
یہ سب کچھ ملت ابراہیمی ہے فرمایا اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً یقیناً ابراہیم علیہ السلام تھے بڑا مقتداء (کہ تھے اولو العزم من النبيين سے) قَانِتًا
لِّلّٰهِ تھے فرمانبردار اللہ تعالیٰ کے حَنِيْفًا تھے مُعرض ہر دین باطل سے اور راغب طرف دین حق کے جس میں توحید ہے وَلَمْ يَكُ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۱۲۰ اور نہ تھے مشرکین سے (نہ اصولاً اور نہ فروعاً) شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ تھے شکر گذار اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کے (خواہ وہ نعمت چھوٹی
بھی کیوں نہ ہو) یہ تیسری صفت ہے (امّۃ) کے اِجْتَبٰىهُ چن لیا تھا ان کو (اللہ تعالیٰ نے نبوت کیلئے) وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۱۲۱
اور چلایا ان کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر (یعنی ان کو ملت اسلامی عطاء فرمایا) وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً اور دی تھیں ہم نے ان کو دنیا
میں خوبیاں (یعنی مقام خلّت کا کما قال البعض وقال البعض الولد الطيب وقال البعض قول المصلي منا كما صليت على ابراهيم
وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۲۲ اور یقیناً تھے وہ آخرت میں اونچے درجے کے لوگوں سے ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ
اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ان کے بعد ہم نے آپ کی طرف یہ وحی بھیجی ہے کہ چلیں آپ (صراط مستقیم پر جس کی تعبیر) ملت ابراہیم ہے (اور ملت
اور مذہب و دین اسلام ایک ہے کما قال اللہ تعالیٰ (وهديناه الى صراط مستقيم) یعنی عقائد ان کے اور آپ کے ایک ہیں البتہ بعض
فروع میں اختلاف ہے بوجہ حکمت کے) حَنِيْفًا درانحالیکہ وہ ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کے قائل تھے (جس کی طرف آپ مکہ والوں کو دعوت
دے رہے ہو) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۲۳ اور نہ تھے مشرکین کے عقائد سے (جس سے آپ لوگوں کو روکتے ہو) چونکہ کفار تحریم طیبات
کے بڑے عادی تھے اور اس پر استدلال پکڑتے تھے جو کہ یہود پر ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار حرام تھا تو ان کے ردّ میں فرمایا) اِنَّمَا جُعِلَ
السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ہفتہ کے دن کی تعظیم (جس کی وجہ سے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار بھی حرام ہوگیا تھا) صرف ان لوگوں

Marfat.com

پر عائد ہوگئی تھی (سزاءً) جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا (کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن ہفتہ میں ان کیلئے عبادت کا مقرر فرمایا تھا وہ دن
جمعہ کا تھا اور یہود نے کہا کہ جمعہ کو کونسی فوقیت ہے باقی ایام پر بلکہ یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کو باقی ایام پر بایں سبب فوقیت ہے کہ ہفتہ کے دن
میں اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان اور ما فیہما کے پیدا کرنے سے فارغ رہے تو ہم بھی اسی دن کو کاروبار سے فارغ کر کے عبادت کیلئے مقرر کرتے ہیں
نہ جمعہ کے دن کو تو اللہ تعالیٰ نے ناراضگی میں فرمایا چلو یہی ہفتہ کا دن ہی سہی تو اسی دن میں عبادت کرو کوئی شکار مچھلی وغیرہ کا بھی نہ ہو۔
حالانکہ جمعہ کا دن کو بڑی فوقیت ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم (خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ) پھر اس میں
یہودیوں تاویل کرتے کہ اس دن کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے آرہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ردّ فرمایا کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم یہود پر انہیں
کے اختلاف کے سبب ہوئی نہ عند اللہ یہی دن تعظیم کا تھا پھر یہود میں دو گروہ ہوگئے تھے ایک تو وہ کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم میں عبادت کرتے تھے تمام
دن دوسرے وہ کہ اسی دن میں شکار کرتے تھے مچھلی کا تو فرمایا) وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ اور یقیناً رب آپ کا فیصلہ کریگا ان کا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت میں فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۲۴ جس بات میں یہود جھگڑتے تھے (وہ جمعہ کے دن میں اور ہفتہ
کے دن میں پھر یہود سارا دن ہفتہ کا عبادت گذارتے تھے تو اسلام نے ان کی مخالفت میں جمعہ کی نماز کے بعد کاروبار کی اجازت دیدی البتہ اذان
جمعہ کے بعد کاروبار حرام قرار دئے تو معلوم ہوا کہ جیسا مچھلی کا شکار ان پر سارا دن حرام تھا ویسے اس امت پر اذان جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے نہ
اذان جمعہ سے پہلے ایسا سخت ممنوع نہیں جیسا کہ اذان جمعہ کے بعد ممنوع ہے یہی مطلب ہے آیت کریمہ کا (یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من
یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من
فضل اللہ الآیۃ) (**نجم الآیۃ**) الوعید الشدید علی تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ضمن التذکیر بایام اللہ ★
آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کے نرم طرق کی تعلیم ہے تاکہ ان کو یہ گنجائش نہ ہو کہنے کی کہ اگر بہت زیادہ نرم طریقہ ہوتا تبلیغ کا تو شاید
ہم مان لیتے تو معلوم ہوا کہ نبوت کا طریق تبلیغ کا نرم تھا فرمایا اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ آپ اے ذات نبوت کی بلائیں
(لوگوں کو) اپنے رب کے راہ کی طرف (یعنی دین مستقیم کی طرف جو کہ دین اسلام ہے) حکمت کے ساتھ یا معنی ہے پکی باتیں سمجھا کر لوگوں کو
دعوت دیں وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور اچھی نصیحت کے ذریعہ (دعوت دیں) یعنی اچھے طریقہ سے نصیحت سنائیں) وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور ان پر الزام (سمجھانے کا) عائد کرو جس طرح کہ بہت بہتر ہو اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا ہے (کہ پھر واپس نہ آئے گا لیکن آپ اس کو بھی دعوت دیتے رہو
تاکہ اتمام حجت کا ہو جائے) وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۲۵ اور وہی خوب جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں (بوجہ آپ کی دعوت الی الاسلام
کے) **نجم الآیۃ** بیان طریقۃ التبلیغ والدعوۃ الی الاسلام (باقی جو مضلین ہیں ان کا رویہ جو آپ سے سخت سے سخت ہے
تو بدلہ میں مماثلت کی اجازت ہے اور یہ (وجادلہم بالتی ھی احسن) کے خلاف نہیں ہے اگر بالکل بدلہ نہ لو تو یہ سب سے بہتر ہے

Marfat.com

اور باتفاق مفسرین اگلی آیت مدنی ہے کہ نزلت فی شان التمثیل بحمزۃ رض وغیرہ فی یوم احد فرمایا) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ
اور اگر تمہاری باری آگئی ہے بدلہ لینے کی فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ کیا گیا تھا
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ اور اگر صبر کر لو (کہ انتقام نہ لو) لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ١٢٦ البتہ صبر بہتر ہے صابرین کیلئے
پھر آگے دوسری صورت کے اختیار کرنے کی تلقین ہے) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور آپ صبر ہی کریں
اور آپ کا صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ اور ان کے اسلام نہ لانے پر غمگین نہ ہونا وَ
لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ١٢٧ اور نہ دل تنگ ہونا ان کے تدابیر سے آپ کی مخالفت میں
١٦ (کیونکہ) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد پرہیزگاروں کے ساتھ ہے وَّالَّذِيْنَ
ع ٩ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ١٢٨ ع اور ان لوگوں کے ساتھ جو عبادات میں (اعبد ربک کانک تراہ) کا مقام رکھتے ہیں
٢٢ نجم الآیۃ بدلہ میں مماثلت کی اجازت ہے اور بہتر ہے کہ دنیا میں بدلہ لینے سے درگذر ہو چونکہ نبوت
کا مقام عالی ہے بنا بریں صبر کی تلقین پھر اسی پر اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ ہے۔

عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قرء سورۃ النحل لم یحاسبه
اللّٰه تعالی بما انعم علیه فی دار الدنیا - والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰه صلی
اللّٰه علیه وسلم خیر الختام اللّٰهم اجعلنا من المحسنین وادخلنا الجنة مع المحسنین
بغیر حساب بجاهك وبجاه نبیك محمد صلی اللّٰه علیه وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الاسراء مکیۃ

الا ثلث آیات (وان کادوا لیستفزونک) (وقل رب ادخلنی مدخل صدق) (وان ربك احاط بالناس) الآیۃ وقال قتادۃ الاثمان آیات واقوال اخر و **ھی** مأۃ واحدی عشرۃ آیۃ **وکلماتھا** الف وخمس مأۃ وثلاث وثلاثون **وحروفھا** ستۃ آلاف واربعمأۃ **نزلت** بعد سورۃ القصص **ومناسبتھا** ھذہ لما قبلھا قال اللہ تعالی فی النحل (شفاء للناس) فی ما یخرج من بطونھا ھو العسل وقال فی ھذہ السورۃ (ننزل من القرآن ما ھو شفاء للناس) ولما کانت ھذہ السورۃ مصدرۃ بقصۃ تخریب المسجد الاقصی افتتحت بذکر اسراء المصطفی من المسجد الحرام تشریفا لہ بحلول رکابہ الشریف جبرا لما وقع من تخریبہ وفی البحر ان لفظ (اسری) بمعنی سری ای سار من آخرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے گیا رات کے تھوڑے سے حصہ میں (والتنوین للتقلیل) (**سبحان**) علم للتسبیح وفی الحدیث المرفوع عن تفسیر سبحان اللہ۔ تنزیہ للہ تعالی عن کل سوء وفی القرطبی فھو ذکر عظیم للہ تعالی لا یصلح لغیرہ (انتھی) ویکون بمعنی التعجب ای تنزیھا للہ تعالی وتعجبا لسائر الخلق من قدرتہ تعالی علی ھذا الاسراء وفی البحر والظاھر ان ھذا الاسراء کان بشخصہ ولذلك کذبت قریش ولو کان مناما ما استنکروا ذلك وھو قول الجمھور من العلماء فھذہ الالفاظ وقول (مازاغ البصر وما طغی) یدل علی ذلك وحدیث الاسراء مروی فی المسانید عن الصحابۃ فی کل اقطار الاسلام وذکر انہ رواہ عشرون من الصحابۃ رض وکان اسراءہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد مبعثہ بخمس سنین لیلۃ السابع وعشرین من رجب مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کا نام اسراء ہے پھر وہاں سے سدرۃ المنتھی تک کا نام معراج ہے پھر وہاں سے لامکان تک کا نام قاب قوسین او ادنی ہے مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا مسجد حرام سے

Marfat.com

مسجد اقصیٰ تک (یعنی بیت المقدس تک) الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ جس کے ارد گرد برکتیں کر رکھی ہیں (کہ وہاں پر بکثرت انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں الخ) لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا تاکہ دکھلائیں ہم ان کو اپنے بعض عجائبات قدرت کے (ان میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھوائی تھی اور یہ بھی ہے کہ آسمان پر گئے اور واپس آئے اور یہ بھی ہے کہ آپ نے بیت المعمور کو دیکھا اور یہ بھی ہے کہ جنت کا اور جہنم کا بچشم خود معاینہ فرمایا اور یہ بھی کہ سدرۃ المنتہی کو دیکھا الخ) اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝ بیشک وہ بڑے سننے والے ہیں بڑے دیکھنے والے ہیں (جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سننے والے ہیں اور احوال کو دیکھنے والے ہیں تو اقوال اور احوال کے شان امتیازی نے معراج کے شان امتیازی سے آپ کو نوازا)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا تشریف بالاسراء کا تو موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا تشریف بایتاء التورات کا فرمایا وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ اور دی تھی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (یعنی تورات) وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور کیا تھا ہم نے اس کتاب کو عین ہدایت بنی اسرائیل کیلئے (اور اس کتاب میں بڑا حکم یہ دیا تھا کہ) اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا۝ نہ ٹھیراؤ میرے سوا کسی کو کارساز (یہ خطاب مخصوص بالیہود ہے۔ آگے خطاب بالعموم ہے) ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اے اولاد ان لوگوں کی جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا تھا نوح علیہ السلام کے ساتھ (کشتی میں مراد اس سے حام سام۔ یافث ہیں) اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا۝ بیشک تھے نوح علیہ السلام شکر گذار (اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کے تو تم بھی اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بن جاؤ توحیدی رنگ میں کہ ہمارا وجود ان کے وجود کے ذریعہ ہے اگر وہ بھی غرق ہو جاتے تو ہم آج کتم نیستی میں ہوتے تو عالم ہست میں ہمارا وجود کا ہونا مرہون منت ہے تو اس کا شکر توحید کے قائل ہونے میں ہے کہ ان کو بچانے والے صرف اللہ تعالیٰ تھے نہ ودّ۔ اور نہ سواع اور نہ یغوث اور نہ یعوق اور نہ نسر اگر یہ بچانے والے ہوتے تو اپنے عابدین کو بچاتے نہ اپنے منکرین کو جو تمہارے اجداد تھے سام۔ حام۔ یافث۔ **نجم الآیۃ** نعمت اسرائی کا بیان۔ نعمت تو راتی کا بیان۔ نعمت وجودی کا بیان آگے بیان ہے کہ ناشکری کا سزاء سخت ہے جیسے بنی اسرائیل نے تورات جیسی نعمت کی ناشکری کی کہ اس پر عمل نہ کیا بلکہ اُلٹا انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ نے ان پر جالوت کو مسلط کر دیا کہ بنی اسرائیل کو تہس نہس کر دیا پھر ان کو کچھ سمجھ آئی اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو بحال کر دیا کہ (قتل داؤد جالوت) پھر کافی زمانہ کے بعد وہی پہلے حال پر اتر آئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو فارس سے مسلط کر دیا کہ اس نے تباہیاں مچادی ان دو واقعات کے ذکر کے بعد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر اگر تم نے وہی اپنے آباء والے رویہ کو اختیار کیا تو پھر تم سے تمہارے آباء والا معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ یہود مدینہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو یہود بنی قینقاع اور بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا اور یہود بنی قریظہ کو قتل کیا گیا تو یہ سب نتائج کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے کے ہیں تو اس سے اس امت کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے فرمایا وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ اور ہم نے فیصلہ کر دیا تھا بنی اسرائیل پر لوح محفوظ میں (الیٰ بمعنی علیٰ) یا معنی ہے اور ہم نے فیصلہ سنا دیا تھا بنی اسرائیل کو تورات کے ذریعہ (آگے فیصلہ کا بیان ہے) لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ کہ تم (اے بنی اسرائیل)

Marfat.com

ملک شام میں دو دفعہ فسادات پھیلاؤ گے (کہ حقوق اللہ کی بالکل رعایت نہ کروگے) وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ اور سرکشی کروگے بڑی سرکشی (کہ حقوق العباد کو بالکل تلف کروگے) فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی مرتبہ فساد پھیلانے کی باری آئے گی (اور اسپر سزاء کی باری آئے گی) بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تو ہم تم پر اپنے بندوں میں سے ایسے بندوں کو مسلط کردیں گے جو بڑے سخت جنگی قسم کے ہوں گے فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ کہ وہ گھس جائیں گے تمہارے گھروں میں (کہ تمہاری جستجو میں تمہاری خانہ تلاشیاں کریں گے) یا معنی ہے پھر پھیل پڑیں گے تمہارے شہروں کے اندر (اور تم کو قتل اور غارت اور قید کریں گے) وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ اور یہ سزاء کا وعدہ ایک ایسا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا (اس کے بعد جب تم نادم اور تائب ہوں گے تو ہم تم کو تمہارے دشمنوں پر غلبہ دیدیں گے جیسے کہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی حکومت اوج کو پہنچ گئی ایسا ایک سو سال کے بعد ہوا) قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ تو ہم پھیر دیں گے تمہاری باری ان پر (کہ ہم تم کو غالب کردیں گے ان پر جیسے داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں ایسا ہوا تھا) وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ اور ہم امداد کریں گے تمہاری مال و بیٹوں سے (کہ جو مال تمہارا چھین گئے ہوں گے اور تمہاری اولاد قیدی کرگئے ہوں گے وہ سب کے سب تم کو واپس دلوائیں گے) وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ اور کردیں گے ہم تم کو بہت زیادہ از روئے لشکر کے (بہ نسبت تمہارے دشمنوں کے) (اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا تھا) إِنْ أَحْسَنتُمْ اگر تم اچھے کام کروگے (مستقبل میں کہ نہ فساد کروگے اور نہ ظلم کروگے لوگوں پر) أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ تو تم نے بھلائی کی اپنے لئے وَإِنْ أَسَأْتُمْ اور اگر تم برے کام کروگے (کہ وہی فساد پہلے جیسا پھیلاؤ گے اور وہی ظلم لوگوں پر کروگے) فَلَهَا تو اس کا وبال تمہارے ہی اوپر ہوگا (کہ جیسے تم نے پہلے خمیازہ بھگتایا تھا بعد میں بھی وہی خمیازہ بھگتاؤ گے (واللام بمعنی علی وعُبّر بہا لمشاکلۃ ما قبلہا) تو یہ بات ہم نے ان کو کتاب میں تنبیہا پہلے سے کہدی تھی تاہم بھی مخالفت تورات سے نہ رکے؛ اور یحیی علیہ السلام کو قتل کیا) فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ سو پھر جب آپہنچا وقت دوسری مرتبہ کے فساد کا (کہ اس وقت شریعت عیسی علیہ السلام کی تھی (تو بعثنا علیھم عبادا لنا اولی بأس شدید) تو ہم نے ان پر سخت حکومت بختنصر کی فارس سے مسلط کردی کہ وہ نصرانی مذہب کا تھا اور انتقام یحیی علیہ السلام کی بناپر یہودیوں کو پہلے جیسا شہر بدر کیا اور قید بھی کیا اور پھر بیت المقدس کو ویران بھی کیا بوجہ اس کے کہ یہ قبلہ یہودیوں کا ہے) لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ تاکہ بگاڑ دے تمہارے مونہوں کو (کہ تمہارے منہ اس کاروائی سے بہت اداس ہوجائیں) وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ اور جس طرح (پہلے دفعہ کی حکومت) مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئی تھی (ویرانگی کیلئے) اسی طرح (پچھلی حکومت) بھی داخل ہوجائیگی (ویرانگی کیلئے) وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ۝ اور ہلاک کرڈالیں گے جن پر وہ غالب آجائیں گے بری طرح کا ہلاک کرنا (اور ایسا ہی ہوا) آگے فرماتے ہیں کہ پھر جب شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا دور آئے گا تو عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ تو بعید نہیں اور عجب نہیں یعنی وعدہ ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ رحمت فرماوے تم پر (بوجہ تمہارے اسلام کے قبول کرنے کے جیسے بعض نے

اسلام قبول کرلیا تو ان پر رحمتیں ہوئی جیسے عبداللہ بن سلام والے) وَاِنْ عُدْتُّمْ اور اگر تم نے وہی کیا (کہ اپنے بڑوں والی یاد کو تازہ کیا اور
تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کمربستہ رہے) عُدْنَا تو ہم پھر وہی کریں گے (جو تمہارے بڑوں کے ساتھ کیا تھا کہ قتل اور قید اور جلاوطن
والے عمل کو تم پر بھی جاری کریں گے) وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اور (آخرت میں) ایسے قسم کے کافرین کیلئے جہنم کو
تنگ جیل خانہ بنا رکھا ہے **نجم الآیات** الترهيب عن اعراض كتاب الله والا فساد بين الناس ۔ آگے اس امت کو ترغیب
الی تسلیم کتاب اللہ ہے نیز پیچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ معراجی کا بیان تھا آگے سے معجزہ قرآنی کا بیان ہے فرمایا اِنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ یقیناً یہ قرآن وہی راستہ بتلاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے ۔ اس کا ارتباط پیچھے والی آیت (وجعلناه هدى
لبنی اسرائیل) سے بھی قوی ہے وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور یہ قرآن خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ
جو نیک کام کرتے ہیں اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ کہ یقیناً ان کیلئے بڑے سے بڑا ثواب ہے وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ع ۱
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اور یقیناً یہ قرآن بتلاتا ہے) کہ یقیناً ہم نے تیار کر رکھا ہے ان لوگوں کیلئے جو آخرت کو نہیں مانتے عذاب دردناک
نجم الآیۃ قرآن کے ہدایت کا بیان اور ماننے والوں کو بشارت دیتا ہے اور نہ ماننے والوں کو ڈراتا ہے ۔ آگے بیان ہے نہ ماننے
والوں کا کہ وہ ایسے شر میں ہیں کہ گویا کہ اس کے اوپر شر نہیں کہ وہ خود اپنے لئے شر کی دعائیں مانگتا ہے کما قال اللہ تعالی وَيَدْعُ
الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ اور دعاء کرتا ہے انسان یعنی کافر مانگتا ہے برائی کو (کہ کہتا ہے اللهم ان كان هذا هو
الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء الآية) جیسے مانگتا ہے بھلائی کو ۔ (کما قال اللہ تعالی (فاذا ركبوا في الفلك دعوا
الله مخلصين له الدين) وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ اور ہے انسان (طبعاً) جلد باز (تو شر کی دعائیں جلد بازی کا تقاضا
ہے) وهذا كما قال الله تعالى (ولو يعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخير لقضى اليهم اجلهم) **نجم الآیۃ**
بیان الادعية الاستعجالية ۔ آگے قرآن مجید کے ہدایات واستدلال توحید یہ کا بیان ہے وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ
اور بنایا ہے رات کو اور دن کو اپنی قدرت اور اپنی وحدت پر دو دلائل جو کہ برہان تمانعی سے ہیں کما مر تقریرہ غیر مرۃ فَمَحَوْنَا
اٰيَةَ الَّيْلِ سو دھندلا سا بنا دیا ہم نے رات کی علامت کو (یعنی قمر کو کہ اس میں جو سیاہی نظر آتی ہے یہ اثر محو کا ہے کما فی التفسیر
المظهری قال ابن عباس اللہ تعالی نے ضوء شمس کو ستر حصے بنایا اور نور قمر کو بھی اسی طرح ستر حصے بنایا پھر نور قمر سے انہتر حصے
نور کے مٹا کر کے سورج کے ضوء میں داخل کر دئے جیسے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے امر فرمایا جبرئیل امین کو تو اس نے اپنا پر پھیر دیا
قمر کے منہ پر تو اس سے وہ ضوء ختم ہو گیا (تو اس سے پہلے انہتر حصے زائد تھا) اس طرح سے پہلے قمر بھی روشنی میں سورج جیسا تھا) واخرج البيهقي
في الدلائل عن سعيد المقبري ان عبد الله بن سلام سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن السواد الذي في القمر فقال كانا شمسين فقال
الله تعالى (فمحونا آية الليل) قال فالسواد الذي رأيت هو المحو) وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً اور کیا ہم نے دن کی

Marfat.com

علامت کو یعنی سورج کو) روشنی کرنے والا (کہ رات کی چاندنی جب انھر جسے سورج کی روشنی سے ملگئی تو سورج پورا روشنی میں بھر کر تیز
روشنی کرنے والا بن گیا (تو چاند اور سورج دو مزید دلائل براہنیہ سے بن گئے اوپر توحید کے) آگے دن کے فوائد جو معیشت انسانی کے قبیلہ سے
ہیں انکا ذکر ہے فرمایا لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ تاکہ (دن کی روشنی میں) طلب کرو فضل اپنے رب کا (یعنی روزی) وَ
لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ اور تاکہ تم معلوم کرو گنتی سالوں کی (بذریعہ لیل و نہار کے جن کے وجود پر قمر و شمس دال ہیں) پھر تین سو ساٹھ
دنمے ایک سال ہوتا ہے وَالْحِسَابَ اور (تاکہ تم معلوم کرو) سب حسابات (جو متعلق ہیں رات اور دن کے اختلاف سے کہ مثلاً فلاں
ملازم نے دن کو کام کرنا ہے اور فلاں ملازم مغرب سے عشاء تک کام کرنا ہے الخ) وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۱۲ اور
ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر کے لکھدیا ہے (لوح محفوظ میں یا قرآن میں بقدر ضرورت کے) وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ
طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ اور ہر انسان کے عمل کو بنا دیا ہے ہم نے اس کے گلے کا ہار (کہ وہ عمل اور اس کا عامل ایک دوسرے کیلئے بمنزلے
لازم اور ملزوم کے ہیں خواہ وہ عمل دن میں ہوں یا رات میں) وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۱۳ اور نکال کر اس
کے (سامنے کر دیں گے) اس کا اعمال نامہ دن قیامت کے کہ دیکھے گا اس اعمال نامہ کو کھلا ہوا (پھر اس کو کہا جائے گا) اِقْرَاْ كِتٰبَكَ
کہ پڑھ لے تو اعمال نامہ اپنا كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۱۴ پس آج کے دن تم ہی کافی ہو اپنا حساب جانچنے والا (کہ تم خود
ہی فیصلہ کر لو اپنے اعمال کا اور اپنے اعمال نامہ کو دیکھکر کہ تم ثواب کے مستحق ہو یا عذاب کے پھر عذاب کتنے قدر کا ہو)

نجم الآية ذکر الکتابیة الکفایة الحسابیة ★ آگے قانون الٰہی کا بیان ہے کہ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ
جو شخص کہ چلتا ہے سیدھی راہ پر (جس سے ایصال الی المطلوب ہوتا ہے) سو وہ چلتا ہے سیدھی راہ اپنے نفع کیلئے وَمَنْ ضَلَّ
اور جو شخص کہ بھکار ہا یعنی سیدھی راہ کو اختیار نہ کیا فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا سو وہ یقینا بھکار ہا اپنے نقصان کیلئے (یعنی اس کا وبال اسپر ہوگا
نہ کہ اسپر بالکل وبال نہ ہو پھر کسی دوسرے شخص پر اس کا وبال ہو ہاں اگر دوسرا شخص اس کے گناہ کا سبب بنا تو تسبیب اور اضلال کا گناہ
تو مضل پر ضرور ہوگا) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اور نہ اٹھائے گا نفس گنہگار بوجھ گناہ شخص اور کا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور نہیں ہم عذاب کرنے والے (کسی قوم کو عذاب استیصالی کذا قال الشیخ ابو منصور ماتریدی) جب تک کہ
کسی رسول کو (ان کی ہدایت کیلئے) نہیں بھیج لیتے **نجم الآية** قانون الٰہی کا بیان آگے بیان ہے کہ ارسال رسول یا نبی کے بعد
پھر جو نہ مانے اور سرکشی کرے تو عذاب استیصالی ان پر نازل ہوتا ہے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اور جب ہم ارادہ
کرتے ہیں کہ عذاب استیصالی بھیجیں کسی اہل قریہ پر (بوجہ ان کے کفر استمراری کے) اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا حکم بھیجدیتے ہیں اس قریہ کے
رئیسوں کی طرف جو تعیش میں منہمک ہوتے ہیں (خصوصاً اور ان کے عوام کی طرف عموماً ایمان اور اطاعت کا) فَفَسَقُوْا فِيْهَا پھر وہ رؤساء
متنعمین اس شہر میں کھلی نافرمانیوں پر اتر آتے ہیں فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ سو ثابت ہو گیا ان شہر والوں پر حکم عذاب کا فَدَمَّرْنٰهَا

تَدْمِيرًا ۝ سو کر دیا ہم نے ان شہر والوں کو تباہ و برباد بری طرح کا ۔ نجم الآیۃ عذاب استیصالی کے قانون کا
بیان وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ اور ہم نے بہت سی امتوں کو جو نوح کے زمانہ کے بعد تھیں ہلاک کیا ہے (جیسے
قوم عاد و قوم ثمود وغیرہما من الامم المھلکۃ کثیرۃ باقی خود نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا ذکر (ذریۃ من حملنا مع نوح) میں آچکا ہے)
وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ اور کافی ہے رب آپ کا اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا دیکھنے والا ۔
(تو گناہوں کے مطابق سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے ۔ نجم الآیۃ التھدید بالعذاب علی الکفر والشرك فی ضمن التذکیر
بایام اللہ تعالیٰ ۔ آگے طالبان دنیا کی مذمت کا بیان ہے کہ ان کیلئے آخرت بالکل نہیں ہے البتہ بعض کیلئے بعض دنیاوی مقاصد حاصل ہو جاتے
ہیں فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جو شخص ارادہ کرتا ہے (اپنے عمل سے) صرف دنیا کا نفع (خواہ وہ آخرت کا منکر ہو یا آخرت
سے غافل ہو) عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ دیتے ہیں ہم دنیا کا نفع جتنے قدر کہ ہم چاہیں جس کیلئے چاہیں (نہ کل طالبان دنیا کو دیتے
ہیں اور جس کو دیتے ہیں تو اس کے کل مطلوبات نہیں دیتے بلکہ ہم اپنے منشاء پر دیتے ہیں) ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا پھر کر دیا ہے ہم
نے طالب دنیا کیلئے (آخرت میں) دوزخ کہ داخل ہوگا اس میں مَذْمُومًا درانحالیکہ اس کو اس کی برائی سنائی جائے گی مَدْحُورًا ۝
درانحالیکہ راندہ درگاہ ہوگا یعنی ٹھکرایا ہوا رحمت سے ہوگا نجم الآیۃ دنیاوی منافع کو اصلی مقصود بنانے پر عذاب الٰہی کا بیان ۔
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ اور جو شخص کہ مقصود اصلی بنالیا ہے آخرت کو (اپنے عمل سے) وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا اور انتہک کوشش کرتا ہے
نعیم آخرت کے حاصل کرنے میں وَهُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ وہ مؤمن ہو فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ سو ایسے لوگوں
کی سعی مقبول ہوگی نجم الآیۃ آخرت کو مقصود اصلی بنانے پر مقبولیت کا بیان كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ
عَطَاءِ رَبِّكَ آپ کے رب عطایا (دنیوی) ہم پہنچاتے رہتے ہیں ہم ان مقبولین کو اور ان غیر مقبولین کو وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ
مَحْظُورًا ۝ اور نہیں ہیں عطایا (دنیوی) رب آپ کے کسی پر بند نجم الآیۃ وسعت فضل الٰہی کا بیان انْظُرْ كَيْفَ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ نظر تو کرو (تعجب کی کہ) کیسے فوقیت دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر (باعتبار دنیوی عطایا کے) وَ
لَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ اور البتہ آخرت (جو صرف مقبولین کیلئے ہے) بہت بڑی ہے درجات کے اعتبار سے وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝
اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے (بنابریں آخرت کو ترجیح دینی چاہیے اوپر دنیا کے) نجم الآیۃ بیان تحقیر الدنیا
وتفضیل الاخرۃ ۔ پہلے فرمایا کہ آخرت کے مساعی تب قبول ہیں کہ ایمان ہو آگے فرماتے ہیں کہ ایمان کا پہلا رکن توحید ہے بنابریں شرک
حرام ہے فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ اے مطلق مخاطب مت ٹھیراؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (خطاب نبوت کو ہے مراد امت
ہے ایسے قسم کے خطابات تہدیدی ہوتے ہیں) فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا ورنہ بیٹھ جاؤ گے بدحال مَخْذُولًا ۝ بے یار و مددگار ع ۲ ۱۲ ۲
نجم الآیۃ النھی عن الشرك مع التھدید ۔ اسلام میں پہلا حکم مہتم بالشان توحید کا اور بطلان شرک کا ہے جو کہ متعلق

بالاعتقادات ہے تو (لا تجعل مع اللہ الٰھا اٰخر) یعنی نہی اعتقاد شرک کی ہے اور آگے نہی عن عبادت غیر اللہ کی ہے وَقَضٰى رَبُّكَ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ اور حکم نافذ کر دیا ہے آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو کسی کی مگر خالص اس معبود برحق کی آگے ان احکام کا بیان ہے جو
متعلق بالاعمال ہیں پھر کچھ مأمورات کے قبیلہ سے ہیں اور کچھ منہیات کے قبیلہ سے ہیں پہلا حکم اداء حقوق والدین کے بارے میں ہے فرمایا
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور نہایت ہی اچھا سلوک کرو والدین کے ساتھ ز و فی القرطبی عقوق الوالدین مخالفتھما فی
اغراضھما الجائزۃ لھما کما ان برھما موافقتھما علی اغراضھما ۔ آگے اچھے سلوک کا بیان ہے اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا پھر اگر پہنچ جائیں ایک ان کا یا دونوں ان کے تیرے ہاں (یعنی جبکہ تیرے پاس رہتے ہوں باعتبار خدمت کے) بڑھاپے
کو فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ سو نہ کہنا ان کو (اُف) یعنی ایسا کلمہ جو تیرے خدمت کی مونجھ پر دلالت کرے اور تنگی پر دلالت کرے مثلاً جبکہ
ان کا پیشاب بستر پر خطاء ہو جائے تو تو کہے اباجی ۔ یا اماجان تو نے پہلے مجھے بتلایا کیوں نہیں تاکہ میں تمہیں بستر سے اتار لیتا بار بار میں بستر کو
کیسے دھوتا رہوں فرمایا ایسا ان کو نہیں کہنا کیونکہ یہ (اف) کے قبیلہ سے ہے وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور (ان کے کسی بات کے رد میں) ان کو نہ جھڑکنا
(بلکہ) وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ اور (بمقابلہ (اف) کے اور نہر کے) بات کرو ان سے ادب کی وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اور جھکا دے ان کے سامنے عاجزی کے کندھے بوجہ شفقت کے (ان پر) یہ تو دنیا میں اچھے خدمات و سلوک کا بیان ہے
جو اولاد کے بس میں ہے آگے ان کے بارے میں راحت اخروی کا بیان ہے جو کہ تیرے بس میں ہے وہ دعائیں ہیں جن کا مضمون یہ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ اور اے رب میرا جیسے انہوں نے میری بچپن میں پرورش کی تھی ویسے ان پر رحمت فرما (جیسے بچپن
میں انہوں نے مجھ سے ہر قسم کے دکھ ٹالنے کی کوشش کی تھی ویسے قبر میں ان سے ہر قسم کے دکھ ٹال دے ۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ والدین
کے ساتھ خلوص دل سے اچھا سلوک ہو رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ رب تمہارا خوب جاننے والا ہے جو تمہارے قلوب میں ہے
(اس لئے دل خلوص سے والدین کا ادب کرنا ہے) اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ اگر ہوں گے تم سعادت مند (کہ دل خلوص سے والدین
کی خدمت کرتے ہو تو اگر کبھی تم سے کوئی ظاہری کوتاہی ہو گئی) فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ سو یقیناً وہ رب تمہارا توبہ کرنے والوں
کو خطاء معاف کرنے والا ہے **نجم الآیۃ** والدین کے ساتھ آداب کا بیان ۔ دوسرا حکم اداء حقوق ذوی القربیٰ کے بارے میں ہے
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ اور دیتے رہو قرابت والوں کو ان کا حق (مالی و غیر مالی) تیسرا حکم اداء حقوق عامۃ المسلمین کے بارے میں ہے
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ اور محتاج اور مسافر کو (بھی ان کے حقوق دیتے رہو مالی اور غیر مالی) چوتھا حکم فضول خرچی کی ممانعت
کے بارے میں ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اور مت اڑا بے جا (مال کو) اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ
یقیناً بے جا اڑانے والے اصلی بھائی ہیں شیطان کے (یہ تقابل میں ایسا ہے جیسا کہ مؤمنین کے بارے میں فرمایا ہے (انما المؤمنون اخوۃ)
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ اور ہے شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر (تو مبذرین بھی اپنے رب کے ناشکر ہوئے

Marfat.com

(اسراف) اس کو کہتے ہیں کہ جائز موقع پر ضرورت سے زائد خرچ کیا جائے (تبذیر) اس کو کہتے ہیں کہ ناجائز موقع پر مال کو خرچ کیا جائے
تو تبذیر اسراف سے اشد ہے کہ تبذیر کے بارے میں فرمایا (ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین) **نجم الآیۃ** مال خرچ
کرنے کے اول مواقع کا بیان اور مال کے غیر محل میں خرچ کرنے کی ممانعت کا بیان۔ پانچواں حکم ہے کہ اگر مال موجود نہ ہو تو ضرورت مند کو روکھا
جواب نہ دیا جائے بلکہ ہمدردی کیساتھ اچھے توقعات سے واپس کیا جائے وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ اور اگر آپ ان سے (ای ذوی القربی
اور مساکین اور ابناء السبیل سے) پہلوتہی کریں ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا اس رزق کی انتظار میں جس کی آپ کو اپنے رب
سے توقع ہو فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۲۸ سو کہدو آپ ان کو بات نرم (جس سے وہ آئندہ کیلئے توقع میں رہیں)
نجم الآیۃ پوری امت کیلئے ایک عجیب اخلاقی تربیت کا بیان۔ چھٹا حکم خرچ کرنے کے اعتدال کے بارے میں ہے وَلَا تَجْعَلْ
يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ اور نہ رکھو ہاتھ اپنا گردن سے باندھا ہوا ہو (یہ کنایہ بخل سے ہے کہ مواقع صرف میں بالکل مال صرف نہ
کرو) وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور نہ کھول دو ہاتھ کو بالکل کھول دینا (کہ ضرورت سے زائد خرچ کرو (کہ وہ اسراف ہے) فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ۲۹ ورنہ بیٹھ جاؤ گے (یعنی ہو جاؤ گے) الزام خوردہ اور تہیدست (کہ اسی تہیدستی پر ملامت کے مستحق ہو جاؤ گے کہ اس کے علاوہ اور بھی ضروریات
مالی ہیں تو ان میں کیسے کیا جائے گا) **نجم الآیۃ** انفاق مال میں اعتدال ہو إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ یقینا
آپ کا رب کھول دیتا ہے روزی کو جس پر چاہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کر دیتا ہے (روزی کو جس پر چاہے) یا معنی ہے کہ بقدر کفایت کے روزی
دیتا ہے جس کو چاہے (تو آپ کو کسی کی تنگی پر زیادہ فکرمند نہیں ہونا چاہیئے تو بسط کل بسط کا نہ ہو ورنہ اور ضروریات پورے کم ہوں گے)
إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۳۰ یقینا آپ کا رب اپنے بندوں (کے ضروریات) سے باخبر ہے اور دیکھنے والا ہے (کہ تمام ع ۳ ۸ ۳
عالم کی دیکھ بھال اس کے ذمہ ہے نہ آپ کے ذمہ ہے) **نجم الآیۃ** رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔
ساتواں حکم نہی عن قتل الاولاد کے بارے میں ہے وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی
کے اندیشہ سے (جاہلیت کا ایک رسم کی قلع اور قمع کا حکم ہے کہ بسا اوقات لڑکے اور لڑکیوں کو اس لئے بھی قتل کر دیتے ہے کہ ان کو کہاں سے
کھلائیں گے؟) نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی (یعنی متکفل رزق کا اللہ تعالیٰ ہے نہ تم جیسے
کہ پچھلی آیت میں مذکور ہے اس کی مثل اور آیت پارہ ہشتم میں گذری ہے مگر اُس میں (املاق) کا لفظ ہے نہ (خشیۃ املاق) کا لفظ
ہے جیسے اس آیت میں ہے ولیکن دونوں میں مطلب کا فرق ہے اِدہر مستقبل میں اندیشہ فقر کا بیان ہے اور اُدہر جو موجودہ فقر ہے اس کا
بیان ہے بنابریں اُدہر فرمایا (نحن نرزقکم وایاھم) کہ ہم تم کو رزق دے رہے ہیں اور ان کو بھی دیں گے اور ادہر (نرزقھم وایاکم)
ہے کہ ہم ان کو بھی رزق دیں گے جیسے کہ اب تم کو دے رہے ہیں إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۳۱ یقینا اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے
نجم الآیۃ النہی عن قتل الاولاد۔ آٹھواں حکم نہی عن الزنا کا ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ

Marfat.com

(یعنی زنا کے جو مبادی ہیں ان کا ارتکاب بھی نہ کرو جیسے کہ بوسہ اور خلوت وغیرھا ورنہ تم سے زنا ہو جائے گا ایسی نہی علی وجہ المبالغہ ہوتی ہے)
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً یقیناً وہ زنا بڑی بے حیائی ہے وَسَآءَ سَبِيْلًا ۳۲ اور بری راہ ہے (باعتبار معاشرے کے بھی کہ اس سے
خانہ جنگیاں ہوتی ہیں الخ تو عرفاً بھی زنا بہت برا ہے) **نجم الآیۃ** النہی عن قرب الزناء من الخلوۃ والقبلۃ والمس الخ۔
نواں حکم نہی عن قتل (النفس التی حرم اللہ الا بالحق) کا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اور مت قتل کرو اس شخص کو جس کے
قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے (خواہ وہ مسلم ہو یا ذمی ہو آگے استثناء منقطع ہے) اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق پر (قتل کرنا جائز ہے (جیسے قصاصاً یا رجماً
زانی محصن کو یا سیفاً قطاع الطریق کو) وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا اور جو شخص ظلماً مارا گیا ہے تو ہم نے
اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (چاہے وہ قصاص لیوے یا دیت لیوے یا معاف کر دیوے) فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ سو وہ حد شرعی سے تجاوز
نہ کرے قتل میں (کہ قاتل کا مثلہ کر کے پھر اس کو قتل کرے یا اس کے کسی رشتہ دار کو قتل کرے) اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۳۳ بیشک وہ ولیٔ مقتول
کا مدد کیا جائے گا (حکام کی طرف سے کہ حکام اس کو قصاص لینے پر قدرت دیں گے کہ جلاد کا کام ولیٔ مقتول سے لیں گے)
نجم الآیۃ ظاہر۔ دسواں حکم نہی عن اکل مال الیتامی ظلماً کا ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور مت جاؤ یتیم کے مال
کے قریب (ایسی نہی تاکیداً ہوتی ہے) اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ مگر اس طریقہ سے جو احسن ہے (شرعاً کما قال اللہ تعالیٰ (وان تخالطوھم
فاخوانکم) حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ یہاں تک کہ وہ پہنچے اپنے سن بلوغ کو (کہ وہ اپنے مال کے اندر تصرف صحیح کر سکے) **نجم الآیۃ**
ظاہر۔ گیارھواں حکم ایفاء عہد کے بارے میں ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور پورا کرو عہد کو (جو شرعاً جائز ہو) اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۳۴
یقیناً عہد کی (ایفاء کے بارے میں قیامت میں) باز پرس ہو گی۔ **نجم الآیۃ** ظاہر۔ بارھواں حکم ایفاء کیل اور وزن کے بارے میں ہے
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ اور پورا ناپو ناپنے کی چیزوں کو جب ناپ کرو وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ اور تول کرو صحیح اور سیدھی
ترازو سے (اشیاء وزنی کو) ذٰلِكَ یہ ایفاء کیل اور وزن مستقیم خَيْرٌ بہتر ہے (دارین میں) وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۳۵ اور اچھا ہے باعتبار
انجام (تجارت) کے **نجم الآیۃ** ظاہر۔ تیرھواں حکم غیر محقق بات پر عمل نہ کرنے کے بارے میں ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
عِلْمٌ اور جس بات کی آپ کو تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑنا (یعنی اس پر عمل نہیں کرنا ورنہ قیامت میں اس کی باز پرس ہو گی قلب سے کہ
تو نے غیر محقق بات پر یقین کیوں کیا جس کے نتیجہ میں اس پر عمل درآمد ہوا پھر اگر وہ بات مسموعات سے ہے تو کانوں سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے
یہ بات سنی تھی تاکہ قلب کو یقین آیا ہو اور اگر وہ بات مبصرات سے ہے تو آنکھوں سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے اس بات کو دیکھا تھا تاکہ قلب
کو یقین آیا ہو کیونکہ قلب کو یقین کے درجہ تک پہنچانے والے یہ دو آلے ہیں پھر وہ اپنے ہوں یا شاہدین کے ہوں یا جیسے خبر افاضہ کی کہ سنتے سنتے
بات کہیں ٹھکانے آ کر لگی۔ فرمایا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۳۶ بیشک کان اور آنکھ اور
دل ان سب کے بارے میں پوچھ ہو گی اس شخص سے (جس کی یہ ہیں پوچھ ہو گی قیامت کے دن) **نجم الآیۃ** ظاہر۔ چودھواں حکم نہی

Marfat.com

عن مشی المرح کے بارے میں ہے فرمایا وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو پھرو زمین پر اتراتا ہوا اور اکڑتا ہوا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ
الْاَرْضَ بیشک تو نہ پھاڑ سکتا ہے زمین کو (پاؤں کو زور سے رکھکر) وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ اور نہ پہنچ سکتا ہے تو پہاڑوں کی بلندی کو اپنے
بدن کو تان کر **نجم الآیۃ** النہی عن مشی المتکبرین كُلُّ ذٰلِكَ یہ سب منہیات كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝۳۸
بے برائی ان کی تیرے رب کے ہاں بہت ناپسندیدہ ذٰلِكَ یہ احکام مذکورہ (جو اٹھارہ آیات میں ہیں) مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ
انہیں احکامات پُر حکمت میں سے ہیں جن کی آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے **نجم الآیۃ** یہ احکامات نقلی اور عقلی ہیں (پھر آخر میں
تردید شرک کی ذکر فرمائی ہے کہ اجتناب عن المنہیات کا فائدہ تب ہوگا جبکہ اجتناب عن الشرک ہوگا اور بصورت شرک کے دوزخ میں جانے کے بغیر چارہ کار
نہ ہوگا کما قال اللہ تعالی وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور (اے مطلق) مخاطب نہ ٹھیراؤ اللہ تعالی کے ساتھ اور کوئی معبود فَتُلْقٰى فِیْ
جَهَنَّمَ ورنہ (اے مطلق مخاطب) پھینک دیا جائے گا تو جہنم میں مَلُوْمًا الزام خوردہ (بوجہ غیر اللہ کی عبادت کے) مَّدْحُوْرًا ۝۳۹ راندہ
ہوکر (رحمت الٰہی سے) (مذموم) وہ فعل ہے جس کی قباحت کا ذکر ہو اور (ملوم) وہ شخص ہے جس کو ملامت ہو کر تو نے یہ کام قبیح کیوں کیا ہے اور
(مخذول) وہ ہے جو متروک الاعانت ہو اور (مدحور) وہ ہے جو دھکیلا ہوا ہو علی سبیل الاہانۃ تو مذموم اور مخذول باعتبار دنیا کے ہے اور ملوم
ومدحور باعتبار آخرت کے ہے ولذلك جآء (فتلقی فی جهنم) **نجم الآیۃ** نتیجۃ الشرك الالقاء فی جهنم۔ آگے شرک ذاتی
ع ۱۰ ۴ کی شدید مذمت کا بیان ہے فرمایا اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ والمعنی افضلکم علی جنابہ تعالی فخصکم بافضل الاولاد
علی وجه الخلوص وآثر لذاته تعالی ادناها کما فی قوله تعالی (الكم الذكر وله الانثی) وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا تو کیا
تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائیں ہیں؟ یہ تھدید ان کیلئے ہے جو کہتے تھے (الملائكة
بنات اللہ) کما قال اللہ تعالی (وجعلوا الملائكة الذین هم عباد الرحمن اناثا) اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ۝ع بیشک تم بڑی
بات کہتے ہو **نجم الآیۃ** التردید للشرك الذاتی وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ من التصریف وهو کثرة صرف
الشیئ من حال الی حال) اور ہم نے کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اس قرآن میں (مسئلہ توحید کو اور ابطال شرک کو اور اثبات قیامت کو اور صداقت
قرآن کو اور اثبات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) لِیَذَّكَّرُوْا تاکہ یہ لوگ سوچیں اور سمجھیں (ولیکن) وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا
نُفُوْرًا ۝ اور نہیں بڑھی ان کی کوئی چیز مگر نفرت ہی نفرت ہے **نجم الآیۃ** بیان نفرتھم عن القرآن۔ آگے اور طریق سے ردّ
شرک کا بیان قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ آپ ان کو فرما دیجئے کہ اگر ہوتے (بالفرض والمحال) معبود برحق کے
ساتھ اور معبود بھی جیسا کہ یہ مشرک کہتے ہیں اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ۝۴۲ تو اس حالت میں ان کے آلہ نے ڈھونڈھ لیا ہوتا
صاحب عرش تک راستہ (کہ صاحب عرش پر چڑھائی کر دیتے اور جنگ چھڑ جاتی تو عالم کا نظام کیسے پختہ چل سکتا جبکہ نظام پختہ چل رہا ہے تو معلوم
ہوا کہ کوئی اور الٰہ نہیں ہے چہ جائیکہ بہت ہوں تو ثابت ہو گیا (لا الٰہ الا ھو) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴۳

Marfat.com

پاک ہے وہ ذات جو کہ معبود برحق ہے اور بہت بالا تر ہے ان شرکاء سے جن کے بارے میں یہ کفار مکہ کہتے ہیں (کہ یہ معبود ان بھی معبود برحق ہیں) آگے اللہ تعالیٰ کے علو کا بیان کہ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ سات آسمان اور زمین پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی (شرکاء سے اور تمام صفات ناقصہ سے جو اللہ تعالیٰ کے شان شایان کے خلاف ہیں) وَمَنْ فِيْهِنَّ اور جو ان میں موجود ہیں (خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن انس ہوں) لسان قال سے یا لسان حال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں خصوصا شرکاء سے) وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ اور کوئی چیز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس کی حمد سے تسبیح نہ پڑھتی ہو (خواہ وہ حیوانات سے ہو یا نباتات سے ہو یا جمادات سے ہو الخ) وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ولیکن تم (اے انسانو) ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو (بوجہ اختلاف لسان کے) اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا بیشک وہ بڑا بردبار ہے (کہ شرک کرنے والوں پر جلدی عذاب نہیں کرتا) غَفُوْرًا بڑا مغفرت والا ہے (کہ اگر مشرک شرک سے تائب ہو جائے تو پہلے گناہ معاف کر دیتا ہے)

نجم الآیۃ بیان التوحید فی ضمن التحمید والتسبیح + پہلے فرمایا ومایزیدھم الانفورا کہ ان مشرکین کو بار بار سمجھانے کی بعد بغیر نفرت اور بُعد کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ آگے اس نفرت کے وجہ کا بیان ہے کہ یہ قرآن مجید میں غور و فکر ہی نہیں کرتے اور کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ ان میں طلب نہیں ہے۔ تو طلب کا نہ ہونا یہ پردہ ہے ان میں نافہمی قرآن کا فرمایا وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا اور جس وقت آپ قرآن پڑھتے ہیں (ان پر بہ نیت تبلیغ کے) تو ہم آپ کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں جو چھپا ہوا ہوتا ہے۔ (وہ پردہ نافہمی قرآن کا ہوتا ہے بوجہ اس کے کہ ان میں طلب نہیں ہے اور وہ پردہ یہ ہے) وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ اور کر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں پر پردہ اس سے کہ وہ اس قرآن کو سمجھیں وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور (ڈال دیتے ہیں ہم) ان کے کانوں میں بوجھ (کہ اس قرآن کو سنیں بہ نیت ہدایت کے کیونکہ ان میں طلب ہی نہیں ہے تو حجاب۔ اکنہ۔ وقر ایک تعبیر ہے نافہمی سے بوجہ فقدان طلب ہدایت کے)

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ اور جس وقت ذکر کرتے ہیں آپ اپنے رب کا قرآن میں توحید عزّ اسمہ کا اور اس کی وحدانیت کا (کہ کہتے ہو لا الٰہ الا اللہ وانت تتلوا القرآن) وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا چل دیتے ہیں اور بھاگتے ہیں بوجہ نفرت کے (توحید سے) پیٹھ پھیر کر (تو یہ دلیل ہے ان میں فقدان طلب کی اور فقدان طلب یہی پردہ ہے جس کی تعبیر نافہمیدگی ہے) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ قرآن سنتے ہیں (وہ غرض ان کی محض استہزاء اور اعتراضات کے ہوتی ہے) اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى جس وقت یہ لوگ آپ کی طرف کان رکھتے ہیں اور یہ لوگ آپس میں مشورے کرتے ہیں (ہم اس کو بھی خوب جانتے ہیں) اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ بدل من (اذ ھم) اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا جبکہ یہ ظالم لوگ کہتے ہیں (اپنی برادری کے مسلمانوں کو) کہ نہیں اتباع کرتے ہو تم مگر ایسے شخص کی جس پر جادو کا خاص اثر ہے (تو اس وجہ سے وہ مجنون ہو گیا ہے حالانکہ ان کی یہ بات سراسر غلط تھی تو یہ مشورہ انہوں نے اپنی طرف سے بنا لیا تھا تاکہ آپ کو مجنون ثابت کر کے لوگوں کو آپ کی اتباع سے روکا

Marfat.com

جائے تو آگے قرآن مجید نے ان کی اس بات کی تردید کردی کہ آپ پر شائبہ بھی جنون کا نہیں ہے باقی. بخاری شریف میں جو آیا ہے کہ آپ
پر ساحرین کے سحر کا اثر ہوگیا تھا مدنی زندگی میں تو اس میں کوئی تعارض نہیں ہے حدیث پاک کا اور آیت قرآنیہ کا کیونکہ آپ پر سحر کا اثر
امور تکوینی میں ہوا تھا جو بعد میں زائل کردیا گیا اور کفار کا مقصد مسحور کہنے سے امور تشریعی میں رکاوٹ کا تھا جو کہ اس وقت حالت سحر
میں بھی رکاوٹ امر تشریعی میں ذرہ بھر بھی نہ آئی تھی) اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ آپ توجہ تو فرمائیں کہ کیسے کیسے آپ کیلئے (گندے
القاب تجویز کرتے ہیں فَضَلُّوْا بنابریں راہ حق سے بھٹکتے پھرتے ہیں فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۴۸ سو راہ نہیں پا سکتے (اور ایک
یہ بھی وجہ ہے ان کے (فضلوا) ہونے کا اور حجاب مستور کا اور اکنہ کا اور وقر کا) ترجمہ الآیات سو ادبی در بارہ حضرت الرسالۃ
اور فقدان طلب ہدایت سبب عظیم ہے محرومی ہدایت کا۔ اور انکار قرآن کا اور انکار قیامت کا جیسے کہ انکار قیامت کے بارے میں دلائل غلط بیان کرتے
ہیں وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۴۹ اور کہتے ہیں کفار مکہ (انکار قیامت پر) کیا جب ہو جائیں گے ہڈیاں (بعد مرنے کے) اور (وہ ہڈیاں بھی
ہو جائیں گی) چورا تو کیا ہم (قیامت میں) اٹھائے جائیں گے از سر نو زندہ ہو قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۵۰ آپ (ان کو جواب میں) فرما دیجئے (بالفرض مرنے کے بعد)
ہو جاؤ تم پتھر یا لوہا (جس میں صلاحیت حیات روحی نہیں ہے) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ یا (ہو جاؤ تم) ایسی مخلوق جو تم کو اپنے
دل میں بھاری لگے (جیسے آسمان۔ زمین۔ جبال وغیرہا پھر بھی تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے) فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا پھر پوچھیں گے کون ہے
جو ہمیں دوبارہ زندہ کریگا (ایسی مستبعد خلق بن جانے کا بعد) قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ آپ (ان کو جواب میں) فرما دیجئے کہ وہ
وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار بلا تمہاری مثال سابق کے) فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ (جب سوال کا حل جواب
سے ہوگیا) تو پھر آپ کے آگے سر ہلائیں گے (استہزاء و تعجبا) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ اور کہیں گے کب ہوگا وہ (زندہ ہونا دوبارہ) قُلْ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۵۱ آپ فرما دیجئے (ان کو) امید ہے کہ قریب ہی آپہنچا ترجمہ الآیۃ الجواب الردّ علیہم علی انکار البعث
آگے قیامت کے بعض حالات داہیہ کا بیان ہے يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ (ای اذکروا) یاد کرو) اس دن کو جس دن بلائے گا تم کو (وھذا کما قال اللہ
تعالیٰ (یوم ینادی المناد من مکان قریب) فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ پھر (قبروں سے نکل کر) تم چلے آؤ گے (موقف حساب کی طرف)
اس کی حمد اور تعریفیں کرتے ہوئے وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۵۲ اور تم خیال کرو گے کہ تم نہیں رہے تھے (دنیا میں) مگر بہت کم
(کیونکہ مصیبت کے زمانہ میں پہلا راحت کا زمانہ بہت کم معلوم ہوتا ہے نیز جیسے حشر کا ابتداء حمد سے ہوگا ویسے اس کا انتہا بھی حمد پر ہوگا قال اللہ
تعالیٰ (وقضی بینہم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین) ترجمہ الآیۃ حیاۃ الدنیا قلیلۃ فی جنب الآخرۃ فلذا لا عیش الا
عیش الآخرۃ سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ کفار بھی اپنے قبروں سے نکلتے وقت سبحانک وبحمدک پڑھتے ہوئے نکلیں گے۔ آگے بیان ہے کہ کافروں
کو استہزاء اور ایذاء کا جواب خشونۃ اور سختی سے نہیں دینا تا نکہ معاملہ نزاع میں نہ پڑ جائے اگلی آیت کفار کے حق میں ایسی ہے جیسے اہل کتاب
کے بارے میں فرمایا (ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن) فرمایا وَقُلْ لِّعِبَادِيْ اور فرما دیجئے میرے بندے (مؤمنین) کو

ع ۱۲

يَقُوْلُوا عن الزجاج انه مجزوم بلام الامر المقدرة ای لیقولوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کہ (کفار کو جواب میں) کہا کریں ایسی بات جو بہتر ہو (باعتبار اخلاق کے) اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ بیشک شیطان فساد ڈلواتا ہے لوگوں کے درمیان (خشونت سے) اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے قدیم سے (تو شیطان کے تمام حربوں سے بچو تو جیسے کفار کے ساتھ مکی زندگی میں نرم خطاب کا حکم ہے ویسے مسلمانوں کو آپس میں بھی نرم خطابات کا حکم ہے) آگے فرماتے ہیں کہ آپ کے ذمہ کسی کا منوانا لازم نہیں ہے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ رب تمہارا خوب جانتا ہے (تمہارے حالات کو کہ کون کس قابل ہے) اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اگر چاہے تو رحمت کرے (تم میں سے) جس پر (چاہے کہ اس کو ایمان کی دولت سے مشرف فرمادے) اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ یا اگر وہ چاہے تو تم (میں سے) عذاب کرے جس کو چاہے (کہ اس کو توفیق ایمان کی نہ دے) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا اور ہم نے آپ کو ان کے اوپر (ایمان لانے کا) ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا (وقال ابن الانباری (او) ھنا السعة الامرین) (نجم الآیة) ترك الخشونة فی الحاجة بالكفار - آگے بیان ہے کہ جیسے ایمان کی صلاحیت رکھنے والوں کو اور نہ رکھنے والوں کو رب تمہارا خوب جانتا ہے ایسے آسمانوں میں رہنے والے ملائکہ کو اور زمین میں رہنے والے انسانوں کو آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کون رسول بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو پھر انہیں کو رسول بنا کر مبعوث فرماتے ہیں تو اسی بنا پر ہم نے آپ کو نبی آخر الزمان بنا کر مبعوث فرمایا ہے) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں (تو آپ کو نبی آخر الزمان بنادیا تو اس میں کفار کو کیوں تعجب ہے جیسے کہ) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ اور ہم نے افضل کیا ہے بعضے نبیوں کو بعضوں پر وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور البتہ ہم نے دی تھی داؤد علیہ السلام کو (کتاب) زبور (تو اس میں کونسی بات تعجب کی تھی تو پھر آپ کو قرآن دینے پر کونسا تعجب ہے)

(نجم الآیة) ذکر تفضیل الانبیاء علیہم السلام و ذکر فضیلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (پیچھے بیان تھا کہ یہ کفار توحید سے متنفر ہیں جیسا کہ فرمایا (واذا ذکرت ربك فی القرآن وحده ولوا علی ادبارهم نفورا) حالانکہ جب ان کو مصیبت قحط والی پہنچی تو دربار نبوت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو فرمایا) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فرما دیجئے (ان کو دفع مصیبت میں) پکارو ان کو جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا تم معبود قرار دیتے ہو فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ سو وہ نہ تو تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں وَلَا تَحْوِيْلًا اور نہ بدل دینے کا (قال مقاتل نہ تو قحط کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ بدل دینے کا کہ فقیر کو غنی کردیں اور بیمار کو تندرست کردیں ایسا اختیار بھی ان کو بالکل نہیں ہے) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ یہ (اولیاء کرام اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام جن کو مشرک لوگ اپنی حاجت روائی میں) پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ یہ خود طلب کرتے ہیں اپنے رب کا قرب (ذریعے عبادات کے) اَيُّهُمْ اَقْرَبُ (بدل من فاعل (یبتغون) کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ اور امید رکھتے ہیں اس کی رحمت کی (بذریعہ عبادات کے) وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے (بصورت نافرمانی کے تو ایسے کیسے کشف الضر کے مالک

ہو سکتے ہیں چہ جائے کہ وہ آلہ ہوں) اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ بیشک عذاب آپ کے رب کا ایک ڈرنے کی چیز ہے

تنجم الآیۃ ابطال الشرك بالدليل الآخر - اور آگے نزول عذاب کا بیان ہے ان پر جو عذاب سے نہیں ڈرتے اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتے ہیں فرمایا وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور نہیں ہیں کوئی اہل قریہ کے (کافر لوگ) مگر ہم ان کو قیامت سے پہلے ہلاک کر دیں گے اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا یا (اگر ان پر دنیاوی ہلاکت نہ آئی) تو ہم ان کو عذاب کریں گے سخت عذاب (قیامت کے دن) كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے **تنجم الآیۃ** الوعيد للكفار بالعذاب الشديد - (آگے جواب ہے کفار کے سوالات کا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر آپ نبی اللہ ہیں تو جبل صفا کو سونا بنا دیں کذا فی مسند احمد) وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ اور نہیں منع کیا ہم کو بھیجیں ہم (ان کے پاس ان کے) فرمائشی معجزات کو مگر بوجہ اس کے کہ تکذیب کر چکے تھے فرمائشی معجزات کے ساتھ (ان جیسے) پہلے لوگ (جیسا کہ) وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً اور دی تھی ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی جو کہ بصیرت کا ذریعہ تھی (کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے ایک خاص قسم کی اونٹنی کا مطالبہ کیا تو بطور معجزہ کے ان کو وہ اونٹنی مل گئی) فَظَلَمُوْا بِهَا سو قوم ثمود نے اس اونٹنی پر ظلم کیا (کہ اس کو قتل کر ڈالا) وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ اور نہیں بھیجتے ہم فرمائشی معجزات کو مگر (نہ ماننے پر) ڈرانے کیلئے (کہ پھر فوری عذاب نازل ہوگا نہ ماننے کی صورت میں تو (وما ارسلناك الا رحمة للعالمين) کی بنا پر ان کو فرمائشی معجزات نہیں مل رہے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ پھر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تو پھر فوراً عذاب آ جائے گا) اور اللہ تعالیٰ کو سب پر قدرت کاملہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے) وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ اور یاد کرو جب فرما دیا ہے آپ کو کہ یقیناً آپ کا رب گھیرے میں لے رکھا ہے سب لوگوں کو (تو جو ایمان نہیں لائے گا وہ معذب ضرور ہوگا) **تنجم الآیۃ** ذکر الحکمة فی عدم وقوع الآیات الاقتراحیات

(اس کے بعد ذکر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا جو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے فائق ہے وہ اسراء اور معراج ہے پھر بھی ان کفار نے نہ مانا تو فرمایا کہ اس کے نہ ماننے پر بھی عذاب ہوگا کیونکہ یہ بھی (تخویفا) کے قبیلہ سے ہے) وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ (قال ابن عباس هي رؤيا عين أريها النبي صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى به الى بيت المقدس وهو قول سعيد بن جبير والحسن ومسروق وقتادة ومجاهد وعكرمة وابن جريج ذوالاكثرين والعرب يقول رأيت بعيني رؤية ورؤيا) اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اور نہیں کیا تھا ہم نے وہ دکھلاوا جو آپ کو دکھلایا تھا (یعنی معراج والا واقعہ جو بیقظہ میں آپ نے دیکھا تھا) مگر ایک امتحان تھا لوگوں کیلئے (کہ مانتے ہیں یا نہیں مانتے) وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ اور (اسی طرح ہے) وہ درخت (زقوم کا) جس کی مذمت بیان کی گئی ہے قرآن میں (کہ فرمایا ہے (ان شجرة الزقوم طعام الاثیم) مگر وہ بھی امتحان ہے لوگوں کیلئے کہ مانتے ہیں یا نہیں کہ جبکہ (اصلها فی الجحیم) ہے تو کفار کہنے لگے کہ آگ تو درختوں کو جلا دیتی ہے اور زقوم کا درخت کیسے (اصلها فی الجحیم) ہے وَنُخَوِّفُهُمْ اور ہم ان کو ڈراتے ہیں (ان کے نہ ماننے پر عذاب سے) فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ تو نہیں بڑھتی جاتی مگر ان کی بڑی سرکشی **تنجم الآیات** ان دونوں

ع

Marfat.com

واقعات پر (جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت باہرہ ہیں ایک قرآن کا معجزہ ہے دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے) کفار کے انکار کا بیان ہے تو جب
کفار ان کو نہیں مانتے تو فرمائشی معجزات کو بھی نہیں مانیں گے۔ آگے فرماتے ہیں کہ نہ ماننے کا سبب شیطان کی عداوت قدیمہ ہے وَاِذْ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور (یاد کرو) جبکہ کہا تھا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو تو سجدہ
میں گر پڑے سب فرشتے مگر ابلیس (کہ سجدہ نہ کیا) قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ ۶۱ کہا ابلیس نے کیا سجدہ کروں میں اس کو جس کو بنایا
تو نے مٹی سے (نیز یہاں پر اس قصہ کے بیان کا مقصد یہ بھی ہے کہ فرشتوں نے حکم کو فوراً تسلیم کرلیا بخلاف شیطان کے کہ وہ شبہات نکالنے
لگا جیسے یہ کفار شبہات نکال رہیں کہ اگر آپ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جبل صفاء کو سونا کرا دیں الخ) قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ
كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ بولا ابلیس کہ یہ شخص جس کو آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے (کہ حکم کیا ہے اس کو سجدہ کرنے کا) تو بتلائیے مجھ کو ای اخبرنی کہ لَئِنْ
اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اگر آپ مجھ کو قیامت کے زمانہ تک (حیاتی میں) مہلت دیدی لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۚ ۶۲ تو بجز قدرے
قلیل لوگوں کے اس کی (باقی) اولاد کو گمراہی میں ہلاک کردوں گا اور گمراہی میں ان پر قابو پالوں گا (جیسے گھوڑے کو لگام دیکر قابو کرلیا جاتا ہے تو
جس کی اولاد اتنی کمزور ہو تو اس کے آگے مجھے سجدہ کا حکم کیسا ہے یہ تو حکمت کے بھی خلاف ہے تو حکم ربانی کے سامنے اپنی طرف سے علتیں نکالنا یہ ابلیس
کا کام ہے) قَالَ اذْهَبْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے چلا جا (جو کرنا ہے کرلے) فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ سو جو شخص ان کی اولاد سے تیرے تابع ہوا
فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۶۳ تو تم سب کی (یعنی ضالین اور مضلین کی) سزا جہنم ہے مکمل طور پر وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ
مِنْهُمْ اور قدم اکھاڑ دینا ان میں سے جن پر تیرا قابو چل سکے (حق سے) اور قطع کردے (حق سے) ان میں سے جن پر تیری طاقت کی رسائی ہوسکے
بِصَوْتِكَ اپنی آواز سے (یعنی اپنے صوت خفی سے جس کو وسواس کہتے ہیں وقال ابن عباس آواز سے یعنی گانے بجانے سے) وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ
بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ اور ان پر چڑھا لانا اپنے سوار اور پیادہ پاء (فوج گمراہ کرنے والی کو) وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ اور شریک ہوجا لوگوں کے
مالوں میں (کہ بتوں کے نام نذر کروانا ان سے ان کے مالوں کو الخ) وَالْاَوْلَادِ اور ان کے اولادوں میں (کہ ان سے اولاد ولد الزنا پیدا ہو کہ زنا عام ہو
الخ) وَعِدْهُمْ اور ان سے (جھوٹے) وعدے کرنا (کہ قیامت نہیں ہے اگر ہے تو گناہوں پر مواخذہ نہ ہوگا الخ) وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ
اِلَّا غُرُوْرًا ۶۴ اور نہیں وعدے کرتا لوگوں سے شیطان مگر دغا بازی کے (جیسا کہ وہ قیامت کے روز اقرار کریگا کما قال اللہ تعالیٰ فی حق ابلیس
(ووعدتکم فاخلفتکم) آگے پھر اس کو خطاب ہے کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ یقیناً میرے خاص بندوں پر تیرا
قابو نہ چل سکے گا (وھذا کما قال اللہ تعالیٰ (انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون) وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۶۵
اور کافی ہے رب آپ کا (ان خاص بندوں) کا کام بنانے والا **نجم الآیۃ** تحقیق لمضمون (ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا)
آگے بیان ہے کہ سب نعمتیں دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں تو نذر بھی اللہ تعالیٰ کی ہو نہ بتوں کی ورنہ شیطان ان سے اموال میں شریک اور ساجھی ہوگیا فرمایا
رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ رب تمہارا وہ (منعم ہے) کہ رفق کے ساتھ اور نرم ہوا کے ذریعہ چلاتا ہے تمہارے نفع

کیلئے کشتی کو دریا میں۔ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تاکہ تم تلاش کرو رزق کو (ذریعہ کشتی کے یہ اشارہ بحری سفر تجارتی کی طرف ہے کہ عموماً یہ بڑے نفع کا سبب ہوتا ہے) اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا بیشک وہ تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے (بنابریں کشتیاں تیار کی ہیں) آگے توحید کا بیان ہے جو کہ توحید الجائی ہے تاکہ توحید اختیاری کو قبول کیا جائے وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ اور جب آجاتی ہے تم پر آفت بحر میں کہ گھیر لیں بوجہ تند ہوا کے) ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ تو غائب نظر آتے ہیں تم کو وہ معبودان باطل جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا تم پکارتے تھے (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہو کما قال اللہ تعالیٰ (دعوا اللہ مخلصین لہ الدین) فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ پھر جب تم کو بچا کر لاتا ہے اللہ تعالیٰ خشکی کی طرف تو تم رُخ پھیر لیتے ہو (اللہ تعالیٰ سے کہ کہتے ہو کہ فلاں بُت نے ہم کو بچایا ہے) وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا اور ہے کافر انسان بڑا ناشکر (کہ بچانے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور نسبت بچانے کی بتوں کی طرف کرتا ہے تو ایسے عقیدہ پر تہدید عذاب کی ہے) اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ سو کیا بے ڈر ہو گئے ہو تم کہ دھنسا دے تم کو خشکی میں لاکر اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا یا بھیجے تم پر آندھی پتھر برسانے والی ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا پھر نہ پاؤ تم اپنے لئے کوئی نگہبان (ان بتوں سے بھی) اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى یا بے ڈر ہو گئے تم اس سے کہ پھر لے جائے تم کو اللہ تعالیٰ دریا میں فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ پھر بھیج دے تم پر اللہ تعالیٰ ہوا کا طوفان فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ پھر غرق کر دے تم کو بسبب تمہارے کفران نعمت کے (جو کہ تم کو پہلی بار جب بچایا تھا اللہ تعالیٰ اور تم نے کہا تھا کہ فلاں بُت نے بچایا ہے) ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا پھر نہ پاؤ گے تم اپنے لئے اس غرق پر ہمارا پیچھا کرنے والا کہ ہم سے کوئی باز پرس کرے تمہارے بارے میں اور پھر وہ ہم سے تمہارا بدلہ لے) **نجم الآیات** اثبات التوحید فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ وابطال الشرک فی ضمن التعدید من عذاب اللہ تعالیٰ۔ آگے مزید انعامات کا بیان جو کہ قبیلہ اعزاز سے ہیں وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور ہم نے عزت دی ہے اولاد آدم علیہ السلام کی کو (ساتھ مخصوص صفات کے) وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور سوار کیا ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں (ساتھ مخصوص سواریوں کے) وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا اور فوقیت دی ہم نے ان کو نمایاں فوقیت اپنی بہت سی مخلوقات پر (جس کے تفصیلات بے شمار ہیں) **نجم الآیۃ** الترغیب الی التوحید فی ضمن التذکیر بآلاء اللہ تعالیٰ۔ اسنے تک انسانوں کے تفاوت دنیاوی کا بیان ہے آگے ان کے تفاوت اخروی کا بیان ہے فرمایا يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ (یاد کرو) اس دن کو جس دن میں ہم بلائیں گے تمام آدمیوں کو ان کے نامہ اعمال سمیت یا معنی ہے بلائیں گے ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ یا معنی ہے کہ بلائیں گے ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ پھر جو شخص کہ دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ (اللھم اجعلنا منھم) فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ سو وہ لوگ (خوشی میں پڑھیں گے اپنا نامہ اعمال) وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا اور نہیں ظلم کئے جائیں گے (ثواب میں) ایک تاگے کے برابر وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى اور جو شخص ان مدعوین میں سے ہوگا اندھا (کہ فاقد البصیرت ہوگا) فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى تو ہوگا وہی آدمی آخرت میں بھی اندھا

ع

Marfat.com

(کما قال اللہ تعالیٰ (ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی) وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اور زیادہ گم کردہ راہ ہوگا (اندھے سے بھی) **ربط الآیۃ** التفاوت الانسانی فی الآخرۃ - پیچھے بیان تھا کہ ہر امت کو اپنے اور اپنے امام کیساتھ بلایا جائے گا آگے اس امت مرحومہ کے امام اور نبی کی فضیلت کا بیان ہے باعتبار ان کی عصمت کے - اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلم الحجر فقالوا لا ندعك تستلم حتی تسلم بآلھتنا فنزلت الآیۃ) سعید بن جبیر نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کرتے تھے تو کفار کہتے تھے کہ آپ جب تک ہمارے آلہ کو بوسہ نہ دیں گے اتنے تک ہم آپ کو حجر اسود کا بوسہ نہ دینے دیں گے تو اس پر یہ آیت اتری جس میں آپ کی عصمت کا بیان ہے وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (ان مخففۃ من مثقلۃ) اور بیشک یہ کافر لوگ قریب تھے کہ پھسلا دیں آپ کو (اور ہٹا دیں آپ کو) اس چیز سے جو ہم نے آپ پر بذریعہ وحی کے بھیجی ہے (یعنی توحید سے بذریعہ بوسہ دینے ان کے بتوں کے) لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ تاکہ آپ نسبت کردیں ہماری طرف غیر حکم الٰہی والی بات (بطریق بوسہ بتوں کے کیونکہ آپ کا ہر قول وعمل وحی الٰہی سے ہے کما قال اللہ تعالیٰ (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) تو اگر بالفرض والمحال ان کی خواہش کے مطابق آپ سے بوسہ سرزد ہوجاتا تو اس عمل کو بھی وحی الٰہی سمجھا جاتا تو پھر یہ افتراء علی اللہ ہوتا وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ اور ایسی حالت میں آپ کو خالص دوست بنالیتے (اور ان کی یہ سازش اتنی سخت تھی کہ) وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا (یعنی معصوم صغائر سے بھی نہ کیا ہوتا) لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ تو آپ ان کی طرف کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے (یعنی اگر ہم آپ کو نبی معصوم نہ بنائے ہوتے تو ادنیٰ سے ادنیٰ میلان کا امکان ہوجاتا تو جب ہم نے آپ کو نبی معصوم بنادیا ہے تو جزء لایتجزأ بھی ان کی طرف اس میلان کا امکان بھی نہ رہا) (ترکن) رکون سے ہے جو ادنیٰ جھکاؤ اور خفیف میلان قلب کو کہتے ہیں پھر اس کے ساتھ (شیئا قلیلا) کو بڑھایا گیا تو ادنیٰ سے ادنیٰ مراد ہوگا بمعنی جزء لایتجزأ مراد ہوگا پھر (لقد کدت) فرمایا کہ اس کے وقوع کو اور بھی کم کردیا گیا ہے **یعنی** اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ رسول معصوم ہیں تو آپ ان کی طرف بہت تھوڑا سا جھکنے کے قریب ہوجاتے مگر چونکہ آپ نبی معصوم ہیں تو جزء لایتجزأ کے جھکاؤ کا امکان بھی ختم ہوگیا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ اور اگر ایسا ہوجاتا (کہ آپ کا ان کی طرف جزء لایتجزأ جھکاؤ کا امکان ہوجاتا) تو ہم آپ کو (بوجہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے) چکھاتے دونا مزہ حالت حیات دنیوی میں اور دونا مزہ حالت حیات بعد موت کے ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ پھر نہ پاتے آپ اپنے واسطے ہم پر کوئی مددگار **ربط الآیۃ** بیان رفعۃ المقام للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ تعالیٰ یہ بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہ کفار کی کوششیں تھیں کہ آپ سے زلت قدمی ہوجائے باعتبار دین کے آگے بیان ہے کہ کفار کی کوششیں تھیں آپ کے بارے میں کہ ان کی نقل مکانی ہوجائے فرمایا وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ اور بیشک یہ کفار لوگ قریب تھے کہ گھبرائیں آپ کو سرزمین مکہ سے (یعنی بہت زیادہ سے زیادہ آپ کو تنگ کریں) لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا تاکہ آپ کو نکال دیں مکہ سے (یعنی آپ مجبور ہوکر مکہ چھوڑ دیں) وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور اس وقت نہ ٹھہریں گے

Marfat.com

وہ بھی آپ کے جانے کے بعد (مکہ میں یا ارض میں) مگر بہت کم زمانہ تو معلوم ہوا کہ نبوت کی ہجرت کی مدار حکم الٰہی ہے بس بس) سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا ایسا دستور چلا آیا ہے ان رسولوں کے بارے میں جن کو ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا (کہ جب ان کی قوم نے ان
ع ۸ کو جلاوطن کیا یا جلاوطنی کی دھمکیاں دیں تو پھر اس قوم کو دنیا میں رہنا نصیب نہ ہوا) وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ اور نہ پاؤ گے آپ
ہمارے دستور میں کوئی تبدیلی (کہ آپ کے آنے کے بعد ہم نے اس قانون میں تبدیلی کی ہو کہ اس قانون کو منسوخ کر دیا ہو یا قانون میں اب نرم رویہ اختیار
کیا ہو ایسا بالکل نہ) **نجم الآیۃ** بیان الاهلاك على اخراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ وفيه بيان ايضا على عظمة شان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پیچھے بیان ہے کفار کی سخت مخالفت کا آگے بیان ہے کہ آپ ان کی مخالفت کی طرف ذرا بھر بھی توجہ نہ دیں بلکہ اپنے رب
کی عبادت کی طرف متوجہ رہیں جس کا اعلیٰ شعبہ نماز ہے اور باجماع مفسرین اس آیت میں پانچوں نمازوں کی طرف اشارہ ہے فرمایا اَقِمِ
الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ قائم رکھو نمازوں کو سورج ڈھلنے کے بعد تا اندھیرے رات تک (اس میں ظہر۔ عصر۔
مغرب۔ عشاء چار نمازیں آ گئیں) وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور (قائم کرو) صلوۃ الفجر کو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ بیشک فجر کی نماز ہے وقت حاضر ہونے
(فرشتوں کا) (کہ اس وقت رات والے فرشتے کراماً کاتبین اور دن والے جمع ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دونوں پارٹیوں کا اجتماع بابرکت ہے اسی طرح دونوں پارٹیوں
کا اجتماع عصر کے وقت بھی ہوتا ہے بنابریں عصر کی نماز کو الگ ذکر فرمایا (حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى) وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ
اور کچھ حصہ رات کا (جو آخری حصہ ہے) تہجد پڑھا کر واس میں نَافِلَةً لَّكَ درانحالیکہ وہ تہجد ایک زائد نماز ہے آپ کیلئے (علاوہ پانچ نمازوں کے
پھر فرضاً صرف آپ پر نہ امت پر یا نفلا بوجہ آپ کے آپ کی امت پر بھی) عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ قریب ہے کہ
جگہ دیدے آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں (یعنی شفاعت کبریٰ کا مقام جو کہ تمام بنی آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام عطا ہو گا شاید
یہ مقام بوجہ تہجد کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تتمہ کے حاصل ہو گا جس میں یہ بھی فرمایا جائے گا تسأل تعطى وتشفع فتشفع ليس احد
الا تحت لوائك وقال البغوی یجلسه على العرش وعن عبد الله بن سلام يقعده على الكرسی) **نجم الآیۃ** اثبات المقام المحمود
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد فرضیۃ الصلوات الخمس وبعد وجوب التهجد وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
اور دعا کیجئے کہ اے میرا رب داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا (دار الہجرۃ میں یا قبر میں) وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور نکالنا مجھ
کو سچا نکالنا (مکہ مکرمہ سے یا قبر سے) وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝ اور دے مجھ کو اپنی طرف سے (ان کفار پر) غلبہ
جو کہ نصرت اور مدد والا ہو (آپ کی طرف ہمیشہ کیلئے) **نجم الآیۃ** الادعیۃ للتعلی للاسلام ومقام الصدق فی الدارین وَقُلْ
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور (اخباریہ دعا میں) آپ فرما دیں کہ آ گیا دین برحق اور بھاگ گیا دین باطل اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝
بیشک دین باطل ہے بھاگنے والا۔ **نجم الآیۃ** الاعلان علی تعلی الحق ۔ پہلے بنی آدم کی تکریم عام کا بیان فرمایا (ولقد کرمنا
بنی آدم) اب بنی آدم کیلئے شفاء عام کا ذکر فرماتے ہیں وجاء فی الخبر من لم يستشف بالقرآن فلا شفاه الله تعالى

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ اور اتارتے ہیں ہم قرآن میں سے جس سے روگ رفع ہوں وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور ہے رحمت
مؤمنین کیلئے وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۸۲ اور گناہ گاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے (کیونکہ وہ مانتے نہیں ہیں)
نجم الآیۃ الترغیب الی تصدیق القرآن فی ضمن الشفاء فی القرآن وآیات الشفاء ست (ویشف صدور قوم مؤمنین
شفاء لما فی الصدور ★ فیہ شفاء للناس ★ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ★ واذ مرضت فهو يشفين ★ قل للذين آمنوا
هدی وشفاء ★ آگے ظالمین کے خسارہ کے ایک نمونہ کا بیان ہے فرمایا وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اور جب ہم نعمت عطا کرتے ہیں کافر
انسان کو (قیل نزلت فی الولید بن مغیرۃ وقیل المراد بہ بعض الکفرۃ کیونکہ بعض کفرہ کے بارے میں آیا ہے (واذا مسه الشر فذو دعاء
عریض) اَعْرَضَ تو ہم سے منہ موڑ لیتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور کروٹ پھیر لیتا ہے (یعنی تکبر کرنے لگتا ہے) وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جب اس کو
پہنچتی ہے کوئی تکلیف كَانَ يَئُوْسًا ۸۳ تو نا امید ہو جاتا ہے (رفع تکلیف سے) **نجم الآیۃ** اعراض بعض الکفرۃ فی حال
التنعم والیأس فی حال الشدۃ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص (خواہ مؤمن ہو یا کافر ہو) کام کر رہا ہے اپنے طریقہ
پر فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۸۴ سو آپ کا رب خوب جانتا ہے اس کو جو زیادہ ٹھیک راستہ پر ہے (تو پھر اس کو خوب ع
جزاء خیر سے نوازیگا **نجم الآیۃ** تذییل لما سبق وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ اور پوچھتے ہیں یہ لوگ آپ سے (امتحانا) روح کے بارے
میں (کہ اسکی کیا ہے حقیقت) روی ان الیہود قالوا القریش سلوہ عن اصحاب الکہف - وعن ذی القرنین وعن الروح فان اخبرکم عن
اثنین (الاولین) وامسك عن واحدة (ای الاخیرۃ) فھو نبیّ فاخبرھم عن الاولین کما سیأتی فی سورۃ الکہف وقال فی الروح)
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہوئی ہے (بس اتنا اجمال سمجھ لو باقی اس کی مفصل حقیقت تم نہ
سمجھ سکو گے کیونکہ) وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۸۵ اور تم بہت تھوڑا علم دئے گئے ہو (باعتبار تمہاری تھوڑی فہم کے نیز اس کی
حقیقت سمجھنے کے تم مکلف بھی نہیں ہو) **نجم الآیۃ** التفصح فی الامور الخفا یا عادۃ للجہال التی لا سبیل لھم الی علمھا ★
تو ایسے قسم کے سوالات بھی (ولا یزید الظالمین الاخسارا) کے قبیلہ سے ہیں - آگے بیان ہے کہ روح کا علم تو کجا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وحی کے ذریعہ
والا علم یعنی قرآن مجید نازل شدہ کو بھی واپس سلب کر سکتا ہے تو قرآنی علوم سے بھی محروم ہو جاؤ گے یہ قرآنی علوم تمہاری جاگیر نہیں ہیں ولیکن وہ
اپنی رحمت سے ایسا نہیں کرتا کیونکہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا افضل ہے تو آپ کی برکت سے آپ کی امت بھی قرآنی علوم سے بہرہ ور رہے گی فرمایا
وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر آپ پر ہم نے وحی بھیجی ہے سب کی سب سلب کر لیں
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۸۶ پھر نہ پاؤ گے آپ ہمارے مقابلہ میں اسی وحی (کو واپس لانے) پر کوئی حمایتی اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ
رَّبِّكَ مگر بوجہ رحمت آپ کے رب کے (ایسا نہیں کریں گے) اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۸۷ بیشک آپ پر اس کا فضل بڑا ہے (تو
آپ کی برکت سے آپ کی امت بھی علوم قرآنیہ سے بہرہ ور رہے گی) **نجم الآیۃ** السوالات الرکیکۃ سبب لرفع البرکات

Marfat.com

باقی قرآنی علوم بہت بڑے عالیشان ہیں تو اس کا قدر کرو کہ ان کی تصدیق کرو پھر یہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ بھی ہے کہ اگر انس
وجن جمع ہو جائیں تو اس جیسے عالی مضامین والی کوئی کتاب نہیں بنا سکتے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ آپ فرما دیجئے کہ اگر جمع ہو جائیں تمام انسان اور تمام جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ تو ہرگز نہ لا سکیں
گے ایسا قرآن وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۸۸ گرچہ ہو جائیں یہ سب ایک دوسرے کے مددگار **نجم الآیۃ**
بیان علو شان القرآن ۔ آگے قرآن مجید کا علو باعتبار دلائل کے بیان ہے وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
اور ہم نے لوگوں کے نفع کیلئے ہر قسم کے عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کئے ہیں اس قرآن میں فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۸۹ پھر بھی نہیں
رہتے اکثر لوگ سوا انکار کے (تو اتمام حجت کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور کافر لوگ بھی انکار کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی وھذا المضمون
لھذہ الایۃ **نجم الآیۃ** آگے ان کے سوالات اقتراحی کا بیان ہے جو ان کے (کفورا) کی دلیل ہے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ
لَكَ اور کہتے ہیں یہ کفار مکہ ہم ہرگز آپ کے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے (یعنی آپ کو نبی برحق نہیں مانیں گے) حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ
يَنْۢبُوْعًا ۹۰ جب تک آپ نہ جاری کر دیں ہمارے لئے کوئی چشمہ سرزمین (مکہ) سے (تاکہ قلت پانی کی ختم ہو جائے) اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ
مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ یا ہو جائے آپ کیلئے کوئی باغ کھجور کا یا انگور کا فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۹۱ پھر جاری کر دیں آپ اس باغ
کے بیچ سے نہریں بہا کر (تاکہ آپ کی وجہ سے لوگوں کی بھوک ختم ہو جائے اور مزید آپ کی نبوت پر یہ معجزہ ہوگا بصورت دیگر جو کرنا ہے کر لو کما قال اللہ تعالیٰ
اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا یا گرا دے آپ ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے جیسا کہ آپ کہتے ہو (قال اللہ تعالیٰ (ان نشأ نخسف
بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السمآء) اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۹۲ یا لاؤ آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو سامنے
(ہمارے) اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اور ہو جائے آپ کیلئے گھر سونے کا بنا ہوا (جو کہ آپ کی نبوت کمال ہو جیسے بادشاہوں کیلئے
اونچی اونچی کوٹھیاں ہوتی ہیں) اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ یا چڑھ جاؤ آپ آسمان میں وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ اور نہ مانیں گے آپ کے
چڑھ جانے کو (آسمان پر) حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ جب تک کہ نہ اتار لائیں ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں (کہ اس میں آپ
کے آسمان پر چڑھنے کی تصدیق لکھی ہوئی ہو) آگے ان کے ان آٹھ سوالات اقتراحیہ کا مسکت جواب ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ فرما دیجئے
ع ۹/۱۰ پاک ہے رب میرا (کہ اس کی قدرت میں کوئی اور شریک ہو) هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۹۳ نہیں ہوں میں مگر ایک آدمی جو رسول بنکر
آیا ہوں (فرشتہ تو نہیں ہوں تاکہ آسمان پر چڑھ جاؤں اور صرف رسول ہوں اور رسول ہونے کیلئے یہ اختیارات لازم نہیں ہیں
نجم الآیۃ السوالات العنادیۃ سبب ایضا لکفرھم وکفورھم وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى
اور جبکہ لوگوں کے پاس ہدایت آچکی ہے (یعنی قرآن جو دلیل اعجازی ہے اوپر رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) لوگوں کو ایمان لانے سے
کوئی بات مانع نہیں رہی ہے اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۹۴ مگر یہ بات (مانع بنی ہوئی ہے کہ) کہتے ہیں یہ کافر لوگ

Marfat.com

کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی انسان رسول نہیں بن سکتا بلکہ فرشتہ رسول بن سکتا ہے آگے اس کا جواب دیا گیا ہے
تو وہ سوال بھی نہ رہا تو (فللّٰہ الحجۃ البالغۃ) قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ فرما دیجئے کہ اگر ہوتے زمین
پر فرشتے کہ اس پر چلتے پھرتے بسنے والے (زمین پر جیسے کہ اب انسان چل پھر رہے ہیں اور زمین پر ہی بستے ہیں) لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
مَلَكًا رَّسُوْلًا ۹۵ تو ہم اتارتے ان فرشتوں پر (جبکہ وہ انسانوں کی طرح مکلف ہوتے) آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر (تو جب ایسا نہیں ہے تو
تمہاری طرف فرشتہ کیسے رسول بنکر آتا بلکہ انسان ہی رسول بنکر آیا ہے کیونکہ تم انسان ہی زمین پر رہتے بستے ہو) **نجم الآیۃ**
سوال عنادی کے سبب ہونے کفر کا بیان ہے۔ باقی میں نے تم کو سب کچھ بتلا دیا ہے اور تمہارے شبہات کے سب جوابات دیدئے ہیں اب میرا اللہ گواہ کافی ہے قُلْ كَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فرما دیجئے کافی ہیں اللہ تعالیٰ گواہ (میرے حق بیان کرنے پر اور تمہارے نہ ماننے پر) میرے درمیان اور تمہارے
درمیان اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۹۶ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کو خوب جاننے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے۔
نجم الآیۃ التھدید علی التکذیب۔ آگے بیان ہے کہ ہدایت کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کو ہیں وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ
اور جس کو اللہ تعالیٰ راہ دکھلائے وہی ہے راہ پانے والا یعنی ہدایت یافتہ وَمَنْ يُّضْلِلْ اور جس کو اللہ تعالیٰ بے راہ کر دے (بوجہ اس کے تکذیب
واستہزاء وایذاؤں کے) فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ تو اللہ تعالیٰ کے سوا آپ کسی کو بھی ایسوں کا مددگار نہ پائیں گے وَنَحْشُرُهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا اور ہم اٹھائیں گے ایسوں کو دن قیامت کے منہ کے بل اندھا اور گونگا اور بہرا مَاْوٰىهُمْ
جَهَنَّمُ ٹھکانا ان کا جہنم ہے كُلَّمَا خَبَتْ جب بھی وہی دوزخ دھیمی ہونے لگے گی زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۹۷ النصف تو اسی وقت ہم ان پر اور
زیادہ بھڑکا دیں گے **نجم الآیۃ** منکرین کی سزا کا بیان ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا یہ ہے سزا ان کی اس
وجہ سے کہ انہوں نے انکار کیا تھا ہماری آیتوں کا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا اور کہا تھا کہ کیا ہم جب ہڈیاں ہو جائیں گے اور ریزہ ریزہ
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۹۸ تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے از سر نو پیدا۔ آگے ان کا جواب ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ جس اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ
يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وہ قادر ہے کہ پیدا کرے ان سب کو جیسے پہلے تھے وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ اور معین کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے
ان کے دوبارہ پیدا کرنے کی ایک میعاد جس کے آنے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۹۹ پھر بھی نہیں رہتے ظالم
لوگ سوا انکار کے **نجم الآیۃ** ازالۃ شبہ علی وقوع القیامۃ ★ آگے دوسرا جواب ہے ان کے سوال کا جو انہوں نے کہا تھا (لن نؤمن
لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا) فرمایا قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ آپ فرما دیجئے اگر تمہارے ملک
میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے (جیسے انہوں نے کہا تھا (حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا) یہاں تک کہ آپ جاری کر دیں سر
زمین مکہ سے کوئی چشمہ جو ہمارے ملکیت ہو) اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ تو اس صورت میں تم ضرور ہاتھ روک لیتے (یعنی

کسی کو پانی بھی نہ دیتے) بوجہ اندیشئے خرچ ہونے کے (تو پھر ایسی صورت میں چشمہ پانی کا فائدہ عوامی تو نہ ہوا اس لئے بھی تمہاری درخواست
رد ہے) وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ اور (کافر) انسان ہے دل کا بڑا تنگ **نجم الآیۃ** درخواست چشمہ پانی کی رد ع
ہونے کے سبب کا بیان ★ آگے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرماتے ہیں کہ کفار کے ایسے قسم کے سوالات سے غمگین نہ ہوئیں کیونکہ موسیٰ
علیہ السلام کو بھی ہم نے نو معجزات عطاء کیئے تھے بجائے اس کے کہ وہ مانتے الٹا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (مسحور) کہا تو اگر ہم آپ کو ان کے منہ
مانگے معجزات دے بھی دیں تاہم بھی یہ نہیں مانیں گے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ اور ہم نے دیئے تھے موسیٰ علیہ السلام کو نو
معجزات صاف صاف وھی العصا والید البیضاء والجراد والقمل والضفادع والدم والطوفان والسنون ونقص الثمرات فَسْئَلْ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ سو آپ پوچھ سکتے ہیں بنی اسرائیل سے جب آئے تھے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام (اس پوچھنے اور پوچھوانے سے
مقصد تصدیق ہو رہی ہے کہ یہ جو پھر یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے نبی ماننے پر مجبور ہو جائیں گے) فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ
لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝ تو (ان معجزات کے جواب میں) موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے کہا بیشک میں گمان کرتا ہوں آپ کے بارے میں اے موسیٰ
علیہ السلام کہ آپ پر جادو کا اثر ہے (جس سے آپ مخبوط الحواس ہوگئے ہو تو ہم کیسے آپ کی باتوں پر اعتبار کریں تو فرعون کا ایسا جواب دینا خود اس کے
مخبوط الحواس ہونے کی دلیل ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دلیل سے سمجھایا) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے البتہ تو جان چکا ہے کہ نہیں بھیجے ہیں یہ عجائبات خاص قسم کے مگر آسمان اور زمین کے مالک نے درانحالیکہ
یہ عجائبات بصیرت کیلئے کافی ہیں (تو ان کی وجہ میں کیسے (مسحور) ہوگیا تو عقل سے کام لے) وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ ۱۰۲
اور بیشک میں یقین کرتا ہوں تیرے بارے میں اے فرعون کہ تو غارت ہونے والا ہے اور خیر سے تیرا رخ پھیرا ہوا ہے فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ
مِّنَ الْاَرْضِ پھر چاہا فرعون نے کہ بنی اسرائیل کے زمین مصر سے قدم اکھاڑ دے اور ان کو [illegible] (کہ سخت تکلیفیں دیو سے
تاکہ یہ خود نکل جائیں ورنہ ہمیں ان سے بغاوت کا خطرہ ہے وھذا فی حق موسیٰ علیہ السلام کما قال اللہ تعالیٰ فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم (وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منہا واذا لا یلبثون خلافک الا قلیلا) فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ ۱۰۳
پھر (قبل اس کے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کہ ان کے لڑکوں کو ذبح کروائے الخ) اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے (گرفتاری کی نیت سے)
سب کو غرق کر دیا وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور کہا ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے کے بعد اسْكُنُوا
الْاَرْضَ سرزمین مصر میں سکونت اختیار کر لو (یعنی اب ہم نے تم کو اس کی سرزمین کا مالک کر دیا ہے یہ دنیاوی زندگی کی حد تک بات ہے)
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پھر جب آجائے گا وعدہ آخرت کا جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ ۱۰۴ لے آئیں گے ہم تم کو (میدان محشر میں) سمیٹ کر
(مخلوط شکل میں نہ مالکانہ شکل میں) **نجم الآیات** التھدید لکفار مکۃ فی ضمن قصۃ فرعون وملاہ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ
وَبِالْحَقِّ نَزَلَ اور سچائی کے ساتھ ہم نے اس قرآن کو (اپنی طرف سے) نازل کیا ہے اور سچائی کے ساتھ یہ قرآن (آپ پر) نازل ہوا ہے

(یعنی جیسے یہ قرآن مُوحی کی طرف سے چلا تھا ویسے ہی بعینہٖ مُوحیٰ الیہ پر اترا ہے اس میں کچھ بھی ردوبدل نہیں آیا) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۱۰۵ اور نہیں رسول بنا کر ہم نے آپ کو بھیجا ہے مگر صرف خوشخبری دینے والا (ماننے والا کو) اور ڈرانے والا (نہ ماننے والا کو) **نجم الآیۃ** صداقت قرآن کا بیان اور اثبات رسالت رسول اللہ کا بیان ★ آگے قرآن مجید کے علاوہ اس کی سچائی کے اور خوبیوں کا بیان ہے وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ اور قرآن میں ہم نے (آیات میں) جابجا فصل رکھا لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ تاکہ آپ اس قرآن کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں (یعنی آیت آیت کر کے پڑھیں تاکہ اچھے طریقہ سے اس کو لوگ سمجھیں اور یاد کریں اور مزید یہ کہ واقعات کے مطابق قرآن کو تدریجا فتدریجا حسب ضرورت نازل کیا ہے فرمایا وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝۱۰۶ اور ہم نے اتارا ہے قرآن مجید تدریجا فتدریجا **نجم الآیات** فوائد قرآن کا بیان۔ آگے بیان ہے کہ کوئی قرآن کو مانے یا نہ مانے آپ فکر مند نہ ہونا قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا فرمادیجئے (ان کفار کو) ایمان لاؤ تم اس قرآن کے ساتھ یا نہ ایمان لاؤ (قرآن مجید کو کوئی فرق نہیں آئے گا تمہارے ایمان لانے سے نہ قرآن مجید میں کمال کا اضافہ ہوگا اور نہ تمہارے ایمان نہ لانے سے اس میں کوئی نقصان آئے گا ایسے قسم کے اختیارات تہدیدی ہوتے ہیں **نجم الآیۃ** التهديد على عدم الايمان بالقرآن اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ بے شک جو لوگ دیئے گئے تھے علم پہلے نزول قرآن کے (یعنی اہل کتاب کے منصف مزاج کے علماء) اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ جب پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے یہ قرآن يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷ تو گر جاتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل (یعنی مونہوں کے بل) سجدہ میں وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے (وعدہ خلافی سے) اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸ بیشک وعدہ ہمارے رب کا پورا ہی ہوتا ہے (یعنی کتب سابقہ میں قرآن مجید کے نزول کا وعدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا تھا اور وہ پورا فرمایا وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۱۰۹ سجدہ اور ٹھوڑیوں کے بل جو گرتے ہیں تو روتے ہوئے (گرتے ہیں) اور زائد کرتا ہے یہ قرآن (سماننا) ان کو عاجزی میں **نجم الآیۃ** تصديق القرآن من جانب علماء اهل الكتاب ★ آگے ترغیب ہے دعاء کی بوسیلہ اسماء الحسنی کے پھر ان میں سے یہ دو اسماء یعنی رحمٰن اور رحیم اشرف الاسماء ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز دعا میں یا اللہ یا رحمٰن کہکر اللہ تعالی وحدہ لاشریک لہ کو پکارا تو مشرکین نے کہا کہ ہمیں تو متعدد آلہ کے پکارنے سے روکتے ہیں اور خود تو دو معبودوں کو پکار رہے ہیں تو ان کے جواب میں فرمایا کہ ذات اللہ تعالی کی ایک ہے اور اس کے اسماء متعدد ہیں تو تعدد اسماء سے تعدد ذوات کا لازم نہیں آتا ہے بلکہ اس ذات وحدہ لاشریک لہ کیلئے ان دو اسموں کے علاوہ اور اسماء بھی ہیں جو سب کے سب اسماء الحسنی ہیں ★ میمون بن مھران نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لکھتے تھے (باسمک اللّٰھم) جب نازل ہوئی آیت (انه من سليمان وانه بسم الله الرحمٰن الرّحيم) تو پھر اسی طرح کا تسمیہ لکھتے تھے تو مشرکین عرب نے کہا کہ رحیم کو تو ہم جانتے ہیں اور رحمٰن کون ہیں کما قال اللہ تعالی نقلا عنهم (قالوا وما الرحمن) کیونکہ لفظ رحمٰن کا بنی اسرائیل کے ہاں اللہ تعالی کا نام مستعمل تھا اور لفظ رحیم کا بنی اسماعیل کے ہاں اللہ تعالی کا نام مستعمل تھا تو قال اللہ تعالی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آپ فرمادیجئے کہ (اللہ تعالی کو) اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو اَيًّا مَّا

سجدہ (۲)

Marfat.com

تدعوا فلہ الاسماء الحسنی جس نام سے بھی پکاروگے (تو صحیح ہے) کیونکہ اس ذات وحدہ لاشریک لہ کیلئے (ان دونا موں کے علاوہ)
اور نام بھی بہت اچھے اچھے ہیں وقال الامام الرازی تقدیم اسم اللہ تعالی علی اسم الرحمن یدل علی قولنا (اللہ) اعظم الاسماء
نجم الآیۃ الترغیب بالدعاء اللہ وحدہ لاشریک لہ بالدعاء بالاسماء الحسنی ★ پہلے فرمایا تھا (ویخرون للاذقان
سجدا) جس میں توحید افعالی کا بیان ہے اور اسی آیت مذکورہ میں توحید اقوالی کا بیان ہے آگے پھر توحید افعالی کا بیان ہے یعنی صلوۃ کا جس میں جہری
صلوۃ میں قراءۃ کے جہر کے اعتدال کا بیان ہے کیونکہ زیادہ جہر کافروں کو تلوار کی طرح لگتا تھا فرمایا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ ۱۱۰ اور (اپنی جہری نماز میں) نہ تو زیادہ جہر کرو اور نہ زیادہ اخفاء (کہ پہلی صورت میں مشرکین سنکر گالیاں
دیتے تھے دوسری صورت میں مقتدی بھی نہ سن سکیں گے) اور دونوں کے درمیان (ایک متوسط) طریقہ اختیار کر لیجئے (تاکہ مقتدی سن سکیں
اور مشرک نہ سنیں) یا معنی ہے کہ اللہ تعالی سے جو دعاء مانگو نہ زیادہ جہر سے اور نہ اخفاء سے بلکہ ایک اعتدال کے آواز سے ہو) آخر میں خلاصہ
کا بیان ہے وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اور فرمادیجئے کہ سب تعریفیں اس اللہ کیلئے مخصوص ہیں جس نے نہیں رکھی اولاد
وھذا رد لاھل الکتاب کما قال اللہ تعالی (وقالت الیھود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ) وقالت بعض قبائل العرب
الملائکۃ بنات اللہ) وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ اور نہیں ہے کوئی سلطنت میں شریک (جیسا کہ مشرکین نے معبودان باطلہ
ع ۱۲/۱۱/۱۲ تجویز کئے ہوئے تھے) وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور نہیں ہے اس کا کوئی مددگار بوجہ کمزوری اس کے (کہ مثلا آسمان بنانے میں کچھ کمزوری
لاحق ہو رہی ہو تو مثلا فرشتوں نے مدد کی ہو نہیں نہیں) وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ۱۱۱ اور اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرو اس کو بڑا
سمجھ کر **نجم الآیۃ** الترغیب الی الوظیفۃ التحمیدیۃ والکبریائیۃ ★ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من قرء سورۃ بنی اسرائیل فرق قلبہ عند ذکر الوالدین - کان لہ قنطار فی الجنۃ والقنطار الف
اوقیۃ ومأتا اوقیۃ والحمد للہ اللھم زحزحنا عن النار وادخلنا الجنۃ بغیر مناقشۃ فی الحساب وصل
اللھم علی فخر الرسالۃ سید المرسلین وخاتم النبیین الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ **تفسیر
کوثری** کا نصف حصہ بتاریخ ۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ کو اختتام پذیر ہوا ہے یعنی اس کے چار اجزاء ختم ہوئے
ہیں اور دربار عزاسمہ میں نہایت تضرع وخشوع وخضوع کے ساتھ عرض ہے کہ اس کو قبول فرمائیں اور اتمام تک
پہنچائیں اور اس کا ابتداء ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کو ہوا تھا اسی اثناء میں ساڑھے تین ماہ کا وقفہ ہو گیا تھا بوجہ سعادت
زیارت حرمین شریفین کے اور بوجہ تعلیم دورہ تفسیر قرآن مجید کے ۔ والحمد للہ والصلوۃ
والسلام علی رسول اللہ
خیر الختام

Marfat.com

ذخیرہ
محمد و ادریس

تصنیفات جامعہ

	نام کتاب		مطبوعہ غیر مطبوعہ	نام مصنف
۱	تفسیر تبیان الفرقان	عربی	مطبوعہ	الاستاذ فی التفسیر و الحدیث محمد شریف اللہ مولویانوی یغفرہ اللہ تعالیٰ
۲	التفسیر البدیع	عربی	مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۳	التفسیر الکوثری	اردو	مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۴	تفسیر تیسیر القرآن	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۵	مقدمۃ القرآن	عربی	مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۶	مقدمۃ القرآن	اردو	مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۷	الکوثر البخاری دو جزء	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۸	الکوثر الشمسی شرح ترمذی الی کتاب الصلوۃ	عربی اردو	مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۹	تنویر المشکوۃ حاشیہ مشکوۃ مکمل	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۱۰	تعلیم الفرائض شرح سراجی	اردو	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۱۱	حاشیہ ھدایہ	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۱۲	رأفۃ الرحیم شرح بخاری مع مفصل کتاب التفسیر (۲۱ پارہ)	عربی	غیر مطبوعہ	تاج العلماء الاستاذ فی الحدیث عبد الرحیم مولویانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۳	فتوح الرحیم شرح ترمذی تا کتاب الصلوۃ	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۱۴	حاشیہ بیضاوی تا پانچ پاؤ	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃
۱۵	حاشیہ توضیح	عربی	غیر مطبوعہ	〃 〃 〃 〃

شعبہ تصنیف جامعہ تفسیریہ شمس العلوم

رحیم یار خان پاکستان